© مكتبة دار السلام، ١٤٢٧هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
السجستاني، ابوداود سليمان الاشعث الازدي
سنن ابوداود باللغة الاردية /ابوداود سليمان الاشعث الازدي السجستاني - الرياض، ١٤٢٧ هـ
ص: ٨٧٥ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٣-٧-٩٧١٤-٩٩٦٠
١- الحديث - سنن أ. العنوان
ديوي: ٢٣٥,٤ ١٤٢٧/٢٤٥٧
رقم الإيداع: ١٤٢٧/٢٤٥٧
ردمك: ٣-٧-٩٧١٤-٩٩٦٠

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.dar-us-salam.com

● طریق مکہ۔العلیا۔الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● الملز۔الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
● سویلم فون: 2860422 1 00966 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
● مدینہ منورہ موبائل: 503417155 00966 فیکس: 8151121 ● خمیس مشیط فون: 2207055 7 00966 موبائل: 0500710328
● الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624
لندن فون: 4885 539 208 0044 فیکس: 5394889 208
امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431
❷ نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36 - لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com
❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
❸ موں مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون: 7846714

کراچی شوروم Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ کراچی
فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937
Email: darussalamkhi@darussalampk.com

اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

جلد اوّل

سُنن ابُو داود (اُردو)

کتاب الطّہارۃ ———— کتاب صلوٰۃ السّفر

تالیف

امام ابُو داؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابُو طاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرِ ثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ

دارُالسّلام

کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی اِدارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

اِسلام آباد • کراچی • لندن • ھیوسٹن • نیو یارک

DARUSSALAM
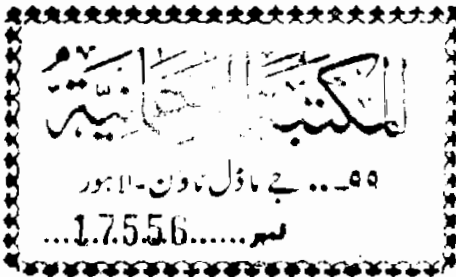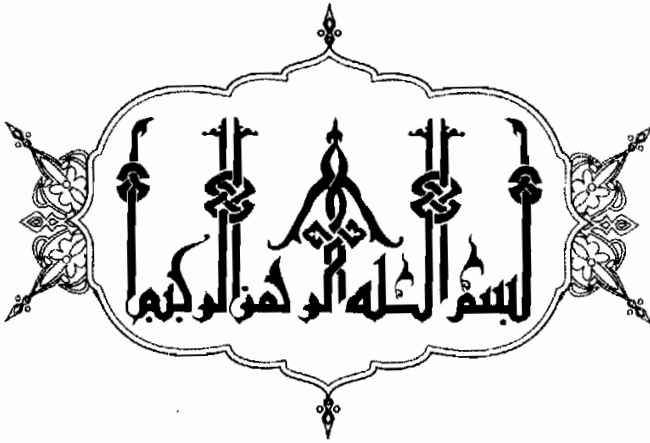
الٰہ العالمین! خدمتِ حدیث کی اس توفیق پر جس سے تو نے ہمیں نوازا' ہماری جبینِ نیاز تیری بارگاہِ عالی میں جھکی ہوئی ہے' ہمارے قلوب جذباتِ تشکر سے مملو ہیں اور زبان پر تیری حمد وثنا کے ترانے جاری ہیں۔

يارب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك ولعظيم سلطانك.

بارِ الٰہا! ہماری التجا ہے کہ جس طرح تو نے اپنے حقیر بندوں کو اس عظیم خدمت کے شرف سے مشرف فرمایا ہے' اسی طرح اسے دنیا اور آخرت میں قبولیت کا اعزاز بھی عطا فرما۔

اللهم تقبل مِنّا كما تتقبل من عبادك الصالحين.

دنیا میں اس طرح کہ احادیث کی ان مترجم کتابوں کو لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کا باعث بنا اور آخرت میں ہماری اس سعیٔ بے بضاعت کو ہماری نجات کا' نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت کا اور اپنی رحمت ومغفرت کا ذریعہ بنا۔ آمین یا رب العالمین.

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

(مدیر ورفقائے ادارہ)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

نضّر الله امرأً سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

صدق حبيب الله

"اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سُنی، پھر اسے یاد کر کے لوگوں تک پہنچا دیا"

(سُنن ابوداؤد، العِلم، حدیث:۳٦٦٠)

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ
الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ
أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ
الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ
اچھی طرح سُن لو! مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ
اس کی مثل (سنت) بھی، خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سُنّت) بھی۔ (مسند احمد ۲/ ۱۳۱)

فہرست مضامین (جلد اوّل)

عرضِ ناشر

انسانیت کی ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے ایک بندۂ مسلم کے سامنے صرف دو مستند حوالے اور راستے ہیں' جن کا مقصود اور منزل ایک ہے۔ ان میں سے ایک طریق قرآن حکیم کی آیات بیّنات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ایک دوسرا جادۂ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن ہو یا سنت ان دونوں کا مقصود و مطلوب اور مقام ایک ہی ہے۔ دونوں کی نوعیت اور دونوں کا لزوم ایک دوسرے کے لیے تکمیلی شان پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تصریح کے لیے خود سنت اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام و نصوص کے لیے اگر ذخیرۂ سنت اور سرمایۂ احادیث موجود نہ ہو تو دین و شریعت کا ماخذ اوّل خود چیستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ سنت اور احادیث میں جو تشریحی اور توضیحی سرمایہ ہے' یہ کسی ایک شخص کی ذاتی اور ذہنی اختراعات نہیں بلکہ نبیٔ صادق و مصدوق ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسّر آتا تھا۔ یہی باعث ہے کہ قرآن مجید کو وحیٔ متلو اور حدیث کو وحیٔ غیر متلو کہا جاتا ہے۔

انسان نے آج تک علم و فن کی تاریخ میں جتنے علمی' تحقیقی اور فنی کارنامے سرانجام دیے ہیں' ان میں علم حدیث ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی طرح تو بہت سی الہامی کتابوں اور صحائف کا ذکر ملتا ہے' مگر علم حدیث کی مانند کسی دوسرے علم کا وجود دکھائی نہیں دیتا' حتیٰ کہ علم الحدیث کی وضاحت و تشریح کے لیے جو دوسرے علوم و فنون ایجاد ہوئے' ان کی طرح کسی دوسرے علم و فن کا نمونہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ علم حدیث کی ضرورت و اہمیت اور جمع و ترتیب کے لیے خود قرآن مجید میں واضح اشارات اور ترغیبات موجود ہیں۔ احادیث کے حصول کے لیے محدثین نے جس قدر محنت و مشقت کی ہے اور اس کی صحت و استناد کے لیے جو سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا ہے اور پھر اس کی تدوین کے لیے جس نوع کی ریاضت کی ہے' یہ سب امور باہم مل کر اس علم کو اسلامی علوم کا افتخار بنا دیتے ہیں۔ محدثین کے اس جذب و شوق کے نتیجے میں صحاح ستہ کا عظیم ذخیرہ امت کی

ہدایت کے لیے مرتب ہوا' صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا' الصحیح' المصنف' الجامع' السنن' المسند' المستدرك' المستخرج اور المعجم کے عناوین کے تحت احادیث کا سرمایہ جمع کیا گیا۔ محدثین نے امت کی دینی ضرورتوں کے تحت ان کے بہت سے انتخابات بھی شائع کیے جن میں مشارق الأنوار' جامع الأصول' الترغيب والترهيب' شرح السنّة' رياض الصّالحين' عمدة الأحكام' منتقى الأخبار' مشكوٰة المصابيح' مجمع الزوائد' زاد المعاد' بلوغ المرام' كنز العمال' الجامع الصغير' تيسير الوصول' عقود الجواهر' التّاج الجامع' اور اللؤلؤ والمرجان وغیرہ معروف ہیں۔

عربی زبان میں ''حدیث'' کا لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ لغوی طور پر یہ لفظ گفتگو' نئی بات' قابل ذکر واقعہ' نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے' مگر جب حدیث کا لفظ ایک اصطلاح کے بطور استعمال ہوتو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال وافعال اور اعمال واحوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابۂ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے' وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو دیگر اصطلاحات میں سنت' خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرۂ حدیث قولی' فعلی یا تقریری نوعیت سے تعلق رکھتا ہے۔ البتہ بعض حضرات نے آپ کے شمائل (خصائل وعادات) کو بھی گنجینۂ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرۂ حدیث کی وسعت' قطعیت' حجیت' صداقت اور عالمگیریت ایک امر مسلّم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم وقرطاس اور تحریر ونگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ ﴿الذی علم بالقلم﴾ (العلق) اور ﴿نٓ' والقلم وما يسطرون﴾ (القلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب وحجاز کے لوگ جو استحضار (حفظ وضبط) کو اپنا شرف وافتخار سمجھتے تھے' اب ان کے ہاں تحریر وتسوید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ قرآن مجید کے پچاس سے زائد کاتبوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مگر احادیث کی روایت وکتابت کا عہد بہ عہد ایک وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔ خود عہدِ رسالت میں جن امور کو باقاعدہ لکھا جا رہا تھا' ان میں قرآنِ مجید کے علاوہ اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے' مکتوبات نبوی' دستور مملکت' خطبات نبوی' معاہدات' ہبہ نامے' امان نامے' مردم شماری' غلاموں کی آزادی کے پروانے' مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمّال کے نام سرکاری ہدایات' بیت المال میں آمد وخرچ کی تفصیلات اور متعدد صحابہ کا ذخیرۂ احادیث جو آپ کے افعال کی رؤیت یا

گفتگو کی ساعت پر مشتمل ہوتا تھا...... یہ مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تحریری ذخیرہ آپ کے زمانۂ نبوّت سے متعلق ہے' جسے ایک شرعی مسئولیت اور کمال ضبط واحتیاط سے لکھا جاتا رہا تھا اور عہد صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا' اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابۂ کرام ؓ کو ہدایت کی کہ وہ علم کو قیدِ کتابت میں لائیں۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابوشاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔ یوں آپ ﷺ نے جب دین وشریعت کی تعلیمات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی دعوت دی تو شاہدین نے عالم الغیاب میں رہنے والوں تک نبی ﷺ کی سنت اور احادیث کو تحریر وتقریر کے ذریعے سے منتقل کیا۔

عہدِ نبوی اور دورِ صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات وادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت ودرایت' جرح وتعدیل اور مصطلحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرۂ حدیث کی حفاظت' ثقاہت' وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا۔ ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا سب سے امتیازی علم اور فن ہے' جس پر "الإصابه فی تمییز الصحابه" کو ایڈٹ کرتے ہوئے جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

''دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو' جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔''

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنان اسلام' منافقین اور بعض دجاجلہ نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کر کے پھیلانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت' مشاہداتی قوت' علمی ادراک' تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وضّاعین کا مقابلہ کیا اور ذخیرۂ حدیث سے ان وضّاعین کی روایات کو صاف نکال باہر کیا اور اس موضوع پر اپنے منہج کی سائنسی بنیادوں کو جس وضاحت وصراحت سے بیان کیا' یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا افتخار ہے۔ محدثین نے قیامت تک کی نسلوں کے لیے ذخیرۂ حدیث کے متن کو محفوظ کر دیا۔ یوں ایک طرف روایت وکتابت کے ذریعے سے اور دوسری طرف مسنون شخصی اعمال کے ذریعے سے یہ ذخیرۂ سنت' گنجینۂ سیرت اور سرمایۂ علم ومعرفت جمع اور محفوظ ہو رہا تھا۔ اس طریق اور منہج کی تفصیلات سے علوم الحدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں مگر ہم یہاں اپنے قارئین کے لیے ایک تاریخی دلچسپی کو بیان کرتے ہیں:

عباسی عہد میں ہارون الرشید نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا' اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں؟ جن میں میں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے' حالاں کہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا۔ اس پر ہارون نے کہا:

"أين أنت يا عدوّالله من أبي إسحاق الفزاري وعبدالله بن مبارك ينخلانها' فيخرجانها حرفًا حرفًا"

''اے اللہ کے دشمن! تم ابواسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟ جو ان کو چھلنی کی طرح چھان کر ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے۔''

علم حدیث کی حفاظت' قطعیت' حجیت' اور دفاع میں محدثین نے جو بے مثال اور تاریخی خدمات انجام دی ہیں' اس کے تذکارِ جلیل کا یہ موقع نہیں مگر یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد اس چشمۂ صافی کو محدثین عظام ﷭ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت' جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرۂ حدیث کی تنقیحات و تصریحات سامنے آ گئیں تو پھر ان کی روشنی میں تدوین حدیث کا عظیم الشان مرحلہ سامنے آیا جس کی ضوفشانیوں میں کتب ستہ کے علاوہ مصنفات' جوامع' سنن' مسانید' معاجم' مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام ﷭ کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسئولیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا۔ جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروح و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں ارباب تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں۔ مگر ان میں صحاح ستہ کی کتب گلستانِ حدیث میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

میرے لیے یہ سعادت کی بات ہے کہ میرا خاندانی تعلق علمائے کرام اور کاتبان کتاب و سنت سے ہے۔ مدت العمر سے مجھے اسلام کے ایمانی اور روحانی مرکز حجاز میں قیام کے مواقع حاصل ہیں۔ میں اپنی اس خوش نصیبی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ چند سال قبل'' دارالسلام'' کے نام سے ہم نے جس مرکزِ علم و تحقیق اور ادارۂ طباعت و اشاعت کی بنا ڈالی تھی' اس نے اسلامی موضوعات کے مختلف عنوانات پر سینکڑوں کتابیں دنیا کی متعدد زبانوں میں شائع کی ہیں۔ ان کتب نے اپنے تحقیقی مزاج' اسلام کے مصادرِ اصلیہ اور طباعتی ذوق کے باعث

قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کیا ہے' مگر ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور شگفتہ اُردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر ہر حدیث کے نتائج وفوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام ممکنہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زمانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو تو اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دورِ جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہن کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے۔ کتب ستہ کے ان تراجم وفوائد پر ایک مدت سے خاموشی کے ساتھ برصغیر کے اہل علم اور محققین بڑی دل جمعی اور طمانیت کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ ولِلّٰہ الحمد کہ صحیحین کے بعد سنن اربعہ میں سے ایک جزوِ اعظم سنن ابی داود پر کام مکمل ہو گیا ہے۔

اس کتاب کے فاضل مترجم مولانا ابوعمار عمر فاروق سعیدی فاضل مدینہ یونیورسٹی' شیخ الحدیث و مدیر التعلیم جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی ﷾ ہیں' جنہوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس کا ترجمہ مکمل کیا اور اکثر و بیشتر احادیث کے فوائد و مسائل بھی تحریر کیے۔ اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ زبیر علی زئی ﷾ نے کی ہے' جس کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقائے ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبدالخالق ﷿ نے نہایت جاں فشانی اور ذمہ داری سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار اور حافظ محمد آصف اقبال ﷿ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی۔ علاوہ ازیں فوائد و مسائل میں تحقیقی اور علمی اضافے بھی کیے نیز ثانی الذکر نے جدید اسلوب کے مطابق کتابیات کی ابتدا میں' کتاب میں مذکور مسائل کا خلاصہ علمی و تحقیقی انداز میں بھی تحریر کیا ہے تاکہ قارئین جملہ مسائل کو ایک ہی جگہ ملاحظہ کر سکیں۔

ادارے کے سینئر ریسرچ سکالر محترم پروفیسر محمد یحییٰ جلالپوری ﷾ نے جدید عصری مسائل کے حل اور ان کے شرعی انطباق میں خصوصی طور پر علمی و تحقیقی شذرے تحریر فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں مفسر و مترجم اور مصنف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ مدیر شعبۂ تحقیق و تصنیف دارالسلام لاہور نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی کی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کا اضافہ کیا۔ آخری مرحلہ میں مرکز علمی دارالسلام' ریاض میں قاری محمد اقبال عبدالعزیز اور ان کے ساتھیوں نے دقت نظر سے پوری کتاب کا مراجعہ کیا اور حسب ضرورت اصلاحات کا اہتمام کیا۔ **فجزاهم الله أحسن الجزاء في الدنيا والآخرة**۔ سنن ابوداود کی

تیاری کے فنی مراحل کمپوزنگ، ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان، اخلاص الحق ساجد، شیخ محمد یعقوب اور عبدالجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جملہ احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

ان جملہ احباب کی شبانہ روز محنت کے باعث سنن ابی داود کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز اُردو خواں حضرات' علمائے دین' قانون دانوں' اساتذہ' طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد نے جس مسلسل محنت اور اس منصوبے کے لیے جس انہماک اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام' الریاض۔ لاہور

ربیع الأول 1427ھ/ اپریل 2006ء

عرضِ مترجم

قرآنِ مجید فرقانِ حمید اللہ عزوجل کی آخری کتاب اور دین اسلام کی اساس ہے۔ حدیث نبوی اس کی شرح وتفسیر اور بیان ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا فرض کفایہ اور انتہائی سعادت اور برکت کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث نبویہ کی محبت اور ان کے حفظ وضبط کا شوق، درس، تدریس اور اشاعت کا اہتمام امت مسلمہ کے اندر روزِ اوّل سے موجزن رہا ہے۔ اور یہ ایک نہ ختم ہونے والا جذبہ ہے جو اسلام کے دین فطرت ہونے اور اس کی حقانیت کی زبردست دلیل ہے۔ اللہ عزوجل کی حکمت عجیبہ ہے کہ ہر ہر دور میں انتہائی قابل اعتماد، مقبول خلائق اور نابغۂ روزگار قسم کے علماء اور شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی دعوت وتبلیغ اور شریعت اسلامیہ کی نگہبانی کے لیے حفاظتِ حدیث کے مشکل ترین عمل کو اپنے جیتے جی ایک محبوب ترین دل پسند مشغلہ بنائے رکھا۔ دنیائے دُوں کی کوئی کشش، سفر وحضر کی کوئی مشقت اور اپنے پرائے کی کوئی الفت انہیں اپنے اس محبوب مشغلے سے باز نہ رکھ سکی۔ تقبل اللّٰہ جهودهم و جزاهم عن الاسلام والمسلمين خيرالجزاء.

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد زریں کے بعد دورِ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام سے لے کر اب تک یہ علم بطور ایک فن انتہائی تروتازہ اور شاداب ہے، دنیا کا کوئی گوشہ ایسے افراد سے خالی نہیں رہا ہے جہاں اس علم نبوت کی آبیاری نہ ہو رہی ہو۔ کم یا زیادہ، ہر جگہ ایسے لوگ موجود ہیں اور حدیث کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ اللہ کریم ان کی مساعی قبول فرمائے۔

ان سعادت مندان میں ادارۂ دارالسلام کے کارپردازان بالخصوص اس کے مدیر محترم جناب عبدالمالک مجاہد صاحب حفظہ اللہ کی فکری وعملی جولان گاہ انتہائی مبارک اور قابل داد ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے اپنی تمام تر مساعی بروئے کار لا رہے ہیں۔ قرآنِ مجید، کتبِ ستہ اور دیگر دواوینِ حدیث کے متون وتراجم بنی نوع انسان تک پہنچانے کا عزم کیے ہوئے ہیں اور بڑی حد تک اسے عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے، استقامت دے اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔

''سنن ابوداود'' شریعت اسلامی اور احادیث نبویہ کا وہ عظیم الشان دیوان ہے جسے امت مسلمہ کے علماء وعوام میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس میں فقہائے امت اور مفتیانِ شرع متین کیلئے وہ تمام حدیثی دلائل جمع کر دیے گئے ہیں جو فقہائے اسلام نے اختیار کیے ہیں اور ان کا مستدل رہے ہیں۔ ضرورت تھی کہ اس عظیم کتاب کا ایک عمدہ اور آسان ترجمہ مع فوائد ومسائل ایک نئے قالب میں اُردوخواں طبقہ کے سامنے پیش کیا جائے جو ان کی روحانی غذا کا کام دے۔ اس سے پہلے مولانا نواب وحید الزمان خان صاحب رحمہ اللہ کا ترجمہ جو ایک عرصے سے متداول اور معروف چلا آ رہا ہے' اپنی زبان کی قدامت کی بنا پر بعض طبیعتوں کیلئے گراں اور نامانوس محسوس کیا جاتا تھا اور نواب صاحب مرحوم نے فوائد حدیث بھی خاص خاص مقامات ہی پر درج فرمائے تھے۔

چنانچہ اس غرض کے لیے احباب ادارہ بالخصوص حافظ عبدالعظیم اسد صاحب حفظہ اللہ اور ان کے رفقائے کرام نے راقم عمر فاروق السعیدی سے ملاقات کر کے اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی دعوت دی' جو میں نے اپنی سعادت جانتے ہوئے قبول کر لی۔ یہ کام محض سعادت ہی نہیں بلکہ انتہائی بھاری بوجھ اور بڑی سخت ذمہ داری کا تھا جسے رحمت باری کے بعد ان مخلصین کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کے طفیل کسی قدر ادا کرنے کے قابل ہوا ہوں...... گر قبول افتد زہے عز وشرف!

اس عمل میں بنیادی نکات یہ تھے کہ ① ترجمہ سلیس اُردو زبان میں ہو۔ ① عربی متن کے قریب تر ہو۔ ② صحیح احادیث کے آخر میں اختصار سے فوائد ومسائل کی نشاندہی کی جائے۔ ③ اور فقہی قیل وقال سے بچتے ہوئے براہِ راست ارشاداتِ نبویہ سے سیراب ومستنیر ہونے میں اپنے قارئین کی مدد کی جائے...... چنانچہ یہ ''بضاعۃ مُزجاۃ'' (حقیری پونجی) پیش خدمت ہے' اس میں جو خیر وخوبی ہے وہ سراسر اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہے اور پھر اپنے فاضل اجلّہ اساتذہ کرام کی تفہیمات ہیں اور اپنے سلف صالحین کی خوشہ چینی۔ اور جو خطا وقصور ہے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔ اللہ عزوجل ہر قسم کی کج فکری یا غلط کیشی سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ اہل نظر اگر کسی خطا و زلل سے آگاہ ہوں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ اصلاح کر لی جائے۔

میں ''دارالسلام'' کے ادارۂ تحقیقات اور برادرانِ مراجعین کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے بیاضات کو انتہائی خوبی وکمال سے پُر کیا ہے اور کمزوریوں کی اصلاح کر دی ہے۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا وَاَحْسنَ الْجَزَاء.

✱ ترجمہ وفوائد کے مراجع : یہ علم سراسر علم منقول ہے۔ اس میں اجتہاد وصنعت کا کہیں کوئی دخل نہیں' سوائے اس کے کہ الفاظ وتراکیب اور ترتیب مضامین میں کوئی جدت ہو یا پھر مختلف الاحادیث میں جمع وتطبیق یا ترجیح کی کوئی نئی صورت اللہ عزوجل کسی کے دل میں ڈال دے اور پھر یہ سب باتیں بھی ہمارے سلف ؒ کی تراث میں موجود ہیں۔ اس وراثت کا مطالعہ کر لینا اور اسے سمجھ لینا اور ہضم کر لینا ہی بڑی بات ہے۔ بہر حال اس کام میں درج ذیل اہم مراجع میرے پیش نظر رہے ہیں اور اپنے عزیز طلبہ کو بھی انہیں مرکز توجہ بنانے کی نصیحت کرتا ہوں:

۞ ترجمہ قرآن مجید مع تفسیر احسن البیان ۞ عون المعبود ۞ بذل المجھود ۞ معالم السنن ۞ تھذیب السنن لابن القیم ۞ التلخیص الحبیر ۞ فتح الباری ۞ شرح نووی ۞ نیل الأوطار ۞ سبل السلام ۞ تیسیر العلاّم ۞ التعلیقات السلفیه علی النسائی ۞ مرعاۃ المفاتیح ۞ فتاوٰی ابن تیمیة ۞ زادالمعاد ابن القیم ۞ فقه السنه (سید سابق)' محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی ؒ کی تالیفات بالخصوص ۞ صحیح سنن ابی داود ۞ ضعیف سنن ابی داود اور ۞ ارواء الغلیل وغیرہ۔ اور لغت میں ۞ النھایة فی غریب الحدیث (ابن الاثیر) ۞ المنجد اور ۞ مصباح اللغات۔ مترجم اوّل جناب علامہ نواب وحید الزمان خان ؒ کی عمدہ تعبیرات اور مضامین کے اقتباسات بھی حسب مواقع درج کیے گئے ہیں۔

اللہ عزوجل ہمارے سلف صالحین اور اساتذۂ کرام کو اعلیٰ علیین میں بلند ترین مقام دے کہ ان کے فضائل و خیرات سے خوشہ چینی کر کے ہی ہم کچھ بیان کرنے یا لکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ رحمھم اللّٰه رحمة واسعة.

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کا وسیع علمی ماحول' اس کا جامع مکتبہ اور جامع الفاروق ماڈل کالونی کراچی کا ایک پُرسکون زاویہ میرے لیے اس کار خیر کی تسوید وتکمیل میں انتہائی ممد ومعاون رہا ہے کہ میں یہ تحفۂ علم وحکمت اپنے قدر دانوں کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوا۔ اور گھر میں امّ عمار صاحبہ (عطیّہ دختر حکیم فیض عالم صاحب مرحوم) کا شکریہ میرے ذمے ہے کہ اس نے اپنی بیماری تک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے میری غیر حاضری کو قبول اور برداشت کیا اور میرے لیے حتی الامکان راحت کا سامان پیدا کیا کہ میں یہ ایک ملّی فریضہ انجام دے سکا ہوں۔ المختصر

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت — کند در حق ایں مسکیں دعائے

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم و تُب علينا إنك أنت التواب الرحيم،
و صلى الله على النبي محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

ناچیز طالب العلم:

ابوعمار عمر فاروق السعیدی

نزیل جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

شعبان ١٤٢٦ھ - ستمبر 2005ء

مترجم کا شخصی تعارف

نام : عمر فاروق بن الشیخ عبدالعزیز السعیدی السّلفی بن دین محمد

ولادت : 1371 ہجری بمطابق 1951ء

وطن : قصبہ منکیرہ ضلع بھکر، پنجاب، پاکستان

شہادات : الشہادۃ العالیہ : دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا ضلع ملتان، 1973ء

شہادۃ الفراغ : دارالحدیث رحمانیہ سولجر بازار کراچی 1974ء

الشہادۃ العالیہ : الجامعۃ السّلفیہ فیصل آباد، 1976ء

الشہادۃ العالیہ : کلّیۃ الحدیث الشریف، الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ، 1981ء

الشہادۃ العالیہ : وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، 1984ء

اجازۃ الروایہ : حضرت الشیخ المحدث سلطان محمود رحمہ اللہ، جلال پور پیروالا

حضرت الشیخ المحدث عبدالغفار حسن حفظہ اللہ، مدینہ منورہ

حضرت الشیخ المحدث حافظ عبدالمنّان عبدالحق حفظہ اللہ، گوجرانوالا

حضرت الشیخ المحدث حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خان المدنی حفظہ اللہ، لاہور

علاوہ ازیں حضرت الشیخ مولانا حاکم علی رحمہ اللہ، کراچی اور حضرت الوالد الشیخ عبدالعزیز السعیدی رحمہ اللہ سے بھی سماع حدیث اور انکے سامنے قراءت کا شرف حاصل ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلك.

عصری شہادات : ۞ میٹرک: 1966ء ۞ ایف اے: 1972ء ۞ فاضل عربی: 1973ء

تدریسی خدمات : الجامعۃ السّلفیہ، فیصل آباد، 1981ء سے 1985ء تک، ان میں ابتدائی دو سال بطور مبعوث از جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

اعمال ادار یہ : مدیر الامتحانات، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، 1990ء سے 1999ء تک

مدیر التعلیم وعمید کلّیۃ الحدیث الشریف، بجامعۃ ابی بکر الاسلامیہ 2000ء

علمی خدمات : ۞ ''الامام ثناء اللہ الامرتسری، حیاتہ وخدماتہ'' کلّیۃ الحدیث الشریف مدینہ منورہ میں آخری سال کا مقالہ

۞ ''جائز اور ناجائز تبرک'' ترجمہ: التبرك المشروع وغير المشروع، د/ علی بن نفیع العلیانی.

۞ ''علوم الحدیث'' ترجمہ: علوم الحدیث، الشیخ محمد علی قطب.

۞ ''تیسیر اصول حدیث'' ترجمہ: تیسیر مصطلح الحدیث، د/ محمود الطحان حفظہ اللہ

۞ ''حج نبوی کا آنکھوں دیکھا حال'' ترجمہ: کیف حج رسول اللہ ﷺ، ابو تراب الظاہری.

۞ ''فضائل اعمال'' ترجمہ: کفایۃ التعبد و تحفۃ التزھد، حافظ عبدالعظیم منذری رحمہ اللہ

۞ تہذیب وتلخیص ''الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ'' نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ

۞ ''اسلام کا نظام طلاق'' ترجمہ: نظام الطلاق فی الاسلام، علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ

۞ ''تبویب احادیث بلوغ المرام'' یعنی احادیث کی ذیلی عنوان بندی

۞ ''سنن ابوداود۔ ترجمہ وفوائد'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلك

مقدمہ

قرآن کریم اور حدیث رسول دونوں شریعت کے بنیادی مآخذ اور حجت ہیں

اَدِلّہ شرعیہ اور مصادرِ شریعت کے تذکرے میں قرآنِ کریم کے بعد حدیثِ رسول کا نمبر آتا ہے' یعنی قرآنِ کریم کے بعد شریعتِ اسلامیہ کا یہ دوسرا ماخذ ہے۔ حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال' افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے۔ تقریر سے مراد ایسے امور ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیے گئے لیکن آپ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی بلکہ خاموش رہ کر اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرما دیا۔ ان تینوں قسم کے علومِ نبوت کے لیے بالعموم چار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ① خبر ② اثر ③ حدیث ④ سنت۔

خبر: ویسے تو ہر واقعے کی اطلاع اور حکایت کو خبر کہا جاتا ہے' مگر نبی ﷺ کے ارشادات کے لیے بھی ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اس کا استعمال کیا ہے اور اس وقت یہ لفظ حدیث کے مترادف اور اخبار الرسول کے ہم معنی ہوگا۔

اثر: کسی چیز کے بقیہ اور نشان کو اثر کہتے ہیں' اور نقل کو بھی اثر کہا جاتا ہے۔ اسی لیے صحابہ و تابعین سے منقول مسائل کو آثار کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آثار کا لفظ مطلقاً بولا جائے گا تو اس سے مراد آثارِ صحابہ ہی ہوں گے۔ لیکن جب اس کی اضافت 'الرسول' کی طرف ہوگی یعنی ''آثار الرسول'' کہا جائے گا تو اخبار الرسول کی طرح آثار الرسول بھی احادیث الرسول ہی کے ہم معنی ہوگا۔

حدیث: اس کے معنی گفتگو کے ہیں اور اس سے مراد وہ گفتگو اور ارشادات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے۔

سنت: عادت اور طریقے کو سنت کہتے ہیں اور اس سے مراد عادات و اطوارِ رسول ﷺ ہیں' اس لیے جب سنت نبوی یا سنت رسول کہیں گے تو اس سے مراد نبی ﷺ ہی کے عادات و اطوار ہوں گے۔

اوّل الذکر دو لفظوں (خبر اور اثر) کے مقابلے میں ثانی الذکر الفاظ (حدیث اور سنت) کا استعمال علومِ نبوت کے لیے عام ہے اور اس میں اتنا خصوص پیدا ہو گیا ہے کہ جب بھی حدیث یا سنت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات ہی مراد ہوتے ہیں۔ اس مفہوم کے علاوہ کسی اور طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے حدیث اور سنت کے مفہوم میں بھی فرق کیا ہے کہ سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اعمال و عادات ہیں اور حدیث سے مراد اقوال۔ اور بعض لوگوں نے اس سے بھی تجاوز کر کے یہ کہا کہ آپ کے اعمال و عادات عرب کے ماحول کی پیداوار تھیں اس لیے ان کا اتباع ضروری نہیں' صرف آپ کے اقوال قابل اتباع ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے اس کے برعکس یہ کہا کہ آپ کے اقوال پر عمل ضروری نہیں' جسے وہ حدیث سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاہم آپ کے اعمالِ مستمرہ (دائمی اعمال) قابل عمل ہیں' اسے وہ سنت کہتے ہیں۔ لیکن یہ سب باتیں صحیح نہیں۔ محدثین نے سنت اور حدیث کے مفہوم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ وہ سنت اور حدیث دونوں کو مترادف اور ہم معنی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح سنت سے صرف عادات واطوار مراد لے کر ان کی شرعی حجیت سے انکار بھی غلط ہے اور انکارِ حدیث کا ایک چور دروازہ۔ اور اسی طرح صرف اعمال مستمرہ کو قابل عمل کہنا' احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے کا انکار ہے اور منکرین حدیث کی بہ انداز دیگر ہم نوائی۔

بہر حال حدیث اور سنت' رسول اللہ ﷺ کے اقوال' افعال اور تقریرات کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی قرآن کریم کی طرح دین کا ماخذ' شریعت کا مصدر اور مستقل بالذات قابل استناد ہے۔ چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[اِعْلَمْ أَنَّهُ قَدِ اتَّفَقَ مَنْ يُعْتَدُّ بِهٖ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ السُّنَّةَ الْمُطَهَّرَةَ مُسْتَقِلَّةٌ بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ وَ أَنَّهَا كَالْقُرْآنِ فِي تَحْلِيلِ الْحَلَالِ وَ تَحْرِيمِ الْحَرَامِ] (ارشاد الفحول' ص:۳۳)

''معلوم ہونا چاہیے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ تشریع احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے اور کسی چیز کو حلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا درجہ قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔''

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

[اِنَّ ثُبُوتَ حُجِّيَّةِ السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ وَاسْتِقْلَالَهَا بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ ضَرُوْرَةٌ دِيْنِيَّةٌ وَلَا تُخَالِفُ فِيْ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ لَّا حَظَّ لَهُ فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ] (حوالہ مذکور)

''سنت مطہرہ کی حجیت کا ثبوت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور

اس کا مخالف وہی شخص ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔"

سنت کا مستقل حجت شرعی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے جو حکم ثابت ہو' وہ مسلمان کے لیے قابل اطاعت ہے' چاہے اس کی صراحت قرآن میں ہو یا نہ ہو۔ آپ کے صرف وہی فرمودات قابل اطاعت نہیں ہوں گے جن کی صراحت قرآن کریم میں آ گئی ہے' جیسا کہ گمراہ فرقوں نے کہا ہے اور اس کے لیے ایک حدیث بھی گھڑ لی کہ "میری بات کو قرآن پر پیش کرو' جو اس کے موافق ہو اسے قبول کر لو اور جو اس کے مخالف ہو اسے رد کر دو۔"[1] بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہر فرمان پر عمل کرنا ضروری ہے بشرطیکہ وہ صحیح سند سے ثابت ہو۔

اس لیے کسی بھی حدیث رسول کو ظاہر قرآن کے خلاف باور کرا کے اسے رد کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہیں۔ یہ طریقہ صرف اہل زیغ اور اہل اہواء کا ہے جنہوں نے موافقت قرآن کے خوش نما عنوان سے بے شمار احادیث رسول کو ٹھکرا دیا۔ چنانچہ امام ابن عبدالبرّ (المتوفی ۴۶۳ ہجری) لکھتے ہیں:

[وَقَدْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِطَاعَتِهٖ وَاتِّبَاعِهٖ أَمْرًا مُّطْلَقًا مُجْمَلًا وَلَمْ يُقَيِّدْ بِشَيْءٍ وَلَمْ يَقُلْ مَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الزَّيْغِ] (جامع بيان العلم و فضله :۱۹۰/۲)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کا مطلقاً حکم فرمایا ہے اور اسے کسی چیز سے مقیّد (مشروط) نہیں کیا ہے اور اللہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ نبی ﷺ کی بات تم اس وقت مانو جب وہ اللہ کی کتاب کے موافق ہو' جس طرح کہ بعض اہل زیغ کہتے ہیں۔"

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[اِنَّ قَوْلَ مَنْ قَالَ: تُعْرَضُ السُّنَّةُ عَلَى الْقُرْآنِ فَاِنْ وَافَقَتْ ظَاهِرَهُ وَ اِلَّا اسْتَعْمَلْنَا ظَاهِرَ الْقُرْآنِ وَ تَرَكْنَا الْحَدِيْثَ' جَهْلٌ] (اختلاف الحديث فى هامش كتاب "الام" ۴۵/۷' دارالشروق' بيروت)

یعنی "قبولیت حدیث کو موافقت قرآن سے مشروط کرنا جہالت (قرآن و حدیث سے بے خبری) ہے۔"

اور امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالسُّنَّةُ مَعَ الْقُرْآنِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ :

[1] امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ : اِنَّهُ مَوْضُوعٌ وَ ضَعَتْهُ الزَّنَادِقَةُ (ارشاد الفحول' ص:۳۳)
"امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ قرآن پر حدیث کو پیش کرنے والی روایت موضوع ہے جسے بے دینوں نے گھڑا ہے۔"

اَحَدُھَا: اَنْ تَکُوْنَ مُوَافِقَةً لَهُ مِنْ کُلِّ وَجْهٍ، فَیَکُوْنُ تَوَارُدُ الْقُرْآنِ وَ السُّنَّةِ عَلَی الْحُکْمِ الْوَاحِدِ مِنْ بَابِ تَوَارُدِ الْاَدِلَّةِ وَتَظَافُرِهَا۔ اَلثَّانِی: اَنْ تَکُوْنَ بَیَانًا لِمَا اُرِیْدَ بِالْقُرْآنِ وَتَفْسِیْرًا لَّهُ۔ اَلثَّالِثُ: اَنْ تَکُوْنَ مُوْجِبَةً لِّحُکْمٍ سَکَتَ الْقُرْآنُ عَنْ اِیْجَابِهٖ اَوْ مُحَرِّمَةً لِّمَا سَکَتَ عَنْ تَحْرِیْمِهٖ، وَلَا تَخْرُجُ عَنْ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ، فَلَا تُعَارِضُ الْقُرْآنَ بِوَجْهٍ مَّا۔ فَمَا کَانَ مِنْهَا زَائِدًا عَلَی الْقُرْآنِ فَهُوَ تَشْرِیْعٌ مُّبْتَدَأٌ مِّنَ النَّبِیِّ ﷺ تَجِبُ طَاعَتُهُ فِیْهِ، وَلَا تَحِلُّ مَعْصِیَتُهُ، وَلَیْسَ هٰذَا تَقْدِیْمًا لَّهَا عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ بَلِ امْتِثَالٌ لِّمَا اَمَرَاللّٰهُ بِهٖ مِنْ طَاعَةِ رَسُوْلِهٖ وَلَوْکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُطَاعُ فِیْ هٰذَا الْقِسْمِ لَمْ یَکُنْ لِطَاعَتِهٖ مَعْنًی، وَ سَقَطَتْ طَاعَتُهُ الْمُخْتَصَّةُ بِهٖ وَاِنَّهُ اِذَا لَمْ تَجِبْ طَاعَتُهُ اِلَّا فِیْمَا وَافَقَ الْقُرْآنَ، لَافِیْمَا زَادَ عَلَیْهِ لَمْ یَکُنْ لَّهُ طَاعَةٌ خَاصَّةٌ تَخْتَصُّ بِهٖ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء: ۸۰] (اعلام الموقعین، ۲/ ۳۱۴، بتحقیق عبدالرحمٰن الوکیل)

یعنی ''حدیثی احکام کی تین صورتیں ہیں:

❀ ایک تو وہ جو من کل الوجوہ قرآن کے موافق ہیں۔
❀ دوسرے وہ جو قرآن کی تفسیر اور بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔
❀ تیسرے وہ جن سے کسی چیز کا وجوب یا اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے حالانکہ قرآن میں اس کے وجوب یا حرمت کی صراحت نہیں۔

احادیث کی یہ تینوں قسمیں قرآن سے معارض نہیں ہیں۔ جو حدیثی احکام زائد علی القرآن ہیں وہ نبی ﷺ کی تشریعی حیثیت کو واضح کرتے ہیں یعنی ان کی تشریع وتقنین (قانون سازی) آپ ﷺ کی طرف سے ہوئی ہے جس میں آپ کی اطاعت واجب اور نافرمانی حرام ہے۔ اور اسے تقدیم علیٰ کتاب اللہ بھی نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ اللہ کے اس حکم کی فرماں برداری ہے جس میں اس نے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اگر اس (تیسری) قسم میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی اطاعت صرف انہی باتوں میں کی جائے گی جو قرآن کے موافق ہوں گی تو آپ کی اطاعت کا حکم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور آپ کی وہ خاص اطاعت ہی ساقط ہو جاتی ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾۔''

حدیث کی اس تیسری قسم (زائد علی القرآن) ہی کی بابت نبی ﷺ نے بھی اپنی امت کو تنبیہی انداز میں فرمایا تھا:

[اَلَا اِنِّي اُوْتِيتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ] (سنن ابی داود، السنة، باب لزوم السنة، حدیث : ۴۶۰۴ و مسند احمد :۱۳۱/۴)

''خبردار، مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا ہے اور اس کی مثل (یعنی سنت) بھی۔''

اور آپ کا یہی وہ منصب ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

''اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف قرآن اس لیے اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اس کی تشریح وتبیین کر کے بتلائیں۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس منصب کے مطابق توضیح وتشریح کی اور اس کے اجمالات کی تفصیل بیان فرمائی، جیسے نماز کی تعداد اور رکعات، اس کے اوقات اور نماز کی وضع وہیئت، زکوٰۃ کا نصاب، اس کی شرح، اس کی ادائیگی کا وقت اور دیگر تفصیلات۔ قرآن کریم کے بیان کردہ اجمالات کی یہ تفسیر وتوضیحِ نبوی امت مسلمہ میں حجت سمجھی گئی اور قرآن کریم کی طرح اسے واجب الاطاعت تسلیم کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز وزکوٰۃ کی یہ شکلیں عہد نبوی سے آج تک مسلّم ومتواتر چلی آرہی ہیں۔ اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل وتفسیر جس طرح نبی ﷺ کا منصب ہے، بالکل اسی طرح عموماتِ قرآنی کی تخصیص اور اطلاقات (مطلق) کی تقیید بھی تبیینِ قرآنی کا ایک حصہ ہے اور قرآن کے عموم واطلاق کی آپ نے تخصیص وتقیید بھی فرمائی ہے۔ اور اسے بھی امت مسلمہ نے متفقہ طور پر قبول کیا ہے، اسے زائد علی القرآن کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ آج کل بعض گمراہ اذہان اس طرح کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حدیث رسول کے متعلق معاندین کا تعجب انگیز رویہ

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں کے بعد معتزلہ نے بعض احادیث کا انکار کیا، لیکن اس سے ان کا مقصود اپنے گمراہ کن عقائد کا اثبات تھا، اسی طرح گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی پہلے نیچر پرستوں نے احادیث کی حجت شرعیہ میں مین میکھ نکالی، اس سے بھی ان کا مقصود اپنی نیچر پرستی کا اثبات اور معجزاتِ قرآنی کی من مانی تاویلات تھا۔ نیچر پرستوں کا یہی گروہ اب مستشرقین کی ''تحقیقات نادرہ'' سے متاثر، ساحرانِ مغرب کے افسوں سے مسحور اور شاہدِ تہذیب کی عشوہ طرازیوں سے مرعوب ہو کر ایک منظم طریقے سے قومِ رسولِ ہاشمی کو ان کی تہذیب ومعاشرت سے

محروم کرنا اور اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے تہذیب جدید کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مغربی نومسلم فاضل علامہ محمد اسد مرحوم لکھتے ہیں:

''آج جب کہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر ونفوذ بہت بڑھ چکا ہے ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویے میں' جن کو ''روشن خیال مسلمان'' کہا جاتا ہے' ایک اور سبب پاتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے۔ پھر موجودہ مسلمان نسل اس کے لیے تیار ہے کہ ہر مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور باہر سے آنے والے ہر تمدن کی اس لیے پرستش کرے کہ وہ باہر سے آیا ہے اور طاقتور اور چمک دار ہے۔ مادی اعتبار سے یہ افرنگ پرستی ہی اس بات کا سب سے بڑا سبب ہے کہ آج احادیث رسول اللہ ﷺ اور سنت کا پورا نظام رواج نہیں پا رہا ہے۔ سنت نبوی ان تمام سیاسی افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے۔

اس لیے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو مغربی تہذیب وتمدن خیرہ کر چکا ہے' وہ اس مشکل سے اپنے کو اس طرح نکالتے ہیں کہ حدیث وسنت کا بالکلیہ یہ کہہ کر انکار کر دیں کہ سنت نبوی کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں' کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہیں اور اس مختصر عدالتی فیصلے کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب وتمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔'' (اسلام ایٹ دی کراس روڈز' بحوالہ ''اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل وحفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار'' ص:۴۲' طبع ہند' لکھنؤ)

یہی علامہ محمد اسد' سنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سنت نبوی ﷺ ہی وہ آہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹا دیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے جس طرح کاغذ کا گھروندا۔''

''یہ اعلیٰ مقام جو اسلام کو اس حیثیت سے حاصل ہے کہ وہ ایک اخلاقی' عملی' انفرادی اور اجتماعی نظام ہے' اس طریقے سے (یعنی حدیث اور اتباع سنت کی ضرورت کے انکار سے) ٹوٹ کر اور بکھر کر رہ جائے گا۔'' (حوالۂ مذکور)

ایسے مدعیانِ اسلام کی بابت، جو اتباعِ رسول سے گریزاں اور حجیت احادیث کے منکر ہیں، علامہ فرماتے ہیں:

''ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی محل میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کنجی کو استعمال کرنا نہیں چاہتا جس کے بغیر دروازے کا کھلنا ممکن ہی نہیں۔''

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز، بحوالہ ''معارف''، اعظم گڑھ، دسمبر ۱۹۳۴ء، ص:۴۲۱)

چند قابل غور وفکر پہلو

1- اللہ کا نازل کردہ دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران:۱۹/۳) ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (آل عمران:۸۵/۳) اس دین کو اللہ تعالیٰ نے یا اللہ کے رسول نے ''مذاہب'' میں تقسیم نہیں فرمایا، بلکہ اس ایک دین ہی کو مل کر مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا اور جُدا جُدا ہونے سے منع فرمایا ہے۔ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران:۱۰۳/۳) اور اپنے رسول کے ذریعے سے بھی اعلان کروایا۔ ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ﴾ (الانعام:۱۵۳/۶) ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے، تم اِسی کی پیروی کرو، اور کئی راستوں کے پیچھے مت لگو، وہ تمھیں اس سیدھے راستے سے پلٹا دیں گے۔''

2- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر تفرُّق سے روکا ہے، جس کا مطلب فرقوں اور گروہوں میں بٹ جانا ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نے بھی ایک ہی راستے پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور دوسرے تمام راستوں کو غلط قرار دیا ہے۔ اِس اعتبار سے حق کا راستہ ایک ہی ہوسکتا ہے نہ کہ متعدد۔ عقل ونقل کے اعتبار سے متعدد راستے بہ یک وقت کس طرح ''حق'' ہوسکتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ (یونس:۳۲/۱۰) ''حق ایک ہی ہے، باقی سب گمراہی۔''

3- یہ دین اسلام یا صراطِ مستقیم کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ یہ بنیادی طور پر دو چیزوں پر مشتمل ہے: ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث رسول مقبول ﷺ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

[تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ] (موطأ امام

مالك، كتاب القدر، حديث:٣)

''میں تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، تم جب تک اِن دونوں کو تھامے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری، اس کے نبی کی سنت۔''

4- یہ دین، سابقہ دینوں کی طرح غیر محفوظ نہیں رہا۔ لیکن چونکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی دین راہ نجات ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:٩/١٥)

''ہم ہی نے اس ''الذکر'' کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

﴿الذکر﴾ سے مراد قرآن مجید ہے، جو محفوظ ہے، اِس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہی ہو سکے گا۔ اور چونکہ حدیثِ رسول کے بغیر اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے اس کی حفاظت کے مفہوم میں حدیث کی حفاظت بھی شامل ہے۔ چنانچہ حدیث کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے محدثین کا گروہ پیدا فرمایا جس نے بے مثال کاوش و محنت سے حدیث کی حفاظت کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔

اِس لیے اس دین کے مآخذ صرف اور صرف قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ ہیں البتہ ان کو سمجھنے کے لیے صحابۂ کرام کے منہج اور سلف صالحین کی تعبیر و تشریح سے استفادہ ضروری ہے۔

5- ائمۂ کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کی بات حرفِ آخر ہے، بلکہ اس کے برعکس انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اِسی لیے انہوں نے اس امر کی بھی تاکید کی ہے کہ ان کے قول کے مقابلے میں صحیح حدیث آ جائے، تو ہماری بات کو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا۔ علاوہ ازیں خود ان کا بھی کئی باتوں میں رجوع ثابت ہے۔ اور بعض مسائل میں ان کے شاگردوں کی بھی یہ صراحت موجود ہے کہ یہ حدیث ہمارے استاد اور امام کے سامنے نہیں تھی، اس لیے انہوں نے اس کے برعکس رائے اختیار کی، اگر انہیں یہ حدیث مل جاتی، تو وہ یقیناً اپنی رائے سے رجوع کر لیتے۔ ائمہ کے دور میں احادیث کی جمع و تدوین اور ان کی جانچ پرکھ کا وہ کام نہیں ہوا تھا جو کتب ستہ اور دیگر کتابوں کے مؤلفین نے کیا، چونکہ ان کے سامنے احادیث کے یہ مجموعے نہیں تھے اس لیے وہ تو اپنی اجتہادی خطا پر معذور بلکہ ماجور ہی ہوں گے۔ لیکن احادیث صحیحہ کے مجموعے مرتب و مُدَوَّن ہو جانے کے بعد، حدیث کے مقابلے میں، کسی فقہی رائے پر اصرار کرنے کا اور مختلف انداز سے حدیثوں کو مسترد

کرنے کا کیا جواز ہے؟

6- اِن ائمہ کے شاگردانِ رشید نے بہت سے مسائل میں دلیل کی بنیاد پر اپنے ائمہ اور اساتذہ سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف کے باعث کسی نے انہیں قابل مذمت نہیں گردانا بلکہ یہ اختلاف ان کی حق گوئی اور علمی قابلیت پر ہی محمول کیا گیا۔ چنانچہ آج بھی اگر دلیل شرعی کی بنا پر کوئی عالم دین ائمہ کرام کی بعض آراء سے اختلاف کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے اور اس کے اس نقطہ نظر کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے۔

چند گزارشات سُننِ اربعہ کے حوالے سے

سنن اربعہ سے مراد سنن ابو داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ''صحاح سِتہ'' کی اصطلاح معروف اور زبان زد عام و خاص ہے۔ اور اس سے حدیث کی چھ کتابیں مراد ہوتی ہیں۔ چار مذکورہ سنن اربعہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ان آخری دو کتابوں کو الگ ''صحیحین'' کہا جاتا ہے۔ ان آخرالذکر دونوں کتابوں کی بابت تو اہل سُنّت کے ہاں یہ بات مسلّمہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں، ان میں کوئی بھی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے، اِس لیے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اِن دونوں کتابوں کی بابت کہا ہے:

[اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علیٰ ان جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع، صحیح بالقطع وانهما متواتران الیٰ مصنفَیْهِما وانه کل من یهوّن امرهما، فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین] (حجة الله البالغة : ۱/۱۳۴ طبع المکتبة السلفیة، لاهور)

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بابت محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی متصل مرفوع احادیث ہیں، وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں، نیز یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں (مجموعہ ہائے حدیث) کی شان گھٹاتا ہے، وہ بدعتی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کا پیروکار ہے۔''

البتہ سنن اربعہ کی بابت سب تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں کچھ حصہ ضعیف احادیث کا بھی ہے، انہیں ''صَحِیحَیْن'' کے ساتھ ملا کر جو ''صحاح سِتہ'' (حدیث کی چھ صحیح کتابیں) کہا جاتا ہے، اسکی وجہ ان میں صحاح کی تعداد کا زیادہ ہونا اور ضعاف کا کم ہونا ہے۔ گویا انہیں بہ حیثیت مجموعی صحیح قرار دیا گیا ہے، نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ

صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح من حیث الکل صحیح ہیں۔ تاہم ''صحاح ستہ'' کی اصطلاح سے عوام میں یہ تأثر ضرور پھیلا کہ یہ چھ کی چھ کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں اور علماء سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ بھی' جوفنِ نقدِ حدیث اور اسماء الرجال سے بالعموم نا آشنا ہے' کسی حدیث کا سنن اربعہ میں سے کسی کے اندر ہونے کو صحت کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ بالخصوص بحث وجدال میں اس اصطلاح سے خوب فائدہ اُٹھایا جاتا ہے' اور ان کتابوں کا حوالہ دے کر ان کی ضعیف احادیث کو بھی صحیح باور کرایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خود علماء کی اکثریت کے لیے بھی یہ معلوم کرنا کہ ان میں صحیح کون سی ہے اور ضعیف کون سی' نہایت مشکل امر تھا' کیونکہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال میں دسترس کے بغیر یہ فیصلہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اور علوم حدیث میں اس قسم کی مہارت اور عبور رکھنے والے علماء نہایت اقل قلیل ہوتے ہیں۔

یہ صورتِ حال عرصۂ دراز سے یوں ہی چلی آ رہی تھی کہ اس دَور میں محدثِ عصر اور عظیم محقق علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی 1999ء) کو اللہ تعالیٰ نے تجدیدی شان کے ساتھ احادیث کی تحقیق کا مہتم بالشان کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ شیخ کی مساعیٔ حسنہ کی بدولت تحقیقِ حدیث کا یہ کام' جو مؤلفینِ کتبِ حدیث کے بعد جمود یا تساہل کا شکار چلا آ رہا تھا' نئے آہنگ اور نئے عزم کے ساتھ شروع ہوا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ایک طرف تو اپنے تلامذہ کی ایسی ٹیم تیار کی جو شیخ ہی کی طرح تحقیقِ حدیث کے محدثانہ ذوق سے بہرہ ور ہے' اور دوسری طرف خود بھی نہایت وسیع پیمانے پر تحقیقِ حدیث کا کام سرانجام دیا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

ان کی ایک عظیم خدمتِ حدیث یہ ہے کہ انہوں نے سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق اور چھان پھٹک کر کے ضعیف اور صحیح دونوں قسم کی روایات کی نشاندہی کر دی جس سے اس بات کی وضاحت ہوگئی کہ اِن چاروں کتابوں کی حدیثیں صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح' ساری کی ساری' صحیح نہیں ہیں۔ اور کسی حدیث کا محض سُنن میں ہونا ہی اس کے مستند ہونے کے لیے کافی نہیں ہے' بلکہ محدثانہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت وضعف کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے فیصلہ کر کے اور دو دو حصوں میں تقسیم کر کے علماء کو آسانی مہیا فرما دی۔ اب ہر عالم' جو تحقیقِ حدیث کے فن سے آشنائی یا اس میں درک اور تجربہ نہیں رکھتا (اور اکثریت ایسے ہی علماء کی ہے) وہ بھی ان میں موجود روایات سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے اور کون سی ضعیف؟ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ کا یہ موقف بھی تھا کہ ''صحاح ستہ'' کی اصطلاح قابلِ اصلاح ہے' وہ فرماتے تھے کہ بخاری ومسلم کو

صحیحین (حدیث کے دو صحیح مجموعے) اور باقی چار کتابوں کو سننِ اربعہ کہا جائے اور صحاحِ ستہ کی اصطلاح ترک کر دی جائے' تا کہ لوگ سنن اربعہ کو بھی صحیحین کی طرح صحیح احادیث کا مجموعہ نہ سمجھیں۔ اور ان سب کو کتب ستہ سے تعبیر کیا جائے۔

* دارالسلام کا جذبۂ خدمتِ حدیث اور اس کے لیے ادارے کا شاندار کردار: ان تمہیدی گزارشات اور شیخ البانی کی خدمات کے تذکرے کے بعد ضروری ہے کہ "دارالسلام" کے اربابِ بست و کشاد کے جذبۂ خدمتِ حدیث کا ذکر کیا جائے' جن میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد جنرل منیجر دارالسلام لاہور اور برادرِ عظیم مولانا عبدالمالک مجاہد ڈائریکٹر جنرل دارالسلام الریاض' لاہور' حفظہما اللہ سب سے نمایاں ہیں۔ دارالسلام نے جب یہ فیصلہ کیا کہ کتب ستہ کو اردو میں از سرِ نو نئے تراجم اور فوائد کے ساتھ شائع کیا جائے' کیونکہ مولانا وحیدالزماں رحمہ اللہ کے تراجم کی زبان کی کُہنگی کی وجہ سے ایک نئے ترجمہ کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی' تو معاً ان کے ذہن میں یہ بھی آیا کہ تحقیقِ حدیث کا جو ذوق عام ہوا ہے (جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی) اس کے پیشِ نظر سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر ان کو اردو زبان میں شائع کرنا اس ذوق کی نفی ہے' جب کہ ضرورت اس ذوق کی نشو و نما اور اس کی آبیاری کرنے کی ہے۔ یہ اگرچہ نہایت کٹھن کام تھا اور اس کے لیے کثیر وسائل کی ضرورت تھی' جس کے لیے عام ناشرین تیار نہیں ہوتے' لیکن دارلسلام کے پیشِ نظر چونکہ محض تجارت نہیں تھی' بلکہ منہجِ محدثین کے مطابق حدیث کی خدمت اور عوام کی صحیح دینی رہنمائی تھی' اس لیے انہوں نے دنیوی نفع نقصان سے بالا ہو کر محض رضائے الٰہی کی خاطر یہ فیصلہ کیا کہ چاہے اس پر کتنے ہی وسائل صرف ہو جائیں' لیکن ہم سنن اربعہ کو ان کی احادیث کی تحقیق کے بغیر شائع نہیں کریں گے۔

چنانچہ جہاں کتب ستہ کے اردو تراجم و فوائد کے لیے مختلف علماء کی خدمات حاصل کی گئیں' وہاں سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق کے لیے شیخ زبیر علی زئی (حضرو' اٹک) حفظہ اللہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ شیخ زبیر علی زئی عظیم محقق' خدمتِ حدیث کے جذبے سے بہرہ ور' تحقیق حدیث کے ذوق سے آشنا اور فن اسماء الرجال کے ماہر ہیں۔ علومِ حدیث پر بھی ان کی نظر گہری ہے اور فقہائے محدثین کی طرح صحیح حدیث کو ضعیف سے ممیّز کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور اس کام کی اہلیت و صلاحیت بھی۔ چنانچہ دارالسلام کی درخواست پر مولانا موصوف نے سننِ اربعہ کی مکمل تحقیق و تخریج کی ہے' جو ان شاء اللہ اردو ایڈیشن کے علاوہ عربی اور انگریزی ایڈیشنوں میں بھی شامل ہو گی۔ کتبِ

ستہ کے عربی اور انگلش ایڈیشن بھی (مع تخریج) دارالسلام کی طرف سے ان شاءاللہ عنقریب اشاعت پذیر ہوں گے۔ اس تحقیق وتخریج میں شیخ زبیر علی زئی نے ہر حدیث پر اپنی تحقیق کے مطابق حکم لگایا ہے کہ وہ صحیح، حسن یا ضعیف ہے۔ صحیح یا حسن ہے تو اس کی تخریج کی ہے یعنی وہ حدیث کتبِ ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اور کہاں کہاں ہے؟ بعض جگہ حسبِ ضرورت دوسری حدیث کی کتابوں کے حوالے بھی ہیں۔ اور اگر روایت ضعیف ہے، تو مختصراً وجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے، مثلاً اس میں فلاں راوی مُدلِّس ہے اور اس نے اسے عَنْ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ایسی حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے، اِلّا یہ کہ تحدیث کی صراحت مل جائے، یا مثلاً اس میں فلاں راوی ضعیف ہے، یا آخر عمر میں وہ سوء حفظ اور اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، ایسے راویوں کی بعد الاختلاط کی روایات بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

یہ سارا فیصلہ شیخ موصوف نے مکمل طور پر اپنی تحقیق کی بنیاد پر کیا ہے جس میں محنت کے علاوہ امانت ودیانت بھی شامل ہے اور محدثانہ تنقیح وتحقیق میں یہی دو بنیادی عنصر ہوتے ہیں، جگر کاوی ومحنت اور امانت ودیانت۔ ایک محدث کے اپنے کوئی ذہنی تحفظات ہوتے ہیں، نہ کوئی فقہی مسلک اور نہ کسی قسم کا حزبی تعصب۔ مدارسِ دینیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر رونق افروز علمائے کرام کو بھی یہی زیبا ہے کہ وہ ہر قسم کے ذہنی تحفظات یا حزبی تعصّبات کو بالائے طاق رکھ کر محدثانہ شان سے اور علمی امانت ودیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سنت مطہرہ کی خدمت فرمائیں۔

قارئین کرام سے ایک گزارش

ہمارے وہ معزز کرم فرما جن کی نظر سے دارالسلام کی مطبوعہ کتبِ ستہ (حدیث کی چھ کتابیں، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور صحیح بخاری وصحیح مسلم) گزریں گی، ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو پڑھتے پڑھاتے وقت سب سے پہلے اپنی نیتوں کو خالص کر لیں، یعنی ان کے دل میں یہ نیت ہو کہ ہمیں نبیٔ کریم ﷺ کی ایک ایک حدیث کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے اور اس کو دوسروں کی رائے کے مقابلے میں ترجیح دینا ہے۔

دوسرے اللہ سے صحیح راستے کی رہنمائی کی دعا کریں، یہ ہم ہر نماز میں پڑھتے بھی ہیں۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ''اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا'' لیکن ترجمہ نہ جاننے کی وجہ سے اس کا ہمیں صحیح معنوں میں احساس وشعور نہیں ہوتا۔ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں، اور خاندانی طور پر یا مخصوص ماحول کے زیر اثر

آپ نے جس مسلک کو اپنایا ہوا ہے، اس پر قانع نہ رہیں اور ہدایت کی طلبِ صادق اپنے دل میں پیدا کریں اور اس کے پانے کی دعا بھی کریں۔

تیسرے، یہ کہ اللہ نے آپ کو عقل وفہم سے نوازا ہے، اسے آپ جس طرح اپنی دنیا بہتر سے بہتر بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، ہماری استدعاء ہے کہ اپنی آخرت کے سنوارنے کے لیے بھی اسے استعمال کریں۔ آپ دنیا کے اتنے ہی اسباب و وسائل پر قناعت نہیں کرتے جو آپ کو اپنے والدین سے ورثے میں ملتے ہیں، بلکہ آپ اپنی محنت اور جدوجہد کے ذریعے سے اس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دنیا کے لیے جو عارضی، فانی اور چند روزہ ہے اس کے لیے تو آپ شب و روز مصروف رہیں، زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے وقف رکھیں، اپنی تمام توانائیاں اس پر صرف کرتے رہیں، آپ کی دوستیاں اور دشمنیاں بھی اسی محور پر گھومیں لیکن آخرت کی زندگی، جو دائمی ہے جسے فنا اور زوال نہیں، اس کی بہتری اور اصلاح کے لیے آپ کے پاس نہ کوئی وقت ہو اور نہ اس کے لیے آپ اپنی عقل وفہم کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی محسوس کریں بلکہ انہی مذہبی روایات پر عمل کر لینے کو کافی سمجھتے رہیں جو آپ کو اپنے خاندان یا ماحول سے ورثے میں ملیں۔ یہ عدل وانصاف نہیں ہے، اللہ کی دی ہوئی نعمتِ عقل وفہم کا صحیح استعمال نہیں ہے، یہ اپنے نفس پر اور اپنی آل اولاد پر ظلم ہے۔ آپ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آل اولاد کو بھی اس خسرانِ آخرت سے بچانے کی کوشش کریں جو صراطِ مستقیم سے انحراف کی صورت میں آپ کا مقدر بن سکتا ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو ہم نے گزشتہ سطور میں بیان کیا ہے۔

* **ہمارا طرزِ عمل اور عند اللہ باز پرس کا احساس:** جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم بھی مذکورہ باتوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اور الحمد للہ ہم اللہ عزوجل کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث کی صحت وضُعف کا فیصلہ کرنے میں کسی حزبی تعصب اور جانب داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے، اپنے ذہنی تحفظات کو سامنے نہیں رکھا ہے اور اپنے خاندان اور ماحول کے اثرات کو اس پر اثر انداز نہیں ہونے دیا ہے، بلکہ پوری امانت و دیانت سے نقد و تحقیق کے محدثانہ اصول ہی کی روشنی میں احادیث کو جانچا اور پرکھا ہے اور پھر انہی مسائل کا اثبات یا ان کی اَرجَحِیَّت کا فیصلہ کیا ہے جو احادیثِ صحیحہ کا اقتضاء ہے۔ احادیث کو توڑ مروڑ کر ان کی دُور از کار تاویل کرنا یا صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا، یا بلا دلیل کسی حدیث کو ناسخ یا منسوخ قرار دینا، یہ سب طریقے ہمارے نزدیک دجل و تلبیس اور کتمانِ حق کی ذیل میں آتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور قارئین کرام کو بھی پورے اعتماد

اوراذعان سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا دامن ان تمام چابک دستیوں سے یکسر پاک ہے۔محدثانہ اصول کے انطباق میں ہم سے غلطی ہوسکتی ہے' معلومات میں کمی یا عدم رسائی کی وجہ سے غلطی ہوسکتی ہے' فہم واستنباط میں ہم سے غلطی ہوسکتی ہے (اوران پر متنبہ کرنے والوں کے ہم ممنون ہوں گے اوران شاءاللہ ان غلطیوں کی اصلاح کر دی جائے گی) لیکن ان کوتاہیوں میں الحمدللہ کسی قسم کی بددیانتی کا عنصر شامل نہیں ہے' مسلکی پس منظر کا دخل نہیں ہے' کسی اور جذبے اور مفاد کی اس میں کارفرمائی نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ عَلىٰ مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ.

چند باتیں تصحیح وطباعت کے حوالے سے

اب صحیحین اور سننِ اربعہ کے ترجمہ وفوائد' تصحیح ونظر ثانی اور اشاعت کے بارے میں چند گزارشات۔ جب دارالسلام نے کتبِ ستہ کے اُردو ترجمے کا پروگرام بنایا' تو مختلف علماء اور شیوخ الحدیث کو ایک ایک کتاب کے ترجمہ وفوائد کا کام دے دیا گیا' چنانچہ انہوں نے اپنا اپنا کام مکمل کر کے ادارے کے سپرد کر دیا۔ صرف صحیح بخاری کے ترجمہ وفوائد کا کام ابھی جاری ہے' اس کی تکمیل اب تک بہ وجوہ نہیں ہوسکی۔ دوسری کتابوں کے طباعتی مراحل کی تکمیل تک امید ہے کہ اس کے ترجمہ وتحشیہ کا کام بھی ان شاءاللہ مکمل ہو جائے گا۔

ان ترجمہ شدہ کتابوں کی کمپوزنگ' ترجمہ ومتن کا مقابلہ' فوائد وتراجم میں ترمیم واصلاح اور اضافہ اور پھر پروف ریڈنگ' علاوہ ازیں سننِ اربعہ کی حد تک تحقیق وتخریج کی وجہ سے احادیث کی صحت وضعف کی روشنی میں فوائد میں تبدیلی وغیرہ' اور اس طرح کے دیگر بہت سے امور' جن سے عام لوگ تو آشنا نہیں ہیں' لیکن طباعت کی دنیا سے آگاہی رکھنے والے ان مراحل کی مشکلات اور درجہ بدرجہ کٹھنائیوں سے باخبر ہیں' بالخصوص جب مقصد صرف دولت کمانا نہ ہو' بلکہ اصل مقصد ہر لحاظ سے معیاری کتب عوام کو فراہم کرنا ہو' جیسا کہ دارالسلام کا نصب العین (Motto) ہے' تو اس راہ کی دشواریوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

دارالسلام کا یہ عظیم منصوبہ بھی انہی کٹھن مراحل سے گزرا ہے اور ابھی گزر رہا ہے اور اس کی تفصیل بہت لمبی بھی ہے اور صبر آزما بھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا عبدالمالک مجاہد اور حافظ عبدالعظیم اسد ﷾ کو کہ ان دونوں حضرات نے کمال صبر وضبط کا ثبوت دیا اور مالی تعاون میں بھی کوئی دریغ نہیں کیا۔ ان کے مثالی تعاون اور

کتاب وسنت کی اشاعت کے جذبۂ بے پایاں سے اب اس منصوبے کی تکمیل کا سروسامان بہم ہونے لگا ہے۔اور سننِ اربعہ میں سے ایک کتاب سنن ابوداود تمام مراحل سے گزر کر قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔

ہم اس توفیق الٰہی پر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہیں کہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے کرم اور توفیق ہی سے ہوا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا' اس کے کرم ہی سے ہوگا۔

ہمارے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اس التجا کے لیے پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ بقیہ پانچوں کتابوں کی بھی جلد از جلد تکمیل کی توفیق ہمیں عنایت فرمائے اور راستے کی تمام مشکلات کو ہمارے لیے آسان فرمادے۔قارئینِ کرام سے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

چنانچہ ارشادنبوی: [مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ] (ترمذی' حدیث:۱۹۵۵) ''جس نے لوگوں کا شکرادا نہیں کیا' اس نے اللہ کا شکر بھی نہیں کیا۔'' کی روشنی میں مذکورہ دونوں عظیم القدر بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات صبر وضبط اور ایثار وقربانی کا یہ عظیم مظاہرہ نہ کرتے جوانہوں نے اِس عظیم منصوبے کے لیے کیا ہے' تو یہ کام بظاہر نہایت مشکل تھا۔یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عظیم بھائیوں کے لیے مقدر کر رکھا تھا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ایک صدی کے بعد ان کے نصیب میں رکھ دی۔بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِهِمَا وَجُهُوْدِهِمَا وَتَقَبَّلَ اللّٰهُ مَسَاعِيهِمَا' آمین.

57

- سنن ابوداود کے اس ترجمے میں' شیخ زبیر علی زئی ﷾ کی تخریج وتحقیق کے علاوہ ادارے کے حسب ذیل رفقائے گرامی نے تصحیح وپروف ریڈنگ اور ترمیم واصلاح کے فرائض سرانجام دیے ہیں۔
- پروفیسر محمد یحییٰ صاحب جلالپوری ﷾' جنہوں نے بطور خاص کتاب الزکوۃ' کتاب البیوع' کتاب الاجارۃ' کتاب الاطعمۃ' کتاب الاقضیۃ اور کتاب الطب پر نظر ثانی فرمائی اور نہایت مفید اضافے فرمائے۔
- مولانا سلیم اللہ زمان اور ابوالحسن حافظ عبدالخالق ﷾ دونوں نے بڑی ذمہ داری اور محنت سے تخریج وتحقیق کی تصحیح وتنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض سرانجام دیے۔
- حافظ محمد آصف اقبال اور مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار ﷾ دونوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ترجمہ ومتن کا مقابلہ کرنے کے علاوہ' بہت سے مفید اضافے بھی کیے اور بڑی جاں فشانی سے تصحیح وپروف ریڈنگ کا کام بھی سرانجام دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء.

آخر میں راقم الحروف نے پوری کتاب پر نظر ثانی کر کے اور حسبِ ضرورت اصلاح وترمیم اور اضافے کر کے اس کو آخری شکل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبے کے بقیہ حصوں کی بھی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جلد از جلد انہیں بھی منظر عام پر لانے کے اسباب ووسائل مہیا فرمائے۔ ویرحم اللّٰہ عبداً قال آمینا.

حافظ صلاح الدین یوسف

مدیر: شعبۂ تحقیق وتالیف وترجمہ

دارالسلام، 36/B لوئر مال، لاہور

۱۲۴/۴۰ شاداب کالونی، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور

شعبان ١٤٢٦ھ - ستمبر 2005ء

مقدمة التحقيق

سنن ابوداود تحقیق وتخریج احادیث کا اسلوب

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ ' مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ ' وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' أَمَّابَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ۔

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ''سنن اربعہ'' (سنن ابوداود' سنن ترمذی' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی تحقیق وتخریج کی توفیق بخشی' وَالْحَمْدُلِلّٰهِ۔ سنن اربعہ میں سے سنن ابوداود کو اوّلین حیثیت حاصل ہے۔ اس پر عربی تعلیق وتحقیق ''نَيْلُ الْمَقْصُوْدِ فِي التَّعْلِيْقِ عَلٰى سُنَنِ اَبِیْ دَاوٗدَ'' کی تکمیل کے بعد میں نے ''تَلْخِيْصُ نَيْلِ الْمَقْصُوْدِ'' کے نام سے اس کا خلاصہ تحقیق وتخریج مع فوائد لکھا۔ یہی خلاصہ مترجم ابوداود میں ''تخریج'' کے عنوان سے شامل ہے۔ [تَلْخِيْصُ نَيْلِ الْمَقْصُوْدِ] میں راقم الحروف کے منہج وعمل کو جاننے کیلئے درج ذیل نکات کا جاننا ضروری ہے:

۞ سنن ابوداود میں دوطرح کی حدیثیں ہیں:

(ا) جو صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) یا صحیحین میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں۔

(ب) جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں۔

میری تحقیق میں صحیح بخاری وصحیح مسلم کی تمام (مرفوع مُسند) روایات صحیح ہیں' جیسا کہ علمائے امت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے۔ دوسری روایات پر میں نے صحت وضعف کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر:۱- إسناده حسن اور حدیث نمبر:۳-إسناده ضعيف۔

- جن روایات پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہے، وہاں وجہِ ضعف بھی مختصراً بیان کر دی ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر:3 کی سند [حدثنا موسی بن اسماعیل حدثنا حماد حدثنا أبوالتیاح حدثنی شیخ قال : لما قدم عبداللّٰه بن عباس البصرة] پر ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھا ہے: [شیخ لم اعرفه] ''شیخ راوی کو میں نے نہیں پہچانا۔''
- جس روایت کو حسن یا صحیح قرار دیا گیا ہے اگر اس کی تصحیح و تحسین کسی دوسرے محدث سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے، دیکھیے حدیث نمبر:١ [إسناده حسن...... وقال الترمذی : حسن صحیح وصححه ابن خزیمة، حدیث: ٥٠، والحاکم: ١٤٠/١، علی شرط مسلم ووافقه الذهبي]
- سنن ابوداود کی جو روایات صحیحین اور دوسری کتابوں میں موجود ہیں ان کی تخریج میں صرف صحیحین پر اکتفاء کرتے ہوئے عام طور پر صحیحین ہی کا حوالہ دیا ہے، مثلاً: حدیث نمبر:٥٨ واخرجه مسلم، حالانکہ یہ روایت سنن نسائی (حدیث :١٧٠٦) میں بھی موجود ہے۔ کئی مقامات پر صحیحین کے ساتھ سنن اربعہ کے حوالے بھی دیے گئے ہیں، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ٧، أخرجه مسلم...... و رواه الترمذی، ح:١٦، والنسائی، ح: ٤١، وابن ماجه، ح:٣١٦۔ اور دیکھیے حدیث نمبر: ٩، أخرجه البخاری...... و مسلم...... و رواه الترمذی، ح:٨، والنسائی، ح : ٢٠-٢٢ وابن ماجه، ح: ٣١٨۔

- اخرجه البخاری، واخرجه مسلم کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ یہ روایت من وعن اسی متن کے ساتھ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ مختصراً یا مطولاً صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اصل متن کا مفہوم ایک ہے، الفاظ میں کمی بیشی اور اختلاف ہو سکتا ہے۔
- اہل تحقیق کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے، لہٰذا تخریج میں صحیح بخاری کو مقدم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تخریج میں صحیح مسلم کا ذکر اس لیے پہلے آیا ہے کہ ان روایات کی سند کا زیادہ حصہ صحیح مسلم میں ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر:٤، اخرجه مسلم من حدیث حماد بن زید.... والبخاری من حدیث عبدالعزیز بن صهیب) اسے درج ذیل جدول کے ساتھ سمجھ لیں:
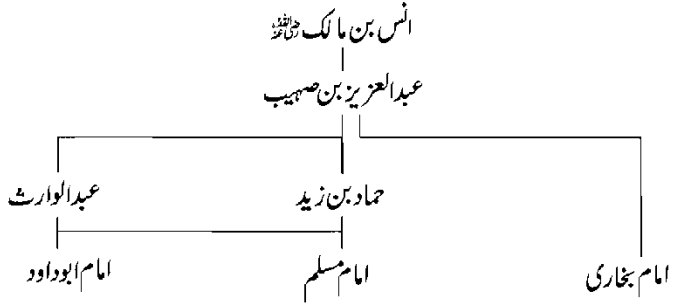
سندِ مذکور میں امام مسلم، امام ابوداود کے زیادہ قریب ہیں، لہٰذا ان کا ذکر مقدم کیا گیا ہے۔

- بعض فوائد حدیثیہ، مثلاً تصریحِ سماع مدلس وغیرہ کی وجہ سے صحاحِ ستہ سے باہر کے حوالے بھی دیے ہیں، دیکھیے حدیث نمبر: ۱۸، زكريا بن أبي زائدة، صرح بالسماع عندأحمد : ۲۷۸/۲۔
- امام ابوداود جن راویوں سے روایات لائے ہیں اگر ان کی مطبوع کتاب میں وہ روایت ملی ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے۔ یعنی سنن ابوداود کے مصادر کی تخریج کا بھی التزام کیا ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱۲: حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك وهو في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى الليثي) ۱/۱۹۳، ۱۹۴۔
- سنن ابوداود کی جو روایتیں حدیث کی کتابوں میں امام ابوداود کی سند سے موجود ہیں ان کی تخریج "نیل المقصود" میں کر دی گئی ہے اور "تلخيص نيل المقصود" میں عندالضرورت ان روایات کا حوالہ دیا ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱۱ أخرجه البيهقي (۹۲/۱) من حديث أبي داود به۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ نسخوں کا اختلاف اور سند یا متن کی بعض اغلاط کی تصحیح ہو جاتی ہے۔

مدلسین کے بارے میں دو باتیں مدنظر رہیں:

(ا) جن پر تدلیس کا الزام بالکل باطل ہے، مثلاً: امام بخاری، امام مسلم، ابوقلابہ الجرمی، مکحول الشامی، زید بن اسلم، جبیر بن نفیر، حماد بن اسامہ وغیرہم، یہ تمام ائمہ و رُوات طبقۂ اولیٰ کے ہیں۔ ان کی مُعنعن (عَنْ کے لفظ سے بیان کردہ) روایات، بغیر کسی قرینۂ صارفہ کے سماع پر محمول ہیں۔

(ب) جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے، مثلاً: قتادہ، اعمش، سفیان ثوری، ابواسحاق السبیعی وغیرہم، ان کی غیر صحیحین میں معنعن روایت، عدمِ سماع و عدمِ متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں:[لَانَقْبَلُ مِنْ مُّدَلِّسٍ حَدِيْثًا حَتّٰى يَقُوْلَ فِيْهِ حَدَّثَنِىْ أَوْسَمِعْتُ] (کتاب الرسالة' ص: ۳۸۰) یعنی ''ہم مدلس کی صرف وہی حدیث قبول کرتے ہیں جس میں حَدَّثَنِي کے الفاظ ہوں' یا تصریحِ سماع (یا معتبر متابعت) ہو۔'' تدلیس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول ہی راجح ہے۔
بعض علماء سفیان ثوری' سفیان بن عیینہ' اعمش وغیرہم کی معنعن روایات کو صحیح اور حسن بصری' ابوالزبیر و ابواسحاق وغیرہم کی معنعن روایات کو ضعیف کہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ منہج صحیح نہیں ہے بلکہ مدلسین کے بارے میں واضح اور دوٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میرا رسالہ ''التأسيس في مسئلة التدليس۔''

- جس راوی کی توثیق وتضعیف میں محدثین کرام کا اختلاف ہے وہاں عدمِ تطبیق اور عدمِ جمع بین الاقوال کی صورت میں راقم الحروف نے جمہور محدثین کو ہر جگہ ترجیح دی ہے۔
- اسماء الرجال کے متساہل ماہرین' مثلاً: امام ترمذی' ابن حبان اور حاکم وغیرہم کا اگر کسی راوی کی توثیق پر تفرد الواحد ہے' تو ایسے راوی کو مستور و مجہول قرار دیا ہے' اگر توثیق کرنے والے دو ہیں' مثلاً: امام ترمذی وابن حبان' تو موثق راوی کو حسن الحدیث وصدوق قرار دیا ہے۔

تنبیہ : بعض علماء امام عجلی کو متساہل سمجھتے ہیں' راقم الحروف کے نزدیک یہ موقف صحیح نہیں ہے بلکہ امام عجلی عام محدثین امام احمد اور ابن معین وغیرہم کی طرح معتدل ہیں۔

- روایت کی تصحیح وتحسین اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے' مثلاً: نافع بن محمود المقدسی کی حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا یہ راوی دارقطنی اور بیہقی کے نزدیک ثقہ ہے۔ نیز دیکھیے نصب الراية: ۴۹/۱ و ۲۶۴/۳' ۲۶۴ و السلسلة الصحيحة : ۱۶/۷ حدیث: ۳۰۰۷- ایسے راوی کو مجہول یا مستور قرار دینا غلط ہے۔
- تصحیح حدیث وتحسین میں شواہد ومتابعات کا بھی اعتبار کیا گیا ہے' لہٰذا بعض روایات کو شواہد ومتابعات کے ساتھ صحیح اور حسن قرار دیا گیا ہے۔
- ان منہجی اصولوں کے باوجود انسان خطا کا پتلا ہے۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری جس تحقیق

وتخریج میں خطا ثابت ہوئی تو مجھے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہوگا۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ !

- راویوں پر جرح وتعدیل میں راقم الحروف نے اسماء الرجال کی اصل کتابوں کی طرف رجوع اور مکمل تحقیق کر کے اعدل الاقوال اور راجح قول لکھا ہے' اگر کسی سابق محدث کا حوالہ بغیر تنبیہ کے دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔

ابوطاہر حافظ زبیر علی زئی

مارچ 2005ء

حالات زندگی امام ابوداود رحمہ اللہ

* نام ونسب: ابوداود سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شدّاد بن عمرو بن عمران۔ یمن کے معروف قبیلۂ ازد کی نسبت سے ازدی اور علاقہ سیستان یا سجستان کی طرف نسبت سے سجستانی یا سجزی کہلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے جد اعلیٰ عمران جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی میں قتل ہوئے تھے۔ و اللہ اعلم.

* ولادت ونشو ونما: ۲۰۲ ہجری میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو معروف اسلامی انداز و اطوار سے آپ کی تعلیم وتربیت کا مرحلہ طے ہوا۔ اور بقول' ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات' آپ ذہانت وفطانت کی وہبی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ پہلے اپنے علاقے کے علماء واساتذہ سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کے بعد کامل طور پر علم حدیث کی طرف راغب ہوگئے اور علمی مراکز کا رخ کیا۔ عراق' جزیرہ' شام' مصر اور حجاز وغیرہ جہاں بھی علمائے حدیث اور مشائخ کے متعلق سنا' ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا دامن علم زیادہ سے زیادہ بھرنے کی کوشش کی۔ اور اس مسافرت میں ہر ہر علاقے کی تہذیب وثقافت سے بھی خوب آگاہ ہوئے۔

* اساتذہ کرام: امام صاحب نے وقت کے عظیم ترین اساطین علم سے استفادہ کیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ''سنن ابوداود'' وغیرہ میں آپ کے معروف اساتذہ کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ ان میں امام احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین' عثمان بن ابی شیبہ' اسحاق بن راہویہ' ابوالولید طیالسی' قتیبہ بن سعید اور مسدّد بن مسرہد وغیرہ رحمہم اللہ کے عظیم الشان نام بہت نمایاں ہیں۔ اور یہ سب امام ابوداود رحمہ اللہ کی سر بلندی اور علمی عظمت ووقار کی شاندار سند ہیں۔

* تلامذہ: حصول علم کے بعد آپ عنفوان شباب ہی میں مسند تدریس پر فائز ہو گئے اور ساتھ ساتھ انتخاب احادیث اور تالیف کا عمل بھی شروع کر دیا۔ آپ طرسوس میں تقریباً بیس سال رہے اور وہاں آپ اپنی یہ عظیم کتاب ''السنن'' ترتیب دے چکے تھے۔ ایک زمانہ نے آپ سے احادیث رسول کا درس لیا۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے ائمہ کے نام آتے ہیں۔ آپ کے جلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی آپ سے ایک حدیث لی تھی اور اس پر آپ بہت فخر کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں امام ترمذی' نسائی' ابوعوانہ' اسفرائینی' زکریا ساجی' ابوبشر محمد

بن احمد دولابی، محمد بن نصر مروزی آپ کے وہ معروف شاگرد ہیں جو امت کے امام کہلائے ہیں اور اصحاب تصانیف بھی ہیں۔

* سنن ابوداود کے راوی: ان کے علاوہ وہ حضرات جو سنن ابوداود کے راوی ہونے کی شہرت رکھتے ہیں، آپ کے خاص معروف شاگرد ہیں۔ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ۞ ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی ۞ ابوبکر محمد بن بکر بن عبدالرزاق بن داسہ التمار ۞ ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد الأعرابی ۞ ابوالحسن علی بن الحسن بن عبد انصاری ۞ ابواسامہ محمد بن عبدالملک الرؤاسی ۞ ابوسالم محمد بن سعید الجلودی اور ۞ ابوعمرو احمد بن علی بن حسن البصری رحمہم اللہ

* امام صاحب کا علمی وقار و مرتبہ: درج ذیل واقعہ امام ابوداود رحمہ اللہ کی جلالت علمی اور اس دور کے علمی حلقات میں آپ کی اہمیت کی بہترین دلیل ہے۔ ہوا یہ کہ ۲۵۷ ہجری میں بصرہ میں کچھ ہنگامے پھوٹ پڑے اور ان کا اثر یہ ہوا کہ بصرہ باوجود یکہ ایک پُر رونق تجارتی منڈی اور شاندار علاقہ تھا لوگوں نے وہاں سے کوچ کرنا شروع کر دیا۔شہر اور منڈی اجڑنے لگی تو اس بڑھتی ہوئی ویرانی کو روکنے کے لیے وہاں کے امیر ابواحمد الموفق نے امام ابوداود رحمہ اللہ کے ساتھ بغداد میں خصوصی ملاقات کی اور درخواست کی کہ آپ بصرہ تشریف لے چلیں اور اسے ہی اپنا وطن بنالیں تاکہ آپ کی وجہ سے طلبہ اور علماء اس شہر کا رخ کریں اور اس علاقہ کی آبادی کا سامان ہو جائے۔ چنانچہ امام صاحب نے امیر بصرہ کی یہ درخواست قبول کر لی اور آپ نے بصرہ کو اپنا مرکز دعوت و تدریس بنالیا تو اس کی رونقیں واپس آنے لگیں۔ یہ واقعہ دلیل ہے کہ بھلے وقتوں میں عوام و امراء اپنے علماء کو اپنے شہروں کی زینت سمجھتے تھے اور ان کا وجود اپنے لیے باعث عزت و برکت گردانتے تھے۔

ایک بار جناب سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ امام صاحب کی زیارت کے لیے آئے۔آپ نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور ان کو عزت و احترام سے نوازا۔انہوں نے عرض کیا، حضرت الامام! میں آپ کی خدمت میں ایک اہم کام سے آیا ہوں۔آپ نے پوچھا، فرمائیے؟ کہا کہ پہلے وعدہ فرمائیں کہ حتی الامکان ضرور کریں گے۔آپ نے وعدہ فرمالیا کہ جہاں تک ہو سکا میں آپ کا کام ضرور کروں گا۔تو جناب سہل رحمہ اللہ نے عرض کیا حضرت! میں آپ کی اس مبارک زبان کا بوسہ لینا چاہتا ہوں، جس سے آپ احادیث رسول بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور انہوں نے اس کا بوسہ لیا۔

۞ امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے کہا: امام ابوداود رحمہ اللہ کے لیے حدیث ایسے ہی نرم کر دی گئی تھی جیسے کہ سیدنا داود علیہ السلام

کے لیے لوہا۔

❁ جناب موسیٰ بن ہارون رحمہ اللہ نے کہا: امام ابوداود دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے تھے اور میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

❁ جناب احمد بن محمد بن یٰسین ہروی کہتے ہیں: امام ابوداود اسلام کے ممتاز ترین حفاظ میں سے تھے۔ انہیں علم حدیث اور اس کی اسانید وعلل پر کامل عبور حاصل تھا' عبادت' عفت اور اصلاح وتقویٰ میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ آپ فن حدیث کے ماہر ترین محدثین میں سے تھے۔

❁ امام ابوحاتم بن حبان کا قول ہے: امام ابوداود اپنے علم' تفقہ' حفظ' عبادت' ورع وتقویٰ اور پختگی علم میں یگانۂ روزگار تھے' انہوں نے احادیث جمع کیں' کتب تصانیف کیں اور سنت رسول کا کامل دفاع کیا۔

❁ امام ابوعبداللہ بن مندہ کہتے ہیں: وہ ممتاز ائمہ جنہوں نے احادیث کی تخریج کی اور صحیح وخطا میں امتیاز کیا چار ہیں: امام بخاری' امام مسلم' اور ان کے بعد امام ابوداود اور نسائی رحمہم اللہ۔

الغرض اس قسم کے دسیوں اقوال ائمۂ وقت نے حضرت الامام ابوداود رحمہ اللہ کی مدح وثنا میں بیان کیے ہیں۔

٭ **اقوال حکمت:** امام صاحب کے ذکر جمیل میں بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کے کچھ اقوال بھی نقل کیے ہیں جو یقیناً حکمت بھرے ہیں۔ مثلاً:

❁ [اَلشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ حُبُّ الرِّئَاسَةِ] ''سرداری وسربراہی کی خواہش مخفی شہوات میں سے ہے۔''

❁ [خَيْرُ الْكَلَامِ مَادَخَلَ الْأُذُنَ بِدُوْنِ إِذْنٍ] ''بہترین بات وہ ہے جو بلا اجازت ہی کان میں داخل ہو جائے۔''

❁ [مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى لِبَاسٍ دُوْنٍ وَ مَطْعَمٍ دُوْنٍ أَرَاحَ جَسَدَه] ''جس نے کمتر سادہ لباس اور کمتر سادہ کھانے پر قناعت کر لی اس نے اپنے جسم کو بہت راحت دی۔''

اس ضمن میں آپ کا وہ مقولہ بھی بڑا حکمت بھرا ہے کہ میں نے اپنی کتاب ''سنن'' میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع کی ہیں۔ ان میں صحیح' اس کے مشابہ اور اس کے قریب درجہ کی روایات ہیں۔ کسی بھی انسان کی دینداری کے لیے ان میں سے صرف چار حدیثیں کافی ہیں:

① اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

② انسان کے بہترین اسلام کی علامت یہ ہے کہ بے مقصد امور کو چھوڑ دے۔
③ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔
④ حلال واضح ہے اور حرام بھی' اور ان کے درمیان بہت سی چیزیں شبہے والی ہیں۔

* **اپنی اولاد کے لیے سماع حدیث کا شوق:** امام صاحب جہاں امت کے لیے عظیم داعی اور محدث تھے وہاں اپنی اولاد کے لیے بھی یہی شوق رکھتے تھے۔ اور ہر باپ کی طرح چاہتے تھے کہ یہ مراحل جلد از جلد طے ہوں اور وہ سماع حدیث کی فضیلت حاصل کریں۔ یاقوت حموی نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے شیخ احمد بن صالح نوعمر امرد بچوں کو اپنی مجلس میں سماع کی اجازت نہ دیا کرتے تھے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ کا ایک صاحبزادہ نوعمر تھا اور آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح شیخ احمد سے سماع حدیث کا شرف حاصل کر لے۔ تو اس غرض کے لیے آپ نے ایک حیلہ اختیار کیا کہ بچے کے چہرے پر بناوٹی ڈاڑھی لگا دی تاکہ بڑا نظر آئے۔ مگر یہ بات کھل گئی۔ اور پھر دوسرے بڑے بڑے علماء کے سامنے اس بچے کی ذہانت و فطانت واضح بھی ہوگئی مگر شیخ احمد نے مزید سماع کی اجازت نہ دی۔

* **جرأت و بے باکی:** علمائے حق کی ایک صفت یہ رہی ہے کہ وہ حکام وقت سے بالخصوص کسی طرح مرعوب نہ ہوتے تھے اور حق کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ امیر بصرہ ابو احمد الموفق نے درخواست کی کہ آپ میرے بچوں کو اپنی ''سنن'' کا درس دیں' مگر مجلس ان کے لیے خاص ہو کیونکہ امراء کے بچے عوام کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ آپ نے پہلی بات تو قبول کی اور دوسری سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ علم کے معاملے میں عوام و خواص سب برابر ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی عام مجلس میں آتے تھے مگر درمیان میں پردہ ہوتا تھا۔

* **وفات:** امام ابوداود رحمہ اللہ اپنی زندگی کی تہتر بہاریں دیکھنے کے بعد ۱۵ شوال ۲۷۵ ہجری کو بصرہ میں اپنے رب کے مہمان جا بنے اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ رحمه الله رحمةً واسعة.

* **امام صاحب کی تصنیفی خدمات:** آپ نے علم حدیث کی زبانی اشاعت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ جو قلمی ذخیرہ چھوڑا ہے وہ انتہائی وقیع اور قابل قدر ہے۔ درج ذیل کتب آپ کا علمی ورثہ ہیں:

(۱) السنن (۲) مسائل احمد (۳) الناسخ والمنسوخ (٤) اجاباتهٔ عن سؤالات أبي عبيد

محمد بن علی بن عثمان الآجرّی (٥) رسالة فی وصف کتاب السنن (٦) کتاب الزهد (٧)تسمیة الإخوة الذین روی عنهم الحدیث (٨) أسئلة الإمام احمد بن حنبل عن الرواة والثقات (٩) کتاب القدر (١٠) کتاب البعث والنشور (١١) المسائل التی حلف علیها الإمام احمد (١٢) دلائل النبوة (١٣) التفرد فی السنن (١٤) فضائل الأنصار (١٥) مسند مالك (١٦) الدعاء (١٧) ابتداء الوحی (١٨)أخبار الخوارج (١٩) ماتفردبه أهل الأمصار (٢٠) معرفة الإخوة و الأخوات (٢١) الآداب الشرعیة۔ [1]

① یہ مضمون جناب ڈاکٹر محمد بن لطفی الصباغ ﷾ کے مقالہ "ابو داود، حیاته و سننه" سے ماخوذ ہے۔ یہ رسالہ مکتب اسلامی بیروت سے طبع شدہ ہے۔

سنن ابوداود اور اس کی امتیازی خصوصیات

* **تعریف السنن:** علمائے حدیث کی اصطلاح میں "السنن" اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیثِ احکام کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک فقہی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔

* **زمانۂ تالیف:** امام صاحب تقریباً بیس سال تک طرسوس (جنوبی ترکی) میں مقیم رہے۔ غالباً اسی دور میں آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے جلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ امام احمد رحمہ اللہ کی وفات 241 ہجری میں ہوئی ہے۔

* **اقوال ائمہ:** محمد بن مخلد کا کہنا ہے کہ امام ابوداود نے السنن تالیف کی اور لوگوں پر اس کی قراءت کی، تو اہل الحدیث کے ہاں یہ کتاب مصحف کی مانند طلب کی جانے لگی اور اہل زمانہ نے ان کے حفظ وضبط کا اقرار واعتراف کیا۔

- ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس قرآن مجید کے ساتھ یہ کتاب موجود ہو تو اسے ان کے بعد کسی اور علم کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

- علامہ خطّابی کہتے ہیں کہ سنن ابوداود وہ عظیم کتاب ہے کہ علم دین میں اس جیسی اور کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی اور اسے لوگوں میں انتہائی مقبولیت حاصل ہوئی ہے، بلکہ علماء وفقہاء کے علمی حلقات میں یہ علامت امتیاز ٹھہری ہے اور ہر طبقے کے علماء اس سے فیض یاب ہیں۔ اہل عراق، مصر، مغرب اور اکثر اسلامی ممالک میں اس کی شہرت مسلّم ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم کا مقام بجا) مگر سنن ابوداود کا بھی اپنی شاندار ترتیب اور فقہی مسائل کے احاطہ کے اعتبار سے ایک خاص مقام ہے۔

- اور بقول علامہ سبکی فقہائے کرام سنن ابوداود اور ترمذی کیلئے لفظ "الصحیح" بلا جھجک استعمال کرتے ہیں۔ [1]

- امام صاحب نے اپنی کتاب کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس کے ترک پر علماء کا اجماع ہو یا بالفاظ دیگر اس میں کسی ایسے راوی کی حدیث نہیں ہے جو متروک الحدیث ہو۔ [1]

---

[1] امام صاحب نے اپنی تحقیق کے مطابق اپنی اس رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ واقعتاً ایسا ہی ہو۔ کیونکہ تحقیق ◀◀

۞ حافظ ابوالطاہر السّلفی نے اپنی سند سے حسن بن محمد بن ابراہیم سے ان کا ایک خواب نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ فرماتے تھے کہ جو شخص سنن پر عمل کرنا چاہتا ہے' وہ سنن ابوداود پڑھے۔

٭ احادیث سنن ابوداود باعتبار درجات : امام ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ سنن ابوداود کی احادیث چھ مراتب پر ہیں:

① سب سے اعلیٰ وہ ہیں جو صحیحین (بخاری و مسلم) میں روایت کی گئی ہیں اور یہ تقریباً آدھی کتاب کے برابر ہیں۔

② وہ احادیث جو صحیحین میں سے کسی ایک میں ہیں اور دوسری میں نہیں۔

③ وہ احادیث جو ان دونوں نے بیان نہیں کی ہیں مگر سند کے اعتبار سے جیّد (عمدہ) ہیں۔ ان میں کوئی شذوذ اور علّت خفیہ نہیں ہے۔

④ وہ احادیث جن کی اسانید صالح (بہتر) ہیں اور علماء نے انہیں قبول کیا ہے اس طور پر کہ وہ کم از کم دو اسانید سے مروی ہوں' خواہ وہ ضعیف ہی ہوں۔

⑤ وہ روایات جنہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے کہ ان کے راوی اپنے حفظ و ضبط میں کمزور تھے۔ اس نوع پر امام ابوداود رحمہ اللہ بالعموم سکوت اختیار کرتے ہیں۔

⑥ اور وہ روایات جو واضح طور پر بہت ہی ضعیف ہیں' اس قسم پر امام صاحب خاموش نہیں رہتے بلکہ اس کے ضعف کی صراحت کر دیتے ہیں اور جہاں کہیں روایت اپنے ضعف میں مشہور ہو تو یہ خاموش بھی رہتے ہیں۔

٭ ضعیف احادیث بیان کرنے کی وجہ : اس بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے اپنی کتاب میں وہ تمام روایات جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو علمائے مذاہب کی دلیل ہیں' قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف۔ اس بارے میں انہوں نے اسانید کا ذکر کر کے اہل نظر کو دعوتِ فکر دی ہے کہ خود تقابل کریں۔

② دوسری وجہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں صحیح حدیث وارد نہ ہو تو وہ ضعیف بیان کر دیتے ہیں اور بقول بعض' لوگوں کی رائے اور قیاس کے مقابلے میں ضعیف حدیث بہر حال بہتر ہوتی ہے۔

③ یا اگر روایت انتہائی ضعیف ہو تو وہ طلبہ کو متنبہ کرنے کے لیے اسے درج کر دیتے ہیں کہ اس سے خبردار رہنا' یہ

◀◀ احادیث کے بعد سنن ابوداود میں کچھ احادیث ضعیف بھی پائی گئی ہیں۔ تاہم اس سے امام ابوداود اور ان کی سنن ابوداود کی ثقاہت پر اثر نہیں پڑتا۔ (ص' ی)

روایت اپنی سند وغیرہ کے اعتبار سے قابل حجت نہیں ہے۔

٭ ضعیف حدیث پر عمل کا مسئلہ: فقہائے امت میں یہ مسئلہ ایک بڑا معرکہ آرا مسئلہ ہے۔ تفصیلات کے لیے مطولات کی طرف رجوع کیا جانا چاہیے۔ مختصراً ''الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ'' میں ہے کہ احکام شریعت میں حجت صرف اور صرف خبر صحیح ہی ہے اور اس پر اجماع ہے یا اس کے ساتھ علماء کے نزدیک حسن لذاتہ بھی ملحق ہے' اس کا رتبہ اگرچہ صحیح سے کم ہے لیکن مقبول ہے اور ضعیف حدیث جو کثرت طرق سے حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جائے وہ بھی قابل احتجاج ہوتی ہے۔ اور یہ قول جو مشہور ہے کہ ''ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مقبول ہے'' اس سے مراد مفردات (یعنی کسی ایک سند سے مروی احادیث) ہیں نہ کہ مجموعات (یعنی متعدد طرق سے مروی احادیث) کیونکہ مجموعی طُرق کے باعث یہ درجۂ حسن میں داخل ہو جاتی ہے ضعیف نہیں رہتی۔ اور ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ [1]

بعض نے کہا کہ ضعف حدیث کا باعث اگر راوی کے حفظ کی خرابی یا اختلاط یا تدلیس ہو اور راوی بذاتہ صادق اور متدین ہو تو ایسا ضعف تعدد طرق سے دور ہو جاتا ہے' لیکن اگر ضعف کا سبب جھوٹ کی تہمت' شذوذ یا فحش الغلط ہو تو کثرت اسانید سے یہ عیب دور نہیں ہوتا اور ایسی روایت ضعیف ہی رہتی ہے لیکن فضائل اعمال میں قبول کر لی جاتی ہے نہ کہ احکام یا حلال و حرام میں۔ محدثین کے اس قول کے یہی معنی ہیں جو انہوں نے کہا کہ ''ضعیف روایت کا دوسری ضعیف سے ملنا' اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔'' (شیخ عبدالحق محدث دہلوی' مقدمۂ مشکوٰۃ)

امام نووی رحمہ اللہ ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں: فقہاء و محدثین نے کہا ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث ذکر کرنا جائز ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو۔ لیکن احکام یعنی حلال و حرام اور معاملات میں صحیح اور حسن حدیث ہی قابل عمل ہے الا یہ کہ کوئی معاملہ احتیاطی ہو۔ مثلاً کچھ ضعیف روایات میں چند بیوع یا نکاح کی بعض مکروہ صورتیں بیان ہوئی ہیں تو مستحب یہ ہے کہ ان سے بچا جائے' لیکن واجب نہیں ہے۔

اور ابن العربی مالکی نے اس قاعدہ کے خلاف کہا ہے کہ ''ضعیف حدیث قطعاً ناقابل عمل ہے۔'' شیخ سخاوی نے ''القول البدیع'' میں لکھا ہے کہ ''میں نے اپنے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ سے بارہا سنا' فرماتے تھے کہ ضعیف حدیث پر

[1] لیکن ایسا تب ہی ہوتا ہے' جب متعدد طرق میں ضعف خفیف ہو۔ اگر سب میں ضعف شدید ہو' مثلاً ہر طریق میں کوئی نہ کوئی راوی کذاب' وضاع' متروک اور فاش غلطیاں کرنے والا وغیرہ ہو تو اس قسم کے شدید ضعف کی حامل روایات کا مجموعہ کسی حدیث کو قابل قبول نہیں بنا سکے گا' بلکہ وہ روایت ضعیف اور ناقابل عمل ہی رہے گی۔ (ص' ی)

عمل کی تین شرطیں ہیں:

- پہلی شرط متفق علیہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو۔ یعنی کوئی راوی کذاب، متہم بالکذب اور فحش الغلط قسم کا نہ ہو۔
- دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حکم کسی عام معروف شرعی قاعدہ کے تحت آتا ہو۔ اس طرح اس روایت کی حیثیت تخریج واستنباط کی ہوگی نہ کہ اصل الاصول کی۔
- تیسری شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے اس کے قطعی ثبوت کا اعتقاد نہ ہو، تاکہ نبی ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں فرمائی۔

یہ آخری دو شرطیں شیخ ابن عبدالسلام اور ابن دقیق العید کی بیان کی ہوئی ہیں اور پہلی پر امام علائی نے بھی اتفاق ذکر کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب کوئی صحیح حدیث نہ ملے تو ضعیف پر عمل کر لیا جائے۔ ان کے ایک دوسرے بیان میں یوں ہے: ''ہمارے نزدیک ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے زیادہ محبوب ہے۔''

علامہ ابن القیم ''اعلام الموقعین'' میں کہتے ہیں کہ ''امام احمد رحمہ اللہ کے اصولوں میں سے چوتھا اصول یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہ ہو تو مرسل اور ضعیف حدیث قبول کر لی جائے۔ اور یہی قسم قیاس پر راجح ہے۔ اور اس ضعیف سے مراد وہ ضعیف نہیں جو بالکل باطل یا منکر ہو یا اس کا راوی متہم ہو کہ اس کی طرف رجوع کرنا کسی طرح بھی جائز نہ ہو۔ امام موصوف کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل گویا صحیح یا حسن حدیث کی ایک قسم پر عمل ہے۔ ان کے نزدیک حدیث کی دو قسمیں ہیں، صحیح اور ضعیف اور ضعیف کے ان کے ہاں کئی مراتب ہیں۔ اگر اس باب میں کوئی روایت نہ ملے یا صحابی کا قول یا اجماع امت ثابت نہ ہو، جس سے اس ضعیف روایت کی تردید ہوتی ہو تو ان کے نزدیک اس پر عمل کرنا قیاس سے بہتر ہوتا ہے اور تقریباً تمام ائمہ ان کے اس قاعدہ میں مؤید و موافق ہیں، سب ہی نے ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دی ہے۔

(اقتباس از الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ، نواب صدیق حسن خان، باب ثالث، فصل ثانی)

✵ **سنن ابوداود کے امتیازات:** ۞ کتاب فقہی ابواب پر مرتب ہے۔ ابواب کے عناوین مختصر، جامع اور واضح ہیں۔

۞ احادیث بالعموم دو یا زیادہ اسانید سے بیان کی ہیں اور ہر سند میں کوئی دقیق نکتہ یا ایسے خاص الفاظ ہوتے ہیں جو علماء و فقہاء کے لیے اضافہ وافادۂ علمی کے حامل ہوتے ہیں اور ان سے احکام و مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

۞ اختصار کے پیش نظر دوسری سند میں بالعموم ''بمعناہ یا مثلہ'' وغیرہ کے الفاظ لاتے ہیں۔

- رواۃ حدیث میں جہاں کسی کے تعارف وتعیین اور اشتباہ کو دور کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں راویوں کا مختصر تعارف کراتے ہیں۔
- ایسے ہی غیر معروف مقامات کا تعارف بھی کراتے ہیں۔
- مشکل الفاظ کے معانی موقع بموقع بیان کیے گئے ہیں۔
- حسب ضرورت حدیث کا پس منظر بھی بتایا گیا ہے۔
- اہم اسنادی فوائد کے ضمن میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مسلسل ہے یا یہ حدیث اہل شام کی ہے یا اہل بصرہ اس میں متفرد ہیں وغیرہ۔
- اہم مسائل میں، فقہی اختیارات میں صحابہ وتابعین اور دیگر ائمہ کے نام شمار کرتے ہیں۔
- انتہائی ضعیف احادیث کی صراحت کرتے ہیں۔
- اور جن پر کوئی کلام ہے اور یہ خاموش رہتے ہیں تو وہ حدیث بالعموم ان کے نزدیک قابل عمل ہوتی ہے۔

سنن ابوداود کی شروحات: اس مبارک کتاب کی علمائے امت نے بہت خدمت کی ہے۔ کچھ شروحات مطبوع اور متداول ہیں اور بہت سی مخطوط صورت میں عالمی مکتبات میں محفوظ ہیں۔ مثلاً:

۱- معالم السنن: تالیف ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطّاب البستی الخطابی، وفات: ۳۸۸ ہجری، یہ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت سے خطابی کہلاتے ہیں۔

۲- مختصر سنن ابی داود: تالیف امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، وفات: ۶۵۶ ہجری، اس کتاب میں اسانید کو حذف کر دیا گیا ہے اور باقی کتب خمسہ سے اس کی تخریج کی گئی ہے اور مختصر فوائد بھی لکھے گئے ہیں۔

۳- تہذیب ابن القیم: تالیف امام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الزرعی الدمشقی المعروف بہ ابن قیم الجوزیہ، وفات: ۷۵۱ ہجری۔ یہ سنن ابوداود پر ایک عمدہ حاشیہ ہے، اس میں حسب ضرورت نادر حدیثی وفقہی مباحث کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۴- عون المعبود شرح سنن ابی داود: تالیف علامہ الشیخ شمس الحق عظیم آبادی، وفات: ۱۹۱۱ء - یہ حقیقت میں ان کی تفصیلی شرح غایۃ المقصود فی حل ابی داود کا خلاصہ ہے جو افسوس کہ مکمل نہ ہوسکی۔ غایۃ المقصود کا

ابتدائی کچھ حصہ طبع ہوا تھا۔ اب اس کے کچھ اور قلمی حصے ''خدا بخش لائبریری'' پٹنہ (بھارت) سے ملے ہیں' سنا ہے کہ وہ چھپ گئے ہیں۔ یہ شروح فکر اصحاب الحدیث کی بہترین ترجمان ہیں۔

۵- **بذل المجهود في حل ابی داود:** اس میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے سنن ابو داود کو بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے اور مختلف فیہ مسائل میں علمائے احناف کا موقف تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۶- **المنهل العذب المورود شرح سنن ابی داود:** تالیف الشیخ محمود محمد خطاب السبکی المصری۔ ابتدائی حصے شیخ موصوف نے تالیف کیے۔ بعد میں ان کے صاحبزادے جناب امین محمود خطاب نے کچھ حصے تحریر کیے۔ کتاب مصر میں طبع ہوئی ہے۔

۷- **درجات مرقاة الصعود إلى سنن ابی داود:** تالیف شیخ علی بن سلیمان دمنتی باجمعوی۔ یہ دراصل امام سیوطی رحمہ اللہ کی شرح "**مرقاة الصعود الى سنن ابی داود**" کی تلخیص ہے جو ۱۲۹۸ ہجری میں مصر میں طبع ہوئی تھی۔

۸- **اُردو ترجمہ:** از علامہ نواب وحید الزمان خان رحمہ اللہ۔

۹- **اُردو ترجمہ:** از مولانا خورشید حسن قاسمی (دیوبند)۔

⊙ علاوہ ازیں درج ذیل شروح کا تذکرہ بھی ملتا ہے' ان میں سے کچھ عالمی مکتبات میں مختلف مقامات پر محفوظ ہیں:

۱- **عجالة العالم من كتاب المعالم:** تالیف حافظ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم المقدسی' وفات: 765 ہجری' یہ معالم السنن (خطابی) کا اختصار ہے۔

۲- **انتحاء السنن و اقتفاء السنن:** یہ حافظ شہاب الدین احمد کی تالیف ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔

۳- **شرح الامام نووی:** ناقص رہی۔

۴- **العدّ المودود في حواشي سنن ابی داود:** حافظ منذری۔

۵- **شرح السنن:** شہاب الدین احمد بن حسین بن ارسلان الرملی' وفات: ۸۴۴ ہجری۔

۶- **شرح السنن:** قطب الدین ابوبکر احمد بن دُعین الیمنی الشافعی' وفات: ۷۵۲ ہجری۔

۷- **شرح السنن:** الشیخ مغلطائی بن قلیچ' وفات: ۷۶۲ ہجری (ناقص)

۸- **شرح السنن:** الشیخ عمر بن ارسلان بن نصر البلقینی' وفات: ۸۰۵ ہجری۔

۸- شرح السنن : امام ابوزرعہ العراقی ولی الدین احمد بن ابراہیم' وفات: ۸۲۶ ہجری۔

۹- شرح السنن : الشیخ العلامہ محمود بن احمد العینی الحنفی' وفات: ۸۵۵ ہجری (ناقص)

۱۰- فتح الودود علی سنن ابی داود: علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندی' وفات: ۱۱۳۸ ہجری۔

۱۱- مختصر محمد بن الحسن بن علی البلخی: یہ ساتویں ہجری کے علماء میں سے ہیں۔

۱۲- آیات قرآنیه : الشیخ زکریا ساجی نے ایسی تمام آیات قرآنیہ جمع کی ہیں جو احادیث کے موافق ہیں۔

وفات: ۳۰۷ ہجری

۱۳-تسمیة شیوخ ابی داود: شیخ ابوعلی حسین بن محمد بن احمد الجیانی' وفات: ۴۹۸ ہجری۔

۱۴- زوائد السنن علی الصحیحین: شیخ سراج الدین عمر بن علی الملقن الشافعی' وفات: ۸۰۴ ہجری' یہ کتاب ان زوائد کی شرح ہے۔

۹- شرح السنن : امام ابوزرعہ العراقی ولی الدین احمد بن ابراہیم' وفات: ۸۲۶ ہجری۔

۱۰- شرح السنن : الشیخ العلامہ محمود بن احمد العینی الحنفی' وفات: ۸۵۵ ہجری (ناقص)

۱۱- فتح الودود علی سنن ابی داود: علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندی' وفات: ۱۱۳۸ ہجری۔

۱۲- مختصر محمد بن الحسن بن علی البلخی: یہ ساتویں ہجری کے علماء میں سے ہیں۔

۱۳- آیات قرآنیہ : الشیخ زکریا ساجی نے ایسی تمام آیات قرآنیہ جمع کی ہیں جو احادیث کے موافق ہیں۔
وفات: ۳۰۷ ہجری

۱۴-تسمیة شیوخ ابی داود: شیخ ابوعلی حسین بن محمد بن احمد الجیانی' وفات: ۴۹۸ ہجری۔

۱۵- زوائد السنن علی الصحیحین: شیخ سراج الدین عمر بن علی الملقن الشافعی' وفات: ۸۰۴ ہجری' یہ کتاب ان زوائد کی شرح ہے۔

حدیث کی اقسام
قَوْلی حدیث
فِعْلی حدیث
تَقْرِیری حدیث
شَمَائِل نَبوِی
حدیث کی اقسام ـــــ نسبت کے اعتبار سے
حَدِیث قُدْسِی
مَرْفُوع
مَوْقُوف
مَقْطُوع
حدیث کی اقسام ـــــ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے
مُتَواتِر
خبرِ واحد
مَشْهُور
مُسْتَفِیض
عَزِیز
غَرِیب
غَرِیب مُطْلَق
غَرِیب نِسبِی
مقبول حدیث کی اقسام
صَحِیح لِذَاتِه
صَحِیح لِغَیْرِه
حَسَن لِذَاتِه
حَسَن لِغَیْرِه
مقبول حدیث کے درجات
مُتَّفَق عَلَیْه
أَفْرَاد بُخَارِی
أَفْرَاد مُسْلِم
صَحِیحٌ عَلی شَرْطِهِمَا
صَحِیحٌ عَلی شَرْطِ الْبُخَارِی
صَحِیحٌ عَلی شَرْطِ مُسْلِم
صَحِیحٌ عَلی شَرْطِ غَیْرِهِمَا
1 مردود حدیث کی اقسام ـــــ انقطاع سند کے اعتبار سے
مُعَلَّق
مُرْسَل
مُعْضَل
مُنْقَطِع
مُدَلَّس
مُرْسَل خَفِی
مَعْلُول یا مُعَلَّل
2 مردود حدیث کی اقسام ـــــ راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے
مَتْرُوك
مَوْضُوع
رِوَایَةُ الْفَاسِق
رِوَایَةُ الْمُبْتَدِع
3 مردود حدیث کی اقسام ـــــ راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے
مُصَحَّف
مَقْلُوب
مُدْرَج
اَلْمَزِید فِی مُتَّصِلِ الأَسَانِید
شَاذ
مُنْکَر
رِوَایَةُ سَیِّئِ الْحِفْظ
رِوَایَةُ کَثِیرِ الْغَفْلَة
رِوَایَةُ فَاحِشِ الْغَلَط
رِوَایَةُ الْمُخْتَلِط
مُضْطَرِب
مُعَلَّل
4 مردود حدیث کی اقسام ـــــ راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے
مُبْهَم
رِوَایَةُ مَجْهُولِ الْعَیْن
رِوَایَةُ مَجْهُولِ الْحَال

اصطلاحاتِ محدثین

* **حدیث کی تعریف:** رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے' وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت' خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

* **بنیادی اقسام:**

۞ قَوْلِی حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔

۞ فِعْلِی حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔

۞ تَقْرِیرِی حَدِیْث : وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

۞ شَمَائِلِ نَبَوِی : وہ احادیث جن میں آپ کے عادات واخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ : کسی حدیث کی اصل عبارت "مَتْن" کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے' راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ "مُتَّصِل" ہوتی ہے ورنہ "مُنْقَطِع۔"

* **نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:**

۞ حَدِیْث قُدْسِی: اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبیٔ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو' راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

۞ مَرْفُوع : وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

۞ مَوْقُوف: وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

۞ مَقْطُوع: وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

* **راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:**

۞ مُتَوَاتِر: وہ حدیث جس میں تَوَاتُر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(۱) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

(ب) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ج) یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔

(د) حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوٹ: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو''طبقہ'' کہلاتی ہے۔

۞ خَبَرِ واحد: وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

۞ مَشْهُور: وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو' مثلاً کسی طبقے میں تین' کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

۞ مُسْتَفِيض: وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔

۞ عَزِيز: وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔

۞ غَرِيب: وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو اسے غَرِيبِ مُطْلَق کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِيبِ نِسْبِي کہیں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔

٭ قُبول و رَدّ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

۞ مَقْبُول: وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔

۞ مَرْدُود: وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

٭ مقبول حدیث کی اقسام و درجات (شرائطِ قبولیت کے اعتبار سے):

① صَحِيح لِذَاتِهٖ　② صَحِيح لِغَيْرِهٖ　③ حَسَن لِذَاتِهٖ　④ حَسَن لِغَيْرِهٖ

۞ صَحِيح لِذَاتِهٖ: وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(ا) اس کی سند متصل ہو' یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو' یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو' صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو' شائستہ طبیعت کا مالک اور با اخلاق ہو۔

(ج) وہ کَامِلُ الضَّبط ہو یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کما حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

(د) وہ حدیث شاذ نہ ہو (ھ) معلول نہ ہو۔ (شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔)

۞ حَسَن لِذَاتِہٖ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِيفُ الضَّبط (ہلکے ضبط والے) ہوں، باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَن لِذَاتِہٖ کا درجہ صَحِيح لِغَيرِہٖ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔

۞ صَحِيح لِغَيرِہٖ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی۔

۞ حَسَن لِغَيرِہٖ : وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں، ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

✷ صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے):

۞ مُتَّفَقٌ عَلَيه: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے، متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتی ہے۔

۞ اَفرَادِ بُخَارِی: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے، صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔

۞ اَفرَادِ مُسلِم : ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے، صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔

۞ صَحِيحٌ عَلٰی شَرطِهِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

۞ صَحِيحٌ عَلٰی شَرطِ البُخَارِی: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

۞ صَحِيحٌ عَلٰی شَرطِ مُسلِم: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔

۞ صَحِيحٌ عَلٰی شَرطِ غَيرِهِمَا : وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

✵ مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کی وجہ سے:

۞ مُعَلَّق: وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کر دی گئی ہو۔

۞ مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔

۞ مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔

۞ مُنْقَطِع: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔

۞ مُدَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تأثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا' سند متصل ہی ہے' حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔

۞ مُرْسَل خَفِی: وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔

۞ مَعْلُول یا مُعَلَّل: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنا دے۔ ان عیوب و علل کا پتہ چلانا ماہرینِ فن ہی کا کام ہے، ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

✵ مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:

۞ رِوَایَۃُ الْمُبْتَدِع: وہ حدیث جس کا راوی بدعتِ مُکَفِّرہ کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت' مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل و ضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی۔ یاد رہے بدعت مکفّرہ (کافر بنانے والی بدعت) سے ارتداد لازم آتا ہے۔

۞ رِوَایَۃُ الْفَاسِق: وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔

۞ مَتْرُوك: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔

۞ مَوْضُوع: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو' ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

✵ مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:

۞ مُصَحَّف: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں' حرکات یا سکون وغیرہ کے

بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔

- مَقْلُوب: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم وتاخیر واقع ہوگئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔
- مُدْرَج: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہو جائے اور اس پر الفاظِ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔
- اَلْمَزِيْد فِيْ مُتَّصِلِ الأَسَانِيْد: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں، ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الأسانید کہتے ہیں۔
- شَاذ: وہ حدیث جس کا راوی ثقہ ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں۔)
- مُنْكَر: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں۔)
- رِوَايَةُ سَيِّئِ الْحِفْظ: وہ حدیث جس کا راوی سیّئ الحفظ، یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔
- رِوَايَةُ كَثِيْرِ الْغَفْلَه: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔
- رِوَايَةُ فَاحِشِ الْغَلَط: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔
- رِوَايَةُ الْمُخْتَلِط: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔
- مُضْطَرِب: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حل نہ ہو سکے۔

✷ مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:

- رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَيْن: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو، یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔
- رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْحَال: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو، یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی تبصرہ نہ

ملتا ہو اور اس سے روایت کرنے والے کل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹھہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔

۞ مُبْہَمْ: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔

کتب احادیث کی اقسام

- کُتُبِ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ''صحیح'' کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔
- صِحَاح سِتَّہ: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری' صحیح مسلم' سنن ابوداود' سنن نسائی' جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انہیں ''اُصولِ سِتّہ'' یا ''کُتبِ سِتّہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ''صحیحین'' کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بقول' اجماعِ امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گو ان میں ضعیف احادیث موجود ہیں' تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انہیں ''صحاح ستہ'' میں شمار کرتے ہیں۔
- جَامِع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات (مثلاً عقائد' احکام' تفسیر' جنت' دوزخ وغیرہ) سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں' مثلاً صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔
- سُنَن: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں' مثلاً سنن ابوداود۔
- مُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو' مثلاً مسند احمد' مسند حمیدی۔
- مُسْتَخْرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے' مثلاً مستخرج اسماعیلی علیٰ صحیح البخاری۔
- مُسْتَدْرَك: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں' مثلاً مستدرک حاکم۔
- مُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے'

مثلاً معجم طبرانی۔

❁ اَرْبَعِین: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں' مثلاً اربعین نووی' اربعین ثنائی وغیرہ۔

❁ جُزْء: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں' جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی "جُزْءُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ" اور "جُزْءُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" یا امام بیہقی رحمہ اللہ کی "كِتَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" وغیرہ۔

کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک پر مشتمل ہے۔ مؤطا امام مالک زمانۂ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے متقدم، لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصالِ سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں متبحر تھے، ثقاہت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انہوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مدنظر رکھا، ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول و رد اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً ''مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن اَبی شیبہ، مسند طیالسی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی'' وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانۂ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً واعظین کے استدلالات، حکماء کے اقوال زرّیں اور اسرائیلی روایات پر مشتمل ہیں جنہیں ضعیف راویوں نے سہواً یا عمداً

احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا یا کتاب وسنت کے بعض احتمالات ہیں جنھیں بعض جاہل صوفیا نے بالمعنی روایت کر دیا اور انہیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ۔ مثلاً ابن حبان کی "کِتَابُ الضُّعَفَاء" ابن عدی کی "اَلْکَامِل" اور خَطِیب بَغْدَادِی، أَبُو نُعَیم أَصْبَهَانِي، اِبْنِ عَسَاكِر، جَوْزَقَانِي، اِبْنِ نَجَّار اور دَيْلِمِي کی کتب۔ اسی طرح "مُسْنَد خَوارزمی"، اِبْنِ جَوزِی اور ملا علی قاری کی "اَلْمَوضُوعَات" وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

❁ پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کو کامل اعتماد ہے۔ انہیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔

❁ تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں، البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

❁ پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقہ کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علماء متاخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقہ کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخَّص از حُجَّةُ اللّٰهِ الْبَالِغَه)

✵ مصادر اور مراجع کا مفہوم:

❁ مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔

❁ مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں:

(ا) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، مثلاً "اَللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان فِیمَا اتَّفَقَ عَلَیهِ الشَّیْخَان" اور "عُمْدَةُ الْأَحْكَام" وغیرہ۔

(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود

ہیں، جیسے "مِشْکوٰۃُ الْمَصَابِیح، رِیَاضُ الصَّالِحِینَ، اَلتَّرْغِیبُ وَالتَّرْھِیب، بُلُوغُ الْمَرَام" وغیرہ۔

(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں، مثلاً "کَنْزُ الْعُمَّال" وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

٭ دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہاءِ محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں ہے۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر نسخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہِ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا، مثلاً کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کمتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا...... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سنن ابوداود سے استفادے کا طریقہ

○ **تعارفِ کتاب:** سنن ابوداود حدیث کے بنیادی مراجع میں سے ہے۔ کتب ستہ (صحاح ستہ) میں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کے بعد اس کتاب کا تیسرا درجہ بنتا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب موضوع وار ہے۔ اسے امام ابوداود رحمہ اللہ (202ھ تا 275ھ) نے موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1) کتب، (2) ابواب، (3) احادیث۔ اس تقسیم و ترتیب کو اصطلاح میں "فقہی ترتیب" یا "فقہی تبویب" (باب بندی) کا نام دیا جاتا ہے۔ سنن ابوداود کی کل کتابیں 43 اور کل احادیث 5274 ہیں۔

○ **کتب:** سب سے پہلے کتاب کی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے موضوع کے اعتبار سے عنوان قائم کیا گیا ہے، مثلاً "کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوۃ، کتاب الادب وغیرہ۔ اس طرز پر سنن ابوداود کی کل 43 کتابیں بنتی ہیں جن کی الگ سے ایک صفحے میں فہرست دے دی گئی ہے۔

○ **ابواب:** کتاب میں "فقہی موضوعات" میں سے ہر موضوع کے متعلق ذیلی ابواب (عناوین) دیے گئے ہیں، مثلاً "کتاب الطہارۃ کے 143 ذیلی ابواب قائم کیے گئے ہیں، اسی طرح کتاب الصلوۃ وغیرہ۔

○ **احادیث:** ہر باب اور عنوان کے تحت احادیث کو خوبصورت معنوی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جو حسب ضرورت کسی باب میں کم اور کسی باب میں زیادہ ہیں۔ قارئین کرام کو جس مسئلے کے متعلق حدیث تلاش کرنی ہو، انہیں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

○ **المعجم اور التحفة:** سنن ابوداود کے عربی حصے میں ہر کتاب اور باب کے شروع میں (المعجم) اور آخر میں (التحفة) کا لفظ آتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(ا) "المعجم" سے مراد "المعجم المفهرس لالفاظ الحديث" ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب کتب تسعہ (9 کتابیں) یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، سنن ترمذی (جامع ترمذی)، سنن نسائی،

سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مؤطا امام مالک اور سنن دارمی کی احادیث کے متن کی مادے کے اعتبار سے حروفِ تہجی کا لحاظ رکھتے ہوئے، فہرست ہے۔ اس کا مقصد حدیث کے متن کی تلاش میں آسانی پیدا کرنا ہے کہ ایک حدیث ان مذکورہ بالا کتابوں میں کہاں کہاں بیان کی گئی ہے۔ احادیث کی فہرست مستشرقین کی ٹیم (غیر مسلم اسکالرز) نے 1922ء سے 1987ء تک، 65 سال کے طویل عرصے میں مرتب کی۔ یہ فہرست آٹھ بڑی جلدوں میں ہے۔

(ب) "التحفة" سے مراد "تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف" ہے۔ یہ کتاب جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزّی رحمہ اللہ نے مرتب کی۔ اسے امام مزّی رحمہ اللہ نے 696ھ سے 722ھ تک، تقریباً 27 سال کے طویل عرصے میں تیار کیا۔ یہ کتب ستہ کے علاوہ "السنن الکبریٰ للنسائی، اور "شمائل ترمذی" کی احادیث کے متن کی فہرست ہے جس کا اسلوب صحابہ کرام، ان کے شاگرد تابعین، اور ان کے شاگرد تبع تابعین کے ناموں کے حوالے سے، حروف تہجی کے اعتبار سے، ان کی احادیث کو جمع کرنا ہے۔ اس ترتیب کو اصطلاح میں "مسند" کہا جاتا ہے۔ سنن ابوداود عربی حصے میں "المعجم" اور "التحفة" کے ساتھ کچھ نمبر دیے گئے ہیں جن سے رہنمائی کی گئی ہے کہ یہ احادیث "المعجم المفهرس" اور "تحفة الأشراف" میں کہاں کہاں آئی ہیں تاکہ قاری ان کتابوں کی فہرست کی مدد سے احادیث کے دیگر مراجع تک بآسانی پہنچ جائے۔ محققین کو حدیث کی تلاش میں ان کتابوں سے بہت آسانی ہوگئی ہے۔

- رقم الحدیث: محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے صحیحین اور ابن ماجہ کی احادیث کے شروع میں حدیث نمبر کا اضافہ کیا تاکہ احادیث کی تلاش آسان ہو جائے۔ اسے عربی میں "رقم الحدیث" کہتے ہیں۔ اب تقریباً حدیث کی تمام کتابوں کے شروع میں حدیث نمبر کا سلسلہ ملتا ہے۔ آپ ان نمبروں کے ذریعے سے مطلوبہ حدیث کو فوراً تلاش کر سکتے ہیں۔
- سند حدیث: محدث حدیث بیان کرتے وقت اپنے استاد سے لے کر ہر راوی حدیث کو صحابیٔ رسول تک بیان کرتا ہے، راویوں کے اس سلسلے کو "سند" کہا جاتا ہے۔
- متن حدیث: سند کے اختتام پر جو کلام شروع ہوا اسے "متن" کہا جاتا ہے۔
- فوائد و مسائل: اُردو ایڈیشن میں ہر حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اور اس حدیث سے جو جو مسائل

نکلتے ہیں' انہیں بیان کرنے کے لیے ''فوائد ومسائل'' کا عنوان دیا گیا ہے۔فوائد ومسائل لکھتے وقت قرآن مجید اور دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کا مکمل حوالہ درج کیا گیا ہے۔بعض اوقات فوائد کے ضمن میں حدیث کے نمبر کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس حدیث نمبر کے ذریعے سے مزید فوائد بھی دیکھ سکتے ہیں۔

○ تخریج: قارئین کرام اُردو ایڈیشن میں ''تخریج'' کا عنوان بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ ایک فنی چیز ہے جس سے بھرپور فائدہ تو علمائے کرام اور ماہرین فن حدیث ہی صحیح معنوں میں اٹھا سکتے ہیں مگر اس میں حدیث کی صحت وضعف کا حکم ضرور دیکھا جا سکتا ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی ضعیف ہے۔اس سلسلے میں چند بنیادی اصطلاحاتِ حدیث بھی پیچھے بیان کی جا چکی ہیں جن کو پڑھ کر ذہن نشین کرنا مفید ہوگا۔

گندگی ونجاست سے صفائی ستھرائی جوشرعی اصولوں کے مطابق ہو، اسے شرعی اصطلاح میں ''طہارت'' کہتے ہیں۔ نجاست خواہ حقیقی ہو، جیسے کہ پیشاب اور پاخانہ، اسے [خَبَث] کہتے ہیں یا حکمی اور معنوی ہو، جیسے کہ دُبر سے ریح (ہوا) کا خارج ہونا، اسے [حَدَث] کہتے ہیں۔ دین اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بھی طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے کو کہا ہے اور اس کی فضیلت واہمیت اور وعدووعید کا خوب تذکرہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے طہارت کی فضیلت کی بابت فرمایا: [اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الإِيْمَانِ] (صحیح مسلم' الطهارة' حدیث: ۲۲۳) ''طہارت نصف ایمان ہے۔'' ایک اور حدیث میں طہارت کی فضیلت کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کرنے سے ہاتھ' منہ اور پاؤں کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (سنن النسائی' الطهارة' حدیث: ۱۰۳) طہارت اور پاکیزگی کے متعلق سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ] (صحیح مسلم' الطهارة' حدیث: ۲۲۴) ''اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں فرماتا۔'' اور اسی کی بابت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ] (سنن ابن ماجه' الطهارة' حدیث: ۲۷۵'۲۷۶) ''طہارت نماز کی کنجی ہے۔'' طہارت سے غفلت برتنے کی بابت نبی ﷺ سے مروی

ہے: ''قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے بعد طہارت سے غفلت برتنے پر ہوتا ہے۔'' (صحیح الترغیب والترھیب، حدیث: ١٥٢)

ان مذکورہ احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے لیے واجب ہے کہ اپنے بدن، کپڑے اور مکان کو نجاست سے پاک رکھے۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو سب سے پہلے اسی بات کا حکم دیا تھا: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر: ٤، ٥) ''اپنے لباس کو پاکیزہ رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔'' مکان اور بالخصوص مقامِ عبادت کے سلسلہ میں سیدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا گیا: ﴿اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ (البقرة: ١٢٥) ''میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھیں۔''

اللہ عزوجل اپنے طاہر اور پاکیزہ بندوں ہی سے محبت کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (البقرة: ٢٢٢) ''بلاشبہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' نیز اہل قباء کی مدح میں فرمایا: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ (التوبة: ١٠٨) ''اس میں ایسے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ عزوجل پاک صاف رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(المعجم ١) - كِتَابُ الطَّهَارَةِ (التحفة ١)

طہارت کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب التَّخَلِّي عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ١)

باب:١- قضائے حاجت (پیشاب' پاخانے) کے لیے لوگوں سے علیحدہ اور دور ہونے کا بیان

١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ بنِ قَعْنَبِ الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحَمَّدٍ، عن مُحمَّدٍ، يَعْني ابنَ عَمْرٍو، عن أَبي سَلَمَةَ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا ذَهَبَ المَذْهَبَ أَبْعَدَ.

١- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب خلا (پیشاب' پاخانے) کے لیے جاتے تو (آبادی سے) دور چلے جاتے۔

٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حدثنا إسْمَاعِيلُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ.

٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کو جب پیشاب' پاخانے کی حاجت ہوتی تو (آبادی سے) دور چلے جاتے حتیٰ کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔

فوائد ومسائل: دوسری روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم پہلی حدیث صحیح ہے' اس میں بھی یہی بات بیان کی گئی

١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن النبي ﷺ كان إذا أراد الحاجة أبعد في المذهب، ح:٢٠، والنسائي، ح:١٧، وابن ماجه، ح:٣٣١ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٥٠، والحاكم:١/ ١٤٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في الفضاء، ح:٣٣٥ من حديث إسماعيل بن عبدالملك به، وهو ضعيف، ضعفه أحمد وغيره، ولبعض الحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ہے۔اس سے حسب ذیل مسائل کا اثبات ہوتا ہے:① دیہات میں یعنی کھلے علاقے میں قضائے حاجت کے لیے آبادی سے دور جانا ضروری ہے تاکہ کسی شخص کی نظر نہ پڑے۔شہروں میں چونکہ باپردہ بیت الخلاء بنے ہوتے ہیں،اس لیے وہاں دور جانے کی ضرورت نہیں۔② نبی ﷺ کا معمول مبارک انسانی اور اسلامی فطرت کا آئینہ دار ہے جس میں شرمگاہ کو انسانی نظر سے محفوظ رکھنے کے علاوہ ماحول کی صفائی ستھرائی کے اہتمام کا بھی درس ملتا ہے اور مزید یہ کہ آبادی کے ماحول کو کسی طرح بھی آلودہ نہیں ہونا چاہیے۔③ یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث واضح کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عام انسانی اور بشری تقاضوں سے بالاتر نہ تھے۔④ نیز آپ حیا و وقار کا عظیم پیکر تھے۔⑤ ان احادیث میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی بالغ نظری بھی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے نبی ﷺ کی نشست و برخاست تک کے ایک ایک پہلو کو کس دقت نظر اور شرعی حیثیت سے ملاحظہ کیا' اسے اپنے اذہان میں محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔(رضی اللہ عنہم)

(المعجم ٢) - باب الرَّجُلِ يَتَبَوَّأُ لِبَوْلِهِ (التحفة ٢)

٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو التَّيَّاحِ: حدثني شَيْخٌ قال: لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ الْبَصْرَةَ فَكَانَ يُحَدَّثُ عن أَبِي مُوسَى، فَكَتَبَ عَبْدُ الله إِلَى أَبِي مُوسَى يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُوسَىٰ أَنِّي كُنْتُ مَعَ رسولِ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ فَأَتَى دَمِثًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ مَوْضِعًا».

باب:٢- پیشاب کیلئے (نرم) جگہ تلاش کرنا

٣-ابوتیاح کہتے ہیں کہ مجھے ایک شیخ نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ میں (بحیثیت گورنر) تشریف لائے تو لوگ انہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرتے تھے......(تو اس ضمن میں) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس میں ان سے کچھ مسائل دریافت کیے چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا: میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھا' تو آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا' پس آپ ایک دیوار کی جڑ میں نرم مٹی کے پاس آئے اور پیشاب کیا۔اس کے بعد آپ نے فرمایا:''تم میں سے جب کوئی پیشاب کرنا چاہے تو اس کے لیے (مناسب نرم) جگہ تلاش کر لیا کرے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اگرچہ ایک مجہول راوی (شیخ) کی بنا پر ضعیف ہے مگر دیگر صحیح احادیث سے یہ مسئلہ

٣۔ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٦ من حديث أبي التياح به، شيخ، لم أعرفه، والسند ضعفه النووي، المجموع: ٢/ ٨٣.

اسی طرح ثابت ہے کہ پیشاب سے ازحد احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ انسان کا پیشاب نجس عین ہے اگرچہ اس کا جرم نظر نہیں آتا۔ اس سے بچنا اور طہارت حاصل کرنا فرض ہے۔ دودھ پیتا بچہ یا سَلَسُ البَول کا مریض اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ پیشاب کرنے کے لیے ایسی جگہ ڈھونڈنی چاہیے جہاں سے چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

جگہ نرم نہ ہو تو نرم کر لی جائے۔ یا ڈھلان ایسی ہو کہ پیشاب کے چھینٹوں سے آلودہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں' ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔'' (صحيح البخاري' الوضوء' حديث :٢١٨) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے' اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے' پیشاب کر کے (پانی کی عدم موجودگی میں ٹشو یا مٹی وغیرہ سے) استنجا کیے بغیر فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، ان کے پاجامے' پتلون' شلوار اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیشاب سے نہ بچنا باعث عذاب اور کبیرہ گناہ ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے ایک اور روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے معاملے میں (طہارت سے غفلت برتنے پر) ہوتا ہے، لہٰذا اس سے احتیاط کرو۔'' (صحيح الترغيب والترهيب' الجزء الأول' حديث :١٥٨) ② اسلام دین نظافت وطہارت ہے جو کہ فرد اور معاشرے کو داخلی وظاہری ہر لحاظ سے طہارت ونظافت کا پابند بناتا ہے۔ ③ خیر القرون میں لوگ اصحاب علم وفضل سے مسائل معلوم کیا کرتے تھے اور احادیث کی تحقیق بھی کرتے تھے، نیز دیگر علماء کی بیان کردہ روایات اور فتوے کی جانچ پرکھ کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ ④ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی' باوجودیکہ آپ اہل بیت کے ذی وجاہت فرد اور جلیل القدر صحابی تھے' تحقیق مسائل میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مراجعت میں کوئی باک محسوس نہیں فرمایا۔ علمائے حق کی یہی شان ہے اور طلبہ وعوام کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ (التحفة ٣)

باب:۳- آدمی بیت الخلا میں داخل ہونا چاہے تو کیا پڑھے؟

٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ: حدثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَعَبْدُ الْوَارِثِ، عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا دَخَلَ

۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو درج ذیل دعا پڑھتے......حماد بن زید کے الفاظ ہیں: [اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ

٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، ح: ٣٧٥ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، ح: ١٤٢ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

الخَلَاءَ - قال: عن حَمَّادٍ - قال: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ» وقال: عن عَبْدِ الْوَارِثِ قال: «أَعُوذُ بِالله مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ». قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعْبَةُ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِالله»، وقال وُهَيْبٌ: فَلْيَتَعَوَّذْ بِالله.

وَالْخَبَائِثِ] اور عبدالوارث کے الفاظ ہیں: [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] ''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنّیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ عبدالعزیز سے [اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ......] کے الفاظ منقول ہیں جبکہ انہوں نے ایک بار [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ......] کے الفاظ بھی بیان کیے۔

امام ابوداود کہتے ہیں کہ وہیب سے [فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰه] ''اسے اللہ کی پناہ لینی چاہیے۔'' کے الفاظ منقول ہیں۔

٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَمْرٍو يَعْنِي السَّدُوسِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن شُعْبَةَ، عن عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ابنُ صُهَيْبٍ، عن أَنَسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال شُعْبَةُ: وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِالله».

٥-شعبہ عبدالعزیز یعنی ابن صہیب سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی (مذکورہ بالا) حدیث نقل کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: [اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ ...] اور شعبہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے) ایک بار [اَعُوْذُ بِاللّٰه ...] کے الفاظ بیان کیے۔

فوائد ومسائل: ① محدثین کرام رحمہم اللہ کی حفاظت حدیث کے سلسلے میں کاوشوں کی داد دی جانی چاہیے' دیکھیے! رسول اللہ ﷺ کے مبارک الفاظ نقل کرنے میں کس قدر امانت اور دیانت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایک استاذ نے [اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ] بیان کیا ہے تو دوسرے نے جو سنا اور یاد رکھا وہی پیش کر دیا ہے' یعنی [اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ] کی بجائے صرف [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ] اور محدث نے دونوں کے الفاظ الگ الگ بعینہ ویسے ہی یاد رکھے اور بیان کیے۔ ② اس حدیث میں تعلیم ہے کہ بیت الخلا خواہ گھر میں ہو یا جنگل میں ہر موقع پر یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔ ③ خیال رہے کہ یہ الفاظ بیت الخلا سے باہر ہی پڑھے جائیں کیونکہ بیت الخلا' اللہ کے ذکر کا مقام نہیں ہے۔ اگر جنگل میں ہو تو کپڑا اتارنے سے قبل یہ الفاظ کہے جائیں۔ ④ محدثین بیان کرتے ہیں کہ دعا کے الفاظ میں [اَلْخُبُث] کو اگر ''با'' کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ [خَبِیْثٌ] (مذکر) کی جمع ہے۔ اور [خَبَائِث' خَبِیْثَةٌ] مؤنث کی۔ مراد ہے جنوں میں مذکر ومؤنث افراد۔ اور اگر [خُبْث] کی ''با'' کو ساکن پڑھا جائے تو معنی ہوگا: ''اے اللہ! میں تمام مکروہات' محرمات' برائیوں اور گندگیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

٥- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح:٥ من حديث وكيع به، وقال: "حديث أنس أصح شيء في هذا الباب وأحسن"، وانظر الحديث السابق.

٦- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عن زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ عن رسولِ الله ﷺ قال: «إنَّ هَذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فإذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِالله مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ».

٦- حضرت زید بن ارقم ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''یہ بیت الخلا جنوں اور شیطانوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں، لہٰذا تم میں سے جب کوئی بیت الخلا جانا چاہے تو یہ کلمات کہہ لیا کرے: [اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] ''میں خبیث جنوں اور جنّیوں (کے شر) سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ خبر امور غیبیہ میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ آپ کی دی ہوئی خبروں پر من وعن اور بلا چون و چرا ایمان لائیں۔ ② معلوم ہوا کہ اس دعا کی پابندی سے انسان کئی طرح کی ظاہری و باطنی پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور آج کل جو گھر گھر میں جنوں اور آسیب کے حملوں کا چرچا ہے اس کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ خود ناپاک رہتے ہیں یا اس سنت مطہرہ کے تارک ہوتے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنهَا.

(المعجم ٤) - **باب كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ** (التحفة ٤)

باب: ٤- قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے

٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن إبْرَاهِيمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عن سَلْمَانَ قال: قِيلَ لَهُ: لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. قال: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَأَنْ لَا نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، وَأَنْ لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ،

٧- حضرت سلمان فارسی ؓ سے مروی ہے کسی نے ان سے کہا کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں سبھی چیزیں سکھائی ہیں حتیٰ کہ پیشاب پاخانے کا طریقہ بھی! انہوں نے کہا: ہاں! بلاشبہ (اس میں ہمارے لیے کوئی عیب کی بات نہیں) آپ نے ہمیں پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رخ ہونے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ ہم میں سے کوئی تین ڈھیلوں سے کم میں استنجا نہ کرے اور گوبر یا ہڈی سے بھی استنجا نہ کرے۔

٦ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح: ٢٩٦ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٩، وابن حبان(الإحسان)، ح: ١٤٠٥، والحاكم: ١/ ١٨٧، ووافقه الذهبي.

٧ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٢ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه الترمذي، ح: ١٦، والنسائي، ح: ٤١، وابن ماجه، ح: ٣١٦.

أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ عَظْمٍ.

٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا ابنُ المُبَارَكِ عن مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبي صالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ، فإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ»، وَكَانَ يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَيَنْهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ.

٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں تمہارے لیے والد کی مانند ہوں' تمہیں سکھاتا ہوں۔ جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے آئے تو قبلہ رخ ہو کر نہ بیٹھے اور نہ قبلے کی طرف پشت کرے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔'' اور نبی ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ (کم از کم) تین ڈھیلے استعمال کیا کریں اور گوبر اور ہڈی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① بول و براز کے وقت عمداً قبلے کی طرف منہ یا پشت کرنا بالکل ناجائز ہے۔ چھوٹے بچے اگرچہ غیر مکلف ہوتے ہیں مگر والدین یا سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ اس مسئلے کا خیال رکھا کریں۔ ② استنجا میں اگر تین ڈھیلے' اسی طرح ٹشو پیپر استعمال کر لیے ہوں اور طہارت حاصل ہو گئی ہو تو ان کے بعد پانی استعمال نہ بھی کیا جائے تو طہارت ہر طرح سے کامل ہوتی ہے۔ ③ استنجا کے لیے دائیں ہاتھ کا استعمال بھی جائز نہیں۔ ④ گوبر اور پلید چیزوں سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ ⑤ ہڈی چونکہ جنوں کا طعام ہے اس لیے جائز نہیں۔ دیگر کھانے پینے کی چیزوں سے بھی استنجا جائز نہیں۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ امت کے لیے روحانی باپ اور آپ کی ازواج مطہرات روحانی ماؤں کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ (دیکھیے سورۃ الاحزاب' آیت: ٦ اور ٤٠) ⑦ باپ کے فرائض میں سے ہے کہ اپنی اولاد کو ان کی زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل بالخصوص دینی امور کی تعلیم دے حتیٰ کہ مخصوص مسائل بھی سمجھائے اور نوجوان اولاد کو آزاد منش لوگوں کا شکار نہ ہونے دے۔ اسی طرح ماؤں کے ذمے بھی ہے کہ اپنی بچیوں کو ان کی زندگی کے مخصوص لازمی مسائل سے بالضرور آگاہ کیا کریں۔ ⑧ احکام شریعت کو چھوٹے (صغیرہ) اور بڑے (کبیرہ) میں تقسیم کرنے یا ان کو ہلکا جاننے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل کے تمام احکام اور نبی علیہ السلام کی تمام تعلیمات انتہائی عظیم اور ذی شرف ہیں۔ مسلمان کو ان کے اختیار کرنے یا ان کی دعوت دینے میں معذرت خواہانہ انداز سے بچ کر فخر و شرف اور شکر سے ان پر عمل کرنا چاہیے' ان کا اظہار کرنا چاہیے اور ان کی طرف دعوت دینی چاہیے جیسا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کیا اور کہا۔

٨ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب النهي عن الاستطابة بالروث، ح: ٤٠، وابن ماجه، ح: ٣١٢، ٣١٣ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٠، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٣٢، ورواه مسلم، ح: ٢٦٥ من طريق آخر عن القعقاع به مختصرًا.

٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أبي أَيُّوبَ رِوَايَةً قال: «إذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا»، فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، فَكُنَّا نَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ.

٩-حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ”جب تم بیت الخلا میں آؤ تو پیشاب پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کیا کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو۔“ (ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) جب ہم شام میں آئے تو دیکھا کہ (وہاں کے) بیت الخلا قبلہ رخ پر بنے ہوئے تھے‘ چنانچہ ہم اس سے منہ پھیر کر بیٹھتے تھے اور استغفار کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مدینہ منورہ میں قبلہ چونکہ جنوب کی طرف ہے اس لیے انہیں مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا، لہٰذا جن علاقوں میں قبلہ مغرب یا مشرق کی طرف بنتا ہے انہیں شمال یا جنوب کی طرف رخ کرنا ہوگا۔ ② حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اس نہی کو عام سمجھتے تھے اور شہر یا جنگل میں تفریق کے قائل نہ تھے اور بہت سے اہل علم کا یہی مذہب ہے اور یہی راجح ہے۔

١٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسماعيلَ قال: حدثنا وُهَيْبٌ قال: حدثنا عَمْرُو ابنُ يَحْيَى عن أبي زَيْدٍ، عن مَعْقِلِ بنِ أبي مَعْقِلٍ الأَسَدِيِّ قال: نَهَى رَسولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو زَيْدٍ هُوَ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ.

١٠-حضرت معقل بن ابی معقل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پیشاب پاخانے کے وقت قبلتین (بیت الحرام اور بیت المقدس) کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”ابوزید‘ بنوثعلبہ قبیلے کے آزاد کردہ غلام تھے۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے‘ شیخ البانی نے بھی اسے ”منکر“ کہا ہے، تاہم جن کے نزدیک صحیح ہے‘ انہوں نے اس کی توجیہ کی ہے، مثلاً علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اس حکم کی دو توجیہات ہوسکتی ہیں۔ اول یہ کہ جو شخص مدینہ منورہ میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے گا وہ لازماً بیت المقدس کی طرف پشت کرے گا۔ دوسری توجیہ یہ ہوسکتی ہے

٩ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، ح:٣٩٤، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح:٢٦٤ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه الترمذي، ح:٣١٨، والنسائي، ح:٢٠-٢٢، وابن ماجه، ح:٣١٨ وقال الترمذي:"حسن".

١٠ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن استقبال القبلة بالغائط والبول، ح:٣١٩ من حديث عمرو بن يحيى به، قال البوصيري في الزوائد:"أبو زيد مجهول الحال،فالحديث ضعيف به"، وضعفه الحافظ في فتح الباري:١/٢٤٦.

کہ چونکہ بیت المقدس بھی مسلمانوں کا قبلہ رہا ہے اس لیے اس کا احترام بھی ضروری ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے۔

١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بن فَارِسٍ قال: حدثنا صَفْوَانُ بنُ عِيسَى عن الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عن مَرْوَانَ الأَصْفَرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابنَ عُمَرَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا، فَقُلْتُ: ياأَبَا عَبْدِ الرَّحْمنِ! أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ هَذَا؟ قال: بَلَى، إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ فِي الْفَضَاءِ، فإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ.

١١- مروان اصفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ رخ بٹھائی اور پھر اس کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگے۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! کھلی فضا میں اس سے روکا گیا ہے' مگر جب تمہارے اور قبلے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' بشرط صحت یہ عمل ان حضرات کی دلیل ہے جو بند جگہ (یعنی بیت الخلا) یا اوٹ میں قبلے کی طرف منہ یا پشت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور معروف فقہی قاعدہ ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان اور آپ کے فعل میں تعارض محسوس ہو وہاں امت کے لیے معتبر آپ کا فرمان ہوا کرتا ہے، اس لیے یہاں آپ کے صریح فرمان اور فعل میں تعارض نہیں بلکہ آپ کا فعل آپ کیلئے خاص اور امت کے لیے وہی فرمان ہے جس کا بیان اوپر گزرا ہے۔ یا بقول امام شافعی رحمہ اللہ نہی عام ہے البتہ گھروں یا تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں رخصت ہے اور بقول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نہی تنزیہی ہے اور فعل بیان جواز کیلئے ہے۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ پیشاب پاخانے کی حالت میں قبلے کی طرف منہ یا پشت نہ کی جائے۔ (نیل الاوطار' ج: ١ باب نهى المتخلى عن استقبال القبلة و استدبارها)

(المعجم ٥) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٥)

باب: ٥- اس مسئلے میں رخصت کا بیان

١٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن يَحْيى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ

١٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں (ایک بار) گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ

١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٩٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٠، والدارقطني: ١/ ٥٨، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ١٥٤، ووافقه الذهبي، وحسنه الحازمي في "الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الأخبار" * الحسن بن ذكوان مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من تبرز على لبنتين، ح: ١٤٥ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطإ (رواية يحيى بن يحيى الليثي): ١/ ١٩٣، ١٩٤.

يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن عَمِّهِ وَاسِعِ بنِ حَبَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمرَ قال: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ الْبَيْتِ فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ.

رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے دو اینٹوں پر بیٹھے ہیں اور آپ کا منہ بیت المقدس کی جانب ہے۔

١٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ قال: حَدَّثَنا أَبِي قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن أَبَانَ بنِ صَالِحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قال: نَهَى نَبِيُّ الله ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ، فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.

١٣-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم پیشاب کے لیے قبلے کی طرف منہ کریں۔ پھر میں نے آپ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلے کی طرف منہ کر کے (قضائے حاجت کے لیے) بیٹھے تھے۔

فائدہ: ان احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ گھروں میں تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں بیت اللہ کی طرف پشت کرنا جائز ہے جبکہ اس مسئلہ کی جملہ احادیث سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے جیسا کہ حدیث نمبر ١١ کے فوائد و مسائل میں گزرا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الروضة الندية شرح الدرر البهية' باب ترك الاستقبال واستدبار القبلة)

(المعجم ٦) - بَابٌ: كَيْفَ التَّكَشُّفُ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ٦)

باب:٦-قضائے حاجت کے وقت کپڑا اُتارنے کا ادب

١٤- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ قال: حدثنا وَكِيعٌ عن الأعمشِ، عن رَجُلٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إِذَا أَرَادَ

١٤-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے اپنا کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔

١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء من الرخصة في ذلك، ح:٩، وابن ماجه، ح:٣٢٥ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح:٥٨، وابن حبان(موارد)، ح:١٣٤، والحاكم: ١/ ١٥٤، ووافقه الذهبي.

١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٩٦ من حديث أبي داود به، * رجل: مجهول، ورواه الترمذي، ح:١٤ من طريق الأعمش عن أنس، والإسماعيلي والبيهقي من طريق الأعمش عن القاسم بن محمد عن ابن عمر به، وقال الدارقطني: "وكلاهما غير ثابت" * والأعمش مدلس ولم أجد تصريح سماعه.

حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الأَرْضِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاه عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ عن الأعْمَشِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالسلام بن حرب نے اعمش سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' مگر یہ سند ضعیف ہے۔

فائدہ: ① یہ روایت ضعیف ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ انسان کو علیحدگی میں بھی عریاں (ننگا) ہونے میں از حد احتیاط کرنی چاہیے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

(المعجم ٧) - **بَاب كَرَاهِيَةِ الكَلَامِ عِنْدَ الْخَلَاءِ** (التحفة ٧)

باب: ٧- قضائے حاجت کے دوران بات چیت مکروہ ہے

١٥- **حَدَّثَنا** عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حدثنا ابنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا عِكْرِمَةُ ابنُ عَمَّارٍ عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن هِلالِ بنِ عِيَاضٍ قال: حَدَّثَني أَبُو سَعِيدٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ، فإِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يَمْقُتُ عَلَى ذَلِكَ» قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَمْ يُسْنِدْهُ إِلَّا عِكْرِمَةُ بنُ عَمَّارٍ.

١٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے: ''دو شخص اس طرح پاخانے کے لیے نہ نکلیں کہ وہ اپنی شرم گاہیں کھولے پاخانہ کر رہے ہوں اور باتیں بھی کیے جا رہے ہوں' بلاشبہ اللہ عزوجل اس بات پر ناراض ہوتا ہے۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف عکرمہ بن عمار نے مسند بیان کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے قضائے حاجت کے وقت ایک دوسرے کے سامنے اپنی شرم گاہیں کھولنے اور باہم گفتگو کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے جیسے حدیث ہے: ''مرد' مرد کی شرم گاہ اور عورت' عورت کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے۔'' (صحیح مسلم' الحیض' حدیث: ٣٣٨) دوسری حدیث میں ہے: ''ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ پیشاب کر رہے تھے' اس نے آپ کو سلام کیا لیکن

١٥_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الاجتماع على الخلاء، ح: ٣٤٢ من حديث عكرمة بن عمار به، والنسائي في السنن الكبرى، ح: ٣٢، ٣٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧١، وابن حبان (موارد)، ح: ١٣٧، والحاكم: ١/ ١٥٧، ووافقه الذهبي * عكرمة بن عمار مضطرب الحديث عن يحيى بن أبي كثير، وقيل: تابعه أبان بن يزيد ولم أجده، وللحديث لون آخر عند الطبراني في الأوسط، ح: ١٢٨٦، وسنده ضعيف، وله طريق آخر عند ابن السكن (بيان الوهم والإيهام: ٥/ ٢٦٠، ح: ٢٤٦٠)، وسنده ضعيف.

آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔(صحیح مسلم' الحیض' حدیث : ۳۷۰) حالانکہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے' اس کے باوجود آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب سلام کا جواب دینا پسند نہیں' تو دوسری باتیں کرنا کس طرح جائز ہوگا؟ غالباً اسی وجہ سے بعض علماء نے ابوداود کی زیر بحث حدیث کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: الموسوعة الحدیثیة' مسند الامام احمد' ج :۱۷' حدیث :۱۱۳۱۰- صحیح الترغیب' ۱/ ۱۷۵)

(المعجم ٨) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَرُدُّ السَّلَامَ وَهُوَ يَبُولُ؟** (التحفة ٨)

باب:٨-پیشاب کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا؟

١٦- **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قالا: حدثنا عُمَرُ بنُ سَعْدٍ عن سُفْيَانَ، عن الضَّحَّاكِ بنِ عُثْمانَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن ابنِ عُمَرَ وَغَيْرِه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

۱۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: (ایک بار) نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا' اس نے آپ کو سلام کیا' تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور دوسروں سے روایت کی گئی ہے: ''نبی ﷺ نے (فارغ ہوکر) تیمّم کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔''

١٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدثنا عَبْدُ الأَعْلَى: حدثنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن الحَسَنِ عن حُضَيْنِ بنِ المُنْذِرِ أَبي سَاسَانَ، عن المُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ

۱۷- حضرت مہاجر بن قنفذ ؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ پیشاب کر رہے تھے۔ انہوں نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ نے وضو کیا (اور جواب دیا) اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے یہ بات ناپسند آئی کہ طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔''

١٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٧٠ من حديث سفيان الثوري به، ورواه الترمذي، ح: ٩٠، والنسائي، ح: ٣٧، وابن ماجه، ح: ٣٥٣، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٣٥.

١٧ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، الطهارة، باب رد السلام بعد الوضوء، ح: ٣٨، وابن ماجه: ٣٥٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٦، وابن حبان(موارد)، ح: ١٨٩، والحاكم: ١/ ١٦٧، ٣/ ٤٧٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الحسن البصري مدلس وعنعن، ولأصل الحديث شواهد دون قوله: "حتى توضأ".

الله ، تَعَالَى ذِكْرُهُ ، إِلَّا عَلَى طُهْرٍ» أَوْ قال : «عَلَى طَهَارَةٍ» .

راوی کو شبہ ہے کہ آپ ﷺ نے [عَلٰی طُهْرٍ] کہا تھا یا [عَلٰی طَهَارَةٍ] (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ایک دوسرے طریق سے آتی ہے اور وہ صحیح ہے اس میں صرف یہاں تک بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔(صحیح مسلم' حدیث :٣٧٠)اس لیے ابوداود کی حدیث نمبر ۱۷ کا اگلا حصہ کہ آپ نے وضو کیا...... یہ صحیح نہیں' اس لیے یہ بات تو صحیح ثابت ہوئی کہ پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب نہ دیا جائے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ سلام کا جواب یا اللہ کا ذکر وضو کے بغیر جائز نہیں۔ ② اس سے یہ بات بھی مستفاد ہوتی ہے کہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام نہ کیا جائے۔(ص-ی)

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ اللهَ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ طُهْرٍ (التحفة ٩)

باب:۹-طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

١٨ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ : حدثنا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ عن أَبِيهِ، عن خَالِدِ بنِ سَلَمَةَ يَعْنِي الْفَأْفَاءَ، عن الْبَهِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسولُ الله ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ .

۱۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

فائدہ: کسی بھی مسلمان کو مرد ہو یا عورت کسی حال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہنا چاہیے (سوائے بیت الخلا وغیرہ کے) باوضو ہو یا بے وضو' طاہر ہو یا جنبی۔قرآن مجید بھی اللہ کا ذکر ہے مگر حالت جنابت میں ناجائز ہے۔ خواتین کو بھی ایام مخصوصہ میں عام ذکر اذکار کی پابندی کرنی چاہیے۔مگر ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔امام مالک' طبری' ابن المنذر' داود اور امام بخاری ؒ کا میلان مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ مباح اور جائز ہے۔بالخصوص ایسی خواتین جو قرآن مجید کی حافظہ ہوں یا علوم شرعیہ کے درس و تدریس سے متعلق ہوں ان کے لیے یہ تعطل انتہائی حارج ہوتا ہے۔جبکہ جنابت کا حدث بہت مختصر وقت کے لیے ہوتا ہے۔اگرچہ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ وہ جنبی کے لیے بھی تلاوت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔تفصیل کے لیے دیکھیے:(صحیح البخاری و فتح الباری' کتاب الحیض' باب تقضی الحائض المناسك كلها......)

١٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، ح:٣٧٣ عن محمد بن العلاء به، ورواه الترمذي، ح:٣٣٨٤، وابن ماجه، ح:٣٠٢، وعلقه البخاري في صحيحه، الفتح:١/ ٤٠٧، ٢/ ١١٤ * زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع عند أحمد:٦/ ٢٧٨ .

(المعجم ١٠) - **بَابُ الْخَاتَمِ يَكُونُ فِيهِ ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى يَدْخُلُ بِهِ الْخَلَاءَ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-ایسی انگوٹھی جس میں اللہ کا ذکر کندہ ہو بیت الخلا میں لے جانا

١٩- **حَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عن أَبِي عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ، عن هَمَّامٍ، عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خاتَمَهُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: هذا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن زِيادِ بنِ سَعْدٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسٍ قال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ. وَالْوَهْمُ فِيهِ مِنْ هَمَّامٍ، وَلَمْ يَرْوِهِ إِلَّا هَمَّامٌ.

١٩-حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب بیت الخلا جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیا کرتے تھے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے (یعنی ثقات کی روایت کے خلاف ہے) جبکہ معروف سند یوں ہے: عن ابن جریج، عن زیاد بن سعد، عن زہری، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے اتار دیا...... مذکورہ بالا پہلی حدیث میں وہم ہمام کو ہوا ہے اور اسے صرف ہمام نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اصل روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور پھر اسے اتار دیا۔ گویا بیت الخلا میں جاتے وقت انگوٹھی اتار دینے کی روایت ضعیف ہے۔ تاہم ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ ایسی انگوٹھی یا کتاب وغیرہ، جس میں اللہ کا نام ہو بیت الخلا میں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ مذکورہ بالا سند کے منکر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمام نے حدیث کا لفظ روایت کرنے میں ثقات کی مخالفت کی ہے اور اس متن کو ایک دوسری حدیث کے متن کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔

(المعجم ١١) - **بَابُ الِاسْتِبْرَاءِ مِنَ الْبَوْلِ** (التحفة ١١)

باب:١١-پیشاب سے خوب اچھی طرح پاک ہونے کا بیان

٢٠- **حَدَّثَنَا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعمَشُ

٢٠-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے

١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ذكر الله عزوجل على الخلاء والخاتم في الخلاء، ح:٣٠٣ عن نصر بن علي به، ورواه الترمذي، ح:١٧٤٦، والنسائي، ح:٥٢١٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب" * ابن جريج مدلس وعنعن.

٢٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الغيبة . . . الخ، ح:٦٠٥٢، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ح:٢٩٢ من حديث وكيع به، ورواه الترمذي، ح:٧٠، والنسائي، ح:٣١، وابن ماجه، ح:٣٤٧.

قال: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّهُما يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا هَذَا فَكَانَ لا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ»، ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا وقال: «لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا» قال هَنَّادٌ: «يَسْتَتِرُ» مكانَ «يَسْتَنْزِهُ».

فرمایا: ''انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بہت بڑی بات میں عذاب نہیں دیا جا رہا ہے۔ رہا یہ شخص! تو یہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور یہ (دوسرا) تو یہ چغل خوری کیا کرتا تھا۔'' پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی منگوائی' اسے دو حصوں میں چیرا اور ہر دو قبروں پر ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا: ''امید ہے کہ ان کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔''

ھَنَّاد کے الفاظ [يَسْتَنْزِهُ] ''پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔'' کی بجائے [يَسْتَتِرُ] ''پردہ نہ کرتا تھا'' ہیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اللہ عز وجل ہی کے بتانے سے ایسی خبریں دیا کرتے تھے۔ فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىO اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ٣-٤) ''وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔ جو کہتے ہیں وحی ہوتی ہے ان پر نازل کردہ۔'' [اس حدیث سے بعض لوگ یہ مسئلہ اخذ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے تھے' حالانکہ امور غیب کے بارے میں اصل بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہیں' انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الانعام: ٥٩) ''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔'' اور فرمایا: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ (النمل: ٦٥/٢٧) ''اے پیغمبر! کہہ دیجیے کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔'' البتہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے' غیب کی جس بات پر چاہتا ہے مطلع فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًاO اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾ (الجن: ٢٦/٧٢، ٢٧) ''(وہی) غیب کی بات جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا' ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (الأحقاف: ٩/٤٦) ''کہہ دیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں آیا اور

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو صاف صاف (کھلم کھلا) ڈرانا ہے۔'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث میں ہے کہ جب حضرت جبریل نے نبی علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:[مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ] (صحيح البخاری الايمان' باب سؤال جبريل النبی ﷺ عن الايمان...... حديث :۵۰' صحيح مسلم' الايمان' حديث :۸)''اس کے بارے میں مسئول کو سائل سے زیادہ علم نہیں ہے۔'' پھر آپ نے جبریل علیہ السلام کو قیامت کی چند نشانیوں کے بارے میں ضرور بتلایا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو بس اتنا علم غیب تھا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروا دیا تھا' اسی کے بارے میں آپ نے بوقت ضرورت بتایا' غیب کے باقی امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہیں بتایا' ان کے بارے میں آپ ﷺ کو علم نہ تھا۔] ② پیشاب سے طہارت حاصل نہ کرنا' یا اس کے چھینٹوں سے نہ بچنا' یا پردہ نہ کرنا یعنی برسر عام پیشاب پاخانہ کرنے کے لیے بیٹھ جانا عذاب قبر کا باعث ہے۔③ چغل خوری کو بھی عام سی بات نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ بھی بہت بڑا گناہ اور عذاب قبر کا باعث ہے۔④ رسول اللہ ﷺ کا قبروں پر چھڑیاں رکھنے کا عمل آپ ہی سے مخصوص ہے۔ آپ کے بعد صحابہ میں سے کسی نے بھی یہ عمل نہیں کیا' اب جو لوگ کرتے ہیں ایک بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۲۱- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ» وقال أَبُو مُعَاوِيَةَ: «يَسْتَنْزِهُ».

۲۱- جناب عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ہمیں جریر نے منصور کے واسطے سے مجاہد سے بیان کیا ہے' انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ جریر نے کہا:[كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ] اور ابو معاویہ (محمد بن خازم) کے لفظ ہیں:[كَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ]

فائدہ :[لَا يَسْتَتِر] کا ظاہر معنی ہے کہ ''پردہ نہ کرتا تھا'' اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ''وہ اپنے اور پیشاب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ کرتا تھا تاکہ وہ اس کے جسم اور کپڑوں کو نہ لگے۔'' اس طرح دونوں لفظ معنوی طور پر ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں۔

۲۲- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الوَاحِدِ ابنُ زِيادٍ: حدثنا الأَعْمَشُ عن زَيْدِ بنِ وَهْبٍ،

۲۲- حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن عاص نبی ﷺ کے پاس گئے' اسی دوران

۲۱_ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: من الكبائر أن لا يستتر من بوله، ح: ۲۱٦ عن عثمان بن أبي شيبة به.

۲۲_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول إلى سترة يستتر بها، ح: ۳۰، وابن ماجه، ح: ۳٤٦ من حديث الأعمش به * الأعمش، تقدم (١٤) وعنعن.

عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ حَسَنَةَ قال: انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بنُ الْعَاصِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخرجَ وَمَعَهُ دَرَقَةٌ ثُمَّ اسْتَتَرَ بِهَا ثُمَّ بالَ، فَقُلْنَا: انْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُولُ كما تَبُولُ الْمَرْأَةُ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ فقالَ: «أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كانُوا إذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوا مَا أَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ».

آپ باہر نکلے اور آپ کے پاس (چمڑے کی) ایک ڈھال تھی' آپ نے اسی سے پردہ کیا اور پھر پیشاب کیا۔ ہم (میں سے بعض) نے کہا کہ دیکھو ایسے پیشاب کر رہے ہیں جیسے کہ عورت (چھپ چھپا کر) پیشاب کرتی ہے۔ یہ بات آپ نے سن لی' آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنو اسرائیل کے ایک شخص کا کیا حال ہوا تھا؟ ان کو اگر پیشاب لگ جاتا تھا تو وہ اس حصے کو کاٹ ڈالتے تھے۔ اس شخص نے اپنی قوم کو اس کام سے روک دیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: قال مَنْصُورٌ: عن أبي وائِلٍ، عن أَبِي مُوسَى فِي هَذَا الْحَدِيثِ قال: «جِلْدَ أَحَدِهِمْ»، وقال عَاصِمٌ عن أبي وَائِلٍ، عن أَبِي مُوسَى عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «جَسَدَ أَحَدِهِمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ منصور نے ابووائل سے' انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں یہ لفظ کہے: [جِلْدَ اَحَدِهِمْ] ''اپنے چمڑے کو کاٹ دیتے۔'' جب کہ عاصم نے ابووائل سے' انہوں نے ابوموسیٰ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ لفظ کہے: [جَسَدَ اَحَدِهِمْ] ''اپنے جسم کو کاٹ دیتے۔''

فوائد ومسائل: [قَطَعُوْا مَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ] ''جس کو پیشاب لگتا تھا' اسے کاٹ دیتے تھے۔'' اس میں ابہام ہے کہ کس چیز کو کاٹتے تھے؟ ابوداود کی دوسری روایات میں سے ایک میں [جِلد] ''چمڑے'' کا اور دوسری میں [جَسَد] ''جسم'' کا ذکر ہے۔ جسد کے لفظ کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف ابی داود میں منکر کہا ہے اور جِلد سے مراد چمڑے کا لباس مراد لیا گیا ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹے جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا' صحیح بخاری کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں: [إِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اَحَدِهِمْ' قَرَضَهٗ] (بخاری' الوضوء' حدیث :٢٢٦) ''جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا' تو وہ اسے کاٹ دیتا تھا۔'' اس سے حسب ذیل باتیں مستفاد ہوتی ہیں: ① اسلام ہمیشہ سے طہارت و پاکیزگی کا داعی رہا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ احکام انتہائی سخت تھے۔ جس بدبخت نے لوگوں کو اس امر شرعی کی مخالفت پر ابھارا تھا' اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔ ② اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روکنا' اس میں تحریف کرنا یا تاویل باطل سے اسے مہمل قرار دینا حرام اور شقاوت (بدبختی) کا کام ہے اور ایسا شخص عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا** (التحفة ١٢)

باب:١٢- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

٢٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ ابنُ إِبْرَاهِيمَ قالا: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوانَةَ: وهٰذا لَفْظُ حَفْصٍ عن سُلَيْمانَ، عن أَبي وَائِلٍ، عن حُذَيْفَةَ قال: أَتَى رَسولُ الله ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. قال أَبُو دَاودَ: قال مُسَدَّدٌ: قال: فَذَهَبْتُ أَتَبَاعَدُ، فَدَعَانِي حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ.

٢٣- حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کے ایک ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور (وضو کیا' اس وضو میں آپ نے) اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں کہ (ان کے شیخ) مسدد نے کہا کہ راوی حدیث حضرت حذیفہ ؓ نے کہا کہ (اس موقع پر) میں آپ سے دور ہٹنے لگا' تو آپ نے مجھے بلایا حتیٰ کہ میں (آپ کے قریب آ گیا اور) آپ کے پیچھے ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ ضرورت کے موقع پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے بشرطیکہ چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ چنانچہ اس حدیث کے پیش نظر حضرت عمر' حضرت علی' ابن عمر اور زید بن ثابت ؓ سے منقول ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر پیشاب کرے کیونکہ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے: ''جو شخص تمہیں یہ بیان کرے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس کی بات کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ ﷺ تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔'' (جامع الترمذی' الطهارة' باب ماجاء في النهي عن البول قائماً' حديث :١٢' و سنن النسائي' الطهارة' حديث : ٢٩) امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے اور پھر بیٹھ کر پیشاب کرنے میں پردہ پوشی بھی زیادہ ہے اور آدمی پیشاب کے چھینٹوں سے بھی زیادہ محفوظ رہتا ہے۔ آج کل ماڈرن قسم کے لوگ' جو مغرب کی نقالی میں حد سے بڑھ چکے ہیں' ہوٹلوں اور پارکوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں' حالانکہ ہر معاملے میں غیروں کی نقالی کرنا سراسر حدیث رسول کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور انگریز کی اور غیر مسلموں کی نقالی سے بچائے۔ ② نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حالات میں لوگوں کے قریب بھی پیشاب کیا جا سکتا ہے۔

٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول قائمًا وقاعدًا، ح:٢٢٤ من حديث شعبة به، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح:٢٧٣ من حديث سليمان الأعمش به، ورواه الترمذي، ح:١٣، والنسائي: ١٨، ٢٦، ٢٨، وابن ماجه، ح: ٣٠٥.

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَبُولُ بِاللَّيْلِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُ عِنْدَهُ** (التحفة ١٣)

باب:١٣- انسان رات کو کسی برتن میں پیشاب کرے اور پھر اسے اپنے پاس پڑا رہنے دے

٢٤- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن حُكَيْمَةَ بِنْتِ أُمَيْمَةَ ابْنَةِ رُقَيْقَةَ، عن أُمِّهَا أَنَّهَا قالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ.

٢٤- حضرت اُمیمہ بنت رُقیقہ ؓ روایت کرتی ہیں: نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا' جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا ہوتا تھا۔ آپ رات کو اس میں پیشاب کر لیا کرتے تھے۔

فائدہ: بیماری' سردی یا کسی دوسرے عذر کی بنا پر انسان کسی برتن میں پیشاب کر لے اور بعد میں اسے باہر گرا دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ١٤) - **باب الْمَوَاضِعِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا** (التحفة ١٤)

باب:١٤- وہ مقامات جہاں پیشاب کرنا منع ہے

٢٥- **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ». قالُوا: وَما اللَّاعِنَانِ يَارَسُولَ اللهِ! قال: «الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ».

٢٥- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کے دو کاموں سے بچو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! لعنت کے وہ کون سے دو کام ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے سائے میں پاخانہ کرتا ہے۔''

٢٦- **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ وَحَدِيثُهُ

٢٦- حضرت معاذ بن جبل ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کے تین کاموں سے

٢٤ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول في الإناء، ح: ٣٢ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٢٣، والحاكم: ١/ ١٦٧، ووافقه الذهبي.

٢٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال، ح: ٢٦٩ عن قتيبة به.

٢٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الخلاء على قارعة الطريق، ح: ٣٢٨ من حديث نافع بن يزيد به، وصححه الحاكم: ١/ ١٦٧، ووافقه الذهبي، وضعفه البوصيري لعلة الإرسال * أبوسعيد الحجري لم يدرك معاذ بن جبل رضي الله عنه، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ١/ ٢٩٩، وحديث مسلم، ح: ٢٦٩ يغني عنه.

أَتَمُّ، أَنَّ سَعِيدَ بنَ الحَكَمِ حَدَّثَهُمْ، أخبرنَا نَافِعُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثني حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الحِمْيَرِيَّ حدَّثَهُ عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اتَّقُوا المَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ في المَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، والظِّلِّ».

بچو۔ (یعنی) پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرنے سے' عین راستے میں یا (لوگوں کے) سائے میں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح حدیث یہ ہے: دولعنت والے کاموں سے بچو' ایک یہ کہ عام گزرگاہ میں پاخانہ کیا جائے۔ دوسرا' یہ کہ لوگوں کی سائے والی جگہ میں یہ کام کیا جائے۔ (صحیح مسلم' حدیث:٢٦٩) اس حدیث سے یہ استدلال صحیح ہے کہ گھاٹ سمیت ایسی تمام جگہوں پر بول و براز کرنا صحیح نہیں جس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہو۔

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: فِي الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ** (التحفة ١٥)

باب:١٥- غسل خانے میں پیشاب کا مسئلہ

٢٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالا: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قال أَحْمَدُ: حدثنا مَعْمَرٌ: أخبرني أَشْعَثُ، وقال الْحَسَنُ عن أَشْعَثَ ابنِ عَبْدِ الله، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الله ابنِ مُغَفَّلٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ في مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ» قال أحمدُ: «ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيهِ، فإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ».

٢٧- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔ کہ بعد میں وہ وہیں نہائے گا۔''

احمد روایت کرتے ہیں: ''پھر وہ وہیں وضو کرے گا' کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔''

٢٧ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كراهة البول في المغتسل، ح: ٣٠٤ من حديث عبدالرزاق، والترمذي، ح: ٢١ من حديث معمر به، وقال: "غريب"، وعلقه البخاري: ٨/ ٥٨٨، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح: ١٢٥٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٦٧، ١٨٥، ووافقه الذهبي * الحسن البصري مدلس وعنعن والحديث الآتي يغني عنه.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' البتہ اگلی حدیث صحیح ہے جو اسی کے ہم معنی ہے۔

٢٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا زُهَيْرٌ عن دَاوُدَ بنِ عَبْدِ الله، عن حُمَيْدٍ الحِمْيَرِيِّ وهُوَ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قال: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كما صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُولَ في مُغْتَسَلِهِ.

٢٨- حمید حمیری' عبدالرحمٰن کے صاحب زادے کہتے ہیں کہ میں ایک صاحب سے ملا جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یافتہ تھے جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ آپ کی صحبت میں رہے تھے' انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہمارا کوئی شخص ہر روز کنگھی کرے یا اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے۔''

فوائد و مسائل: ① غسل خانے میں پیشاب سے بچنا ہی افضل ہے خواہ وہ کچا ہو یا سیمنٹ اور چپس وغیرہ سے بنا ہو کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پیشاب کے لیے جگہ علیحدہ بنی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ الغرض طہارت میں بداحتیاطی کی وجہ سے وسوسہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ② ہر روز کنگھی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام دنیا داروں کی طرح ظاہری ٹیپ ٹاپ کا بہت زیادہ اہتمام نہیں ہونا چاہیے جیسے کہ عربوں کا عام معمول تھا کہ وہ بال لمبے رکھتے تھے' البتہ سادہ انداز میں کنگھی سے بالوں کو برابر کرنا کہ انسان باوقار نظر آئے ان شاء اللہ مباح ہے۔ عام مفہوم میں کنگھی کرنے کو بھی محدثین کرام نے نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی ذاتی زیب و زینت کو روزانہ کا معمول نہ بنائے جیسے کہ ہمارے گھروں میں یہ مصیبت در آئی ہے کہ حمام میں آئینہ' کنگھا' تیل و عطر' دروازے پر آئینہ کنگھا اور ڈریسنگ میز وغیرہ سجے رہتے ہیں۔ کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز دو بار کنگھی کرتے تھے۔ ③ حدیث شریف میں وارد حکم مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی ہے۔ اگرچہ زیب و زینت ان کے لیے ایک اعتبار سے مطلوب ہے مگر اس میں بھی اعتدال ضروری ہے، نہ یہ کہ انسان ہر وقت اپنی ظاہری اور مصنوعی افزائش حسن ہی پر لگا رہے۔

(المعجم ١٦) - باب النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- بل میں پیشاب کی ممانعت

٢٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ

٢٩- حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے منقول ہے

٢٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ٢٣٩ من حديث داود بن عبدالله به.

٢٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب كراهية البول في الجحر، ح: ٣٤ من حديث معاذ ابن هشام به، وصححه الحاكم: ١/ ١٨٦ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * قتادة مدلس وعنعن.

مَيْسَرَةَ: حدثنا مُعَاذُ بنُ هِشامٍ: حَدَّثَنِي أَبي عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ سَرْجِسَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ في الجُحْرِ قال: قالُوا لِقَتَادَةَ: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الجُحْرِ؟ قالَ: كَانَ يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِنُ الجِنِّ.

کہ نبی ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لوگوں نے قتادہ سے کہا کہ بل میں پیشاب کیوں مکروہ وممنوع ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''کہا جاتا ہے کہ ان میں جن رہتے ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ بلوں میں پیشاب نہ کیا جائے' کیونکہ بلوں میں بالعموم موذی جانور بھی ہوتے ہیں تو ان میں پیشاب کرنے سے کوئی آزار بھی پہنچ سکتا ہے اس لیے کھلے ماحول کو چھوڑ کر کسی بل یا سوراخ کو پیشاب کرنے کے لیے استعمال کرنا کوئی عقل ودانش کی بات نہیں ہے۔

(المعجم ١٧) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- بیت الخلا سے نکل کر انسان کیا پڑھے؟

٣٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ: حدثنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حدثنا إسْرائِيلُ عن يُوسُفَ بنِ أَبي بُرْدَةَ، عن أَبِيهِ قال: حَدَّثَتْنِي عائِشَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قال: «غُفْرَانَكَ».

٣٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ جب بیت الخلا سے فارغ ہو کر نکلتے تو کہتے: [غُفْرَانَكَ] ''اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔''

فائدہ: علاوہ ازیں اور بھی دعائیں آئی ہیں' مگر یہ حدیث اور دعا' دیگر دعاؤں کے مقابلے میں' سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔ علامہ خطابی اس دعا کی حکمت یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ یہ وقت اللہ کے ذکر کے بغیر گزرتا ہے اس لیے اس پر استغفار کی تعلیم دی گئی ہے۔

(المعجم ١٨) - باب كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الِاسْتِبْرَاءِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- استنجا میں شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت

٣١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى

٣١- حضرت ابو قتادہ ؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی

٣٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، ح:٧، وابن ماجه، ح:٣٠٠ من حديث إسرائيل بن يونس به، وقال الترمذي: "غريب حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:٩٠، وابن حبان (الإحسان)، ح:١٤٤١، وابن الجارود، ح:٤٢، والحاكم: ١/ ١٨٥، ووافقه الذهبي.

٣١- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال، ح:١٥٣، ١٥٤، ومسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح:٢٦٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به، ورواه الترمذي، ح:١٥، ◀◀

ابنُ إِسْمَاعِيلَ قالا: حدثنا أَبَانٌ: حدثنا يَحْيَى عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ، عن أَبِيهِ قال: قال نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُم فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ، وإِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرَبْ نَفَسًا وَاحِدًا».

ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے بیٹھے تو اپنے ذکر (عضو مخصوص) کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ اور جب کوئی پاخانے کے لیے آئے تو دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور جب کچھ پیے تو ایک سانس میں نہ پیے۔''

فوائد ومسائل: ① جب استنجا جیسی اہم ضرورت کے وقت دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونا یا اسے پکڑنا منع ہے تو عام حالات میں اور زیادہ بچنا چاہیے۔ عورتیں بھی اسی حکم کی پابند ہیں۔ ② کوئی چیز پینے کا شرعی ادب یہ ہے کہ اسے تین سانس میں پیا جائے۔

٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ آدَمَ بنِ سُلَيْمَانَ المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي زَائِدَةَ: حَدَّثَنا أَبُو أَيُّوبَ يَعْنِي الإفْرِيقِيَّ، عن عَاصِمٍ، عن الْمُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ وَمَعْبَدٍ، عن حَارِثَةَ ابنِ وَهْبٍ الخُزَاعِيِّ قال: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَثِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ شِمَالَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ.

٣٢- حضرت حفصہ زوجۂ نبی ﷺ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ اپنا دایاں ہاتھ کھانے پینے اور پہننے (جیسے کاموں) میں استعمال کیا کرتے تھے اور بایاں ہاتھ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں۔

فوائد ومسائل: یہ حدیث دلیل ہے کہ دائیں ہاتھ کو فضیلت حاصل ہے۔ ایک روایت میں نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بائیں ہاتھ سے کسی سے کوئی چیز پکڑے نہ بائیں ہاتھ سے کوئی چیز پکڑائے۔'' (صحيح مسلم' الأشربه' باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما' حديث :٢٠٢٠) اس معاملے میں لوگ احتیاط نہیں کرتے اور چیز لیتے اور دیتے وقت بائیں ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں' حالانکہ کھانے پینے کی طرح چیز لیتے اور دیتے وقت بھی صرف دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے کھائے نہ پیے' اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔'' (صحيح مسلم' الأشربه' باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما' حديث:٢٠٢٠) اس سے معلوم ہوا کہ

◀◀ والنسائي، ح: ٢٤، ٢٥، وابن ماجه، ح: ٣١٠.

٣٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٠٩ من حديث ابن أبي زائدة به وقال: "هذا حديث صحيح".

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطانی کام ہے لیکن بدقسمتی سے بہت سے مسلمان فرنگیوں کی نقالی میں بڑے فخر سے بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں حالانکہ کافروں کے ساتھ مشابہت کرنے پر نہایت سخت وعید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے اسے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھا۔'' اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نہ ہی طاقت رکھے۔'' اسے صرف تکبر نے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں اس کے بعد وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ کی طرف اٹھا ہی نہیں سکا۔ (صحيح مسلم، الأشربة، حديث:٢٠٢١) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے جو بددعا فرمائی وہ قبول ہوگئی اس لیے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا بہت سخت گناہ ہے۔ نظافت اور صفائی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کھانے اور پینے کے لیے صرف دایاں ہاتھ ہی استعمال کیا جائے کیونکہ استنجا وغیرہ کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم ہے تو جس ہاتھ سے انسان اپنی گندگی صاف کرتا ہے اس ہاتھ سے کھانا پینا کتنا معیوب ہے۔ ایسی پاکیزہ عادات واطوار کو معمول زندگی بنانے کے لیے اپنی اولاد میں ابتدا ہی سے ان عادات کا اہتمام والتزام کرنا چاہیے تاکہ شرعی آداب کا حامل نیک اور صالح معاشرہ تشکیل پا سکے۔

٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن ابنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عن أبي مَعْشَرٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسولِ الله ﷺ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ وَمَا كانَ مِنْ أَذًى.

۳۳- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے (جیسے کاموں) کے لیے (مخصوص) تھا اور بایاں ہاتھ خلا میں استنجا اور دیگر مکروہات وغیرہ میں استعمال کرتے تھے۔

٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۳۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نبی ﷺ سے (ایک دوسری سند سے بھی) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتی ہیں۔

فائدہ: حدیث ۳۳ اور ۳۴ ضعیف ہیں۔ تاہم حدیث ۳۲ صحیح ہے اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہے جیسا کہ اس کے فوائد کی تفصیل گزری۔

٣٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * سعيد بن أبي عروبة مدلس وعنعن وإبراهيم لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، والحديث السابق: ٣٢ يغني عنه.

٣٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٥ عن عبدالوهاب بن عطاء به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٧٢٢ (بتحقيقي)، وانظر الحديث السابق: ٣٣.

(المعجم ١٩) - باب الاستتار في الخلاء (التحفة ١٩)

باب:١٩- قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

٣٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عن ثَوْرٍ، عن الْحُصَيْنِ الْحُبْرَانِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَا لَاكَ بِلِسانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ».

٣٥- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص سرمہ لگائے تو طاق سلائیاں لگائے' جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو استنجا کرنے میں ڈھیلے استعمال کرے' اسے چاہیے کہ طاق عدد لے' جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جس نے کچھ کھایا اور پھر تنکے سے خلال کیا تو چاہیے کہ منہ کے ریزوں کو پھینک دے اور جو کچھ اپنی زبان سے صاف کرے تو وہ نگل لے' جس نے کیا خوب کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو پاخانے کو آئے تو چاہیے کہ کوئی آڑ لے لے' اگر کچھ نہ پائے تو ریت کی ڈھیری ہی بنا لے اور اس کی طرف پشت کر لے' بلاشبہ شیطان بنی آدم کے سرینوں کے ساتھ کھیلتا ہے' جس نے ایسا کیا بہت اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔''

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عن ثَوْرٍ. قال حُصَيْنٌ الْحِمْيَرِيُّ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عن ثَوْرٍ فقالَ: أَبُو سَعِيدٍ الْخَيْرُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو عاصم نے ثور سے روایت کیا تو راوی کا نام...... حصین حمیری بتایا (نہ کہ حبرانی) اور عبدالملک بن صباح نے روایت کیا تو کہا ابوسعید الخیر (نہ کہ صرف ابوسعید۔)

قال أبو دَاوُدَ: أَبُو سَعِيدٍ الْخَيْرُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوسعید الخیر نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔

٣٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من اكتحل وترًا، ح: ٣٤٩٨ من حديث ثور بن يزيد به * حصين مجهول الحال.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں جو باتیں دوسری احادیث سے ثابت ہیں، وہ قابل عمل ہیں۔ دیگر باتوں پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

(المعجم ٢٠) - **باب مَا يُنْهَى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَى بِهِ** (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- وہ چیزیں جن سے استنجا منع ہے

٣٦- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الهَمْدَانِيُّ: أخبرنا المُفَضَّلُ يَعْني ابنَ فَضَالَةَ المِصْرِيَّ، عن عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ القِتْبَانِيِّ، أَنَّ شِيَيْمَ بنَ بَيْتَانَ أَخْبَرَهُ عن شَيْبَانَ القِتْبَانِيِّ أَنَّ مَسْلَمَةَ بنَ مُخَلَّدٍ اسْتَعْمَلَ رُوَيْفِعَ ابنَ ثَابِتٍ عَلَى أَسْفَلِ الأَرْضِ، قال شَيْبَانُ: فَسِرْنَا مَعَهُ مِنْ كُومِ شَرِيكٍ إِلَى عَلْقَمَاءَ، أَوْ مِنْ عَلْقَمَاءَ إِلَى كُومِ شَرِيكٍ - يُرِيدُ عَلْقَامَ - فَقَالَ رُوَيْفِعٌ: إنْ كانَ أَحَدُنَا في زَمَنِ رَسُولِ الله ﷺ لَيَأْخُذُ نِضْوَ أَخِيهِ، عَلَى أَنَّ لَهُ النِّصْفَ مِمَّا يَغْنَمُ وَلَنَا النِّصْفُ إنْ كانَ أَحَدُنَا لَيَطِيرُ لَهُ النَّصْلُ والرِّيشُ وَلِلآخَرِ القِدْحُ، ثُمَّ قال: قال لي رسولُ الله ﷺ: «يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيءٌ».

٣٦- شیبان قتبانی روایت کرتے ہیں کہ مسلمہ بن مخلد نے (جو کہ امیر معاویہ ؓ کی طرف سے مصر میں گورنر تھے) حضرت رویفع بن ثابت ؓ کو زیریں مصر کی جانب اپنا نائب مقرر کیا۔ شیبان کہتے ہیں کہ ہم جناب رویفع بن ثابت کے ساتھ کوم شریک سے علقماء، یا علقماء سے کوم شریک کی جانب چلے، ان کی مراد علقام ہے، تو حضرت رویفع بن ثابت ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم میں سے کوئی اپنے بھائی کی کمزور سی سواری لے لیتا، اس شرط پر کہ جو کچھ بھی غنیمت میں سے ملے گا، اس میں سے نصف مالک کے لیے اور نصف ہمارے لیے ہوگا۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا تھا کہ (تقسیم اموال میں) کسی کو تیر کا پھل ملتا، کسی کو اس کے پر اور کسی کو اس کی لاٹھی۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے رویفع! امید ہے تجھے میرے بعد لمبی زندگی ملے گی، تو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو اپنی ڈاڑھی کو گرہ لگائے یا تانت باندھے یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجا کرے تو محمد (ﷺ) اس سے بری ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① استنجا میں گوبر اور لید کا استعمال حرام ہے کیونکہ یہ سب جنوں کا طعام ہیں۔ (سنن ابی داود، الطهارة، حديث:٣٩) ② شراکت کا کاروبار جائز ہے۔ ③ مشترک چیز خواہ کتنی ہی معمولی ہو اسے حصہ داروں میں تقسیم کر لینا چاہیے بشرطیکہ اس کے اجزا قابل استفادہ ہوں اور نفس شے ضائع نہ ہوتی ہو۔ ④ ڈاڑھی کو گرہ لگانا جائز

٣٦ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب عقد اللحية، ح: ٥٠٧٠ من حديث عياش بن عباس به، انظر الحديث الآتي.

نہیں جیسے کہ عجمی کرتے تھے اور اب سکھ کرتے ہیں یا ایسے انداز میں بٹ دے کر رکھنا کہ بال گھنگریالے ہو جائیں یا دیکھنے والوں کو چھوٹی نظر آئے۔ واللہ اعلم۔⑤ کچھ لوگ جانوروں کو تانت اس غرض سے باندھتے تھے کہ نظر نہ لگے اور یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مسلموں کی طرح زنار باندھنا جائز ہے۔

٣٧- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ: حدثنا مُفَضَّلٌ عن عَيَّاشٍ: أَنَّ شِيَيْمَ بنَ بَيْتَانَ أَخْبَرَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا عن أبي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو، يَذْكُرُ ذَلِكَ وَهُوَ مَعَهُ مُرَابِطٌ بِحِصْنِ بَابِ أَلْيُونَ. قال أبو دَاوُد: حِصْنُ أَلْيُونَ بِالْفُسْطَاطِ عَلَى جَبَلٍ. قال أبو دَاوُد: وَهُوَ شَيْبَانُ بنُ أُمَيَّةَ، يُكْنَى أَبَا حُذَيْفَةَ.

٣٧- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی جبکہ وہ (ابو سالم) ان کے ساتھ باب الیون کے قلعے پر مورچہ بند تھے۔

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ الیون کا قلعہ علاقہ فُسطاط میں پہاڑ پر واقع تھا۔ امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ (گزشتہ حدیث میں مذکور) شیبان قتبانی وہ ابن امیہ ہے اور اس کی کنیت ابوحذیفہ ہے۔

٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: أَخبَرَنَا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ: حدثنا زَكَرِيَّا بنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: نَهَانَا رسولُ الله ﷺ أَنْ نَتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَعْرٍ.

٣٨- سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہڈی یا مینگنی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا تھا۔

٣٩- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ عَيَّاشٍ عن يَحْيَى بنِ أَبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَن عَبْدِالله بْنِ الدَّيْلَمِيِّ عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: قَدِمَ

٣٩- سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ جنوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو منع فرما دیجیے کہ وہ ہڈی یا گوبر یا کوئلے سے استنجا کریں کیونکہ

٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٣ من حديث روح بن عبادة به.

٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٠٩ من حديث أبي داود به، وقال: "إسناد شامي غير قوي" * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع من شيخه الشامي عند الدارقطني: ١/ ٥٥، ٥٦، وروايته عن الشاميين مقبولة عند الجمهور.

وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالُوا: يامُحمَّدُ! انْهَ أُمَّتَكَ أنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أوْ حُمَمَةٍ، فإنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا. قال: فَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ.

اللہ عزوجل نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان سے روک دیا۔

(المعجم ٢١) - باب الاِسْتِنْجَاءِ بِالأَحْجَارِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرنا

٤٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ ابنُ سَعِيدٍ قالا: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن أبي حَازِمٍ، عن مُسْلِمِ ابنِ قُرْطٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إنَّ رَسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُم إِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلاثَةِ أحْجَارٍ يَسْتَطِيبُ بِهِنَّ، فإِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ».

۴۰-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے جانے لگے تو اپنے ساتھ تین ڈھیلے لے جایا کرے ان سے استنجا کرلیا کرے۔ بے شک یہ اس کے لیے کفایت کریں گے۔“

فوائد ومسائل: ① ہدایت ہے کہ رفع حاجت کے لیے بیٹھنے سے پہلے طہارت حاصل کرنے کا انتظام کرلیا جائے۔ ممکن ہے برموقع کوئی چیز مہیا نہ ہو لہٰذا غیر معتمد مقامات پر نل کو پہلے دیکھ لیا جائے کہ آیا اس میں پانی بھی ہے یا نہیں۔ ② ڈھیلے کا حکم سائل کے بدوی ہونے کی مناسبت سے ہے اور یہ ہے کہ تین ڈھیلوں سے استنجا پانی سے کفایت کرتا ہے۔ آج کل ٹشو پیپر اس کا قائم مقام ہے۔ تاہم افضلیت پانی ہی کے استعمال میں ہے۔

٤١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عَن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عَمْرِو بنِ خُزَيْمَةَ، عن عُمَارَةَ ابنِ خُزَيْمَةَ، عن خُزَيْمَةَ بنِ ثَابِتٍ قال:

۴۱-حضرت خزیمہ بن ثابت ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے استنجا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تین ڈھیلوں سے (استنجا کرے) ان میں گوبر نہ ہو۔“

٤٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاجتزاء في الاستطابة بالحجارة دون غيرها، ح: ٤٤ عن قتيبة به، وصححه الدارقطني: ١/ ٥٤، ٥٥، وللحديث شواهد.

٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة والنهي عن الروث والرمة، ح: ٣١٥ من حديث هشام بن عروة به * عمرو بن خزيمة مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وحديث مسلم، ح: ٢٦٢ يغني عنه.

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الاسْتِطَابَةِ فَقَالَ: «بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ».

قال أبو داوُد: وكَذَا رَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ وَابنُ نُمَيْرٍ عن هِشَامٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابواسامہ اور ابن نمیر نے بھی ہشام بن عروہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث میں گوبر اور ہڈی سے استنجا کی ممانعت ثابت ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۲) غالباً اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي الاِسْتِبْرَاءِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- استنجا کا بیان

٤٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَخَلَفُ بنُ هِشَامٍ الْمُقْرِئُ قَالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى التَّوْأَمُ؛ ح: وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا أَبُو يَعْقُوبَ التَّوْأَمُ عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: بَالَ رسولُ الله ﷺ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَاعُمَرُ؟» فَقَالَ: هَذَا مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهِ. قال: «ما أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً».

۴۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کا لوٹا لیے آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ (بعد از فراغت) آپ نے پوچھا عمر! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ پانی ہے کہ آپ اس سے وضو فرما لیں۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم نہیں ہے کہ جب بھی پیشاب کروں (تو ساتھ) وضو بھی کروں۔ اگر میں نے ایسے کیا تو (امت کے لیے) سنت بن جائے گی۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ہر وقت باوضو رہنا ایک اچھا عمل ہے۔ لیکن واجب نہیں ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي الاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- پانی سے استنجا کرنا

٤٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ

۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من بال ولم يمس ماء، ح: ٣٢٧ من حديث التوأم به، وهو ضعيف كما في التهذيب والتقريب وغيرهما.

٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء، ح: ١٥٢، ومسلم، الطهارة، ◄◄

[بقية] الوَاسِطِيَّ، عن خَالِدٍ يَعْنِي الْحَذَّاءَ، [عن] عَطَاءِ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ رَسولَ الله ﷺ دَخلَ حَائِطًا [و]تَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيضَأَةٌ وَهُوَ أَصْغَرُنَا، [فَ]وَضَعَهَا عِنْدَ السِّدْرَةِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ.

رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے‘ ایک غلام آپ کے ساتھ تھا‘ اس کے پاس لوٹا تھا اور وہ ہم میں سے چھوٹی عمر کا تھا تو اس نے اس برتن کو بیری کے پاس رکھ دیا آپ جب حاجت سے فارغ ہوئے تو ہمارے پاس تشریف لے آئے اور (اس موقع پر) آپ نے پانی سے استنجا کیا تھا۔

٤٤- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ: أخبرنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن يُونُسَ بنِ الحَارِثِ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ في أهْلِ قُبَاءَ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ﴾» [التوبة: ١٠٨] قال: «كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالمَاءِ فنزَلَتْ فيهِمْ هَذِهِ الآيَةُ».

۴۴- سیدنا ابو ہریرہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ (التوبہ: ۱۰۸) ”اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔“ اہل قُباء کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

فوائد ومسائل: ① پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ ڈھیلے اور پانی دونوں کو جمع کرنا اور زیادہ افضل ہے۔ ② نوعمر بچوں سے خدمت لی جا سکتی ہے۔ ③ طہارت اللہ کو بہت پسند ہے اور طاہر لوگ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں۔ ④ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے ظاہری و باطنی طہارت کا التزام کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٤) - باب الرَّجُلِ يَدْلُكُ يَدَهُ بالأَرْضِ إذَا اسْتَنْجَى (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- استنجا کے بعد آدمی اپنا ہاتھ زمین پر رگڑ لے

٤٥- حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا

۴۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

باب الاستنجاء بالماء من التبرز، ح: ٢٧٠ من حديث عطاء بن أبي ميمونة به، ورواه مسلم من حديث خالد الواسطي.

٤٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح: ٣١٠٠ عن محمد بن العلاء به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٥٧، وقال الترمذي: "غريب"، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٥٥ وغيره.

٤٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب دلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء، ح: ٥٠ عن محمد بن عبدالله بن المبارك المخرمي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٨ * وقع في الأصول من سنن أبي داود خطأ، انظر عون المعبود: ١/ ٦٨.

أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الله يَعْنِي الْمُخَرِّمِيَّ: حدثنا وَكِيعٌ عن شَرِيكٍ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ جَرِيرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عن أبي زُرْعَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كانَ النَّبيُّ ﷺ إذَا أتَى الْخَلَاءَ أتَيْتُهُ بِمَاءٍ في تَوْرٍ أوْ رَكْوَةٍ فاسْتَنْجَى [قال أبو دَاوُدَ في حديث وَكِيعٍ:] ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الأرْضِ، ثُمَّ أتَيْتُهُ بِإنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ.

جب خلا (رفع حاجت) کے لیے جاتے تو میں آپ کے لیے پیالے یا چھاگل میں پانی لے آتا اور آپ اس سے استنجا کر لیتے۔

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: وکیع کی حدیث میں ہے' پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑتے' پھر میں آپ کے پاس (پانی کا ایک) اور برتن لاتا تو آپ اس سے وضو کرتے۔

قال أبُو داوُد: وَحَديثُ الأسْوَدِ بنِ عَامِرٍ أتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسود بن عامر کی روایت (وکیع کی روایت کے مقابلے میں) زیادہ کامل ہے۔

فائدہ: کچی جگہوں پر استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر مزید صاف کر لینا مستحب ہے تا کہ بو کا شائبہ بھی نہ رہے اور جہاں مٹی میسر نہ ہو وہاں صابن اس کا قائم مقام ہوگا۔

(المعجم ٢٥) - باب السِّوَاكِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- مسواک کا بیان

٤٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عن سُفْيَانَ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قال: «لَوْلَا أنْ أشُقَّ عَلَى الْمُؤمِنِينَ لأمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ، وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.».

۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اگر اہل ایمان کے لیے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

٤٧- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بن مُوسَى:

۴۷- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٢ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ٨٨٧، ٧٢٤٠ من حديث أبي الزناد به، ورواه النسائي، ح: ٧، وابن ماجه، ح: ٢٨٧.

٤٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في السواك، ح: ٢٣ من حديث محمد بن إسحاق به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ١٩٨، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنا عِيسَى بن يُونُسَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عن مُحَمَّدِ بنِ إبْراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

قال أبو سَلَمَةَ: فَرَأَيْتُ زَيْدًا يَجْلِسُ في المَسْجِدِ وَإِنَّ السِّوَاكَ مِنْ أُذُنِهِ مَوْضِعُ القَلَمِ مِنْ أُذُنِ الكَاتِبِ، فَكُلَّمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَاكَ.

نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''اگر میری امت کیلئے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔''

ابوسلمہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے دیکھا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے اور مسواک ان کے کان پر رکھی ہوتی تھی، جیسے کسی منشی کا قلم اس کے کان پر ہوتا ہے، تو جب نماز کے لیے اٹھتے مسواک کر لیتے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا لقب رحمۃ للعالمین ہے چنانچہ آپ نے امت کی مشقت کے پیش نظر ہر نماز کے ساتھ مسواک کی پابندی کا باقاعدہ حکم نہیں دیا۔ اگر حکم دے دیتے تو واجب ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین واجب الاتباع ہیں۔ ② نماز عشاء کو مؤخر کرنا افضل ضرور ہے مگر جماعت اگر جلدی ہو رہی ہو تو اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ ③ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا شوق اتباع انتہائی قابل قدر ہے۔

٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حدثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ تَوَضُّؤَ ابنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ طَاهِرٍ، عَمَّ ذَاكَ؟ فَقال: حَدَّثَتْنِيه أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بنِ الخَطَّابِ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ حَنْظَلَةَ بنِ أَبي عَامِرٍ حَدَّثَهَا: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أُمِرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ

۴۸- محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عبداللہ سے کہا کہ (تمہارے والد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وضو سے ہوں یا بے وضو، وہ ہر نماز کے لیے (پابندی سے) وضو کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اسماء بنت زید بن خطاب نے بتایا کہ عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے پہل) حکم دیا گیا تھا کہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کریں، خواہ پہلے وضو سے ہوں یا بے وضو۔ مگر جب انہیں مشقت ہوئی، تو حکم دیا گیا کہ ہر نماز کے لیے

٤٨ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٥٦، ووافقه الذهبي. * ابن إسحاق صرح بالسماع.

طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً، فَكَانَ لَا يَدَعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

مسواک کیا کریں۔ چنانچہ ابن عمر ؓ سمجھتے تھے کہ ان میں ہمت ہے لہٰذا وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے۔

قال أَبُو داوُد: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ رَوَاهُ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: عُبَيْدُالله بْنُ عَبْدِ الله.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے (عبداللہ کی بجائے) عبیداللہ بن عبداللہ کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا پیروی رسول ﷺ اور عبادت کا شوق انتہائی درجے کا تھا اسی بنا پر وہ اہتمام سے وضو کی تجدید کیا کرتے تھے جو بڑے ثواب اور فضیلت والا عمل ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَيْفَ يُسْتَاكُ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-مسواک کیسے کی جائے؟

٤٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالا: حدثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيرٍ، عن أَبي بُرْدَةَ، عن أَبِيهِ قال مُسَدَّدٌ: قال: أَتَيْنَا رَسولَ الله ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَرَأَيْتُهُ يَسْتَاكُ عَلَى لِسَانِهِ.

۴۹- جناب ابوبردہ ؒ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے پاس آپ سے سواری طلب کرنے آئے تو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی زبان پر مسواک کر رہے تھے۔ یہ مسدد کی روایت کے الفاظ ہیں۔

وقال سُلَيْمانُ: قال: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَقَدْ وَضَعَ السِّوَاكَ عَلَى طَرَفِ لِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «إِه إِه». يَعْنِي يَتَهَوَّعُ.

اور سلیمان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا' آپ مسواک کر رہے تھے اور آپ نے اپنی مسواک زبان کے کنارے پر رکھی ہوئی تھی اور آپ سے "اِہ اِہ" کی آواز نکل رہی تھی جیسے کہ ابکائی آ رہی ہو۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: كَانَ حَدِيثًا طَوِيلًا اخْتَصَرَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مسدد نے کہا کہ حدیث لمبی تھی مگر میں نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

فائدہ: اس میں بیان ہے کہ نبی ﷺ مسواک کرنے میں مبالغے سے کام لیتے تھے اور آپ صرف دانت ہی نہیں

٤٩ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ٢٤٤، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٤ من حديث حماد بن زيد به، ورواه النسائي، ح: ٣.

بلکہ اپنی زبان' حلق کے قریب تک مسواک سے صاف کیا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٧) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَسْتَاكُ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ** (التحفة ٢٧)

باب:٢٧-انسان کسی دوسرے کی مسواک استعمال کرے......؟

٥٠- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عن هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ أنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسولُ الله ﷺ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أحَدُهُمَا أكْبَرُ مِنَ الآخَرِ، فأُوحِيَ إلَيْهِ فِي فَضْلِ السِّوَاكِ أنْ كَبِّرْ، أعْطِ السِّوَاكَ أكْبَرَهُمَا. ⓵

٥٠-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو شخص تھے۔ان میں سے ایک بڑا (اور دوسرا چھوٹا) تھا۔(اسی اثناء میں) آپ پر مسواک کی فضیلت کے بارے میں وحی کی گئی اور یہ کہ آپ یہ (مسواک) بڑے کو دے دیجیے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ جب کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو بڑی عمر والے کو فوقیت دی جائے بشرطیکہ ترتیب سے نہ بیٹھے ہوں۔ اگر ترتیب سے بیٹھے ہوں تو دائیں طرف والے کا حق فائق ہوگا' خواہ چھوٹا ہی ہو۔ ایسے ہی بات چیت کرنے اور راہ چلنے میں بھی بڑی عمر والے کو اوّلیت دی جانی چاہیے۔② کوئی اپنی استعمال شدہ مسواک دوسرے کو دے تو اس کے استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں اور ظاہر ہے کہ دھو کر ہی استعمال ہوگی۔ مگر نئی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کو اس سے گھن آتی ہے۔ اور یہ ان کی شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

(المعجم ٢٨) - **باب غَسْلِ السِّوَاكِ** (التحفة ٢٨)

باب:٢٨-مسواک دھونے کا بیان

٥٢ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الله الأنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ الحَاسِبُ: حَدَّثَنَا كَثِيرٌ عن عَائِشَةَ أنَّهَا قَالَتْ: كان نَبِيُّ الله ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ لِأغْسِلَهُ فَأبْدَأُ بِهِ فَأسْتَاكُ، ثُمَّ أغْسِلُهُ وَأدْفَعُهُ إلَيْهِ.

٥٢-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ مسواک کر رہے ہوتے تھے اور مجھے عنایت فرماتے کہ میں اسے دھو دوں' مگر میں پہلے اسے اپنے منہ میں پھیرتی پھر اسے دھو کر آپ کو واپس دے دیتی۔

٥٠- **تخريج:** [صحيح] وحسنه الحافظ في الفتح: ٢٤٦، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٢/ ١٣٨ وغيره بعضها علقه البخاري في صحيحه: ١/ ٣٥٦.

٥١- **تخريج:** [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٩ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في المجموع: ١/ ٢٨٣.

⓵ حدیث (51) صفحہ (130) پر ملاحظہ فرمائیں۔

فوائد ومسائل: ① اس میں طہارت ونظافت کی شرعی اہمیت واضح ہے کہ آپ اپنی مسواک کو بعد از استعمال دھو لیا کرتے تھے۔ ② حضرت عائشہ ؓ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ کے لعاب دہن سے تبرک حاصل کریں جس کی آپ نے توثیق فرمائی۔ خیال رہے کہ یہ حصول تبرک صرف اور صرف نبی ﷺ ہی کی ذات سے مخصوص تھا۔

(المعجم ٢٩) - **بَابٌ: السِّوَاكُ مِنَ الْفِطْرَةِ** (التحفة ٢٩)

باب: ٢٩- مسواک اعمال فطرت میں سے ہے

٥٣- **حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن زَكَرِيَّا بنِ أَبي زَائِدَةَ، عن مُصْعَبِ ابنِ شَيْبَةَ، عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ، عنِ ابنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالاسْتِنْشَاقُ بالمَاءِ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ المَاءِ» يَعْنِي الاسْتِنْجَاءَ بالماءِ، قال زَكَرِيَّا: قال مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ العَاشِرَةَ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ المَضْمَضَةَ.

٥٣- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس باتیں فطرت میں سے ہیں۔ (یعنی سابقہ انبیاء کی متواتر سنت ہیں اور وہ یہ ہیں:) مونچھیں کترانا' ڈاڑھی چھوڑنا' مسواک کرنا' ناک میں پانی چڑھانا (اور صاف کرنا)' ناخن کاٹنا' (ہاتھوں' پیروں اور دیگر) جوڑوں کا دھونا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' زیر ناف کے بال مونڈنا اور استنجا کرنا۔" یعنی پانی سے۔ زکریا کی سند میں مصعب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں' شاید یہ کلی کرنا ہو۔

فائدہ: مذکورہ بالا امور انسان کے پیدائشی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے انہیں "سنن فطرت" کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ سنتیں جو جسم انسانی کے خط وخال سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ (البقرہ:١٢٤) میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دس باتوں کا حکم دیا۔ جب وہ ان پر عمل پیرا ہوئے تو فرمایا: ﴿اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ (البقرۃ:١٢٤) "میں تجھے لوگوں کا امام ومقتدا بناؤں گا۔" تاکہ تیری اقتداء کی جائے اور لوگ تیرے نقش قدم پر چلیں۔ چنانچہ یہ امت محمدیہ خصوصی اعتبار سے ان کی پیروی کی پابند ہے جس کا آیت کریمہ ﴿ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا﴾ (النحل:١٢٣) میں ذکر ہے۔ "پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ دین ابراہیم کی پیروی کریں جو کہ دیگر تمام دینوں سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔"

٥٣- **تخريج**: أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٦١ من حديث وكيع به، ورواه الترمذي، ح:٢٧٥٧، والنسائي، ح:٥٠٤٣، وابن ماجه، ح:٢٩٣.

٥٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بنُ شَبِيبٍ قالا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ، قال مُوسَى: عن أبيهِ، وقال دَاوُدُ: عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ المَضْمَضَةَ والاسْتِنْشَاقَ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إعْفَاءَ اللِّحْيَةِ، وَزَادَ «وَالخِتَانَ» قال: «وَالانْتِضَاحَ» وَلَمْ يَذْكُرْ انْتِقَاصَ المَاءِ يَعْنِي الاسْتِنْجَاءَ.

۵۴-حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیزیں فطری امور میں شامل ہیں یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا' مگر اس میں ڈاڑھی چھوڑنے کا ذکر نہیں' بلکہ ختنے کا ذکر مزید ہے۔ اور ان کی روایت میں [اِنْتِضَاح] کا لفظ بیان کیا گیا ہے' [اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ] کا لفظ نہیں کہا گیا۔ [اِنْتِضَاح] کے معنی ہیں بعد از وضو شرم گاہ کے مقام پر چھینٹے مارنا اور [اِنْتِقَاصْ] کے معنی پانی کے ساتھ استنجا کرنا ہیں۔)

قال أبُو داوُدَ: وَرُوِيَ نَحْوُهُ عن ابنِ عَبَّاسٍ: وقال: «خَمْسٌ كُلُّهَا في الرَّأْسِ» وَذَكَرَ فِيهِ الْفَرْقَ، وَلَمْ يَذْكُرْ إعْفَاءَ اللِّحْيَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پانچ امور (فطرت) سر سے متعلق ہیں۔ انہوں نے مانگ نکالنے کا ذکر کیا اور ڈاڑھی چھوڑنے کا نہیں کیا۔

قال أبُو داوُدَ: وَرُوِيَ نَحْوُ حَدِيثِ حَمَّادٍ عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ وَمُجَاهِدٍ، وعن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله المُزَنِيِّ قَوْلَهُمْ، وَلَمْ يَذْكُرُوا إعْفاءَ اللِّحْيَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد کی مذکورہ بالا روایت کی طرح طلق بن حبیب' مجاہد اور بکر بن عبداللہ مزنی سے ان کے موقوف اقوال مروی ہیں۔ انہوں نے بھی ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

وفي حَدِيثِ مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي مَرْيَمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ: «وَإعْفَاءُ اللِّحْيَةِ».

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث' جو وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس میں ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر آیا ہے۔

وعن إبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ نَحْوُهُ، وَذَكَرَ

اور ابراہیم نخعی سے اسی طرح مروی ہے اور اس میں

٥٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الفطرة، ح: ٢٩٤ من حديث حماد به * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والحديث السابق: ٥٢ يغني عنه وحديث ابن عباس رواه عبدالرزاق في تفسيره، ح: ١١٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٦٦، ووافقه الذهبي وهو كما قالا.

إعفاءَ اللِّحْيَةِ وَالخِتَانَ

ڈاڑھی بڑھانے اور ختنے کا ذکر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم حدیث ۵۲ اسی مفہوم کی حامل ہے۔ اسی لیے بعض کے نزدیک یہ صحیح ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ السِّوَاكِ لِمَنْ قَامَ بِاللَّيْلِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- رات کو اٹھنے والے کیلئے مسواک کا بیان

٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ وَحُصَينٍ، عن أَبي وَائِلٍ، عن حُذَيْفَةَ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۵۵- سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کیا کرتے تھے۔

٥٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْماعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا بَهْزُ بنُ حَكِيمٍ عن زُرَارَةَ ابنِ أَوْفَى، عن سَعْدِ بنِ هِشَامٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يُوضَعُ لَهُ وَضُوؤُهُ وَسِوَاكُهُ، فإذا قامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلَّى ثُمَّ اسْتَاكَ.

۵۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (رات کو) نبی ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھا جاتا تھا، چنانچہ جب آپ رات کو اٹھتے تو (پہلے) قضائے حاجت کرتے اور پھر مسواک کیا کرتے تھے۔

٥٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن أُمِّ مُحمَّدٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

۵۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: نبی ﷺ دن یا رات میں جب بھی سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک [ولا نَهَارٍ] کے الفاظ ثابت نہیں۔ (یعنی سو کر اٹھنے کے بعد یہ اہتمام صرف رات کو کرتے تھے۔) ② مسواک کرنے کے بہت سے فائدے ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسواک اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے اور اس سے منہ بھی پاک صاف ہو جاتا ہے، جیسا

٥٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ٢٤٥، ٨٨٩، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٥ من حديث سفيان الثوري به، ورواه النسائي، ح: ٢، وابن ماجه، ح: ٢٨٦.

٥٦ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٩ من حديث أبي داود به * حماد هو ابن سلمة.

٥٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢١، ١٦٠ من حديث همام به * علي بن زيد ضعيف، تقدم: (٥٤) وأم محمد لم أجد من وثقها.

کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ [اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ] (سنن نسائی، حدیث : ۵) ''مسواک منہ کو پاک صاف کرنے والی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔'' ③ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کرنے ہی سے اس کی رضامندی حاصل ہوتی ہے، لہٰذا مسواک کرتے وقت یہی نیت اور ارادہ ہو کہ اس سے ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ اطباء اور ڈاکٹر حضرات نے بھی اس کے بہت سے فائدے ذکر کیے ہیں۔ ④ مسواک کرنے سے منہ اور حلق کی آلائشیں بکثرت زائل اور ختم ہو جاتی ہیں۔ مسواک صرف دانتوں ہی تک محدود نہ رکھی جائے بلکہ زبان اور حلق کے قریب تک کی جائے، خصوصاً صبح سو کر اٹھنے پر اسی طرح کیا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا، آپ جب بھی سو کر بیدار ہوتے تو مسواک کرتے، اور اس میں مبالغہ کرتے جس کی وجہ سے آپ کے منہ مبارک سے ''عاعا'' اُع اُع'' اور اِہ اِہ'' کی آوازیں نکلتیں۔ ⑤ ہمارے پیش نظر یہ بات ہونی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مسواک کا اہتمام والتزام کیا ہے، نیز امت کو بھی اسی قدر تاکید فرمائی ہے اور اگر امت پر مشقت اور بارِ گراں کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے ہر وضو اور ہر نماز کے وقت ضروری قرار دیتے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ منہ کی ذرا سی بو کو بھی پسند نہ کرتے تھے اسی لیے سو کر اٹھتے تو فوراً مسواک کرتے۔

٥٨ - حَدَّثَنا مُحمَّد بنُ عِيسَى : حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا حُصَيْنٌ عن حَبِيبِ بنِ أبي ثابِتٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عَبدِ الله بنِ عَبَّاسٍ قال: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَتَى طَهُورَهُ فأَخذَ سِوَاكَهُ فاسْتَاكَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الآياتِ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ [آل عمران: ١٩٠] حَتَّى قارَبَ أن يَخْتِمَ السُّورَةَ أَوْ خَتَمَها، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ إلى فِرَاشِهِ فَنَامَ

٥٨ - سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار نبی ﷺ کے ہاں (ان کے گھر میں) رات گزاری۔ تو جب آپ بیدار ہوئے تو اس جگہ آئے جہاں پانی رکھا ہوا تھا، آپ نے مسواک لی اور مسواک کرنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (سورۂ آل عمران کی آخری آیات) ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ......﴾ حتیٰ کہ اختتام سورت کے قریب پہنچے بلکہ سورت ختم ہی کر دی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور اپنی جائے نماز پر آ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ اپنے بستر پر لوٹ آئے اور سو گئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے، پھر (دوبارہ)

٥٨ ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/ ١٩١ من حديث حصين بن عبدالرحمن به، وسيأتي مطولاً: ١٣٥٣.

مَا شَاءَ الله، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ رَجَعَ إلى فِرَاشِهِ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، كُلُّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ.

جاگے اور پہلے کی مانند کیا اور پھر اپنے بستر پر لوٹ آئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے۔ پھر (سہ بارہ) جاگے اور پہلے کی مانند کیا۔ ہر بار مسواک کرتے اور دو رکعت پڑھتے۔ پھر آپ نے وتر پڑھے۔

قال أبو داوُدَ: رَوَاهُ ابنُ فُضَيْلٍ عن حُصَيْنٍ قال: فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يقولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن فضیل نے حصین کے واسطے سے روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”آپ نے مسواک کی اور وضو کیا اور اس اثناء میں آپ آیات کریمہ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ پڑھ رہے تھے حتی کہ سورت ختم کر دی۔“

فوائد ومسائل: ① اس قصے میں مسواک کے اہتمام کا ذکر ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی جاگے مسواک کی۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ واقعہ ان کی کم عمری کا ہے۔ اس میں ان کی نجابت وسعادت کا واضح بیان ہے' بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے معمولات جاننے کا شوق اور اس غرض کے لیے رات کی بیداری کی مشقت۔ (رضی اللہ عنہ)

٥١- حَدَّثَنا إبراهيمُ بنُ موسَى الرَّازِيُّ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يونُس: حدثنا مِسْعَرٌ عن المِقْدَام بنِ شُرَيْحٍ، عن أبيهِ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رسولُ الله ﷺ إذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قالَتْ: بالسِّوَاكِ.[1]

٥١- مقدام اپنے والد شریح سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں تشریف لایا کرتے تو آپ کا پہلا کام کیا ہوتا تھا؟ فرمایا: ”مسواک۔“

فائدہ: راہ چلتے' گھومتے پھرتے مسواک کرنا' نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے معمولات میں سے نہ تھا جیسے کہ آج کل لوگوں میں دیکھا جاتا ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ (التحفة ٣١)

باب:٣١- وضو کی فرضیت

٥٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْراهيمَ قال:

٥٩- ابوالملیح اپنے والد (حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی

٥١_ **تخريج:** أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٣ من حديث مسعر به، ورواه النسائي، ح: ٨، وابن ماجه، ح: ٢٩٠.

٥٩_ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: لا يقبل الله صلاة بغير طهور، ح: ٢٧١ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ١٣٩.

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

حدثنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَبي المَلِيحِ، عن أبيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا يَقْبَلُ الله صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ، وَلَا صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ».

ؓ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں فرماتا اور نہ کوئی نماز وضو کے بغیر قبول کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خیانت' چوری' ڈاکہ' رشوت اور بھتہ وغیرہ کے مال سے دیا جانے والا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ ② نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر پانی استعمال نہ کیا جاسکتا ہو یا مہیا نہ ہو تو تیمم کرنا فرض ہوگا۔

٦٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا يَقْبَلُ الله تَعَالَى - جَلَّ ذِكْرُهُ - صَلَاةَ أَحَدِكُم إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ».

٦٠- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی بے وضو انسان کی نماز قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ وضو کرلے۔''

٦١- **حَدَّثَنا** عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ عَقِيلٍ، عن مُحمَّدِ ابنِ الحَنَفِيَّةِ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

٦١- سیدنا علی ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی کنجی وضو ہے' اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل السلام علیکم کہنا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کے لیے وضو لازمی اور شرط ہے۔ اثنائے نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کیا جائے۔ ② اللہ اکبر کہنے ہی سے نماز شروع ہوتی ہے اور اس دوران میں باتیں اور دوسرے اعمال حرام ہو جاتے ہیں' اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کا اختتام سلام پر ہوتا ہے اور اس طرح یہ پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

٦٠- **تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا تقبل صلاة بغير طهور، ح:١٣٥، ومسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلوة، ح:٢٢٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له:١/١٣٩، وصحيفة همام بن منبه، ح:١٠٩ باختلاف يسير.

٦١- **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن مفتاح الصلوة الطهور، ح:٣، وابن ماجه، ح:٢٧٥ من حديث وكيع به، وحسنه البغوي، شرح السنة، ح:٥٥٨، وللحديث شواهد كثيرة، وهو بها حسن.

(المعجم ٣٢) - **باب الرَّجُلِ يُجَدِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ** (التحفة ٣٢)

٦٢- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عيسى بنُ يُونُسَ قالا: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ زِيادٍ: قال أبو دَاوُد: وَأنَا لِحَدِيثِ ابنِ يَحْيى أضْبَطُ عن غُطَيْفٍ، وقال مُحَمَّدٌ: عن أبي غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ قال: كُنْتُ عِنْدَ ابنِ عُمَرَ، فَلَمَّا نُودِيَ بِالظُّهْرِ تَوَضَّأَ فَصَلَّى، فَلَمَّا نُودِيَ بالعَصْرِ تَوَضَّأ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ».

قال أبُو داوُد: وَهَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، وَهُوَ أتَمُّ.

باب:٣٢-جوانسان باوضو ہوتے ہوئے نیا وضو کرے

٦٢- ابوغطیف ہذلی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے پاس تھا کہ ظہر کی اذان دی گئی تو انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی' پھر عصر کے لیے اذان ہوئی تو انہوں نے (دوبارہ) وضو کیا' میں نے انہیں کہا: (جب آپ بے وضو نہیں ہوئے تو نیا وضو کرنے کی کیا ضرورت ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''جو شخص باوضو ہوتے ہوئے وضو کرے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب مسدد کی ہے' جو (محمد بن یحیٰی کی روایت سے) زیادہ کامل ہے۔

(المعجم ٣٣) - **باب مَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ** (التحفة ٣٣)

٦٣- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ العَلَاءِ وَعُثْمَانُ ابنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُهُم قالُوا: حدثنا أبُو أُسَامَةَ عن الوَلِيدِ بنِ

باب:٣٣-پانی کو کیا چیز نجس کرتی ہے؟

٦٣- حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے (ایسے) پانی کے متعلق پوچھا گیا جس پر جانور اور درندے وارد ہوتے

٦٢ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء على الطهارة، ح: ٥١٢ عن محمد بن يحيى الذهلي به، ورواه الترمذي، ح: ٥٩ وضعفه * وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه عبدالرحمن بن زياد (الإفريقي) وهو ضعيف ومع ضعفه كان يدلس".

٦٣ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، الطهارة، باب التوقيت في الماء، ح: ٥٢ من حديث أبي أسامة حماد بن أسامة به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٨، والحاكم: ١/ ١٣٢، ١٣٣ وغيرهما.

كَثِيرٍ، عن مُحمَّدِ بنِ جعفرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن أبيهِ قال: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ المَاءِ وَما يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ والسِّبَاعِ، فقالَ رسولُ الله ﷺ: «إِذَا كانَ المَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الخَبَثَ».

ہیں (مثلاً تالاب میں داخل ہو جاتے یا اس سے پیتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ''جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔''

قال أبو داوُد: هَذَا لَفْظُ ابنِ العَلَاءِ، وقال عُثْمَانُ والحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: عن مُحمَّدِ بنِ عَبَّادِ بنِ جَعْفَرٍ، قال أَبُو داوُدَ: وَهُوَ الصَّوَابُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (محمد) ابن العلاء کی روایت میں ''محمد بن جعفر بن زبیر'' آیا ہے جب کہ عثمان بن ابی شیبہ اور حسن بن علی کی روایت میں ''محمد بن عباد بن جعفر'' منقول ہوا ہے اور یہی (ثانی الذکر) صحیح ہے۔

٦٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا أبو كامِلٍ: حدثنا يَزِيدُ يَعْني ابنَ زُرَيْعٍ، عن مُحمَّدِ بنِ إسْحاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ، قال أبُو كامِلٍ: ابنُ الزُّبَيْرِ، عن عُبَيْدِالله بن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ سُئِلَ عَنِ المَاءِ يَكُونُ في الفَلَاةِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۶۴- جناب عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو جنگل میں ہوتا ہے' تو انہوں نے گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا۔

٦٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرنا عَاصِمُ بنُ المُنْذِرِ عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: حَدَّثَني أبي أَنَّ رَسولَ الله ﷺ قال:

۶۵- جناب عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔''

٦٤_تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب منه آخر، ح: ٦٧، وابن ماجه، ح: ٥١٧ من حديث محمد ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٢، وابن الجارود، ح: ٤٥ وله علة غير قادحة، والحديث الآتي شاهد له.

٦٥_تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب مقدار الماء الذي لا ينجس، ح: ٥١٨ من حديث حماد بن سلمة به، مطولاً.

«إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ».

قال أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَفَهُ عن عَاصِمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن زید نے اسے عاصم سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① [قُلَّه] علاقہ ہجر کے معروف بڑے مٹکے کو کہا جاتا ہے۔ دو مٹکوں میں تقریباً دو سو دس لیٹر پانی سما جاتا ہے۔ ② ناپاک نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس مقدار کے پانی میں کوئی نجاست پڑ جائے اور اس کے تین اوصاف (رنگ، ذائقہ اور بو) میں سے کوئی ایک بھی تبدیل نہ ہوا ہو تو وہ پاک ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا ظاہری نجاست اگر کوئی ہو تو نکال دی جائے اور پانی استعمال کر لیا جائے۔ "مَاءِ کَثِیر" کی کم از کم مقدار یہی دو قُلّے ہے (یعنی دو سو دس لیٹر) ③ اسلام قبول کر لینے کے بعد عرب کے ان بدوؤں کی نفسیات طہارت ونجاست کے بارے میں کس قدر حساس ہو گئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کے سوالات کیے۔ (رضی اللہ عنہم)

(المعجم ٣٤) - باب مَا جَاءَ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- بضاعہ کے کنویں کا ذکر

٦٦- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ العَلَاءِ وَالحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ قالوا: حَدثنا أَبُو أُسَامَةَ عن الوَلِيدِ بنِ كَثِيرٍ، عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ، عن عُبيدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: أَنَّه قِيلَ لِرسولِ الله ﷺ: أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا الْحِيَضُ وَلَحْمُ الكِلابِ وَالنَّتْنُ؟ فقالَ رسولُ الله ﷺ: «الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيءٌ».

٦٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم بضاعہ کے کنویں سے وضو کر لیا کریں، جب کہ یہ کنواں ایسا ہے کہ اس میں حیض کے چیتھڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی ڈال دی جاتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔"

قال أَبُو دَاوُدَ: وقال بعضُهُمْ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ رافِعٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں، بعض نے راوی کا نام عبداللہ بن رافع کی بجائے عبدالرحمٰن بن رافع بیان کیا ہے۔

٦٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن الماء لا ينجسه شيء، ح: ٦٦ عن الحسن ابن علي به وقال: "هذا حديث حسن"، ورواه النسائي، ح: ٣٢٧.

٦٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ وَعَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى الحَرَّانِيَّانِ قالا: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحاقَ، عن سَلِيطِ بنِ أيُّوبَ، عن عُبَيْدِالله ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ رافِعٍ الأَنْصارِيِّ ثُمَّ العَدَوِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ وَهُوَ يُقَالُ لَهُ: إنَّهُ يُسْتَقَى لَكَ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقَى فيها لُحُومُ الكِلاب وَالمَحَائِضُ وَعَذِرُ النَّاسِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ المَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

٦٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' اور آپ کو بتایا جا رہا تھا کہ آپ کے لیے جو پانی لایا جاتا ہے وہ بضاعہ کے کنویں کا ہوتا ہے' حالانکہ اس میں کتوں کا گوشت' حیض کے چیتھڑے اور انسانوں کی غلاظت تک ڈال دی جاتی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پاک ہے اسے کوئی شے ناپاک نہیں کرتی۔''

قال أبو داوُدَ: سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بنَ سَعِيدٍ قال: سَأَلْتُ قَيِّمَ بِئْرِ بُضَاعَةَ عن عُمْقِهَا، قال: أكْثَرُ مَا يَكُونُ فِيها المَاءُ إلَى العَانَةِ. قُلْتُ: فإذَا نَقَصَ؟ قال: دُونَ العَوْرَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اس کنویں کے محافظ سے اس کی گہرائی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: پانی زیادہ سے زیادہ پیڑو (ناف کے نچلے حصے) تک آتا ہے۔ میں نے کہا اور جب کم ہو تو......؟ اس نے کہا کہ شرم گاہ سے کم (یعنی رانوں تک۔)

قال أبو داوُدَ: وَقَدَّرْتُ أنَا بِئْرَ بُضَاعَةَ بِرِدَائِي مَدَدْتُهُ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَرَعْتُهُ فَإذَا عَرْضُها سِتَّةُ أذْرُعٍ، وَسَأَلْتُ الَّذِي فَتَحَ لِي بَابَ البُسْتَانِ فأدْخَلَنِي إلَيْهِ هَلْ غُيِّرَ بِنَاؤُهَا عَمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ؟ قال: لَا، ورَأَيْتُ فِيهَا مَاءً مُتَغَيِّرَ اللَّوْنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ذاتی طور پر خود اپنی چادر اس کنویں پر پھیلا کر اسے ناپا تو اس کا قطر چھ ہاتھ تھا اور میں نے اس کے محافظ سے پوچھا' جس نے میرے لیے باغ کا دروازہ کھولا اور کنواں دکھلایا تھا' کہ آیا اس کی بنا میں دور نبوی سے کوئی تبدیلی کی گئی ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں اور میں نے اس کا پانی دیکھا تو اس کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

٦٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٦ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به وصرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① بُضَاعَةُ ''با'' کے ضمہ کے ساتھ' مدینہ منورہ کے شمال میں دار بنی ساعدہ میں ایک مشہور کنواں تھا جو اس جگہ یا اپنے مالک کے نام سے موسوم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب بھی ڈالا تھا۔ مریضوں کو اس کے پانی سے نہانے کا کہا جاتا' وہ اس سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے تھے' گویا کسی بندھن سے کھل گئے ہوں۔ (عون المعبود) ② حدیث میں جو گندگی ڈالنے کا ذکر آیا ہے وہ اس میں عمداً نہیں ڈالی جاتی تھی بلکہ یہ کنواں ایسی جگہ پر واقع تھا کہ تیز ہوا یا بارش کے پانی وغیرہ سے بہہ کر یہ سب کچھ اس میں چلا جاتا تھا۔ ورنہ ایسے کام کا کوئی غیر مسلم بھی روادار نہیں ہوتا۔ ③ کنویں کا پانی جاری پانی تھا اور اس کے اوصاف سہ گانہ رنگ' بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہوتے تھے۔ ورنہ اگر نجاست کا اثر نمایاں ہو تو پانی بلاشبہ بالا جماع ناپاک ہوگا۔ ④ محدثین کرام کا ذوق تحقیق اور ان کی فقاہت قابل داد ہے کہ امام ابوداود کے دور یعنی تیسری صدی ہجری تک یہ کنواں محفوظ تھا۔ انہوں نے خود جا کر اسے ملاحظہ کیا اور ضروری معلومات حاصل کیں۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: الْمَاءُ لَا يَجْنُبُ (التحفة ٣٥)

باب:٣٥-(جنبی کا مستعمل) پانی ''جنبی'' نہیں ہوتا (بلکہ پاک ہی رہتا ہے)

٦٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبُو الأحْوَصِ قال: حدثنا سِمَاكٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا، أَوْ يَغْتَسِلَ، فقالَتْ لَهُ: يارسولَ الله! إنِّي كُنْتُ جُنُبًا. فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ».

٦٨- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی کسی اہلیہ محترمہ نے لگن میں سے غسل کیا۔ نبی ﷺ تشریف لائے' آپ اس سے وضو یا غسل کرنا چاہتے تھے' تو اہلیہ محترمہ نے آپ کو بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں جنابت سے تھی (اور میں نے اسی پانی سے غسل کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(تو کیا ہوا؟) پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (پاک ہی رہتا ہے۔)''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح مسلم کی حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ ؓ کے (غسل سے) بچے ہوئے پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔ (حدیث:٣٢٣) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی نے حدیث ٦٨ کو صحیح کہا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا مستعمل بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے۔ ③ اور وہ حدیث جس میں مرد وعورت کو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے منع کیا گیا ہے' وہ نہی تنزیہی ہے۔ (یعنی اس ممانعت پر عمل کرنا بہتر ہے۔) (سنن نسائی' حدیث:٢٣٩)

٦٨- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ٦٥ من حديث أبي الأحوص به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧٠، والنسائي، ح: ٣٢٦، سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، انظر سير أعلام النبلاء: ٥/٢٤٨، وحديث مسلم، ح: ٣٢٣ يغني عنه.

(المعجم ٣٦) - **باب الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ** (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا؟

٦٩- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حدثنا زَائِدَةُ في حَدبثِ هِشَامٍ: عن مُحمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا يَبُولَنَّ أحَدُكُم فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

٦٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی سے غسل کرے گا۔''

٧٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيٰى عن مُحمَّدِ بنِ عَجْلَانَ قال: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أحَدُكُم في المَاءِ الدَّائِمِ، وَلا يَغْتَسِلْ فِيهِ مِنَ الجَنَابَةِ».

٧٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ جنابت سے اس میں نہائے۔''

فوائد ومسائل: ① حوض اور تالاب کے پانی کو پاک صاف رکھنا ازحد ضروری ہے' کیونکہ یہ عوام الناس کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ ② مستعمل پانی اگرچہ پاک رہتا ہے مگر گندا تو ضرور ہو جاتا ہے۔ نہانے کی ضرورت ہو تو الگ ہو کر نہانا چاہیے۔ لوگ اس میں اگر پیشاب کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ناپاک ہو جائے گا۔

(المعجم ٣٧) - **باب الْوُضُوءِ بِسُؤْرِ الْكَلْبِ** (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- کتے کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا......؟

٧١- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بن يُونُسَ قال: حدثنا زَائِدَةُ في حَدِيثِ هِشَامٍ: عن مُحمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: طُهُورُ إنَاءِ أحَدِكُم إذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ

٧١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا منہ مار جائے تو اس کی پاکیزگی (کا طریقہ) یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے' ان میں پہلی بار مٹی سے ہو۔''

٦٩- **تخريج:** أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٢٨٢ من حديث هشام بن حسان به.

٧٠- **تخريج:** **[إسناده حسن]** أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٣٤٤ من حديث محمد بن عجلان به.

٧١- **تخريج:** أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٧٩ من حديث هشام بن حسان به.

يُغْسَلَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

قال أبُو داوُدَ: وكَذَلِكَ قال أيُّوبُ وَحَبِيبُ بنُ الشَّهِيد عن مُحمَّدٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ایوب اور حبیب بن شہید نے بھی محمد (ابن سیرین) سے ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ (یعنی پہلی بار مٹی سے دھویا جائے۔)

٧٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا المُعْتَمِرُ بنُ سُلَيْمانَ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ ابنُ عُبَيْدٍ قال: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ، جَمِيعًا عن أيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَاهُ، وَزَادَ: «وَإِذَا وَلَغَ الهِرُّ غُسِلَ مَرَّةً».

۷۲- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور مرفوع نہیں روایت کیا (بلکہ موقوف بیان کیا) اور اس میں اضافہ یہ ہے: ''جب بلی منہ مار جائے تو ایک بار دھویا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① ''برتن میں منہ مارنے'' سے مراد یہ ہے کہ کتا زبان سے کچھ پیے یا چاٹے۔ ② کتے کے لعاب کے نجس ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور اس سے امام ابوداود ؒ نے یہ استنباط کیا ہے کہ اس کے جوٹھے سے وضو نہیں ہوسکتا۔ ③ معلوم ہوا کہ تھوڑا پانی [مَاءٌ قَلِيْلٌ] نجس ہو جاتا ہے خواہ ظاہر میں اس کی کوئی صفت تبدیل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ④ ''بلی کے منہ مارنے سے ایک بار دھونے'' کا جملہ اس روایت میں مدرج ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا جوٹھا پاک ہے جیسے کہ اگلے باب میں ذکر آ رہا ہے۔

٧٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حدثنا أبَانٌ قال: حدثنا قَتَادَةُ أنَّ مُحمَّدَ بنَ سِيرِينَ حَدَّثَهُ عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قال: «إذَا وَلَغَ الكَلْبُ في الإنَاءِ فاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، السَّابِعَةَ بِالتُّرَابِ».

۷۳- سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کتا جب برتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھوؤ ساتویں بار مٹی سے ہو۔''

قال أبُو داوُدَ: وأمَّا أبُو صَالِحٍ وأبُو

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابوصالح' ابورزین'

٧٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٤٨ من حديث أبي داود به، وقال الدارقطني: ١/ ٦٤، ح: ١٨٠ "صحيح موقوف"، ورفعه الترمذي، ح: ٩١ من حديث المعتمر بن سليمان به وقال: "حسن صحيح" قوله: "وإذا ولغت الهرة غسل مرة" مدرج في رواية الترمذي.

٧٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب تعفير الإناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه، ح: ٣٤٠ من حديث قتادة به، وصححه الدارقطني: ١/ ٦٤.

رَزِينٍ وَالأَعْرَجُ وَثَابِتٌ الأَحْنَفُ وَهَمَّامُ ابنُ مُنَبِّهٍ وأبُو السُّدِّيِّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَوْهُ عن أبي هُرَيْرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا: التُّرَابَ.

اعرج، ثابت احنف، ہمام بن منبہ اور ابو سدی عبدالرحمٰن نے اسے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے اور مٹی سے مانجنے کا ذکر نہیں کیا۔

٧٤- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن شُعْبَةَ قال: حدثنا أبُو التَّيَّاحِ عن مُطَرِّفٍ، عن ابنِ مُغَفَّلٍ: أنَّ رسولَ الله ﷺ أمَرَ بِقَتْلِ الكِلابِ، ثُمَّ قال: «مَا لَهُمْ وَلَهَا؟» فَرَخَّصَ في كَلْبِ الصَّيْدِ وفي كلْبِ الغَنَمِ، وقال: «إذَا وَلَغَ الْكَلْبُ في الإنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مِرَارٍ، وَالثَّامِنَةَ عَفِّرُوهُ بِالتُّرَابِ».

۷۴- حضرت (عبداللہ) ابن مغفل (مزنی) ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اس کے بعد فرمایا: ”لوگوں کو ان کے قتل کی ضرورت کیا ہے؟ اور ان کتوں کا قصور کیا ہے؟“ پھر آپ نے شکار اور بکریوں (وغیرہ) کی حفاظت کے لیے ان کے رکھنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: ”جب کتا برتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھوؤ اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو۔“

قال أبُو داوُد: وَهَكَذَا قال ابنُ مُغَفَّلٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ نے ایسے ہی کہا۔

فوائد ومسائل: ① کتا جس برتن میں منہ مار جائے اس میں موجود چیز (بشکل طعام وشراب) کو گرا دیا جائے اور برتن کو سات یا آٹھ بار دھویا جائے اور ایک بار مٹی سے ضرور مانجا جائے۔ ② حضرت ابو ہریرہ ؓ کے بعض شاگردوں نے مٹی سے مانجنے کا ذکر چھوڑ دیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصل روایت میں یہ ہے ہی نہیں۔ احتمال ہے کہ انہوں نے اختصار سے کام لیا ہو۔ جبکہ محمد بن سیرین، ابوایوب سختیانی، حسن بصری اور ابورافع ؒ نے مٹی سے مانجنے کا ذکر کیا ہے۔ اور ”ثقہ کی زیادت مقبول ہوا کرتی ہے......“ اسی قاعدے کے تحت حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ کی روایت آٹھویں بار کی قابل قبول ہے۔ ③ جدید تحقیقات مؤید ہیں کہ کتے کے جراثیم کیلئے مٹی ہی کما حقہ قاتل ہے۔ ④ کتا خواہ شکاری ہو اس کا لعاب نجس ہے۔ شکار کے معاملے میں خاص استثنا معلوم ہوتا ہے۔ ⑤ کتوں کو بالعموم قتل کرنا منسوخ ہے تاکہ ان کی نسل کلی طور پر تباہ نہ ہو جائے۔ ⑥ شکار اور حفاظت کیلئے کتے کا رکھنا جائز ہے۔

(المعجم ٣٨) - باب سُؤْرِ الْهِرَّةِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۸- بلی کے جوٹھے کا بیان

٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٨٠ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ٦٧، ٣٣٧، ٣٣٨، وابن ماجه، ح: ٣٦٥.

٧٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بن مَسْلَمَةَ القَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ، عن حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بنِ رِفَاعَةَ، عن كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ - وكَانَتْ تَحْتَ ابنِ أبي قَتَادَةَ - أَنَّ أبَا قَتَادَةَ دَخَلَ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَأَصْغَى لَهَا الإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ. قالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يابِنْتَ أخِي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ».

۷۵- کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' یہ (عبداللہ) ابن ابی قتادہ کے نکاح میں تھیں' بیان کرتی ہیں کہ (ان کے خسر) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (ان کے گھر) آئے تو اس نے ان کے لیے وضو کی خاطر پانی انڈیلا تو ایک بلی آ گئی اور اس (برتن) سے پانی پینے لگی۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے لیے برتن کو قدرے ٹیڑھا کر دیا حتیٰ کہ اس نے پانی پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں ان کے اس عمل کو حیرت سے دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا: اے بھتیجی! کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں' تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بلی نجس نہیں ہے' یہ تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔''

٧٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قال: حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ عن دَاوُدَ بنِ صالحِ بنِ دينَارٍ التَّمَّارِ، عن أُمِّهِ: أنَّ مَوْلَاتَهَا أرْسَلَتْهَا بِهَرِيسَةٍ إلَى عائِشَةَ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّي، فَأَشَارَتْ إِلَيَّ أَنْ ضَعِيهَا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فأكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أكَلَتِ الهِرَّةُ، فَقَالَتْ: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا هِيَ

۷۶- داود بن صالح بن دینار التمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کی مالکہ نے اسے (یعنی ام داود کو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہریسہ (ایک قسم کا کھانا) دے کر بھیجا تو اس نے انہیں نماز پڑھتے پایا۔ انہوں نے (اثنائے نماز ہی میں) اشارہ کیا کہ رکھ دے۔ چنانچہ (اسی دوران میں) ایک بلی آئی اور اس میں سے کچھ کھا گئی' جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے وہیں سے کھانا شروع کر دیا جہاں سے بلی

٧٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في سؤر الهرة، ح:٩٢، والنسائي، ح:٦٨، ٣٤١، وابن ماجه، ح:٣٦٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(رواية يحيى): ١/ ٢٢، ٢٣(ورواية القعنبي، ص: ٤٥، ٤٦) وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٤، وابن حبان، ح: ١٢١، والحاكم: ١/ ١٦٠، ووافقه الذهبي.

٧٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٦٩، ح: ٢١٤ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به * أم داود بن صالح لم أجد من وثقها "ولا هي معروفة عند أهل العلم" (مشكل الآثار: ٣/ ٢٧٠)، وقال ابن التركماني: "هي مجهولة".

مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ» وَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا.

نے کھایا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نجس نہیں ہے، یہ تو تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کرلیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہے۔ ② ''طَوَّافِينَ اور طَوَّافَات'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ مکھی، مچھر، بھڑ، کوا اور مرغی وغیرہ جانوروں سے تحفظ ممکن نہیں ہے اور ان کا جوٹھا بھی پاک ہے۔ اس کا کھا لینا اور اس سے وضو کر لینا سب درست ہے۔ ③ خسر، محرم رشتوں میں سے ہے اس سے پردہ نہیں اور خدمت اس کا حق ہے۔ ④ جانوروں سے حسن معاملہ حسن اخلاق کا حصہ اور اجر کا باعث ہے۔ ⑤ ہمسایوں اور دوستوں کو تحائف یا ہدایا دینا اور کھانا بھجوانا ایک اسلامی شعار ہے۔ ⑥ نماز میں مجبوری ہو تو مناسب اشارہ جائز ہے۔

(المعجم ٣٩) - باب الْوُضُوءِ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- عورت کے (استعمال سے) بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا

٧٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حدَّثَني مَنْصُورٌ عن إِبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ الله ﷺ مِنْ إِنَاءٍ واحِدٍ، وَنَحْنُ جُنُبَانِ.

٧٧- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: ''میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے نہا لیا کرتے تھے جب کہ ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔''

فوائد ومسائل: ① میاں بیوی شرعی لحاظ سے ایک دوسرے کا لباس ہیں اس لیے دونوں کے اکٹھے نہا لینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ ② جب حضرت عائشہ ؓ نے برتن سے پانی لیا تو وہ عورت کا مستعمل ہو گیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ پانی لیتے تو وہ ان کا مستعمل ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ بقیہ پانی کا استعمال جائز ہے خواہ عورت کا ہو یا مرد کا۔ بالخصوص جبکہ وہ دانا اور سمجھدار ہوں اور نامعقول طور پر پانی میں چھینٹے نہ ڈالتے ہوں۔

٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ

٧٨- حضرت ام صُبَيَّه جُهَنِيَّه (خولہ بنت قیس)

٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ٢٩٩ من حديث سفيان الثوري به، وعزاه المزي في تحفة الأشراف: ١١/ ٣٦٩، ح: ١٥٩٨٣ إلى صحيح مسلم، ح: ٦٨٦ من حديث زائدة عن منصور به.

٧٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرجل والمرأة يتوضآن من إناء واحد، ح: ٣٨٢ من طريق آخر عن أم صبية به، وله طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٥٤، وأحمد: ٦/ ٣٦٦، وحسنه العراقي في طرح التثريب: ٢/ ٣٢.
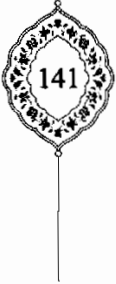
النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا وَكِيعٌ عن أُسامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن ابنِ خَرَّبُوذَ، عن أُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ قالَتْ: اختَلَفَتْ يَدِي وَيَدُ رسولِ الله ﷺ في الْوُضُوءِ مِنْ إنَاءٍ وَاحِدٍ.

ؓ کہتی ہیں کہ ایک برتن سے وضو کرتے ہوئے میرا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ باری باری برتن میں پڑتا تھا۔

توضیح: حضرت خولہ ؓ کا رسول اللہ ﷺ سے محرم ہونے کا کوئی رشتہ ثابت نہیں ہے۔ یہ واقعہ شاید ۶ھ آیاتِ حجاب کے نزول سے پہلے کا ہو۔

٧٩- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُونَ فِي زَمَانِ رسولِ الله ﷺ. قالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الإنَاءِ الوَاحِدِ جَمِيعًا.

۷۹- سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مرد اور عورتیں ایک برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ مسدد کی روایت ہے: ’’مرد اور عورتیں اکٹھے ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔‘‘

٨٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله قال: حَدَّثَني نَافِعٌ عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: كُنَّا نَتَوَضَّأُ نَحْنُ وَالنِّسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ إنَاءٍ وَاحِدٍ نُدْلِي فِيهِ أيْدِيَنَا.

۸۰- سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم (مرد) اور عورتیں ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے اور اسی (ایک ہی برتن) میں اپنے ہاتھ ڈالتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ صورت حجاب سے پہلے کی رہی ہوگی اور حجاب کے بعد یہ معاملہ شوہروں اور ان کی بیویوں کے مابین یا محارم کے مابین محدود ہو گیا۔ اور مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ عورت کا مستعمل (بچا ہوا) پانی‘ خواہ عورت محرم ہو یا غیر محرم‘ پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ ② جب غیر محرم مرد کا مستعمل (بچا ہوا) پانی عورت استعمال کر سکتی ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محرم مرد کا بچا ہوا کھانا بھی عورت کھا سکتی ہے۔ شریعت میں اس سے ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

٧٩ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته . . . الخ، ح: ١٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ١/ ٢٤، ورواه النسائي، ح: ٧١، ٣٤٣، وابن ماجه، ح: ٣٨١.

٨٠ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ١/ ١٩٠ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي.

(المعجم ٤٠) - **باب النَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ** (التحفة ٤٠)

باب:۴۰-عورت کے مستعمل پانی سے وضو کی ممانعت کا ذکر

٨١- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بن يُونُسَ قال: حدثنا زُهَيْرٌ عن دَاوُدَ بنِ عَبْدِ الله؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبو عَوانَةَ عن دَاوُدَ بنِ عبْدِالله، عن حُمَيْدٍ الحِمْيَرِيِّ قال: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِينَ كما صَحِبَهُ أبو هُرَيْرَةَ، قال: نَهى رسولُ الله ﷺ أن تَغْتَسِلَ المَرْأةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ المَرْأةِ. زادَ مُسَدَّدٌ: وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا.

۸۱-حمید حمیری کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص سے ملا جو چار سال تک نبی ﷺ کی صحبت میں رہا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی صحبت میں رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے: ”عورت مرد کے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔“

مسدد نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”چاہیے کہ دونوں اکٹھے ہی (باری باری) چلّو لیں۔“

٨٢- **حَدَّثَنا** ابنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا أبو دَاوُدَ يَعْني الطَّيَالِسيَّ، قال: حدثنا شُعْبَةُ عن عَاصِمٍ، عن أبي حَاجِبٍ، عن الحَكَمِ بنِ عَمْرٍو، وَهُوَ الأقْرَعُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ المَرْأةِ.

۸۲-حکم بن عمرو اور یہ اقرع ہیں' سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

فائدہ: یہ نہی یا تو رخصت سے پہلے کی ہے۔ یا احتیاط پر محمول ہے۔ تاہم کتاب العلل ترمذی میں ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم بن عمرو اقرع کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور صحیح تو وہی ہے جو پچھلے باب میں مذکور ہوا کہ عورت مرد ایک دوسرے کے استعمال شدہ اور بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

(المعجم ٤١) - **باب الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ** (التحفة ٤١)

باب:۴۱-سمندر کے پانی سے وضو

٨١ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ٢٣٩ من حديث أبي عوانة الوضاح بن عبدالله به، وصححه الحافظ في بلوغ المرام، ح: ٦ (بتحقيقي).

٨٢ـ **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية فضل طهور المرأة، ح: ٦٤ عن محمد بن بشار به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧٤، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٢٥٧.

٨٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ، عن صَفْوانَ بنِ سُلَيم، عن سَعِيدِ ابنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابنِ الأزْرَقِ قال: إنَّ المُغِيرةَ بنَ أبي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّار، أخْبَرَهُ أنَّهُ سَمِعَ أبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رسولَ الله ﷺ فقالَ: يارسولَ الله! إنَّا نَرْكَبُ البَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا القَلِيلَ مِنَ المَاءِ فإنْ تَوَضَّأْنَا به عَطِشْنَا، أفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ البَحْرِ؟ فقالَ رسولُ الله ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

٨٣- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ (پینے کے لیے) تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کرنے لگیں، تو پیاسے رہ جائیں، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔“

فوائد ومسائل: ① سمندر، دریا اور نہر کا پانی خود پاک ہوتا ہے اور پاک کرنے والا بھی، تو اس سے پینا، نہانا اور دھونا سب جائز ہے۔ اگر کہیں نجاست پڑی ہو تو وہ جگہ چھوڑ دی جائے۔ ② مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ بغیر شکار اپنی موت مرگئی ہو تو بھی حلال ہے اور پانی پاک رہتا ہے اور مچھلی کی تمام انواع اس میں شامل ہیں۔

(المعجم ٤٢) - باب الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ (التحفة ٤٢)

باب: ٤٢- کھجور اور منقیٰ کے شربت (نبیذ) سے وضو کرنا.....؟

٨٤- حَدَّثَنا هَنَّادٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالا: حدثنا شَرِيكٌ عن أبي فَزَارَةَ، عن أبي زَيْدٍ، عن عَبْدِالله بنِ مَسْعُودٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لَهُ لَيْلَةَ الجِنِّ: «مَا في إدَاوَتِكَ؟» قال: نَبِيذٌ. قالَ: «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ».

٨٤- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے جنوں والی رات پوچھا کہ تمہارے برتن میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نبیذ (یعنی کھجور کا شربت) ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”کھجور پاکیزہ پھل ہے اور پانی پاک ہے۔“

٨٣_ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، ح: ٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٢، ورواه النسائي، ح: ٥٩، وابن ماجه، ح: ٣٨٦، ٣٢٤٦ وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١١، وابن حبان (موارد)، ح: ١١٩.

٨٤_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بالنبيذ، ح: ٨٨ عن هناد بن السري به * وقال: "وأبوزيد، رجل مجهول عند أهل الحديث"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٨٤.

قال سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: عن أَبي زَيْدٍ، أَوْ زَيْدٍ كَذَا قال شَرِيكٌ: وَلَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ لَيْلَةَ الجِنِّ.

سلیمان بن داود کی روایت میں ہے کہ شریک کو وہم ہوا اور انہوں نے ابوزید یا زید کہا۔ (جبکہ ہناد کو وہم نہیں ہوا اس نے ابوزید ہی کہا۔) ایسے ہی ہناد کی روایت میں لَيْلَةُ الْجِن کا ذکر نہیں ہے۔ (اور سلیمان کی روایت میں موجود ہے۔)

وضاحت: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا راوی ابوزید مجہول ہے۔ اس لیے یہ قابل عمل نہیں۔ نیز درج ذیل صحیح حدیث اس کی توضیح کر رہی ہے۔

٨٥- **حَدَّثَنا** مُوسى بن إسْماعيلَ قال: حدثنا وُهَيْبٌ عن دَاوُد، عن عامِرٍ، عن عَلْقَمَةَ قال: قُلْتُ لِعبدالله بنِ مَسْعودٍ: مَنْ كانَ مِنْكُمْ مَعَ رسولِ الله ﷺ لَيْلَةَ الجِنِّ؟ فقال: مَا كانَ مَعَهُ مِنَّا أَحَدٌ.

٨٥- علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ (رسول اللہ ﷺ کی) جنوں سے ملاقات والی رات آپ لوگوں میں سے کون رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔

٨٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قال: حدثنا بِشْرُ بنُ مَنْصُورٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ قال: إنَّهُ كَرِهَ الوُضُوءَ بِاللَّبَنِ وَالنَّبِيذِ وقال: إنَّ التَّيَمُّمَ أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْهُ.

٨٦- جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے دودھ اور نبیذ سے وضو کو مکروہ کہا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے ان سے وضو کرنے کی بجائے تیمم کرنا زیادہ پسند ہے۔

فوائد و مسائل: ① پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے تو اس کے پاک رہنے میں کوئی شبہ نہیں' مگر لازمی ہے کہ اس اختلاط سے پانی پانی ہی رہے۔ اگر وہ مائع پانی کی بجائے شربت' لسی یا شوربے وغیرہ سے موسوم ہو جاتا ہے تو وہ پانی نہ رہا اور اس سے وضو یا غسل کا کوئی معنیٰ نہیں۔ ② ''نبیذ'' عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا منقیٰ کو پانی میں بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے جیسے ہمارے ہاں املی اور آلو بخارے سے شربت بنایا جاتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ انسانوں کی طرح جنوں کی طرف بھی مبعوث کیے گئے تھے' کئی ایک مواقع پر آپ نے انہیں تبلیغ اور وعظ بھی فرمایا تھا۔

٨٥- **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب الجهر بالقراءة في الصبح، والقراءة على الجن، ح: ٤٥٠ من حديث داود بن أبي هند به، مطولاً، ورواه الترمذي، ح: ٣٢٥٨ وقال: "حسن صحيح".

٨٦- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٩ من حديث أبي داود به.

قرآن مجید میں سورۂ جن بالخصوص اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔

٨٧- **حَدَّثنا** مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حدثنا أبو خَلْدَةَ قال: سَأَلْتُ أبَا العَالِيَةِ عن رَجُلٍ أصَابَتْهُ جَنَابَةٌ، وَلَيْس عِنْدَهُ مَاءٌ وَعِنْدَهُ نَبِيذٌ، أَيَغْتَسِلُ بِهِ؟ قال: لَا.

۸۷- ابوخلدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالعالیہ (تابعی) سے پوچھا کہ ایک شخص جسے جنابت لاحق ہوئی ہو' اس کے پاس پانی نہ ہو مگر نبیذ (کھجور یا کشمش کا پانی) موجود ہو تو کیا وہ اس سے غسل کر لے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

(المعجم ٤٣) - **بَابٌ: أَيُصَلِّي الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ؟** (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- پیشاب پاخانے کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

٨٨- **حَدَّثنا** أحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حدثنا زُهَيْرٌ قال: حدثنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ الأرْقَم: أنَّهُ خَرَجَ حاجًّا أوْ مُعْتَمِرًا وَمَعَهُ النَّاسُ وَهُوَ يَؤُمُّهُمْ، فَلَمَّا كانَ ذَاتُ يَوْمٍ أقامَ الصَّلاةَ - صلاةَ الصُّبْحِ - ثُمَّ قال: لِيَتَقَدَّمْ أحَدُكُم وَذَهبَ الخَلَاءَ، فإنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إذَا أرادَ أحدُكُم أنْ يَذْهَبَ الخَلَاءَ، وَقَامَتِ الصَّلاةُ فَلْيَبْدَأْ بالخَلَاءِ».

۸۸- سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حج یا عمرے کے لیے نکلے۔ ان کی معیت میں کچھ لوگ بھی تھے اور وہ ان کے امام تھے۔ ایک دن نماز فجر کی اقامت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تم میں سے کوئی آگے ہو۔ (اور نماز پڑھائے) اور خود قضائے حاجت کے لیے چل دیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: "جب تم میں سے کسی کو بیت الخلا جانے کی حاجت ہو اور نماز بھی کھڑی ہو رہی ہو تو چاہیے کہ وہ پہلے قضائے حاجت کے لیے جائے۔"

قال أبُو داوُدَ: رَوَى وُهَيْبُ بن خالِدٍ وَشُعَيْبُ بنُ إسْحاقَ وأبُو ضَمْرَةَ هَذَا الْحَديثَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عن رَجُلٍ حَدَّثَهُ عن عبدِالله بنِ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہیب بن خالد' شعیب بن اسحاق اور ابوضمرہ نے یہ حدیث هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ "عَنْ رَجُلٍ" حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَرْقَمَ کی سند سے روایت کی ہے (یعنی اس میں "عن رجل" کا

٨٧ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه البيهقي: ١/ ٩ من حديث أبي داود به.

٨٨ـ **تخريج**: **[صحيح]** أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء إذا أقيمت الصلوٰة . . . الخ، ح: ١٤٢، والنسائي، ح: ٨٥٣، وابن ماجه، ح: ٦١٦ من حديث هشام بن عروة به وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٣٢، ١٦٥٢، وابن حبان (موارد)، ح: ١٩٤، والحاكم: ١/ ١٦٨، ووافقه الذهبي.

أَرْقَمَ، والأَكْثَرُ الَّذِينَ رَوَوْهُ عن هِشَامٍ قالُوا كما قال زُهَيرٌ.

اضافہ ہے) مگر ہشام کے اکثر شاگرد اسی طرح روایت کرتے ہیں جیسے کہ (مذکور الصدر روایت میں) زہیر نے (عَنْ رَجُل کے واسطے کے بغیر) روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز کی قبولیت میں خشوع وخضوع انتہائی بنیادی امر ہے۔ اس کے لیے پوری پوری محنت اور کوشش کرنی چاہیے اور ہر اس حالت سے بچنا چاہیے' جو اس میں خلل انداز ہو سکتی ہو۔ لہٰذا بیت الخلا جانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے۔ ② ایسے ہی کھانے کا مسئلہ ہے جب کھانا تیار ہو اور بھوک بھی ہو تو پہلے کھانا کھا لینا چاہیے۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔ ③ لمبے سفروں میں مسنون یہ ہے کہ اجتماعیت قائم رکھی جائے۔ ایک شخص کو اپنا امیر سفر بنا لیا جائے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اوپر بیان ہوا ہے۔

٨٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: وحدثنا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المَعْنَى، قالُوا: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن أبي حَزْرَةَ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ قال ابنُ عِيسَى في حَدِيثِهِ: ابنُ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا أَخُو الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ قال: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَجِيءَ بِطَعَامِهَا فَقَامَ القَاسِمُ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «لَا يُصَلَّى بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الأَخْبَثَانِ».

٨٩- جناب عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کے بھائی) سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے کہ اس اثنا میں ان کا کھانا آ گیا' تو جناب قاسم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ''جب کھانا حاضر ہو تو نماز نہ پڑھی جائے نیز ایسی حالت میں بھی کہ آدمی پیشاب پاخانے کو روک رہا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت کا ایک پس منظر ہے کہ جناب قاسم بن محمد کی والدہ ام ولد (لونڈی) تھیں اور اس کی تربیت کے اثر سے جناب قاسم کے عربی تکلم میں قدرے لحن تھا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تادیب کی تو وہ کچھ خفا ہو گئے اور کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے لگے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث سنائی اور امر بالمعروف کا فریضہ ادا کیا۔ ② خیال رہے کہ بھوک اور قضائے حاجت ایسے فطری امور ہیں جو انسان کے اپنے کنٹرول میں نہیں

٨٩_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . .، الخ ح: ٥٦٠ من حديث أبي حزرة القاص به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٦/ ٤٣، ٥٤ .

ہوتے۔ شریعت نے خصوصی طور پر ان سے فراغت حاصل کر لینے کا حکم دیا ہے' مگر ایسے اعمال جو انسان کے اپنے بس میں ہوں مثلاً کوئی کام ادھورا رہ رہا ہو یا ویسے ہی ذہن پر سوار ہو تو دینی تقاضا یہ ہے کہ انسان ان امور سے اپنے آپ کو خالی الذہن کر کے نماز کی طرف متوجہ ہو اور اپنے کام یا تو قبل از نماز نمٹا لے یا بعد از نماز مکمل کرے' مثلاً سفر میں جمع بین الصلوٰتین کی رخصت موجود ہے۔ ماں کو بچہ پریشان کر رہا ہو تو اجازت ہے کہ اسے اٹھا کر نماز پڑھ لے۔

٩٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قال: حدثنا ابنُ عَيَّاشٍ عن حَبِيبِ بنِ صَالِحٍ، عن يَزِيدَ بنِ شُرَيْحٍ الحَضْرَمِيِّ، عن أبي حَيٍّ المُؤَذِّنِ، عن ثَوْبَانَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ: لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ دُونَهُمْ، فإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ، وَلَا يَنْظُرُ في قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ، وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ».

٩٠- سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین کام کسی کو روا نہیں ہیں۔ یعنی: (۱) کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرائے تو اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر ایسا کیا تو ان سے خیانت کی۔ (۲) اجازت ملنے سے پہلے ہی کسی کے گھر کے اندر نہ جھانکے۔ اگر ایسا کیا تو گویا (بغیر اجازت) اندر داخل ہوا۔ (۳) کوئی شخص پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ فراغت حاصل کر لے۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں آخری دو باتیں تو دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔ لیکن اوّل الذکر بات محل نظر ہے' اس لیے کہ نماز میں بعض دعائیں ایسی بھی ہیں جن میں صیغۂ واحد ہی استعمال ہوا ہے اور امام سمیت ہر شخص انہیں صیغۂ واحد ہی کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اس لیے اسے امام کی خیانت سے تعبیر کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

٩١- حَدَّثَنا مَحمودُ بنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ قال: حدثنا أَحْمَدُ بنُ عَلِيٍّ قال: حدثنا ثَوْرٌ عن يَزِيدَ بنِ شُرَيْحٍ الحَضْرَمِيِّ، عن أبي حَيٍّ المُؤَذِّنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٩١- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز پڑھے' حتیٰ کہ فارغ ہو

٩٠- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يخص الإمام نفسه بالدعاء، ح: ٣٥٧ من حديث إسماعيل بن عياش به، وتابعه بقية عند ابن ماجه، ح: ٦١٩، ٩٢٣.

٩١- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٢٩ من حديث ثور بن يزيد به.

قال: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يُصَلِّيَ وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ» ثُمَّ سَاقَ نَحْوَهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ قال: «وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤمِنُ بِالله وَاليَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَؤُمَّ قَوْمًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ، وَلَا يَخْتَصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

جائے۔'' پھر جناب ثور نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے حلال نہیں کہ بغیر اجازت کے کسی قوم کی امامت کرائے اور نہ اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے ہی لیے دعا کرے۔ اگر ایسا کرے تو ان سے خیانت کی۔''

قال أبو داوُدَ: هَذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ الشَّامِ لَمْ يَشْرَكْهُمْ فيها أَحَدٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سند اہل شام کی اسانید میں سے ہے' اس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ (سوائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔)

فائدہ: یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس میں بھی دو باتوں کی ممانعت تو دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ جیسے پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھنا اور بغیر اجازت کسی قوم کی امامت کرانا' یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں۔ لیکن یہ تیسری بات کہ امام صرف اپنے ہی لیے دعا نہ کرے' صحیح نہیں۔ اس لیے کہ متعدد دعاؤں میں نماز میں واحد ہی کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ٤٤) - باب مَا يُجْزِىءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- وضو کے لیے کس قدر پانی کافی ہے؟

٩٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالمُدِّ. قال أبُو دَاوُد: رَوَاهُ أَبَانٌ عن قَتَادَةَ قال: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ.

۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مُد سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب ابان نے قتادہ سے روایت کیا تو (عَنْ صَفِيَّةَ کی بجائے) سَمِعْتُ صَفِيَّةَ کہا ہے۔ (یعنی میں نے حضرت صفیہ سے سنا۔)

٩٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ

۹۳- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ نبی

٩٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة، ح:٢٦٨ من حديث همام به، ورواه النسائي، ح:٣٤٧ وحديث أبان بن يزيد العطار، أخرجه البيهقي: ١/ ١٩٥ وإسناده صحيح.

٩٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٣ عن هشيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٧، ورواه حصين عن سالم بن أبي الجعد عند البيهقي: ١/ ١٩٥، والحاكم: ١/ ١٦١، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

قال: حدثنا هُشَيْمٌ قال: أخبرنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيادٍ عن سَالِمِ بنِ أبي الجَعْدِ، عن جابِرٍ قال: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْتَسِلُ بالصَّاعِ وَيَتَوضَّأُ بالمُدِّ.

ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

٩٤- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن حَبيبٍ الأنْصاريِّ قال: سَمِعْتُ عَبَّادَ بنَ تَمِيمٍ عن جَدَّتِي وهي أُمُّ عُمَارَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فيهِ مَاءٌ قَدْرُ ثُلُثَي المُدِّ.

۹۴-سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کرنا چاہا تو آپ کے لیے برتن لایا گیا۔اس میں ایک مد کے دو تہائی جتنا پانی تھا۔

٩٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ البَزَّازُ قال: حدثنا شَرِيكٌ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى، عن عَبْدِ الله بنِ جَبْرٍ، عن أنسٍ قال: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَسَعُ رَطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بالصَّاعِ.

۹۵-سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسے برتن سے وضو کیا کرتے تھے جس میں دو رطل پانی آتا تھا اور آپ ایک صاع (پانی) سے غسل فرما لیا کرتے تھے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ قال: حدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ عَبْدِ الله بنِ جَبْرٍ قال: سَمِعْتُ أنَسًا، إلَّا أنَّهُ قال: يَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ رَطْلَيْنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے شاگردوں کے نام اور اسناد میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے) کہا کہ شعبہ نے کہا: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا مگر اس میں ہے کہ آپ "مکوک" (ایک مد) سے وضو کرتے تھے۔اس میں دو رطل کا ذکر نہیں ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ يَحْيَى بنُ آدَمَ

يحيىٰ بن آدم عن شريك کی روایت میں ہے

٩٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للوضوء، ح: ٧٤ عن محمد بن بشار به، مطولاً، وله طريق آخر عند البيهقي: ١/ ١٩٦.

٩٥- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٩ من حديث شريك به، ورواه البخاري، ح: ٢٠١، ومسلم، ح: ٣٢٥ من حديث مسعر عن عبدالله بن جبر به، ورواه مسلم من حديث شعبة عن عبدالله بن جبر به.

عن شَرِيكٍ قال: عن ابنِ جَبْرِ بنِ عَتِيكٍ قال: وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى قال: حَدَّثَنِي جَبْرُ بنُ عَبْدِ الله.

عَنِ ابْنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيكٍ جبکہ سفیان کی روایت میں عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَىٰ قَالَ: حَدَّثَنِي جَبْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ آیا ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يقولُ: الصَّاعُ خَمْسَةُ أرْطالٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ صاع پانچ رطل ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَهُوَ صاعُ ابنِ أبي ذِئْبٍ، وَهُوَ صاعُ النَّبيِّ ﷺ.

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی صاع ابن ابی ذئب کا ہے اور نبی ﷺ کا صاع اسی طرح کا تھا۔

فوائد و مسائل: ① پانی کی مذکورہ مقدار تحدید کے لیے نہیں بلکہ کفایت و ترغیب کے لیے ہے اور اشارہ ہے کہ پانی کم از کم استعمال کرنا چاہیے' بے جا استعمال اور ضیاع ناجائز ہے۔ ② صاع اور مُد چیزوں کے بھرنے کے پیمانے ہیں۔ ایک صاع میں چار مُد ہوتے ہیں اور مختلف ادوار میں ان کا پیمانہ مختلف ہوتا رہا ہے۔ موجودہ پیمانے کے معیار سے مدنی صاع کی مقدار تین لیٹر دو سو ملی لیٹر' اور ایک مُد کی مقدار آٹھ سو ملی لیٹر بنتی ہے۔

ملحوظ: دور نبوی کا مُد' جس کا آخری باب میں ذکر آیا ہے' اس کا ایک نمونہ راقم مترجم کو اپنے والد گرامی مولانا ابوسعید عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ سے وراثت میں ملا ہے جس کی سند تعدیل و مماثلت حضرت مولانا احمد اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے سترہ واسطوں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ یہ دین اسلام کی حقانیت کی ایک ادنیٰ دلیل ہے کہ اس کے اصول تا حال محفوظ ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ. شرعی پیمانوں میں حرمین کے پیمانے ہی معتبر ہیں جیسے کہ سنن ابی داود کی حدیث: ۳۳۴۰ میں ہے کہ اَلْوَزْنُ وَزْنُ اَهْلِ مَكَّةَ وَ الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ''یعنی وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور بھرنے کا ماپ اہل مدینہ کا۔''

(المعجم ٤٥) - باب الْإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- وضو میں اسراف منع ہے

٩٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: حدثنا سَعِيدٌ الجُرَيْرِيُّ عن أبي نَعَامَةَ: أنَّ عبدَالله بنَ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يقولُ: اللَّهُمَّ إنِّي أسْألُكَ

۹۶- حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) اپنے صاحبزادے کو دعا کرتے سنا (جو یوں کہہ رہا تھا:) ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں داخل ہوں تو مجھے اس کی دائیں جانب سفید محل

٩٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب كراهية الاعتداء في الدعاء، ح: ٣٨٦٤ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، (موارد)، ح: ١٧١، ١٧٢، والحاكم: ١/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي.

القَصْرَ الأبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الجَنَّةِ إذَا دَخَلْتُهَا. قال: يابُنَيَّ! سَلِ الله الجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهِ مِنَ النَّارِ فإنِّي سَمِعْتُ رَسولَ الله ﷺ يقولُ: «سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ في الطُّهُورِ وَالدُّعَاءِ».

عنایت ہو۔'' اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو طہارت میں اور دعا مانگنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کریں گے۔''

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ طہارت (استنجا' وضو اور غسل وغیرہ) میں حد سے زیادہ پانی بہانا ناجائز ہے' بالخصوص استنجا کے سلسلے میں وہم میں مبتلا رہنا شریعت نہیں' بلکہ وضو کے بعد شرم گاہ والی جگہ پر چھینٹے مار لینے چاہییں۔ ② دعا بھی جامع ہونی چاہیے جیسے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے ماثور اور مسنون ہیں۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- وضو مکمل کرنے کا بیان

٩٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيانَ قال: حَدَّثَنِي مَنْصورٌ عن هِلالِ ابنِ يَسَافٍ، عن أبي يَحْيَى، عن عبد الله ابنِ عَمْرٍو: أنَّ رسولَ الله ﷺ رَأى قَوْمًا وَأعْقَابُهُمْ تَلُوحُ، فَقَال: «وَيْلٌ للأعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أسْبِغُوا الوُضُوءَ».

۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ (وضو میں جلدی کے باعث ان کے پاؤں خشک رہ گئے اور) ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''(ایسی) ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ وضو مکمل کیا کرو۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ وضو میں کوئی جگہ بھی خشک نہیں رہنی چاہیے' ورنہ مذکورہ وعید ثابت اور لاگو ہوگی۔ ایڑیوں کا ذکر بالخصوص اس لیے آیا کہ آدمی جلدی میں ہو اور ان کا خیال نہ کرے تو یہ خشک رہ جاتی ہیں۔ خاص طور پر ٹخنوں کے پیچھے کی گہری جگہ۔

(المعجم ٤٧) - باب الْوُضُوءِ فِي آنِيَةِ الصُّفْرِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- پیتل کے برتن سے وضو

٩٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال:

۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما، ح: ٢٤١ من حديث سفيان الثوري به، ورواه النسائي، ح: ١١١، وابن ماجه، ح: ٤٥٠، ورواه البخاري، ح: ٦٠ من طريق آخر عن عبدالله بن عمرو بن العاص به.

٩٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣١ من حديث أبي داود به * حماد بن سلمة سمعه من شعبة عن هشام عن أبيه عن عائشة به، عند البيهقي: ١/ ٣١ وبه صح الحديث.

حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرني صَاحِبٌ لِي عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أنَا ورسولُ الله ﷺ في تَوْرٍ مِنْ شَبَهٍ.

میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے جو پیتل کا بنا ہوا تھا۔

٩٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ أَنَّ إِسْحَاقَ بنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَهُمْ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن رَجُلٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ [عَنْ عَائِشَةَ] عن النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

٩٩- جناب محمد بن علاء کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔

١٠٠- حَدَّثَنا الحسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال: حدثنا أبُو الوَلِيدِ وَسَهْلُ بنُ حَمَّادٍ قالا: حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ عَبْدِ الله بنِ أبي سَلَمَةَ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله ابنِ زَيْدٍ قال: جَاءَنَا رَسُولُ الله ﷺ فَأَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً في تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّأَ.

١٠٠- سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لیے پیتل کے برتن میں پانی پیش کیا اور آپ نے اس سے وضو کیا۔

فائدہ: چونکہ پیتل اور کانسی کے برتنوں میں سونے کی سی رنگت ہوتی ہے اس لیے امام صاحب رحمہ اللہ نے اس شبہے کو زائل کرنے کے لیے یہ روایات پیش فرمائی ہیں۔ البتہ خالص سونے' چاندی یا ان سے ملمع شدہ برتن استعمال کرنا جائز نہیں ہیں۔ صرف ٹانکے کی حد تک جائز ہے۔

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ (التحفة ٤٨)

باب:٤٨- وضو شروع کرتے ہوئے ''بسم اللہ'' کہنا

١٠١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال:

١٠١- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٩٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ١/ ٣١، وأورده الحاكم في المستدرك: ١/ ١٦٩ من حديث حماد عن هشام عن أبيه عن عائشة به.

١٠٠- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخضب ... الخ، ح:١٩٧، وابن ماجه، ح:٤٧١ من حديث عبدالعزيز بن عبدالله به، ورواه البخاري، ح:١٩١، ومسلم، ح:٢٣٥ من حديث عمرو بن يحيى به.

١٠١- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في التسمية في الوضوء، ح:٣٩٩ من حديث محمد بن موسى به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه ابن ماجه، ح:٣٩٧ وسنده حسن.

حدثنا مُحمَّدُ بنُ مُوسَى عن يَعْقُوبَ بنِ سَلَمَةَ، عن أبِيهِ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ الله عَلَيْهِ».

نے فرمایا: ''جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے (بسم اللہ نہ پڑھے) اس کا وضو نہیں۔''

١٠٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن الدَّرَاوَرْدِيِّ قال: وَذَكَرَ رَبِيعَةُ أنَّ تَفْسِيرَ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ الله عَلَيْهِ» أنَّهُ الَّذِي يَتَوَضَّأُ وَيَغْتَسِلُ وَلَا يَنْوِي وُضُوءًا لِلصَّلَاةِ وَلَا غُسْلًا لِلْجَنَابَةِ.

١٠٢- جناب ربیعہ (الرأی ایک تابعی اور مفتیٔ مدینہ) نے نبی ﷺ کی حدیث: ''جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں۔'' کی شرح میں کہا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو وضو اور غسل کرتا ہے اور وضو سے نماز کی اور غسل سے طہارت کی نیت نہیں کرتا۔ (ایسے شخص کا وضو اور غسل درست نہ ہوگا۔)

فوائد ومسائل: ① وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا واجب ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ﷡ سے فرمایا: [بسم اللّٰہ] کہتے ہوئے وضو کرو۔ (سنن النسائی' الطهارة' حدیث: ۷۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے علاوہ الفاظ سے وضو کی ابتدا کرنا درست نہیں ہے۔ جو حضرات ''بسم اللہ'' کے سوا کوئی دوسرے الفاظ کہنے کو درست خیال کرتے ہیں تو یہ بلا دلیل اور مذکورہ حدیث کے خلاف ہے۔ ② اگر بسم اللہ بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے' تاہم وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں' کیونکہ بھول چوک معاف ہے۔ ③ وضو اور غسل میں نیت بھی لازم ہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- جو شخص اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے؟

١٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن أبي رَزِينٍ وَأبي

۱۰۳- سیدنا ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رات کو جاگے تو اپنا

١٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤١ من حديث أبي داود به.

١٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب كراهة غمس المتوضىء وغيره يده المشكوك . . . الخ، ح: ٢٧٨ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به.

صالحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذا قَامَ أحدُكُم مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ في الإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فإِنَّهُ لا يَدْرِي أينَ بَاتَتْ يَدُهُ».

ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈبوئے حتیٰ کہ تین بار دھو لے' کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ (سوتے میں) کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔"

١٠٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن الأعْمَشِ، عن أبي صَالحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - يَعْنِي بِهَذَا الحَدِيثِ قال مَرَّتَيْنِ أوْ ثَلَاثًا وَلَمْ يَذْكُرْ أبَا رَزِينٍ.

۱۰۴- امام مسدد سے عیسیٰ بن یونس کے واسطے سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں ہے کہ دو بار دھوئے یا تین بار۔ اس سند میں ابورزین کا ذکر نہیں ہے۔

١٠٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالحٍ، عن أبي مَرْيَمَ قال: سمعت أبا هريرة يقول: سَمِعْتُ رَسولَ الله ﷺ يقُولُ: «إذَا اسْتَيْقَظَ أحَدُكُم مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ في الإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّ أحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ أوْ أيْنَ كَانَتْ تَطُوفُ يَدُهُ».

۱۰۵- ابومریم کہتے ہیں' میں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "جب تم میں سے کوئی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اسے تین بار دھو لے کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔" یا فرمایا: "اس کا ہاتھ نہ معلوم کہاں کہاں پھرتا رہا۔"

فوائد ومسائل: ① یہ حکم ہر قسم کے برتن کے لیے ہے' البتہ نہر اور بڑا حوض وتالاب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور ان میں ہاتھ داخل کرنا جائز ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے بھی فتح الباری میں یہی رائے بیان کی ہے جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم استحباب پر مبنی ہے' مگر امام احمد ؒ اسے واجب قرار دیتے ہیں' لیکن جمہور کی رائے اقرب الی الصواب ہے' البتہ جب اسے یقین ہو جائے کہ اس کا ہاتھ نجاست وگندگی سے آلودہ ہوا ہے' تو ہاتھ برتن میں داخل کرنے سے پہلے

١٠٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٥٠، ح: ١٢٧ من حديث عبدالله بن وهب به وقال: "وهذا إسناد حسن"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٠٥٨.

دھونا ضروری ہے۔ ② مذکورہ بالا حدیث میں صرف رات کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ رات میں نجاست لگ جانے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے بہ نسبت دن کے' بہرحال مذکورہ حکم دن اور رات دونوں کے لیے یکساں ہے' لہٰذا دن کو سو کر جاگے تو بھی اس ارشاد پر عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥١) - **باب صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ** (التحفة ٥٠)

باب:۵۱- نبی ﷺ کے وضو کا بیان

١٠٦- **حَدَّثَنَا** الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الحُلْوَانِيُّ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن حُمْرَانَ بنِ أَبَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ قال: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ واسْتَنْثَرَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى المِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قال: رَأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ قال: مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ الله لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۰۶- جناب حمران بن ابان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام' کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں تین بار دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا' پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار' پھر بایاں اسی طرح' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار' پھر بایاں اسی طرح۔ اس کے بعد کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی مانند وضو کیا پھر فرمایا: ''جو کوئی میرے اس وضو کی مانند وضو کرے' پھر دو رکعت نماز پڑھے ایسے کہ ادھر ادھر کے خیالات میں مشغول نہ ہو تو اللہ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

١٠٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى قال: حدثنا الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ قال: حدثنا

۱۰۷- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ جناب حمران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو

١٠٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، ح: ١٩٣٤ من حديث معمر، ومسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، ح: ٢٢٦ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٣٩، ورواه النسائي، ح: ٨٤، ٨٥.

١٠٧ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ٩١، ح: ٢٩٩ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وللحديث شواهد كثيرة.

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ وَرْدَانَ قال: حَدَّثَني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال: حدَّثَني حُمْرانُ قال: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ المَضْمَضَةَ وَالاِسْتِنْشَاقَ، وقال فِيهِ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قال: رأيْتُ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ هَكَذَا، وقال: مَنْ تَوَضَّأَ دُونَ هَذَا كَفَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الصَّلَاةِ.

دیکھا' انہوں نے وضو کیا اور مذکورہ بالا روایت کی مانند ذکر کیا' اس میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کا ذکر نہیں کیا' اور (ابوسلمہ نے) اپنی حدیث میں کہا کہ سر کا مسح تین بار کیا' پھر اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر (حضرت عثمان ؓ نے) کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی وضو کیا اور فرمایا: ''جو شخص اپنے اعضائے وضو کو اس سے کم بار دھوئے تو (بھی) کافی ہے۔'' اور (ابوسلمہ نے اپنی حدیث میں) نماز کا ذکر نہیں کیا۔

١٠٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ الإسْكَنْدَرانِيُّ قال: حدثنا زِيَادُ بنُ يُونُسَ قال: حَدَّثَني سَعِيدُ بنُ زِيَادٍ المُؤَذِّنُ عن عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ قال: سُئِلَ ابنُ أبي مُلَيْكَةَ عن الْوُضُوءِ فقالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِمِيضَأَةٍ فَأَصْغَاهَا عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَدْخَلَهَا في المَاءِ فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ اليُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَأَخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ فَغَسَلَ بُطُونَهُمَا وَظُهُورَهُما مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قال: أَيْنَ السَّائِلُونَ عن الْوُضُوءِ؟ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ يَتَوضَّأُ.

١٠٨- عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ سے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان بن عفان ؓ کو دیکھا' ان سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے پانی منگوایا' چنانچہ ایک برتن لایا گیا۔ انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر جھکایا' پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا اور تین بار کلی کی' تین بار ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا' تین بار اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار' پھر اپنا ہاتھ (برتن میں) ڈالا اور پانی لیا اور سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا' ان کے اندر اور باہر سے ایک بار' پھر اپنے پاؤں دھوئے اور فرمایا: کہاں ہیں وضو کے بارے میں سوال کرنے والے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔

١٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٦٤ من حديث أبي داود به * فيه سعيد بن زياد المؤذن مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

قال أبو داود: أحاديث عثمان الصحاح كلها تدل على مسح الرأس أنه مرة، فإنهم ذكروا الوضوء ثلاثا، وقالوا فيها: ومسح رأسه. لم يذكروا عددا كما ذكروا في غيره.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تمام صحیح روایات دلالت کرتی ہیں کہ انہوں نے سر کا مسح ایک ہی بار کیا تھا۔ سب راوی وضو کو تین تین بار ذکر کرتے ہیں مگر (مسح کے بارے میں اتنا ہی) کہتے کہ ”انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا۔“ اور اس میں عدد کا ذکر نہیں کرتے جیسے کہ باقی اعضا میں کرتے ہیں۔

١٠٩- **حَدَّثَنا** إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى قال: أخبرنا عِيسَى قال: حدثنا عُبَيْدُالله يَعْني ابنَ أبي زِيادٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي عَلْقَمَةَ: أنَّ عُثْمَانَ دَعا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَأفْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَهُمَا إلَى الكُوعَيْنِ قال: ثُمَّ مَضْمَضَ واسْتَنْشَقَ ثَلاثًا وَذَكَرَ الوُضُوءَ ثَلاثًا، قال: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، وقال: رأيْتُ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ مَا رَأيْتُمُونِي تَوَضَّأْتُ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَأتَمَّ.

١٠٩- جناب ابو علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ (پہلے انہوں نے) اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھویا۔ علقمہ نے کہا: پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار۔ اور پورے وضو میں تین تین بار اعضا کے دھونے کو بیان کیا اور کہا کہ پھر اپنے سر کا مسح کیا' بعدازاں پاؤں دھوئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' انہوں نے ایسے ہی وضو کیا تھا جیسے کہ تم نے مجھے وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر زہری کی حدیث کی مانند بیان کیا بلکہ اس سے بھی کامل بیان کیا۔ (یعنی جس میں خشوع' خضوع سے نماز پڑھنے اور اس پر اجر کا ذکر آیا ہے۔ سابقہ حدیث:١٠٦)

١١٠- **حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ عَبْدِالله قال: حدثنا يَحْيَى بنُ آدَمَ قال: حدثنا إسْرَائِيلُ عن عَامِرِ بنِ شَقِيقِ بنِ جَمْرَةَ، عن شَقِيقِ ابنِ سَلَمَةَ قال: رَأيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا ثَلاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلاثًا

١١٠- شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے اپنی کلائیاں تین تین بار دھوئیں' اور اپنے سر کا مسح (بھی) تین بار کیا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

١٠٩- **تخريج:** **[إسناده حسن]** أخرجه الدارقطني: ١/ ٨٤، ح: ٢٧٩ من حديث عبيدالله بن أبي زياد به، وهو حسن الحديث.

١١٠- **تخريج:** **[إسناده حسن]** أخرجه الدارقطني: ١/ ٩١، ح: ٢٩٨ من حديث هارون بن عبدالله به.

ثُمَّ قال: رَأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ فَعَلَ هَذَا.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عن إِسْرَائِيلَ قال: تَوَضَّأَ ثَلَاثًا قَطْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں اس روایت کو وکیع نے اسرائیل سے روایت کیا تو اس میں صرف اتنا کہا کہ ''وضو کیا تین تین بار۔''

فائدہ: نبی ﷺ کا عمل مسح میں ایک بار کا ہے جیسے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے' ممکن ہے بعض مواقع پر تین بار بھی کیا ہو' یا اجمالاً تین بار کا ذکر کرنے سے راوی نے سر کو بھی شامل سمجھ لیا ہو۔

١١١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن خَالِدِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ خَيْرٍ قال: أَتَانَا عَلِيٌّ وَقَدْ صَلَّى فَدَعَا بِطَهُورٍ، فَقُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بالطَّهُورِ وَقَدْ صَلَّى مَا يُرِيدُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا. فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ، فَأَفْرَغَ مِنَ الإِنَاءِ عَلَى يَمِينِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا فَمَضْمَضَ وَنَثَرَ مِنَ الكَفِّ الَّذِي يَأْخُذُ فِيهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ اليُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا ثُمَّ جَعَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ اليُمْنَى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ اليُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قال: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ وُضُوءَ رسولِ الله ﷺ فَهُوَ هَذَا.

١١١- عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے' انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا' تو ہم نے کہا کہ وہ پانی کا کیا کریں گے' حالانکہ نماز پڑھ چکے ہیں' یہ شاید ہمیں سکھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک برتن میں پانی لایا گیا اور ساتھ ایک تسلا (کھلا برتن) بھی تھا۔ انہوں نے برتن سے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور ہاتھوں کو تین بار دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار' آپ نے اسی چلو سے کلی کی اور ناک جھاڑی' جس میں کہ پانی لیا تھا' پھر اپنا چہرہ دھویا تین بار اور دایاں بازو تین بار' پھر بایاں بازو تین بار' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا ایک بار۔ پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار' پھر بایاں تین بار' پھر فرمایا: جس کو پسند آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو معلوم کرے' تو وہ یہی ہے۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ ایک ہی چلو سے آدھا پانی کلی کے لیے کھینچ لیں اور آدھا ناک میں چڑھا لیں۔ پانی چڑھانے کے بعد ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑنا چاہیے' جیسا کہ سنن نسائی اور سنن دارمی کی روایات میں صراحت سے وارد ہے کہ آپ ﷺ کا ناک میں پانی داخل کرنا دائیں ہاتھ سے اور اس کا جھاڑنا

١١١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب غسل الوجه، ح: ٩٢ من حديث أبي عوانة به، وانظر الحديث الآتي.

بائیں ہاتھ سے تھا۔(سنن نسائی' حدیث:۹۱' سنن دارمی' حدیث:۷۰۴)

۱۱۲- حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قال: حدثنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عن زَائِدَةَ قال: حدثنا خَالِدُ بنُ عَلْقَمَةَ الْهَمْدَانِيُّ عن عَبْدِ خَيْرٍ قال: صَلَّى عَلِيٌّ الغَدَاةَ ثُمَّ دَخَلَ الرَّحْبَةَ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَتَاهُ الغُلَامُ بإنَاءٍ فِيهِ ماءٌ وَطَسْتٍ، قال: فأَخَذَ الإنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى في الإنَاءِ فَمَضْمَضَ ثَلاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلاثًا. ثُمَّ سَاقَ قَرِيبًا مِنْ حَدِيثِ أَبي عَوانَةَ. ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ مُقَدَّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ. ثُمَّ سَاقَ الحَدِيثَ نَحْوَهُ.

۱۱۲-عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر رحبہ میں آ گئے (کوفہ کے مرکزی محلے کا نام تھا) اور پانی منگوایا۔ایک غلام برتن لایا اس میں پانی تھا اور اس کے ساتھ تسلا بھی تھا' چنانچہ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا اور اپنے بائیں ہاتھ پر انڈیلا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا (پانی لیا) اور تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا' اور پھر (زائدہ بن قدامہ نے سابقہ) حدیث ابو عوانہ کے قریب قریب بیان کی' پھر اپنے سر کا مسح کیا' اس کے اگلے اور پچھلے حصے کا اور مثل سابق حدیث بیان کی۔

۱۱۳- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قال: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال: حدثنا شُعْبَةُ قال: سَمِعْتُ مَالِكَ بنَ عُرْفُطَةَ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَهُ ثَلاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ مَعَ الاسْتِنْشَاقِ بِمَاءٍ وَاحِدٍ. وَذَكَرَ الحَدِيثَ.

۱۱۳-عبد خیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک کرسی لائی گئی' آپ اس پر بیٹھے' پھر پانی کا ایک کوزہ (برتن) لایا گیا۔آپ نے اپنا ہاتھ تین بار دھویا' پھر کلی کی ساتھ ہی ناک میں پانی بھی چڑھایا۔دونوں ایک چلو کے ساتھ۔اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: اس حدیث سے ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ثابت ہوتا ہے۔مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی بھی دیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل

۱۱۲ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: بأي اليدين يستنثر، ح: ۹۱ من حديث حسين ابن علي به.

۱۱۳ـ **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه النسائي، الطهارة، باب عدد غسل الوجه، ح: ۹۳، ۹٤ من حديث شعبة به، وقال: "هذا خطأ والصواب خالد بن علقمة، ليس مالك بن عرفطة".

یہی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم. (صحیح بخاری، الوضوء، حدیث: ۱۴۰)

١١٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا أَبُو نُعَيْمٍ قال: حدثنا رَبِيعَةُ الكِنَانِيُّ عن المِنْهَالِ بنِ عَمْرٍو، عن زِرِّ ابنِ حُبَيْشٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا وَسُئِلَ عَنْ وُضُوءِ رَسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ وقال: وَمَسَحَ رَأْسَهُ حَتَّى لَمَّا يَقْطُرْ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قال: هَكَذَا كَانَ وُضوءُ رسولِ الله ﷺ.

۱۱۴- جناب زر بن حبیش سے روایت ہے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا، ان سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ تو راوی نے حدیث بیان کی اور اس میں ذکر کیا کہ انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا مگر پانی کے قطرات نہ گرے اور اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ایسے ہی تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آپ نے مسح کے لیے نیا پانی لیا اور ہاتھ خوب گیلے کیے، مگر اتنے نہیں کہ سر سے پانی ٹپکنے لگے۔

١١٥- حَدَّثَنا زِيادُ بنُ أَيُّوبَ الطُّوسِيُّ قال: حدثنا عُبَيْدُالله بنُ مُوسَى قال: حدثنا فِطْرٌ عن أَبِي فَرْوَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَاحِدَةً، ثُمَّ قال: هَكَذَا تَوَضَّأَ رَسولُ الله ﷺ.

۱۱۵- عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے وضو کیا تو اپنا چہرہ دھویا تین بار، اور اپنی کلائیاں دھوئیں تین بار اور سر کا مسح کیا ایک بار، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی وضو کیا تھا۔

١١٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو تَوْبَةَ قالا: حدثنا أَبُو الأَحْوَصِ؛ ح: وحدثنا عَمْرُو

۱۱۶- ابوحیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور ابوحیہ نے بتایا کہ انہوں

١١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١١٠ من حديث ربيعة الكناني به.

١١٥ـ تخريج: [إسناده حسن] وقال الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ٨٠، ح: ٧٩ "سنده صحيح".

١١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح: ٤٨، والنسائي، ح: ٩٦، ١١٥ من حديث أبي الأحوص به، وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.

ابنُ عَوْنٍ قال: أخبرنا أَبُو الأَحْوَصِ عن أَبِي إسْحَاقَ، عن أبي حَيَّةَ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ وُضُوءَهُ كُلَّهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، قال: ثم مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الكَعْبَيْنِ، ثم قال: إِنَّمَا أَحْبَبْتُ أن أُرِيَكُمْ طُهُورَ رسولِ الله ﷺ.

نے سارا وضو تین تین بار کیا۔ اور کہا: پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک۔ پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو دکھلا دوں۔

١١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيز بنُ يَحْيَى الحَرَّانِيُّ قال: حدثنا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ طَلْحَةَ بنِ يَزِيدَ بنِ رُكَانَةَ، عن عُبَيْدِالله الخَوْلَانِيِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: دَخَلَ عَلَيَّ عَلِيٌّ يَعْنِي ابنَ أبي طَالِبٍ، وَقَدْ أَهْرَاقَ المَاءَ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ، فأَتَيْنَاهُ بِتَوْرٍ فِيهِ ماءٌ حتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فقال: يا ابنَ عَبَّاسٍ! أَلَا أُرِيكَ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ رسولُ الله ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى. قال: فأَصْغَى الإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ اليُمْنَى فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى الأُخْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الإِنَاءِ جَمِيعًا فأَخَذَ بِهِمَا حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلى وَجْهِهِ ثُمَّ أَلْقَمَ إِبْهَامَيْهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ ثم الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ اليُمْنَى قَبْضَةً مِنْ ماءٍ

١١٧- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے، آپ استنجا کر چکے تھے، آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا، ہم ایک چھوٹے برتن میں پانی لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تمہیں دکھلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! چنانچہ انہوں نے برتن کو اپنے ہاتھ پر ٹیڑھا کیا اور ہاتھ دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ اس میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر کلی کی اور ناک جھاڑی، پھر اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے ہی برتن میں ڈالے اور دونوں ہاتھوں سے ایک لپ پانی لیا اور اپنے چہرے پر ڈالا، پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں میں ڈالا یعنی جو حصہ چہرے کی جانب تھا، (اسے بھی دھویا) پھر دوسری بار، پھر تیسری بار ایسے ہی کیا۔ پھر دائیں ہاتھ سے ایک چلو پانی لیا اور اسے پیشانی پر ڈالا اور اسے اپنے چہرے پر بہنے دیا، پھر اپنی دونوں کلائیاں کہنیوں تک دھوئیں تین تین بار، پھر اپنے سر کا مسح

١١٧ـ **تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ١/ ٨٢ من حديث محمد بن إسحاق به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٣، وابن حبان(موارد)، ح: ١٥٣.

فَصَبَّهَا عَلَى نَاصِيَتِهِ فَتَرَكَهَا تَسْتَنُّ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَظُهُورَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ جَمِيعًا فأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى رِجْلِهِ وَفِيهَا النَّعْلُ فَفَتَلَهَا بِهَا ثم الأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ. قال: قُلْتُ: وفي النَّعْلَيْنِ؟ قال: وفي النَّعْلَيْنِ. قال: قُلْتُ: وفي النَّعْلَيْنِ؟ قال: وفي النَّعْلَيْنِ. قال: قُلْتُ: وفي النَّعْلَيْنِ؟ قال: وفي النَّعْلَيْنِ.

کیا اور کانوں کے باہر کا (بھی) پھر اپنے دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کی ایک لپ لے کر اپنے پاؤں پر ڈالی اور اس میں (چپل کا سا) جوتا تھا' اپنے پاؤں کو اس پانی کے ساتھ ملا' پھر دوسرے پاؤں کو بھی ایسے ہی کیا۔ (عبداللہ خولانی) کہتے ہیں میں نے کہا: جوتوں سمیت؟! (ابن عباس ؓ نے) کہا: جوتوں سمیت! میں نے پھر کہا: جوتے پہنے پہنے؟ کہا کہ جوتا پہنے پہنے ہی۔ میں نے پھر کہا: جوتوں سمیت؟ کہا کہ (ہاں) جوتوں سمیت۔

قال أَبُو دَاوُد: وَحَدِيثُ ابنِ جُرَيْجٍ عن شَيْبَةَ يُشْبِهُ حَدِيثَ عَلِيٍّ، لأَنَّهُ قال فيه حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً. وقال ابنُ وَهْبٍ فِيهِ عن ابنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثَلَاثًا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابن جریج کی شیبہ (بن نصاح) سے روایت حضرت علی ؓ کی حدیث کے مشابہ ہے۔ اس روایت میں حجاج بن محمد نے ابن جریج سے نقل کیا ہے: ''اور اپنے سر کا ایک بار مسح کیا۔'' اور ابن وہب نے یہی روایت ابن جریج سے نقل کی تو کہا: ''سر کا مسح تین بار کیا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ وضو ہے جو ہمارے ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے اور خود اس کے قائل و فاعل تھے اور ہم بھی اسی پر کاربند ہیں۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ) ② اس روایت میں تین بار چہرہ دھو کر مزید ایک بار پانی بہانے کا ذکر آیا ہے۔ یہ بیان جواز کے لیے ہے جو شاید کبھی کبھی کیا گیا۔ راجح اور افضل صرف تین بار ہی ہے۔ نیز چہرے کے ساتھ کانوں کو بھی اندر کی جانب سے صاف کیا جا سکتا ہے۔ ③ جب جوتا کھلی چپل کی مانند ہو تو اسے اتارے بغیر پانی میں ویسے ہی مل لیا جائے تو پاؤں دھل جاتے ہیں۔

١١٨- **حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قال لِعَبْدِ اللهِ بنِ زَيْدِ بنِ عَاصِمٍ

۱۱۸- عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (یحییٰ مازنی) نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ سے کہا' اور یہ عمرو بن یحییٰ

١١٨ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح: ١٨٥، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ٢٣٥ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (يحيى): ١/ ١٨.

وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَن تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقال عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ فأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثم تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا ثم غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إلى المِرْفَقَيْنِ ثم مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثم ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثم رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى المَكَانِ الَّذي بَدأ مِنْهُ ثم غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

کے دادا ہیں' کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کیسے کیا کرتے تھے؟ عبداللہ بن زید نے کہا: ہاں! چنانچہ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ہاتھ دھوئے' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار' پھر چہرہ دھویا تین بار' پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں تک دو دو بار۔ پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا اور انہیں آگے لائے اور پیچھے لے گئے' سر کے اگلے حصے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے' پھر انہیں واپس لائے اور وہاں تک لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا' پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

فوائد ومسائل: ① خیر القرون میں لوگ دین کی باتوں کو اہتمام سے سیکھتے اور سکھاتے تھے۔ ② کچھ اعضائے وضو کو تین بار اور کچھ کو دو دو بار دھونا بھی جائز ہے۔ ③ مسح کا آسان مسنون طریقہ قابل توجہ ہے' صرف اگلے حصے کا مسح یا چند بالوں کو چھو لینا کافی نہیں۔ بلکہ دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے پچھلے حصے گدی تک اور پھر گدی سے سر کے اگلے حصے تک واپس لے آنا چاہیے' جہاں سے شروع کیا تھا۔ حافظ ابن قیم ؒ فرماتے ہیں کہ گدی کے نیچے گردن کے الگ مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: گردن کے مسح کی حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

١١٩ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا خَالِدٌ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى المَازِنِيِّ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ زَيْدِ بنِ عَاصِمٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ وقال: فَمَضْمَضَ واسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثًا. ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

١١٩- جناب مسدد کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا' ایک ہی چلو سے' ایسا تین بار کیا' پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق روایت بیان کی۔

فائدہ: مسنون اور مستحب یہ ہے کہ کلی اور ناک دونوں کے لیے ایک چلو پانی لیا جائے' اس طرح کہ چلو کا آدھا پانی کلی کے لیے کھینچ لے اور آدھا ناک میں چڑھا دے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

١١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة، ح: ١٩١ عن مسدد، ومسلم، ح: ٢٣٥ من حديث خالد بن عبدالله به، انظر الحديث السابق.

١٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الحَارِثِ أَنَّ حَبَّانَ بنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الله بنَ زَيْدِ بنِ عَاصِمٍ المَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأى رسولَ الله ﷺ فَذَكَرَ وضُوءَهُ قال: وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا.

۱۲۰- حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کا وضو بیان کیا اور کہا: آپ نے سر کا مسح ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے کیا اور اپنے پاؤں دھوئے حتیٰ کہ انہیں خوب صاف کیا۔

فوائد ومسائل: ① سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے۔ ② اعضائے وضو کومل کر دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔

١٢١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا أَبُو المُغِيرَةِ قال: حدثنا حَرِيزٌ قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ مَيْسَرَةَ الحَضْرَمِيُّ قال: سَمِعْتُ المِقْدَامَ بنَ مَعْدِيكَرِبَ الكِنْدِيَّ قال: أُتِيَ رسولُ الله ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثم تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثم غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثم مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِما وَبَاطِنِهِمَا.

۱۲۱- حضرت مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا' آپ نے وضو کیا۔ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں تین بار' پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار' چہرہ دھویا تین بار' کلائیاں دھوئیں تین تین بار' پھر سر کا مسح کیا اور ساتھ ہی کانوں کے باہر اور اندر کا (بھی)۔

١٢٢- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ وَيَعْقُوبُ بنُ كَعْبٍ الأَنْطَاكِيُّ لَفْظَهُ قالا:

۱۲۲- حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے وضو کیا'

١٢٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ٢٣٦ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، ورواه الترمذي، ح: ٣٥ وقال: "هذا حديث حسن صحيح".

١٢١ـ **تخريج**: [إسناده حسن] هو في المسند للإمام أحمد: ٤/ ١٣٢، ح: ١٧٣٢٠ وزاد: "وغسل رجليه ثلاثًا ثلاثًا"، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ٨٩، ح: ٩٤.

١٢٢ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٥٩ من حديث أبي داود به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ٤٤٢ من حديث الوليد بن مسلم بلفظ آخر، انظر الحديث الآتي.

حدثنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن حَرِيزِ بنِ عُثْمَانَ، عن عبْدِالرَّحْمَنِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن المِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ فَأَمَرَّهُما حَتَّى بَلَغَ القَفَا ثُمَّ رَدَّهُما إِلَى المَكَانِ الَّذِي مِنْهُ بَدَأَ.

قال محمُودٌ: قال أخبرني حَرِيزٌ.

جب سر کے مسح تک پہنچے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھیں اور انہیں سر پر پھیرا حتیٰ کہ گدی تک لے گئے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔

محمود نے روایت میں [اَخْبَرَنِیْ حَرِیْزٌ] کی تصریح ہے۔

فائدہ: گردن کا مسح علیحدہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ سر کا مسح کرتے ہوئے ہاتھوں کو گدی تک لے جانا ہی ثابت ہے اور یہی عمل مسنون اور ماجور ہے۔ ہاتھوں کو ایک بار پیچھے لے جانا اور پھر واپس شروع کی جگہ پر لے آنا سب ایک ہی مسح ہے۔

١٢٣- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ وَهِشَامُ بنُ خَالِدٍ المَعْنَى قالا: حدثنا الْوَلِيدُ بِهَذا الإِسْنَاد قال: وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا - زَادَ هِشَامٌ: وَأَدْخَلَ أَصَابِعَهُ في صِمَاخِ أُذُنَيْهِ.

۱۲۳- ولید بن مسلم نے مذکورہ بالا سند سے روایت کیا ہے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کانوں کے باہر اور اندر کی طرف مسح کیا۔ ہشام نے مزید کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔

١٢٤- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قال: حدثنا الوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ العَلَاءِ قال: حدثنا أَبُو الأَزْهَرِ المُغِيرَةُ بنُ فَرْوَةَ وَيَزِيدُ ابنُ أبي مَالِكٍ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ تَوَضَّأَ لِلنَّاسِ كما رَأى رسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَهُ غَرَفَ غُرْفَةً منْ مَاءٍ فَتَلَقَّاهَا بِشِمَالِهِ حَتَّى وَضَعَهَا عَلى وَسَطِ رَأْسِهِ حَتَّى قَطَرَ

۱۲۴- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وضو کر کے دکھلایا جیسے کہ خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب آپ سر کے مسح کو پہنچے تو آپ نے ایک چلو لیا اور بائیں ہاتھ پر ڈالا اور اس چلو کو سر کے درمیان کیا حتیٰ کہ پانی کے قطرات گرے یا گرنے کے قریب تھے پھر سر کے اگلے حصے سے آخر تک اور آخر سے اگلے حصے تک کا مسح کیا۔

١٢٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين، ح: ٤٤٢ من حديث الوليد بن مسلم به، مختصراً.

١٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٤ من حديث الوليد بن مسلم به.

الْمَاءُ أَوْ كَادَ يَقْطُرُ ثُمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدَّمِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ وَمِنْ مُؤَخَّرِهِ إِلَى مُقَدَّمِهِ.

١٢٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قال: حدثنا الوَلِيدُ بِهَذَا الإِسْنَادِ قال: فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِغَيْرِ عَدَدٍ.

۱۲۵- جناب محمود بن خالد نے ولید سے مذکورہ بالا سند کے ساتھ یہ کہا ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے وضو کیا (تو وضو کے اعضا) تین تین بار (دھوئے) اور اپنے پاؤں دھوئے بغیر شمار کیے۔

فائدہ: اعضائے وضو کو دھونے میں تین بار کی برابری نہ بھی ہو تو وضو کامل ہوتا ہے۔

١٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا بِشْرُ ابنُ المُفَضَّلِ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ ابنِ عَقِيلٍ عن الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ ابنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأْتِينَا فَحَدَّثَتْنَا أَنَّهُ قال: «اسْكُبِي لِي وَضُوءًا» فَذَكَرَتْ وُضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فيه: فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا وَوَضَّأَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً وَوَضَّأَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ ثُمَّ بِمُقَدَّمِهِ وبِأُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا ووَضَّأَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

قال أَبُو دَاوُد: وَهَذَا مَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ.

۱۲۶- حضرت رُبیع بنت مُعَوِّذ ابن عفراء ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) فرمایا: ”میرے لیے پانی انڈیل کر لاؤ۔“ تو انہوں نے نبی ﷺ کا وضو کرنا بیان کیا۔ اس میں کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے تین بار، چہرہ دھویا تین بار، کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک بار اور اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تین تین بار اور سر کا مسح کیا دو بار۔ سر کے آخر سے شروع کیا، پھر اگلے حصے کی جانب سے مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح کیا، ان کے باہر سے بھی اور اندر سے بھی۔ اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے تین تین بار۔

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت مسدد کی روایت کے ہم معنی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں سر کے مسح کو دو بار کہا گیا ہے۔ جو کہ بیان جواز کے لیے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ راوی کی تعبیر ہے، راوی کا مطلب ہے، ایک بار ہاتھ پیچھے سے آگے کو لائے اور دوسری بار آگے سے پیچھے کو لیکن پہلی بات

١٢٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٤ من حديث الوليد بن مسلم به.

١٢٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أنه يبدأ بمؤخر الرأس، ح: ٣٣ من حديث بشر بن المفضل به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٩٠ ✽ ابن عقيل ضعيف على الراجح ضعفه الجمهور، وللحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٤٨، ١٥٢ وغيره.

زیادہ درست ہے' دوسرا اس میں مسح کی ابتدا سر کے آخری حصے سے بتلائی گئی ہے جو دوسری روایات کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ روایت صحیح حدیث کے معارض ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں احتمال کمزور ہیں کیونکہ یہ حدیث حسن درجے کی ہے' اس میں اور ایک مسح والی روایت میں کوئی تضاد نہیں بلکہ تطبیق ممکن ہے اور وہ یوں ہے کہ اس کو کبھی کبھار پر محمول کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

١٢٧- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حدثنا سُفْيَانُ عن ابنِ عَقِيلٍ بِهَذَا الحَدِيثِ يُغَيِّرُ بَعْضَ مَعَانِي بِشْرٍ قال فيه: وَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا.

۱۲۷- جناب اسحاق بن اسماعیل کے واسطے سے یہ بھی روایت مروی ہے لیکن اس میں مذکورہ بالا روایت بشر (بن مفضل) کے بعض معانی میں فرق ہے۔ اس میں کہا ہے: ''کلی کی اور ناک جھاڑی' تین بار۔''

١٢٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الهَمْدَانِيُّ قالا: حدثنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُحمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابنِ عَفْرَاءَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ الرَّأْسَ كُلَّهُ مِنْ قَرْنِ الشَّعْرِ، كُلَّ نَاحِيَةٍ لِمُنْصَبِّ الشَّعْرِ، لَا يُحَرِّكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ.

۱۲۸- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں وضو کیا تو پورے سر کا مسح کیا' اوپر سے سر کا مسح شروع کرتے تھے' ہر جانب سے بالوں کی لٹوں کے رخ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اور آپ بالوں کو ان کی ہیئت سے حرکت نہ دیتے تھے۔

فائدہ: حدیث میں مذکور سر کے مسح کا یہ طریقہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے بال لمبے ہوں (یعنی پٹے بال) جیسے رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ عورتوں کے بال بھی لمبے ہوتے ہیں' وہ بھی اس طریقے سے سر کا مسح کر سکتی ہیں۔

١٢٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا بَكْرٌ يَعْنِي ابنَ مُضَرَ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عبْدِالله بنِ مُحمَّدِ بنِ عَقِيلٍ

۱۲۹- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء ؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے سر کا مسح کیا' اگلے حصے کا' پچھلے

١٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وانظر الحديث السابق.

١٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن عجلان مدلس كما يأتي(٩٠٢)، ولم أجد تصريح سماعه، وابن عقيل ضعيف تقدم: ١٢٦.

١٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٢٥ من حديث أبي داود به، انظر الحديث السابق لعلته: ١٢٨.

أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ ابنِ عَفْرَاءَ أَخْبَرَتْهُ قالتْ: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ، قالَتْ: فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

حصے کا، کنپٹیوں کا اور دونوں کانوں کا ایک بار۔

١٣٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن سُفْيَانَ بنِ سَعِيدٍ، عن ابنِ عَقِيلٍ، عن الرُّبَيِّعِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ في يَدِهِ.

۱۳۰- حضرت ربیع (بنت معوذ) ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سر کا مسح کیا، اور اسی پانی سے کیا جو ان کے ہاتھوں میں (پہلے سے) بچا ہوا تھا۔

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک اس راوی کی حدیث میں اضطراب ہے، کیونکہ یہی روایت ابن ماجہ میں ہے تو اس میں نیا پانی لینے کی صراحت ہے۔ اور بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ نبی ﷺ نے نیا پانی لیا اور آدھا گرا دیا اور پھر ہاتھوں کی تری سے سر کا مسح کیا۔ (عون المعبود) بہر حال صحیح روایت سے سر کے مسح کے لیے نئے پانی کا لینا ثابت ہے اور وہی صحیح ہے۔

١٣١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا وَكِيعٌ قال: حدثنا الْحَسَنُ بنُ صالحٍ عن عبْدِالله بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ في جُحْرَيْ أُذُنَيْهِ.

۱۳۱- حضرت ربیع بنت معوذ ؓ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو کیا تو اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔

١٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ قالا: حدثنا عَبْدُ الوَارِثِ عن

۱۳۲- جناب طلحہ بن مصرف اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے

١٣٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به * سفيان هو الثوري وهو مدلس كما يأتي(٧٤٨)، وابن عقيل، تقدم: ١٢٦.

١٣١_ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٦٥ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، الطهارة، باب ما جاء في مسح الأذنين، ح: ٤٤١ من حديث وكيع به، وله شواهد، انظر الحديث الآتي: ١٣٥.

١٣٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٦٠ من حديث ليث بن أبي سليم به * وليث ضعيف (التلخيص الحبير: ١/ ٧٨، ح: ٧٩)، ضعفه الجمهور وهو مدلس أيضًا، وقال النووي: "فهو حديث ضعيف بالاتفاق" (المجموع شرح المهذب: ١/ ٤٦٤).

لَيْثٍ، عن طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: رأيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ وَهُوَ أوَّلُ الْقَفَا. وقال مُسَدَّدٌ: مَسَحَ رَأْسَهُ مِنْ مُقَدَّمِهِ إلَى مُؤخَّرِهِ حَتَّى أخْرَجَ يَدَيْه مِنْ تَحْتِ أُذُنَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سر کا مسح ایک بار کرتے تھے حتیٰ کہ (ہاتھ) ''قذال'' تک لے جاتے تھے۔ ''قَذَال'' گدی کے شروع کو کہتے ہیں۔
جناب مسدد (اپنی روایت میں) کہتے ہیں کہ آپ نے سر کا مسح کیا (سر کے) شروع سے لے کر آخر تک، حتیٰ کہ اپنے ہاتھ کانوں کے نیچے سے نکالے۔

قال أبو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ يَحْيَى فأنْكَرَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد نے کہا: میں نے یہ روایت یحییٰ (بن سعید القطان) کو بیان کی تو انہوں نے اس کو منکر کہا۔

قال أبو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أحْمَدَ يَقولُ: إنَّ ابنَ عُيَيْنَةَ، زَعَمُوا أنَّهُ كَانَ يُنْكِرُهُ ويقولُ: أيْشٍ هَذَا [يعني] طَلْحَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ؟

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا، وہ کہتے تھے کہ ابن عیینہ اس حدیث کا انکار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ''طلحه عن ابيه عن جده'' یہ کیا اور کیسی سند ہے؟ (یعنی ضعیف ہے۔)

١٣٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قال: أخبرنا عَبَّادُ ابنُ مَنْصُورٍ عن عِكْرِمَةَ بنِ خَالِدٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَأى رَسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ. فَذَكَرَ الحَدِيثَ كُلَّهُ ثَلاثًا ثَلاثًا. قال: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً.

۱۳۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا، اور ساری حدیث میں (اعضائے وضو کو دھونے کا) تین تین بار ذکر کیا۔ (مگر سر کے بارے میں کہا:) ''اور اپنے سر اور کانوں کا مسح ایک بار کیا۔''

١٣٤- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ قال:

۱۳۴- سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے وضو کا ذکر

١٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٤/ ٣٨، ٣٩ من حديث أبي داود به * عباد بن منصور ضعيف مدلس.
١٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن الأذنين من الرأس، ح: ٣٧ عن قتيبة به، وأعله، ورواه ابن ماجه، ح: ٤٤٤ * شهر بن حوشب حسن الحديث، وثقه الجمهور ولم يثبت الجرح القادح فيه.

حدثنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ عن حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ، عن سِنَانِ بنِ رَبِيعَةَ، عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أبي أُمَامَةَ ذَكَرَ وُضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ قال: كانَ رَسولُ الله ﷺ يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ. قال وقال: الأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ. قال سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: يَقُولُها أبُو أُمَامَةَ، قال قُتَيْبَةُ: قال حَمَّادٌ: لا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أوْ أبي أُمَامَةَ يَعْني قِصَّةَ الأُذُنَيْنِ. قال قُتَيْبَةُ عن سِنَانٍ أبي رَبِيعَةَ. قال أبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ رَبِيعَةَ كُنْيَتُهُ أبُو رَبِيعَةَ.

کیا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آنکھوں کے کویوں (وہ گوشہ جوناک کی طرف ہو) کا مسح بھی کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا: ''دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔''

سلیمان بن حرب نے کہا کہ یہ بات ابوامامہ ذکر کرتے تھے۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ حماد نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ قول: ''کان سر کا حصہ ہیں۔'' نبی ﷺ کا فرمان ہے یا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا قول۔ قتیبہ نے اپنی روایت میں [عَنْ سِنَانٍ اَبِیْ رَبِیْعَة] کہا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: سنان ہی ابن ربیعہ ہے اور اس کی کنیت بھی ابوربیعہ ہی ہے۔

فائدہ: آنکھوں کے کنارے جلدی تہوں کے باعث خشک رہ سکتے ہیں اس لیے ان کو ملنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک [مسح المأقين] ''آنکھوں کے کویوں'' کے اضافے کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ٥٢) - باب الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا (التحفة ٥١)

باب:52- اعضا کو تین تین بار دھونے کا بیان

١٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبُو عَوانَةَ عن مُوسَى بنِ أبي عائِشَةَ، عن عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: إنَّ رَجُلًا أتَى النَّبِيَّ ﷺ فقَالَ: يارسولَ الله! كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا بِمَاءٍ في إنَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاثًا ثُم غَسَلَ وَجْهَهُ ثلاثًا ثمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأدْخَلَ إصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ في أُذُنَيْهِ

١٣٥- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! وضو کیسے کیا جاتا ہے؟ تو آپ نے برتن میں پانی منگوایا پھر اپنے ہاتھ دھوئے تین بار، پھر چہرہ تین بار، پھر دونوں کلائیاں دھوئیں تین بار، پھر سر کا مسح کیا اور اپنی شہادت کی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں اور انگوٹھوں سے کانوں کے اوپر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے ان کے اندر کا،

١٣٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاعتداء في الوضوء، ح: ١٤٠، وابن ماجه، ح: ٤٢٢ من حديث موسى بن أبي عائشة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٤.

وَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثًا ثلاثًا، ثُمَّ قال: «هَكَذا الوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ» أَوْ «ظَلَمَ وَأَسَاءَ».

پھر اپنے پاؤں دھوئے تین تین بار' پھر فرمایا: ''وضو ایسے ہوتا ہے اور جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم کرے تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔'' یا یوں فرمایا: ''ظلم کیا اور برا کیا۔''

فائدہ: نبی ﷺ کے انداز تعلیم و تربیت کا ایک پہلو عملی مظاہرہ بھی ہوتا تھا اور اس طرح طالب علم کو جس قدر فائدہ ہوتا ہے' محض زبانی تلقین سے نہیں ہوتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ صرف ایک جملہ [أَوْ نَقَصَ] ''جس نے کم کیا'' شاذ ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ) یعنی ایک راوی کا وہم ہے' کیونکہ اعضائے وضو کو ایک ایک' دو دو مرتبہ بھی دھونا جائز ہے۔ تاہم یہاں اگر نقص کا مفہوم یہ لے لیا جائے کہ جو شخص اعضائے وضو کو دھونے میں پورا نہ دھوئے یا ویسے ہی چھوڑ دے تو اس نے ظلم کیا۔ تو اس طرح اس کا مفہوم دوسری روایات کے مطابق ہی رہتا ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ٥٣) - باب الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۳- دو دو بار اعضائے وضو دھونا

١٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: حدثنا زَيْدٌ يَعْني ابنَ الْحُبَابِ، قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ ثَوْبَانَ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيُّ عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

۱۳۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے وضو کیا تو دو دو بار کیا۔ (یعنی اعضائے وضو کو دو دو بار دھویا۔)

١٣٧- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ قال: حدثنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ قال: حدثنا زَيْدٌ عن عَطَاءِ ابنِ يَسَارٍ قال: قال لَنَا ابنُ عَبَّاسٍ:

۱۳۷- جناب عطاء بن یسار نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں دکھلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ چنانچہ آپ نے برتن منگوایا' اس میں پانی تھا۔ تو

١٣٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء مرتين مرتين، ح:٤٣ من حديث زيد بن حباب به وقال: "حسن غريب".

١٣٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ١٤٧ من حديث هشام بن سعد به، وانظر الحديث الآتي.

أَتُحِبُّون أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَاغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَجَمَعَ بِهَا يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ نَفَضَ يَدَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً أُخْرَى مِنَ الْمَاءِ فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ الْيُمْنَى وَفِيهَا النَّعْلُ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدَيْهِ، يَدٍ فَوْقَ الْقَدَمِ ويَدٍ تَحْتَ النَّعْلِ، ثُمَّ صَنَعَ بِالْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ.

آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے چلو لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر دوسرا (چلو) لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر لیا اور اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اور چلو لیا اور اپنا دایاں باز و دھویا، پھر اور چلو لیا اور اپنا بایاں بازو دھویا۔ پھر ایک مٹھی میں پانی لیا اور اپنے ہاتھ کو جھاڑا اور اس سے سر اور کانوں کا مسح کیا۔ پھر مٹھی میں اور پانی لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر چھڑکا جبکہ اس میں جوتا بھی تھا، اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے ملا (اس طرح گویا کہ ان کو دھویا) ایک ہاتھ پاؤں کے اوپر سے اور ایک ہاتھ جوتے کے نیچے سے اور پھر بائیں پاؤں کے ساتھ بھی ایسے ہی کیا۔

ملحوظہ: اس روایت میں پیروں پر پانی چھڑک کر ان پر ہاتھوں سے مسح کرنے کا ذکر ہے، تو یہ دوسری روایات کے مخالف نہیں، کیونکہ پھر آپ نے ہاتھوں سے انہیں اس طرح ملا، جیسے دھونے میں کیا جاتا ہے، اس طرح اس میں [غسل] (دھونے) کا مفہوم آ جاتا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے، اس میں ہے: ''آپ نے ایک چلو پانی لیا اور اسے دائیں پاؤں پر چھڑکا، یہاں تک کہ اسے دھویا۔'' (صحیح بخاری، حدیث: ۱۴۰- عون المعبود) البتہ اس میں آخری حصہ، جس میں پاؤں کے اوپر نیچے مسح کرنے کا ذکر ہے، شیخ البانی کے نزدیک شاذ ہے۔

(المعجم ٥٤) - باب الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً (التحفة ٥٣)

باب: ۵۴- اعضائے وضو کا ایک ایک بار دھونا

١٣٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حَدَّثَنِي زَيْدُ بنُ أَسْلَمَ عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ

۱۳۸- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ بتاؤں؟ چنانچہ انہوں نے اعضائے وضو کو

١٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرةً مرةً، ح: ١٥٧ من حديث سفيان الثوري به، ورواه الترمذي، ح: ٤٢، والنسائي، ح: ٨٠، وابن ماجه، ح: ٤١١.

قال: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِوُضُوءِ رسولِ الله ﷺ، فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

ایک ایک بار دھویا۔

(المعجم ٥٥) - **بَابٌ: فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ** (التحفة ٥٤)

باب:۵۵- کلی اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرنا

١٣٩- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ قال: حدثنا مُعْتَمِرٌ قال: سَمِعْتُ لَيْثًا يَذْكُرُ عن طَلْحَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: دَخَلْتُ - يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَالمَاءُ يَسِيلُ مِنْ وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ عَلَى صَدْرِهِ فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ المَضْمَضَةِ وَالاسْتِنْشَاقِ.

۱۳۹- جناب طلحہ اپنے والد سے‘ وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا‘ جب کہ آپ وضو فرما رہے تھے اور پانی آپ کے چہرے اور ڈاڑھی سے سینے پر گر رہا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کلی کرنے اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرتے تھے۔ (یعنی کلی کے لیے علیحدہ اور ناک کیلئے علیحدہ پانی لیتے تھے۔)

ملحوظہ: اس حدیث میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ذکر ہے‘ اسے امام نووی‘ حافظ ابن حجر اور محقق عصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ لہٰذا مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا عمل بھی یہی تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے‘ البتہ بعض علماء اس طرف بھی گئے ہیں کہ کلی اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ دو چلو لینا بھی جائز ہے لیکن ایک چلو سے کلی اور ناک صاف کرنے والی روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥٦) - **بَابٌ: فِي الاسْتِنْثَارِ** (التحفة ٥٥)

باب:۵۶- ناک جھاڑنے کا بیان

١٤٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا

۱۴۰- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی لے‘ پھر اسے جھاڑے (یعنی صاف کرے۔“)

١٣٩- تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ١/ ٥١ من حديث أبي داود به * ليث بن أبي سليم ضعيف كما تقدم: ١٣٢.

١٤٠- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستجمار وترًا، ح: ١٦٢، والنسائي، ح: ٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩، ورواه مسلم: ٢٣٧ من حديث أبي الزناد به.

تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ».

مسئلہ: ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنا وضو کے واجبات میں سے ہے۔

١٤١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى قال: حدثنا وَكِيعٌ قال: حدثنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن قارِظٍ، عن أَبِي غَطَفَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اسْتَنْثِرُوا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أوْ ثَلَاثًا».

۱۴۱- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ناک جھاڑو (اور صاف کرو) دو بار یا تین بار' خوب اچھی طرح۔''

١٤٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ في آخَرِينَ قَالُوا: حدثنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ كَثِيرٍ، عن عَاصِمِ بنِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ، عن أَبِيهِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ قال: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ أَو فِي وَفْدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ إِلَى رَسولِ الله ﷺ قال: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رسولِ الله ﷺ فَلَمْ نُصَادِفْهُ فِي مَنْزِلِهِ، وَصَادَفْنَا عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ. قال: فأَمَرَتْ لَنَا بِخَزِيرَةٍ فَصُنِعَتْ لَنَا. قال: وَأُتِينَا بِقِنَاعٍ. وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ القِنَاعَ. والْقِنَاعُ: الطَّبَقُ فِيهِ تَمْرٌ. ثُمَّ جَاءَ رسولُ الله ﷺ فَقَالَ: «هَلْ أَصَبْتُمْ شَيْئًا» أَوْ «أُمِرَ لَكُمْ بِشَيْءٍ؟» قال: قُلْنَا: نَعَمْ يارسولَ الله! قال:

۱۴۲- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی مُنْتَفِق کا جو وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا' میں اس کا سردار تھا یا ایک فرد۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے آپ کو گھر میں نہ پایا۔ ہم نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پایا۔ انہوں نے ہمارے لیے ''خزیرہ'' بنانے کا حکم دیا اور وہ ہمارے لیے بنا دیا گیا۔ پھر ہمارے سامنے ایک کھجوریں بھرا طبق لایا گیا۔ قتیبہ نے لفظ ''قناع'' نہیں بولا۔ اور قناع ایسے طبق کو کہتے ہیں جس میں کھجوریں ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا: ''کیا تمہیں کچھ ملا ہے یا تمہارے لیے کچھ کہا گیا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! (ہم نے خزیرہ کھا لیا ہے۔) اس اثنا میں جبکہ ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے

١٤١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب المبالغة في الاستنشاق والاستنثار، ح: ٤٠٨ من حديث وكيع به.

١٤٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب تخليل الأصابع، ح: ٤٤٨، والنسائي، ح: ١١٤ من حديث يحيى بن سليم به، وقال الترمذي، ح: ٧٨٨ "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٠، ١٦٨، وابن حبان (موارد)، ح: ١٥٩، والحاكم: ١/ ١٤٧، ١٤٨، ووافقه الذهبي.

فَبَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسولِ الله ﷺ جُلُوسٌ - [إِذْ] دَفَعَ الرَّاعِي غَنَمَهُ إِلَى الْمُرَاحِ وَمَعَهُ سَخْلَةٌ تَيْعِرُ، فقال: «مَا وَلَّدْتَ يَافُلَانُ؟» قال: بَهْمَةٌ، قال: «فَاذْبَحْ لَنَا مَكَانَها شَاةً» ثُمَّ قال: «لَا تَحْسِبَنَّ» - وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسَبَنَّ - «أَنَّا مِنْ أَجْلِكَ ذَبَحْنَاهَا لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ لَا نُرِيدُ أَنْ تَزِيدَ، فإِذَا وَلَّدَ الرَّاعِي بَهْمَةً ذَبَحْنَا مَكَانَهَا شَاةً». قال: قُلْتُ: يارسولَ الله! إنَّ لِي امْرَأَةً وإِنَّ فِي لِسَانِهَا شَيْئًا يَعْني الْبَذَاءَ، قال: «فَطَلِّقْهَا إِذًا». قال: قُلْتُ: يارسولَ الله! إنَّ لَها صُحْبَةً وَلِيَ مِنْهَا وَلَدٌ. قال: «فَمُرْهَا» - يقولُ: عِظْهَا - «فإِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلُ، وَلَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ كَضَرْبِكَ أُمَيَّتَكَ». فَقُلْتُ: يارسولَ الله! أَخْبِرْنِي عن الْوُضُوءِ. قال: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابعِ وَبَالِغْ في الاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صائِمًا».

چرواہے نے رسول اللہ ﷺ کی بکریاں باڑے کی طرف چلائیں اور اس کے پاس بکری کا ایک بچہ بھی تھا جو ممیا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: ''ارے کیا جنوایا ہے؟'' اس نے کہا' ایک بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اب ہمارے لیے اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر دو۔'' پھر (ہم سے) فرمایا: ''یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری خاطر اسے ذبح کر رہے ہیں۔ (جناب لقیط کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں لفظ [تَحْسِبَنَّ] سین کے کسرہ (زیر) کے ساتھ ادا فرمایا' فتحہ (زبر) کے ساتھ نہیں۔) (دراصل) ہماری سو بکریاں ہیں' ہم نہیں چاہتے کہ اس سے بڑھ جائیں۔ تو یہ چرواہا جب بھی کسی بکری کے بچہ جننے کی خبر لاتا ہے تو ہم اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔'' لقیط کہتے ہیں کہ (اس موقع پر) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی ہے اور اس کی زبان میں کچھ ہے۔ یعنی زبان دراز اور بدگو ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے طلاق دے دو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا میرے ساتھ ایک وقت گزرا ہے اور میری اس سے اولاد بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اسے نصیحت کرو۔ اگر اس میں خیر ہوئی تو سمجھ جائے گی۔ اور ایسے مت مارنا جیسے اپنی لونڈی کو مارتے ہو۔'' پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: ''وضو خوب کامل کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک میں خوب پانی چڑھایا کرو الا یہ کہ روزے سے ہو۔''

۱۴۳- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ قال: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: حدَّثَني إسْمَاعِيلُ بنُ كَثِيرٍ عن عَاصِمِ بنِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ، عن أبِيهِ وَافِدِ بَنِي المُنْتَفِقِ أنَّهُ أتَى عَائِشَةَ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قال: فَلَمْ نَنْشَبْ أنْ جاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَقَلَّعُ: يَتَكَفَّأُ، وقال: عَصِيدَةً مَكانَ خَزِيرَةٍ.

۱۴۳- جناب عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد (لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں' جو کہ وفد بنی مُنْتَفِق کے سردار تھے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: ''ہم بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ زور سے قدم اٹھاتے ہوئے' آگے کو جھک کر چلتے ہوئے تشریف لائے۔ اور اس روایت میں خَزِیْرَۃٌ کی بجائے عَصِیْدَۃٌ ذکر ہے۔

۱۴۴- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حدثنا أبُو عَاصِمٍ قال: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الحَدِيثِ قال: «إذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ».

۱۴۴- جناب محمد بن یحیٰی بن فارس کی سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ کہا کہ ''جب تو وضو کرے تو کلی کر۔''

فوائد و مسائل: ① مہمان کی میزبانی اس کا حق ہے اور حسب استطاعت عمدہ طور پر کی جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی گزران بحمد اللہ بہت اچھی اور آپ کا فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ اور غنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ ③ نبی علیہ السلام کی رفتار باوقار اور تیز ہوتی تھی۔ آپ قدم اٹھا کر چلتے تھے گویا آگے کو جھکے ہوں۔ ④ آپ پسند فرماتے تھے کہ آپ کی آمدنی ایک حد تک رہے۔ ⑤ مہمان یا ساتھی کے متوقع شبہات کا ازخود ازالہ کر دینا مستحب ہے۔ ⑥ بیوی اگر زبان دراز ہو تو اس بنا پر وہ طلاق کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ ⑦ اگر وہ نصیحت قبول نہ کرے تو ایک حد تک جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے' مگر شدید نہ ہو۔ ⑧ وضو ہمیشہ مکمل کرنا چاہیے' خلال کرنا مستحب اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ بڑے فصیح اللسان تھے۔ ⑩ خزیرہ طعام کی وہ قسم ہے کہ اس میں گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ابالے جاتے ہیں' جب وہ گل جاتا ہے تو اس پر آٹا ڈال دیتے ہیں۔ اگر گوشت کے بغیر پکایا جائے تو اسے عصیدہ کہتے ہیں۔ بہر حال دونوں ہی اہل عرب کی غذا ہیں۔

(المعجم ٥٧) - باب تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۷- ڈاڑھی میں خلال کرنے کا بیان

۱۴۳- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۱۴۴- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۵۲ من حديث أبي داود به.

١٤٥- حَدَّثنا أبُو تَوبَةَ يَعْني رَبِيعَ بنَ نَافِعٍ، قال: حدثنا أبُو المَلِيح عن الوَلِيدِ ابنِ زَوْرَانَ، عن أنَسِ بن مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إذَا تَوَضَّأَ أخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وقال: «هَكَذَا أمَرَنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ».

۱۴۵- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی کا ایک چلو لے کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس سے ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: ”مجھے میرے رب عز وجل نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَالْوَلِيدُ بنُ زَوْرَانَ رَوَى عَنْهُ حَجَّاجُ بنُ حَجَّاجٍ وَأبُو المَلِيحِ الرَّقِّيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ولید بن زوران سے حجاج بن حجاج اور ابوملیح رقی نے (بھی) روایت کیا ہے۔

فائدہ: وضو میں ڈاڑھی کا خلال تاکیدی سنت ہے' البتہ غسل جنابت میں اسے دھونا چاہیے' اس لیے کہ ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

(المعجم ٥٨) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۸- پگڑی پر مسح کرنے کا بیان

١٤٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بن حَنْبَلٍ قال: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن ثَوْرِ [ابنِ يزيدَ]، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن ثَوْبَانَ قال: بَعَثَ رسولُ الله ﷺ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رسولِ الله ﷺ أَمَرَهُمْ أنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ.

۱۴۶- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک (جہادی) مہم بھیجی تو ان لوگوں کو سردی نے آ لیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی پگڑیوں اور موزوں پر مسح کر لیا کریں۔

١٤٧- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صالِحٍ قال:

۱۴۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

١٤٥- تخريج: [إسناده ضعيف] * وليد بن زوران: لين الحديث، د، تق: ٧٤٢٣، وللحديث شاهد عند الحاكم: ١/ ١٤٩، ح: ٥٢٩ وسنده ضعيف * الزهري عنعن.

١٤٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٦٢ من حديث أبي داود به، وهو في المسند للإمام أحمد ٥/ ٢٧٧، وصححه الحاكم: ١/ ١٦٩، ووافقه الذهبي، وللحديث علة غير قادحة، انظر نصب الراية: ١/ ١٦٥.

١٤٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المسح على العمامة، ح: ٥٦٤ من حديث عبدالله بن وهب به * أبومعقل لا يعرف (ميزان الاعتدال: ٤/ ٥٧٦).

حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال: حَدَّثَني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالحٍ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ مُسْلِمٍ، عن أبي مَعْقِلٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: رَأيْتُ رسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ، فأَدْخَلَ [يَدَيْهِ] مِنْ تَحْتِ العِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ.

رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ کے سر پر ایک قطری پگڑی تھی تو آپ نے اپنے ہاتھ پگڑی کے نیچے کیے اور سر کے اگلے حصے کا مسح کیا اور پگڑی کو نہ کھولا۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں اس میں پگڑی پر مسح کرنے کی صراحت بھی نہیں ہے مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ وغیرہ کی روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے باقی مسح پگڑی پر پورا کیا۔ یہاں عدم ذکر نفی اصل کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ پگڑی پر مسح صحیح سنت سے ثابت ہے۔ جیسے کہ حدیث نمبر ۱۴۶ میں اس کی اجازت گزری ہے اور آگے حدیث نمبر ۱۵۰ میں بھی اس کی صراحت آ رہی ہے۔

(المعجم ٥٩) - باب غَسْلِ الرِّجْلِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۹- پاؤں دھونے کا بیان

١٤٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا ابنُ لَهِيعَةَ عن يَزِيدَ بنِ عَمْرٍو، عن أبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عن الْمُسْتَوْرَدِ ابنِ شَدَّادٍ قال: رَأيْتُ رسولَ الله ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ.

۱۴۸- حضرت مستورد بن شداد ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب وضو کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو اپنی چھنگلی سے ملتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال بھی کرنا چاہیے تاکہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔

(المعجم ٦٠) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ (التحفة ٥٩)

باب: ۶۰- موزوں پر مسح کرنے کا بیان

١٤٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال:

۱۴۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ میں

١٤٨ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تخليل الأصابع، ح: ٤٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٤٤٦، ورواه الليث بن سعد وغيره عن يزيد بن عمرو به عند ابن أبي حاتم في تقدمة الجرح والتعديل، ص: ٣١، ٣٢، والبيهقي: ١/ ٧٦، ٧٧ وعندهما فائدة هامة.

١٤٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام... الخ، ح: ٢٧٤ بعد ح: ٤٢١ من حديث ابن شهاب الزهري به.

حدثنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قال: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ قال: حَدَّثَني عَبَّادُ بنُ زِيادٍ: أَنَّ عُرْوَةَ بنَ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ المُغِيرَةَ يقُولُ: عَدَلَ رسولُ الله ﷺ وَأَنَا مَعَهُ في غَزْوَةِ تَبُوكَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَعَدَلْتُ مَعَهُ، فَأَنَاخَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدِهِ مِنَ الإِدَاوَةِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ حَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الجُبَّة فَغَسَلَهُمَا إِلَى المِرْفَقِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ، فَأَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى نَجِدَ النَّاسَ في الصَّلاةِ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ عَوْفٍ، فَصَلَّى بِهِم حِينَ كَانَ وَقْتُ الصَّلاةِ، وَوَجَدْنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ صَلاةِ الْفَجْرِ، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فَصَفَّ مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَصَلَّى وَرَاءَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ عَوْفٍ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ في صَلَاتِهِ فَفَزِعَ المُسْلِمُونَ، فأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ، لأَنَّهُمْ سَبَقُوا النَّبِيَّ ﷺ بالصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ قال لَهُمْ: «قَدْ أَصَبْتُمْ» أَوْ «قَدْ أَحْسَنْتُمْ».

غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ نماز فجر سے پہلے ایک مقام پر آپ راستے سے ایک جانب کو ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ مڑ گیا۔ نبی ﷺ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔ واپس آئے تو میں نے لوٹے سے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا۔ آپ نے پہلے اپنے ہاتھ اور پھر چہرہ دھویا۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو جبے کی آستینوں سے نکالنا چاہا مگر وہ تنگ تھیں' تو آپ نے اپنے ہاتھ واپس آستین میں ڈال لیے اور انہیں جبے کے نیچے سے نکالا اور انہیں کہنیوں تک دھویا' پھر آپ نے اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنے موزوں پر مسح کیا' پھر آپ سوار ہو گئے اور چل دیے حتیٰ کہ ہم نے لوگوں کو نماز میں پایا اور وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو (بطور امام) آگے کر چکے تھے۔ انہوں نے نماز پڑھائی جبکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا' ہم نے پایا کہ حضرت عبدالرحمٰن انہیں نماز فجر کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوسری رکعت پڑھی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے (نماز مکمل ہونے پر) سلام پھیرا تو نبی ﷺ اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (یہ دیکھ کر) مسلمان گھبرا گئے اور بہت زیادہ تسبیح کہنے لگے' کیونکہ انہوں نے نماز میں نبی ﷺ سے سبقت کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''تم لوگوں نے درست کیا۔'' یا کہا: ''بہت اچھا کیا۔''

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی قربت' خدمت اور حفاظت کو اپنا لازمی فریضہ جانتے تھے۔ تاہم

سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو از خود رکنے کا حکم دیا تھا۔ (سنن نسائی ٗ حدیث:۱۲۵) ② صحابہ کرام نبی ﷺ کے تمام اعمال اور ان کی جزئیات تک کو شریعت کی نظر سے دیکھتے تھے ٗ جیسے کہ اس باب کی روایت میں موزوں پر مسح مذکور ہوا ہے۔ ③ صحابہ کرام اول وقت میں نماز پڑھنے کے عادی تھے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں تواضع تھی کہ عام مسلمانوں کے ساتھ صف میں مل کر نماز پڑھی اور یہی حکم شریعت ہے۔ ⑤ معلوم ہوا کہ افضل مفضول کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ ⑥ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا فضل و شرف ہے کہ صحابہ نے انہیں امامت کے لیے منتخب کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

١٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى يَعْني ابنَ سَعِيدٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا الْمُعْتَمِرُ عَنِ التَّيْمِيِّ قال: حدثنا بَكْرٌ عن الْحَسَنِ، عن ابنِ الْمُغِيرَةِ ابنِ شُعْبَةَ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ - وَذَكَرَ - فَوْقَ الْعِمَامَةِ، قال عن الْمُعْتَمِرِ سَمِعْتُ أبي يُحَدِّثُ عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن الحَسَنِ، عن ابنِ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن الْمُغِيرَةِ: أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَعَلى نَاصِيَتِهِ وَعَلى عِمَامَتِهِ قال بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ من ابنِ الْمُغِيرَةِ.

۱۵۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ٗ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا (تو) اپنے سر کے اگلے حصے پر مسح کیا۔ ساتھ ہی یہ کہا: پگڑی پر بھی۔

جناب معتمر کی روایت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ موزوں پر ٗ اپنے سر کے اگلے حصے اور اپنی پگڑی پر مسح کیا کرتے تھے۔ بکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت مغیرہ کے بیٹے سے براہ راست سنی ہے۔

فائدہ: پگڑی اور عمامہ پر مسح کی صحیح روایات بکثرت مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف سر پر یا صرف پگڑی پر یا سر اور پگڑی دونوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ (عون المعبود)

١٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يونُسَ قال: حَدَّثَني أبي عن

۱۵۱- جناب عروہ اپنے والد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

١٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ٢٧٤/ ٨٢ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به.

١٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، ح: ٢٠٦، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٤/ ٧٩ من حديث عامر الشعبي به.

الشَّعْبِيِّ قال: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بنَ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ يَذْكُرُ عن أبِيهِ قال: كُنَّا مَعَ رَسولِ الله ﷺ في رَكْبِهِ وَمَعِي إدَاوَةٌ، فَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِالإدَاوَةِ فأفْرَغْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أرَادَ أنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ مِنْ جِبَابِ الرُّومِ ضَيِّقَةُ الكُمَّيْنِ فَضَاقَتْ فَادَّرَعَهُمَا ادِّرَاعًا، ثُمَّ أهْوَيتُ إلَى الخُفَّيْنِ لأنْزِعَهُمَا، فَقالَ لي: «دَعِ الْخُفَّيْنِ فَإنِّي أدْخَلْتُ الـقَدَمَيْنِ الـخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ»، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

قال أبي: قال الشَّعْبِيُّ: شَهِدَ لِي عُرْوَةُ عَلَى أبِيهِ، وَشَهِدَ أبُوهُ عَلَى رسولِ الله ﷺ.

ہم رکاب تھے‘ میرے پاس پانی کا برتن تھا‘ آپ قضائے حاجت کی غرض سے نکلے‘ پھر ہماری جانب واپس آئے‘ تو میں پانی لے کر آپ کی طرف بڑھا‘ میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا‘ آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے‘ پھر منہ دھویا‘ پھر آپ نے اپنے بازو آستینوں سے نکالنا چاہے جبکہ آپ نے جبہ پہنا ہوا تھا‘ وہ رومی جبہ تھا اور اس کی آستینیں تنگ تھیں اس لیے آپ کے بازو نہ نکل سکے‘ تو آپ نے جبے کے نیچے سے اپنے بازو نکالے۔ پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں‘ تو آپ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑو‘ میں نے اپنے پاؤں ان میں ڈالے تو یہ دونوں طاہر تھے۔“ پھر آپ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

(عیسیٰ بن یونس نے) کہا کہ میرے والد (یونس بن ابی اسحاق) نے کہا کہ شعبی نے کہا: مجھے عروہ نے اپنے باپ (مغیرہ) کے متعلق گواہی دی اور اس کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دی۔ (اس توضیح سے مراد حدیث کی توثیق مزید ہے۔)

فوائد ومسائل: ① غیر ملکی لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اسلامی شعائر اور ثقافت کے خلاف نہ ہو اور غیر مسلموں کی نقالی کا مظہر بھی نہ ہو۔ ② موزوں پر مسح کے لیے شرط ہے کہ پہلے انہیں وضو کر کے پہنا ہو۔

١٥٢- حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الحَسَنِ وعن زُرَارَةَ بنِ أوْفى أنَّ الْمُغِيرَةَ بنَ شُعْبَةَ قال: تَخَلَّفَ رسولُ الله ﷺ، فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ قال: فَأتَيْنَا النَّاسَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ

١٥٢- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قافلے کے ساتھیوں سے پیچھے ہو گئے ......اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا......اس میں ہے کہ پھر ہم لوگوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ انہیں نماز فجر پڑھا رہے ہیں۔ جب انہوں

١٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/٣٥٢ من حديث أبي داود به ※ قتادة مدلس وعنعن، والحديث السابق، ح: ١٤٩ يغني عنه، انظر الحديث رقم: ١٤٩.

عَوْفٍ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَمْضِيَ . قال: فَصَلَّيْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ رَكْعَةً، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي سُبِقَ بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا شَيْئًا .

نے نبی ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ جاری رہیں۔ چنانچہ میں نے اور نبی ﷺ نے ان کے پیچھے ایک ایک رکعت پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فوت شدہ رکعت پڑھی اور اس پر کوئی اور اضافہ نہیں کیا۔ (یعنی سجدۂ سہو نہیں کیا۔)

قال أبو دَاوُدَ: أَبُو سَعِيدٍ الخُدْرِيُّ وَابنُ الزُّبَيْرِ وابنُ عُمَرَ يقولُونَ: مَنْ أَدْرَكَ الْفَرْدَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ .

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرات ابوسعید خدری' ابن زبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ جسے نماز کی ایک رکعت ملی ہو تو اس پر سہو کے دو سجدے ہیں۔

فائدہ: جس شخص کی جماعت سے کوئی رکعت یا رکعات رہ گئی ہوں وہ صرف فوت شدہ رکعات ہی دہرائے' اس پر کوئی سجدۂ سہو وغیرہ نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحابہ کی طرف منسوب اس قول کو ضعیف کہا ہے کہ جو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت پائے' تو وہ بقیہ رکعتیں پوری کرنے کے بعد سجدۂ سہو بھی کرے' ایسے حضرات کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ مسبوق شخص امام کے ساتھ تشہد بیٹھتا ہے جب کہ ابھی اس کی صرف ایک رکعت ہی ہوئی ہوتی ہے یعنی ابھی وہ تشہد بیٹھنے کی حالت کو نہیں پہنچا ہوتا' لیکن اسے امام کے ساتھ تشہد بیٹھنا پڑ جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلک صحیح نہیں ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔ علاوہ ازیں اسے تشہد میں امام کی متابعت کی وجہ سے بیٹھنا پڑتا ہے نہ کہ سہو کی وجہ سے۔

١٥٣- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أبي قال: حدثنا شُعْبَةُ عن أبي بَكْرٍ يَعْني ابنَ حَفْصِ بنِ عُمَرَ بنِ سَعْدٍ، سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الله عن أبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ عَوْفٍ يَسْأَلُ بِلَالًا عن وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ فقال: كَانَ يَخْرُجُ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَآتِيهِ بِالْمَاءِ فَيَتَوَضَّأُ وَ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَمُوقَيْهِ .

١٥٣- جناب ابوعبدالرحمٰن سلمی روایت کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے اور وہ بلال رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کے بارے میں دریافت کر رہے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ قضائے حاجت کے لیے جاتے تو میں آپ کے لیے پانی لے آتا اور آپ وضو کرتے اور اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے۔

١٥٣- تخريج: [حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ١٧٠ من حديث عبيدالله بن معاذ به، وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًّا .

قال أبُو دَاوُدَ: وَهُوَ أبو عَبْدِ الله مَوْلَى بَنِي تَيْمِ بنِ مُرَّةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سے روایت کرنے والا ابوعبداللہ' بنی تیم بن مرہ کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہے۔

١٥٤- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قال: حدثنا ابنُ داوُدَ عن بُكَيْرِ ابنِ عَامِرٍ، عن أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ: أنَّ جَرِيرًا بالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وقال: مَا يَمْنَعُنِي أنْ أمْسَحَ وَقَدْ رَأيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ. قالُوا: إنَّمَا كَانَ ذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِ المَائِدَةِ. قال: مَا أسْلَمْتُ إلَّا بَعْدَ نُزُولِ المَائِدَةِ.

۱۵۴- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور کہا: میرے لیے مسح سے کیا چیز مانع ہے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مسح کا حکم سورۂ مائدہ کے نزول سے پہلے کا ہے۔ تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو اسلام ہی سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد لایا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت جریر رضی اللہ عنہ سن دس ہجری کے شروع میں مسلمان ہوئے ہیں اور آیت وضو: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ﴾ سورۂ مائدہ کی چھٹی آیت ہے۔ اس میں سر کے مسح کا ذکر ہے موزوں کا نہیں بلکہ پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ موزوں پر مسح کرنا منسوخ ہے۔ جریر رضی اللہ عنہ نے واضح کیا کہ میں اس سورت کے نزول کے بعد اسلام لایا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے خود دیکھا ہے لہٰذا یہ عمل بلاشبہ صحیح' جائز اور مسنون ہے۔ منسوخ سمجھنا درست نہیں۔ شیعہ اور خوارج کے علاوہ اور کوئی اس کا منکر نہیں ہے۔ ② صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ اصول اٹل تھا کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے مفسر اور مُبَیِّن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴) ''اور ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے بالوضاحت بیان کر دیں۔''

١٥٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ الحَرَّانِيُّ قالا: حدثنا وَكِيعٌ قال:

۱۵۵- حضرت بریدہ (بن حصیب) رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نجاشی (والیٔ حبشہ) نے رسول اللہ ﷺ کے لیے سیاہ

١٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٩ من حديث علي بن الحسين به، وصححه، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

١٥٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الخف الأسود، ح: ٢٨٢٠ من حديث وكيع به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٤٩، ٣٦٢٠ * دلهم بن صالح ضعيف (تقريب)، ولأصل الحديث شواهد.

حدثنا دَلْهَمُ بنُ صَالِحٍ عن حُجَيْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبيهِ: أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إلَى رسولِ الله ﷺ خُفَّيْنِ أسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ، فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. قال مُسَدَّدٌ عن دَلْهَمَ بنِ صَالِحٍ.

قال أبُو دَاوُدَ: هَذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ البَصْرَةِ.

رنگ کے دو سادہ موزے ہدیہ بھجوائے تو آپ نے انہیں پہنا، پھر وضو کیا تو ان پر مسح کیا۔

جناب مسدد نے (احمد بن شعیب کی روایت کے بالمقابل "حَدَّثَنَا" کی بجائے "عَنْ" سے روایت کی اور) "عَنْ دَلْهَمَ بْنِ صَالِحٍ" کہا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت اہل بصرہ کے تفرُّدات میں سے ہے۔

فوائد ومسائل: ① ہدیہ قبول کرنا اور قبول کے بعد فوراً استعمال میں لانا بھی جائز ہے اور یہ قبول کر لیے جانے کی علامت ہوتی ہے۔ ② چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ③ اس روایت کو اہل بصرہ کے تفردات میں سے شمار کرنا امام ابوداود رحمہ اللہ کے تسامحات میں سے ہے۔ (عون المعبود)

١٥٦- **حَدَّثَنَا** أحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حدثنا ابنُ حَيٍّ هُوَ الْحَسَنُ بنُ صَالحٍ، عن بُكَيْرِ بنِ عَامِرٍ البَجَلِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي نُعْمٍ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ مَسَحَ عَلَى الخُفَّيْنِ، فَقُلْتُ: يارسولَ الله! نَسِيتَ؟ قال: «بَلْ أَنْتَ نَسِيتَ، بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ».

١٥٦- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (جب اپنے) موزوں پر مسح کیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول رہے ہیں؟ فرمایا: "(نہیں) بلکہ تم بھول رہے ہو۔ مجھے میرے رب نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔"

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے۔ تاہم دوسری صحیح روایت سے یہ مسئلہ یعنی موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

(المعجم ٦١) - باب التَّوقِيتِ فِي الْمَسْحِ (التحفة ٦٠)

باب: ٦١- مسح کے لیے مدت کا بیان

١٥٧- **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال:

١٥٧- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے

١٥٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٦، ٢٥٣ من حديث بكير بن عامر به، وصححه الحاكم: ١/ ١٧٠، ووافقه الذهبي * بكير بن عامر ضعيف، ضعفه الجمهور.

١٥٧ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ٩٥ من حديث إبراهيم التيمي به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٥٣، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٨١.

حدثنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن أبي عَبْدِ الله الْجَدَلِيِّ، عن خُزَيْمَةَ بن ثَابِتٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «المَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، لِلْمُسَافِرِ ثَلاثَةُ أَيَّامٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''موزوں پر مسح کرنے کی مدت مسافر کیلئے تین دن اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات ہے۔''

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصورُ بنُ المُعْتَمِرِ عن إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ بِإِسْنَادِهِ قال فيه: وَلَو اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو منصور بن معتمر نے اپنی سند سے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ اگر ہم مسح کی مدت میں اضافہ چاہتے تو آپ اضافہ فرما دیتے۔

١٥٨- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حدثنا عَمْرُو بنُ الرَّبِيعِ بنِ طَارِقٍ قال: أخبرنا يَحْيَى ابنُ أيُّوبَ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ رَزِينٍ، عن مُحمَّدِ بنِ يَزِيدَ، عن أيُّوبَ بنِ قَطَنٍ عن أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ قال يَحْيَى بنُ أيُّوبَ -وكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسولِ الله ﷺ الْقِبْلَتَيْنِ- أَنَّهُ قال: يَا رسولَ الله! أَمْسَحُ عَلَى الخُفَّيْنِ؟ قال: «نَعَمْ». قال: يَوْمًا؟ قال: «يَوْمًا». قال: وَيَوْمَيْنِ؟ قال: «وَيَوْمَيْنِ». قال: وَثَلاثَةً؟ قال: «نَعَمْ وَمَا شِئْتَ».

١٥٨- حضرت اُبَیّ بن عمارہ رضی اللہ عنہ' جن کے بارے میں یحییٰ بن ایوب کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے' ان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے کہا (کیا) ایک دن؟ آپ نے فرمایا: ''(ہاں) ایک دن۔'' انہوں نے کہا: کیا دو دن (بھی؟) فرمایا: ''ہاں دو دن (بھی۔'') کہا: کیا تین دن (بھی؟) فرمایا: ''ہاں!......اور جو تو چاہے۔''

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ أبي مَرْيَمَ المِصْرِيُّ، عن يَحْيَى بنِ أيُّوبَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ رَزِينٍ، عن مُحمَّدِ بنِ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن ابی مریم مصری نے (بسند) یحییٰ بن ایوب' عن عبدالرحمٰن بن رزین' عن محمد بن یزید بن ابی زیاد' عن عبادہ بن نسی' عن ابی

١٥٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٧٩ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٥٧ من حديث أيوب بن قطن عن عبادة بن نسي عن أبي بن عمارة الخ * وقال الدارقطني: "هذا الإسناد لا يثبت ... وعبدالرحمن ومحمد بن يزيد وأيوب بن قطن مجهولون كلهم".

يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن أُبَيِّ بنِ عِمَارَةَ قال فيه: حَتَّى بَلَغَ سَبْعًا قال رسولُ الله ﷺ: «نَعَمْ مَابَدَا لَكَ».

بن عمارہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ (دنوں کا اضافہ) سات دنوں تک پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''جو تیری سمجھ میں آئے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: قَدِ اخْتُلِفَ في إسْنَادِهِ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ. وَرَوَاهُ ابنُ أبي مَرْيَمَ وَيَحْيَى بنُ إسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، وَاخْتُلِفَ في إسْنَادِهِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس کی اسناد میں اختلاف ہے اور یحییٰ بن ایوب قوی نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی مریم اور یحییٰ بن اسحاق سَیْلَحِینیؒ اور یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں اختلاف کیا گیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مقیم اپنے موزوں پر ایک دن رات اور مسافر تین دن تین رات تک مسح کرسکتا ہے جیسا کہ حدیث ۱۵۷ میں ہے۔ ② مسح کی ابتدا حدث کے بعد پہلے مسح سے شمار کی جائے گی۔ ③ ابی بن عمارہ ؓ والی روایت جس میں تین دن سے زیادہ کا ذکر ہے' ضعیف ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری ؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (عون المعبود) شیخ البانی ؒ نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔

(المعجم ٦٢) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ (التحفة ٦١)

باب:۶۲- جرابوں پر مسح کرنا

١٥٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ عن وَكِيعٍ، عن سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عن أبي قَيْسٍ الأَوْدِيِّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ ثَرْوَانَ، عن هُزَيْلِ بنِ شُرَحْبِيلَ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أنَّ رسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.

۱۵۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا تو اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ لا يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت

١٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الجوربين والنعلين، ح:٩٩، وابن ماجه، ح:٥٥٩ من حديث وكيع به، وسنده ضعيف من أجل عنعنة الثوري ومع ذلك قال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد واجماع الصحابة يؤيده، انظر الأوسط لابن المنذر: ٤٦٤/١، ٤٦٥، والمغني لابن قدامة: ١/ ١٨١ مسئلة: ٤٢٦، والمحلى لابن حزم: ٢/ ٨٧.

المَعْرُوفَ عن المُغِيرَةِ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الخُفَّيْنِ.

مغیرہ ؓ سے معروف روایت یہ ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ هَذَا أيْضًا عن أبِي مُوسَى الأشْعَرِيِّ عن النَّبي ﷺ أنَّهُ مَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ وَلَيْسَ بالمُتَّصِلِ ولا بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے بھی یہ مروی ہے: ''نبی ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا۔'' مگر یہ متصل ہے نہ قوی۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَمَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ عَلِيُّ بنُ أبِي طَالِبٍ وَابنُ مَسْعُودٍ وَالْبَرَاءُ ابنُ عَازِبٍ وَأنَسُ بنُ مَالِكٍ وَأبُو أُمَامَةَ وَسَهْلُ بنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ. وَرُوِيَ ذَلِكَ عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ وَابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب' ابن مسعود' براء بن عازب' انس بن مالک' ابوامامہ' سہل بن سعد اور عمرو بن حریث ؓ نے بھی جرابوں پر مسح کیا ہے اور یہی بات حضرت عمر بن خطاب اور ابن عباس ؓ سے بھی مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① پاؤں میں پہنا جانے والا لفافہ اگر سوتی یا اونی ہو تو اسے [جَورَب] اس کے نیچے چمڑا لگا ہو تو [مُنَعّل] اوپر نیچے دونوں طرف چمڑا ہو تو [مُجَلّد] اور اگر سارا ہی چمڑے کا ہو تو اسے ''خُف'' کہتے ہیں۔ ② بقول شیخ البانی ؒ کے یہ روایت سنداً صحیح ہے۔ نیز دیگر صحیح روایات سے بھی جرابوں اور نعلین (موزوں اور جوتوں) پر مسح کرنا ثابت ہے۔ (دیکھیے: المسح علی الجوربین (عربی) از علامۃ الشام جمال الدین قاسمی ؒ اور مسنون نماز- از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾) ③ علامہ احمد محمد شاکر ؒ سنن ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے وضو اور مسح کے باب میں کئی احادیث کئی لوگوں نے روایت کی ہیں۔ بعض نے موزوں پر مسح' بعض نے پگڑی پر مسح اور بعض نے جرابوں پر مسح کرنا نقل کیا ہے۔ اور ان میں کوئی تضاد وخلاف نہیں ہے' کیونکہ یہ متعدد احادیث ہیں اور مختلف مواقع کے بیانات ہیں۔ اور ان کی معیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ سال تک رہی ہے اور عین معقول ہے کہ آپ نے وضو کے بارے میں مختلف مواقع کے مشاہدات پیش فرمائے ہوں تو بعض راویوں نے کچھ سنا اور دوسروں نے کچھ اور۔ ④ امام ابوداود ؒ نے ان صحابۂ کرام ؓ کے نام شمار کر دیے ہیں جو جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے اور ان میں جرابوں کا کوئی وصف یعنی چمڑا لگا ہونا یا موٹا ہونا مذکور نہیں ہے۔'' اور اصل یہی ہے کہ جراب پر مسح صحیح ہے۔'' علامہ دولابی نے کتاب الاسماء والکنی (١٨١/١) میں جناب ازرق بن قیس (تابعی) سے نقل کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک ؓ کو دیکھا کہ ان کا وضو ٹوٹ گیا تو انہوں نے (تجدید وضو میں) اپنا چہرہ دھویا' ہاتھ دھوئے اور اپنی ''اون کی

جرابوں' پر مسح کیا۔ میں نے کہا: آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''یہ [خُفّان] ہیں یعنی موزے ہی ہیں اگر چہ اون کے ہیں۔'' اور اس کی سند جید ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے صالح بن محمد ترمذی سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو مقاتل سمرقندی سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوا وہ مرض وفات میں تھے' انہوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا' جرابیں پہن رکھی تھیں' تو اپنی جرابوں پر مسح کیا اور کہا: میں نے آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتا تھا۔ میں نے غیر منعّل جرابوں پر مسح کیا ہے' (یعنی ان پر چمڑا نہیں لگا ہوا تھا۔) تفصیل کیلئے دیکھیے: (تعليق جامع ترمذی از علامہ احمد محمد شاکر' باب ماجاء في المسح على الجوربين والنعلين' ۱/ ۱۶۷-۱۶۹) ⑤ ایسی جرابیں اور موزے جو پرانے ہو جائیں یا پھٹ جائیں اور ان میں سوراخ ہو جائیں' جنہیں پہننے میں انسان عرفاً و عادتاً عیب محسوس نہیں کرتا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مہاجرین اور انصار کے موزے پھٹنے سے محفوظ نہ رہتے تھے' اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہوتی تو اس کا ذکر ہوتا اور ممانعت آ جاتی۔ (فقہ السنہ' سید سابق)

(المعجم . . .) - بَابٌ (التحفة ٦٢)

باب........

١٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَعَبَّادُ بنُ مُوسَى قالا: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن أَبِيهِ قال: عَبَّادٌ قال: أخبرني أَوْسُ بنُ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ. وقال عَبَّادٌ: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ أَتَى عَلَى كِظَامَةِ قَوْمٍ - يَعْنِي المِيضَأَةَ - وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ المِيضَأَةَ وَالْكِظَامَةَ، ثُمَّ اتَّفَقَا: فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ.

۱۶۰- حضرت اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔ عباد بن موسیٰ نے (اپنی روایت میں) یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک قوم کے کِظَامہ پر آئے...... یعنی مقام وضو پر...... مگر جناب مسدد نے (اپنی روایت میں) مِیضَاۃ اور کِظَامہ کا ذکر نہیں کیا۔ پھر دونوں مشائخ (مسدد اور عباد بن موسیٰ حدیث کے باقی الفاظ بیان کرنے میں) متفق ہیں: ''آپ نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔''

فائدہ: بشرط صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے) یہ روایت سابقہ روایت پر محمول ہے۔ یعنی نبی ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ اور ''قدموں پر مسح'' سے مراد ایسی صورت ہے جس میں جرابیں پہنی ہوئی تھیں۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے یا چپل کی پٹی پر مسح فرمایا جو کہ پاؤں کے اوپر ہوتی ہے۔

١٦٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٨ عن هشيم به، مختصرًا جدًا، وصرح بالسماع عند الحازمي في الاعتبار، ص: ٤٢ * عطاء العامري مجهول الحال كما قال ابن القطان.

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: كَيْفَ الْمَسْحُ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣-مسح کیسے ہو؟

١٦١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبي الزِّنَادِ قال: ذَكَرَهُ أَبي عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الخُفَّيْنِ. وقال غيرُ مُحمَّدٍ: مَسَحَ عَلَى ظَهْرِ الخُفَّيْنِ.

۱۶۱-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔محمد بن صباح کے علاوہ (دوسرے مشائخ) نے کہا کہ آپ نے موزوں کی پشت (یعنی پاؤں کی اوپر والی جانب) پر مسح کیا۔

١٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: حدثنا حَفْصٌ يَعْني ابنَ غِيَاثٍ، عن الأَعْمَشِ، عن أبي إسْحَاقَ، عن عَبْدِ خَيْرٍ، عن عَلِيٍّ قال: لَوْ كَانَ الدِّينُ بالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بالمَسْحِ مِنْ أَعْلَاه، وَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ.

۱۶۲-سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو موزوں کا نیچے والا حصہ اوپر والے کی بہ نسبت مسح کا زیادہ مستحق ہوتا، مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر ہی مسح کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔تاہم جو بات اس میں بیان ہوئی ہے، وہ صحیح ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔اسی طرح اگلی دونوں روایتیں (۱۶۳، ۱۶۴) بھی شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہیں۔

١٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ قال:

۱۶۳-جناب اعمش اپنی سند سے اس حدیث کو

١٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين، ظاهرهما، ح:٩٨ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به وقال: "حديث حسن"، قال الذهبي في عبدالرحمن بن أبي الزناد: "حديثه من قبيل الحسن" (سير أعلام النبلاء:٨/ ١٦٨، ١٦٩).

١٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٩٨، ح: ٧٥٩ من حديث حفص بن غياث به، وتابعه يزيد ابن عبدالعزيز وعيسى بن يونس ووكيع، انظر مسند الإمام أحمد مع زوائده: ١/ ٩٥، ١١٤، ١٢٤ * أبوإسحاق عنعن، وحديث الحميدي: ٤٧ يغني عنه.

١٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٩٢ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق عند الحميدي، ح: ٤٧ (بتحقيقي)، وأحمد: ١/ ١٤٨ وغيرهما * أبوإسحاق عنعن.

حدثنا يَحْيَى بنُ آدَمَ قال: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عن الأعمَشِ بإسْنَادِهِ بِهٰذَا الحَدِيثِ قال: مَا كُنْتُ أُرَى بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ إلَّا أحَقَّ بالْغَسْلِ حَتَّى رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَهْرِ خُفَّيْهِ. وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عن الأعمَشِ بإسْنَادِهِ قال: كُنْتُ أرَى أنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أحَقُّ بالمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا حَتَّى رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ ظَاهِرَهُمَا.

روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں پاؤں کے نیچے والے حصے ہی کو زیادہ لائق سمجھتا تھا کہ اسے دھویا جائے حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر کے حصے ہی کا مسح کرتے تھے۔

اس حدیث کو وکیع نے اعمش سے اپنی سند سے روایت کیا تو کہا: میں سمجھتا تھا کہ پاؤں کا نیچے والا حصہ ہی اس بات کے زیادہ لائق ہوتا ہے کہ ان کا مسح کیا جائے' حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اوپر کی جانب مسح کرتے تھے۔

قال وَكِيعٌ: يَعْنِي الخُفَّيْنِ.

وکیع نے کہا کہ "قَدَمَیْن" سے مراد "موزے" ہیں۔

وَرَوَاهُ عِيسَى بنُ يُونُسَ عن الأعْمَشِ. كَمَا رَوَاهُ وَكِيعٌ. وَرَوَاهُ أبُو السَّوْداءِ عن ابنِ عَبْدِ خَيْرٍ عن أبِيهِ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ ظَاهِرَ قَدَمَيْهِ وقال: لَوْلا أنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ وَسَاقَ الحَدِيثَ.

اس حدیث کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے ویسے ہی روایت کیا ہے جیسے وکیع نے روایت کیا ہے اور اسے ابوالسوداء نے ابن عبد خیر سے' انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا تو کہا کہ میں نے حضرت علی ؓ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے قدموں کے اوپر کے حصے کو دھویا اور کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے نہ دیکھا ہوتا...... (تو میں یہی سمجھے رہتا کہ ان کا نیچے والا حصہ ہی دھونے کے لائق ہوتا ہے۔) اور آخر تک حدیث اسی طرح بیان کی۔

١٦٤- حَدَّثَنا مُحمدُ بْنُ العَلَاءِ: حدثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عن الْأعْمَشِ بهذا الْحَدِيثِ قال: لو كان الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ بَاطِنُ الْقَدَمَيْنِ أحَقَّ بِالْمَسْحِ من ظَاهِرِهِما، وقد مَسَحَ النَّبِيُّ ﷺ على

۱۶۴- جناب حفص بن غیاث نے اعمش سے یہ روایت بیان کی تو کہا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو قدموں کے تلوے ان کے اوپر والے حصے کی نسبت مسح کے زیادہ حق دار ہوتے' جب کہ نبی ﷺ نے موزوں کی پشت (اوپر والے حصے) پر مسح کیا ہے۔

١٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٦٢.

[ظَهْرِ] خُفَّيْهِ.

١٦٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ وَمَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ المَعْنى قالا: حدثنا الْوَلِيدُ قال: مَحمُودٌ قال: أخبرنا ثَوْرُ بنُ يَزِيدَ عن رَجَاءِ بنِ حَيْوَةَ، عن كَاتِبِ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ في غَزْوَةِ تَبُوكَ فَمَسَحَ [أَعْلَى] الْخُفَّيْنِ وَأَسْفَلَهُمَا.

۱۶۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سفر تبوک میں نبی ﷺ کو وضو کروایا تو آپ نے (اس موقع پر) موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ ثَوْرٌ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ رَجَاءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی۔

فائدہ: موزوں پر مسح میں مشروع یہ ہے کہ ان کے اوپر کی جانب گیلا ہاتھ پھیرا جائے۔ صحیح احادیث کی دلالت یہی ہے اور جن میں یہ آیا ہے کہ موزوں کے نیچے بھی مسح کیا تو ان کی اسانید میں کلام ہے۔ اس لیے ان میں تعارض ہے نہ تطبیق کی ضرورت، جیسا کہ بعض حضرات نے جمع و تطبیق سے کام لیا ہے۔

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: فِي الانْتِضَاحِ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- چھینٹے مارنے کا بیان

١٦٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن سُفْيَانَ بنِ الْحَكَمِ الثَّقَفِيِّ - أَوِ الْحَكَمِ ابنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ - قال: كَانَ رَسولُ الله ﷺ إذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ.

۱۶۶- حضرت سفیان بن حکم ثقفی یا حکم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پیشاب کرتے اور وضو کرتے تو (اس کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر) چھینٹے مار لیتے۔

١٦٥_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين أعلاه وأسفله، ح: ٩٧، وابن ماجه، ح: ٥٥٠ من حديث الوليد بن مسلم به، وأعله الترمذي * ثور لم يسمعه من رجاء، وجاء تصريح سماعه عند الدارقطني: ١/ ١٩٥، ح: ٧٤٢ والسند إليه ضعيف، ورجاء لم يسمعه من كاتب المغيرة رضي الله عنه.

١٦٦_ **تخريج**: [**حسن**] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في النضح بعد الوضوء، ح: ٤٦١، والنسائي، ح: ١٣٤، ١٣٥ من حديث منصور به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧١، ووافقه الذهبي * شيخ مجاهد اختلف في صحبته فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وانظر التلخيص الحبير: ١/ ٧٤.

قال أبو داوُدَ: وَافَقَ سُفْيَانَ جَمَاعَةٌ عَلَى هَذَا الإسْنَادِ، قال بَعْضُهُمْ: الحَكَمُ أو ابنُ الحَكَمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محدثین کی جماعت نے اس سند میں راوی کا نام "سفیان بن حکم" کو راجح قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض نے حَکَم یا ابن حَکَم ذکر کیا ہے۔

١٦٧- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حدثنا سُفْيَانُ عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عن أبِيهِ قال: رَأيْتُ رَسولَ الله ﷺ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ.

۱۶۷- مجاہد...... بنوثقیف کے ایک شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور پھر اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

١٦٨- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ المُهَاجِرِ: حدثنا مُعَاوِيَةُ بنُ عَمْرٍو: حدثنا زَائِدَةُ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن الْحَكَمِ - أو ابنِ الْحَكَمِ - عن أبِيهِ: أنَّ النَّبي ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ.

۱۶۸- مجاہد حَکَم یا ابن حَکَم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنی شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

فائدہ: وضو کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر چھینٹے مار لینا مسنون ومستحب ہے۔ سنت پر ثواب کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ مثانہ کی کمزوری کے باعث بعض اوقات قطرات آجانے کا جو اندیشہ ہوتا ہے اس سے وسواس کا دفعیہ (خاتمہ) ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٦٥) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إذَا تَوَضَّأَ (التحفة ٦٥)

باب: ٦٥- وضو کے بعد آدمی کیا پڑھے؟

١٦٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَعْني ابنَ صَالِحٍ، يُحَدِّثُ

۱۶۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوتے تھے اور اپنے کام خود ہی سرانجام دیتے تھے اور باری باری اونٹ چرایا

١٦٧ـ **تخريج**: [حسن] انظر الحديث السابق.

١٦٨ـ **تخريج**: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

١٦٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح: ٢٣٤ من حديث معاوية بن صالح به، ورواه النسائي، ح: ١٥١.

عن أبي عُثْمَانَ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: كُنَّا مَعَ رسولِ الله ﷺ خُدَّامَ أَنْفُسِنَا. نَتَنَاوَبُ الرِّعَايَةَ - رِعَايَةَ إِبِلِنَا - فَكَانَتْ عَلَيَّ رِعَايَةُ الإبِلِ، فَرَوَّحْتُهَا بِالْعَشِيِّ، فَأَدْرَكْتُ رسولَ الله ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَسَمِعْتُهُ يقولُ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الوُضُوءَ ثُمَّ يَقُومُ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ، يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، إِلَّا فَقَدْ أَوْجَبَ». فَقُلْتُ: بَخٍ بَخٍ ما أَجْوَدَ هَذِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيَّ: الَّتِي قَبْلَهَا ياعُقْبَةُ! أَجْوَدُ مِنْهَا. فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ. قُلْتُ: مَا هِيَ ياأَبَا حَفْصٍ؟ قال: إِنَّهُ قال آنِفًا قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يقولُ حِينَ يَفْرَغُ مِنْ وُضُوئِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّها شَاءَ».

کرتے تھے۔ میری باری آئی تو سہ پہر کو میں انہیں واپس لایا (اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آ حاضر ہوا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سنا آپ کہہ رہے تھے: ”تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل) وضو کرے' پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے' اپنے دل اور چہرے سے نماز ہی میں مگن رہے تو اس نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی۔“ میں نے کہا: بہت خوب! بہت خوب! کس قدر بہترین عمل ہے۔ تو میرے سامنے سے ایک شخص بولا: اے عقبہ! جو اس سے پہلے فرمایا ہے وہ اس سے بھی خوب تر ہے۔ میں نے نظر اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب ؓ تھے۔ میں نے کہا اے ابوحفص! وہ کیا ہے؟ کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے ابھی ابھی یہ ارشاد فرمایا ہے: ”تم میں سے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل مسنون) وضو کرے اور وضو کے بعد یہ کلمات کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔“

قال مُعَاوِيَةُ: وَحَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بنُ يَزِيدَ عن أبي إِدْرِيسَ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ.

معاویہ بن صالح کہتے ہیں کہ مجھے ربیعہ بن یزید نے ابوادریس سے' اس نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا۔

١٧٠- حَدَّثَنا الحُسَيْنُ بنُ عِيسَى قال: حدثنا عَبْدُ الله بن يَزِيدَ المُقْرِىءُ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن أبي عَقِيلٍ، عن ابنِ عَمِّه، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الرِّعَايَةِ قال عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ: «ثُمَّ رَفَعَ نَظَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَال» وَسَاقَ الحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ.

١٧٠-ابوعقیل نے اپنے چچیرے بھائی سے انہوں نے عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کی ہے اور اس میں اونٹوں کے چرانے کا ذکر نہیں کیا اور ''اچھی طرح وضو کرنے'' کے موقع پر کہا کہ پھر وہ (وضو کرنے والا) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے (اور یہ دعا پڑھے) اور معاویہ بن صالح کی روایت کی مانند بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف نظر اٹھانا یا انگلی اٹھانا صحیح نہیں ہے۔ ② اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں جبکہ دوزخ کے سات ہیں۔

(المعجم . . .) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ (التحفة ٦٦)

باب:......ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا؟

١٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قال: حدثنا شَرِيكٌ عن عَمْرِو بنِ عَامِرٍ الْبَجَلِيِّ، قال مُحَمَّدٌ: هُوَ أَبُو أَسَدِ بنُ عَمْرٍو قال: سَأَلْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ عن الْوُضُوءِ فقالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وكُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

١٧١-جناب عمرو بن عامر بجلی یعنی ابو اسد محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے وضو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے' جبکہ ہم ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

توضیح: اس میں نبی ﷺ کا عمل یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا کرتے تھے' تو یہ آپ کا غالب معمول تھا' ورنہ بعض مواقع پر آپ نے بھی ایک ہی وضو سے متعدد نمازیں پڑھی ہیں' جیسا کہ اگلی روایت سے بھی واضح ہے۔

١٧٠ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الدارمي: ١/ ١٨٢، ح: ٧٢٢ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به ۞ ابن عم زهرة مجهول، قاله المنذري.

١٧١ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ٢١٤ من حديث عمرو بن عامر به، ورواه الترمذي، ح: ٦٠، وابن ماجه، ح: ٥٠٩.

١٧٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حَدَّثَني عَلْقَمَةُ بنُ مَرْثَدٍ عن سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: صلَّى رسولُ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فقالَ لَهُ عُمَرُ: إنِّي رَأَيْتُكَ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ. قال: «عَمْدًا صَنَعْتُهُ».

۱۷۲- جناب سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں' اور آپ نے اپنے موزوں پر مسح بھی کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دیکھا ہے کہ آج آپ نے ایک ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے۔''

توضیح: تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایک وضو سے متعدد نمازیں نہیں پڑھی جا سکتیں۔

(المعجم ٦٦) - باب تَفْرِيقِ الْوُضُوءِ (التحفة ٦٧)

باب:۶۶- وضو میں تسلسل قائم نہ رہے تو......؟

١٧٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مَعْرُوفٍ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن جَرِيرِ بنِ حَازِمٍ أنَّهُ سَمِعَ قَتَادَةَ بنَ دِعَامَةَ قال: حدثنا أنَسٌ: أنَّ رَجُلًا جَاءَ إلَى رسولِ الله ﷺ وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ عَلَى قَدَمِهِ مِثْلَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ فقالَ لَهُ رسولُ الله ﷺ: «ارْجِعْ فأَحْسِنْ وُضُوءَكَ».

۱۷۳- جناب قتادہ بن دعامہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں آیا' وہ وضو کر چکا تھا' مگر اس نے اپنے پاؤں پر ناخن بھر جگہ (خشک) چھوڑ دی تھی (دھوئی نہ تھی) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔''

قال أبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عن جَرِيرِ بنِ حَازِمٍ وَلَمْ يَرْوِهِ إلَّا ابنُ وَهْبٍ وَحْدَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عن مَعْقِلِ بنِ عُبَيْدِالله الْجَزَرِيِّ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث جریر بن حازم سے معروف نہیں ہے۔ اسے اکیلے ابن وہب ہی نے بیان کیا ہے اور یہ روایت بہ سند معقل بن عبیداللہ جزری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے کہ

١٧٢- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ٢٧٧ من حديث يحيى القطان به.

١٧٣- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من توضأ فترك موضعًا لم يصبه الماء، ح: ٦٦٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤.

جَابِرٍ، عن عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: «ارْجِع فأَحْسِنْ وُضُوءَكَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔“

١٧٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حمَّادٌ قال: أخبرنا يُونُسُ وَحُمَيْدٌ عن الْحَسَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى قَتَادَةَ.

۱۷۴-جناب حسن بصری نے بھی نبی ﷺ سے قتادہ کی روایت کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

١٧٥- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ قال: حدثنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ هُو ابنُ سَعْدٍ، عن خَالِدٍ، عن بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وفي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدْرُ الدِّرْهَمِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ.

۱۷۵-خالد (ابن معدان) ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ اس کے پاؤں میں درہم برابر جگہ خشک رہ گئی تھی' اسے پانی نہیں پہنچا تھا' تو نبی ﷺ نے اسے وضو اور نماز کے اعادے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ وضو میں تسلسل لازم ہے۔ ② اگر کوئی شخص تسلسل قائم نہ رکھے اور کچھ اعضا دھو کر اٹھ جائے حتیٰ کہ پہلے والے اعضا خشک ہو جائیں تو اسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ ③ معمولی جگہ بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا اور پھر نماز بھی نہ ہوگی۔

(المعجم ٦٧) - بَابٌ: إِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ (التحفة ٦٨)

باب: ۶۷-اگر بے وضو ہونے میں شک ہو تو......؟

١٧٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ ومُحَمَّدُ ابنُ أَحْمَدَ بنِ أبي خَلَفٍ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عن عَمِّهِ قال: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ

۱۷۶-جناب عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے شکایت کی گئی کہ ایک شخص دوران نماز میں (پیٹ میں) کچھ (حرکت) محسوس کرتا ہے اور اسے خیال آتا ہے (کہ شاید ہوا نکلی ہے) تو آپ نے فرمایا: ”نماز چھوڑ کر نہ

١٧٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٨٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٧٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٤ من حديث بقية به، وصرح بالسماع عنده، وللحديث شواهد.

١٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح: ١٣٧، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك . . . الخ، ح: ٣٦١ من حديث سفيان بن عيينة به.

في الصَّلَاةِ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْهِ، فقالَ: «لا يَنْفَتِلْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

جائے حتیٰ کہ (ہوا نکلنے کی) آواز سنے یا بو محسوس کرے۔"

١٧٧- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرَنا سُهَيْلُ بنُ أبي صَالحٍ عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُم في الصَّلَاةِ فَوَجَدَ حَرَكَةً في دُبُرِهِ أَحْدَثَ أَوْ لَمْ يُحْدِثْ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

۱۷۷- سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور اپنی دبر میں کوئی حرکت محسوس کرے آیا ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں اور اسے شبہ ہو گیا ہو تو نماز چھوڑ کر نہ جائے حتیٰ کہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔"

فائدہ: جب طہارت کا یقین ہو اور وضو ٹوٹنے کا محض شبہ ہو تو نمازی کو چاہیے کہ اپنے یقین پر عمل کرے۔ اور ویسے بھی مسلمان کو شبہات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے بلکہ شبہات سے بچنا چاہیے۔ اسی لیے فقہ کا قاعدہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (الاشباہ والنظائر)

(المعجم ٦٨) - **باب الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ** (التحفة ٦٩)

باب: ۶۸- بوسہ لینے سے وضو کا مسئلہ......؟

١٧٨- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن أبي رَوْقٍ، عن إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۷۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) ان کا بوسہ لیا اور وضو نہیں کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ، وإِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی ابراہیم تیمی اور حضرت عائشہ کے مابین راوی

١٧٧- **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك . . . الخ، ح: ٣٦٢ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

١٧٨- **تخريج**: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ترك الوضوء من القبلة، ح: ١٧٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وللحديث شواهد، انظر نصب الراية: ١/ ٧١، ٧٦، وسنن الدارقطني: ١/ ١٣٦.

شَيْئًا. قال أبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفِرْيَابِيُّ وَغَيْرُهُ. قال أبُو دَاوُدَ: وَمَاتَ إبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ وَلَمْ يَبْلُغْ أرْبَعِينَ سَنَةً، وكَانَ يُكْنَى أبَا أسْمَاءَ.

محذوف ہے) اور ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ ؓ سے کچھ سنا نہیں ہے اور فریابی وغیرہ نے ایسے ہی (غیر موصول) بیان کیا ہے اور امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابراہیم تیمی چالیس سال کے نہیں ہوئے تھے کہ وفات پا گئے۔ ان کی کنیت ابو اسماء تھی۔

١٧٩- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا وَكِيعٌ قال: حدثنا الأعْمَشُ عن حَبِيبٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ امْرَأةً مِنْ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. قال عُرْوَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: مَنْ هِيَ إلَّا أنْتِ فَضَحِكَتْ.

۱۷۹- ام المومنین عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیا اور نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں (یہ حضرت عائشہ ؓ کے بھانجے تھے) میں نے کہا: یہ آپ ہی ہوں گی تو وہ ہنس دیں۔

قال أبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ زَائِدَةُ وَعَبْدُ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ عن سُلَيْمَانَ الأعْمَشِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: زائدہ اور عبدالحمید حمانی نے سلیمان اعمش سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١٨٠- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مَخْلَدٍ الطَّالَقَانِيُّ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَغْرَاءَ قال: حدثنا الأعْمَشُ قال: حدثنا أصْحَابٌ لَنَا عَنْ عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ عن عَائِشَةَ بِهَذَا الحَدِيثِ.

۱۸۰- ابراہیم بن مخلد کی سند سے اعمش سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے عروہ مزنی سے روایت کیا وہ حضرت عائشہ ؓ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

قال أبُو دَاوُدَ: قالَ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لِرَجُلٍ: احْكِ عَنِّي أنَّ هَذَيْنِ - يَعْنِي حَدِيثَ الأعْمَشِ هَذَا عن حَبِيبٍ

امام ابوداود ؒ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید القطان نے ایک شخص سے کہا: میری طرف سے یہ بات بیان کرو کہ اعمش کی حبیب سے یہ روایت اور اسی سند سے مسئلہ استحاضہ

١٧٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ترك الوضوء من القبلة، ح: ٨٦، وابن ماجه، ح: ٥٠٢ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

١٨٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٢٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

وَحَدِيثُهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ في الْمُسْتَحَاضَةِ: أَنَّها تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلاَةٍ - قال يَحْيَى: احْكِ عَنِّي أَنَّهُمَا شِبْهُ لَا شَيْءَ.

والی روایت جس میں ہے کہ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ یحییٰ نے کہا' میری طرف سے یہ بیان کرو کہ یہ دونوں حدیثیں نہ ہونے کے برابر (یعنی ضعیف) ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن الثَّوْرِيِّ قال: ما حدثنا حَبِيبٌ إِلَّا عن عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ - يَعْنِي لَمْ يُحَدِّثْهُمْ عن عُرْوَةَ ابنِ الزُّبَيْرِ بِشَيْءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ ہمیں حبیب نے جو روایات بیان کی ہیں وہ سب عروہ مزنی ہی سے روایت ہوئی ہیں' عروہ بن زبیر سے کچھ بیان نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَى حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، عن حَبِيبٍ، عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ حَدِيثًا صَحِيحًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حمزہ زیات نے حبیب سے' اس نے عروہ بن زبیر سے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① شوہر اگر اپنی بیوی کا بوسہ لے تو اس سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا' بشرطیکہ اس سے مذی کا اخراج نہ ہو۔ سورۂ نساء کی آیت: ۴۳ اور سورۂ مائدہ کی آیت: ٦ میں ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ......﴾ "اگر تم نے عورتوں کو چھوا ہو تو......" سے مراد مباشرت ہے۔ ② امام ابوداود رحمہ اللہ نے مختلف اسانید سے اس اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے اور صراحت کروانے والے ان کے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر ہی ہیں۔ دوسرے راوی عروہ مزنی ان سے یہ صراحت کروائیں' از حد محال ہے۔ ③ اس قسم کے جملے اور باتیں جو جناب عروہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین نقل ہوئی ہیں عزیزوں میں حد ادب کے اندر مباح اور جائز ہیں اور چونکہ یہ شرعی مسائل ہیں اس لیے ان کا نقل کیا جانا کوئی بری بات نہیں۔

(المعجم ٦٩) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ (التحفة ٧٠)

باب: ٦٩- شرمگاہ کو چھونے سے وضو

١٨١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يقولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الحَكَمِ، فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ،

١٨١- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا' وہاں یہ موضوع چھڑ گیا کہ کس کس چیز سے وضو لازم آتا ہے؟ مروان نے کہا کہ شرمگاہ کو چھونے سے بھی...... (وضو لازم آتا ہے؟) عروہ کہتے

١٨١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ١٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (رواية يحيى): ١/ ٤٢ (ورواية القعنبي، ص: ٥٠)، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ١٥١، ح: ٢٥ بقوله: "رواه الأربعة بإسناد ثابت لا مطعن فيه".

فَقالَ مَرْوَانُ: وَمِنْ مسِّ الذَّكَرِ، فقالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذَلِكَ، فقالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رسولَ الله ﷺ يقولُ «مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

ہیں: میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مروان نے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان ؓ نے بتایا' وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے: ''جو کوئی اپنے ذکر کو ہاتھ لگائے اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

مسئلہ: زیر نظر مسئلہ میں شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی دونوں احادیث وارد ہیں اور دونوں ہی صحیح ہیں۔ محدثین ان کے مابین تطبیق یہ دیتے ہیں کہ اگر براہ راست بغیر کسی حائل کے ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے' لیکن درمیان میں کپڑا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ یا اگر شہوانی جذبات کے تحت ہاتھ لگایا ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے' اس کے بغیر ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ کچھ محدثین کے نزدیک زیر نظر حدیث (بسرہ بنت صفوان) دوسری حدیث (طلق) کی ناسخ ہے۔ خیال رہے کہ عورتوں کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے۔

(المعجم ٧٠) - **باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ** (التحفة ٧١)

باب: ٧٠- اس میں رخصت کا بیان

١٨٢- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حدثنا مُلَازِمُ بنُ عَمْرٍو الحَنَفِيُّ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بَدْرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ، عن أبِيهِ قال: قَدِمْنَا عَلَى نَبِيِّ الله ﷺ، فَجاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ، فَقالَ: يانَبِيَّ الله! مَا تَرَى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ، فَقالَ ﷺ: «هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ».

١٨٢- جناب قیس بن طلق اپنے والد (طلق ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو ایک آدمی آیا وہ بظاہر بدوی (دیہاتی) تھا' کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے وضو کے بعد اپنے ذکر کو ہاتھ لگا لیا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے!''

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بنُ حَسَّانَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَابنُ عُيَيْنَةَ وَجَرِيرٌ الرَّازِيُّ، عن مُحَمَّدِ بنِ جَابِرٍ،

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ہشام بن حسان' سفیان ثوری' شعبہ' ابن عیینہ اور جریر رازی نے محمد بن جابر سے' انہوں نے قیس بن طلق سے روایت کیا ہے۔

١٨٢ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ترك الوضوء من مس الذكر، ح: ٨٥ من حديث ملازم بن عمرو به، وحقق ابن حبان وغيره بأنه حديث منسوخ.

عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ.

١٨٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ جَابِرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ، عن أَبِيهِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وقال: في الصَّلَاةِ.

۱۸۳-محمد بن جابر..... قیس بن طلق سے وہ اپنے والد سے اسی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ "دوران نماز میں" (اگر کوئی ہاتھ لگائے تو فرمایا کہ یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔)

(المعجم ٧١) - باب الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ (التحفة ٧٢)

باب:۷۱- اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو

١٨٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ قال: حدثنا الأعمَشُ عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله الرَّازِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: سُئِلَ رسولُ الله ﷺ عن الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإبِلِ، فَقالَ: «تَوَضَّئُوا مِنْهَا» وَسُئِلَ عن لُحُومِ الْغَنَمِ، فَقالَ: «لَا تَوَضَّئُوا مِنْهَا». وَسُئِلَ عن الصَّلَاةِ في مَبَارِكِ الإبِلِ، فقالَ: «لا تُصَلُّوا في مَبَارِكِ الإبِلِ فإنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ». وسُئِلَ عن الصَّلَاةِ في مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فقالَ: «صَلُّوا فِيهَا فَإنَّهَا بَرَكَةٌ».

۱۸۴- سیدنا براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: آیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم آتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس سے وضو کیا کرو۔" سوال کیا گیا کہ بکری کے گوشت سے؟ آپ نے فرمایا: "اس سے وضو نہ کرو۔" اور سوال ہوا کہ کیا اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھیں؟ فرمایا: "اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھا کرو۔ بیشک یہ شیطانوں میں سے ہیں۔" اور پوچھا گیا کہ بکریوں کے باڑے میں نماز (پڑھیں یا نہ؟) آپ نے فرمایا: "اس میں نماز پڑھ لیا کرو۔ بیشک یہ مبارک ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① اونٹ حلال جانور ہے مگر اس کا گوشت کھانے سے وضو کرنا رسول اللہ ﷺ کا فرمان مقدس ہے۔ اس میں کیا حکمت یا کیا علت ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لیے تو اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر آیت:۷) "رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔" ② بکریاں پالنا باعث برکت ہے۔

١٨٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ٤٨٣ من حديث محمد بن جابر به، وهو ضعيف جدًا، والحديث السابق شاهد له.

١٨٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الوضوء من لحوم الإبل، ح: ٨١، وابن ماجه، ح: ٤٩٤ من حديث أبي معاوية الضرير به * الأعمش صرح بالسماع، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ٣٦٠.

(المعجم ٧٢) - **باب الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ اللَّحْمِ النِّيءِ وَغَسْلِهِ** (التحفة ٧٣)

باب:٧٢- کچے گوشت کو ہاتھ لگانے سے وضو یا ہاتھ دھونے کا مسئلہ

١٨٥- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَأَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ وَعَمْرُو بنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ المَعْنَى قالُوا: حدثنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ قال: أخبرنا هِلَالُ بنُ مَيْمُونٍ الْجُهَنِيُّ عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، قال هِلَالٌ: لا أعْلَمُهُ إلَّا عن أبي سَعِيدٍ، وقال أَيُّوبُ وَعَمْرٌو: وَأُرَاهُ عن أبي سَعِيدٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِغُلَامٍ يَسْلُخُ شَاةً، فقالَ لهُ رسولُ الله ﷺ: «تَنَحَّ حَتَّى أُرِيكَ»، فأدْخَلَ يَدَهُ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ فَدَحَسَ بِهَا حَتَّى تَوَارَتْ إِلَى الإبْطِ، ثُمَّ مَضَى فَصَلَّى لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. زَادَ عَمْرٌو في حَدِيثِهِ: يَعْنِي لَمْ يَمَسَّ مَاءً وقال: عن هِلَالِ بنِ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيِّ.

١٨٥- حضرت ابوسعید ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک غلام کے پاس سے گزرے' وہ ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ایک طرف ہو جاؤ میں تمہیں دکھلاؤں۔'' (سکھلاؤں کہ کھال کیسے اتاری جاتی ہے) چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان داخل کر دیا اور اسے دھنسایا حتیٰ کہ بغل تک چھپ گیا' پھر آپ تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا۔ جناب عمرو بن عثمان نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے یعنی پانی کو نہیں چھوا اور (ہلال بن میمون جہنی کے بجائے) ہلال بن میمون ''رملی'' کہا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ وَأبُو مُعَاوِيَةَ، عن هِلَالٍ، عن عَطَاءٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، لَمْ يَذْكُرَا أبَا سَعِيدٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا اس حدیث کو عبدالواحد بن زیاد اور ابومعاویہ نے ہلال سے' اس نے عطاء سے' اس نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا، ان دونوں (عبدالواحد اور ابومعاویہ) نے ابوسعید کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ''معلم'' بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ کی تعلیم کا ایک پہلو یہ بھی تھا' جو اوپر مذکور ہوا کہ کام کو عمدہ اور خوبصورت انداز میں سرانجام دیا جائے۔ ② چربی کی چکناہٹ اور گوشت کی خاص مہک اور اس کا خون لگنے سے طہارت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ③ انسان کو بہت زیادہ نفیس اور نازک مزاج بھی نہیں

١٨٥ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب السلخ، ح: ٣١٧٩ من حديث مروان بن معاوية به، وتابعه ثور بن يزيد.

بن جانا چاہیے کہ اس قسم کے کاموں سے اہتمام غسل یا کپڑے تبدیل کرنا پڑیں۔ چاہیے کہ معمولات زندگی میں تکلفات کی بجائے سادگی کو اختیار کیا جائے۔

(المعجم ٧٣) - **باب تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَيْتَةِ** (التحفة ٧٤)

باب:٧٣- مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہ کرنا

١٨٦- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قال: حدثنا سُلَيْمانُ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن جَابِرٍ: أنَّ رسولَ الله ﷺ مَرَّ بالسُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ أسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَأخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قال: «أيُّكُم يُحِبُّ أنَّ هَذَا لَهُ» وَسَاقَ الحَدِيثَ.

١٨٦- حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک بار) بازار سے گزرے‘ آپ عوالی مدینہ (بالائے مدینہ) کی جانب سے تشریف لائے تھے اور کچھ دوسرے لوگ بھی آپ کی جلو میں دائیں بائیں تھے۔ آپ کا گزر بکری کے ایک چھوٹے کان والے مردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ آپ نے اسے اس کے کان سے پکڑا اور فرمایا: ”تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ یہ قبول کرلے.....“ اور راوی نے حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم میں یہ حدیث مکمل اس طرح ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کو ایک درہم کے عوض لے؟ صحابہ نے کہا: ہم تو اسے نہیں لینا چاہتے اور اس کا ہم کریں گے بھی کیا؟ فرمایا: کیا تم اسے بلا قیمت لینا پسند کرتے ہو؟ کہنے لگے: قسم اللہ کی! اگر یہ زندہ بھی ہوتا‘ تو عیب دار تھا‘ اس کے کان ہی چھوٹے چھوٹے ہیں اور اب تو یہ ویسے ہی مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم اللہ کی! دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے‘ جتنا تم اس کو حقیر جان رہے ہو۔“ (صحيح مسلم، حديث : ٢٩٥٧) ② رسول اللہ ﷺ موقع بموقع پیش آمدہ حقائق کو تمثیلات سے سمجھاتے تھے اور اس واقعہ میں دنیا کی حقیقت کو نکھار دیا گیا ہے۔ داعی حضرات اور اساتذہ کو زندگی میں پیش آمدہ امور سے واقعاتی مثالیں پیش کرنی چاہئیں۔ ③ مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (محدثین کی فقاہت قابل داد ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ)

(المعجم ٧٤) - **بَابٌ: فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ** (التحفة ٧٥)

باب:٧٤- آگ پر پکی چیز کے استعمال سے وضو نہ کرنے کا بیان

١٨٧- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ

١٨٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

١٨٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن لِلمؤمن وجنة لِلكافر" ح: ٢٩٥٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به.

١٨٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٤ عن عبدالله بن مسلمة◂

قال: حدثنا مَالِكٌ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) بکری کا گوشت تناول فرمایا اور وہ دستی (شانے) کا گوشت تھا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

فائدہ: اس مسئلے کا پس منظر یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی چیز استعمال کرنے سے وضو کرنے کا حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا' مگر کچھ لوگوں کو منسوخ ہونے کا علم نہ ہو سکا اور وہ بدستور وضو کرنے کے قائل رہے۔

۱۸۸- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ المَعْنى قالا: حدثنا وَكِيعٌ عن مِسْعَرٍ، عن أَبِي صَخْرَةَ جَامِعِ بنِ شَدَّادٍ، عن المُغِيرَةِ بنِ عَبْدِ الله، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: ضِفْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فأَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ وَأَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِي بِهَا مِنْهُ. قال: فَجَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بالصَّلَاةِ. قال: فألْقَى الشَّفْرَةَ وقال: «مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ»، وَقَامَ يُصَلِّي. زَادَ الأَنْبَارِيُّ: وكَانَ شَارِبِي وَفَاءً فَقَصَّهُ لِي عَلَى سِوَاكٍ، أَوْ قال: «أَقُصُّهُ لَكَ عَلَى سِوَاكٍ».

۱۸۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا' آپ نے (بکری کے) پہلو کے بارے میں فرمایا تو وہ بھونا گیا۔ آپ نے چھری لی اور اس سے میرے لیے کاٹنے لگے۔ (اس اثنا میں) بلال ؓ آئے اور آپ کو نماز کی خبر دی تو آپ نے چھری رکھ دی اور فرمایا: ''اسے کیا ہوا ہے' خاک آلود ہوں اس کے ہاتھ!'' اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ انباری نے مزید بیان کیا اور کہا کہ میری (مغیرہ کی) مونچھیں لمبی تھیں تو آپ نے مسواک رکھ کے اوپر سے کاٹ دیں یا یوں کہا: ''مسواک رکھ کر کاٹے دیتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ یہ حکم منسوخ ہے۔ ② اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام سے الفت کا بیان ہے۔ ③ حضرت بلال ؓ کے لیے آپ نے جو کلمہ استعمال فرمایا وہ عام سا جملہ تھا' بددعا مقصود نہ تھی۔ ④ امام بخاری ؒ کا اس سے استدلال یہ ہے کہ مقرر شدہ امام کو کھانے کی بنا پر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ⑤ مونچھیں چھوٹی ہونی چاہییں اور بڑے کو حق حاصل ہے کہ اپنے عزیز کی بڑھی ہوئی مونچھیں کتر دے۔

◄◄ القعنبي، والبخاري، الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، ح: ۲۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۲۵ (والقعنبي، ص: ٤٩).

۱۸۸- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ۱٦٥ (بتحقيقي) من حديث وكيع به.

١٨٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أَبُو الأَحْوَصِ قال: حدثنا سِمَاكٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَكَلَ رسولُ الله ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قامَ فَصَلَّى.

۱۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت تناول فرمایا اور اپنے ہاتھ نیچے بچھی دری (یا ٹاٹ) سے صاف کیے' پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

فائدہ: شاید وہ کپڑا یا دری ہی اس قسم کی ہوگی کہ اس سے ہاتھ صاف کیا جا سکتا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ گوشت وغیرہ کھانے کے بعد کلی کرنا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی ضروری نہیں بلکہ صرف کپڑے اور تولیے سے صاف کر لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کر لینا بھی کافی ہے۔

١٩٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن يَحْيَى ابنِ يَعْمُرَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْتَهَشَ مِن كَتِفٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

فائدہ: دانتوں سے نوچ کر کھانا سنت ہے اور لذت کا باعث بھی۔

١٩١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ الحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ قال: حدثنا حَجَّاجٌ: قال ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني مُحمَّدُ بنُ الْمُنْكَدِرِ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقولُ: قَرَّبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْزًا وَلَحْمًا فأكَلَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ طَعَامِهِ فأكَلَ ثُمَّ قامَ إِلَى الصَّلَاةِ

۱۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا تو آپ نے تناول فرمایا' پھر پانی منگوایا اور اس سے وضو کیا' پھر ظہر کی نماز پڑھی' پھر باقی ماندہ کھانا منگوایا اور کھایا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور وضو نہیں کیا۔

١٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح:٤٨٨ من حديث أبي الأحوص به * سماك عن عكرمة ضعيف، ولأصل الحديث شواهد.

١٩٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٩ من حديث همام به، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ٣٣٤٠، ومسلم، ح: ١٩٤ وغيرهما.

١٩١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٢ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢١٨.

وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

١٩٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ سَهْلٍ أَبُو عِمْرَانَ الرَّمْلِيُّ قال: حدثنا عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ قال: حدثنا شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ عن مُحمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ، عن جَابِرٍ قال: كَانَ آخِرُ الأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ.

١٩٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی چیزوں کے استعمال سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَهَذَا اخْتِصَارٌ مِنَ الحَدِيثِ الأَوَّلِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت پہلی حدیث کا اختصار ہے۔

١٩٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ أبي كَرِيمَةَ قال ابن السَّرْح: ابنُ أبي كَرِيمَةَ مِنْ خِيَارِ المُسْلِمِينَ قال: حَدَّثَني عُبَيْدُ بنُ ثُمَامَةَ المُرَادِيُّ قال: قَدِمَ عَلَيْنَا مِصْرَ عَبْدُ الله بنُ الْحَارِثِ بنِ جَزْءٍ مِن أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ في مَسْجِدِ مِصْرَ قال: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ سَادِسَ سِتَّةٍ مَعَ رسولِ الله ﷺ في دَارِ رَجُلٍ، فَمَرَّ بِلَالٌ، فَنَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، فَخَرَجْنَا فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ وَبُرْمَتُهُ عَلَى النَّارِ، فقالَ لَهُ رسولُ الله ﷺ: «أَطَابَتْ

١٩٣- عبید بن ثمامہ مرادی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب رسول میں سے تھے، ہمارے ہاں مصر میں تشریف لائے۔ میں نے انہیں وہاں مسجد میں حدیث بیان کرتے سنا، کہہ رہے تھے کہ مجھے یاد ہے کہ میں ایک شخص کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجلس میں ساتواں فرد تھا یا چھٹا تھا کہ بلال آئے، انہوں نے نبی ﷺ کو نماز کی اطلاع دی تو ہم نکلے اور ایک شخص کے پاس سے گزرے، اس کی ہنڈیا آگ پر رکھی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: "کیا تمہاری ہنڈیا تیار ہوگئی ہے؟" اس نے کہا جی ہاں، میرے ماں باپ آپ پر قربان! تو آپ نے اس سے گوشت کی ایک بوٹی لی اور کھاتے ہوئے چلے گئے حتیٰ کہ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہی

١٩٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ترك الوضوء مما غيرت النار، ح: ١٨٥ من حديث علي بن عياش به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٣، وذكر الشافعي له علة - إن صحت - فالحديث حسن.

١٩٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدولابي في الكنىٰ: ٢/ ١٦٣ من حديث أحمد بن عمرو بن السرح به * بن ثمامة مستور كما قال أبوسعيد بن يونس المصري.

بُرْمَتُكَ؟» قال: نَعَمْ بأبِي أنْتَ وَأُمِّي، فَتَنَاوَلَ مِنْهَا بَضْعَةً، فَلَمْ يَزَلْ يَعْلِكُهَا حَتَّى أَحْرَمَ بالصَّلَاةِ وَأنَا أنْظُرُ إلَيْهِ.

اور میں آپ کو دیکھ رہا تھا۔

(المعجم ٧٥) - **باب التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ** (التحفة ٧٦)

باب: ۷۵- مذکورہ مسئلے میں تشدید کا بیان

١٩٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ قال: حَدَّثَني أبُو بَكْرِ بنُ حَفْصٍ عن الأغَرِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الْوُضُوءُ مِمَّا أنْضَجَتِ النَّارُ».

۱۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز آگ سے پکی ہو (اس کے استعمال سے) وضو لازم ہے۔''

فائدہ: آگ پر پکی چیزوں سے وضو ابتدائے اسلام کا حکم تھا جو کہ منسوخ ہو گیا جیسے کہ اوپر کی حدیث میں مذکور ہے۔

١٩٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قال: حدثنا أبَانٌ عن يَحْيَى يَعْني ابنَ أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ أنَّ أبَا سُفْيَانَ بنَ سَعِيدِ بنِ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُ أنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَسَقَتْهُ قَدَحًا مِنْ سَوِيقٍ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ. قالَتْ: يَاابْنَ أُخْتِي! ألَا تَوَضَّأُ، إنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، أو قال: مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۹۵- جناب ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ وہ (اپنی خالہ ام المومنین) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے، پس انہوں نے ان کو ستو کا ایک پیالہ پلایا تو انہوں نے (یعنی ابوسفیان نے) پانی مانگا اور کلی کی، تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں بھانجے! کیا وضو نہیں کرو گے؟ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس چیز کو آگ نے بدل دیا ہو اس سے وضو کرو۔'' یا فرمایا: ''جس چیز کو آگ پہنچی ہو۔''

قال أبُو دَاوُدَ: في حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ يَاابْنَ أخِي!.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زہری کی روایت میں (بھانجے کی بجائے) بھتیجے کا لفظ آیا ہے۔

١٩٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٨ من حديث شعبة به.

١٩٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء مما غيرت النار، ح: ١٨٠ من حديث أبي سلمة ابن عبدالرحمن به.

(المعجم ٧٦) - **باب الْوُضُوءِ مِنَ اللَّبَنِ** (التحفة ٧٧)

باب:٧٦- دودھ پی کر وضو کرنے کا مسئلہ

١٩٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال: حدثنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ ثُمَّ قال: «إِنَّ لَهُ دَسَمًا».

۱۹۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) دودھ نوش فرمایا' پھر پانی طلب کیا اور کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکنائی ہوتی ہے۔''

فائدہ: اس قسم کے ماکولات ومشروبات سے جن میں چکنائی ہو کلی کر لینا اولی وافضل ہے تاکہ نماز کے دوران میں منہ خوب صاف رہے۔ آنے والی حدیث میں اس کی رخصت کا بیان ہے۔

(المعجم ٧٧) - **باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ** (التحفة ٧٨)

باب:٧٧- اس سے کلی نہ کرنے کی رخصت

١٩٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ عن زَيْدِ بنِ الْحُبَابِ، عن مُطِيعِ بنِ رَاشِدٍ، عن تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَلَمْ يُمَضْمِضْ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَصَلَّى. قال زَيْدٌ: دَلَّنِي شُعْبَةُ عَلَى هَذَا الشَّيْخِ.

۱۹۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا مگر (اس کے بعد) کلی کی نہ وضو کیا اور نماز پڑھ لی۔ زید (بن حباب) کہتے ہیں کہ شعبہ نے مجھے اس شیخ (مطیع بن راشد) کی راہ نمائی کی تھی (کہ اس سے حدیث حاصل کروں۔)

فائدہ: دودھ پی کر کلی کر لینا مستحب اور افضل ہے' نہ بھی کرے تو جائز ہے۔

(المعجم ٧٨) - **باب الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ** (التحفة ٧٩)

باب:٧٨- خون نکلنے سے وضو کا مسئلہ.....؟

١٩٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: هل يمضمض من اللبن؟، ح: ٢١١، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٨ عن قتيبة به.

١٩٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٦٠ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ في فتح الباري: ١/ ٣١٣.

١٩٨- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ الرَّبِيع بنُ نَافِعٍ قال: حدثنا ابن المُبَارَكِ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَني صَدَقَةُ بنُ يَسَارٍ عن عَقِيلِ بنِ جَابِرٍ، عن جَابِرٍ قال: خَرَجْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ - يَعْنِي في غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِنَ المُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أُهَرِيقَ دَمًا في أَصْحَابِ مُحمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلًا، فقال: «مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا؟» فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فقال: «كُونَا بِفَمِ الشِّعْبِ». قال: فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى فَمِ الشِّعْبِ اضْطَجَعَ المُهَاجِرِيُّ وَقَامَ الأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي وَأَتَى الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيئَةٌ لِلْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ حَتَّى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهِ هَرَبَ. فَلَمَّا رَأى المُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدِّمَاءِ قال: سُبْحَانَ الله! أَلَّا أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمَى! قال: كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا.

١٩٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نکلے......یعنی غزوۂ ذات الرقاع میں......تو کسی مسلمان نے مشرکین میں سے کسی کی بیوی کو قتل کر دیا' تو اس مشرک نے قسم کھائی کہ میں اصحاب محمد میں خون بہا کر رہوں گا۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے قدموں کے نشانات کی پیروی کرنے لگا۔ ادھر نبی ﷺ نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا اور فرمایا: ''کون ہمارا پہرہ دے گا؟'' تو اس کام کے لیے ایک مہاجر اور ایک انصاری اٹھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''تم دونوں اس گھاٹی کے دہانے پر کھڑے رہو۔'' جب وہ دونوں اس کے دہانے کی طرف نکلے (تو انہوں نے طے کیا کہ باری باری پہرہ دیں گے) چنانچہ مہاجر لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا (اور پہرہ بھی دیتا رہا۔) ادھر سے وہ مشرک بھی آ گیا۔ جب اس نے ان کا سراپا دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ اس قوم کا پہریدار ہے چنانچہ اس نے ایک تیر مارا اور اس کے اندر تول دیا۔ اس (انصاری) نے وہ تیر (اپنے جسم سے) نکال دیا (اور نماز میں مشغول رہا) حتیٰ کہ اس نے تین تیر مارے۔ پھر اس نے رکوع اور سجدہ کیا۔ ادھر اس کا (مہاجر) ساتھی بھی جاگ گیا۔ اس (مشرک) کو جب محسوس ہوا کہ ان لوگوں نے اس کو جان لیا ہے' تو بھاگ نکلا۔ مہاجر نے جب انصاری کو دیکھا کہ وہ لہولہان ہو رہا ہے تو اس نے کہا: سُبْحَانَ اللهِ! تم نے مجھے پہلے تیر ہی پر کیوں نہ جگا دیا؟ اس نے جواب دیا: ''میں ایک سورت پڑھ رہا تھا' میرا دل نہ چاہا کہ اسے

١٩٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٣ من حديث ابن المبارك به وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٦، وابن حبان (موارد)، ح: ١٠٩٣، والحاكم: ١/ ١٥٦، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري: ١/ ٢٨٠ (فتح الباري).

ادھوری چھوڑوں۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زخم سے خون بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے۔ جو لوگ خون کے بہنے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں' وہ ایک تو حیض اور استحاضے کے خون سے اور نکسیر کی بابت روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں نکسیر پھوٹنے کو بھی ناقض وضو بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ حیض یا استحاضے کے خون کی حیثیت عام زخم سے بہنے والے خون سے یکسر مختلف ہے۔ اس لیے کہ ان کے تو احکام ہی مختلف ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خون' [سَبِیْلَیْن] ”شرم گاہوں“ سے نکلتا ہے جو بالاتفاق ناقض وضو ہے۔ جب کہ زخموں سے نکلنے والے خون کی یہ حیثیت نہیں۔ اس لیے صحابہ کرام ؓ جنگوں میں زخمی ہوتے رہے اور اسی حالت میں وہ نمازیں بھی پڑھتے رہے' لیکن رسول اللہ ﷺ نے زخمی صحابہ کو نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ عام زخموں سے نکلنے والا خون ناقض وضو نہیں ہے۔ علاوہ ازیں نکسیر سے وضو کرنے والی روایات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے' جو کہ سب کی سب ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: عون المعبود) ② غزوۂ ذات الرقاع امام بخاری ؒ کی ترتیب کے مطابق خیبر کے بعد ہوا تھا۔ ③ اس کی وجہ تسمیہ ایک تو یہ ہے کہ اس موقع پر مجاہدین نے اپنے پاؤں زخمی ہونے کے باعث پٹیاں باندھی تھیں۔ علاوہ ازیں بھی کچھ وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ ④ جہاد میں بالخصوص اور دیگر مواقع پر بالعموم پہریداری کا انتظام توکل کے خلاف نہیں بلکہ مسنون اور حکمت جنگ کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ⑤ مجاہدین اسلام دورانِ جہاد میں بھی اپنے وقت کو قیمتی اعمال میں صرف کرتے تھے جیسے کہ اس انصاری نے پہریداری کے دوران نماز اور تلاوت قرآن شروع کر دی اور وہ سورت' جو یہ مجاہد پڑھ رہا تھا' سورۂ کہف تھی۔ ⑥ نماز اور قرآن سے محبت ہی صحابہ کرام کا امتیاز وشرف تھا۔

(المعجم ۷۹) - بَابٌ: فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ۸۰)

باب:۷۹- نیند سے وضو

۱۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: أخبَرَني نَافِعٌ قال: حَدَّثَني عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: أنَّ رسولَ الله ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فأخَّرَهَا حَتَّى رَقَدْنَا في المَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ

۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کسی کام میں مشغول ہو گئے اور نماز (عشاء) میں بہت تاخیر کر دی حتیٰ کہ ہم لوگ مسجد میں سو گئے' پھر جاگے' پھر سو گئے' پھر جاگے' پھر سو گئے' پھر کہیں آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ اور کوئی نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔“

۱۹۹ــ تخريج: أخرجه البخاري، المواقيت، باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح:٥٧٠، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح:٦٣٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح:٢١١٥، وعنه أحمد في مسنده: ٢/ ٨٨.

اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فقال:
«لَيْسَ أحَدٌ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرَكُم».

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ سونا بیٹھے بیٹھے تھا نہ کہ لیٹ کر۔ جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ ② نماز عشاء امت مسلمہ کا خاصہ ہے' نیز اس کو دوسری نمازوں کی بہ نسبت اوّل وقت کی بجائے دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ ③ محض نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا' الا یہ کہ لیٹ کر ہو یا کسی ایسے سہارے سے ہو کہ اعضاء ڈھیلے ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نیند میں بھی آپ کا وضو قائم رہتا تھا۔ درج ذیل احادیث اس کی واضح دلیل ہیں۔

٢٠٠- **حَدَّثَنا** شَاذُّ بنُ فَيَّاضٍ قال: حدثنا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ قال: كَانَ أصْحَابُ رسولِ الله ﷺ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ الآخِرَةَ حَتَّى تَخْفِقَ رُؤُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ.

٢٠٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نماز عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ ان کے سر (نیند کے باعث) جھک جھک جاتے تھے۔ پھر وہ نماز پڑھ لیتے اور (نیا) وضو نہ کرتے تھے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ وقال: كُنَّا نَخْفِقُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ کی قتادہ سے روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمارے سر (نیند کے باعث) جھک جایا کرتے تھے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ أبِي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ بِلَفْظٍ آخَرَ.

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ نے قتادہ سے دوسرے الفاظ سے بیان کیا ہے۔

٢٠١- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بنُ شَبِيبٍ قالا: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ أنَّ أنَسَ بنَ مَالِكٍ قال: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَامَ رَجُلٌ

٢٠١- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز عشاء کی اقامت کہی جا چکی تھی کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کام ہے۔ چنانچہ وہ آپ سے سرگوشیاں کرنے لگا حتیٰ کہ قوم کو یا ان میں سے

٢٠٠_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح: ١٢٥/ ٣٧٦ من حديث قتادة به، وصححه الدارقطني: ١/ ١٣١.

٢٠١_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح: ٣٧٦ من حديث حماد بن سلمة به.

شُعْبَةُ: إِنَّمَا سَمِعَ قَتَادَةُ عن أبي الْعَالِيَةِ أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ: حَدِيثَ يُونُسَ بنِ مَتَّى وَحَدِيثَ ابنِ عُمَرَ في الصَّلَاةِ وَحَدِيثَ: «الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ» وَحَدِيثَ ابنِ عَبَّاسٍ: حَدَّثني رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ.

''میری آنکھیں سوتی ہیں' مگر دل نہیں سوتا۔''

شعبہ کہتے ہیں قتادہ نے ابوالعالیہ سے چار حدیثیں سنی ہیں (۱) حدیث یونس بن متی۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو نماز کے بارے میں ہے۔ (۳) اور وہ حدیث کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۴) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ مجھے معتمد اور پسندیدہ افراد نے حدیث بیان کی' ان میں سے ایک عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور پسندیدہ میرے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَذَكَرْتُ حَدِيثَ يَزِيدَ الدَّالَانِيِّ لِأَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ، فَانْتَهَرَنِي اسْتِعْظَامًا لهُ، فقال: مَا لِيَزِيدَ الدَّالَانِيِّ يُدْخِلُ عَلَى أَصْحَابِ قَتَادَةَ، وَلَمْ يَعْبَأْ بالحَدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید دالانی کی حدیث امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے مجھ کو اس کی (انتہائی) کمزوری کے باعث ڈانٹ دیا اور کہا کہ یزید دالانی کو کیا ہوا کہ مشائخ قتادہ کی روایات میں (وہ کچھ) داخل کر دیتا ہے (جو ان میں نہیں ہوتا) اور اس حدیث کو انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی۔

فوائد ومسائل: ① خلاصہ یہ ہے کہ حدیث ''وضو اسی پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔'' سنداً ضعیف ہے' مگر معنًی وحکماً صحیح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نیند میں آپ کا دل بیدار رہتا تھا' لہٰذا اگر آپ کا وضو ٹوٹتا تو آپ کو علم ہو جاتا۔ ③ قتادہ نے جناب ابوالعالیہ سے جو چار حدیثیں سنی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے: **(اوّل)** کسی بندے کو لائق نہیں کہ کہے کہ میں (یعنی محمد ﷺ) حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔ (سنن ابی داود' حدیث: ۴۶۶۹) **(دوم)** حدیث ابن عمر' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نماز فجر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے' حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایسے ہی عصر کے بعد حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۵۸۵) **(سوم)** قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں' ایک جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے۔ جنتی وہ ہے جس نے حق کو جانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ ہے جس نے حق کو جانا مگر فیصلے میں ظلم کیا۔ یہ جہنمی ہے اور تیسرا وہ جو بر بنائے جہالت فیصلے کرتا ہے' یہ بھی جہنمی ہے۔ (سنن ابی داود' حدیث: ۳۵۷۳) **(چہارم)** حدیث ابن عباس' رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد بھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۵۸۱) ان چاروں حدیثوں میں اس باب کی مذکورہ حدیث نہیں ہے' لہٰذا اس کا سماع محل نظر ہے۔

فقال: يَارسولَ الله! إنَّ لِي حَاجَةً، فَقَامَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَعَسَ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ، ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ وُضُوءًا.

کچھ کو اونگھ آنے لگی۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے) وضو کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اقامت اور تکبیر تحریمہ میں کچھ فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے' دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت ہے' نہ امام پر یہ واجب ہے کہ تکبیر کے فوراً بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے' جیسا کہ بعض حضرات کا موقف ہے۔

٢٠٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ وَهَنَّادُ ابنُ السَّرِيِّ وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ عن عَبْدِ السَّلامِ بنِ حَرْبٍ، وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى، عن أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن قَتَادَةَ، عن أَبِي الْعَالِيَةِ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ لَهُ صَلَّيْتَ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتَ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا». زَادَ عُثْمَانُ وَهَنَّادٌ: «فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ».

٢٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے اور (بعض اوقات اس میں) سو جاتے اور خراٹے لینے لگتے' پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھنے لگتے اور وضو نہ کرتے۔ میں نے (ایک بار) عرض کیا کہ آپ نے نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا' حالانکہ آپ سو گئے تھے' فرمایا: ''وضو اسی پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔'' عثمان اور ہناد نے اضافہ کیا: ''انسان جب لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ «الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عن قَتَادَةَ. وَرَوَى أَوَّلَهُ جَمَاعَةٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَذْكُرُوا شَيْئًا مِنْ هَذَا، وقال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَحْفُوظًا، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي» وقال

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں یہ ٹکڑا: ''وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔'' منکر ہے۔ اسے صرف یزید ابو خالد دالانی نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ اس روایت کا ابتدائی حصہ ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے مگر وہ یہ ٹکڑا بیان نہیں کرتے اور (عکرمہ) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ (دل کی نیند سے) محفوظ تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

٢٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من النوم، ح: ٧٧ عن هناد به، وقال الدارقطني: ١/ ١٥٩، ١٦٠ "تفرد به أبوخالد عن قتادة ولا يصح" * أبوخالد الدالاني مدلس وعنعن.

٢٠٣- حَدَّثنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ في آخَرِينَ قالُوا: حدثنا بَقِيَّةُ عن الْوَضِينِ بنِ عَطَاءٍ، عن مَحْفُوظِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَائِذٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۲۰۳- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آنکھیں سرین کا تسمہ ہیں‘ تو جو سو جائے وہ وضو کرے۔“

(المعجم ٨٠) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَطَأُ الأَذَى بِرِجْلِهِ (التحفة ٨١)

باب: ۸۰- اگر کوئی گندگی کو روند کر آئے تو......؟

٢٠٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ وَإِبْرَاهِيمُ بنُ أبي مُعَاوِيَةَ عن أبي مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحدثنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: أخبرنا شَرِيكٌ وَجَرِيرٌ وَابنُ إِدْرِيسَ عن الأعمَشِ، عن شَقِيقٍ قال: قال عَبْدُ الله: كُنَّا لا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِىءٍ، وَلَا نَكُفُّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا.

۲۰۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم گندگی پر سے چل کر آتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے اور نہ (اثنائے نماز میں) اپنے بالوں یا کپڑوں کو سمیٹتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے‘ اس میں بیان کردہ باتیں دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

قال إِبْرَاهِيمُ بنُ أَبِي مُعَاوِيَةَ: فيه عن الأعمَشِ، عن شَقِيقٍ، عن مَسْرُوقٍ، أَوْ حَدَّثَهُ عنه قال: قال عَبْدُ الله: وقال هَنَّادٌ عن شَقِيقٍ أَوْ حَدَّثَهُ عنه قال: قال عَبْدُ الله.

(اس حدیث کی سند میں) ابراہیم بن ابی معاویہ نے یوں کہا ہے: اعمش عن شقيق عن مسروق عن عبداللہ...... (یعنی مسروق کے اضافہ کے ساتھ) نیز یہ بھی کہ یہ سند یا تو اعمش عن شقيق قال قال عبدالله (بلفظ عن) ہے یا اعمش حَدَّثَ عَنُ شَقِيقٍ (بلفظ تصريح تحديث)

٢٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من النوم، ح: ٤٧٧ من حديث بقية به، بسنده ضعيف ومع ذلك حسنه المنذري وغيره، وللحديث شواهد.

٢٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كف الشعر والثوب في الصلوٰة، ح: ١٠٤١ من حديث عبدالله بن إدريس به * شك سليمان الأعمش فيمن حدثه، فالسند معلل.

فوائد ومسائل: ① انسان اگر گندگی اور نجاست پر سے گزرے اور بعد میں خشک زمین پر چلے اس طرح کہ سب کچھ اتر جائے' تو جسم اور کپڑا پاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کا جرم (وجود) باقی رہے تو دھونا ضروری ہوگا۔ چمڑے کے موزے اور جوتے کو زمین پر رگڑنا ہی کافی ہوتا ہے۔ ② اثنائے نماز میں بالوں اور کپڑوں کو ان کی ہیئت سے سمیٹنا جائز نہیں۔ زمین پر لگتے ہیں تو لگنے دیں' البتہ سر یا کندھے کے کپڑے کو لٹکانا (سدل کرنا) جائز نہیں ہے۔ اسے لپیٹ لینا چاہیے۔

(المعجم ٨١) - **بَابٌ: فِيمَنْ يُحْدِثُ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٨٢)

باب:٨١- جو شخص نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے......؟

٢٠٥- **حَدَّثَنا** عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عَاصِمٍ الأحْوَلِ، عن عِيسَى بنِ حِطَّانَ، عن مُسْلِمِ بنِ سَلَّامٍ، عن عَلِيِّ بنِ طَلْقٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذَا فَسَا أحَدُكُم في الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ».

٢٠٥- حضرت علی بن طلق ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے دوران میں جو کوئی پھسکی مارے (یعنی بغیر آواز کے اس کے مقعد سے ہوا خارج ہو۔) تو چاہیے کہ وہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے' وضو کرے اور نماز دہرائے۔''

(المعجم ٨٢) - **بَابٌ: فِي الْمَذْيِ** (التحفة ٨٣)

باب:٨٢- مذی کا مسئلہ

٢٠٦- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا عُبَيْدَةُ بنُ حُمَيْدٍ الْحَذَّاءُ عن الرُّكَيْنِ ابنِ الرَّبِيعِ، عن حُصَيْنِ بنِ قَبِيصَةَ، عن عَلِيٍّ قال: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَجَعَلْتُ أغْتَسِلُ حَتَّى تَشَقَّقَ ظَهْرِي، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ

٢٠٦- سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ میں نے (اس سے) غسل کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میری کمر (کی کھال بوجہ پانی) پھٹنے لگی' تو میں نے یہ مسئلہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا' یا آپ کو بتایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو مذی

٢٠٥- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في كراهية إتيان النساء في أدبارهن، ح:١١٦٤، ١١٦٦ من حديث عاصم الأحول به وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:٢٠٣، ٢٠٤، ١٣٠١.

٢٠٦- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الغسل من المني، ح:١٩٣ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٠، وابن حبان (موارد)، ح:٢٤١

لِلنَّبِيِّ ﷺ، أَوْ ذُكِرَ لَهُ، فَقَالَ رسولُ الله ﷺ: «لَا تَفْعَل إِذَا رَأَيْتَ المَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا فَضَخْتَ المَاءَ فَاغْتَسِلْ».

کو دیکھے تو غسل نہ کیا کر بلکہ صرف اپنی شرمگاہ کو دھو اور نماز والا وضو کر لیا کر۔ اور جب تو زور سے پانی نکالے (یعنی منی نکلے) تو غسل کر۔"

فائدہ: منی وہ مادہ ہوتا ہے جو انزال کے وقت (تیزی سے اور اچھل کر) نکلتا ہے۔ اور مذی وہ رطوبت ہوتی ہے جو بوس وکنار یا شدت جذبات کے اثر سے لیس دار شکل میں نکلتی ہے۔ وَدی وہ لیس دار پانی ہوتا ہے جو پیشاب سے پہلے یا بعد نکل آتا ہے۔ غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہے۔ اگر انتہائی کمزوری کے باعث یا کوئی وزن وغیرہ اٹھانے سے یا کسی اور وجہ سے منی نکل آئے اور اس میں "زور اور اچھل کر نکلنے" کی کیفیت نہ ہو' تو غسل واجب نہ ہوگا۔

٢٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي النَّضْرِ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن المِقْدَادِ بنِ الأَسْوَدِ قال: إِنَّ عَلِيَّ بنَ أبي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رسولَ الله ﷺ عن الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ المَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ، فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ؟ قال المِقْدَادُ: فَسَأَلْتُ رسولَ الله ﷺ عن ذَلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

۲۰۷- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجیے کہ ایک شخص جب اپنی اہلیہ کے قریب ہوتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے تو اس پر کیا لازم ہے (وضو یا غسل)؟ چونکہ میرے گھر میں آپ علیہ السلام کی صاحبزادی ہے اس لیے میں آپ سے دریافت کرنے میں حجاب محسوس کرتا ہوں۔ مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور نماز والا وضو کرے۔"

٢٠٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قال: حدثنا زُهَيْرٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ أَنَّ عَلِيَّ بنَ أبي طَالِبٍ قال لِلْمِقْدَادِ: وَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا، قال: فَسَأَلَهُ المِقْدَادُ. فقالَ

۲۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ چنانچہ مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "چاہیے کہ وہ اپنے ذکر اور خُصْیَتَین کو دھو لے۔"

٢٠٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من المذي، ح:٥٠٥، والنسائي، ح:١٥٦، ٤٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٣٠٣ وغيره.

٢٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذي، ح: ١٥٣ من حديث هشام بن عروة به وسنده منقطع.

رسولُ الله ﷺ: «لِيَغْسِلْ ذَكَرَهُ وأُنْثَيَيْهِ».

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةٌ عن هِشَامٍ، عن أَبِيهِ، عن المِقْدَادِ، عن عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ثوری اور ایک جماعت نے بسند [هشام عن ابيه (عروة) عن مقداد عن علي عن النبي ﷺ] روایت کیا ہے۔

٢٠٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قال: حدثنا أَبِي عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن حَدِيثٍ حَدَّثَهُ عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: قُلْتُ لِلْمِقْدادِ، فَذَكَرَ بِمَعْنَاهُ.

٢٠٩- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ المُفَضَّلُ بنُ فَضَالَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَابنُ عُيَيْنَةَ عن هِشَامٍ، عن أَبِيهِ، عن عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ ابنُ إسْحَاقَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن المِقْدَادِ عن النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ أُنْثَيَيْهِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: اس کو مفضل بن فضالہ ثوری اور ابن عیینہ نے هشام عن ابيه عن علي کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور ابن اسحاق نے عن هشام بن عروة عن ابيه عن مقداد عن النبي ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں خصیتین کے دھونے کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث ٢٠٨ اور ٢٠٩ ضعیف ہیں۔ اس لیے خُصیَتَین کا دھونا ضروری نہیں۔ صرف ذَکَر کا دھو لینا کافی ہے۔ تاہم بشرطِ صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہیں) ذَکَر کے ساتھ خُصیَتَین کا بھی دھونا ضروری ہوگا۔ ② منی جب زور سے اور اچھل کر نکلے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مگر مذی، ودی اور جریان منی سے صرف وضو لازم آتا ہے۔ ③ وضو کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ ایک صرف لغوی اعتبار سے یعنی منہ ہاتھ دھو لینا۔ دوسرا اصطلاحی وضو یعنی جو وضو نماز کے لیے کیا جاتا ہے مذکورہ بالا حدیث میں اسی اصطلاحی وضو کا ذکر ہے۔

٢١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا إسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ إبْرَاهِيمَ، قال: أخبرنا

٢١٠- حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی اور اس بنا پر غسل بھی بہت زیادہ

٢٠٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، ح: ٢٠٨.

٢١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المذي يصيب الثوب، ح: ١١٥، وابن ماجه، ح: ٥٠٦ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٠.

مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَني سَعِيدُ بنُ عُبَيْدِ بنِ السَّبَّاقِ عن أبِيهِ، عن سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ قال: كُنْتُ ألقَى مِنَ المَذْيِ شِدَّةً وكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الاغْتِسَالَ، فَسألْتُ رسولَ الله ﷺ عن ذٰلِكَ فقال: «إنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءُ». قُلْتُ: يارسولَ الله! فَكَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قال: «يَكْفِيكَ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تُرَى أنَّهُ أصَابَهُ».

کرنا پڑتا تھا' لہٰذا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے تمہیں وضو ہی کافی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور جو میرے کپڑے کو لگ جائے؟ آپ نے فرمایا: ''جہاں تو محسوس کرے کہ کپڑے کو لگی ہے وہاں پانی کا ایک چلو لے کر چھڑک لیا کر' یہی کافی ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مذی کے نکلنے سے وضو تو ٹوٹ جائے گا' لیکن کپڑے کو دھونا ضروری نہیں' بلکہ اس جگہ پر چھینٹے مار لینا ہی کافی ہے۔

٢١١- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى قال: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قال: حدثنا مُعَاوِيَةُ يَعْني ابنَ صَالِحٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ الحَارِثِ، عن حَرَامِ بنِ حَكِيمٍ، عن عَمِّهِ عَبْدِ الله بْنِ سَعْدٍ الأَنْصَارِيِّ قال: سَألْتُ رسولَ الله ﷺ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَعن المَاءِ يَكُونُ بَعْدَ المَاءِ؟ فقالَ: «ذٰلِكَ المَذْيُ، وكلُّ فَحْلٍ يُمْذِي، فَتَغْسِلُ مِنْ ذٰلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ».

٢١١- حضرت عبداللہ بن سعد انصاری ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غسل کس چیز سے لازم آتا ہے؟ اور وہ پانی جو پانی کے بعد نکلتا ہے؟ (یعنی پیشاب کے بعد اس کا کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا: یہ ''مذی ہوتی ہے اور ہر نر کی مذی نکلتی ہے۔ تو اس سے اپنی شرمگاہ اور خصیتین کو دھو لیا کر اور وضو کر لیا کر جیسے کہ نماز کیلئے کیا جاتا ہے۔''

٢١٢- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ

٢١٢- جناب حرام بن حکیم اپنے چچا (حضرت

٢١١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في مؤاكلة الجنب والحائض وسؤرهما، ح: ١٣٣، وابن ماجه، ح: ٦٥١، ١٣٧٨ من حديث معاوية بن صالح به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

٢١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٣١٢ من حديث أبي داود به، واختصره الترمذي، ح: ١٣٣ وقال: "حسن غريب".

بَكَّارٍ قال: حدثنا مَرْوَانُ، يَعنِي ابنَ مُحمَّدٍ، قال: حدثنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ قال: حدثنا الْعَلَاءُ بنُ الحَارِثِ عن حَرَامِ ابنِ حَكِيمٍ، عن عَمِّهِ أَنَّهُ سَأَلَ رسولَ الله ﷺ: مَا يَحِلُّ من امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ قال: «لَكَ مَا فَوْقَ الإِزَارِ» وَذَكَرَ مُؤَاكَلَةَ الحَائِضِ أَيْضًا، وَسَاقَ الحَدِيثَ.

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ میری بیوی جب ایام (حیض) میں ہو تو (ان دنوں) میرے لیے اس سے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تہہ بند سے اوپر اوپر اور (عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے) حائضہ عورت کے ساتھ مل کر کھانا پینے کے متعلق بھی پوچھا...... اور حدیث بیان کی۔

مسئلہ: عورت جب مخصوص ایام میں ہو تو زوجین کے لیے خاص جنسی عمل حرام ہے۔ تاہم اکٹھے کھاپی، اٹھ بیٹھ اور لیٹ سکتے ہیں۔ اسی کو آپ نے [مَافَوْقَ الْإِزَارِ] ”تہہ بند سے اوپر اوپر“ سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے مذی کا اخراج ہوگا تو غسل واجب نہ ہوگا۔ ہاں اگر منی نکل آئے تو غسل کرنا پڑے گا۔

٢١٣ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الْيَزَنِيُّ قال: حدثنا بَقِيَّةُ بنُ الْوَلِيدِ عن سَعْدِ الأَغْطَشِ وَهُوَ ابنُ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عائِذٍ الأَزْدِيِّ - قال هِشَامٌ: هُوَ ابنُ قُرْطٍ أَمِيرُ حِمْصَ - عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قال: سأَلْتُ رسولَ الله ﷺ عَمَّا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِن امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، فقال: «مَا فَوْقَ الإِزَارِ وَالتَّعَفُّفُ عنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ».

٢١٣- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایام حیض میں مرد کے لیے اپنی بیوی سے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تہہ بند سے اوپر اوپر۔ (حلال ہے) تاہم اس سے بچنا افضل ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ بالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں۔

وضاحت: ایام مخصوصہ میں جوان میاں بیوی کو از حد احتیاط چاہیے عین ممکن ہے کہ ایسی حد تک پہنچ جائیں کہ واپس آنا مشکل ہو جائے۔ تاہم (جماع کے بغیر) مباشرت جائز ہے کیونکہ مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔

٢١٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ١٠٠، ح: ١٩٤ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن ابن عائذ به وهو لم يدرك معاذ بن جبل كما في جامع التحصيل للعلائي، ص: ٢٢٣.

(المعجم ٨٣) - **بَابٌ: فِي الإِكْسَالِ** (التحفة ٨٤)

باب:٨٣-(مباشرت کے موقع پر) اگر جذبات ٹھنڈے ہو جائیں...؟ (اور انزال نہ ہو تو...؟)

٢١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرٌو يَعْنِي ابنَ الحَارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ قال: حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ أَرْضَى أَنَّ سَهْلَ بنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُبَيَّ بنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ إِنَّمَا جَعَلَ ذَلِكَ رُخْصَةً لِلنَّاسِ في أَوَّلِ الإسْلَامِ لِقِلَّةِ الثِّيَابِ، ثُمَّ أَمَرَ بالْغُسْلِ وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ.

٢١٤-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان (سہل بن سعد) کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اوّل اسلام میں اس بات کی رخصت دی تھی (کہ انزال نہ ہونے پر غسل نہ کیا جائے) کیونکہ لوگوں کے پاس کپڑے کم ہوتے تھے مگر اس کے بعد غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس (پہلی رخصت) سے منع کر دیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ.

امام ابوداود کہتے ہیں' راوی کی مراد (اسلام کا پہلا حکم) ہے کہ ''پانی سے پانی لازم آتا ہے۔''

٢١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِهْرَانَ الْبَزَّارُ الرَّازِيُّ قال: حدثنا مُبَشِّرٌ الْحَلَبِيُّ عن مُحَمَّدٍ أبي غَسَّانَ، عن أبي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يُفْتُونَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رسولُ الله ﷺ في بَدْءِ الإسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَ بالاغْتِسَالِ بَعْدُ.

٢١٥-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ فتویٰ جو لوگ دیا کرتے تھے کہ ''پانی' پانی سے (لازم آتا) ہے'' ایک رخصت تھی جس کی رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں اجازت دی تھی لیکن اس کے بعد غسل کا حکم ارشاد فرمایا۔''

فائدہ: تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں زوجین کے لیے اجازت تھی کہ مباشرت کے موقع پر اگر

٢١٤ـ تخريج: [صحيح] رواه البيهقي: ١/ ١٦٥ من حديث أبي داود به، وأخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن الماء من الماء، ح: ١١٠، ١١١، وابن ماجه، ح: ٦٠٩ من حديث ابن شهاب الزهري عن سهل بن سعد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصرح الزهري بالسماع من سهل بن سعد عند ابن خزيمة، ح: ٢٢٦ وغيره.

٢١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي، الطهارة، باب: الماء من الماء، ح: ٧٦٦ عن محمد بن مهران لجمال به، ورواه ابن ماجه، ح: ٦٠٩.

انزال نہ ہوتو غسل واجب نہیں۔ اس کیفیت کو ایک بلیغ انداز میں بیان فرمایا: ''پانی پانی سے (لازم آتا) ہے۔'' یعنی غسل کا پانی منی کا پانی نکلنے ہی پر لازم آتا ہے' مگر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور فرمایا: ''ختنہ ختنے سے مل جائے تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔'' جیسے کہ درج ذیل احادیث میں ذکر آرہا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا الفاظ اور احکام اب احتلام کی صورت کے ساتھ مخصوص ہو گئے ہیں۔ یعنی اگر خواب میں کچھ دیکھا ہو اور جسم یا کپڑوں پر تری اور اثر نمایاں ہو یا کسی اور صورت میں منی کا اخراج ہو تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ البتہ بیوی سے ہم بستری کرنے کے بعد ہر صورت میں غسل واجب ہوگا۔

٢١٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ الفَرَاهِيدِيُّ قال: حدثنا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ وَأَلْزَقَ الْخِتَانَ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

٢١٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(شوہر) جب اس (بیوی) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور ختنے کو ختنے سے ملا دے تو غسل واجب ہوگیا۔''

فوائد ومسائل: ① اس صورت میں خواہ انزال ہو یا نہ غسل واجب ہوگا۔ ② فقہاء ومحدثین اتصال ختان کا معنی یہ مراد لیتے ہیں کہ حشفہ غائب ہو جائے۔ (ابن ماجہ' باب ماجاء فی وجوب الغسل اذا التقی الختانان' حدیث:٦١١ و جامع الترمذی' حدیث:١٠٨)

٢١٧- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرٌو عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ» وكَانَ أَبُو سَلَمَةَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

٢١٧- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پانی سے ہے۔'' اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرنے والے) یہی کرتے تھے۔ (یعنی انزال ہونے ہی پر غسل کو واجب جانتے تھے۔)

فائدہ: بعض صحابہ وتابعین کی یہی رائے رہی ہے کہ جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا' مگر اکثر اسی بات

٢١٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب: إذا التقى الختانان، ح:٢٩١ من حديث هشام، ومسلم، الحيض، باب نسخ: "الماء من الماء . . . الخ"، ح:٣٤٨ من حديث شعبة به.

٢١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام لا يوجب الغسل إلا أن ينزل المني . . . الخ، ح:٣٤٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

کے قائل تھے جس کا اوپر بیان ہوا کہ یہ ابتدائے اسلام میں رخصت تھی' بعدازاں اتصال ختان سے غسل واجب کر دیا گیا' اور اب یہی بات صحیح ہے۔ صحیح مسلم میں ان روایات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم' حدیث: ۳۴۳ و مابعد)

(المعجم ٨٤) - **بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَعُودُ** (التحفة ٨٥)

باب: ۸۴- جنبی (اگر غسل کرنے سے پہلے) اپنی بیوی کے پاس دوبارہ آئے تو......؟

٢١٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حدثنا إِسْمَاعِيلُ قال: حدثنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عن أَنسٍ أَنَّ رسولَ الله ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.

۲۱۸- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنی (تمام) بیویوں کے پاس آئے اور ایک ہی غسل کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ هِشَامُ بنُ زَيْدٍ عن أَنسٍ وَمَعْمَرٌ، عن قَتَادَةَ، عن أَنسٍ وَصَالِحُ بنُ أَبي الأَخْضَرِ، عن الزُّهْرِيِّ، كُلُّهُمْ عن أَنسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ (ایک ہی غسل کا ذکر) دیگر اسانید سے بھی ثابت ہے۔ یعنی: ہشام بن زید نے انس سے اور معمر نے بواسطہ قتادہ انس ؓ سے اور صالح بن ابی الاخضر نے بواسطہ زہری انس ؓ سے اور وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① انسان اپنی بیوی کے پاس دوسری بار جانا چاہے یا دیگر بیویوں کے پاس جانا چاہتا ہو تو اس دوران میں غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ صرف وضو کافی ہے' جس کا اس روایت میں بوجہ اختصار ذکر نہیں ہوا۔ ② نبی علیہ السلام کا معمول تھا کہ زوجات میں باری کا اہتمام فرماتے تھے' مگر بعض اوقات سفر وغیرہ سے واپسی پر باقاعدہ باری شروع کرنے سے پہلے ایک بار سب کے پاس چلے جاتے تھے یا کوئی اور وجہ بھی ہوتی ہوگی۔ ③ حضرت انس ؓ کی روایت کے مطابق نبی ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۲۶۸)

(المعجم ٨٥) - **بَابٌ: فِي الْوُضُوءِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ** (التحفة ٨٦)

باب: ۸۵- جو دوبارہ مجامعت کرنا چاہے تو وضو کر لے!

٢١٩- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ

۲۱۹- حضرت ابو رافع ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

٢١٨ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب إتيان النساء قبل إحداث الغسل، ح: ٢٦٤ من حديث سماعيل بن إبراهيم وهو ابن علية به.

٢١٩ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: فيمن يغتسل عند كل واحدة غسلاً، ح: ٥٩٠ من حديث حماد بن سلمة به * سلمى صحح لها الحاكم والذهبي: ٢/ ٣١١.

قال: حدثنا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبي رَافِعٍ، عن عَمَّتِهِ سَلْمَى، عن أبي رَافِعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ علَى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ. قال: فَقُلْتُ لَهُ: يارسولَ الله! أَلَا تجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا؟ قال: «هَذَا أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ».

(ایک بار) اپنی ازواج کے پاس آئے اور ہر ایک کے ہاں غسل کیا۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ (آخر میں) ایک ہی غسل نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ زیادہ پاکیزہ، عمدہ اور طہارت کا باعث ہے۔“

قال أبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ أنَسٍ أَصَحُّ مِنْ هَذَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو اوپر ذکر ہوئی) اس سے زیادہ صحیح ہے۔

٢٢٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عن أَبي المُتَوَكِّلِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إذَا أَتَى أَحَدُكُم أهْلَهُ ثُمَّ بَدَا لَهُ أنْ يُعَاوِدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا».

٢٢٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آئے، پھر اس کا خیال دوبارہ آنے کا ہو تو چاہیے کہ ان دونوں (باریوں) کے درمیان وضو کر لے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا احادیث (٢١٨، ٢١٩) میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دو مختلف احوال کا بیان ہے۔ ② دوبارہ رغبت ہو تو اس دوران میں وضو کر لینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔ امام ابن خزیمہ اس وضو سے باقاعدہ نماز والا وضو مراد لیتے ہیں، نہ کہ محض استنجا یا تنظیف (صفائی) جیسے کہ امام طحاوی کا خیال ہے اور اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ ”اس سے طبیعت میں خوب نشاط پیدا ہو جاتی ہے“ اور یہی جملہ اس امر کیلئے ”امر استحباب“ ہونے کا قرینہ ہے۔

(المعجم ٨٦) - بَابُ الْجُنُبِ يَنَامُ (التحفة ٨٧)

باب: ٨٦- جنبی اگر سونا چاہے تو......؟

٢٢١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

٢٢١- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

٢٢٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له . . . الخ، ح:٣٠٨ من حديث حفص بن غياث به، وصححه الترمذي، ح:١٤١.

٢٢١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح:٢٩٠، ومسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له . . . الخ، ح:٣٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ١/٤٧ (ورواية القعنبي، ص:٥٨، ٥٩).

مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: ذَكَرَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فقالَ رسولُ الله ﷺ: «تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ».

سے ذکر کیا کہ مجھے رات کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے (یعنی نہانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو آپ نے فرمایا: ''وضو کرو' اپنی شرمگاہ دھو اور پھر سو جایا کرو۔''

فائدہ: ''وضو کرو' اپنی شرمگاہ دھو'' سے یہ ترتیب مراد نہیں بلکہ پہلے استنجا کرنا اور شرمگاہ دھونا اور پھر وضو کرنا مراد ہے۔ اور یہ وضو مستحب اور تاکیدی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر' شوکانی اور شیخ البانی وغیرہ ؒ یہی بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اہل ظاہر اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ علامہ ابن دقیق العید بھی اسی طرف مائل ہیں کہ اس میں امر اور شرط کے صیغے وارد ہوئے ہیں۔ بہرحال غسل مؤخر کرنا ہو تو وضو کرنے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے اور جنبی رہنے کو عادت بھی نہیں بنانا چاہیے اور وضو آدھا غسل سمجھا جاتا ہے۔

(المعجم ٨٧) - بابُ الْجُنُبِ يَأْكُلُ (التحفة ٨٨)

باب: ٨٧- جنبی اگر کچھ کھانا چاہے......؟

٢٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

٢٢٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب غسل لازم ہوتا اور آپ سونا چاہتے تو وضو کر لیتے' نماز والا وضو۔

فائدہ: یعنی جنبی اگر نہا نہ سکے' تو سونے سے پہلے وضو کر لے۔

٢٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قال: حدثنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، زَادَ: وإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ.

٢٢٣- محمد بن صباح بزاز قال حدثنا ابن مبارك عن يونس عن زهری' کی سند سے اس کے ہم معنی مروی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ: اور جب آپ حالت جنابت میں ہوتے ہوئے کچھ کھانا چاہتے تو اپنے ہاتھ دھو لیتے۔

٢٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له . . . الخ، ح: ٣٠٥ عن قتيبة به، وزاد النسائي، ح: ٢٥٨ "وإذا أراد أن يأكل أو يشرب، قالت: غسل يديه، ثم يأكل ويشرب".

٢٢٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق * صرح الزهري بالسماع عند البغوي في شرح السنة: ٢/ ٣٤.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ فَجَعَلَ قِصَّةَ الأَكْلِ قَوْلَ عَائِشَةَ مَقْصُورًا. وَرَوَاهُ صَالِحُ بنُ أَبي الأَخْضَرِ عن الزُّهْرِيِّ كما قال ابنُ المُبَارَكِ، إِلَّا أَنَّهُ قال: عن عُرْوَةَ أَوْ أَبي سَلَمَةَ. وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ كما قال ابنُ المُبَارَكِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن وہب نے بواسطہ یونس اس کو روایت کیا تو کھانے کے قصے کو ان کا قول بنا دیا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوفاً روایت کیا ہے۔ جبکہ صالح بن ابی الاخضر بواسطہ زہری وہی بیان کرتا ہے جو ابن مبارک نے کہا۔ (یعنی نیند اور کھانے دونوں کا ذکر کیا) مگر اس سند میں شک ہے کہ حضرت عائشہ سے روایت لینے والا عروہ ہے یا ابی سلمہ۔

اور اوزاعی نے بواسطہ یونس عن زھری عن النبی ﷺ اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ ابن مبارک نے۔

فائدہ: سنن نسائی میں کھانے کے ساتھ پینے کا بھی ذکر ہے۔ (سنن نسائی' حدیث: ۲۵۸) اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جنبی آدمی کو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہییں۔ تاہم عام حالات میں اگر ہاتھ صاف ہوں' تو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھونے ضروری نہیں ہیں' تاہم مستحب (پسندیدہ) ضرور ہے۔

(المعجم ٨٨) - باب مَنْ قَالَ: الْجُنُبُ يَتَوَضَّأُ (التحفة ٨٩)

باب: ٨٨- جو یہ کہتا ہے کہ جنبی وضو کرے!

٢٢٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى: حدثنا شُعْبَةُ عن الحَكَمِ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ - تَعْنِي وَهُوَ جُنُبٌ.

۲۲۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اگر حالت جنابت میں ہوتے اور کچھ کھانا چاہتے یا سونا چاہتے تو وضو کر لیا کرتے تھے۔

٢٢٥- حَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ إِسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرنا

۲۲۵- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جنبی آدمی کے لیے رخصت دی ہے کہ جب

٢٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح:٣٠٥ من حديث شعبة وفي رواية عمرو بن علي الفلاس، عند النسائي، ح:٢٥٦: "توضأ وضوءه للصلوٰة".

٢٢٥ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** سنده ضعيف لانقطاعه، أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما ذكر في الرخصة للجنب في الأكل والنوم إذا توضأ، ح:٦١٣ من حديث حماد بن سلمة به وقال: "حسن صحيح"، والحديث السابق شاهد له.

عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ نَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

وہ کچھ کھانا پینا چاہے یا سونا چاہے تو وضو کر لیا کرے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: بَيْنَ يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ وَعَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ رَجُلٌ. وقال عَلِيُّ بنُ أبي طَالِبٍ وَابنُ عُمَرَ وَعَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ تَوَضَّأَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یعمر اور عمار بن یاسر کے مابین ایک آدمی کا واسطہ ہے (یعنی حدیث منقطع ہے۔) اور حضرت علی بن ابی طالب' ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جنبی جب کھانا چاہے تو وضو کرے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً اگرچہ منقطع ہے' مگر معنیً ثابت ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ جنبی اپنا غسل مؤخر کرنا چاہے تو مستحب و مؤکد یہی ہے کہ نماز والا وضو کر لے۔ اور جنبی رہنے اور (کم از کم) ترک وضو کو اپنی عادت نہ بنائے' مگر کھانے پینے کے لیے صرف ہاتھ دھو لینا بھی کافی ہے۔ مزید پیش آمدہ احادیث دیکھیے۔

(المعجم ٨٩) - باب الْجُنُبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ (التحفة ٩٠)

باب:٨٩- جنبی غسل مؤخر کر سکتا ہے!

٢٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا مُعْتَمِرٌ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قالا: حدثنا بُرْدُ بنُ سِنَانٍ عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن غُضَيْفِ بنِ الْحَارِثِ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَرَأَيْتِ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ. قُلْتُ: الله أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لله الَّذِي جَعَلَ فِي الأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ:

٢٢٦- جناب غضیف بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ارشاد فرمائیے! کیا رسول اللہ ﷺ غسل جنابت رات کے ابتدائی حصے میں کر لیتے تھے یا آخر رات میں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بعض اوقات ابتدائے رات میں کرتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت دی۔ میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے یا آخر میں؟ انہوں نے کہا: کبھی رات کی ابتدا میں اور کبھی آخر میں پڑھتے تھے۔

٢٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، ح: ١٣٥٤ من حديث إسماعيل وهو ابن علية به، ورواه النسائي، ح: ٢٢٣، ٢٢٤، ٤٠٥.

أَرَأَيْتِ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ في آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ في أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ في آخِرِهِ. قُلْتُ: الله أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لله الَّذِي جَعَلَ فِي الأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَجْهَرُ بالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَرُبَّمَا خَفَتَ. قُلْتُ: الله أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لله الَّذِي جَعَلَ في الأَمْرِ سَعَةً.

میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔ میں نے کہا: یہ فرمایئے: کیا رسول اللہ ﷺ قرآن مجید اونچی آواز سے پڑھتے تھے یا خاموشی سے؟ فرمایا کہ کبھی اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی دھیمی آواز اور خاموشی سے۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔

فوائد و مسائل: ① صالحین امت کے سوالات پر غور کیا جائے کہ ان کی بنیاد اللہ کی رضا کی طلب‘ اس کی قربت کا شوق اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا اتباع ہوتا تھا۔ ② غسل جنابت کو مؤخر کرنا مباح ہے‘ مگر مستحب مؤکد یہ ہے کہ وضو کر کے سویا جائے۔ ③ نماز وتر کو رات کے کسی بھی وقت ادا کرنا مباح ہے‘ مگر ترغیب اور ترجیح یہی ہے کہ اسے رات کے آخری حصے میں (نمازِ تہجد کے بعد) ادا کیا جائے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اور اسی طرح صحابہ کرام کی تلاوت قرآن کا حقیقی وقت اور موقع رات میں نماز تہجد ہوا کرتا تھا۔ ⑤ اس قراءت میں اہل خانہ کی رعایت رکھنا بہت ضروری ہے کہ زیادہ اونچی آواز سے دوسروں کو تشویش نہ ہو۔

٢٢٧- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عن أَبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ نُجَيٍّ عن أَبيهِ عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ ولا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

٢٢٧- حضرت علی بن ابی طالب ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس گھر میں تصویر‘ کتا اور جنبی موجود ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

فائدہ: اس حدیث میں ”ملائکہ کے داخل نہ ہونے سے مراد‘ رحمت کے فرشتے ہیں۔ کراماً کاتبین انسان سے جدا نہیں ہوتے۔ اور تصویر سے مراد بت اور روح والی اشیاء کی تصویر ہے جبکہ اسے زینت کے لیے لٹکایا گیا ہو۔ اگر اس کی اہانت ہوتی ہو تو ایک حد تک رخصت ہے۔ اور کتے سے مراد عام کتا ہے نہ کہ شکاری یا حفاظت والا‘ کیونکہ یہ جائز

٢٢٧ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: في الجنب إذا لم يتوضأ، ح: ٢٦٢ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٥٠، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٢٠٢، والحاكم: ١/ ١٧١، ووافقه الذهبي ❀ عبدالله بن نجي حسن الحديث، وثقه الجمهور، وكذا أبوه حسن الحديث.

ہیں۔ یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک ضعیف ہے' اس لیے جنبی آدمی کی بابت یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کی وجہ سے فرشتے نہیں آتے۔ تاہم بشرط صحت' اس کی توجیہ یہ ممکن ہے کہ جنبی شخص تساہل کا مظاہرہ کرتے ہوئے غسل نہ کرے اور نمازیں بھی ضائع کردے۔ تو کسی گھر میں ایسے جنبی کا وجود یقیناً ملائکۂ رحمت کے آنے میں مانع ہو سکتا ہے۔

٢٢٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن الأسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ أنْ يَمَسَّ مَاءً.

۲۲۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں سو جایا کرتے تھے' بغیر اس کے کہ پانی کو ہاتھ لگائیں۔

قال أبو دَاوُدَ: حدثنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الْوَاسِطِيُّ قال: سَمِعْتُ يَزِيدَ بنَ هَارُونَ يقولُ: هَذَا الْحَدِيثُ وَهْمٌ - يَعْنِي حَدِيثَ أبي إسْحَاقَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ہم سے حسن بن علی واسطی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے سنا' وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث وہم ہے۔ یعنی ابواسحاق کی حدیث۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ نے اس حدیث کا وہم ہونا نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے بھی یہی اشارہ دیا ہے' مگر یہ بھی فرمایا ہے کہ ابواسحق سے یہ روایت شعبہ' ثوری اور دیگر کئی ایک نے روایت کی ہے۔ ہمارے دور حاضر کے محقق اور محدثین کرام علامہ احمد محمد شاکر اور شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھیے' سنن ترمذی' شرح احمد محمد شاکر' ۲۰۲/۱-۲۰۶ اور آداب الزفاف از شیخ البانی) اور بطور خلاصہ علامہ ابن قتیبہ کی ''تاویل مختلف الحدیث'' (۳۰۶) سے یہ اقتباس پیش خدمت ہے: ''(مذکورہ مسئلہ میں) یہ سب امور جائز ہیں یعنی جو چاہے بعد از جماع نماز والا وضو کر کے سو جائے اور جو چاہے صرف شرمگاہ اور اپنے ہاتھ دھولے اور جو چاہے ویسے ہی سو رہے۔ مگر وضو کرنا افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی تو پہلی صورت پر عمل کیا تاکہ فضیلت ثابت ہو اور کبھی دوسری پر' تاکہ رخصت رہے اور لوگوں کو عمل میں آسانی ہو۔ لہٰذا جو افضل پر عمل کرنا چاہے کرلے اور جو رخصت پر کفایت کرنا چاہے کرلے۔'' واللہ اعلم بالصواب۔

(المعجم ٩٠) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ (التحفة ٩١)

باب: ۹۰- جنبی آدمی کا قرآن پڑھنا......؟

٢٢٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال:

۲۲۹- جناب عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں اور

٢٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الجنب ينام قبل أن يغتسل، ح: ١١٨، وابن ماجه، ح: ٥٨١، ٥٨٣ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وللحديث شواهد، انظر التلخيص الحبير: ١/ ١٤١
* أبوإسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ١/ ٢٠١، ٢٠٢ ولكن السند إليه ضعيف.

٢٢٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب حجب الجنب من قراءة القرآن، ح: ٢٦٦، وابن ماجه، ◀◀

حدثنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن عَبْدِ الله بنِ سَلَمَةَ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ أَنَا وَرَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَّا وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَحْسَبُ فَبَعَثَهُمَا عَلِيٌّ وَجْهًا وقال: إِنَّكُمَا عِلْجَانِ فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْمَخْرَجَ، ثُمَّ خَرَجَ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ حَفْنَةً فَتَمَسَّحَ بِهَا، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَنْكَرُوا ذَلِكَ، فقال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ - أَوْ قال يَحْجِزُهُ - عن الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ.

میرے ساتھ دو آدمی اور تھے' ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ۔ ایک آدمی ہماری برادری کا تھا اور دوسرا میرا خیال ہے' بنو اسد سے تھا۔ ان دونوں کو حضرت علی نے ایک جانب روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں توانا اور طاقتور ہو' لہٰذا اپنے دین (کا فرض ادا کرنے) میں خوب ہمت دکھانا۔ پھر کھڑے ہوئے اور بیت الخلا میں چلے گئے' پھر نکلے اور پانی منگوایا' اس سے ایک چلو لیا اور اس سے (اپنا ہاتھ منہ) دھویا اور قرآن پڑھنے لگ گئے۔ حاضرین نے اس پر اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ بیت الخلا سے نکلتے اور ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور آپ کے لیے کوئی چیز قرآن پڑھنے سے مانع نہ ہوتی تھی الا یہ کہ جنابت سے ہوں۔

فائدہ: اس روایت سے جنبی کے لیے قرآن کریم کی تلاوت ممنوع ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی صحت متفق علیہ نہیں۔ دیگر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ نیز دیگر وہ احادیث بھی' جن میں حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے' ضعیف ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ: ''وہ جنبی کیلئے قراءت قرآن میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔'' یعنی ان کے نزدیک جنبی کا قرآن پڑھنا جائز ہے۔ امام بخاری' امام ابن تیمیہ و ابن قیم اور امام ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف بھی یہی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (نیل الاوطار شوکانی' باب تحریم القراءة علی الحائض والجنب و صحیح بخاری' باب تقضی الحائض المناسک کلھا)

(المعجم ٩١) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يُصَافِحُ (التحفة ٩٢)

باب: ٩١- جنبی کا مصافحہ کرنا

٢٣٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن مِسْعَرٍ، عن وَاصِلٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن

٢٣٠- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان سے ملے اور (مصافحہ کے لیے) ان کی طرف اپنا

◄◄ ح: ٥٩٤ من حديث شعبة به، وقال الترمذي، ح: ١٤٦: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٨، وابن حبان، ح: ١٩٢، ١٩٣، وابن الجارود، ح: ٩٤، والحاكم: ٤/ ١٠٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وقال الحافظ: "والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة" (فتح الباري: ١/ ٤٠٨، ح: ٣٠٥).

٢٣٠- تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ٣٧٢ من حديث مسعر به.

حُذَيْفَةَ: أنَّ النَّبي ﷺ لَقِيَهُ فأهْوَى إلَيْهِ، فقال: إنِّي جُنُبٌ، فقال: «إنَّ المُسْلِمَ لَيْسَ بِنَجِسٍ».

ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے کہا کہ میں جنبی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''مسلمان ناپاک (پلید) نہیں ہوتا۔''

٢٣١- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى وَبِشْرٌ عن حُمَيْدٍ، عن بَكْرٍ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: لَقِيَنِي رسولُ الله ﷺ في طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ المَدِينَةِ وأنَا جُنُبٌ فَاخْتَنَسْتُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فقال: «أيْنَ كُنْتَ يَاأبَا هُرَيْرَةَ؟» قال: قُلْتُ: إنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أنْ أُجَالِسَكَ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ. قال: «سُبْحَانَ الله إنَّ المُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

٢٣١- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے مدینے کے ایک راستے میں ملے اور میں جنبی تھا' لہٰذا میں وہاں سے کھسک گیا اور جا کر غسل کیا' پھر واپس آیا۔ آپ نے پوچھا: ابو ہریرہ تم کہاں تھے؟ میں نے کہا: میں جنابت سے تھا' میں نے مناسب نہ جانا کہ طہارت کے بغیر آپ کی مجلس میں بیٹھوں۔ آپ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہ! مسلمان نجس نہیں ہوتا۔''

وقال في حَدِيثِ بِشْرٍ قال: حدثنا حُمَيْدٌ قال: حَدَّثَنِي بَكْرٌ.

شیخ نے بشر کی حدیث میں کہا: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ......

فوائد و مسائل: ① جنبی سے مساس و مصافحہ بلاشبہ جائز ہے۔ ② اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہیں۔ ③ مسلمان کا ناپاک ہونا ایک حکمی اور عارضی کیفیت ہوتی ہے جسے ''مُحدِث'' کہتے ہیں (میم کے ضمہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ۔) اس کے بالمقابل مشرک معنوی طور پر نجس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (توبہ:٢٨) ④ غسل جنابت کو مؤخر کیا جا سکتا ہے' مگر افضل و اولیٰ یہ ہے کہ اس دوران میں وضو کر لے۔ جیسے کہ گزشتہ باب ٨٩ میں بیان ہوا ہے۔ ⑤ سبحان اللہ'' کا کلمہ بطور تعجب بھی استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ٩٢) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ (التحفة ٩٣)

باب:٩٢-جنبی کا مسجد میں داخل ہونا

٢٣٢- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حدثنا

٢٣٢- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

٢٣١- **تخريج**: أخرجه البخاري، الغسل، باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس، ح: ٢٨٣، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ٣٧١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

٢٣٢- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٢، ٤٤٣ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ◀◀

عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ قال: حدثنا أَفْلَتُ ابنُ خَلِيفَةَ قال: حَدَّثَتْنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دِجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: جَاءَ رسولُ الله ﷺ وَوُجُوهُ بُيُوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةٌ فِي المَسْجِدِ، فَقال: «وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عن المَسْجِدِ»، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءَ أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْد فقال: «وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عن المَسْجِدِ فَإِنِّي لا أُحِلُّ المَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ».

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور (دیکھا کہ) بعض اصحاب کے گھروں کے دروازے مسجد کی جانب کھلتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''ان گھروں (کے دروازوں) کو مسجد کے رخ سے پھیر دو۔'' آپ دوبارہ تشریف لائے اور ان لوگوں نے کوئی تبدیلی نہ کی تھی' اس بنا پر کہ شاید کوئی رخصت نازل ہو جائے۔ تو آپ ان کی طرف نکلے اور فرمایا: ''ان گھروں کے رخ مسجد کی جانب سے پھیر لو۔ بے شک میں مسجد کو حائضہ عورت اور کسی جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا۔''

قال أبو دَاوُد: هُوَ فُلَيْتُ الْعَامِرِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث (افلت بن خلیفہ کا دوسرا نام) فلیت عامری (بھی) ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باعتبار سند ضعیف ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے کہ جنبی مسجد میں سے راستہ پار کرتے گزر سکتا ہے ٹھہر نہیں سکتا اور یہی حکم حائضہ اور نفاس والی عورت کا ہے' فرمایا: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَاتَقُوْلُوْنَ وَلاجُنُبًا اِلَّاعَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا﴾ (النساء:۴۳) ''اے ایمان والو! جب تم شراب کی مدہوشی میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ حتیٰ کہ (تمہیں ہوش آ جائے اور) جاننے بوجھنے لگو جو تم کہتے ہو اور نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم حالت جنابت میں ہو حتیٰ کہ غسل کر لو ہاں مسجد میں سے گزر سکتے ہو۔''

(المعجم ٩٣) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يُصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ (التحفة ٩٤)

باب:۹۳- جنبی آدمی لوگوں کو بھولے سے نماز پڑھائے

٢٣٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن زِيَادٍ الأَعْلَمِ، عن

۲۳۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں داخل ہوئے'

◄◄ ح: ١٣٢٧، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٢٩، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٣٢، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ١٢٢٠ وغيره.

الْحَسَنِ، عن أبي بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ دَخَلَ في صَلَاةِ الفَجْرِ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُم ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلَّى بِهِمْ.

پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ پھر تشریف لائے تو (اس حال میں تھے کہ) آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔

٢٣٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قال: أخبرنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ بإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، وقال في أَوَّلِهِ: فَكَبَّرَ، وقال في آخِرِهِ: فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قال: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا».

۲۳۴- حضرت حماد بن سلمہ نے مذکورہ بالا سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا۔ اور اس روایت کے شروع میں ہے کہ آپ نے تکبیر کہی اور آخر میں ہے کہ جب نماز پوری کی تو فرمایا: ”میں محض انسان ہوں اور میں جنابت سے تھا۔“

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: فَلَمَّا قَامَ في مُصَلَّاهُ وَانْتَظَرْنَاهُ أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ ثُمَّ قال: «كما أَنْتُمْ». وَرَوَاهُ أَيُّوبُ وَابنُ عَوْنٍ وَهِشَامٌ عن مُحمَّدٍ [يعني ابن سيرينَ مُرسلًا] عن النَّبِيِّ ﷺ قال: فَكَبَّرَ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَى القَوْمِ أن اجْلِسُوا فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أبي حَكِيمٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كَبَّرَ في صَلَاةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے زہری سے ابوسلمہ نے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تو کہا: جب آپ اپنے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور ہمیں انتظار ہوا کہ آپ تکبیر کہیں تو آپ وہاں سے چل دیے اور فرمایا: ”جیسے ہو (ویسے ہی ٹھہرے رہو!)“ اور اسے ایوب اور ابن عون اور ہشام (تینوں) نے محمد یعنی ابن سیرین سے (مرسل طور پر) نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے تکبیر کہی، پھر اپنے ہاتھ سے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ اور خود چلے گئے اور غسل کیا۔ اور اسی طرح مالک نے اسماعیل بن ابی حکیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے روایت کیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز میں تکبیر کہی۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ حَدَّثَنَاهُ مُسْلِمُ ابنُ إِبْرَاهِيمَ قال: حدثنا أَبَانُ عن

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں اور ایسے ہی مسلم بن ابراہیم نے ہمیں اپنی سند سے بیان کیا کہ ہم سے ابان نے بیان

٢٣٤- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١ عن يزيد بن هارون به، وانظر الحديث السابق، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٥٣٦، ٥٣٧.

يَحْيَى، عن الرَّبِيعِ بنِ مُحمَّدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ كَبَّرَ.

کیا' وہ یحییٰ سے روایت کرتے ہیں وہ ربیع بن محمد سے وہ نبی ﷺ سے کہ آپ نے تکبیر کہی۔

فوائد ومسائل: یہ واقعہ دو طرح سے روایت ہوا ہے۔ پہلا حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں داخل ہوئے اور تکبیر کہی' جیسے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے چند شواہد پیش کیے ہیں۔ دوسرا روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آپ نے تکبیر کہنے سے پہلے ہی اشارہ فرمایا: ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے کہ [دَخَلَ فِيْ صَلاَةٍ] یا [كَبَّرَ فِيْ صَلاَةٍ] کا معنی ارادۂ فعل ہے یعنی [اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْ صَلاَةٍ] یا [اَرَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فِيْ صَلاَةٍ] مراد ہے۔ قاضی عیاض اور قرطبی نے ان روایات کے پیش نظر دو واقعات کا احتمال پیش کیا ہے جب کہ بخاری و مسلم میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی منقول ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۲۷۵۔ صحیح مسلم' حدیث: ۶۰۵)

۲۳۵- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ قال: حدثنا الزُّبَيْدِيُّ؛ ح: وحدثنا عَيَّاشُ بنُ الأزْرَقِ قَالَ: أخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قال: حدثنا إبْرَاهِيمُ بنُ خَالِدٍ إمَامُ مَسْجِدِ صَنْعَاءَ قال: حدثنا رَبَاحٌ عن مَعْمَرٍ؛ ح: وحدثنا مُؤَمَّلُ ابنُ الْفَضْلِ قال: حدثنا الْوَلِيدُ عن الأوْزَاعِيِّ، كُلُّهُمْ عن الزُّهْرِي، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ، فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ حَتَّى إذَا قامَ في مَقَامِهِ ذَكَرَ أنَّهُ لَمْ يَغْتَسِلْ، فقال لِلنَّاسِ: «مَكَانَكُم» ثُمَّ رَجَعَ إلَى بَيْتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا يَنْطُفُ رَأْسُهُ قَدِ اغْتَسَلَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ حَرْبٍ،

۲۳۵- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں بنا لیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتیٰ کہ جب اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو آپ کو یاد آیا کہ آپ نے غسل نہیں کیا ہے تو لوگوں سے فرمایا: ''اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔'' پھر آپ اپنے گھر گئے' پھر ہمارے پاس واپس آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے غسل کیا تھا (اور اس اثنا میں) ہم صفوں میں کھڑے رہے۔ یہ ابن حرب کے لفظ ہیں جبکہ عیاش کے لفظ ہیں: ہم برابر کھڑے رہے' آپ کا انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ تشریف لائے اور غسل کر کے آئے۔

۲۳۵- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يخرج من المسجد لعلة؟، ح: ٦٣٩، ٦٤٠، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوة؟، ح: ٦٠٥ من حديث الزهري به، وانظر ح: ٥٤١.

وقال عَيَّاشٌ في حَدِيثِهِ : فلمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتَّى خَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اغْتَسَلَ .

فوائد و مسائل: ① محمد رسول اللہ ﷺ احکام شریعت کے اسی طرح پابند تھے جیسے کہ باقی افراد امت' سوائے ان امور کے جن میں آپ کو خصوصیت دی گئی تھی۔ ② جسے مسجد میں جنابت لاحق ہو جائے (احتلام ہو جائے) اس کے لیے ضروری نہیں کہ تیمّم کر کے باہر نکلے جیسے کہ بعض کا خیال ہے۔ ③ اقامت اور تکبیر میں کسی معقول سبب سے فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ ④ مقتدیوں کو چاہیے کہ اپنے مقرر امام کا انتظار کریں' اگر کھڑے بھی رہیں تو جائز ہے۔

(المعجم ٩٤) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّةَ فِي مَنَامِهِ** (التحفة ٩٥)

باب: ٩٤- نیند سے بیداری پر انسان اپنے جسم یا کپڑوں پر نمی محسوس کرے تو......؟

٢٣٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ قال: حدثنا عَبْدُ الله الْعُمَرِيُّ عن عُبَيْدِالله، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عن الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، قال: «يَغْتَسِلُ» وَعن الرَّجُلِ يُرَى أنْ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ الْبَلَلَ، قال: «لَا غُسْلَ عَلَيْهِ». فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: الْمَرْأَةُ تَرَى ذَلِكَ، أَعَلَيْهَا غُسْلٌ؟ قال: «نَعَمْ، إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ».

٢٣٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ انسان (اپنے جسم یا کپڑوں پر) نمی محسوس کرتا ہے مگر اسے احتلام (یا خواب) یاد نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا: ''غسل کرے۔'' اور اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو سمجھتا ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے مگر (جسم یا کپڑوں پر) کوئی نمی نہیں پاتا؟ آپ نے فرمایا: ''اس پر غسل نہیں ہے۔'' تو ام سلیم ؓ نے کہا کہ اگر عورت اسی طرح دیکھے تو کیا اس پر غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! عورتیں (بھی) بلاشبہ مردوں ہی کی مانند ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ روایت اور بھی کئی طُرق سے مروی ہے' بنابریں بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ان طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔ (الموسوعة الحديثية' ٤٣/ ٢٦٥' ٢٦٦) شیخ البانی ؒ نے بھی اس کی تحسین کی ہے۔ دیکھیے: (مشکوٰۃ للالبانی' حدیث: ٤٤١) علاوہ ازیں صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس میں بیان کردہ مسئلے کا اثبات ہوتا ہے' وہ روایت ہے کہ حضرت ام سلیم ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور

٢٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء فيمن يستيقظ ويرى بللاً ولا يذكر احتلامًا، ح: ١١٣، وابن ماجه، ح: ٦١٢ من حديث حماد بن خالد به ✽ وقال الترمذي: "وعبدالله ضعفه يحيى بن سعيد من قبل حفظه"، ولبعض الحديث شواهد.

پوچھا کہ کیا احتلام ہونے کی صورت میں (جس طرح مرد غسل کرتا ہے) عورت پر بھی غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' جب وہ پانی دیکھے۔'' (صحیح مسلم' الحیض' حدیث :۳۱۳) اس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ خواب (حالت نیند) میں جس کو بھی احتلام ہو جائے' اسے یاد ہو یا نہ یاد ہو۔ لیکن اگر اس کے کپڑے گیلے ہوں تو اس پر غسل واجب ہے۔ بشرطیکہ اس کے کپڑے اس طرح گیلے نہ ہوں جیسے پیشاب سے گیلے ہوتے ہیں' کیونکہ اس صورت میں اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے خواب میں احتلام تو یاد ہو' لیکن اس کی کوئی علامت (نمی) اس کے کپڑوں پر نہ ہو' تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

(المعجم ٩٥) - باب الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ (التحفة ٩٦)

باب:۹۵-عورت (خواب میں) وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو......؟

٢٣٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حدثنا عَنْبَسَةُ: حدثنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: قال عُرْوَةُ عن عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ الأنْصَارِيَّةَ - وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ - قَالَتْ: يارسولَ الله! إنَّ الله لا يَسْتَحْيِي مِنَ الحَقِّ، أرَأَيْتَ المَرْأَةَ إذَا رَأَتْ في النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ، أَتَغْتَسِلُ أمْ لا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ، فَلْتَغْتَسِلْ إذَا وَجَدَتِ المَاءَ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: أُفٍّ لَكِ، وَهَلْ تَرَى ذَلِكَ المَرْأَةُ؟ فأقْبَلَ عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ فقال: «تَرِبَتْ يَمِينُكِ يَاعَائِشَةُ! وَمِنْ [أَيْنَ] يَكُونُ الشَّبَهُ؟!».

۲۳۷-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم انصاریہ ؓ...... والدہ حضرت انس ؓ ...... نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ یہ فرمائیے کہ جب عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا وہ غسل کرے یا نہیں؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاہیے کہ غسل کرے جب وہ پانی (نکلنے) کا اثر محسوس کرے۔'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں اس (ام سلیم) کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا: اف! بھلا عورت بھی کوئی ایسے دیکھتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (بچے میں) مشابہت کہاں سے آتی ہے؟''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَى الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ وَيُونُسُ وَابنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عن

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ زبیدی' عقیل' یونس اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن مسلم' چاروں نے)

٢٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ٣١٤ من حديث عقيل بن خالد عن ابن شهاب الزهري به، مختصرًا.

الزُّهْرِيِّ وَابنِ أبي الْوَزِيرِ، عن مَالِكٍ، عن الزُّهْرِيِّ، وَوَافَقَ الزُّهْرِيَّ مُسَافِعٌ الْحَجَبِيُّ قال: عن عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ، وَأمَّا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ فقال: عن عُرْوَةَ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ أنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ جَاءَتْ إلَى رسولِ الله ﷺ.

زہری سے' اور ایسے ہی ابن ابی الوزیر (ابراہیم بن عمر) نے بواسطہ مالک' زہری سے اسی طرح روایت کیا ہے (یعنی یہ مکالمہ حضرت عائشہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے) نیز مسافع حَجَبِی نے (بھی) زہری کی موافقت میں بواسطہ عروہ حضرت عائشہ سے یہی روایت کیا ہے' مگر ہشام بن عروہ بواسطہ عروہ عن زینب بنت ابی سلمہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تھی۔

فوائد و مسائل: ① امام ابوداود ؒ اپنی بحث میں زہری اور ہشام بن عروہ کے مابین اختلاف کا ذکر کر رہے ہیں کہ یہ مکالمہ حضرت عائشہ ؓ کا ہے یا حضرت ام سلمہ ؓ کا' تو امام صاحب کے نزدیک ترجیح زہری کی روایت کو ہے یعنی حضرت عائشہ ؓ کے مکالمے کو۔ انہوں نے اسی کے شواہد ذکر کیے ہیں' مگر قاضی عیاض کی تحقیق میں یہ مکالمہ حضرت ام سلمہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے۔ اس طرح ترجیح ہشام بن عروہ کی روایت کو ہوگی اور امام بخاری ؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۱۳۰) تاہم علامہ نووی نے کہا کہ عین ممکن ہے کہ دونوں ہی اس موقع پر موجود ہوں اور دونوں نے تعجب کا اظہار کیا ہو۔ واللہ اعلم. (عون المعبود) ② حضرت ام سلیم ؓ کا یہ جملہ جو انہوں نے اپنے سوال سے پہلے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا'' ان کے کمال حسن ادب پر دلیل ہے' یعنی جو بات عرفاً زبان پر نہیں لائی جاتی اور مجھے اس کی شرعاً ضرورت ہے' بتائی جائے۔ ③ امہات المومنین کا اس سوال پر اظہار تعجب دلیل ہے کہ یہ ''کمال درجے کی طیبات و طاہرات'' تھیں' اس حد تک کہ انہیں خواب میں بھی کبھی برائی کا خیال نہ آیا تھا۔ (من افادات الشیخ سلطان محمود ؒ)

(المعجم ٩٦) - باب مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي يُجْزِئُ بِهِ الْغُسْلُ (التحفة ٩٧)

باب:٩٦- پانی کی مقدار' جو غسل کے لیے کافی ہو سکتی ہے

٢٣٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أنَّ رَسولَ الله ﷺ كَانَ

۲۳۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک برتن فَرْق سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

٢٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح:٣١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ١/ ٤٤، ٤٥ (ورواية القعنبي، ص:٥٤)، ورواه البخاري، ح:٢٥٠ من حديث ابن شهاب الزهري به.

يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ هُوَ الْفَرْقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

قال أبُو دَاوُدَ: قال مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الحَدِيثِ قالَتْ: كُنْتُ أغْتَسِلُ أنَا وَرسولُ الله ﷺ مِنْ إنَاءٍ وَاحِدٍ فِيهِ قَدْرُ الْفَرْقِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ معمر نے بواسطہ زہری اس حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے جس میں ایک فَرْق کے برابر پانی آ تا تھا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَى ابنُ عُيَيْنَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے بھی حدیث مالک کی مانند روایت کیا ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يقولُ: الْفَرْقُ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا، وَسَمِعْتُهُ يقولُ: صَاعُ ابنِ أبِي ذِئْبٍ خَمْسَةُ أرْطَالٍ وَثُلُثٌ. قال: فَمَنْ قال ثَمَانِيَةُ أرْطَالٍ؟ قال: لَيْسَ ذَلِكَ بِمَحْفُوظٍ. قال: وَسَمِعْتُ أحْمَدَ يقولُ: مَنْ أعْطَى في صَدَقَةِ الْفِطْرِ بِرِطْلِنَا هَذَا خَمْسَةَ أرْطَالٍ وَثُلُثًا فَقَدْ أوْفَى، قِيلَ: الصَّيْحَانِيُّ ثَقِيلٌ. قال: الصَّيْحَانِيُّ أطْيَبُ؟ قال: لا أدْرِي.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ فَرْق (ایک برتن ہے) اس میں باعتبار مقدار سولہ رطل آتے ہیں اور میں نے ان کو سنا' کہہ رہے تھے کہ ابن ابی ذئب کا صاع (باعتبار وزن) کے پانچ رطل اور تہائی رطل کے برابر ہوتا ہے۔ کہا گیا کہ جو لوگ صاع کو آٹھ رطل کے برابر بتاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کا قول (صحیح اور) محفوظ نہیں ہے۔
کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص ہمارے اس رطل کے مطابق پانچ رطل اور ایک تہائی رطل (شرعی ایک صاع) صدقۂ فطر ادا کر دے' تو اس نے پورا فطرانہ ادا کر دیا۔ کہا گیا: (مدینے کی) صیحانی کھجور بھاری ہوتی ہے۔ کہا: صیحانی بہترین کھجور ہے؟ کہا: میں نہیں جانتا۔

فوائد ومسائل: ① [فَرْق] تانبے کا ایک برتن ہوتا تھا جس سے چیزیں بھر کر ناپی جاتی تھیں۔ رطل کے حساب سے اس کا وزن سولہ رطل بنتا تھا۔ صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ سے اس کی کمیت کو تین صاع بیان کیا گیا ہے۔ راقم مترجم نے اپنے ہاں موجود مُدّ سے اس کا حساب لگایا تو ہمارے رائج الوقت پیمانے سے اس کی کمیت نو لیٹر اور چھ ملی لیٹر بنتی ہے۔ حدیث: ۹۵ کے فوائد میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ② کچھ احادیث میں ہے کہ پانی کی یہ مقدار صرف رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمائی اور کچھ میں ہے کہ حضرت عائشہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں نے۔ اور یہ بھی

ثابت ہے کہ آپ ایک صاع یا سوا صاع سے غسل کر لیا کرتے تھے‘ تو ان میں تطبیق آسان ہے کہ یہ مختلف احوال اور مواقع کا بیان ہے۔ اس باب کی احادیث میں یہ بات خاص قابل ملاحظہ ہے کہ ”ایک برتن سے غسل فرمایا“ اور ”ہم غسل کر لیا کرتے تھے۔“ یعنی اس سے مزید پانی اور دوسرا برتن طلب نہیں کرتے تھے۔ بخلاف ہمارے عام معمولات کے جس میں اسراف ہوتا ہے۔ مذکورہ روایات میں بیان کی گئی مقدار اگرچہ حتمی نہیں ہے تاہم مستحب ضرور ہے کہ انسان اسی قدر پانی پر کفایت کرے اور اسراف سے احتراز کرے۔

ملحوظہ: امام احمد کا آخری مقولہ قابل حل ہے کہ ”صاع“ بھرنے کا پیمانہ ہے اور رطل وزن کرنے کا۔ ایک صاع میں پانچ رطل اور تہائی رطل غلہ یا کھجور وغیرہ آتی ہے‘ مگر سائل نے جب کہا کہ ”مدینے کی صیحانی کھجور بھاری ہوتی ہے۔“ تو فرمایا کہ یقیناً عمدہ کھجور ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ ”میں نہیں جانتا“ غالباً عبارت مختصر رہ گئی ہے اس لیے سمجھا گیا ہے کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس کا بھاری ہونا پانی کی کاشت کی وجہ سے ہوتا ہے یا کسی اور وجہ سے ہے؟ ”میں نہیں جانتا۔“ جملے کی دوسری توجیہ یہ بھی ہے جسے صاحب بذل المجھود نے ذکر کیا ہے کہ صیحانی کھجور سے صدقۂ فطر ادا کریں تو وزن میں بھاری ہونے کے باعث (پانچ رطل اور تہائی رطل) صاع بھرنے سے کم رہ جاتی ہے‘ تو کیا اس وزن سے صدقہ درست ہوگا؟ آپ نے کہا: کھجور تو عمدہ ہے‘ مگر معلوم نہیں کہ صدقہ ادا ہوا یا نہیں۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٩٧) - **بَابٌ: فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ** (التحفة ٩٨)

باب:۹۷- غسل جنابت کا بیان

٢٣٩- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قال: حَدَّثَني سُلَيْمَانُ بنُ صُرَدٍ عن جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رسولِ الله ﷺ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «أَمَّا أَنَا فأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلاثًا» وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا.

۲۳۹- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں غسل جنابت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”مگر میں تو اپنے سر پر پانی کے تین لپ ڈالتا ہوں۔“ اور ساتھ ہی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔

٢٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قال:

۲۴۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

٢٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثًا، ح: ٢٥٤ من حديث زهير، ومسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثًا، ح: ٣٢٧ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

٢٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بالحلاب أو الطيب عند الغسل، ح: ٢٥٨، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٨ كلاهما عن محمد بن المثنى به.

حدثنا أَبُو عَاصِمٍ عن حَنْظَلَةَ، عن الْقَاسِمِ عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ مِنْ نَحْوِ الْحِلَابِ فأَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ الأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فقال بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ.

جب رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت کرنا ہوتا تو دودھ کے ڈول کی طرح کا برتن طلب کرتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر کی دائیں جانب سے شروع کرتے پھر بائیں جانب پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر پر ڈالتے تھے۔

ملحوظہ: [حِلَاب] کا ترجمہ ''دودھ کا برتن'' ہی راجح ہے جیسے کہ صاحب عون المعبود نے نقل کیا ہے کہ صحیح ابوعوانہ میں ابوعاصم سے اس کی تفصیل یوں وارد ہے کہ یہ ہر طرف سے بالشت سے قدرے کم ہوتا تھا۔ بیہقی کی روایت میں اس کو کوزے کے برابر بتایا گیا ہے جس میں آٹھ رطل پانی آ سکتا ہے یعنی ڈیڑھ صاع۔

٢٤١- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إِبْرَاهِيم قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْني ابنَ مَهْدِيٍّ، عن زَائِدَةَ بنِ قُدَامَةَ، عن صَدَقَةَ قال: حدثنا جُمَيْعُ بنُ عُمَيْرٍ أَحدُ بَني تَيْم الله بنِ ثَعْلَبَةَ قال: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي وَخَالَتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَتْهَا إِحْدَاهُمَا: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ عِنْدَ الْغُسْلِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَنَحْنُ نُفِيضُ عَلَى رُؤُوسِنَا خَمْسًا مِنْ أَجْلِ الضُّفُرِ.

۲۴۱- جناب جُمیع بن عمیر...... اور یہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے خانوادے سے ہیں...... کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں آیا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک نے ان سے پوچھا کہ غسل میں آپ لوگ کیسے کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ ؓ نے کہا: نبی ﷺ (پہلے) نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے تھے، مگر ہم اپنی چوٹیوں کی وجہ سے پانچ بار ڈالتی تھیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، آگے حدیث ۲۵۱ آ رہی ہے، اس سے واضح ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح سر پر تین مرتبہ ہی پانی ڈالے۔

٢٤٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ

۲۴۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ

٢٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ما جاء في الغسل من الجنابة، ح: ٥٧٤ من حديث صدقة عن جميع به، وهما ضعيفان عند الجمهور.

٢٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ٢٤٨، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٦ من حديث هشام بن عروة به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٦/ ٥٢.

الْوَاشِحِيُّ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قالا: أخبرنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ - قال سُلَيْمَانُ - يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ بِيَمِينِهِ وقال مُسَدَّدٌ: غَسَلَ يَدَيْهِ يَصُبُّ الإنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ اتَّفَقَا: فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، وقال مُسَدَّدٌ: يُفْرِغُ عَلَى شِمَالِهِ - وَرُبَّمَا كَنَتْ عن الْفَرْجِ - ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَيْهِ في الإنَاءِ فَيُخَلِّلُ شَعْرَهُ، حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّهُ قَد أَصَابَ الْبَشْرَةَ أَوْ أَنْقَى الْبَشْرَةَ، أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، فَإِذَا فَضِلَ فَضْلَةٌ صَبَّهَا عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے ...... سلیمان کی روایت میں ہے ...... ابتدا کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے۔ اور مسدد کی روایت میں ہے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اوندھا کرتے۔ اس کے بعد دونوں مشائخ روایت کرنے میں متفق ہیں کہ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے اور بقول مسدد اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور بسا اوقات وہ (حضرت عائشہ) شرمگاہ کا ذکر کنایہ سے کرتیں ...... پھر آپ نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے، پھر اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے بالوں کا خلال کرتے، جب سمجھتے کہ جلد تر ہوگئی ہے یا صاف ہوگئی ہے تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے (اور آخر غسل میں) اگر کوئی پانی بچ رہتا تو اپنے جسم پر ڈال لیتے۔

٢٤٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ الْبَاهِلِيُّ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ أبي عَدِيٍّ: حدثنا سَعِيدٌ عن أبي مَعْشَرٍ، عن النَّخَعِيِّ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِكَفَّيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ مَرَافِغَهُ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَإِذَا أَنْقَاهُمَا أَهْوَى بِهِمَا إِلَى حَائِطٍ، ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الْوُضُوءَ وَيُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ.

٢٤٣- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھوں سے ابتدا کرتے، انہیں دھوتے، پھر اپنی شرمگاہ کے گردا گرد دھوتے (یعنی شرمگاہ، چڈے، رانیں اور گھٹنوں کے پیچھے والا حصہ دھوتے) اور اس پر پانی بہاتے پھر جب (شرم گاہ کی صفائی کے بعد) اپنے ہاتھوں کو صاف کر لیتے تو (مزید طہارت کے لیے) ان ہاتھوں کو دیوار پر مارتے (یعنی مٹی سے ملتے) پھر وضو شروع کرتے اور اپنے سر پر پانی ڈالتے۔

٢٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٧١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * وهو مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شواهد كثيرة.

٢٤٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ شَوْكَرَ: حدثنا هُشَيْمٌ عن عُرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ، حدثنا الشَّعْبِيُّ قال: قالَتْ عَائِشَةُ: لَئِنْ شِئْتُمْ لأُرِيَنَّكُم أَثَرَ يَدِ رسولِ الله ﷺ في الحَائِطِ حَيْثُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۴۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر چاہو تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے دیوار پر ہاتھ مارنے کے نشان دکھا سکتی ہوں جہاں کہ آپ غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

٢٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن الأَعمَشِ، عن سَالِمٍ، عن كُرَيْبٍ قال: أخبرنا ابنُ عَبَّاسٍ عن خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا يَغْتَسِلُ بِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ الإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَغَسَلَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ صَبَّ عَلَى فَرْجِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الأَرْضَ فَغَسَلَهَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى نَاحِيَةً فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، فَنَاوَلْتُهُ الْمِنْدِيلَ، فَلَمْ يَأْخُذْهُ وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ عَنْ جَسَدِهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لإِبْرَاهِيمَ، فقال: كَانُوا لا يَرَوْنَ بِالمِنْدِيلِ بَأْسًا، وَلَكِنْ كَانُوا يَكْرَهُونَ الْعَادَةَ.

۲۴۵- ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ غسل جنابت کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اوندھا کیا اور اسے دو یا تین بار دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اسے دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے' پھر اپنے سر اور جسم پر پانی ڈالا۔ پھر آپ ایک طرف ہو گئے اور اپنے پاؤں دھوئے۔ پھر میں نے آپ کو رومال دیا مگر آپ نے نہیں لیا اور جسم سے پانی جھاڑنے لگے۔ (اعمش کہتے ہیں) میں نے یہ بات ابراہیم نخعی سے ذکر کی (کہ غسل کے بعد جسم پونچھا جائے یا نہیں) تو اس نے کہا: صحابہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن عادت بنا لینے کو برا جانتے تھے۔

قال أبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: قُلْتُ لِعَبْدِ الله بنِ دَاوُدَ: كَانُوا يَكْرَهُونَهُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مسدد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن داود سے کہا کہ صحابہ کرام (غسل کے بعد

٢٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦، ٢٣٧ من حديث عروة الهمداني به * الشعبي لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، كما قال المنذري رحمه الله.

٢٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ٢٤٩، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٧ من حديث سليمان بن مهران الأعمش به.

لِلْعَادَةِ، فَقَالَ: هَكَذَا هُوَ، وَلَكِنْ وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِي هَكَذَا.

کپڑے سے جسم خشک کرنے کو) بطور عادت مکروہ جانتے تھے؟ کہا ایسے ہی ہے لیکن میں نے اپنی کتاب میں اسے اس طرح پایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① غسل جنابت ہو یا عام غسل، مسنون طریقہ یہی ہے جو ان احادیث میں آیا ہے کہ پہلے استنجا اور زیریں جسم دھویا جائے، بعدازاں وضو کر کے باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ اس وضو میں سر پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ کے غسل جنابت سے پہلے والے وضو میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ملتا، صرف تین مرتبہ سر پر پانی بہانے کا ذکر ہے۔ اسی لیے امام نسائی نے باب باندھا ہے ''غسل جنابت سے پہلے وضو میں سر کے مسح کا چھوڑ دینا۔'' اس باب کے تحت حدیث میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ ''یہاں تک کہ جب آپ سر پر پہنچے، تو اس کا مسح نہیں کیا، بلکہ اس پر پانی بہایا۔'' (سنن نسائی، حدیث:۴۲۲) ② مختلف احادیث میں وضو کا انداز مختلف نقل ہوا ہے۔ بعض میں پاؤں دھونے کے موقع کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ بعض میں صراحت ہے کہ غسل سے فراغت کے بعد دھوئے اور بعض میں دو دفعہ کا ذکر ہے۔ پہلی دفعہ میں وضو کے ساتھ اور دوسری دفعہ فراغت کے بعد اور ظاہر ہے کہ سب ہی صورتیں جائز ہیں۔ ③ غسل کے بعد تولیہ کا استعمال مباح ہے۔ نہ کرے تو سنت رسول پر عمل کے ثواب کا امیدوار ہونا چاہیے۔

٢٤٦- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بنُ عِيسَى الْخُرَاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن شُعْبَةَ قال: إنَّ ابنَ عَبَّاسٍ كَانَ إذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى سَبْعَ مِرَارٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ، فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ أَفْرَغَ، فَسَأَلَنِي: كَمْ أَفْرَغْتُ؟ فَقُلْتُ: لا أَدْرِي، فَقال: لا أُمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ أنْ تَدْرِيَ؟ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى جِلدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ يَقولُ: هَكَذَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَطَهَّرُ.

۲۴۶- جناب شعبہ (ابوعبداللہ بن دینار مولیٰ ابن عباس) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ جب غسل جنابت کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر سات بار پانی ڈالتے۔ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے۔ ایک دفعہ وہ بھول گئے کہ کتنی بار پانی ڈالا ہے تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ میں نے کتنی بار پانی ڈالا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ کہا نہ رہے تیری ماں! جاننے سے تجھے کیا مانع ہوا؟ پھر وضو کیا جیسے کہ نماز کے لیے ہوتا ہے۔ پھر اپنے جسم پر پانی ڈالتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح سے طہارت حاصل کیا کرتے تھے۔

٢٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٧ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به * شعبة مولى ابن عباس ضعيف، ضعفه الجمهور.

٢٤٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ جَابِرٍ عن عَبْدِ الله بنِ عُصْمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: كَانَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مِرَارٍ وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مِرَارٍ، فَلَمْ يَزَلْ رسولُ الله ﷺ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ مَرَّةً.

٢٤٧-سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ (شروع شروع میں) نمازیں پچاس اور غسل جنابت سات سات بار تھا۔ اسی طرح وہ کپڑا جسے پیشاب لگ جاتا اس کا دھونا بھی سات بار تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس بارے میں (تخفیف کا) سوال برابر کرتے رہے حتیٰ کہ نمازوں کو پانچ اور غسل جنابت اور پیشاب لگے کپڑے کا دھونا ایک بار کر دیا گیا۔

فائدہ: مسئلہ اسی طرح ہے کہ غسل جنابت میں ایک بار جسم پر پانی بہانا واجب ہے۔ ایسے ہی کپڑے کا دھونا بھی ایک ہی بار ہے۔

٢٤٨- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا الْحَارِثُ بنُ وَجِيهٍ: أخبرنا مَالِكُ بنُ دِينَارٍ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً، فاغْسِلُوا الشَّعْرَ وأَنْقُوا الْبَشَرَ».

٢٤٨-سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے، لہٰذا اپنے بالوں کو دھوؤ اور جسم کو خوب صاف کرو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: الْحَارِثُ بنُ وَجِيهٍ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: حارث بن وجیہ کی (مذکورہ) حدیث منکر ہے۔ اور وہ ضعیف ہے۔

٢٤٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

٢٤٩-سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٢٤٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠٩ من حديث أيوب بن جابر به، وهو ضعيف كما في تقريب التهذيب وغيره.

٢٤٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن تحت كل شعرة جنابة، ح: ١٠٦، وابن ماجه، ح: ٥٩٧ كلاهما عن نصر بن علي الجهضمي به، وقال الترمذي: "حديث الحارث بن وجيه حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديثه وهو شيخ ليس بذاك" * والحارث ضعيف كما قال أبوداود وغيره.

٢٤٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب تحت كل شعرة جنابة، ح: ٥٩٩ من حديث حماد ابن سلمة به، وصححه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ١٤٢ وذكر كلامًا.

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن زَاذَانَ، عن عَلِيٍّ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وكَذَا مِنَ النَّارِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی اور اسے نہ دھویا تو اس کے ساتھ آگ میں ایسے اور ایسے کیا جائے گا۔'' (یعنی عذاب دیا جائے گا)

قال عَلِيٌّ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ [شَعْرَ] رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي. وكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهُ رَضِيَ الله عَنْهُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ آپ اپنے بال منڈائے رکھتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایات کے مجموعے سے واضح ہے کہ انسان غسل جنابت میں اہتمام واحتیاط سے اپنے پورے جسم کے تمام حصوں تک پانی پہنچائے۔ کسی بال برابر جگہ کا خشک رہ جانا بھی باعث عذاب ہے البتہ عورتوں کو اپنی مینڈھیاں نہ کھولنے کی شرعاً رعایت ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

(المعجم ٩٨) - بَابُ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ٩٩)

٩٨- غسل کے بعد وضو کرنا

٢٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَغْتَسِلُ وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَصَلَاةَ الْغَدَاةِ وَلَا أُرَاهُ يُحْدِثُ وُضُوءًا بَعْدَ الغُسْلِ.

٢٥٠- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے، دو رکعتیں ادا کرتے اور نماز فجر پڑھتے اور میں نہیں سمجھتی کہ آپ غسل کے بعد وضو کی تجدید کرتے تھے۔

فائدہ: ① غسل مسنون میں پہلے استنجا اور وضو ہے۔ لہٰذا غسل کے بعد وضو کے اعادے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ شرمگاہ کو ہاتھ نہ لگا ہو۔ عریاں حالت میں وضو بالکل صحیح ہوتا ہے۔

٢٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١١٩ من حديث زهير بن معاوية به، ورواه الترمذي، ح: ١٠٧، وابن ماجه، ح: ٥٧٩، مختصرًا وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٥٣، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * أبوإسحاق لم يصرح بالسماع في هذا اللفظ.

(المعجم ٩٩) - **باب الْمَرْأَةِ هَلْ تَنْقُضُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ؟** (التحفة ١٠٠)

باب:٩٩-کیا عورت غسل میں اپنے سر کے بال کھولے؟

٢٥١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وابنُ السَّرْحِ قالا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن أَيُّوبَ بنِ مُوسَى، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: إنَّ امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ - وقال زُهَيْرٌ: إِنَّهَا - قَالَتْ: يارسولَ الله! إنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أفأنْقُضُهُ لِلْجَنَابَةِ؟ قال: «إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْفِنِي عَلَيْهِ ثَلَاثًا» - وقال زُهَيْرٌ: «تَحْثِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ - مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ، فإذَا أَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ».

٢٥١-ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مسلمانوں کی ایک خاتون نے پوچھا...... زہیر کی روایت ہے کہ......خود حضرت ام سلمہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال سخت کر کے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے موقع پر انہیں کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر دونوں ہاتھ بھر کر تین بار پانی ڈال لے۔ زہیر کے الفاظ ہیں [تَحْثِيْ عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِّنْ مَاءٍ] (اور معنی ایک ہی ہے) اور اس کے بعد باقی جسم پر پانی بہا لیا کر۔ اس طرح تو پاک ہو جائے گی۔

فائدہ: مرد اور عورت کے غسل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی پہلے زیریں جسم دھو لیا جائے اور اگر کوئی آلائش لگی ہو تو دور کر لی جائے۔ بعد ازاں نماز والا وضو کیا جائے اور پھر باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ خواتین کو اجازت ہے کہ غسل جنابت میں ان کے سر کے بال بندھے ہوئے ہوں تو نہ کھولیں۔ ویسے ہی تین لپ پانی ڈال لیں اور ہر بار بالوں کو خوب اچھی طرح ہلائیں اور ملیں تاکہ پانی جڑوں تک چلا جائے۔ اس طرح اپنے طور پر تسلی کر لینی چاہیے۔ مگر غسل حیض میں بالوں کو پوری طرح کھولنا ضروری ہے کیونکہ روایات میں حائضہ کے لیے بال کھولنے کا حکم ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ حدیث:٦٤١)

٢٥٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَني ابنُ نَافِعٍ يَعْني الصَّائِغَ، عن أُسَامَةَ، عن المَقْبُرِيِّ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: إنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ،

٢٥٢-ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ کہتی ہیں کہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور یہی مسئلہ دریافت کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس کی خاطر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا......اور اوپر کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا......اس

٢٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ح: ٣٣٠ من حديث سفيان بن عيينة به.
٢٥٢ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه الدارمي، ح: ١١٦١، والبيهقي: ١/ ١٨١ من حديث أسامة بن زيد به.

بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَسَأَلْتُ لَها النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ. قال فيه: «وَاغْمِزِي قُرُونَكِ عِنْدَ كُلِّ حَفْنَةٍ».

روایت میں ہے: ’’ہر لپ ڈالنے کے بعد اپنے بالوں کی چوٹیاں نچوڑ ڈال۔‘‘

٢٥٣- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ ابنُ نَافِعٍ عن الْحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إحْدَانَا إذَا أصَابَتْهَا جَنَابَةٌ أخَذَتْ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ هَكَذَا تَعْنِي بِكَفَّيْهَا جَمِيعًا، فَتَصُبُّ عَلَى رَأْسِها، وَأَخَذَتْ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ فَصَبَّتْهَا عَلَى هَذَا الشِّقِّ وَالأُخْرَى عَلَى الشِّقِّ الآخَرِ.

۲۵۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم میں سے جب کسی کو غسل جنابت کی ضرورت ہوتی تو وہ اس طرح یعنی دونوں ہتھیلیاں اکٹھی کر کے تین لپ پانی لیا کرتی اور اپنے سر پر ڈالتی۔ اور (پھر باقی جسم پر) ایک چلو لے کر اس جانب ڈالتی اور دوسرا چلو دوسری جانب۔

٢٥٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن عُمَرَ بنِ سُوَيْدٍ، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضِّمَادُ وَنَحْنُ مَعَ رسولِ الله ﷺ مُحِلَّاتٌ وَمُحْرِمَاتٌ.

۲۵۴-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم غسل کیا کرتیں اور ہمارے سر پر لیپ ہوتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں۔ احرام میں اور غیر احرام میں بھی۔

٢٥٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ قال: قَرَأْتُ في أَصْلِ إسْمَاعِيلَ بنِ عَيَّاشٍ قال ابنُ عَوْفٍ: وأخبرنا مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ عن أبِيهِ، حَدَّثَني ضَمْضَمُ بنُ زُرْعَةَ عن

۲۵۵-جناب شریح بن عبید کہتے ہیں کہ مجھے جبیر بن نفیر نے غسل جنابت کے بارے میں فتویٰ دیا اور کہا کہ ثوبان ؓ نے ان کو بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ’’مرد

٢٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بشق رأسه الأيمن في الغسل، ح: ٢٧٧ من حديث إبراهيم ابن نافع به.

٢٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٧ من حديث عمر بن سويد به، ورواه البيهقي: ١/ ١٨١، ١٨٢.

٢٥٥ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

شُرَيْح بن عُبَيْدٍ قال: أَفْتَانِي جُبَيْرُ بنُ نُفَيْرٍ عن الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَنَّ ثَوْبَانَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمُ اسْتَفْتَوُا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقالَ: «أَمَّا الرَّجُلُ فَلْيَنْثُرْ رَأْسَهُ فَلْيَغْسِلْهُ حَتَّى يَبْلُغَ أُصُولَ الشَّعْرِ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا عَلَيْهَا أَنْ لا تَنْقُضَهُ لِتَغْرِفْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِكَفَّيْهَا».

کو اپنے بال پوری طرح کھولنے چاہییں اور وہ انہیں اچھی طرح دھوئے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے لیکن عورت کے لیے بالوں کو کھولنا لازمی نہیں ہے۔ اسے صرف اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی ڈالنا کافی ہے۔"

فائدہ: غسل جنابت میں سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ملنا بھی چاہیے تا کہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔ تاہم غسل حیض میں بالوں کا کھولنا ضروری ہے، جیسا کہ پیچھے تفصیل گزری۔

(المعجم ١٠٠) - **بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ** (التحفة ١٠١)

باب:۱۰۰- جنبی آدمی کا غسل کرتے ہوئے خطمی سے سر دھونا

٢٥٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ زِيَادٍ: حَدَّثَنا شَرِيك عن قَيْسِ بنِ وهبٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ بنِ عَامِرٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ، يَجْتَزِئُ بِذَلِكَ، وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

۲۵۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ اپنا سر خطمی سے دھو لیا کرتے تھے جبکہ آپ جنبی ہوتے اور آپ اسی پر کفایت کرتے مزید پانی نہ بہاتے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے صابن، شیمپو وغیرہ اشیاء سے سر دھونے میں پانی کا استعمال ناگزیر ہے۔ پانی کے بغیر طہارت کا حصول ممکن نہیں۔

(المعجم ١٠١) - **بَابٌ: فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ** (التحفة ١٠٢)

باب:۱۰۱- وہ پانی جو مرد اور عورت کے مابین بہے......؟

٢٥٦ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ١/ ١٨٢ من حديث أبي داود به * رجل من بني سواءة مجهول كما في التقريب وغيره.

٢٥٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عنْ قَيْسِ بنِ وَهْبٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي سوَاءَةَ بنِ عَامِرٍ ، عن عَائِشَةَ فِيما يَفِيض بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ قالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يَصُبُّ عَلَيَّ الْمَاءَ ثُمَّ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ يَصُبُّهُ عَلَيْهِ.

٢٥٧- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جو پانی مرد و عورت کے درمیان بہتا ہے' اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے' (اور) مجھ پر پانی ڈالتے (یا پانی' مذی یا منی پر ڈالتے) پھر دوسرا چلو لیتے اور اس کو اپنے اوپر ڈال لیتے (یا مزید اس کے اوپر بہا دیتے)۔

توضیح: یہ روایت ضعیف ہے تاہم مفہوم سمجھ لینا چاہیے۔ اس میں جملہ [يَأْخُذُ كَفًّامِّنْ مَاءٍ يَصُبُّ عَلَى الْمَاءِ] کے لفظ [علی الماء] کو دو طرح پڑھا گیا ہے۔ (الف) [عَلَيَّ الْمَاءَ] یعنی علیٰ حرف جر اور یٰ ضمیر متکلم مجرور اور الماءَ منصوب' يَصُبُّ سے مفعول بہ۔ اس صورت میں پانی سے مراد وہ پانی ہے جو مرد و عورت کے درمیان (غسل کے دوران میں) بہتا اور ٹب میں گر جاتا ہے' اس سے رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے اور مجھ پر ڈالتے' پھر دوسرا چلو لیتے' اور اپنے اوپر ڈال لیتے۔ دوسری صورت (ب) [عَلَى الْمَاءِ] ہے' حرف جر کے ساتھ اس صورت میں الماء سے مراد مذی یا منی ہے۔ یعنی ایک چلو پانی لے کر پانی (یعنی مذی یا منی) پر ڈالتے اور پھر دوسرا چلو لیتے اور مزید نظافت کے لیے اس پر بہا دیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی کے ہاتھ سے آنے والا پانی پاک ہے' اسی طرح اس سے اگر کوئی چھینٹے وغیرہ پڑیں' تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٠٢) - **باب مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا** (التحفة ١٠٣)

باب: ١٠٢- حائضہ عورت سے مل کر کھانا اور (گھر میں) اس سے میل جول رکھنا

٢٥٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: إنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ إذَا حَاضَتْ مِنْهُم المَرْأَةُ أَخْرَجُوهَا مِنَ الْبَيْتِ وَلَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا في الْبَيْتِ فَسُئِلَ رسولُ الله ﷺ عَنْ

٢٥٨- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ یہودی اپنی عورتوں کو ان کے حیض کے دنوں میں گھروں سے نکال دیتے تھے۔ ان کے ساتھ اکٹھے کھاتے تھے' نہ پیتے تھے اور نہ یکجا رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ......﴾ ''یہ لوگ

٢٥٧۔ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٣ عن يحيى بن آدم به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٢٥٨۔ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ... الخ، ح: ٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به.

ذٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [البقرة:٢٢٢]

فقال رسولُ الله ﷺ: «جَامِعُوهُنَّ في الْبُيُوتِ، وَاصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ غَيْرَ النِّكَاحِ». فقالت الْيَهُودُ: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ. فَجَاءَ أُسَيْدُ بنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بنُ بِشْرٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالا: يارسولَ الله! إِنَّ اليَهُودَ تَقُولُ كَذَا وكَذَا، أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ في المَحِيضِ؟ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رسولِ الله ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَن قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا، فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى رسولِ الله ﷺ، فَبَعَثَ في آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَظَنَنَّا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجیے کہ یہ گندگی ہے۔ حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیویوں سے گھروں کے اندر اکٹھے مل جل کر رہو۔ اور تم سب کچھ کر سکتے ہو سوائے نکاح (یعنی جماع) کے۔'' (یہودیوں کو یہ معلوم ہوا) تو یہودی کہنے لگے یہ آدمی سب امور میں ہماری مخالفت ہی کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہودی ایسے ایسے کہتے ہیں تو کیا ہم ان ایام حیض میں عمل نکاح (یعنی حقیقی جنسی عمل) بھی نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ حتیٰ کہ ہمیں یقین تھا کہ آپ ان پر ناراض ہوئے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے گئے اور (ان کے نکلتے ہی) رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آ گیا تو آپ نے ان کو پیچھے سے بلوا بھیجا اور انہیں دودھ پلایا۔ اس طرح ہمیں تسلی ہوئی کہ آپ غصے نہیں ہوئے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ قرآن کے شارح اور مفسر ہیں۔ آپ نے مذکورہ فرمان میں ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ کا صحیح شرعی معنی واضح فرمایا ہے اور قرآن کو حدیث سے علیحدہ کر کے نہیں سمجھا جا سکتا۔ ② کفار، مبتدعین اور ملحدین کی مخالفت محض مطلوب نہیں تھی بلکہ قرآن وسنت کی حدود میں رہتے ہوئے ان کی مخالفت کرنی چاہیے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی ناراضی ذاتی رنجش کی بنا پر نہ ہوتی تھی اور علمائے حق کو بھی اس طرح ہونا چاہیے۔

٢٥٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عن مِسْعَرٍ، عن المِقْدَامِ بنِ شُرَيْحٍ، عن أبيهِ عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ

٢٥٩- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں (کھانا کھاتے ہوئے) ہڈی پر سے گوشت نوچتی اور میں حیض سے ہوتی، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیتی

٢٥٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ... الخ، ح:٣٠٠ من حديث مسعر به.

أَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَأَنَا حَائِضٌ فَأُعْطِيهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي مَوْضِعِ الَّذِي فِيهِ وَضَعْتُهُ، وَأَشْرَبُ الشَّرَابَ فَأُنَاوِلُهُ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي كُنْتُ أَشْرَبُ مِنْهُ.

آپ (اسے قبول فرما لیتے اور) اسی جگہ اپنا منہ رکھتے' جہاں سے میں نے کھایا ہوتا۔ اور میں پانی پیتی پھر آپ کو دیتی' تو آپ اپنے لب وہیں لگاتے' جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔

٢٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن صَفِيَّةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِي فَيَقْرَأُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۶۰-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ دیتے اور قرآن پڑھنے لگتے' جبکہ میں ایام سے ہوتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ ؓ کی محبت عدیم المثال تھی۔ ② ایام حیض اور جنابت کی حالت میں کوئی بھی مسلمان حقیقی طور پر نجس نہیں ہوتا۔ محض شرعی آداب کے تحت اسے نماز پڑھنے یا مسجد میں داخل ہونے وغیرہ سے روکا گیا ہے اور اس معنی میں اسے "غیر طاہر" (ناپاک) کہا جاتا ہے۔ ③ ویسے اس کا لعاب اور پسینہ سب پاک ہوتا ہے اور اس کے لمس سے دوسرے طاہر ساتھی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اپنے ذکر' اذکار اور تلاوت میں مشغول رہ سکتا ہے' کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٠٣) - **باب الْحَائِضِ تُنَاوِلُ مِنَ الْمَسْجِدِ** (التحفة ١٠٤)

باب:۱۰۳-حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھائے (تو جائز ہے!)

٢٦١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن ثَابِتِ بنِ عُبَيْدٍ، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رسولُ الله ﷺ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ». قُلْتُ: إِنِّي

۲۶۱-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے مسجد میں سے چٹائی تھما دو۔" میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔"

٢٦٠_ **تخريج:** أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: "الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة"، ح:٧٥٤٩ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه داود بن عبدالرحمن المكي عند مسلم، ح:٣٠١، وزهير عند البخاري، ح:٢٩٧.

٢٦١_ **تخريج:** أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ... الخ، ح:٢٩٨ من حديث أبي معاوية الضرير به.

حَائِضٌ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ».

ملاحظہ: اس حدیث کے الفاظ میں [مِنَ الْمَسْجِد] کا تعلق دو کلمات سے ہو سکتا ہے۔ [نَاوِلِينِي] سے‘ اس صورت میں ترجمہ ہوگا ”مجھے مسجد میں سے اٹھا کر لا دو۔“ دوسرا ”قَالَ“ سے‘ تو ترجمہ ہوگا ”آپ ﷺ نے مسجد میں سے مجھے کہا کہ مجھے چٹائی پکڑا دو۔“

مسئلہ: حائضہ یا جنبی اگر ہاتھ لمبا کر کے مسجد میں سے کوئی چیز اٹھائے‘ یا رکھے‘ تو جائز ہے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابٌ: فِي الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ (التحفة ١٠٥)

باب:۱۰۴- حائضہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا نہ کرے

٢٦٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن أَبِي قِلَابَةَ، عن مُعَاذَةَ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَتَقْضِي الحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ لَقَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَلَا نَقْضِي وَلَا نُؤْمَرُ بِالْقَضَاءِ.

۲۶۲- حضرت معاذہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ آیا حائضہ (اپنے ایام حیض کی) نمازوں کی قضا دے؟ تو انہوں نے کہا: کیا تو حروری ہے؟ بلاشبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے حیض سے ہوتی تھیں تو ہم کسی نماز کی قضا نہیں دیتی تھیں اور نہ ہمیں اس کا حکم ہی دیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: خوارج کو حروراء مقام کی طرف نسبت کرتے ہوئے ”حروری“ بھی کہتے ہیں‘ کیونکہ انہوں نے حضرت علی ؓ کے خلاف خروج کے بعد سب سے پہلا اجتماع مقام حروراء میں کیا تھا جو کوفہ کے قریب تھا۔ وہ حائضہ کے لیے ایام حیض کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنے کے قائل بھی تھے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو کچھ قرآن سے ثابت ہو وہی قابل عمل ہے اور جو امور زائدہ احادیث میں آئے ہیں ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور مرتکب کبیرہ کافر ہے۔

٢٦٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَمْرٍو: أخبرنا سُفْيَانُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ المَلِكِ، عن

۲۶۳- حضرت معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ ؓ سے یہی حدیث روایت کی ہے۔

٢٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلوة، ح: ٣٣٥ من حديث أيوب به، ورواه البخاري، ح: ٣٢١ من طريق آخر عن معاذة به.

٢٦٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

ابنِ المُبَارَكِ، عن مَعْمَرٍ، عن أيُّوبَ، عن مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عن عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

قال أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ فيه: فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ اضافہ ہے ''ہمیں روزے کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا تھا۔''

(المعجم ١٠٥) - **بَابٌ: فِي إتْيَانِ الْحَائِضِ** (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٥- حائضہ سے مجامعت کا مسئلہ

٢٦٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ قال: حَدَّثَني الْحَكَمُ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمنِ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ في الَّذِي يَأْتِي امْرَأتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قال: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أوْ نِصْفِ دِينَارٍ».

۲۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرتا ہے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک دینار صدقہ کرے یا آدھا دینار۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا الرِّوَايَةُ الصَّحِيحَةُ قال: «دِينَارٌ أَوْ نِصْفُ دِينَارٍ» وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ.

ابوداود کہتے ہیں کہ صحیح روایت ایسے ہی ہے کہ ''ایک دینار یا آدھا دینار۔'' لیکن شعبہ اس روایت کو بعض اوقات مرفوع بیان نہ کرتے تھے۔ (بلکہ حضرت ابن عباس پر موقوف کر دیتے تھے۔)

فوائد ومسائل: ① امام ابوداود رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حرف اَوْ ہی صحیح روایت ہے اور اس میں اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دینار دے یا آدھا اور اس کے بالمقابل دیگر روایات جن میں کچھ تفصیل ہے یا صرف آدھے دینار کا ذکر ہے وہ اس حدیث کے پائے کی نہیں ہیں۔ معلوم رہے کہ دینار ہمارے موجودہ معیار کے مطابق سوا چار گرام سے کچھ زیادہ سونے کا ہوتا تھا۔ ② ان مخصوص ایام میں جنسی عمل حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو صدقہ دینا چاہیے قاعدہ ہے

٢٦٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في كفارة من أتى حائضًا، ح: ٦٤٠ من حديث يحيى القطان به، وله طريقان آخران عند الترمذي، ح: ١٣٦، ١٣٧، انظر الحديث الآتي برقم: ٢٦٦، وحديث أبي داود صححه الحاكم: ١/ ١٧١، ١٧٢، ووافقه الذهبي.

کہ ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود: ۱۱۴) ''نیکیاں گناہوں کا ازالہ کر دیتی ہیں۔''

٢٦٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابنَ سُلَيْمَانَ، عن عَلِيِّ بنِ الْحَكَمِ الْبُنَانِيِّ، عن أبي الْحَسَنِ الْجَزَرِيِّ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: «إِذَا أَصَابَهَا فِي أَوَّلِ الدَّمِ فَدِينَارٌ، وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينَارٍ».

۲۶۵- سیدنا ابن عباس ؓ کا ارشاد ہے: اگر شوہر اپنی بیوی کے پاس خون حیض کے ابتدائی دنوں میں آئے تو ایک دینار دے اور اگر خون رک جانے کے ایام میں آئے تو آدھا دینار دے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قال ابنُ جُرَيْجٍ عن عَبْدِ الْكَرِيمِ، عن مِقْسَمٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے عبدالکریم سے اور انہوں نے مقسم سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

٢٦٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن خُصَيْفٍ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

۲۶۶- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اپنی اہلیہ کے پاس اس کے ایام حیض میں آئے تو چاہیے کہ آدھا دینار صدقہ دے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: وكَذَا قال عَلِيُّ بنُ بَذِيمَةَ عن مِقْسَمٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوداود ؒ نے کہا: علی بن بذیمہ نے مقسم سے وہ نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کرتے ہیں۔

وَرَوَى الأَوْزَاعِيُّ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي مَالِكٍ، عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: أَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِخُمْسَيْ دِينَارٍ، وَهَذَا مُعْضَلٌ.

اور اوزاعی نے یزید بن ابی مالک سے، انہوں نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا: آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک دینار کا ۲/۵ صدقہ کرے۔ مگر یہ سند مُعْضَل ہے۔ (یعنی اس میں دو راوی یکے بعد دیگرے ساقط ہیں۔)

٢٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/٣١٨ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق * أبو الحسن الجزري مجهول وأخطأ من سماه عبدالحميد(تق).

٢٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الكفارة في ذلك، ح: ١٣٦ من حديث شريك القاضي به، سنده ضعيف، والحديث السابق يغني عنه.

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ البتہ حدیث:۲۶۴ صحیح ہے جس میں دینار یا نصف دینار صدقہ کرنے کا حکم ہے، قطع نظر اس سے کہ اس نے ابتدائے حیض میں صحبت کی ہے یا درمیان میں یا آخر میں۔ البتہ تخییر (اَوْ) کی وجہ کفارہ ادا کرنے والے کی مالی استطاعت ہو سکتی ہے، کم حیثیت والا نصف دینار اور زیادہ حیثیت والا پورا دینار صدقہ کرے۔ ایک دینار کا وزن کم و بیش ساڑھے چار ماشہ سونا ہے جو جدید اعشاری نظام کے مطابق ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجِمَاعِ** (التحفة ۱۰۷)

باب:۱۰۶-شوہر اپنی اہلیہ سے (ایام حیض میں) جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتا ہے

۲٦۷- **حَدَّثَنا** يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَني اللَّيْثُ ابنُ سَعْدٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ، عن نُدْبَةَ مَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ، عن مَيْمُونَةَ قَالَتْ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُبَاشِرُ المَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ إذَا كَانَ عَلَيْهَا إزَارٌ إلَى أَنْصَافِ الْفَخِذَيْنِ أَوِ الرُّكْبَتَيْنِ تَحْتَجِزُ بِهِ.

۲۶۷-ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی ایک کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے جبکہ وہ حیض سے ہوتی اور اس پر آدھی رانوں تک یا گھٹنوں تک کپڑا ہوتا اور وہ اس کپڑے سے اپنے (زیریں) جسم کو ڈھانپے ہوتی تھی۔

ملحوظہ: زوجین کے یہ مسائل کسی عام عالم کے لیے اس انداز میں بیان کرنا بہت مشکل ہے، مگر چونکہ یہ دین، طہارت اور اللہ کی حدود کے مسائل ہیں، اسی لیے ازواج مطہرات نے بھی بیان فرمائے ہیں، ورنہ ان کی حیا و شرم بے مثل و بے مثال تھی (رضی اللہ عنہن) اور آپ ﷺ کی کثرت ازدواج کی حکمت بھی یہی تھی کہ زوجین کے مابین کے مسائل شرعی لحاظ سے امت کے سامنے آ جائیں۔

مسئلہ: ایام حیض میں بوس و کنار یقیناً جائز ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ایسے جوڑے کو اپنے اوپر کس حد تک ضبط ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ ضبط قائم نہ رہے گا تو از حد احتیاط کرنی چاہیے کہ کہیں حرام میں واقع نہ ہو جائیں۔ (نیز دیکھیے، حدیث:۲۵۸)

۲٦۸- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ:

۲۶۸-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ

۲٦۷ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مباشرة الحائض، ح: ۲۸۸ من حديث الليث بن سعد به * والزهري صرح بالسماع عند البيهقي: ۱/ ۳۱۳، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۳٦۲.

۲٦۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ۳۰۰، ۲۰۳۰، ومسلم، الحيض، ◀◀

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأْمُرُ إحْدَانَا إذَا كَانَتْ حَائِضًا أنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُضَاجِعُهَا زَوْجُهَا. وقال مَرَّةً: يُبَاشِرُهَا.

رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کو حکم فرماتے کہ جب ہم میں سے کوئی حیض سے ہوتو اپنی چادر اچھی طرح باندھ لیا کرے۔ پھر شوہر (کو اجازت ہے کہ) اس کے ساتھ لیٹ جائے۔ اور (شعبہ نے) ایک بار [يُضَاجِعُهَا] کی بجائے [يُبَاشِرُهَا] کا لفظ روایت کیا۔

٢٦٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن جَابِرِ بنِ صُبْحٍ قال: سَمِعْتُ خِلَاسَ الْهَجَرِيَّ قال: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تقولُ: كُنْتُ أنَا وَرسولُ الله ﷺ نَبِيتُ في الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإنْ أصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، وَإنْ أصَابَ - تَعْنِي ثَوْبَهُ - مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ.

٢٦٩- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی تھیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں رات گزارتے اور میں حیض سے ہوتی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ لگ جاتا تو اتنی جگہ دھو لیتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور نماز پڑھ لیتے۔ اور اگر کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو بھی اسی قدر جگہ دھوتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے۔

فوائد ومسائل: ① دین وشریعت اور طہارت کی حدود واضح کرنے کے لیے ہی یہ مخفی حقائق بیان ہوئے ہیں تاکہ امت کے لیے دنیا وآخرت میں آسانی رہے۔ ورنہ عام مسلمان میاں بیوی کے لیے اپنے مخفی امور کا ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ ② خون حیض نجس ہے۔ ③ جو حصہ جسم کا یا کپڑے کا آلودہ ہوا اسی قدر دھونا واجب ہے' نہ کہ سارا جسم یا سارا کپڑا۔

٢٧٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله يَعْنِي ابنَ عُمَرَ بنِ غَانِمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابنَ زِيَادٍ، عن عُمَارَةَ بنِ غُرَابٍ قال: إنَّ عَمَّةً لَهُ حَدَّثَتْهُ

٢٧٠- جناب عمارہ بن غراب کہتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا' کہا کہ ہم میں سے ایک حائضہ ہوتی ہے اور اس کے لیے اور اس کے شوہر کے لیے صرف ایک ہی

◀◀ باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ٢٩٣ من حديث منصور به.

٢٦٩ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مضاجعة الحائض، ح: ٢٨٥ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

٢٧٠ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ١٢٠ من حديث عبدالرحمن بن زياد الإفريقي به، وهو ضعيف كما تقدم: ٦٢ * وعمارة بن غراب مجهول (تقريب) وعمته: الم أعرفها.

أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِحْدَانَا تَحِيضُ وَلَيْسَ لَهَا وَلِزَوْجِهَا إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ، قَالَتْ: أُخْبِرُكِ بِمَا صَنَعَ رسولُ الله ﷺ، دَخَلَ فَمَضَى إِلَى مَسْجِدِهِ - قال أَبُو دَاوُدَ: تَعْنِي مَسْجِدَ بَيْتِهِ - فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنِي وَأَوْجَعَهُ الْبَرْدُ، فقال: ادْنِي مِنِّي، فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فقالَ: «وَإِنْ اكْشِفِي عَنْ فَخِذَيْكِ»، فَكَشَفْتُ فَخِذَيَّ، فَوَضَعَ خَدَّهُ وَصَدْرَهُ عَلَى فَخِذَيَّ، وَحَنَيْتُ عَلَيْهِ حَتَّى دَفِيءَ وَنَامَ.

بستر ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک بار کی بات بتاتی ہوں کہ آپ (گھر میں) تشریف لائے اور اپنی مسجد میں چلے گئے...... امام ابوداود ؒ نے کہا اس سے مراد گھر میں نماز کی جگہ پر...... پھر آپ فارغ نہ ہوئے حتیٰ کہ میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں۔ (یعنی نیند نے آلیا) اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سردی نے ستایا تو فرمایا: ''میرے قریب ہو جاؤ۔'' میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ نے کہا: ''اپنی رانوں سے کپڑا ہٹاؤ۔'' میں نے اپنی رانوں سے کپڑا ہٹا لیا تو آپ نے اپنا رخسارہ اور سینہ میری رانوں پر رکھ دیا اور میں بھی آپ پر جھک گئی، حتیٰ کہ آپ گرم ہو گئے اور سو رہے۔

٢٧١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحمَّدٍ، عن أَبِي الْيَمَانِ، عن أُمِّ ذَرَّةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عن المِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمْ نَقْرَبْ رسولَ الله ﷺ وَلَمْ نَدْنُ مِنْهُ حَتَّى نَطْهُرَ.

۲۷۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں، فرماتی ہیں: جب مجھے حیض آتا تو میں بستر سے اتر کر چٹائی پر آجاتی پھر ہم (زوجات) رسول اللہ ﷺ کے قریب نہ ہوتی تھیں حتیٰ کہ پاک ہو جاتیں۔

ملحوظ: مقصد یہ ہے کہ کبھی یہ صورت ہوتی اور کبھی اکٹھے بھی لیٹ جاتے۔ مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں وسعت ہے اور دونوں صورتیں جائز ہیں۔ واللہ اعلم۔

٢٧٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئًا أَلْقَى

۲۷۲- جناب عکرمہ کسی زوجۂ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہتی ہیں کہ نبی ﷺ اگر اپنی کسی اہلیہ سے کچھ خواہش کرتے اور وہ حیض سے ہوتی تو اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیتے۔

٢٧١- تخريج: [إسناده ضعيف] * أبو اليمان الرحال مستور (تقريب) وأم ذرة مجهولة الحال.

٢٧٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٢/ ١٨٢ من حديث أبي داود به.

عَلَى فَرْجِهَا ثَوْبًا.

٢٧٣- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الأسْوَدِ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأمُرُنَا في فَوْحِ حَيْضَتِنَا أنْ نَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُنَا، وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ أرَبَهُ كَمَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَمْلِكُ أرَبَهُ.

۲۷۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے (یعنی زوجات کے) شدت حیض کے دنوں میں ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنی چادر کس کے باندھ لیں اور پھر ہمارے ساتھ لیٹ جاتے......اور تم میں سے کون ہے جسے اپنے جذبات پر اس قدر ضبط ہو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کو تھا؟

فائدہ: معلوم ہوا کہ نو بیاہتا اور جوان جوڑوں کو مخصوص دنوں میں بے انتہا احتیاط واجب ہے مگر جب عمر ڈھل جائے اور جذبات میں ٹھہراؤ آ جائے تو مذکورہ فعل جائز ہے۔

(المعجم ١٠٧) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تُسْتَحَاضُ وَمَنْ قَالَ: تَدَعُ الصَّلَاةَ فِي عِدَّةِ الأيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ (التحفة ١٠٨)

باب:۱۰۷-مستحاضہ کا بیان اور یہ کہ (غیر ممیزہ) اپنے حیض کے دنوں کے برابر نماز چھوڑ دیا کرے

٢٧٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إنَّ امْرَأةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رسولَ الله ﷺ، فَقال: «لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِي وَالأيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا

۲۷۴-حضرت ام سلمہ ؓ زوجۂ نبی ﷺ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کو بہت خون آتا تھا تو اس کے لیے ام سلمہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ یہ عارضہ لاحق ہونے سے پہلے مہینے (میں حیض) کے دنوں اور راتوں کی گنتی کا خیال کرے اور استحاضہ والے مہینے میں اسی اندازے سے نماز چھوڑ دے۔ جب یہ دن گزر

٢٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح:٣٠٢، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح:٢٩٣ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به.

٢٧٤ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الاغتسال من الحيض، ح:٢٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٦٢ (والقعنبي، ص: ٨٠)، وللحديث شواهد، انظر، ح:٢٧٩، ٢٨١، السند منقطع وحديث مسلم، ح:٣٣٣ يغني عنه.

الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ».

جائیں تو غسل کر لے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے رہے اور نماز پڑھتی رہے۔"

ملحوظہ: ہر بالغ عورت کو ماہانہ نظام کے تحت جو خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔ اور یہ علامت ہوتی ہے کہ اس کا رحم خالی ہے۔ ابتدائے بلوغت ہی سے ہر عورت کو اپنی عادت کا بالعموم تجربہ ہو جاتا ہے۔ عام طور پر یہ خون سیاہی مائل ہوتا ہے لیکن اگر اس نظام میں خرابی آ جائے اور خون کا آنا عادت سے بڑھ جائے تو اسے استحاضہ کہتے ہیں اور اس کی رنگت بھی مختلف سی ہوتی ہے۔ بچے کی ولادت پر آنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں۔ حیض اور نفاس کے ایام ناپاکی کے ایام شمار ہوتے ہیں مگر استحاضہ کے ایام طہارت کے شمار کیے جاتے ہیں' اس بنا پر کہ یہ ایک مرض کی کیفیت ہوتی ہے۔

استحاضہ کا مسئلہ یوں ہے کہ اگر عورت کو اپنے حیض کی تواریخ معلوم اور اس کے ایام متعین ہوں اور یہ عارضہ لاحق ہو جائے تو وہ ان متعین دنوں کی نمازیں چھوڑ دے اور شوہر بھی اس سے علیحدہ رہے۔ اگر ایام اور تواریخ میں فرق آتا رہتا ہو تو سیاہی مائل خون کے ایام کو حیض کے ایام شمار کیا جائے لیکن اگر تواریخ اور ایام غیر متعین اور رنگت سے بھی امتیاز نہ ہو رہا ہو یا ابتدا ہی سے استحاضے کا عارضہ لاحق ہو گیا ہو تو چھ' سات دن یا اپنے عزیز و اقارب کی خواتین کی عادات کے مطابق حیض کے دن متعین کر لیے جائیں۔ ان دنوں میں نماز' روزہ اور مجامعت سے پرہیز کیا جائے۔ ان دنوں کے پورے ہونے پر غسل کر کے نماز' روزہ شروع کر دے اور بعد ازاں ہر نماز کے لیے وضو کرتی رہے۔ اگر غسل کی ہمت ہو تو بہت افضل ہے۔ شوہر کو مباشرت کی بھی اجازت ہو گی۔ استحاضہ کی احادیث کا اس مختصر تمہید کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے۔

٢٧٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ قالا: حدثنا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمَانَ ابنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ عن أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ- فَذَكَرَ مَعْنَاهُ - قال: «فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ»، بِمَعْنَاهُ.

۲۷۵- ایک آدمی نے حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت کیا کہ ایک عورت کو بہت خون آتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا...... اس روایت میں ہے کہ جب یہ دن گزر جائیں اور نماز کا وقت آ جائے (یعنی نماز پڑھنے کے دن آ جائیں) تو چاہیے کہ غسل کرے۔ باقی روایت سابقہ حدیث کے ہم معنی ہے۔

٢٧٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ:

۲۷۶- ایک انصاری سے روایت ہے کہ ایک خاتون

٢٧٥ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٣ من حديث الليث بن سعد به، ورواه في معرفة السنن والآثار: ٤٧٤ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٢٧٦ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

حدثنا أَنَسٌ يَعْنِي ابنَ عِيَاضٍ، عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ: أنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ قال: «فإذَا خَلَّفَتْهُنَّ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ» وَسَاقَ مَعْنَاهُ.

کو بہت زیادہ خون آتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث لیث کے ہم معنی بیان کیا۔ کہا کہ جب یہ ایام گزار لے اور نماز کا وقت آ جائے تو غسل کرے۔ اور اس کے ہم معنی ذکر کیا۔

٢٧٧- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بنُ جُوَيْرِيَةَ عن نَافِعٍ بِإسْنَادِ اللَّيْثِ، وَمَعْنَاهُ: قال: «فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ، ثُمَّ إذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتَسْتَذْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّي».

٢٧٧-صخر بن جویریہ نافع سے لیث کی اسناد سے اور اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا: ''ایام حیض کی گنتی کے مطابق نماز چھوڑ دے۔ پھر جب نماز کا وقت ہو جائے (نماز کے ایام آ جائیں) تو غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔''

فائدہ: حائضہ کو حیض سے پاک ہوتے ہی غسل کرنا واجب نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کا وقت آنے پر واجب ہوتا ہے۔

٢٧٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أيُّوبُ عن سُلَيْمَانَ ابنِ يَسَارٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قال فيه: «تَدَعُ الصَّلَاةَ وَتَغْتَسِلُ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ وَتَسْتَذْفِرُ بِثَوْبٍ وَتُصَلِّي».

٢٧٨-سلیمان بن یسار' حضرت ام سلمہ ؓ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ ''نماز چھوڑ دے اور اس کے علاوہ میں غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: وَسَمَّى الْمَرْأَةَ الَّتِي كَانَت اسْتُحِيضَتْ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيُّوبَ في هَذَا الْحَدِيثِ، قال: فَاطِمَةَ بِنْتَ أبي حُبَيْشٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ حماد بن زید نے بواسطہ ایوب یہ روایت بیان کی تو اس میں مستحاضہ خاتون کا نام فاطمہ بنت ابی حبیش بتایا۔

٢٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٣ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٢٧٤، ٢٧٦.

٢٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٤ من حديث وهيب به، وانظر، ح: ٢٧٤، ٢٧٧.

فوائد ومسائل: ① حدیث ۲۷۴-۲۷۸ سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم مسئلے کی نوعیت وہی ہے جو ان میں بیان کی گئی ہے۔ ② علامہ احمد شاکر نے نقل کیا ہے کہ دور نبوی میں اس عارضے میں مبتلا خواتین کی تعداد دس تک شمار کی گئی ہے۔ علامہ منذری نے پانچ نام گنوائے ہیں۔ حمنہ بنت جحش، ان کی بہن ام حبیبہ، فاطمہ بنت ابی حبیش الاسدیہ، سہلہ بنت سہیل القرشیہ اور ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن۔

۲۷۹- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن جَعْفَرٍ، عن عِرَاكٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أنَّها قالت: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عن الدَّمِ، فقالت عَائِشَةُ: فَرَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلآنَ دَمًا، فقالَ لَهَا رسولُ الله ﷺ: «امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي».

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ قُتَيْبَةُ بَيْنَ أَضْعَافِ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ فِي آخِرِهَا. وَرَوَاهُ عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ وَيُونُسُ بنُ مُحَمَّدٍ عن اللَّيْثِ فقالا: جَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ.

۲۷۹- جناب عروہ، حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت ام حبیبہ ؓ نے نبی ﷺ سے خون کے متعلق پوچھا: حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں میں نے ان کی لگن دیکھی تھی کہ خون سے بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس عارضہ سے پہلے کی عادت کے مطابق نماز سے رکی رہو جیسے کہ باقاعدہ تمہیں حیض روکتا تھا، پھر غسل کر لو۔“

امام ابوداود ؒ نے کہا قتیبہ نے ایک حدیث میں بین السطور اس روایت کی سند میں جعفر کا نسب ”جعفر بن ربیعہ“ دوسری مرتبہ میں واضح کیا۔ (یعنی انہیں جعفر کے ابن ربیعہ ہونے میں شک تھا) جبکہ علی بن عیاش اور یونس بن محمد نے لیث سے روایت کیا تو ان دونوں نے بصراحت (بغیر شک کے) ”جعفر بن ربیعہ“ کہا۔

۲۸۰- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن المُنْذِرِ بنِ المُغِيرَةِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ قال: إنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أبي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رسولَ الله

۲۸۰- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے انہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور خون کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”یہ ایک رگ (کا خون) ہے۔ تم ذرا غور سے دیکھو جب تمہارا حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب

۲۷۹۔ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤/ ٦٥ عن قتيبة به.

۲۸۰۔ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الأقراء، ح: ٢١٢ عن عيسى بن حماد به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٢٧٤، ٢٧٨ * المنذر بن المغيرة مجهول، وثقه ابن حبان وحده.

ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فقالَ لَهَا رسولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ، فَانْظُرِي إِذَا أَتَى قَرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ قَرْؤُكِ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ».

حیض گزر جائے تو طہارت حاصل کرو اور دوسرے حیض کے ایام آنے تک نماز پڑھتی رہو۔“

فائدہ : معلوم ہوا کہ اگر پہلے سے ایام و تواریخ معلوم و متعین ہوں تو ان ایام کو ایام حیض شمار کیا جائے اور اگر معلوم نہ ہوں تو خون کی رنگت سے اندازہ لگایا جائے۔

٢٨١- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن سُهَيْلٍ يَعْنِي ابنَ أبي صَالِحٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ قال: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ أَنَّهَا أَمَرَتْ أَسْمَاءَ أَوْ أَسْمَاءُ حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا أَمَرَتْهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ أَنْ تَسْأَلَ رسولَ الله ﷺ، فأَمَرَهَا أَنْ تَقْعُدَ الأَيَّامَ الَّتِي كَانَتْ تَقْعُدُ ثُمَّ تَغْتَسِلَ.

٢٨١- جناب عروہ بن زبیر نے کہا کہ مجھ سے فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے بیان کیا' انہوں نے اسماء سے کہا تھا یا اسماء نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے فاطمہ بنت ابی حبیش نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ان ایام میں بیٹھی رہے (اور نماز نہ پڑھے) جن میں (اس عارضے سے پہلے) بیٹھا کرتی تھی' پھر غسل کرے۔

قال أبو دَاوُد: وَرَوَاهُ قَتَادَةُ عن عُرْوَةَ ابنِ الزُّبَيْرِ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ، فأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس کو قتادہ نے عروہ بن زبیر سے وہ زینب بنت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش کو استحاضہ ہو گیا تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قال أبو دَاوُد: لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ عُرْوَةَ شَيْئًا. وَزَادَ ابنُ عُيَيْنَةَ في حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت:

امام ابوداود ؒ نے کہا: قتادہ نے عروہ سے کچھ نہیں سنا ہے۔ اور ابن عیینہ نے زہری عن عمرة عن عائشة کی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے' کہا: ام حبیبہ کو

٢٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/٣٣١ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٢٨٦، ٢٩٦، ٣٠٤، ورواه هشام بن عروة عن أبيه عند النسائي: ١/١١٦، ح: ٢٠١ * الزهري مدلس وعنعن وحديث النسائي صحيح.

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَت النَّبِيَّ ﷺ، فأَمَرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

استحاضہ ہوتا تھا تو اس نے نبی ﷺ سے پوچھا' آپ نے اسے حکم دیا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑے رہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهْمٌ من ابنِ عُيَيْنَةَ، لَيْسَ هَذَا في حَدِيثِ الْحُفَّاظِ عن الزُّهْرِيِّ إلَّا مَا ذَكَرَ سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: یہ الفاظ ابن عیینہ کا وہم ہیں۔ حفاظ کی حدیث میں زہری سے وہی مروی ہے جو سہیل بن ابی صالح نے ذکر کیا۔

وقد رَوَى الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عن ابنِ عُيَيْنَةَ، لَمْ يَذْكُرْ فيه «تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا». وَرَوَتْ قَمِيرُ بِنْتُ عَمْرٍو زَوْجُ مَسْرُوقٍ عن عَائِشَةَ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ».

اور حمیدی نے یہ حدیث ابن عیینہ سے روایت کی تو اس میں تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ اور قمیر بنت عمرو زوجۂ مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ''استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے' پھر غسل کرے۔''

وقال عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ الْقَاسِمِ عن أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أَقْرَائِهَا.

اور عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اسے (مستحاضہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے حیض کے ایام کے برابر نمازیں چھوڑ دے۔

وَرَوَى أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بنُ أبي وَحْشِيَّةَ عن عِكْرِمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

اور ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ نے عکرمہ سے' وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا...... اور اسی کے مثل ذکر کیا۔

وَرَوَى شَرِيكٌ عن أبي الْيَقْظَانِ، عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي».

اور شریک نے ابوالیقظان سے' وہ عدی بن ثابت سے' وہ اپنے والد سے' وہ اس (عدی) کے نانا سے' وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے' پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔''

وَرَوَى الْعَلَاءُ بنُ الْمُسَيَّبِ عن الْحَكَمِ، عن أبي جَعْفَرٍ قال: إنَّ سَوْدَةَ

اور علاء بن مسیّب نے حَکَم سے' انہوں نے ابو جعفر سے روایت کیا کہا: سودہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا تو نبی ﷺ

اسْتُحِيضَتْ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَضَتْ أَيَّامُهَا اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ.

نے ان کو حکم دیا: ’’جب ان کے ایام گزر جائیں تو غسل کریں اور نماز پڑھیں۔‘‘

وَرَوَى سَعِيدُ بنُ جُبَيْرٍ عن عَلِيٍّ وَابنِ عَبَّاسٍ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَجْلِسُ أَيَّامَ قُرْئِهَا. وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وَطَلْقُ بنُ حَبِيبٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ مَعْقِلٌ الْخَثْعَمِيُّ عن عَلِيٍّ. وَكَذٰلِكَ رَوَى الشَّعْبِيُّ عن قَمِيرَ امْرَأَةِ مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ.

اور سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس ؓ سے روایت کیا کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض میں بیٹھی رہے۔ اور ایسے ہی عمار مولیٰ بنی ہاشم اور طلق بن حبیب نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ایسے ہی معقل خثعمی نے حضرت علی ؓ سے اور شعبی نے قمیر زوجہ مسروق سے‘ انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے روایت کیا ہے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ وَسَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ وعَطَاءٍ وَمَكْحُولٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَسَالِمٍ وَالْقَاسِمِ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حسن‘ سعید بن میّب‘ عطاء‘ مکحول‘ ابراہیم‘ سالم اور قاسم کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض کی نمازیں چھوڑے رہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ احادیث اور اقوال ایسی عورتوں کے بارے میں ہیں جن کی سابقہ عادت معلوم ومتعین ہو۔ ② حدیث ۲۸۰‘ ۲۸۱ بھی سنداً ضعیف ہیں‘ لیکن ان میں بیان کردہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ١٠٨) - [بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّ الْحَيْضَةَ إِذَا أَدْبَرَتْ لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ] (التحفة ١٠٩)

باب:۱۰۸- جب حیض ختم ہو جائے تو پھر نماز نہ چھوڑے

٢٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ وَعَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالا: حدثنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنتَ أَبِي حُبَيْشٍ جَاءَتْ رسولَ الله ﷺ فقالت: إِنِّي

۲۸۲- جناب عروہ حضرت عائشہ ؓ سے راوی ہیں‘ انہوں نے کہا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہوتا ہے اور پاک نہیں ہوتی ہوں‘ تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ’’یہ ایک رگ (کا خون ہوتا)

٢٨٢_ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح:٣٠٦، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح:٣٣٣ من حديث هشام به.

امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أفأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قال: «إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَت بِالْحَيْضَةِ، فإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

ہے' حیض نہیں۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب ختم ہو جائے تو اپنے سے خون دھوؤ اور نماز پڑھو۔''

٢٨٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَا م بِإِسْنَادِ زُهَيْرٍ وَمَعْنَاهُ قال: «فإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ، فإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكِ وَصَلِّي».

۲۸۳-قعنبی نے مالک کے واسطے سے ہشام سے بسند زہیر اسی کے ہم معنی بیان کیا' کہا: ''جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو۔ اور جب اس کے بقدر (بقدر عادت سابق ایام) گزر جائیں تو خون کو دھوؤ اور نماز پڑھو۔''

(المعجم ١٠٩) - **بَابٌ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ** (التحفة ١١٠)

باب:۱۰۹-(مستحاضہ کو) جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے

٢٨٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا أَبُو عَقِيلٍ عن بُهَيَّةَ قالت: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ عَائِشَةَ عن امْرَأَةٍ فَسَدَ حَيْضُهَا وَأُهَرِيقَتْ دَمًا، فأَمَرَنِي رسولُ الله ﷺ أَنْ آمُرَهَا فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحِيضُ في كُلِّ شَهْرٍ وَحَيْضُهَا مُسْتَقِيمٌ فَلْتَعْتَدَّ بِقَدْرِ ذَلِكَ مِنَ الأَيَّامِ ثُمَّ لِتَدَعِ الصَّلَاةَ فِيهِنَّ أَوْ بِقَدْرِهِنَّ ثُمَّ لِتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَذْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّي.

۲۸۴-بُہَیّہ سے روایت ہے' کہا کہ میں نے ایک عورت کو سنا جو حضرت عائشہ ؓ سے پوچھ رہی تھی کہ جس عورت کا نظام حیض خراب ہو گیا ہو اور اسے بہت زیادہ خون آتا ہو (تو وہ کیا کرے؟) تو (انہوں نے کہا) مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے کہوں کہ اتنے دن انتظار کرے جتنے کہ ہر مہینے اسے حیض آتا تھا جب کہ اس کا حیض صحیح تھا تو اس قدر ایام شمار کرے اور ان میں نماز چھوڑے رہے' پھر غسل کرے۔ کپڑے سے لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن مسئلہ صحیح ہے۔

٢٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح:٣٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦١ (والقعنبي، ص: ٧٩، ٨٠)، وانظر الحديث السابق.

٢٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٤٣ من حديث أبي داود به * بهية لا تعرف وأبوعقيل يحيى ابن المتوكل ضعيف وقال الذهبي: "ضعفوه" (الكاشف: ٣/ ٢٣٣).

٢٨٥- حَدَّثَنا ابنُ أبي عَقِيلٍ ومُحمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ المِصْرِيَّانِ قالا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رسولِ الله ﷺ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ عَوْفٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رسولَ الله ﷺ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي».

۲۸۵- جناب عروہ بن زبیر اور عمرہ' وہ دونوں ہی حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی زوجیت میں تھیں' استحاضہ شروع ہو گیا اور سات سال تک رہا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے' تو غسل کر اور نماز پڑھ۔''

قال أبو دَاوُدَ: زَادَ الأوْزَاعِيُّ في هَذَا الحديثِ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: اسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِينَ، فأمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ قال: «إذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلاَةَ، فإذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي».

امام ابوداود ؒ نے کہا اوزاعی نے اس حدیث میں بہ سند زہری عن عروہ' وعمرہ عن عائشہ ؓ یہ اضافہ کیا کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو استحاضہ شروع ہو گیا اور یہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی زوجیت میں تھی' اسے سات سال تک یہ عارضہ رہا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا: ''جب حیض آ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔''

قال أبو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ هَذَا الكَلاَمَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ غَيْرُ الْأَوْزَاعِيِّ. وَرَوَاهُ عن الزُّهْرِيِّ، عَمْرُو ابنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ وَيُونُسُ وَابنُ أبي

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ یہ جملہ [إذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلوٰةَ، فَإذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي وَصَلِّي] زہری کے شاگردوں میں سے اوزاعی کے علاوہ کسی نے ذکر نہیں کیا ہے۔ اس روایت کو زہری سے عمرو

٢٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤/ ٦٤ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ٣٢٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وصرح بالسماع عند النسائي، ح: ٢٠٤.

ذِئْبٍ وَمَعْمَرٌ وَإِبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ وَسُلَيْمَانُ ابنُ كَثِيرٍ وَابنُ إِسْحَاقَ وَسُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا هذا الكلامَ.

بن حارث' لیث' یونس' ابن ابی ذئب' معمر' ابراہیم بن سعد' سلیمان بن کثیر' ابن اسحق اور سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے' مگر یہ حضرات یہ جملہ ذکر نہیں کرتے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَإِنَّمَا هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا یہ لفظ صرف ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہیں۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَزَادَ ابنُ عُيَيْنَةَ فيهِ أيضًا، أمَرَهَا أنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا وَهُوَ وَهْمٌ من ابنِ عُيَيْنَةَ. وَحَدِيثُ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو عن الزُّهْرِيِّ فيهِ شَيْءٌ وَيَقْرُبُ مِنَ الَّذِي زَادَ الأوْزَاعِيُّ في حَدِيثِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا: ''اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے۔'' اور یہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔ اور محمد بن عمرو عن زہری کی روایت میں بھی کچھ (وہم) ہے (جو اس کے بعد آ رہی ہے) اور یہ اسی کے قریب قریب ہے جو اوزاعی نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا ہے۔

٢٨٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ أبي عَدِيٍّ عن مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ عَمْرٍو، قال: حَدَّثَني ابنُ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ أبي حُبَيْشٍ قال: إنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فقال لَها النَّبِيُّ ﷺ: «إذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فإنَّهُ دَمٌ أسْوَدُ يُعْرَفُ، فإذَا كَانَ ذَلِكِ فَأَمْسِكِي عن الصَّلَاةِ، فإذَا كَانَ الآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي فإنَّمَا هُوَ عِرْقٌ».

٢٨٦- جناب عروہ بن زبیر' فاطمہ بنت ابی حبیش سے راوی ہیں کہا کہ انہیں (فاطمہ کو) استحاضہ آتا تھا' تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جب خون حیض کا ہو جو کہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے تو جب یہ آئے تو نماز سے رکی رہو اور جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو۔ یہ ایک رگ ہوتی ہے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: قال ابنُ المُثَنَّى: حدثنا بِهِ ابنُ أبي عَدِيٍّ من كِتَابِهِ هَكَذَا

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ محمد بن مثنیٰ نے کہا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں اپنی کتاب سے ایسے ہی بیان کیا (یعنی

٢٨٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة، ح: ٢١٦ عن محمد بن المثنى به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٣٤٥، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٧٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٢٨١ * الزهري عنعن.

ثُمَّ حدثنا بِهِ بَعْدُ حِفْظًا. قال: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

عروہ اور فاطمہ کے مابین کوئی واسطہ نہیں تھا) اور بعد میں جب اپنے حفظ سے روایت کیا تو اس سند میں عائشہ کا ذکر کیا' کہا کہ فاطمہ کو استحاضہ آتا تھا۔ پھر اوپر والی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَى أَنَسُ بنُ سِيرِينَ عن ابنِ عَبَّاسٍ في الْمُسْتَحَاضَةِ قال: إِذَا رَأَتِ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ فَلا تُصَلِّي وَإِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ وَلَوْ سَاعَةً فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ انس بن سیرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مستحاضہ کے بارے میں بیان کیا کہ جب وہ خوب گہرا سرخ خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب طہر محسوس کرے اگرچہ ایک گھڑی ہی ہو تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قال مَكْحُولٌ: إِنَّ النِّسَاءَ لا تَخْفَى عَلَيْهِنَّ الْحَيْضَةُ، إِنَّ دَمَهَا أَسْوَدُ غَلِيظٌ، فإِذَا ذَهَبَ ذَلِكَ وَصَارَتْ صُفْرَةً رَقِيقَةً فإِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَلْتَغْتَسِلْ [وَلْتُصَلِّ].

مکحول نے کہا ہے کہ عورتوں کے لیے حیض کا معاملہ پوشیدہ نہیں ہوتا۔ یہ خون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ جب یہ ختم ہو جائے' گاڑھا نہ رہے اور زرد رنگ ہو جائے' تو یہ استحاضہ ہوتا ہے' تو چاہیے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ في الْمُسْتَحَاضَةِ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتِ اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حماد بن زید نے بہ سند یحییٰ بن سعید' سعید بن مسیّب سے مستحاضہ کے بارے میں روایت کیا ہے: جب اسے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

وَرَوَى سُمَيٌّ وَغَيْرُهُ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ: تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

سُمَیّ اور کچھ دوسروں نے سعید بن میتب سے روایت کیا ہے: (مستحاضہ) اپنے حیض کے ایام میں بیٹھی رہے۔

وَكَذَلِكَ رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن يَحْيَى ابنِ سَعِيدٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ.

ایسے ہی حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ سے سعید بن میتب سے روایت کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَى يُونُسُ عن

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ یونس' حسن بصری سے

الحَسَنِ: الحائِضُ إِذَا مَدَّ بِهَا الدَّمُ تُمْسِكُ بَعْدَ حَيْضَتِها يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.

بیان کرتے ہیں: حیض والی کا خون جب طول پکڑ جائے تو حیض کے بعد ایک دو دن تک دیکھے (اگر رک جائے تو بہتر) ورنہ یہ استحاضہ ہے۔

وقال التَّيْمِيُّ عن قَتَادَةَ: إِذَا زَادَ عَلَى أَيَّامِ حَيْضِهَا خَمْسَةُ أَيَّامٍ [فَلْتُصَلِّ]. قال التَّيْمِيُّ: فَجَعَلْتُ أَنْقُصُ حَتَّى بَلَغْتُ يَوْمَيْنِ، فقال: إِذَا كَانَ يَوْمَيْنِ فَهُوَ مِنْ حَيْضِهَا. وَسُئِلَ ابنُ سِيرِينَ عنه فقال: النِّسَاءُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ.

تیمی نے قتادہ سے بیان کیا کہ جب اس کے ایام حیض پر پانچ دن زیادہ ہو جائیں تو نماز پڑھنا شروع کر دے۔ تیمی کہتے ہیں کہ میں دنوں کو کم کرتے کرتے دو دن تک پہنچا تو کہا اگر (معروف ایام سے) دو دن زیادہ ہو جائیں تو یہ حیض ہی کے ہوں گے۔ ابن سیرین سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ عورتوں کو اس کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

٢٨٧- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَغَيْرُهُ قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُحمَّدٍ عن عَبْدِ الله بنِ مُحمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن إِبْرَاهِيمَ بنِ مُحمَّدِ ابنِ طَلْحَةَ، عن عَمِّهِ عِمْرَانَ بنِ طَلْحَةَ، عن أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قالت: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فأَتَيْتُ رسولَ الله ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يارسولَ الله! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَرَى فيها قد منَعَتْنِي الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ؟ فقال: «أَنْعَتُ

٢٨٧- عمران بن طلحہ اپنی والدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ حمنہ نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ اور بڑا سخت استحاضہ ہوتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی کہ آپ سے مسئلہ پوچھوں اور آپ کو اپنی حالت بتاؤں تو میں نے آپ کو اپنی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں پایا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں جسے بہت سخت شدید استحاضہ ہوتا ہے، آپ کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ اس نے مجھے نماز اور روزے سے بھی روک رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ تم روئی رکھ لیا کرو اس سے خون رک جائے گا۔“ اس (حمنہ) نے کہا: یہ اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر کپڑا باندھ لیا

٢٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المستحاضة: أنها تجمع بين الصلاتين بغسل واحد، ح:١٢٨ من حديث زهير به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٦٢٢، ٦٢٧، وحسنه البغوي في شرح السنة: ٣٢٦ * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح:١٢٦.

لَكِ الْكُرْسُفَ فإنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ». قالت: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. قال: «فَاتَّخِذِي ثَوْبًا». فقالت: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا. قال رسولُ الله ﷺ: «سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَيَّهُمَا فَعَلْتِ أَجْزَى عَنْكِ مِنَ الآخَرِ، فإنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فأنْتِ أَعْلَمُ» قال لَهَا: «إِنَّمَا هَذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ في عِلْمِ الله، تَعَالَى ذِكْرُهُ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، حَتَّى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُومِي فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُكِ، وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي كلَّ شَهْرٍ كما يَحِضْنَ النِّسَاءُ وَكما يَطْهُرْنَ مِيقاتَ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي العَصْرَ فَتَغْتَسِلِي، وتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ والْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِينَ المَغْرِبَ وتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِي وَصُومِي إنْ قَدَرْتِ عَلَى ذَلِكِ». قال رسولُ الله ﷺ: «وَهَذَا أَعْجَبُ الأَمْرَيْنِ إِلَيَّ».

کرو۔'' میں نے کہا: یہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے' میرے تو تُلّلی (دھار) بہتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ''میں تمہیں دو باتیں بتاتا ہوں ان میں سے جو بھی اختیار کرلو کافی ہے۔ اگر دونوں کی ہمت ہو تو یہ تمہیں معلوم ہو گا۔'' آپ نے اس سے فرمایا: ''یہ دراصل شیطانی کچوکا ہے۔ پس تم (ہر مہینے) اللہ کے علم کے مطابق چھ یا سات دن حیض کے شمار کرو' پھر غسل کرلو' حتیٰ کہ جب تم اپنے آپ کو پاک صاف سمجھو تو تیئیس یا چوبیس دن رات نماز پڑھتی رہو اور روزے رکھو تمہیں یہ کافی ہے اور ہر مہینے ویسے ہی کیا کرو جیسے کہ عام عورتیں اپنے حیض اور طہر کے دنوں میں کرتی ہیں۔

(دوسری صورت) اور اگر ہمت ہو تو ظہر کو مؤخر اور عصر کو جلدی کر کے ان دونوں کو جمع کرلو اور ان کے لیے ایک غسل کرو۔ پھر مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرتے ہوئے ایک غسل کرلو اور ان نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لو۔ اور فجر کی نماز کے لیے (بھی) غسل کرلو۔ اگر تم یہ کرسکتی ہو تو کرلیا کرو اور روزے بھی رکھتی جاؤ۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور یہ (دوسری) صورت ان دونوں میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بنُ ثَابِتٍ عن ابنِ عَقِيلٍ فَقالَ: قَالَت حَمْنَةُ: هَذَا أَعْجَبُ الأَمْرَيْنِ إِلَيَّ، لَمْ يَجْعَلْهُ قَوْلَ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا اس روایت کو عمرو بن ثابت نے ابن عقیل سے نقل کیا اور کہا: حمنہ نے کہا: ''یہ صورت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔'' اس قول کو اس نے

النَّبِيِّ ﷺ، جَعَلَهُ كلامَ حَمْنَةَ.

رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں بتایا' بلکہ حمنہ کا قول کہا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ عَمْرُو بن ثَابِتٍ رَافِضِيًّا وَذَكَرَهُ عن يَحْيَى بنِ مَعِينٍ [ولكنه كان صدوقًا في الحديث].

امام ابوداود ؒ نے کہا: عمرو بن ثابت رافضی تھا اور یہ قول یحییٰ بن معین سے ذکر کیا۔ (لیکن وہ حدیث میں صدوق (سچا) تھا۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يقولُ: حَدِيثُ ابنِ عَقِيلٍ في نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: میں نے امام احمد ؒ سے سنا کہتے تھے کہ ابن عقیل کی حدیث کے بارے میں میرے دل میں کچھ (تردد) ہے۔

فائدہ: حدیث ۲۸۶' ۲۸۷ بھی سنداً ضعیف ہیں۔ علامہ شوکانی السیل الجرار (ج:۱' ص:۱۴۹) میں کہتے ہیں: ''استحاضہ کے لیے غسل کے مسئلہ میں کئی احادیث آئی ہیں اور اکثر سنن ابی داود میں ہیں' مگر حفاظ محدثین کی ایک جماعت نے انہیں بصراحت نا قابل حجت قرار دیا ہے۔ اگر بر بنائے قاعدہ ''احادیث بعض بعض کے لیے تقویت کا باعث ہوتی ہیں۔'' انہیں صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو صحیحین وغیرہ میں وارد صحیح ترین اور قوی ترین احادیث کے مقابلے میں ان کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ صحیحین کی روایات میں حیض کے ختم ہونے پر صرف ایک غسل کا حکم دیا ہے اور ضروری ہے کہ اس قسم کے پرمشقت حکم کے لیے ایسی دلیل ہو جو چمکتے سورج کی مانند روشن ہو' کجا یہ کہ ضعیف اور نا قابل حجت روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔'' (مترجم عرض کرتا ہے کہ استحباب وفضیلت میں تو شبہ نہیں ہے جیسے کہ حضرت ام حبیبہ ؓ کے عمل سے ثابت ہے۔ مزید اگلے باب کی احادیث ملاحظہ ہوں۔)

(المعجم ١١٠) - باب مَا رُوِيَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ (التحفة ١١١)

باب:۱۱۰- وہ روایات جن میں ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے

٢٨٨- حَدَّثَنا ابنُ أبي عَقِيلٍ وَمُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الحارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالت: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رسولِ الله ﷺ وَتَحْتَ

۲۸۸- جناب عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمن' حضرت عائشہ ؓ زوجہ نبی ﷺ سے راوی ہیں' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمن بن عوف ؓ کی اہلیہ تھیں' ان کو سات سال تک استحاضہ رہا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

٢٨٨- تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٢٨٥.

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رسولَ الله ﷺ في ذَلِكَ فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بالحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلي وَصَلِّي». قالت عائشةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ في مِرْكَنٍ في حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتَّى تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ.

''یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے' لہٰذا غسل کرو اور نماز پڑھو۔'' حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی بہن زینب بنت جحش ؓ کے حجرے میں ایک لگن میں غسل کرتیں' تو خون کی سرخی پانی پر چھا جاتی تھی۔

فائدہ: ''غسل کرو اور نماز پڑھو'' کا مطلب ہے' ایام حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرو اور نماز پڑھنا شروع کر دو۔ اس سے مقصود ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دینا تھا' نہ اس سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے اگر کسی نے ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم سمجھا ہے' تو یہ اس کا اپنا فہم ہے' علاوہ ازیں کسی بھی صحیح حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم نہیں ہے۔

٢٨٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرتني عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن أُمِّ حَبِيبَةَ بِهَذَا الحديثِ: قالتْ عَائشةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

٢٨٩- عمرہ بنت عبدالرحمٰن' ام حبیبہ ؓ سے یہی حدیث روایت کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

٢٩٠- حَدَّثَنا يَزِيدُ [بنُ] خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حدَّثني اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ بِهَذَا الحديثِ قال فيه: فَكَانَت تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

٢٩٠- عروہ' سیدہ عائشہ ؓ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس میں کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

قال أبُو دَاوُدَ: قال الْقَاسِمُ بنُ مَبْرُورٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَمْرَةَ،

(اختلاف اسانید کا بیان) امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ حدیث قاسم بن مبرور نے یونس سے' وہ ابن شہاب

٢٨٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٢٨٥.

٢٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤ من حديث الليث بن سعد به.

عن عَائِشَةَ، عن أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ - وَرُبَّمَا قال مَعْمَرٌ: عن عَمْرَةَ عن أُمِّ حَبِيبَةَ بِمَعْنَاهُ - وكَذَلِكَ رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بن سَعْدٍ وَابنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ. وقال ابنُ عُيَيْنَةَ في حَدِيثِهِ: وَلَمْ يَقُلْ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ.

سے وہ عمرہ سے وہ عائشہ سے انہوں نے ام حبیبہ بنت جحش ؓ سے روایت کی ہے۔ اور ایسے ہی معمر نے زہری سے اس نے عمرہ سے اس نے عائشہ سے روایت کی ہے لیکن معمر نے کبھی عَنْ عَمْرة عَنْ أُمّ حَبِيْبَة کہا ہے اور ایسے ہی ابراہیم بن سعد اور ابن عیینہ (دونوں) نے زہری سے وہ عمرہ سے اس نے عائشہ ؓ سے روایت کی ہے۔ ابن عیینہ نے اپنی روایت میں کہا کہ (زہری نے) یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔

٢٩١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنِي أبي عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائِشَةَ قالت: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فأَمَرَهَا رسولُ الله ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ أَيْضًا. قالتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكلِّ صَلَاةٍ.

٢٩١- جناب عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن (دونوں) حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ ؓ کو سات سال تک استحاضہ رہا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ غسل کریں، چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

اوزاعی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ عائشہ ؓ نے کہا: وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

٢٩٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ، عن ابنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ في عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، فأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَسَاقَ الحديثَ.

٢٩٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں استحاضہ آتا رہا، تو آپ نے انہیں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دیا اور حدیث بیان کی۔

٢٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ٣٢٧ من حديث ابن أبي ذئب، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤ من حديث ابن شهاب به باختلاف يسير.

٢٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٧ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به وانظر، ح: ٢٩٠ ☆ محمد بن إسحاق عنعن.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَلَم أَسْمَعْهُ مِنْهُ عن سُلَيْمَانَ ابنِ كَثِيرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: «اسْتُحِيضَتْ زَيْنَبُ بِنتُ جَحْشٍ، فقال لَها النَّبيُّ ﷺ: «اغْتَسِلي لِكُلِّ صَلَاةٍ» وَسَاقَ الحَدِيثَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے ابوالولید طیالسی نے روایت کیا ہے' مگر میں نے ان سے سنا نہیں ہے (بلکہ بالواسطہ سنا ہے۔) (طیالسی نے) سلیمان بن کثیر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں' کہا: زینب بنت جحش کو استحاضہ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ہر نماز کیلئے غسل کیا کرو۔'' اور حدیث بیان کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: ورَوَاهُ عَبْدُ الصَّمَدِ عن سُلَيْمَانَ بنِ كَثِيرٍ قال: «تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ». قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهْمٌ مِنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْقَوْلُ فِيه قَوْلُ أبي الْوَلِيدِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے عبدالصمد نے سلیمان بن کثیر سے روایت کیا تو کہا: ''ہر نماز کیلئے وضو کیا کرو۔'' مگر یہ عبدالصمد کا وہم ہے۔ اس بارے میں ابوالولید کا قول صحیح ہے۔

توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابوالولید طیالسی کی روایت میں صحیح تر یہ ہے کہ یہ خاتون ام حبیبہ بنت جحش تھیں۔

٢٩٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ أبي الحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَارِثِ عن الْحُسَيْنِ، عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ قال: حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنتُ أبي سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً كَانتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ وكَانتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أمَرَهَا أنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي.

٢٩٣- جناب ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت کو بہت زیادہ خون آتا تھا اور وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ''ہر نماز کے وقت غسل کرے اور نماز پڑھا کرے۔''

وأخبرني أَنَّ أُمَّ بَكْرٍ أخبرتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ قالت: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال في الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرِيبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ: «إنَّمَا

(یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ) ام بکر نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جسے

٢٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٥١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ١١٥ * حديث أم بكر ضعيف لجهالة حالها، أخرجه ابن ماجه، ح: ٦٤٦، يحي بن أبي كثير مدلس وعنعن.

هِيَ» أَوْ قال: «إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ» أَوْ قال: «عُرُوقٌ».

کہ طہر شروع ہونے کے بعد کوئی شک والی کیفیت درپیش ہو۔ ''بے شک یہ رگ (کا خون) ہے۔'' (الفاظ میں شک ہے) إِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ یا إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ یا عُرُوقٌ

قال أَبُو دَاوُدَ: في حَدِيثِ ابنِ عَقِيلٍ الأَمْرَانِ جَمِيعًا. قال: «إِنْ قَوِيتِ فَاغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَإِلَّا فَاجْمَعِي» كما قال الْقَاسِمُ في حَدِيثِهِ. وقد رُوِيَ هذا الْقَوْلُ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عن عَلِيٍّ وَابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابن عقیل کی روایت میں دونوں باتیں جمع ہیں: آپ نے فرمایا: ''اگر طاقت رکھتی ہوتو ہر نماز کے لیے غسل کرلیا کرو ورنہ جمع کرلو۔'' جیسے کہ قاسم نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ اور یہی قول سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔

فائدہ: روایت ۲۹۲ اور ۲۹۳ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ حیض سے پاک ہونے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کافی ہے۔ حدیث ۲۹۰ اور ۲۹۱ میں حضرت ام حبیبہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا جو عمل بیان کیا گیا ہے' اس کی بابت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا اپنی پسند سے تھا' انہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار' باب غسل المستحاضة لكل صلاة' ۱/ ۲۸۳'۲۸۴) لیکن شیخ البانی اور دیگر بعض حضرات نے حدیث ۲۹۲' ۲۹۳ کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابی داود' تعلیقات السیل الجرار' ۱/ ۳۴۷'۳۴۸) اس میں تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ایک مرتبہ غسل ضروری ہے تاہم ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١١١) - باب مَنْ قَالَ: تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غُسْلًا (التحفة ١١٢)

باب:۱۱۱- ان حضرات کے دلائل جو قائل ہیں کہ مستحاضہ نمازیں جمع کرے اور ہر دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرے

٢٩٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالت: اسْتُحِيضَتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ

۲۹۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کو استحاضہ آنے لگا تو اسے حکم دیا گیا کہ نماز عصر کو جلدی اور ظہر کو مؤخر کرے۔ اور ان دونوں (نمازوں) کے لیے ایک

٢٩٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر اغتسال المستحاضة، ح: ٢١٤ من حديث شعبة به.

رسولِ الله ﷺ، فأُمِرَتْ أنْ تُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتَغْتَسلَ لَهُمَا غُسلًا، وَأنْ تُؤَخِّرَ المَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسلًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسلًا. فَقُلْتُ لعَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فقال: لا أُحَدِّثُكَ - إلَّا عن النَّبِيِّ ﷺ - بِشَيْءٍ.

غسل کرے۔ اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرے اور ان دونوں کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کی نماز کے لیے ایک غسل کرے۔ میں نے (یعنی شعبہ نے) عبدالرحمٰن سے کہا: کیا یہ نبی ﷺ سے مروی ہے؟ انہوں نے کہا: میں تجھے جو بھی بیان کرتا ہوں وہ نبی ﷺ ہی کی حدیث ہوتی ہے۔

فوائد ومسائل: یہ عورت سہلہ بنت سہیل ؓ تھیں جیسے کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ اور یہ غسل مستحب ہے۔ ورنہ ایک ہی غسل کافی ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب عذر اور مریض، نمازوں کو جمع بھی کر سکتا ہے۔

٢٩٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن مُحمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبيهِ، عن عَائشةَ قالت: إنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اسْتُحِيضَتْ، فأتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فأمَرَهَا أنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ أمَرَهَا أنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ والْعَصْرِ بِغُسلٍ وَالمَغْرِبِ والعِشَاءِ بِغُسْلٍ وَتَغْتَسِلَ لِلصُّبْحِ.

٢٩٥- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل ؓ کو استحاضے کا عارضہ ہو گیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کریں، مگر جب وہ اس سے مشقت میں پڑ گئیں تو انہیں حکم دیا کہ ظہر وعصر کی نماز ایک غسل کے ساتھ جمع کریں اور مغرب وعشاء کو ایک غسل کے ساتھ اور صبح کے لیے ایک غسل کیا کریں۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبيهِ قال: إنَّ امْرَأةً اسْتُحِيضَتْ فَسَألَتِ النَّبِيَّ ﷺ فأمَرَهَا بِمَعْنَاهُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا اس روایت کو ابن عیینہ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ کہا: ایک عورت کو استحاضہ ہو گیا، اس نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے اس کو حکم دیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٢٩٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق، وحديث ابن عيينة رواه البيهقي: ١/ ٣٥٣ * ابن إسحاق وسفيان مدلسان وعنعنا.

٢٩٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا خَالِدٌ عن سُهَيْلٍ يَعْني ابنَ أبي صَالِحٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قالت: قُلْتُ: يارسولَ الله! إنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أبي حُبَيْشٍ اسْتُحِيضَتْ مُنْذُ كَذَا وكَذَا فَلَمْ تُصَلِّ. فقال رسولُ الله ﷺ: «سُبْحَانَ الله! إنَّ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ، لِتَجْلِسْ في مِرْكَنٍ، فإذَا رَأَتْ صُفْرَةً فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ والعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَوَضَّأُ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ».

٢٩٦-سیدہ اسماء بنت عمیس ؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ کو اتنی مدت سے استحاضہ ہو رہا ہے اور وہ نماز نہیں پڑھ سکی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! یہ شیطانی اثر ہے۔ اسے چاہیے کہ ٹب میں بیٹھے' اگر پانی پر زردی غالب ہو تو چاہیے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے مابین وضو کرے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُجَاهِدٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا اس حدیث کو مجاہد نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا کہ جب اس پر (ہر نماز کے لیے) غسل مشکل ہو گیا تو اسے حکم دیا کہ دو نمازوں کو جمع کر لیا کرے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ عن ابنِ عَبَّاسٍ، وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَعَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور اسے ابراہیم نخعی نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے اور ابراہیم نخعی اور ایسے ہی عبداللہ بن شداد کا بھی یہی قول ہے۔

(المعجم ١١٢) - بَاب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ (التحفة ١١٣)

باب ١١٢- ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ طہر سے طہر تک ایک ہی غسل کرے

٢٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ

٢٩٧- جناب عدی بن ثابت اپنے والد سے وہ

٢٩٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢١٥، ٢١٦، ح: ٨٢٨ من حديث خالد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٧٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الزهري عنعن.

٢٩٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة، ◄◄

زِيَادٍ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن أَبِي الْيَقْظَانِ، عن عَدِيِّ ابنِ ثَابِتٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ في المُسْتَحَاضَةِ: «تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي وَالْوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

اس (عدی) کے نانا سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا: ''اپنے حیض کے ایام کی نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: زَادَ عُثْمَانُ «وَتَصُومُ وتُصَلِّي».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: عثمان نے زیادہ کیا: ''روزے رکھے اور نماز پڑھے۔''

فائدہ: اور یہی بات دلائل کے اعتبار سے قوی ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں اور دیگر احادیث کہ ہر نماز کے لیے غسل یا دو نمازوں کے لیے غسل' یہ سب استحباب کے معنی میں ہے۔ یعنی اس عمل کو نفل' مستحب اور باعث اجر وثواب سمجھا جانا چاہیے۔

٢٩٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن الأعمَشِ، عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: جاءَتْ فَاطِمَةُ بِنتُ أبي حُبَيْشٍ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ خَبَرَهَا قال: «ثُمَّ اغْتَسِلي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَصَلِّي».

٢٩٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور (راوی نے) ان کا واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر غسل کرو اور پھر ہر نماز کے لیے وضو کرو اور نماز پڑھتی رہو۔''

٢٩٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ عن أَيُّوبَ بنِ أبي مِسْكِينٍ، عن الحَجَّاجِ، عن أُمِّ كُلْثُومٍ، عن عَائِشَةَ في المُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ تَعْنِي

٢٩٩- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مستحاضہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ غسل کرے یعنی ایک ہی بار۔ پھر ایام حیض آنے تک وضو ہی کرتی رہے۔

◄◄ ح: ١٢٦، وابن ماجه، ح: ٦٢٥ من حديث شريك القاضي به ● شريك عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢٩٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ما جاء في المستحاضة التي قد عدت . . . إلخ، ح: ٦٢٤ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد ● الأعمش وحبيب مدلسان وعنعنا.

٢٩٩- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٤٦ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ تَوَضَّأُ إِلَى أَيَّامِ أَقْرَائِهَا.

فائدہ: روایت ۲۹۷، ۲۹۸ سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم ان میں بیان کردہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان دونوں روایات کی تصحیح کی ہے۔ البتہ حدیث ۳۰۰ کی انہوں نے تضعیف کی ہے۔

۳۰۰- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ الوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ عن أَيُّوبَ أبي الْعَلَاءِ، عن ابْنِ شُبْرُمَةَ، عن امْرَأَةِ مَسْرُوقٍ، عن عَائشةَ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۰۰- جناب مسروق کی اہلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ وَالأَعْمَشِ عن حَبِيبٍ وأَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ كلُّهَا ضَعِيفَةٌ لَا تصِحُّ. وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ الأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ هَذا الحديثُ أَوْقَفَهُ حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن الأَعْمَشِ. وَأَنْكَرَ حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ أَنْ يَكُونَ حدِيثُ حَبِيبٍ مَرْفوعًا. وَأَوْقَفَهُ أَيْضًا أَسْبَاطُ عن الأَعمَشِ مَوْقُوفٌ عن عَائِشَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ مذکورۃ الصدر روایاتِ عدی بن ثابت' اعمش حبیب اور ایوب ابوالعلاء سب ضعیف ہیں' صحیح نہیں ہیں۔ اعمش بواسطہ حبیب کی حدیث (مذکورہ ۲۹۸) ضعیف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حفص بن غیاث' اعمش سے موقوف بیان کرتے ہیں اور حفص بن غیاث نے حبیب کی حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کیا ہے' نیز اسباط نے اعمش سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ذکر کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ دَاوُدَ عن الأعمَشِ مَرْفوعًا أَوَّلُهُ وَأَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ فيه الْوُضُوءُ عِنْدَ كلِّ صَلَاةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن داود نے اعمش سے صرف پہلا حصہ مرفوع روایت کیا ہے اور اس بات کا انکار کیا ہے کہ اس میں ہر نماز کے لیے وضو کا بیان ہو۔

وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ حَبِيبٍ هَذَا أَنَّ رِوَايَةَ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكلِّ صَلَاةٍ في حديثِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

حبیب کی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی (دوسری) دلیل یہ بھی ہے کہ زھری عن عروۃ عن عائشۃ کی مستحاضہ والی روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۳۰۰۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار، ح: ٤٨٨ من حديث أبي داود به، وكذا رواه الشعبي عن قمير امرأة مسروق به، والسنن الكبرى للبيهقي: ١/ ٣٤٦، ٣٤٧.

وَرَوَى أَبُو الْيَقْظَانِ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن أبيه، عن عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَى عَبْدُ المَلِكِ بنُ مَيْسَرَةَ وَبَيَانٌ وَمُغِيرَةُ وَفِرَاسٌ وَمُجَالِدٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن حديثِ قَمِيرَ، عن عَائشةَ: تَوَضَّأُ لِكُلِّ صلاةٍ.

جب کہ ابوالیقظان نے بہ سند عدی بن ثابت عن ابیہ عن علی اور عمار مولیٰ بنی ہاشم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبدالملک بن میسرہ، بیان بن بشر، مغیرہ، فراس اور مجالد نے شعبی سے حدیث قمیر میں حضرت عائشہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے۔

وَرِوَايَةُ دَاوُدَ وَعَاصِمٍ عن الشَّعْبِيِّ، عن قَمِيرَ، عن عَائِشَةَ: تَغْتَسِلُ كلَّ يَوْمٍ مَرَّةً. وَرَوى هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلاةٍ.

داود اور عاصم کی روایت میں جو شعبی عن قمیر عن عائشۃ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک غسل کرے۔ جب کہ ہشام بن عروہ عن ابیہ کی روایت ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے۔

وهذه الأحاديثُ كلُّها ضَعِيفَةٌ إلَّا حديثَ قَمِيرَ وحديثَ عَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وحديثَ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ وَالمَعْرُوفُ عن ابنِ عَبَّاسٍ الْغُسْلُ.

اور یہ سب احادیث ضعیف ہیں، سوائے (ان تین احادیث کے۔ یعنی) حدیث قمیر (زوجہ مسروق)، حدیث عمار مولیٰ بنی ہاشم اور حدیث ہشام بن عروہ عن ابیہ۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معروف قول غسل کا ہے۔

فائدہ: حدیث قمیر، حدیث عمار اور حدیث ہشام، تینوں میں ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنے کا حکم ہے، غسل کرنے کا یا دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرنے کا نہیں۔ اس لیے مستحاضہ عورت صرف طُہر کے وقت غسل کرے گی، اس کے بعد ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنا اس کے لیے کافی ہوگا۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَالَ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ (التحفة ١١٤)

باب:...... ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ ظہر سے ظہر تک ایک غسل کرے

٣٠١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أبي بَكْرٍ أَنَّ الْقَعْقَاعَ وَزَيْدَ بنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ

٣٠١- سُمَی مولیٰ ابی بکر سے مروی ہے کہ قعقاع اور زید بن اسلم نے مجھے سعید بن مسیّب کے پاس بھیجا کہ ان سے مستحاضہ کے غسل کے بارے میں سوال کروں۔ تو

٣٠١_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي: ١/ ٢٠٥، ح: ٨١٥ من طريق آخر عن سمي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦٣، ورواه البيهقي في المعرفة: ٤٨٦ من حديث أبي داود به.

كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ؟ فقال: تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ، وَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ بِثَوْبٍ.

انہوں نے کہا کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے غسل کرے اور (اس کے مابین) باقی ہر نماز کیلئے وضو کرے اور اگر اس پر خون غالب ہو تو کپڑے کا لنگوٹ باندھ لیا کرے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن ابنِ عُمَرَ وَأَنَسِ بنِ مَالِكٍ تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ، وَكَذَلِكَ رَوَى دَاوُدُ وَعَاصِمٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن امْرَأَتِهِ، عن قَمِيرَ، عن عَائشةَ، إِلَّا أَنَّ دَاوُدَ قال: كُلَّ يَوْمٍ، وفي حديثِ عَاصِمٍ: عِنْدَ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے (بھی یہی) مروی ہے کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے وضو کرے اور ایسے ہی داود اور عاصم نے شعبی سے وہ اپنی زوجہ سے وہ قمیر (زوجۂ مسروق) سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے' مگر داود نے کہا کہ ''ہر روز غسل کرے'' اور عاصم کی روایت میں ہے کہ ''ظہر کے وقت غسل کرے'' اور یہی قول ہے سالم بن عبداللہ' حسن اور عطاء کا۔

قال أبُو دَاوُدَ: قال مَالِكٌ: إِنِّي لَأَظُنُّ حديثَ ابنِ المُسَيَّبِ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ قال فيه: إِنَّمَا هُوَ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ وَلَكِنِ الْوَهْمُ دَخَلَ فيه فَقَلَبَهَا النَّاسُ فقالوا: مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ. وَرَوَاهُ مِسْوَرُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ بنِ سَعِيدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ يَرْبُوعٍ قال فيه: مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ فَقَلَبَهَا النَّاسُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مالک کہتے ہیں کہ ابن میّب کی حدیث ''ظہر سے ظہر تک'' کے بارے میں میرا گمان ہے کہ یہ دراصل ''طہر سے طہر تک'' ہے لیکن کسی کو وہم ہوا تو اس نے اسے ''ظہر سے ظہر تک'' بنا دیا۔ جبکہ مسور بن عبدالملک نے اس روایت کو ''طہر سے طہر تک'' ہی بیان کیا ہے' مگر لوگوں نے اسے ''ظہر سے ظہر تک'' بنا دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً صحیح ہے' لیکن اس میں صحابہ کے آثار ہی کا بیان ہے' جب کہ صحیح حدیث سے طہارت حاصل ہونے کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ غسل کا اثبات ہوتا ہے' جیسا کہ اس سے قبل صراحت کی جا چکی ہے۔ ② الفاظ کا معنی ومفہوم واضح ہے کہ ''ظہر کے وقت غسل کرے۔'' یعنی روزانہ۔ مگر ''طہر سے طہر تک'' کا معنی یہ ہے کہ ایام طہر شروع ہونے پر ایک غسل کرے جو واجب ہے۔ اور مرفوع احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہے۔ ابوبکر بن عربی نے کہا کہ جب ہر نماز کے لیے غسل انتہائی مشکل ہو تو ہر روز ایک وقت غسل کر لیا کرے جبکہ دن خوب

گرم ہو اور اس سے مطلوب مزید نظافت ہے۔

(المعجم ١١٣) - **باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ عِنْدَ الظُّهْرِ مَرَّةً** (التحفة ١١٥)

باب:۱۱۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (مستحاضہ) ہر روز ایک بار غسل کرے اور ظہر کے وقت کی تعیین نہیں کرتے

٣٠٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عن مُحمَّدِ بنِ أبي إسْمَاعِيلَ وَهُوَ مُحمَّدُ بنُ رَاشِدٍ، عن مَعْقِلٍ الْخَثْعَمِيِّ، عن عَلِيٍّ قال: المُسْتَحَاضَةُ إذَا انْقَضَى حَيْضُهَا اغْتَسَلَتْ كلَّ يَوْمٍ وَاتَّخَذَتْ صُوفَةً فِيهَا سَمْنٌ أوْ زَيْتٌ.

۳۰۲- سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ مستحاضہ کا حیض جب ختم ہو جائے تو وہ ہر روز غسل کیا کرے اور تھوڑی سی اون گھی یا زیتون کے تیل میں تر کر کے حمول کر لیا کرے۔ (یعنی فرج میں رکھ لیا کرے۔)

وضاحت: بعض علماء اس کے قائل ہیں۔ اور یہ حضرت علی ؓ کا قول ہے مگر مرفوع حدیث نہیں ہے اور وہ بھی سنداً ضعیف ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ صورت واجب نہیں بطور نظافت مستحب و مندوب ہے اور علامہ منذری نے اسے ''غریب'' کہا ہے۔

(المعجم ١١٤) - **باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ بَيْنَ الْأَيَّامِ** (التحفة ١١٦)

باب:۱۱۴- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ ان ایام میں (موقع بموقع) غسل کرتی رہے

٣٠٣- حَدَّثَنا القَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عُثْمَانَ أنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بنَ مُحمَّدٍ عن المُسْتَحَاضَةِ قال: تَدَعُ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ فَتُصَلِّي ثُمَّ تَغْتَسِلُ في الأيَّامِ.

۳۰۳- محمد بن عثمان نے قاسم بن محمد سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑے رہے، پھر (ان کے ختم ہونے پر) غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور پھر ان دنوں کے درمیان (موقع بموقع) غسل کرتی رہے۔

فائدہ: یہ حکم شرعی نہیں بلکہ معمول کا غسل ہے جو انسان حسب خواہش یا حسب ضرورت نظافت اور پاکیزگی کے لیے کرتا رہتا ہے۔

٣٠٢ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] انفرد به أبوداود * معقل الخثعمي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٠٣ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] انفرد به أبوداود.

(المعجم ١١٥) - **باب مَنْ قَالَ: تَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ** (التحفة ١١٧)

باب:115- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (مستحاضہ) ہر نماز کے لیے وضو کرے

٣٠٤- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ عَمْرٍو، قال: حَدَّثني ابنُ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ أبي حُبَيْشٍ أنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فقال لَهَا النَّبيُّ ﷺ: «إذَا كَانَ دَمُ الحَيْضِ فإنَّهُ دَمٌ أسْوَدُ يُعْرَفُ، فإذَا كَانَ ذَلِكَ فأمْسِكِي عن الصَّلَاةِ فإذَا كَانَ الآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي».

۳۰۴- سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ سے روایت ہے کہ انہیں استحاضہ ہوتا تھا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جب حیض کا خون آئے اور یہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے‘ تو جب یہ شروع ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا ہو تو وضو کر و اور نماز پڑھو۔“

قال أبُو دَاوُدَ: قال ابنُ المُثَنَّى: وحدثنا به ابنُ أبي عَدِيٍّ حِفْظًا فقال: عن عُرْوَةَ عن عَائشةَ أنَّ فَاطِمَةَ.

امام ابوداود ؒ نے بیان کیا کہ ابن مثنیٰ نے کہا کہ ہمیں یہ حدیث ابن ابی عدی نے اپنے حفظ سے بیان کی تو اس کی سند میں عائشہ کا اضافہ کیا (یعنی عروہ عن عائشہ عن فاطمہ)۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن الْعَلَاءِ بنِ المُسَيَّبِ وَشُعْبَةَ عن الْحَكَمِ، عن أبي جَعْفَرٍ قال الْعَلَاءُ عن النَّبيِّ ﷺ، وَأَوْقَفَهُ شُعْبَةُ عَلَى أبي جَعْفَرٍ تَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: علاء بن مسیب اور شعبہ سے مروی ہے (دونوں) حَکَم سے وہ ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں۔ علاء نے مرفوعاً نبی ﷺ سے اور شعبہ نے ابوجعفر سے موقوفاً بیان کیا: ”وہ ہر نماز کیلئے وضو کرے۔“

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے جو پیچھے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۲۸۶- تاہم اس میں بیان کردہ بات دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ اس میں اختصار ہے اور طہارت حاصل ہونے کے بعد غسل کا ذکر نہیں ہے۔ شیخ البانی نے اس کی تحسین کی ہے۔ یہ اور اسی قسم کی دیگر احادیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مستحاضہ ایک وضو سے دو نمازیں نہیں پڑھ سکتی‘ بلکہ ہر نماز کے لیے اسے وضو کرنا چاہیے۔

٣٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٨٦.

(المعجم ١١٦) - **باب مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الْوُضُوءَ إِلَّا عِنْدَ الْحَدَثِ** (التحفة ١١٨)

باب:١١٦-ان لوگوں کی دلیل جو (مستحاضہ کو علاوہ خون کے) کسی حدث کے لاحق ہونے ہی پر وضو کے قائل ہیں

٣٠٥- **حَدَّثَنَا** زِيَادُ بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا أبُو بِشْرٍ عن عِكْرِمَةَ قال: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ فأمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أنْ تَنْتَظِرَ أيَّامَ أقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ، فإنْ رَأَتْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ.

٣٠٥- جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو استحاضہ شروع ہو گیا تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا: ”اپنے ایام حیض (کے ختم ہونے) کا انتظار کرے۔ پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اگر (خون کے علاوہ) کوئی حَدَث محسوس کرے تو وضو کرے اور نماز پڑھے۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے راجح بات یہی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے چاہے اس کا سابقہ وضو برقرار بھی ہو۔

٣٠٦- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَني اللَّيْثُ عن رَبِيعَةَ أنَّهُ كَانَ لا يَرى عَلَى المُسْتَحَاضَةِ وُضُوءًا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ إِلَّا أنْ يُصِيبَهَا حَدَثٌ غَيْرُ الدَّمِ فَتَوَضَّأُ.

٣٠٦- ربیعہ (بن عبدالرحمٰن المعروف ربیعہ الرأی تابعی) سے منقول ہے کہ وہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے تجدید وضو کے قائل نہ تھے الا یہ کہ اسے خون کے علاوہ کوئی اور حدث لاحق ہو تو وضو کرے۔

قال أبُو دَاوُدَ: هَذَا قَوْلُ مَالِكٍ يَعْني ابنَ أنَسٍ.

امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ جناب مالک بن انس ؒ کا بھی یہی قول ہے۔

(المعجم ١١٧) - **بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ** (التحفة ١١٩)

باب:١١٧-عورت اگر طہر کے بعد پیلا (زرد) یا میلا پانی محسوس کرے؟

٣٠٥_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] وقال الخطابي: "هذا الحديث منقطع، عكرمة لم يسمع من أم حبيبة"، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

٣٠٦_ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] انفرد به أبو داود.

٣٠٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن أُمِّ الْهُذَيْلِ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ - وَكَانَتْ بَايَعتِ النَّبِيَّ ﷺ - قالت: كُنَّا لا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا.

۳۰۷-ام عطیہ ؓ سے روایت ہے' اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی' بیان کرتی ہیں کہ ہم طہر شروع ہو جانے کے بعد میلے یا پیلے سے پانی آنے کو کچھ نہ سمجھتی تھیں۔

٣٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا إسْمَاعِيلُ: أخبرنا أيُّوبُ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِهِ.

۳۰۸- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ام عطیہ ؓ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: أُمُّ الْهُذَيْلِ هِيَ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ كَانَ ابْنُهَا اسْمُهُ هُذَيْلٌ وَاسْمُ زَوْجِهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: ام ہذیل سے مراد حفصہ بنت سیرین ہیں۔ ان کے بیٹے کا نام ہذیل اور شوہر کا نام عبدالرحمٰن تھا۔

مسئلہ: ایام طہر میں اگر خاتون کوئی پیلا یا میلا سا پانی محسوس کرے تو یہ کیفیت طہارت کے خلاف نہیں ہے۔

(المعجم ١١٨) - باب الْمُسْتَحَاضَةِ يَغْشَاهَا زَوْجُهَا (التحفة ١٢٠)

باب:۱۱۸-مستحاضہ سے اس کا شوہر مجامعت کر سکتا ہے

٣٠٩- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ خَالِدٍ: أخبرنا مُعَلَّى بنُ مَنْصُورٍ عن عَلِيِّ بنِ مُسْهِرٍ، عن الشَّيْبَانِيِّ، عن عِكْرِمَةَ قال: كَانَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ تُسْتَحَاضُ فَكَانَ زَوْجُهَا يَغْشَاهَا.

۳۰۹- جناب عکرمہ نے بیان کیا کہ ام حبیبہ ؓ کو استحاضہ ہوتا تھا اور ان کا شوہر ان سے مجامعت کیا کرتا تھا۔

قال أبُو دَاوُدَ: قال يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: مُعَلَّى ثِقَةٌ، وكَانَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ لا

امام ابوداود ؒ نے کہا: یحییٰ بن معین نے معلّٰی کو ثقہ کہا ہے۔ جب کہ امام احمد بن حنبل اس سے کچھ روایت نہ

٣٠٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٧ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٤، ١٧٥، ووافقه الذهبي، ورواه ابن ماجه، ح: ٦٤٧ من حديث أم الهذيل حفصة به.

٣٠٨- تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض، ح: ٣٢٦ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٠٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٢٩ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٣٠٥.

يَرْوِي عَنْهُ لِأَنَّهُ كَانَ يَنْظُرُ في الرَّأْيِ.

کرتے تھے کیونکہ وہ رائے اور قیاس کی طرف مائل تھے۔

توضیح: مقدمہ فتح الباری میں ہے کہ یہ وہی احادیث بیان کرتے تھے جو رائے اور قیاس کے موافق ہوتی تھیں اور غلطیاں بھی کرتے تھے۔

٣١٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ الْجَهْمِ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ أبي قَيْسٍ عن عَاصِمٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ مُسْتَحَاضَةً وكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا.

٣١٠- جناب عکرمہ حمنہ بنت جحش ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں استحاضہ آتا تھا اور ان کا شوہر ان سے مباشرت کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① استحاضہ چونکہ ایک مرض ہے اور یہ عارضہ کسی خاتون کے لیے عبادات یا معروف معمولات سے رکاوٹ کا باعث نہیں۔ ② حدیث ٣٠٩، ٣١٠ ضعیف ہیں۔ تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مستحاضہ سے صحبت کرنا جائز ہے غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی کے نزدیک یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔

(المعجم ١١٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ النُّفَسَاءِ** (التحفة ١٢١)

باب: ١١٩- ایام نفاس کے احکام ومسائل

٣١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى عن أبي سَهْلٍ، عن مُسَّةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالت: كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَكُنَّا نَطْلِي عَلَى وُجُوهِنَا الْوَرْسَ - تَعْنِي مِنَ الْكَلَفِ.

٣١١- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں زچگی کے بعد چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھی رہتی تھیں اور چہرے کی رنگت بدل جانے (یا چھائیاں پڑنے) کی وجہ سے ہم اپنے چہروں پر ورس ملتی تھیں۔ (یہ زرد رنگ کی ایک بوٹی ہوتی ہے جو بطور ابٹن استعمال کی جاتی ہے۔)

٣١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٢٩ من حديث أبي داود به، وأعله المنذري، وانظر، ح: ٣٠٥، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

٣١١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كم تمكث النفساء، ح: ١٣٩، وابن ماجه، ح: ٦٤٨ من حديث علي بن عبدالأعلى به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ١٧٥، ووافقه الذهبي، وبنحوه قال ابن عباس، رواه البيهقي: ١/ ٣٤١ بسند صحيح عنه، والإجماع يؤيده.

٣١٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمٍ يَعْنِي حِبِّي: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن يُونُسَ بنِ نَافِعٍ، عن كَثِيرِ بنِ زِيَادٍ قال: حَدَّثَتْنِي الأَزْدِيَّةُ يَعْنِي مُسَّةَ، قالت: حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: ياأُمَّ المُؤْمِنِينَ! إنَّ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ يَأْمُرُ النِّسَاءَ يَقْضِينَ صَلَاةَ المَحِيضِ فقالت: لا يَقْضِينَ. كَانَتِ المَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ في النِّفَاسِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً لا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ لِقَضَاءِ صَلَاةِ النِّفَاسِ.

۳۱۲-کثیر بن زیاد کہتے ہیں کہ مجھ سے اَزدِیہ یعنی مُسَّہ نے بیان کیا' وہ کہتی ہیں کہ میں حج کو گئی تو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس گئی۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! سمرہ بن جندب (صحابیٔ رسول) عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا کیا کریں۔انھوں نے کہا: کوئی قضا نہ کریں۔ نبی ﷺ کی عورتوں میں سے کوئی نفاس سے ہوتی تو چالیس رات بیٹھی رہتی۔ نبی ﷺ اسے ان دنوں کی نمازوں کی قضاء کرنے کا حکم نہ دیتے تھے۔

قال مُحَمَّدٌ: يَعْنِي ابنَ حَاتِمٍ: واسْمُهَا مُسَّةُ تُكْنَى أُمَّ بُسَّةَ.

محمد بن حاتم نے کہا کہ اس خاتون راویہ کا نام مُسَّہ (میم کے ضمہ اور سین کی تشدید کے ساتھ) ہے۔اور اس کی کنیت اُمّ بُسَّہ ہے۔(ب کے ضمہ اور سین کی تشدید کے ساتھ)

قال أبُو دَاوُدَ: كَثِيرُ بنُ زِيَادٍ كُنْيَتُهُ أبُو سَهْلٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: کثیر بن زیاد کی کنیت ابوسہل ہے۔

توضیح: جب نفاس کے اس قدر طویل ایام کی نمازوں کی قضا نہیں دی جاتی تو ایسے ہی حیض کا مسئلہ بھی ہے۔

(المعجم ١٢٠) - بَابُ الاغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ١٢٢)

باب:۱۲۰-غسل حیض کے احکام ومسائل

٣١٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو

۳۱۳-امیہ بنت ابی صلت قبیلۂ بنی غفار کی ایک

٣١٢ـ **تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق.

٣١٣ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٨٠ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به * أمية بنت أبي الصلت لا يعرف حالها (تقريب)، وابن إسحاق مدلس وعنعن.

الرَّازِيُّ: حدثنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ: أخبرنا مُحَمَّدٌ يَعني ابنَ إسْحاقَ، عن سُلَيْمَانَ بنِ سُحَيْمٍ، عن أُمَيَّةَ بِنْتِ أبي الصَّلْتِ، عن امْرَأَةٍ مِنْ بَني غِفَارٍ قَدْ سَمَّاهَا لِي قالت: أرْدَفَني رسولُ الله ﷺ على حَقِيبَةِ رَحْلِهِ، قالت: فَوَالله! لَنَزَلَ رسولُ الله ﷺ إلَى الصُّبْحِ فأنَاخَ وَنَزَلْتُ عَنْ حَقِيبَةِ رَحْلِهِ فإذَا بِهَا دَمٌ مِنِّي، وكَانَتْ أوَّلَ حَيْضَةٍ حِضْتُهَا. قالت: فَتَقَبَّضْتُ إلَى النَّاقَةِ وَاسْتَحْيَيْتُ فَلَمَّا رَأى رسولُ الله ﷺ مَا بِي وَرَأَى الدَّمَ قال: «مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «فأصْلِحِي مِنْ نَفْسِكِ، ثُمَّ خُذِي إنَاءً مِنْ مَاءٍ فَاطْرَحِي فِيهِ مِلْحًا ثُمَّ اغْسِلي مَا أصَابَ الْحَقِيبَةَ مِنَ الدَّمِ ثُمَّ عُودِي لِمَرْكَبِكِ». قالتْ: فَلَمَّا فَتَحَ رسولُ الله ﷺ خَيْبَرَ رَضَخَ لَنَا مِنَ الْفَيْءِ. قالت: وكَانَتْ لا تَطَّهَّرُ مِنْ حَيْضَةٍ إلَّا جَعَلَتْ في طَهُورِهَا مِلْحًا، وأوْصَتْ بِهِ أنْ يُجْعَلَ في غُسْلِهَا حِينَ مَاتَتْ.

خاتون سے روایت کرتی ہیں (سلمہ نے کہا) میرے شیخ نے مجھ سے ان کا نام ذکر کیا تھا (مگر میں بھول گیا) وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر پالان کے پچھلے حصے پر بٹھا لیا اور قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ہی اونٹنی سے اترے۔ آپ نے سواری کو بٹھایا اور میں بھی پالان کے پیچھے سے اتری تو اس پر میرے خون کا نشان تھا اور یہ میرا پہلا حیض تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے حیا آئی اور میں اونٹنی سے لگ گئی۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت دیکھی اور خون بھی (تو بھانپ گئے) اور فرمایا: ”کیا ہوا؟ شاید کہ تجھے حیض آ گیا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ”اپنے آپ کو درست کر لو اور پانی کا ایک برتن لے کر اس میں کچھ نمک ملا لو اور پالان کو جو خون لگا ہے اسے دھو ڈالو اور پھر اپنی جگہ سوار ہو جاؤ۔“ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو ہمیں مال فے میں سے کچھ عنایت فرمایا۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ جب بھی حیض سے پاک ہوتیں تو پانی میں نمک ملا لیا کرتی تھیں، حتیٰ کہ انہوں نے موت کے وقت وصیت کی کہ ان کے غسل کے پانی میں نمک ملایا جائے۔

٣١٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا سَلَّامُ بنُ سُلَيْمٍ عن إبْرَاهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائشَةَ

۳۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء ؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی حیض

٣١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم، ح: ٣٣٢ من حديث سلام بن سليم به، ورواه البخاري، ح: ٣١٤ من طريق آخر عن صفية به.

قالت: دَخَلَتْ أَسْمَاءُ عَلَى رسولِ الله ﷺ فَقَالَتْ: يارسولَ الله! كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ؟ قال: «تَأْخُذُ سِدْرَهَا وَمَاءَهَا فَتَوَضَّأُ ثُمَّ تَغْسِلُ رَأْسَهَا وَتَدْلُكُهُ حَتَّى يَبْلُغَ الماءُ أُصُولَ شَعْرِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَى جَسَدِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَتَهَا فَتَطَهَّرُ بِهَا». قالت: يارسولَ الله! كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قالت عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي يَكْنِي عَنْهُ رسولُ الله ﷺ. فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِينَ آثَارَ الدَّمِ.

سے پاک ہو‘ تو کیسے غسل کرے؟ آپ نے فرمایا: ”بیری کے پتے ملا پانی لے اور وضو کرے‘ پھر اپنا سر دھوئے اور خوب ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے‘ پھر باقی جسم پر پانی بہائے‘ پھر روئی کی پوٹلی لے اور اس سے طہارت حاصل کرے۔“ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اس سے کیسے طہارت حاصل کروں؟ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہنا چاہتے ہیں‘ تو میں نے اسے بتایا کہ اسے خون کے مقام پر رکھو۔

٣١٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الأَنْصَارِ فأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا. قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قال: «فِرْصَةً مُمَسَّكَةً». قال مُسَدَّدٌ: كَانَ أَبُو عَوَانَةَ يقولُ: «فِرْصَةً»، وَكَانَ أَبُو الأَحْوَصِ يقولُ: «قَرْصَةً».

٣١٥- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے (حضرت عائشہ نے) خواتین انصار کا ذکر کیا اور ان کی مدح کی اور ذکر خیر کیا۔ کہا کہ ان میں سے ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی...... اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا‘ مگر اس روایت میں ہے: ”کستوری کا پھاہا لے۔“ مسدد نے کہا کہ ابوعوانہ فِرْصَةٌ کا لفظ بیان کرتے تھے اور ابوالاحوص قَرْصَةٌ.

٣١٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن إِبْرَاهِيمَ يعْنِي ابنَ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ

٣١٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت اسماء نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں ہے کہ کستوری کا پھاہا لے۔ وہ کہنے لگی کہ اس سے کس طرح طہارت حاصل کروں؟

٣١٥- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣١٦- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ١٨٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

قال: فِرْصَةً مُمَسَّكَةً. فَقالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قال: «سُبْحَانَ الله، تَطَهَّرِي بِهَا». وَاسْتَتَرَ بِثَوْبٍ - وَزَادَ: وَسَأَلَتْهُ عن الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ. قال: «تَأْخُذِينَ مَاءَكِ فَتَطَهَّرِينَ أَحْسَنَ الطُّهُورِ وَأَبْلَغَهُ، ثُمَّ تَصُبِّينَ عَلَى رَأْسِكِ الْمَاءَ، ثُمَّ تَدْلُكِينَهُ حَتَّى يَبْلُغَ شُئُونَ رَأْسِكِ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ». وَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأنْصَارِ، لَمْ يَكُنَّ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أنْ يَسْأَلْنَ عن الدِّينِ وَأَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِيهِ.

آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر۔'' اور آپ علیہ السلام نے کپڑے سے اپنا منہ چھپالیا۔ اور اس میں اضافہ ہے کہ اس نے غسل جنابت کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: ''اپنا پانی لو اور اس سے خوب اچھی طرح مکمل وضو کرو' پھر اپنے سر پر پانی ڈالو' پھر اسے ملو' حتیٰ کہ بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہاؤ۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں بہت خوب ہیں' انہیں دین کے مسائل دریافت کرنے اور سمجھنے میں حیا مانع نہیں ہوتی۔

فوائد ومسائل: ① عورتوں اور مردوں کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے الا یہ کہ عورتوں کو غسل جنابت میں بندھے بال نہ کھولنے کی اجازت ہے' مگر غسل حیض میں ان کو کھولنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان کے لیے خون کی جگہ پر کستوری یا خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے۔ بیری کا پانی' خطمی' صابن یا شیمپو کا استعمال بھی مباحات میں سے ہے اور عورتوں کے لیے زیادہ افضل ہے۔ ② مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے لازم ہے کہ اہل علم سے مخصوص مخفی مسائل بھی دریافت کیا یا کروایا کریں۔ ان مسائل میں خاموشی بعض اوقات انسان کو حرام میں ڈال سکتی ہے اور اہل علم پر بھی لازم ہے کہ اشارے کنائے کی احسن زبان میں حقائق بیان کرنے سے گریز نہ کیا کریں۔

(المعجم ١٢١) - باب التَّيَمُّمِ (التحفة ١٢٣)

باب:١٢١- تیمّم کے احکام ومسائل

٣١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحدثنا عُثمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ - المَعْنَى وَاحِدٌ - عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: بَعَثَ رسولُ الله

٣١٧- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور کچھ لوگوں کو وہ ہار ڈھونڈنے بھیجا جو مجھ سے گم ہو گیا تھا' (اس اثنا میں) نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے اور اپنی بات بتائی' تو

٣١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التيمم، باب: إذا لم يجد ماءً ولا ترابًا، ح:٣٣٦، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح:٣٦٧ من حديث هشام بن عروة به.

ﷺ أُسَيْدَ بنَ حُضَيْرٍ وَأُنَاسًا مَعَهُ في طَلَبِ قِلَادَةٍ أَضَلَّتْهَا عَائِشَةُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ، فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ - زَادَ ابنُ نُفَيْلٍ: فقال لَها أُسَيْدٌ: يَرْحَمُكِ اللهُ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِينَهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلَكِ فِيهِ فَرَجًا.

تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ ابن نفیل نے اس قدر مزید بیان کیا کہ اسید نے ان (حضرت عائشہ ؓ) سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی جو آپ کو ناگوار ہوئی مگر اللہ نے اسے مسلمانوں کے لیے مفید بنا دیا اور آپ کے لیے بھی اس میں سے کوئی راہ نکال دی۔

٣١٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: إِنَّ عُبَيْدَاللهِ بنَ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ حَدَّثَهُ عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ بالصَّعِيدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِم الصَّعِيدَ، ثُمَّ مَسَحُوا وُجُوهَهُمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بأَكُفِّهِمْ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى، فَمَسَحُوا بِأَيْدِيهِمْ كُلِّهَا إِلَى المَنَاكِبِ وَالآبَاطِ مِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ.

٣١٨- سیدنا عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز فجر کے لیے تیمّم کیا تو (اس کی صورت یہ رہی کہ) انہوں نے اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور اپنے چہروں پر پھیرے، پھر دوسری بار مارے اور اپنے پورے بازوؤں پر پھیرے کندھوں تک اور اندر کی طرف سے بغلوں تک۔

٣١٩- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ وَعَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ عن ابنِ وَهْبٍ نَحْوَ هَذا الحديثِ قال: قَامَ المُسْلِمُونَ فَضَرَبُوا بأَكُفِّهِمُ التُّرَابَ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ

٣١٩- سلیمان بن داود مہری اور عبدالملک بن شعیب نے ابن وہب کے واسطہ سے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا، کہا کہ مسلمان اٹھے اور اپنے ہاتھ مٹی پر مارے لیکن مٹی سے کچھ نہ پکڑا۔ مذکورہ حدیث کے قریب قریب ذکر کیا اور اس میں کندھوں اور بغلوں کا ذکر نہیں

٣١٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التيمم، باب: في التيمم ضربتين، ح: ٥٧١ من حديث ابن وهب به.

٣١٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

يَذْكُرِ الْمَنَاكِبَ والآبَاطَ. قال ابنُ اللَّيْثِ: إِلَى مَا فَوْقَ الْمِرْفَقَيْنِ.

کیا۔ ابن لیث نے کہا: کہنیوں سے اوپر تک (مسح کیا۔)

٣٢٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ أبي خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ في آخَرِينَ قالوا: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أبي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ: حَدَّثَني عُبَيْدُاللهِ بنُ عَبْدِ الله عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ عَرَّسَ بِأُولَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ، فَانْقَطَعَ عِقْدٌ لَهَا مِنْ جَزْعِ ظِفَارٍ، فَحَبَسَ النَّاسَ ابْتِغَاءُ عِقْدِهَا ذَلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وقال: حَبَسْتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللهُ، تَعالَى ذِكْرُهُ، عَلَى رَسُولِهِ ﷺ رُخْصَةَ التَّطَهُّرِ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ، فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رسولِ الله ﷺ فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمْ إِلَى الأَرْضِ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا، فَمَسَحُوا بِهَا وُجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الآبَاطِ. زَادَ ابنُ يَحْيَى في حَدِيثِهِ: قال ابنُ شِهَابٍ في حَدِيثِهِ: وَلَا يَعْتَبِرُ بِهَذَا النَّاسُ.

٣٢٠- جناب عبیداللہ بن عبداللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام "اولات الجیش" میں آخر رات میں پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ تو ان کا ہار جو کہ ظفار کے گھونگوں کا تھا' ٹوٹ کر گر گیا۔ اس ہار کی تلاش نے لوگوں کو (آگے چلنے سے) روک لیا' حتیٰ کہ صبح روشن ہوگئی اور ان کے پاس پانی بھی نہ تھا' اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (حضرت عائشہ پر) غصہ آ گیا اور کہا: تو نے لوگوں کو روک رکھا ہے اور ان کے پاس پانی بھی نہیں ہے۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر پاک مٹی سے طہارت کرنے کی رخصت نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھے اور اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور اٹھا لیے' ہاتھوں میں کوئی مٹی نہ اٹھائی اور پھر انہیں اپنے چہروں اور بازوؤں پر کندھوں تک اور اندر کی طرف سے بغلوں تک پھیرلیا۔ ابن یحییٰ نے اپنی روایت میں مزید کہا کہ ابن شہاب نے اپنی حدیث میں کہا کہ مگر لوگ اس حدیث کا اعتبار نہیں کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابنُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابن اسحٰق نے ایسے ہی

٣٢٠- تخريج: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، الطهارة، باب التيمم في السفر، ح: ٣١٥ عن محمد بن يحيى الذهلي النيسابوري به.

إسْحَاقَ، قال فيه: عن ابنِ عَبَّاسٍ وَذَكَر ضَرْبَتَيْنِ كما ذَكَرَ يُونُسُ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ: ضَرْبَتَيْنِ. وقال مَالِكٌ: عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن أَبِيهِ، عن عَمَّارٍ. وَكَذَلِكَ قال أبُو أُوَيْسٍ: عن الزُّهْرِيِّ. وَشَكَّ فيه ابنُ عُيَيْنَةَ قال مَرَّةً: عن عُبَيْدِالله، عن أَبِيهِ، أَوْ عن عُبَيْدِالله، عن ابنِ عَبَّاسٍ - مَرَّةً قال: عن أَبِيهِ، وَمَرَّةً قال: عن ابنِ عَبَّاسٍ - اضْطَرَبَ ابنُ عُيَيْنَةَ فيه وفي سَمَاعِهِ عن الزُّهْرِيِّ وَلم يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ في هذا الحديثِ الضَّرْبَتَيْنِ إلَّا مَنْ سَمَّيْتُ.

روایت کیا ہے' اس میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے اور دو دفعہ ہاتھ مارنا بیان کیا' جیسے کہ یونس نے ذکر کیا ہے۔ اور اس روایت کو معمر نے زہری سے روایت کیا تو اس میں بھی "دو دفعہ مارنا" ہے۔ امام مالک کی سند یوں ہے عن زہری عن عبید اللہ بن عبداللہ عن ابیہ عن عمار اور ایسے ہی ابواویس نے زہری سے روایت کیا۔ اور ابن عیینہ کو اس سند میں شک ہوا تو ایک بار یوں بیان کی: عن عبید اللہ عن ابیہ یا عن عبید اللہ عن ابن عباس اور ایک بار عن ابیہ کہا اور ایک بار عن ابن عباس کہا۔ ابن عیینہ کو اس میں زہری سے سماع میں اضطراب ہوا ہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث میں "دو دفعہ ہاتھ مارنے" کا ذکر نہیں کیا' سوائے ان کے جن کا میں نے نام لیا۔

توضیح: علامہ منذری نے کہا ہے کہ حدیث عمار ؓ میں دو باتیں ہیں کہ صحابہ کا عمل یا تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں تھا یا ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ اگر ان کا یہ فعل اپنے اجتہاد سے تھا تو نبی ﷺ کا فعل ان کے برخلاف ثابت ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کا قول وفعل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حق ہی اس لائق ہوتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اگر بالفرض ان حضرات کا عمل رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے تحت تھا تو ثابت ہوتا ہے کہ اسے منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس کے لیے ناسخ بھی۔ انہی حضرت عمار ؓ کی ایک اور حدیث ہے۔ الخ

٣٢١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عن الأَعْمَشِ، عن شَقِيقٍ قال: كُنْتُ جَالِسًا بَيْنَ عَبْدِ الله وَأبِي مُوسَى، فقال أبُو مُوسَى: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ

٣٢١- شقیق کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری ؓ کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ ابوموسیٰ نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! فرمایئے' اگر کوئی آدمی جنبی ہو جائے اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو کیا وہ تیمم نہیں کرے گا؟ (عبداللہ نے کہا): نہیں' اگرچہ وہ ایک

٣٢١_ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٨ من حديث أبي معاوية، والبخاري، التيمم، باب: إذا خاف الجنب على نفسه المرض أو الموت أو خاف العطش تيمم، ح: ٣٤٥، ٣٤٦ من حديث سليمان الأعمش به.

رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ؟ قال: لَا وإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا. فقال أَبُو مُوسَى: فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الآيَةِ الَّتِي فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة: ٦]. فقال عَبْدُ الله: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بالصَّعِيدِ. فقال لَهُ أَبُو مُوسَى: وإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِهَذَا؟ قال: نَعَمْ. فقال لَهُ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ: بَعَثَنِي رسولُ الله ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كما تَتَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فقال: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا»، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الأَرْضِ فَنَفَضَهَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ وَبِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ. فقال لَهُ عَبْدُ الله: أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ.

مہینے تک پانی نہ پائے۔ ابوموسیٰ نے کہا: تو آپ سورۂ مائدہ کی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ ”اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔“ حضرت عبداللہ نے کہا: اگر انہیں اس کی رخصت دے دی جائے تو عین ممکن ہے کہ جب بھی پانی ٹھنڈا ہوا تو یہ مٹی سے تیمّم کرنے لگیں گے۔ ابوموسیٰ نے ان سے کہا: اچھا تو آپ اسی وجہ سے اسے مکروہ جانتے ہیں؟ کہا کہ ہاں! ابوموسیٰ نے کہا: کیا آپ نے عمار کی وہ بات نہیں سنی جو انہوں نے عمر سے کہی تھی؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا اور میں جنبی ہوگیا اور پانی نہ ملا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا جیسے کہ جانور رلوٹ پوٹ ہوتا ہے‘ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنی بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں تو بس یہی کافی تھا کہ اس طرح کر لیتے۔“ پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا‘ پھر اسے جھاڑا‘ پھر اپنے بائیں کو دائیں پر اور دائیں کو بائیں پر ہتھیلیوں پر پھیرا‘ پھر اپنے چہرے کا مسح کیا۔ تو عبداللہ (بن مسعود) نے ان سے کہا: تو کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ عمر نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی۔

فوائد ومسائل: ① کوئی بھی مسلمان دینی امور میں کسی فاضل صاحب علم کے ملنے تک اجتہاد کرسکتا ہے‘ پھر اس سے اپنے عمل کی توثیق وتصحیح کرالے جیسے کہ حضرت عمار نے کیا۔ ② تیمّم کی صحیح تر روایات میں زمین پر ایک ہی دفعہ ہاتھ مارنا ہے اور پھر ہاتھوں اور چہرے کا مسح کرنا ہے۔ اور یہ عمل پانی ملنے تک حدث اصغر اور حدث اکبر (جنابت یا حیض سے طہارت) دونوں کے لیے کافی ہے۔ ③ حضرت عمار کے اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے مگر انہیں نسیان ہوگیا اور یاد نہیں رہا اور بعض اوقات ایسے ہوجاتا ہے۔

٣٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن أبي مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ أبْزَى قال: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقال: إنَّا نَكُونُ بالمَكَانِ الشَّهْرَ أو الشَّهْرَيْنِ. فقال عُمَرُ: أمَّا أنَا فَلَمْ أكُنْ أُصَلِّي حَتَّى أجِدَ الْمَاءَ. قال: فقال عَمَّارٌ: ياأمِيرَ المُؤْمِنِينَ! أمَا تَذْكُرُ إذْ كُنْتُ أنَا وَأنْتَ في الإبِلِ فأصَابَتْنَا جَنَابَةٌ، فأمَّا أنَا فَتَمَعَّكْتُ فأتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فقال: «إنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أنْ تَقُولَ هَكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إلَى الأرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَّ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إلَى نِصْفِ الذِّرَاعِ». فَقَالَ عُمَرُ: ياعَمَّارُ! اتَّقِ الله. فقال: يَاأمِيرَ المُؤْمِنِينَ! إنْ شِئْتَ، وَالله! لَمْ أذْكُرْهُ أبَدًا. فقال عُمَرُ: كَلَّا وَالله! لَنُوَلِّيَنَّكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

**٣٢٢- جناب عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر ؓ کے پاس تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: ہم بعض اوقات مہینہ دو مہینہ ایسے مقامات پر ہوتے ہیں (جہاں وافر پانی نہیں ہوتا) تو عمر نے کہا: میں تو ایسی صورت میں نماز نہیں پڑھوں گا' حتی کہ پانی پا لوں۔ عمار ؓ نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ اونٹ چرانے گئے تھے اور ہم جنبی ہو گئے تھے تو میں (مٹی میں) لوٹ پوٹ ہو گیا تھا' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ قصہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تھا: "تمہیں یہی کافی تھا کہ ایسے کر لیتے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے' پھر ان دونوں میں پھونک ماری اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرا اور ہاتھوں پر بھی آدھی کلائی تک۔" تو عمر ؓ نے کہا: اے عمار! اللہ سے ڈرو (ایسی بات کیوں کہتے ہو) تو عمار نے کہا: اے امیر المومنین! اگر آپ کہیں تو قسم اللہ کی اس واقعہ کا کبھی ذکر نہیں کروں گا۔ تو عمر ؓ نے کہا: ہرگز نہیں' قسم اللہ کی! اس میں ہم تمہیں ہی تمہاری بات کا ذمہ دار بناتے ہیں۔

فائدہ: اس میں "کلائی تک" کے الفاظ' شیخ البانی کے نزدیک شاذ (غیر صحیح) ہیں۔

٣٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ: حَدَّثَنَا الأعْمَشُ عن سَلَمَةَ ابنِ كُهَيْلٍ، عن ابنِ أبْزَى، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ في هَذَا الحديثِ فقال: «ياعَمَّارُ!

**٣٢٣- جناب سلمہ بن کہیل' ابن ابزیٰ سے وہ حضرت عمار بن یاسر ؓ سے اس حدیث میں ہے' کہا کہ اے عمار! تمہیں تو بس اس طرح کافی تھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ پھر ایک کو دوسرے پر مارا اور

٣٢٢- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين الآتيين.

٣٢٣- تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

إنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا»، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الأَرْضَ ثُمَّ ضَرَبَ إحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَالذِّرَاعَيْنِ إلَى نِصْفِ السَّاعِدِ - وَلَمْ يَبْلُغِ المِرْفَقَيْنِ - ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

پھر اپنے چہرے اور آدھی کلائیوں تک پھیر لیے' کہنیوں تک نہیں لے گئے اور ہاتھ زمین پر ایک ہی بار مارے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عن الأعمَشِ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبْزَى. وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن سَلَمَةَ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبْزَى يَعْني عن أبِيهِ.

امام ابوداود نے کہا: اس حدیث کو وکیع نے اعمش سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت کیا۔ اور جریر نے اعمش سے انہوں نے سلمہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ یعنی انہوں نے اپنے والد سے۔

فائدہ: اس میں بھی ذِرَاعَین "کلائیوں" اور مِرفَقَین "کہنیوں" کا ذکر صحیح نہیں ہے۔

٣٢٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سَلَمَةَ، عن ذَرٍّ، عن ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبْزَى، عن أبِيهِ، عن عَمَّارٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ فقال: «إنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ». وَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إلَى الأرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ. شَكَّ سَلَمَةُ قال: لَا أدْرِي فيه إلَى المِرْفَقَيْنِ يَعْني أوْ إلَى الْكَفَّيْنِ.

٣٢٤- جناب ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے وہ عمار رضی اللہ عنہ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں کہا: "تمہیں یہی کافی تھا۔" اور نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا' پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔ سلمہ کو شک ہوا ہے' کہا: مجھے معلوم نہیں کہ اس روایت میں "کہنیوں تک ہے" یا "ہتھیلیوں تک۔"

ملحوظہ: اس روایت میں [كَفَّيْن] یعنی ہاتھوں کا ذکر ہی صحیح طور پر "محفوظ" ہے۔ نہ کہ "کہنیوں تک" کا (شیخ البانی رحمہ اللہ) جیسے کہ حدیث: (٣٢٦) میں آ رہا ہے۔

٣٢٥- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ:

٣٢٥- جناب شعبہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

٣٢٤- تخريج: أخرجه البخاري، التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيهما؟، ح:٣٣٨، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح:٣٦٨ من حديث شعبة به.

٣٢٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنا حَجَّاجٌ يَعْنِي الأَعْوَرَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الحديثِ قال: ثُمَّ نَفَخَ فيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ إِلَى المِرْفَقَيْنِ أَوِ الذِّرَاعَيْنِ. قال شُعْبَةُ: كَانَ سَلَمَةُ يقولُ: الْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذِّرَاعَيْنِ. فقال لهُ مَنْصُورٌ ذَاتَ يَوْمٍ: انْظُرْ مَا تَقُولُ فإنَّهُ لا يَذْكُرُ الذِّرَاعَيْنِ غَيْرُكَ.

کی اور کہا: پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا کہنیوں تک یا کلائیوں تک مسح کیا۔ شعبہ نے کہا: سلمہ دونوں ہاتھ' چہرہ اور دونوں کلائیاں بیان کیا کرتے تھے۔ تو ایک دن منصور نے ان سے کہا کہ جو آپ کہتے ہیں اس میں غور کر لیجیے۔ ''کلائیوں'' کا ذکر آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں کرتا۔

ملحوظہ: اس روایت میں بھی ''کلائیوں'' کا ذکر محفوظ نہیں ہے۔ (صحيح سنن ابى داود)

٣٢٦- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عن ذَرٍّ، عن بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عن أَبِيهِ، عن عَمَّارٍ في هذا الحديثِ قال: فقال يَعني لنَّبِيَّ ﷺ، «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ إِلَى الأَرْضِ وَتَمْسَحَ بِهَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ» وسَاقَ الحديثَ.

٣٢٦- جناب ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے وہ عمار ؓ سے روایت کرتے ہیں' اس حدیث میں کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں یہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لیتے۔'' اور حدیث بیان کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن حُصَيْنٍ، عن أبي مَالِكٍ قال: سَمِعْتُ عَمَّارًا يَخْطُبُ بِمِثْلِهِ، إِلَّا أَنَّهُ قال: لَمْ يَنْفُخْ. وَذَكَرَ حُسَيْنُ بنُ مُحَمَّدٍ عن شُعْبَةَ، عن الحَكَمِ في هذا الحديث قال: فَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ إِلَى الأَرْضِ وَنَفَخَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس کو شعبہ نے حصین سے انہوں نے ابو مالک سے روایت کیا' کہا کہ میں نے عمار کو خطبے میں ایسے ہی بیان کرتے سنا' مگر انہوں نے کہا ''پھونک نہیں ماری۔'' اور حسین بن محمد نے شعبہ سے انہوں نے حَکَم سے روایت کیا تو کہا: ''اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھونک ماری۔''

٣٢٧- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ:

٣٢٧- جناب سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے

٣٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/١٨٣، ١٨٤ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

٣٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التيمم، ح: ١٤٤ من حديث يزيد بن زريع به.

حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن عَزْرَةَ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عنْ أَبِيهِ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عن التَّيَمُّمِ فأَمَرَنِي: ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

والد سے بیان کرتے ہیں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیمّم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی دفعہ ہاتھ ماروں۔

٣٢٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ قال: سُئِلَ قَتَادَةُ عن التَّيَمُّمِ في السَّفَرِ فقال: حَدَّثني مُحَدِّثٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِلَى المِرْفَقَيْنِ».

٣٢٨-جناب ابان کہتے ہیں کہ قتادہ سے سفر میں تیمّم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے شعبی سے‘ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابزی سے‘ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہنیوں تک۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے بھی صراحت کی ہے کہ ”کہنیوں تک“ کے الفاظ منکر یعنی صحیح روایات کے خلاف ہیں۔ بہرحال مذکورہ تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ تیمّم کے بارے میں جو صحیح ترین روایت ہے‘ اس میں تیمّم کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر صرف ایک ہی مرتبہ ہاتھ مارنے ہیں‘ پھر ان پر پھونک مار کر اور انہیں مل کر منہ پر پھیر لینا ہے۔

(المعجم ١٢٢) - باب التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ١٢٤)

باب:١٢٢-مقیم کے لیے تیمّم کا بیان

٣٢٩- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ قال: حَدَّثني أبي عن جَدِّي، عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ هُرْمُزَ، عن عُمَيْرٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ

٣٢٩-عمیر مولیٰ ابن عباس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا‘ وہ کہتے تھے کہ میں اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ بن یسار آئے اور ابوالجہیم بن حارث بن صمہ انصاری کے ہاں گئے تو ابوالجہیم نے کہا کہ رسول اللہ

وقال: "حسن صحيح"، وصححه الدارمي: ١/ ١٥٦، وابن خزيمة، ح: ٢٦٧، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٣٠٠، وابن الجارود، ح: ١٢٦، وزاد ابن حبان: "وكان قتادة به يفتي"

٣٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٠ من حديث أبي داود به * محدّث، لم أعرفه.

٣٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم في الحضر إذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلوٰة، ح: ٣٣٧، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٩ تعليقًا، من حديث الليث بن سعد به.

سَمِعَهُ يقولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وعَبْدُ الله بنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجُهَيْمِ بنِ الْحَارِثِ بنِ الصِّمَّةِ الأَنْصَارِيِّ، فقال أبو الجُهَيْمِ: أَقْبَلَ رسولُ الله ﷺ منْ نَحْوِ بئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ رسولُ الله ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتَّى أَتَى عَلَى جِدَارٍ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

ﷺ بئر جمل (مقام) کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو ایک آدمی ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا، مگر آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا، حتیٰ کہ آپ دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: اللہ کا ذکر اگرچہ ہر حال میں ہو سکتا ہے مگر باوضو ہو کر ہو تو بہت ہی افضل ہے۔ آپ نے اس موقع پر تیمّم پر اکتفا فرمایا جو کہ استحباب کی دلیل ہے۔

٣٣٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ المَوْصِلِيُّ أبو عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ ثَابِتٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ في حَاجَةٍ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ، فَقَضَى ابنُ عُمَرَ حَاجَتَهُ، وَكَانَ منْ حَدِيثِهِ يَوْمَئِذٍ أَنْ قال: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رسولِ الله ﷺ في سِكَّةٍ مِنَ السِّكَكِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى في السِّكَّةِ، فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وقال: «إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا

٣٣٠- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک کام کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں گیا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اس دن ان کی باتوں میں سے ایک یہ تھی کہ ایک گلی میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تھے، تو اس نے آپ کو سلام کہا، مگر آپ نے جواب نہ دیا، حتیٰ کہ جب وہ گلی میں آنکھوں سے اوجھل ہونے کے قریب ہوا، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے چہرے پر پھیرے، پھر دوسری بار مارے اور اپنی کلائیوں پر پھیرے تب اس کے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا: ''تیرے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں طاہر نہ تھا۔''

٣٣٠- تخريج: [منكر] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٧٦، ح: ٦٦٥ من حديث محمد بن ثابت العبدي به وهو ضعيف، ضعفه الجمهور فالسند ضعيف.

أَنِّي لَمْ أَكُنْ عَلَى طُهْرٍ».

قال أبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يقولُ: رَوَى مُحمَّدُ بنُ ثَابِتٍ حَدِيثًا مُنْكَرًا في التَّيَمُّمِ. قال ابنُ دَاسَةَ: قال أبُو دَاوُدَ: لَمْ يُتَابَعْ مُحمَّدُ ابنُ ثَابِتٍ في هذه الْقِصَّةِ عَلَى ضَرْبَتَيْنِ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَرَوَوْهُ فِعْلَ ابنِ عُمَرَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو سنا' وہ کہتے تھے کہ محمد بن ثابت نے تیمّم کے بارے میں ایک ''منکر'' حدیث روایت کی ہے۔ابن داسہ کہتے ہیں کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: محمد بن ثابت کی اس قصے میں کسی نے متابعت (تائید) نہیں کی کہ ''نبی ﷺ نے دو دفعہ ہاتھ مارے۔'' بلکہ اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل بیان کیا گیا ہے۔

٣٣١- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى الْبُرُلُّسِيُّ: أخبرنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ عن ابنِ الْهَادِ قال: إنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عن ابنِ عُمَرَ قال: أقْبَلَ رسولُ الله ﷺ مِنَ الْغَائِطِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ عِنْدَ بِئْرِ جَمَلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رسولُ الله ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْحَائِطِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ رسولُ الله ﷺ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

٣٣١- جناب نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تو آپ کو ایک آدمی ملا۔اس وقت آپ بئر جمل کے پاس تھے۔اس نے آپ کو سلام کہا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا' حتیٰ کہ دیوار کے پاس آئے اور دیوار پر اپنا ہاتھ رکھا' پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا' پھر آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: مذکورہ دو روایات میں سے بھی دو مرتبہ ہاتھ مارنے والی روایت منکر اور ضعیف ہے۔اور ایک مرتبہ ہاتھ مارنے والی صحیح۔اس لیے قابل عمل حدیث یہی ہے۔

(المعجم ١٢٣) - باب الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ (التحفة ١٢٥)

١٢٣-جنبی کے لیے تیمّم کا بیان

٣٣٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا

٣٣٢- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٧٦، ح: ٦٦٦ من حديث عبدالله بن يحيى البرلسي به، ورواه البيهقي: ١/ ٢٠٦ من حديث أبي داود به، وحسنه المنذري.

٣٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التيمم للجنب إذا لم يجد الماء، ◄◄

خَالِدٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعْني ابنَ عَبْدِ الله الْوَاسِطِيّ، عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن عَمْرِو ابنِ بُجْدَانَ، عن أبي ذَرٍّ قال: اجْتَمَعَتْ غُنَيْمَةٌ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فقال: «يَا أَبَاذَرٍّ! ٱبْدُ فِيهَا». فَبَدَوْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأَمْكُثُ الخَمْسَ وَالسِّتَّ، فأتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فقال: «أَبُوذَرٍّ؟» فَسَكَتُّ، فقال: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أَبَا ذَرٍّ، لِأُمِّكَ الْوَيْلُ» فَدَعَا لِي بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ، فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيهِ مَاءٌ فَسَتَرَتْنِي بِثَوْبٍ وَاسْتَتَرْتُ بِالرَّاحِلَةِ وَاغْتَسَلْتُ، فَكَأَنِّي أَلْقَيْتُ عَنِّي جَبَلًا. فقال: «الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ المُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ المَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ» وقال مُسَدَّدٌ: غُنَيْمَةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، وحديثُ عَمْرٍو أَتَمُّ.

رسول اللہ ﷺ کے ہاں کچھ بکریاں جمع ہوگئیں تو آپ نے فرمایا: ”اے ابوذر! انہیں لے کر باہر جنگل میں چلے جاؤ۔“ چنانچہ میں ربذہ کے بادیے میں چلا گیا۔ پس میں جنبی ہوگیا تو پانچ چھ دن وہاں رہا پھر نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ نے کہا: ”ابوذر!“ تو میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے تیری ماں گم کرے ابوذر! تیری ماں کے لیے افسوس۔“ آپ نے میری خاطر ایک کالی سی لونڈی کو بلوایا تو وہ ایک بڑا پیالہ لے آئی اس میں پانی تھا۔ اس نے مجھے کپڑے سے پردہ کر دیا اور (دوسری طرف سے) میں اپنی سواری کی اوٹ میں ہوگیا اور غسل کیا تو (اس طرح) میرے سر سے گویا ایک پہاڑ اتر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس سال تک (پانی نہ پائے) پھر جب تمہیں پانی ملے تو اسے اپنے جسم پر ڈالو۔ یقیناً یہ بہتر ہے۔“ مسدد نے بیان کیا کہ یہ بکریاں صدقے کی تھیں۔ اور عمرو کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

٣٣٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ قال: دَخَلْتُ فِي الإِسْلَامِ فَأَهَمَّنِي دِينِي، فأَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ، فقالَ أَبُو ذَرٍّ:

٣٣٣- جناب ابوقلابہ بنی عامر کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا مگر میرے دین نے مجھے فکر میں ڈال دیا۔ چنانچہ میں حضرت ابوذر ؓ کے پاس آیا تو ابوذر

◀◀ ح: ١٢٤ من حديث خالد الحذاء به وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٩٢، وابن حبان، ح: ١٣٠٨، ١٣٠٩، والحاكم: ١/ ١٧٠، ١٧٧، ووافقه الذهبي * عمرو بن بجدان ليس بمجهول، بل وثقه الجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

٣٣٣_تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٧ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

إِنِّي اجْتَوَيْتُ الْمَدِينَةَ، فأمَرَ لي رسولُ الله ﷺ بِذَوْدٍ وَبِغَنَمٍ فقال لِي: «اشْرَبْ مِنْ أَلْبَانِهَا - قال حَمَّادٌ: وَأَشُكُّ في أَبْوَالِها» - فقال أبو ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَعْزُبُ عن الماءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فأُصَلِّي بِغَيْرِ طُهُورٍ، فأتَيْتُ رسولَ الله ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ في رَهْطٍ مِنْ أصْحَابِهِ وَهُوَ في ظِلِّ المَسْجِدِ، فقال ﷺ: «أَبُو ذَرٍّ؟» فقلتُ: نَعَمْ هَلَكْتُ يارسولَ الله! قال: «وَمَا أَهْلَكَكَ؟» قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ أَعْزُبُ عن الْمَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فأُصَلِّي بِغَيْرِ طُهُورٍ، فأمَرَ لي رسولُ الله ﷺ بِمَاءٍ، فَجَاءَت بِهِ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ بِعُسٍّ يَتَخَضْخَضُ مَا هُوَ بِمَلآنَ فَتَسَتَّرْتُ إِلَى بَعِيرٍ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فقال رسولُ الله ﷺ: «يَاأَبَا ذَرٍّ! إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورٌ وَإِنْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فأَمِسَّهُ جِلْدَكَ».

ﷺ نے بتایا کہ میں نے مدینہ کی آب وہوا کو اپنے لیے ناموافق پایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے چند اونٹوں اور بکریوں کا حکم دیا (کہ اسے دے دی جائیں) اور مجھے فرمایا: ”ان کا دودھ پیو۔“ حماد کی روایت میں ہے: ”مجھے شک ہے کہ اس میں پیشاب کا بیان ہے یا نہیں۔“ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں پانی سے دور ہوتا تھا اور میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں پانی کے بغیر ہی نماز پڑھ لیتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' دوپہر کا وقت تھا اور آپ صحابہ کرام کی معیت میں مسجد کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا: ”ابوذر؟“ میں نے کہا: جی' میں تو ہلاک ہو گیا' اے اللہ کے رسول! فرمایا: ”کس چیز نے ہلاک کر دیا تجھے؟“ میں نے کہا: میں پانی سے دور ہوتا تھا' بیوی میرے ساتھ تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں بغیر غسل کیے نماز پڑھتا رہا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے پانی لانے کا حکم فرمایا۔ ایک سیاہ رنگ کی لونڈی ایک بڑا پیالہ لے آئی' پانی اس میں چھلک رہا تھا اور وہ پوری طرح بھرا ہوا بھی نہ تھا' تو میں نے اپنے اونٹ کی اوٹ میں ہو کر غسل کیا اور حاضر خدمت ہو گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر! پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اگرچہ تجھے دس سال تک پانی نہ ملے اور جب پانی مل جائے تو اسے اپنی جلد پر ڈالو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ لَمْ يَذْكُرْ: أَبْوَالَها هَذَا لَيس

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا تو اس میں ”اونٹوں کے پیشاب“

بِصَحِيحٍ وَلَيس في أَبْوَالِهَا إلَّا حديثُ أَنَسٍ تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ البَصْرَةِ.

کا ذکر نہیں کیا اور یہ صحیح (بھی) نہیں ہے۔ ہاں ان کے پیشاب کے بارے میں صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے (یعنی حدیث عُرَنِیِّیْن) جس کی روایت میں اہل بصرہ متفرد ہیں۔

(المعجم ١٢٤) - بَابٌ: إِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبَرْدَ أَيَتَيَمَّمُ؟ (التحفة ١٢٦)

باب:۱۲۴- کیا جنبی کو سردی کا ڈر ہو تو تیمم کر لے؟

٣٣٤- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنا أبي قال: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ أيُّوبَ يُحَدِّثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عِمْرَانَ بنِ أبي أنَسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: احْتَلَمْتُ في لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ في غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلاسِلِ، فأَشْفَقْتُ أنْ أغْتَسِلَ فأَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ، فَذَكَروا ذَلِكَ لِرَسولِ الله ﷺ فقال: «يَاعَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟» فأَخْبَرْتُهُ بالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الاغْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ اللهَ يقولُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ [النساء: ٢٩] فَضَحِكَ رسولُ الله ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

۳۳۴- عبدالرحمٰن بن جبیر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات احتلام ہو گیا' مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا' چنانچہ میں نے تیمم کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ نے پوچھا: ''اے عمرو! کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جماعت کرائی تھی؟'' میں نے بتایا کہ کس وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا.......﴾ ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو' اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔

قال أبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ جُبَيْرٍ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن جبیر مصری

٣٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠٣ من حديث يزيد بن أبي حبيب به، وعلقه البخاري، قبل، ح: ٣٤٥، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٧، ووافقه الذهبي.

مِصْرِيٌّ مَوْلَى خَارِجَةَ بنِ حُذَافَةَ وليس هُوَ ابنَ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ.

ہے' خارجہ بن حذافہ کا غلام ہے۔ اور یہ ابن جبیر بن نفیر نہیں ہے۔

٣٣٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن ابنِ لَهِيعَةَ وَعَمْرِو بنِ الْحَارِثِ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عِمْرَانَ بنِ أبي أنَسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن أبي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بنِ الْعَاصِ: أنَّ عَمْرَو بنَ الْعَاصِ كَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ، وَذَكَرَ الحديثَ نَحْوَهُ، قال: فَغَسَلَ مَغَابِنَهُ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّيَمُّمَ.

٣٣٥-جناب ابوقیس مولیٰ عمرو بن العاص سے منقول ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک فوجی مہم پر تھے۔ اور مثل سابق حدیث بیان کی۔ کہا کہ انہوں نے اپنے زیریں جسم (شرمگاہ اور اطراف) دھوئے اور نماز والا وضو کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔ اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا اور تیمّم کا ذکر نہیں کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ هذه القِصَّةُ عن الأوزَاعِيِّ عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ قال فيه: فَتَيَمَّمَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ اوزاعی سے' انہوں نے حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے تو اس میں ہے کہ "انہوں نے تیمّم کیا۔"

(المعجم ١٢٥) - بَاب الْمَجْدُورِ يَتَيَمَّمُ (التحفة ١٢٧)

باب:١٢٥-چیچک زدہ (یا زخمی) کے لیے تیمّم کا بیان

٣٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأنْطَاكِيُّ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن الزُّبَيْرِ بنِ خُرَيْقٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ قال: خَرَجْنَا في سَفَرٍ فأصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ في رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ

٣٣٦-حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا اور اس کے سر میں زخم ہوگیا' پھر اسے احتلام (بھی) ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میرے لیے کوئی اجازت ہے کہ میں تیمّم کرلوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے لیے

٣٣٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢٠٣/٤ من حديث ابن لهيعة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٧، ووافقه الذهبي.

٣٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٩٠، ح: ٧١٩ من حديث موسى بن عبدالرحمٰن الأنطاكي به * الزبير بن خريق ضعفه الدارقطني وغيره، ووثقه ابن حبان وحده، وضعفه راجح.

أَصْحَابُهُ، فقال: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ قالوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ، فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أُخْبِرَ بِذَلِكَ فقال: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ أَلَّا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ - شَكَّ مُوسَى - عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ».

کوئی رخصت نہیں پاتے جبکہ تم کو پانی پر قدرت حاصل ہے۔ چنانچہ اس نے غسل کر لیا اور مر گیا۔ جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے' آپ کو اس کی خبر دی گئی' تو آپ نے فرمایا: ''انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اللہ انہیں ہلاک کرے' انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا' جب کہ انہیں علم نہ تھا' بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔ اس شخص کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمّم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھے رہتا۔ موسیٰ کو شک ہوا کہ یعصر کا لفظ بولا یا یعصب کا' (معنی' دونوں کا پٹی باندھنا ہے) پھر اس پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھو لیتا۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا آخری حصہ ''اس شخص کے لیے...... سے تا آخر'' ضعیف ہے' باقی روایت حسن ہے۔ اگلی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

٣٣٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أخبرني الْأَوْزَاعِيُّ أَنَّهُ بَلَغَهُ عن عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قال: أَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِي عَهْدِ رسولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ احْتَلَمَ، فَأُمِرَ بِالاغْتِسَالِ، فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رسولَ اللهِ ﷺ، فقال: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ».

٣٣٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص کو زخم لگ گیا' پھر اسے احتلام ہو گیا' تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اس نے غسل کیا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''انہوں نے اس کو مار ڈالا' اللہ انہیں ہلاک کرے۔ کیا جاہل کی شفا سوال کر لینا نہیں ہے؟''

٣٣٧- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في المجروح تصيبه الجنابة فيخاف على نفسه إن اغتسل، ح: ٥٧٢، وأحمد: ١/ ٣٣٠، والحاكم: ١/ ١٧٨ من حديث الأوزاعي به * الأوزاعي سمعه من عطاء وسمعه من رجل عنه، وللحديث طرق أخرى عند البيهقي: (١/ ٢٢٦، ٢٢٧) وغيره، بشر بن بكر ثقة، وقول مسلمة ابن القاسم فيه مردود.

فوائد ومسائل: ① باب کا عنوان ہمارے اس نسخے میں [اَلْمَجْدُوْر] ہے یعنی ''چیچک زدہ'' چونکہ اس مرض میں جسم پر چھوٹے چھوٹے زخم اور دانے نکل آتے ہیں تو بعض اوقات پانی کا استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض نسخوں میں [اَلْمَجْرُوح] کا لفظ ہے' اس سے حدیث اور باب میں کوئی الجھن نہیں رہتی۔ ② بغیر علم کے فتویٰ دینا بہت بڑی جہالت ہے۔ چاہیے کہ اصحاب علم سے مُرَاجَعَہ کیا جائے۔ صحابہ کرام ؓ کے بھی اس اعتبار سے کئی مراتب تھے۔ ③ حدیث میں مذکورہ قسم کے زخم پر پٹی باندھ کر مسح کیا جائے اور اس مسح کے لیے موزوں والی کوئی شرط نہیں ہے کہ پہلے وضو کیا ہو یا وقت متعین ہو۔ ④ اگر جسم کے تھوڑے حصے پر زخم آیا ہو تو مسئلہ اسی طرح ہے جیسے کہ حدیث میں ذکر ہوا اور اگر جسم کا زیادہ حصہ مجروح اور تھوڑا صحیح ہو تو پٹیوں اور صحیح حصے پر مسح ہی کافی ہوگا۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١٢٦) - بَابُ الْمُتَيَمِّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّي فِي الْوَقْتِ (التحفة ١٢٨)

باب:١٢٦- تیمّم والے کو نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جائے اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو......؟

٣٣٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نَافِعٍ عن اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ، عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: خَرَجَ رَجُلَانِ في سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ في الْوَقْتِ فأعَادَ أحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الآخَرُ، ثُمَّ أتَيَا رسولَ الله ﷺ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهُ، فقال لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ»، وقال لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: «لَكَ الأَجْرُ مَرَّتَيْنِ».

٣٣٨- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی' مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دہرا لی اور دوسرے نے نہ دہرائی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو اپنا واقعہ بتایا' تو آپ نے اس سے' جس نے نماز نہیں دہرائی تھی' فرمایا: ''تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہارے لیے تمہاری نماز کافی ہو گئی۔'' اور جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی' اسے فرمایا: ''تمہارے لیے دہرا اجر ہے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: وَغَيْرُ ابنِ نَافِعٍ يَرْوِيهِ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: ابن نافع کے علاوہ ایک

٣٣٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الغسل والتيمم، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلٰوة، ح: ٤٣٣ من حديث ابن نافع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٨، ووافقه الذهبي.

عن اللَّيْثِ، عن عَمِيرَةَ بنِ أبي نَاجِيَةَ، عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

دوسرے صاحب نے اسے لیث سے انہوں نے عمیرہ بن ابی ناجیہ سے انہوں نے بکر بن سوادہ سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: ذِكْرُ أبي سَعِيدٍ في هَذا الحديثِ ليس بِمَحْفُوظٍ هُوَ مُرْسَلٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابوسعید کا ذکر محفوظ نہیں ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔

٣٣٩- حَدَّثَنا عبدُ اللَّهِ بنُ مَسْلَمة: حدثنا ابنُ لَهِيعَةَ عنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عن أَبِي عَبْدِ اللهِ مَوْلَى إسمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدٍ، عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ من أَصْحَابِ رسول اللهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۳۳۹- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ کے صحابہ میں سے دو آدمی (سفر پر نکلے) اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

مسئلہ: نماز اوّل وقت ہی میں پڑھنا افضل ہے خواہ تیمم سے ہو اور پھر پانی ملنے پر دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر دہرائے تو ماجور ہے۔

(المعجم ١٢٧) - بَابٌ: فِي الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٩)

باب: ۱۲۷- جمعہ کے لیے غسل کا بیان

٣٤٠- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ عن يَحْيَى: أخبرني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ، فقال عُمَرُ: أَتَحْتَبِسُونَ عن الصَّلَاةِ؟ فقال الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ

۳۴۰- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک موقع پر خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ نماز سے رکے رہتے ہو؟ (اور تاخیر سے آتے ہو؟) اس آدمی نے جواب دیا: اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ میں نے اذان سنی، فوراً وضو کیا (اور حاضر ہو گیا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور

٣٣٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٣١ من حديث ابن لهيعة به، والحديث السابق شاهد له.

٣٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: بعد باب فضل الجمعة، ح: ٨٨٢، ومسلم، الجمعة، باب: كتاب الجمعة، ح: ٤/ ٨٤٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

فَتَوَضَّأْتُ. قال عُمَرُ: الْوُضُوءَ أَيْضًا! أَوَ لَمْ تَسْمَعُوا رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إذا أَتَى أَحَدُكُم الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ؟»

صرف وضو؟ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔''

فائدہ: دورانِ خطبہ تاخیر سے آنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو برسر منبر اجلّہ صحابہ کی موجودگی میں اس طرح تنبیہ کرنا دلیل ہے کہ وہ لوگ بالعموم جمعہ کے غسل کو واجب سمجھتے تھے۔ اگر یہ مستحب محض ہوتا تو اس انداز میں ہرگز تنبیہ نہ کی جاتی۔

٣٤١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ بنِ قَعْنَبٍ عن مَالِكٍ، عن صَفْوَانَ بنِ سُلَيْمٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كلِّ مُحْتَلِمٍ».

٣٤١- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔''

فائدہ: عورتیں بھی اس کی پابند ہیں۔ کسی بھی مسلمان بالغ مرد عورت کو بغیر معقول عذر کے اس بارے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

٣٤٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا الْمُفَضَّلُ يَعْني ابنَ فضالة، عن عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ، عن بُكَيْرٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ، عن حَفْصَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «عَلَى كلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ، وَعَلَى كلِّ مَنْ رَاحَ الْجُمُعَةَ الْغُسْلُ».

٣٤٢- ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے۔ اور ہر وہ شخص جس پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے اس پر غسل ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا اغْتَسَلَ الرَّجُلُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اگر کسی نے طلوع فجر کے

٣٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل . . . الخ، ح: ٨٩٥ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ . . . الخ، ح: ٨٤٦ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (يحيى): ١/ ١٠٢.

٣٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب التشديد في التخلف عن الجمعة، ح: ١٣٧٢ من حديث المفضل بن فضالة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٢١، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٢١٧.

بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ أَجْزَأَهُ مِنْ غُسْلِ الْجُمُعَةِ وَإِنْ أَجْنَبَ.

بعد غسل کرلیا' خواہ جنابت ہی سے ہو تو یہ اس کے لیے غسل جمعہ سے کافی ہے۔

فائدہ: ہر بالغ کے لیے جمعہ واجب ہے بشرطیکہ معذور نہ ہو اور بتصریح حدیث نبوی بچہ' عورت' غلام اور مسافر مستثنیٰ ہیں۔ مسافر کے لیے بھی یہ ہے کہ وہ اپنے سفر میں رواں ہو' اور اگر کسی منزل پر ٹھہرا ہوا ہو اور قریب میں جمعہ بھی ہو رہا ہو اور کوئی معقول عذر شرعی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں جمعہ میں حاضری ضروری ہے۔

٣٤٣- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ ابنِ عَبْدِالله بنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيُّ الهَمْدَانِيُّ؛ ح: وحدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ قالا: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ، وهذا حديثُ مُحَمَّدِ بنِ سَلَمَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال يَزِيدُ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ في حَدِيثِهِمَا: عن أبي سَلَمَةَ ابن عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبي هُرَيْرَةَ قالا: قال رسُولُ الله ﷺ: «من اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِن أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ - إِنْ كَانَ عِنْدَهُ - ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ الله لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا».

۳۴۳- حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور بہترین کپڑے زیب تن کیے اور خوشبو بھی لگائی اگر میسر ہو تو' پھر جمعہ کے لیے آیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں' پھر (نفلی) نماز پڑھی جو اس کے لیے مقدر کی گئی' پھر خاموش رہا جب امام (خطبے کے لیے) نکلا' حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین (صادر ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔''

٣٤٣ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد: ٣/ ٨١ من حديث ابن إسحاق به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٦٢، وابن حبان، ح: ٥٦٢، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٣، ووافقه الذهبي.

قال ويقولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، ويقولُ: إِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِها.

(ابوسلمہ نے) کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ بلکہ مزید تین دن اور بھی۔ (یعنی صرف جمعہ سے جمعہ تک' آٹھ دنوں کا کفارہ ہی نہیں' بلکہ تین دن مزید بھی' یوں گیارہ دن ہوئے اور کسر چھوڑ دیں تو ۱۰دن' کیونکہ) وہ کہا کرتے تھے کہ ہر نیکی دس گنا اجر کی حامل ہوتی ہے۔

قال أَبُو دَاوُد: وحديث مُحَمَّدِ بنِ سَلَمَةَ أَتَمُّ، ولم يَذكُرْ حَمَّادٌ كلامَ أبي هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابوسلمہ کی روایت زیادہ کامل ہے اور حماد نے اپنی روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام نقل نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح ابوداود (حدیث: ۳۳۱) میں ''حسن'' کہا ہے۔ اور یہ فضائل و آداب جمعہ کی جامع ہے۔ ② قبل از نماز جمعہ نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ حسب توفیق جس قدر پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ ③ صف بندی کا اہتمام ہو اور پہلے سے بیٹھے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی جائیں الا یہ کہ انہوں نے خود تقصیر کی ہو اور اگلی صفیں مکمل نہ کی ہوں۔ ④ لغویات' لغو فعل سے احتراز ہو اور خطبہ غور سے سنا جائے۔ نیند سے بھی اپنے آپ کو ہوشیار رکھنا چاہیے۔ مزید بھی کچھ امور ہیں جو اگلی احادیث میں آ رہے ہیں۔

٣٤٤- حَدَّثَنا مُحمَّد بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بن الأَشَجِّ حَدَّثَاهُ عن أَبِي بَكْرِ بنِ المُنْكَدِرِ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى كلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسِّوَاكُ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قُدِّرَ لَهُ». إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لم يَذْكُر عَبْدَ الرَّحْمَنِ وقال في الطِّيبِ: «وَلَوْ مِنْ طِيبِ المَرْأَةِ».

۳۴۴- جناب عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز غسل ہر بالغ پر (لازم) ہے اور مسواک اور خوشبو (بھی) جو اسے میسر ہو۔'' بکیر نے عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا اور خوشبو کے بارے میں کہا: ''خواہ بیوی ہی کی ہو۔'' (یعنی ضرور استعمال کرے۔)

٣٤٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ٨٤٦ من حديث عبدالله بن وهب به.

٣٤٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرائِيُّ حِبِّي: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن الأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَني حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَني أَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَني أَوْسُ بنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى، وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

۳۴۵- حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرماتے تھے: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح کیا اور جلدی آیا اور (خطبہ میں) اول وقت پہنچا' پیدل چل کے آیا اور سوار نہ ہوا' امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے سنا اور لغو سے بچا' تو اس کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام کے عمل کا ثواب ہے۔“

توضیح: یہ حدیث جامع ترمذی (۴۹۶) سنن نسائی (۱۳۸۲) اور سنن ابن ماجہ (۱۰۸۷) میں بھی وارد ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ (صحیح ابو داود' حدیث: ۳۳۳) شروح حدیث میں وارد ہے کہ اس حدیث کے الفاظ [غَسَّلَ وَ اغْتَسَلَ] میں [غسل] کو حرف ”س“ کی تخفیف اور تشدید دونوں سے پڑھا گیا ہے۔ اور اس کے کئی معانی ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہی تاکیدی معنی ہے جو راقم نے اختیار کیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آدمی نے پہلے خطمی' صابن یا شیمپو وغیرہ استعمال کیا ہو بعد ازاں پانی بہایا ہو۔ تیسرا یہ کہ جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت کی اور اس پر بھی غسل لازم کر دیا ہو۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح انسان نفسیاتی اور جذباتی طور پر بہت پر سکون ہو جاتا ہے اور ذہن پراگندہ نہیں ہوتا اور عبادت میں یکسو رہتا ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٤٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن خَالِدِ بنِ يَزِيدَ، عن سَعِيدِ بنِ أَبي هِلَالٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «مَنْ غَسَلَ رَأْسَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ» وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۳۴۶- حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے روز اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔“ اور مثل سابق روایت بیان کی۔

٣٤٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ماجاء في الغسل يوم الجمعة، ح: ١٠٨٧ من حديث عبدالله بن المبارك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٦٧، وابن حبان، ح: ٥٥٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٨١، ٣٨٢، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٤٩٦، وحسنه.

٣٤٦- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

فائدہ: یہ روایت مذکورہ بالا حدیث کا معنی واضح کرتی ہے اور ''سر دھونے'' کی خصوصیت یہ ہے کہ عرب لوگ لمبے بال رکھتے تھے اور انہیں دھونے میں محنت ہوتی تھی اور وقت لگتا تھا۔

٣٤٧- حَدَّثَنا ابنُ أَبي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ المِصْرِيَّانِ قالا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: ابنُ أَبي عَقِيلٍ قال: أخبرني أُسَامَةُ يَعْني ابنَ زَيْدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ العَاصِ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيبِ امْرَأَتِهِ - إِنْ كَانَ لها - وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ المَوْعِظَةِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا، وَمَنْ لَغَا وَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا».

٣٤٧- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کی۔ اگر اس کے پاس ہو' اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے' پھر لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں اور اثنائے وعظ میں (خطبے کے دوران میں) کوئی لغو عمل نہ کیا' تو یہ (نماز) ان دونوں (جمعوں) کے مابین کے لیے کفارہ ہوگی اور جس نے کوئی لغو کام کیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگیں تو اس کے لیے یہ ظہر ہی ہوگی (یعنی ظہر کی نماز کا ثواب ہوگا نہ کہ جمعے کا۔'')

٣٤٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنا مُصْعَبُ بنُ شَيْبَةَ عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ الْعَنَزِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غَسْلِ المَيِّتِ.

٣٤٨- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ ؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ چار کاموں (کی وجہ) سے غسل کیا کرتے تھے۔ جنابت سے' جمعہ کے دن' سینگی لگوانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔''

توضیح: امام بخاری ؒ نے حضرت عائشہ ؓ کی اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ [لَيْسَ بِذَاكَ] یعنی غیر

٣٤٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٣١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١٠.

٣٤٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٢ من حديث مصعب بن شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٦.

معیاری ہے۔ امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ غسل میت سے غسل کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (منذری) مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "التلخیص الحبیر" میں کہا ہے کہ کثرت طرق کی بنا پر یہ "درجۂ حسن" سے کم نہیں اور جمہور اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ (الروضۃ الندیہ) اور ظاہر ہے کہ غسل جنابت واجب ہے۔ جمعہ کا غسل واجب یا بہت زیادہ مؤکد ہے۔ سینگی اور میت کو غسل دینے سے غسل بطور نظافت مستحب ہے۔

٣٤٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَوْشَبٍ قال: سَأَلْتُ مَكْحُولًا عن هذا الْقَوْلِ: «غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ» قال: غَسَلَ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.

٣٤٩- جناب علی بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے مکحول (شامی تابعی) سے حدیث "غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے اپنا سر دھویا اور پھر غسل کیا۔

٣٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ في «غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ» قال: قال سَعِيدٌ: غَسَّلَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ جَسَدَهُ.

٣٥٠- جناب سعید بن عبدالعزیز (تنوخی، تبع تابعی) نے [غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ] کی شرح میں کہا کہ جس نے اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔

٣٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن سُمَيٍّ، عن أَبي صالحٍ السَّمَّانِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ،

٣٥١- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت (یا جنابت جیسا غسل) کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا تو اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا۔ اور جو دوسری ساعت میں آیا اس نے گویا گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت میں پہنچا اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی ساعت میں آیا اس نے گویا مرغی تقرب کے لیے

٣٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٢٩٨٩ من حديث أبي داود به.

٣٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٢٩٨٩ من حديث أبي داود به.

٣٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الجمعة، ح: ٨٨١، ومسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ٨٥٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٠١ وقوله "غسل الجنابة" أي غسلاً كغسل الجنابة، قاله الحافظ في فتح الباري: ٢/ ٣٦٦ نحوه، وحديث عبدالرزاق، ح: ٥٥٦٥ يؤيده.

وَمَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَن رَاحَ في السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فإذَا خَرَجَ الإمَامُ حَضَرتِ المَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ».

پیش کی اور جو پانچویں ساعت میں آیا اس نے گویا انڈا تقرب کے لیے پیش کیا۔ پھر جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے بھی ذکر سننے کے لیے حاضر ہوجاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① تاخیر سے آنے والے کا جمعہ تو یقیناً ہو جاتا ہے مگر وہ مذکورہ فضیلت سے بالکل محروم رہتا ہے اور ملائکہ کے مخصوص صحیفوں میں اس کا اندراج نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس حدیث سے مرغی اور انڈے کی قربانی کا جواز کشید کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف تقرب اور ثواب کے لیے اللہ کی راہ میں بطور صدقہ وخیرات خرچ کرنا مراد ہے۔ ② وعظ ونصیحت کی مجلس جمعہ میں ہو یا عام اس میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

(المعجم ١٢٨) - باب الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٠)

۱۲۸- جمعہ کے روز غسل نہ کرنے کی رخصت کا بیان

٣٥٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ النَّاسُ مُهَّانَ أَنْفُسِهِمْ فَيَرُوحُونَ إِلَى الْجُمُعَةِ بِهَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَو اغْتَسَلْتُمْ.

۳۵۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے کہا کہ لوگ اپنے کام کاج خود ہی سرانجام دیا کرتے تھے اور اپنی اسی حالت میں جمعہ کو چلے آتے تھے، تو انہیں کہا گیا کہ اگر تم غسل کرلیا کرو (تو بہت ہی بہتر ہے۔)

٣٥٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُالْعَزِيز يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن عَمْرِو بنِ أَبي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا فقالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قال: لَا. وَلَكِنَّهُ

۳۵۳- جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کی جانب سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: اے ابن عباس! کیا آپ جمعہ کے غسل کو واجب کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں لیکن یہ زیادہ طہارت کا باعث ہے اور جو غسل کرلے اس کے لیے بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے

٣٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ٩٠٣، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ . . . الخ، ح: ٨٤٧ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

٣٥٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٨ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، ورواه البيهقي: ١/ ٢٩٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٥٥، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٨٠، ٢٨١، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ٢/ ٣٦٢.

طُهْرٌ وَخَيْرٌ لِمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ، وَسَأُخْبِرُكُم كَيْفَ بَدْءُ الْغُسلِ: كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ، يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وكَانَ مَسْجِدُهمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ، إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ. فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ في يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ في ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ، آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمَّا وَجَدَ رسولُ الله ﷺ تِلْكَ الرِّيحَ قال: «أَيُّها النَّاسُ! إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُم أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ». قال ابنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَاءَ الله تَعَالَى ذِكْرُهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوا غَيْرَ الصُّوفِ وكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ.

اس پر واجب نہیں ہے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا؟ لوگ محنت و مشقت کیا کرتے تھے لباس اون کا ہوتا تھا' اپنی پیٹھوں پر سامان ڈھوتے تھے اوران کی مسجد بھی تنگ اور نیچی چھت والی تھی' گویا چھپر سا تھا' تو ایک بار رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' دن گرم تھا اور لوگوں کو ان کے اونی لباسوں میں پسینہ آیا' حتیٰ کہ ان سے نامناسب بوئیں نکلیں اور انہیں ایک دوسرے سے بہت اذیت ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بو محسوس کی تو فرمایا: ''لوگو! جب یہ (جمعہ کا) دن ہوا کرے تو غسل کیا کرو اور جسے جو عمدہ تیل اور خوشبو مہیا ہو استعمال کیا کرے۔'' ابن عباس ﷠ نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے حالات میں بہتری پیدا کر دی۔ لوگ اونی لباس چھوڑ کر دوسرے لباس پہننے لگے اور محنت مشقت کے کاموں سے بھی کفایت ہوگئی' مسجد بھی کھلی ہوگئی اور وہ پسینہ جو ایک دوسرے کے لیے اذیت کا باعث تھا' ختم ہوگیا۔

٣٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الحَسَنِ، عن سَمُرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ».

۳۵۴- سیدنا سمرہ ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے۔ اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔''

توضیح: ان احادیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں ہے۔ بلاشبہ ابتداءً حکم کی بنیادی وجہ یہی تھی جو حضرت ابن عباس ﷠ کی حدیث میں بیان ہوئی ہے' مگر مسلمان جب اس کے قائل و فاعل ہوگئے تو انہیں اس کا شرعی اعتبار سے پابند کر دیا گیا' جیسا کہ گزشتہ باب میں صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے۔ اب اگرچہ وہ بنیادی سبب تو موجود نہیں مگر حکم وجوب باقی ہے جیسے کہ مسئلہ حج میں طواف قدوم میں رمل کرنا (آہستہ آہستہ دوڑنے) کا بنیادی

٣٥٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، ح: ٤٩٧، والنسائي، ح: ١٣٨١ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن".

موجود نہیں ہے‘ مگر حکم وجوب باقی ہے۔اس لیے راجح یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس میں غفلت بہت بڑی محرومی ہے۔

(المعجم ١٢٩) - **باب الرَّجُلِ يُسْلِمُ فَيُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ** (التحفة ١٣١)

باب:١٢٩-نومسلم کے لیے غسل کا حکم

٣٥٥- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الأَغَرُّ عن خَلِيفَةَ بنِ حُصَيْنٍ، عن جَدِّهِ قَيْسِ بنِ عَاصِمٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدُ الإسْلامَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ.

٣٥٥- جناب خلیفہ بن حصین اپنے دادا حضرت قیس بن عاصم ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا‘ میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا۔تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔

فائدہ: اسلام قبول کرنے والے نومسلم کے لیے غسل واجب ہے۔(عون المعبود)

٣٥٦- **حَدَّثَنا** مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عن عُثَيْمِ بنِ كُلَيْبٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فقال: قَدْ أَسْلَمْتُ. فقال لهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ» يقولُ: احْلِقْ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي آخَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لِآخَرَ مَعَهُ: «أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ».

٣٥٦- جناب ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے عُثَیم بن (کثیر بن) کلیب سے خبر دی گئی وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے آپ نے فرمایا: ”اپنے کفر والے بال اتار دو۔“ یعنی سر منڈاؤ۔ اور (کلیب کہتے ہیں کہ) مجھے ایک دوسرے صحابی نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے ایک دوسرے شخص سے فرمایا جو ان کے ساتھ تھا: ”اپنے کفر کے بال دور کرو اور ختنہ کراؤ۔“

فوائد ومسائل: ① ایسا لباس اور حجامت جو کفار کی خاص مذہبی علامت یا ان کا شعار ہو اسلام قبول کر لینے پر اسے ترک کر دینے کا حکم ہے‘ ورنہ کافروں سے مشابہت باقی رہے گی اور یہ کسی طرح مقبول نہیں۔ ② حکم ہے کہ [اُدْخُلُوْا

٣٥٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما ذكر في الاغتسال عند ما يسلم الرجل، ح: ٦٠٥، والنسائي، ح: ١٨٨ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٤، ٢٥٥، وابن حبان، ح: ٢٣١، وابن الجارود، ح: ١٤، وغيرهم، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

٣٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٥ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له: ٦/ ١٠، ح: ٩٨٣٥، وسنده ضعيف، انظر التلخيص الحبير: ٤/ ٨٢، وللحديث شاهدان ضعيفان.

فِي السِّلْمِ كَافَّةً] ''اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔'' اور ختنہ شعائر اسلام اور امور فطرت میں سے ہے۔

(المعجم ١٣٠) - باب الْمَرْأَةِ تَغْسِلُ ثَوْبَهَا الَّذِي تَلْبَسُهُ فِي حَيْضِهَا (التحفة ١٣٢)

باب:١٣٠-عورت اپنے ایام حیض میں استعمال ہونے والے کپڑے کو دھوئے

٣٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَتْنِي أُمُّ الْحَسَنِ - يَعْنِي جَدَّةَ أَبِي بَكْرٍ الْعَدَوِيِّ - عن مُعاذَةَ قالت: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن الْحَائِضِ يُصِيبُ ثَوْبَهَا الدَّمُ. قالت: تَغْسِلُهُ فإِنْ لَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ فَلْتُغَيِّرْهُ بِشَيْءٍ مِنْ صُفْرَةٍ. قالت: وَلَقَدْ كُنْتُ أَحِيضُ عِنْدَ رسولِ الله ﷺ ثَلَاثَ حِيَضٍ جميعًا لا أَغْسِلُ لِي ثَوْبًا.

٣٥٧-معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ حائضہ کے کپڑوں کو خون لگ جاتا ہے (تو کیا کرے؟) انہوں نے کہا کہ اسے دھوئے۔ اگر اس کا نشان باقی رہے تو کچھ زردی (ورس بوٹی یا زعفران) سے اسے تبدیل کر دے۔ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں تین تین حیض آتے تھے' مگر میں اپنا کوئی کپڑا نہ دھوتی تھی۔

توضیح: وہ اس لیے نہ دھوتی تھیں کہ تہ بند یا چادر کسی طرح آلودہ نہ ہوتی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اگر کپڑا کسی طرح آلودہ نہ ہو تو وہ پاک ہے۔ نیز حائضہ کا پسینہ اور لعاب پاک ہے۔ اس طرح باقی کپڑوں کے دھونے کی ویسے ہی ضرورت نہیں۔

٣٥٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أخبرنا إِبْراهِيمُ بنُ نَافِعٍ قال: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَعْني ابنَ مُسْلِمٍ، يَذْكُرُ عن مُجَاهِدٍ قال: قالت عَائِشَةُ: مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ، فإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ بَلَّتْهُ بِرِيقِهَا ثُمَّ قَصَعَتْهُ بِرِيقِهَا.

٣٥٨-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم ازواج رسول کے لیے محض ایک ایک ہی کپڑا ہوتا تھا' اسی میں ایام حیض گزرتے تھے۔ اگر کہیں کوئی خون کا دھبہ لگ جاتا تو وہ اسے اپنے لعاب سے گیلا کرتی اور پھر اسے مل دیتی تھی۔

٣٥٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٠ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به، وسنده ضعيف ✽ أم الحسن لا يعرف حالها (تقريب)، وللحديث شواهد.

٣٥٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٠٥ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ٣١٢ من طريق آخر عن مجاهد به.

مسئلہ : یہ اس صورت میں ہے جب کوئی معمولی داغ دھبہ یا قطرہ لگا ہو۔ اگر زیادہ لگا ہو تو اسے پانی سے بالاہتمام دھونا لازم ہے جیسے کہ آیندہ احادیث میں آ رہا ہے۔

٣٥٩- حَدَّثنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْني ابنَ مَهْدِيٍّ: أخبرنا بَكَّارُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَتْني جَدَّتي قالت: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ عن الصَّلَاةِ في ثَوْبِ الْحَائِضِ، فقالت أُمُّ سَلَمَةَ: قَدْ كَانَ يُصِيبُنَا الْحَيْضُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فَتَلْبَثُ إِحْدَانَا أَيَّامَ حَيْضِهَا ثُمَّ تَطْهُرُ فَتَنْظُرُ الثَّوْبَ الَّذِي كَانَتْ تَقَلَّبُ فِيهِ، فَإِنْ أَصَابَهُ دَمٌ غَسَلْنَاهُ وَصَلَّيْنَا فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَرَكْنَاهُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا ذَلِكَ أَنْ نُصَلِّيَ فيه. وَأَمَّا الْمُمْتَشِطَةُ فَكَانَتْ إِحْدَانَا تَكُونُ مُمْتَشِطَةً، فَإِذَا اغْتَسَلَتْ لَمْ تَنْقُضْ ذَلِكَ وَلَكِنَّهَا تَحْفِنُ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، فَإِذَا رَأَتِ الْبَلَلَ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ دَلَكَتْهُ ثُمَّ أَفَاضَتْ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهَا.

٣٥٩- جناب بکار بن یحیٰی کہتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کے ہاں گئی' وہاں ان سے ایک قریشی عورت نے پوچھا کہ حیض والے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟ تو ام سلمہ ؓ نے جواب دیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حیض آتا تھا' ہم یہ دن گزارتیں اور پھر پاک ہوتیں اور اپنے کپڑے کو دیکھتیں جس میں یہ دن گزارے ہوتے۔ اگر اسے خون لگا ہوتا تو اسے دھو لیتیں اور پھر اس میں نماز پڑھتیں اور اگر اسے کچھ نہ لگا ہوتا تو اسے اسی طرح رہنے دیتیں اور اس میں نماز پڑھنے سے ہمارے لیے کچھ مانع نہ ہوتا تھا۔ اور جس کے بال گوندھے ہوئے ہوتے تو جب کسی کو غسل (جنابت) کرنا ہوتا تو اپنے بال نہ کھولا کرتی بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتی۔ جب دیکھتی کہ بالوں کی جڑیں تر ہو گئی ہیں تو انہیں ملتی پھر باقی جسم پر پانی بہا لیتی۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہی بات دیگر تمام روایات میں بھی بیان کی گئی ہے' جو صحیح ہیں۔

٣٦٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن

٣٦٠- سیدہ اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کو سنا وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ

٣٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * بكار مجهول الحال، وجدته: لم أعرفها.

٣٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٧٧٨ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٦، وانظر الحديث الآتي.

مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنذِرِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبي بَكْرٍ قالت: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ رسولَ الله ﷺ كَيْفَ تَصْنَعُ إِحْدَانَا بِثَوْبِهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ، أَتُصَلِّي فِيهِ؟ قال: «تَنْظُرُ فَإِنْ رَأَتْ فِيهِ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ وَتُصَلِّي فِيهِ».

رہی تھی کہ جب ہم میں سے کوئی پاک ہو تو اپنے کپڑے کا کیا کرے؟ کیا اس میں نماز پڑھ لیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے دیکھے اگر اس میں خون لگا ہو تو اسے پانی لگا کر کھرچے اور جس جگہ کچھ نظر نہ آتا ہو (مگر شبہ ہو تو) وہاں چھینٹے مار لے اور اس میں نماز پڑھ لے۔''

٣٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنذِرِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبي بَكْرٍ أَنَّهَا قالت: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رسولَ الله ﷺ فقالت: يارسولَ الله! أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قال: «إِذَا أَصَابَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الحَيْضِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالمَاءِ ثُمَّ لِتُصَلِّي».

٣٦١- سیدہ اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمایئے کہ جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے' تو چاہیے کہ اسے کھرچے (چٹکیوں سے رگڑے) پھر اس پر پانی ڈالے۔ اور اس میں نماز پڑھ لے۔''

٣٦٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا حَمَّادٌ: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يُونُسَ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن هِشَامٍ بِهَذَا [المعنى] قالا: «حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ».

٣٦٢- عیسیٰ بن یونس اور حماد بن سلمہ دونوں نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ''اسے اکھیڑ و پانی ڈال کر چٹکیوں سے رگڑو پھر (مزید) پانی بہاؤ۔''

٣٦١_ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل دم المحيض، ح: ٣٠٧، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ٢٩١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية عبدالرحمٰن بن القاسم)، ح: ٤٨٠ (ورواية أبي مصعب: ١/ ٦٦، ح: ١٦٦)، ووقع في رواية يحيى: ١/ ٦٠، ٦١ وهم لا شك فيه، انظر التمهيد: ٢٢/ ٢٢٩.

٣٦٢_ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الحيض، باب دم الحيض يصيب الثوب، ح: ٣٩٤ من حديث حماد بن سلمة به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ١٣٨ عن هشام بن عروة به، وقال: "حسن صحيح".

٣٦٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى يَعْني ابنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، عن سُفْيَانَ قال: حدثني ثابتٌ الْحَدَّادُ: حدثني عَدِيُّ بنُ دِينَارٍ قال: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ تقولُ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عن دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ في الثَّوْبِ؟ قال: «حُكِّيهِ بِضِلْعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

۳۶۳- حضرت ام قیس بنت محصن ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے خون حیض کے متعلق دریافت کیا جو کہ کپڑے کو لگ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’اسے کسی لکڑی سے اکھیڑ و پھر بیری کے پتے ملے پانی سے دھو ڈالو۔‘‘

فائدہ: خون حیض نجس ہے‘ اس کو اہتمام سے صاف کرنا چاہیے کہ کوئی ذرا سا اثر بھی باقی نہ رہے۔ سادہ پانی سے دھونا بھی کافی ہے‘ مگر بیری کے پتے ملا پانی مزید نظافت کے لیے ہے۔ جیسے کہ آج کل صابن سوڈے سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ کپڑے پر داغ باقی رہ جانے کا کوئی حرج نہیں۔

٣٦٤- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبي نَجِيحٍ، عن عَطَاءٍ، عن عَائِشَةَ قالت: قَدْ كَانَ يَكُونُ لِإِحْدَانَا الدِّرْعُ فِيهِ تَحِيضُ وَفِيهِ تُصِيبُهَا الْجَنَابَةُ ثُمَّ تَرَى فِيهِ قَطْرَةً مِنْ دَمٍ فَتَقْصَعُهُ بِرِيقِهَا.

۳۶۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ ہم ازواج رسول میں سے ہر ایک کے پاس ایک کرتا ہی ہوا کرتا تھا۔ اسی میں ایام حیض گزرتے‘ اسی میں جنابت ہوتی‘ پھر اگر اس میں خون کا قطرہ دیکھتی تو اسے لعاب لگا کر ملتی (اور اس کا ازالہ کر دیتی۔)

فائدہ: یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے‘ مگر معناً صحیح ہے۔

٣٦٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا ابنُ لَهِيعَةَ عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ، عن عِيسَى بنِ طَلْحَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ

۳۶۵- سیدنا ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ خولہ بنت یسار ؓ نبی ﷺ کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے اور مجھے

٣٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في ماجاء في دم الحيض يصيب الثوب، ح: ٦٢٨، والنسائي، ح: ٣٩٥ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٧، وابن حبان، ح: ٢٣٥.

٣٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ١٤ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * ابن أبي نجيح مدلس، وعنعن.

٣٦٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٠ عن قتيبة به، وابن لهيعة صرح بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٤٠٨، ورواه عنه عبدالله بن وهب وغيره، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ٢/ ٣٦٤.

خَوْلَةَ بِنْتَ يَسَارٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالتْ: يَارسولَ الله! إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قال: «إِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِيهِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ». فَقَالت: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُ؟ قال: «يَكْفِيكِ غَسْلُ الدَّمِ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ».

اس میں حیض آتا ہے' تو کیسے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم پاک ہوا کرو تو اسے دھولیا کرو اور اس میں نماز پڑھا کرو۔'' وہ کہنے لگیں کہ اگر اس سے خون (کا نشان) نہ نکلے تو؟ فرمایا: ''تمہیں خون کا دھوڈالنا کافی ہے۔ اس کے داغ اور نشان کا کوئی حرج نہیں۔''

(المعجم ١٣١) - باب الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ فِيهِ (التحفة ١٣٣)

باب:١٣١- جس کپڑے میں انسان اپنی اہلیہ سے صحبت کرے اس میں نماز پڑھنا......؟

٣٦٦- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن سُوَيْدِ بنِ قَيْسٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ حُدَيْجٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي في الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فقالت: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى.

٣٦٦- حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے اپنی ہمشیرہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس میں وہ صحبت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں' اگر اس میں کوئی نجاست نہ ہوتی۔

(المعجم ١٣٢) - باب الصَّلَاةِ فِي شُعُرِ النِّسَاءِ (التحفة ١٣٤)

باب:١٣٢- عورتوں کے کپڑوں میں نماز

٣٦٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبِي: حدثنا الأَشْعَثُ عن مُحَمَّدِ بنِ

٣٦٧- ام المومنین عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے کپڑوں یا لحافوں

٣٦٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب المني يصيب الثوب، ح: ٢٩٥ عن عيسى بن حماد به، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٤٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٧٦، وابن حبان، ح: ٢٣٧.

٣٦٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب: في كراهية الصلوٰة في لحف النساء، ح: ٦٠٠، والنسائي، ح: ٥٣٦٨ من حديث الأشعث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٢، ووافقه الذهبي، ويأتي: ٦٤٥.

سِيرِينَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائشةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ لا يُصَلِّي في شُعُرِنَا أَوْ لُحُفِنَا.

میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔(یعنی بالعموم)

قال عُبَيْدُالله: شَكَّ أَبِي.

عبیداللہ نے کہا: "شُعُرنا أو لُحُفِنَا" کے الفاظ میں میرے والد کوشک ہوا ہے۔

فائدہ: [شِعَار] وہ کپڑا ہوتا ہے جو بالخصوص جسم سے متصل ہو۔اور صحت نماز کے لیے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔اگر چادر، کمبل، لحاف یا دری وغیرہ ناپاک ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اعتماد ہو کہ کپڑا پاک ہے تو کوئی حرج نہیں۔امام صاحب نے "عورت کے کپڑوں" کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ محض جسم سے مُلَامَسَت (لگنے) کی وجہ سے کپڑا نجس نہیں ہوتا۔

٣٦٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامٍ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن عَائشةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي في مَلَاحِفِنَا.

٣٦٨-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے لحافوں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قال حَمَّادٌ: وَسَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ أَبِي صَدَقَةَ قال: سَأَلْتُ مُحمدًا عَنْهُ فَلَمْ يُحَدِّثْنِي وقال: سَمِعْتُهُ مُنْذُ زَمَانٍ، ولا أَدْرِي مِمَّنْ سَمِعْتُهُ، ولا أَدْرِي أَسَمِعْتُهُ مِنْ ثَبْتٍ أَوْ لَا، فَسَلُوا عَنْهُ.

حماد نے کہا: میں نے سعید بن ابی صدقہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن سیرین سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان نہیں کی۔اور کہا کہ میں نے اسے ایک مدت پہلے سنا تھا، معلوم نہیں کس سے سنا تھا، وہ ثقہ تھا یا نہیں۔تم دیگر علماء سے اس کی تحقیق کرلو۔

(المعجم ١٣٣) - باب الرُّخْصَةِ في ذَلِكَ (التحفة ١٣٥)

باب:١٣٣-اس میں رخصت کا بیان

٣٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ

٣٦٩-ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ

٣٦٨- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤١٠ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لانقطاعه، والحديث السابق شاهد له.

٣٦٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في الصلوٰة في ثوب الحائض، ح:٦٥٣ من ◀◀

سُفْيَانَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ يُحَدِّثُهُ عن مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ وَعَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ مِنْهُ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَيْهِ.

نبی ﷺ نے نماز پڑھی' آپ ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے جس کا کچھ حصہ آپ پر اور کچھ ان کی اہلیہ پر تھا اور وہ حیض سے تھیں آپ اس حالت میں نماز پڑھتے رہے کہ وہ آپ پر تھا۔

٣٧٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنا طَلْحَةُ بنُ يَحْيَى عن عُبَيْدِالله بنِ عُتْبَةَ، عن عَائشةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ لِي وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ.

٣٧٠-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے پاس بازو (پہلو) میں ہوتی اور حیض سے ہوتی' مجھ پر جو چادر یا کمبل ہوتا اس کا کچھ حصہ آپ بھی لیے ہوئے ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس باب اور پچھلے باب کی احادیث میں تعارض نہیں ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ آپ اکثر زوجات کے کپڑوں میں نماز نہ پڑھتے تھے' مگر کبھی کبھی پڑھ بھی لیا کرتے تھے جب کہ یقین ہوتا تھا کہ کپڑا پاک ہے۔ ② بیوی اگر مصلے کے قریب بیٹھی ہو' لیٹی ہو یا آگے سوئی ہوئی بھی ہو تو کوئی حرج نہیں' نماز جائز اور صحیح ہے۔ ③ یہ اور دیگر احادیث اشارہ کرتی ہیں کہ خیر القرون میں مسلمان مادّی اعتبار سے کشادہ دست نہ ہوتے تھے۔ میاں بیوی کے پاس ایک ہی کمبل ہوتا تھا مگر دینی اور عملی اعتبار سے وہ اس قدر ممتاز ہیں کہ پوری امت کے مقتدا ہیں۔

(المعجم ١٣٤) - باب الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٣٦)

باب:١٣٤- کپڑے کو اگر منی لگ جائے تو......؟

٣٧١- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ عن شُعْبَةَ، عن الْحَكَمِ، عن إِبراهِيمَ، عن

٣٧١-ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں (بطور مہمان) آئے ہوئے تھے کہ انہیں

◀◀ حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن خزيمة، ح:٧٦٨، وابن حبان، ح:٣٥٠، وأصله متفق عليه، البخاري، ح:٣٣٣، ومسلم، ح:٥١٣، وانظر الحديث الآتي: ٦٥٦.

٣٧٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح:٥١٤ من حديث وكيع به.

٣٧١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح:٢٨٨ من حديث إبراهيم النخعي به، وزاد الطحاوي في المعاني: ١/ ٥١ "ثم يصلي فيه"، وحديث الأعمش رواه مسلم.

هَمَّام بنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ عَائشةَ فَاحْتَلَمَ فَأَبْصَرَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشةَ وَهُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ، فأَخْبَرَتْ عَائشةَ، فقالت: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رسولِ الله ﷺ.

احتلام ہو گیا۔ وہ کپڑے سے احتلام کا نشان دھو رہے تھے یا کپڑا دھو رہے تھے کہ حضرت عائشہ کی لونڈی نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے جا کر حضرت عائشہ کو بتایا تو انہوں نے کہا: مجھے خوب یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اسے کھرچ ڈالا کرتی تھی۔

ورواهُ الأَعمَشُ كما رَوَاهُ الْحَكَمُ.

اس روایت کو اعمش نے بھی روایت کیا جیسے کہ حَکَم نے روایت کیا ہے۔

٣٧٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ [بن سَلَمَة] عن حَمَّادِ [بنِ أبي سليمان]، عن إِبراهِيمَ، عن الأَسْوَدِ أَنَّ عَائشةَ قالت: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رسولِ الله ﷺ فَيُصَلِّي فِيهِ.

٣٧٢- ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالا کرتی تھی اور پھر آپ اسی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَافَقَهُ مُغِيرَةُ وَأَبُو مَعْشَرٍ وَوَاصِلٌ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مغیرہ ابومعشر اور واصل نے حماد بن ابی سلیمان کی موافقت کی ہے۔

٣٧٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ ابنُ عُبَيْدِ بنِ حِسَابٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمُ يَعني ابنَ أَخْضَرَ، المَعْنَى وَالإِخْبَارُ في حديثِ سُلَيْمٍ قالا: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَيْمُونِ ابنِ مِهْرَانَ قال: سَمِعْتُ سُلَيْمانَ بنَ يَسَارٍ يقولُ: سَمِعْتُ عَائشةَ تَقُولُ: إِنَّهَا كَانَتْ

٣٧٣- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر میں دیکھتی کہ کپڑے پر (دھونے کے) نشان نمایاں ہوتے۔

٣٧٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢٥، ١٣٦، ٢١٣ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ٢٨٨ من حديث إبراهيم النخعي به.

٣٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل ما يصيب من المرأة، ح: ٢٢٩، ومسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ٢٨٩ من حديث عمرو بن ميمون به.

تَغْسِلُ الْمَنِيَّ من ثَوْبِ رسولِ الله ﷺ.

قالت: ثُمَّ أَرَىٰ فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا.

فوائد ومسائل: ① مرد کا مادہ منویہ اگر گاڑھا ہو تو اس کے جرم کا ازالہ کر دینا لازمی ہے۔ گیلا ہو تو کسی تنکے وغیرہ سے' خشک ہو تو مسلنے یا اکھیڑنے سے دور کر دیا جائے یا اسے دھویا بھی جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں عمل ثابت ہیں۔ لیکن اگر رقیق ہو تو دھو لینا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کہیں کوئی ویسا حکم نہیں دیا جیسے کہ عورتوں کو خون حیض کے بارے میں ہدایات دیں۔ ② حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ منی بلغم کی مانند ہے' اسے دور کرو' خواہ گھاس کے تنکے سے ہو۔ ③ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف آلودہ حصے کو دھو لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ باقی کپڑا پاک رہتا ہے۔

(المعجم ١٣٥) - بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٣٧)

باب: ١٣٥- بچہ اگر کپڑے پر پیشاب کر دے تو......؟

٣٧٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بن عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ، عن أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رسولِ الله ﷺ فَأَجْلَسَهُ رسولُ الله ﷺ في حَجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

٣٧٤- حضرت ام قیس بنت محصن ؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے ایک چھوٹے بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں۔ اس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا تھا۔ آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا' پس اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

٣٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ وَالرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن سِمَاكٍ، عن قَابُوسَ، عن لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قالت:

٣٧٥- سیدہ لبابہ بنت حارث ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسین بن علی ؓ رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے کہ پیشاب کر دیا تو میں نے کہا کہ آپ دوسرا کپڑا پہن لیں اور یہ چادر مجھے دے دیں کہ اسے دھو دوں۔

٣٧٤- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب بول الصبيان، ح: ٢٢٣ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (يحيى): ١/ ٦٤ (والقعنبي، ص: ٩٨، ٩٩)، ورواه مسلم، ح: ٢٨٧ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٣٧٥- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ٥٢٢ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٢، والحاكم: ١/ ١٦٦، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق عند البيهقي: ٢/ ٤١٥ وغيره.

كَانَ الْحُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ في حِجْرِ رسولِ الله ﷺ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: الْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِي إِزَارَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ. قال: «إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَىٰ وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ».

آپ نے فرمایا: ''صرف لڑکی کا پیشاب ہی دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

فائدہ: ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق اور تواضع کا بیان ہے۔ آپ بچوں سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ اور دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹے مار دینے کافی ہیں۔ تاہم لڑکی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

٣٧٦- حَدَّثَنا مُجَاهِدُ بنُ مُوسَى وعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنِي مُحِلُّ بنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قال: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قال: «وَلِّنِي قَفَاكَ». قالَ فأُوَلِّيهِ قَفَاي فَأَسْتُرُهُ بِهِ، فَأُتِيَ بِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَجِئْتُ أَغْسِلُهُ، فقال: «يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ».

٣٧٦- حضرت ابو سمح ؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپ جب غسل کرنا چاہتے تو مجھے فرماتے: ''میری طرف اپنی گدی (پشت) کر لو۔'' تو میں آپ کی طرف گدی کر کے کھڑا ہو جاتا اور آپ کو اس طرح پردہ کرتا۔ (ایک بار) حضرت حسن یا حسین ؓ کو لایا گیا تو انہوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا۔ میں اسے دھونے آیا تو آپ نے فرمایا: ''لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

قال عَبَّاسٌ: حدثنا يَحْيَى بنُ الْوَلِيدِ.

عباس (بن عبدالعظیم) نے اپنی سند میں (حَدَّثَنِی مفرد کے صیغے کے بجائے) حَدَّثَنَا یحییٰ بن الولید ذکر کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ أَبُو الزَّعْرَاءِ قال هَارُونُ بنُ تَمِيمٍ عن الْحَسَنِ قال:

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں' اور وہ ابوالزعراء ہے اور ہارون بن تمیم نے جناب حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ

٣٧٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الاستتار عند الاغتسال، ح: ٢٢٥، وابن ماجه، ح: ٥٢٦ عن مجاهد بن موسى به، مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٣، والحاكم: ١/ ١٦٦، ووافقه الذهبي.

الأَبْوَالُ كُلُّهَا سَوَاءٌ.

پیشاب سب برابر ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ فرمان کے مقابلے میں کسی بھی امتی کا قول وفتویٰ قابل قبول نہیں ہوسکتا لہٰذا لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے۔

٣٧٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيى عن ابن أَبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن أَبي حَرْبِ بنِ أَبي الأَسْوَدِ، عن أَبيهِ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ.

۳۷۷- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔

٣٧٨- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبي عن قَتَادَةَ، عن أَبي حَرْبِ بنِ أَبي الأَسْوَدِ، عن أَبيهِ، عن عَلِيِّ بنِ أَبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قال: فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ مَا لَمْ يَطْعَمْ - زَادَ: قال قَتَادَةُ: هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا الطَّعَامَ فإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا

۳۷۸- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے، مگر اس میں: ''جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو'' کا بیان نہیں ہے، مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ قتادہ نے کہا: یہ حکم اس وقت تک ہے جب کہ وہ دونوں (لڑکا، لڑکی) کھانا نہ کھاتے ہوں۔ جب کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔

٣٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ أَبي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن يُونُسَ، عن الْحَسَنِ، عن أُمِّهِ قالت: إِنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلَمَةَ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى بَوْلِ

۳۷۹- جناب حسن بصری اپنی والدہ سے راوی ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارتیں جب تک کہ وہ کھانا نہ کھاتا، جب کھانا کھانے لگتا تو اس کو دھوتی

٣٧٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤١٥ من حديث أبي داود به، ورواه الترمذي، ح: ٦١٠، وابن ماجه، ح: ٥٢٥ من حديث قتادة به، وانظر الحديث الآتي، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٧٨- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما ذكر في نضح بول الغلام الرضيع، ح: ٦١٠، وابن ماجه، ح: ٥٢٥ من حديث معاذ بن هشام به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٤، وابن حبان، ح: ٢٤٧، والحاكم: ١/ ١٦٥، ووافقه الذهبي.

٣٧٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤١٦ من حديث أبي داود به، وقال: "صحيح"، وصححه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ٣٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * الحسن البصري، مدلس، وعنعن.

الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ، وكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ.

تھیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھوتی تھیں۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے۔ کیونکہ صحیح روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

(المعجم ١٣٦) - باب الْأَرْضِ يُصِيبُهَا الْبَوْلُ (التحفة ١٣٨)

باب: ١٣٦- زمین پر پیشاب پڑے تو......؟

٣٨٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَابنُ عَبْدَةَ في آخَرِينَ وهذا لَفْظُ ابْنِ عَبْدَةَ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أعْرَابِيًّا دَخَلَ المَسْجِدَ ورسولُ الله ﷺ جَالِسٌ فَصَلَّى - قال ابنُ عَبْدَةَ - رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ قال: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا» ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ في نَاحِيَةِ المَسْجِدِ، فَأَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَنَهَاهم النَّبِيُّ ﷺ وقال: «إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ، صُبُّوا عَلَيْهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ»، أَوْ قال: «ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ».

٣٨٠- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) مسجد میں آیا' رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے' اس نے آ کر نماز پڑھی۔ ابن عبدہ نے کہا کہ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر یہ دعا کی: [اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ......] ''اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر۔'' اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو وسیع اور کشادہ کو تنگ کر دیا ہے۔'' (یعنی اللہ کی رحمت کو۔) پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ وہ مسجد کے کونے میں پیشاب کرنے لگا' لوگ جلدی سے اس کی طرف بڑھے' مگر آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا: ''تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو دشواری والے نہیں۔ اس (پیشاب) پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو۔'' راوی کو شک ہے کہ [سَجْلًا مِّنْ مَاءٍ] کے لفظ ادا کیے یا [ذَنُوْبًا مِّنْ مَاءٍ] کے۔ (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① زمین اور دیگر جمادات (پتھر' شیشہ اور لکڑی وغیرہ) پر نجاست لگ جائے تو اس کا عین دور کر دینا اور پیشاب کی صورت میں پانی بہا دینا کافی ہوتا ہے۔ مٹی کھرچنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ② صحابہ کرام میں تحیۃ المسجد پڑھنے کا معمول تھا۔ ③ دعا ہمیشہ جامع اور وسعت کی حامل ہونی چاہیے۔ ④ جاہل لوگوں کے ساتھ معاملہ بالعموم اور بالخصوص دین کی تعلیم میں ہمدردی کا ہونا چاہیے۔

٣٨٠_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في البول يصيب الأرض، ح: ١٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه الحميدي، ح: ٩٤٤، وصححه ابن الجارود، ح: ١٤١، وابن خزيمة، ح: ٢٩٨ * صرح الزهري بالسماع، ورواه البخاري، ح: ٦٠١، انظر الحديث الآتي برقم: ٨٨٢.

٣٨١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ يعْنِي ابنَ حَازِمٍ، قال: سَمِعْتُ عَبْدَ المَلِكِ يَعْني ابنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عن عَبْدِ الله بنِ مَعْقِلِ بنِ مُقَرِّنٍ قال: صَلَّى أَعْرَابِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ. قال فيهِ: وقال - يَعني النَّبِيَّ ﷺ: «خُذُوا مَا بَالَ عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ فَأَلْقُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى مَكَانِهِ مَاءً».

۳۸۱- جناب عبداللہ بن معقل بن مقرن رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ اس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے اسے کھرچ دو اور پانی بہادو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هُوَ مُرْسَلٌ. ابنُ مَعْقِلٍ لم يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی تابعی نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔) اور عبداللہ بن معقل نے نبی ﷺ کو نہیں پایا ہے۔

(المعجم ١٣٧) - بَابٌ: فِي طُهُورِ الأَرْضِ إِذَا يَبِسَتْ (التحفة ١٣٩)

باب: ۱۳۷- یہ بیان کہ زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی ہے

٣٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، حَدَّثَني حَمْزَةُ بنُ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: قال ابنُ عُمَرَ: كُنْتُ أَبِيتُ فِي المَسْجِدِ في عَهْدِ رسولِ الله ﷺ وكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا وكانَتِ الكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ في المَسْجِدِ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ.

۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میری بھرپور جوانی کے دن تھے اور ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب بھی کر دیتے تھے مگر وہ لوگ (یعنی صحابۂ کرام) اس پر کوئی پانی نہ چھڑکتے تھے۔

٣٨١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٣٢، ح: ٤٧٣، والبيهقي: ٢/ ٤٢٨ من حديث أبي داود به، وهو في المراسيل لأبي داود، ح: ٣، وللحديث شواهد كثيرة ضعيفة كلها، انظر التلخيص الحبير: ١/ ٣٧، ح: ٣٢.

٣٨٢- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا، ح: ١٧٤ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

فوائد ومسائل: ① مسجد عبادت گاہ ہے اس کا مسلمانوں کے رفاہی امور میں استعمال جائز ہے' مگر لازم ہے کہ اس کے آداب کا خاص خیال اور اہتمام کیا جائے۔ ② جب زمین خشک ہو جائے اور نجاست ظاہر نہ ہو تو زمین پاک شمار ہوتی ہے۔ ③ نوجوانوں کو مسجد میں سونے سے اس وجہ سے روکنا کہ انہیں احتلام ہو جاتا ہے' شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(المعجم . . .) - باب الْأَذَى يُصِيبُ الذَّيْلَ (التحفة ١٤٠)

باب:......(اگر راہ چلتے ہوئے) پلو میں نجاست لگ جائے تو......؟

٣٨٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ: عن مُحمَّدِ بنِ عُمَارَةَ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أُمِّ وَلَدٍ لِإبْراهِيمَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبيِّ ﷺ فقالت: إنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي المَكَانِ الْقَذِرِ. فقالت أُمُّ سَلَمَةَ قال رسولُ الله ﷺ: «يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ».

٣٨٣- ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ایک ام ولد حضرت ام سلمہ ؓ ام المومنین سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے دریافت کیا کہ میں ایسی عورت ہوں کہ اپنی چادر کو لمبا رکھتی ہوں اور (کبھی) راہ چلتے ہوئے نجس جگہ سے بھی گزر ہوتا ہے (اور چادر کا پلو اس پر سے ہو کر گزرتا ہے) تو ام سلمہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعد والی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر نجاست غلیظہ کا اثر پاک مٹی سے گھسٹنے سے زائل ہو جائے تو یہ کپڑا پاک شمار ہوگا۔ اگر زائل نہ ہو تو دھو لیا جائے۔ ② خیر القرون میں خواتین کے پردے کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے پاؤں ڈھانپنے کا بھی اہتمام کرتی تھیں' نیز انہیں طہارت کا ازحد خیال رہتا تھا کہ اس طرح کے مسائل تفصیل سے دریافت کیا کرتی تھیں۔

٣٨٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قالا: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عِيسَى عن مُوسَى بنِ عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ، عن امْرَأَةٍ مِنْ

٣٨٤- موسیٰ بن عبداللہ بن یزید بنو عبدالاشہل کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارا مسجد میں جانے کا راستہ گندہ ہے' جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کریں؟

٣٨٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الوضوء من الموطىء، ح: ١٤٣، وابن ماجه، ح: ٥٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤ (والقعنبي، ص: ٤٧، ٤٨)، ورواه عبدالله بن إدريس عن محمد بن عمارة به، وابن الجارود، ح: ١٤٢، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

٣٨٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الأرض يطهر بعضها بعضًا، ح: ٥٣٣ من حديث عبدالله بن عيسٰى، وأحمد: ٦/ ٤٣٥ من حديث زهير به.

بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ قالت: قُلْتُ: يَارسولَ الله! إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى المَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قال: «أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟» قالت: قُلْتُ: بَلَى. قال: «فَهَذِهِ بِهَذِهِ».

آپ نے فرمایا: ''کیا اس (نجس) جگہ کے بعد پاک جگہ نہیں آتی؟'' میں نے کہا کہ ہاں (آتی ہے۔) آپ نے فرمایا: ''تو یہ اس کے بدلے ہے۔''

فائدہ: کسی نجس جگہ سے گزرتے ہوئے پاؤں، جوتا یا کپڑا اس پر سے گزر جائے اور بعد ازاں خشک مٹی پر سے گزر ہو تو اسے پاک سمجھا جائے۔ لیکن اگر نجاست سائلہ یعنی بہنے والی (پیشاب) کے چھینٹے پڑے ہوں تو دھونا ہوگا۔ البتہ جوتا رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (درج ذیل باب ملاحظہ ہو)

(المعجم . . .) - باب الأَذَى يُصِيبُ النَّعْلَ (التحفة ١٤١)

باب: جوتے کو نجاست لگ جائے تو......؟

٣٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو المُغِيرَة؛ ح: وحدثنا عَبَّاسُ بنُ الْوَلِيدِ ابنِ مَزْيَدَ: أخبرني أَبي؛ ح: وحدثنا مَحْمُودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عن الأَوْزَاعِيِّ المَعْنَى قال: أُنْبِئْتُ أَنَّ سَعِيدَ بنَ أَبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيَّ حَدَّثَ عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا وَطِىءَ أَحَدُكُم بِنَعْلِهِ الأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ».

٣٨٥- جناب سعید بن ابی سعید مقبری نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔''

٣٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ يَعْنِي الصَّنْعَانِيَّ،

٣٨٦- جناب سعید بن ابی سعید اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے، انہوں نے نبی ﷺ

٣٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٦ من حديث عباس بن الوليد بن مزيد به * الأوزاعي لم يسمعه من سعيد المقبري، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٦ من حديث محمد بن كثير الصنعاني به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٢، وابن حبان، ح: ٢٤٨، وانظر الحديث السابق.

عن الْأَوْزاعِيِّ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: «إِذَا وَطِئَ الأَذَى بِخُفَّيْهِ فَطَهُورُهُمَا التُّرَابُ».

سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس روایت میں ہے: ”جب کوئی اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔“

فائدہ: جوتے اور چمڑے کے موزے کو غلاظت لگ جائے‘ خواہ وہ سیال بھی ہو تو پاک مٹی پر اسے رگڑنا اس کے لیے پاکیزگی ہے‘ بشرطیکہ بظاہر اس پر کوئی اثر باقی نہ ہو۔

٣٨٧- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ عَائِذٍ: حَدَّثَني يَحْيَى يَعني ابنَ حَمْزَةَ، عن الْأَوْزَاعِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ الْوَلِيدِ، أخبرني أيضًا سَعِيدُ ابنُ أَبي سَعِيدٍ عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن عَائِشَةَ عن رسولِ الله ﷺ بِمَعْنَاهُ.

٣٨٧- جناب سعید بن ابی سعید‘ قعقاع بن حکیم سے وہ حضرت عائشہ ؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

فائدہ: ٣٨٥‘ ٣٨٦ اور ٣٨٧‘ تینوں روایات سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ لیکن معناً صحیح ہیں۔ جیسا کہ اس سے ماقبل حدیث کے فوائد میں بیان کیا گیا ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی ؒ نے مذکورہ تینوں روایات کی تصحیح کی ہے۔

(المعجم ١٣٨) - باب الْإِعَادَةِ مِنَ النَّجَاسَةِ تَكُونُ فِي الثَّوْبِ (التحفة ١٤٢)

باب: ١٣٨- نجاست لگے کپڑے کی وجہ سے نماز کے اعادہ کا مسئلہ

٣٨٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَتْنا أُمُّ يُونُسَ بِنْتُ شَدَّادٍ قالت: حَدَّثَتْنِي حَمَاتِي أُمُّ جَحْدَرٍ الْعَامِرِيَّةُ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عن دَم

٣٨٨- ام یونس بنت شداد کہتی ہیں کہ مجھ سے میری نند ام جحدر عامریہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے حیض کے خون کے متعلق پوچھا جو کپڑے کو لگ جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی‘ ہم پر ہمارا کپڑا تھا‘ اس کے اوپر ہم نے ایک

٣٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٣٠ من حديث أبي داود به * القعقاع لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، وانظر الحديثين السابقين، وحديث أبي داود(٦٥٠) يغني عنه.

٣٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٠٤ من حديث أبي داود به * أم يونس وأم جحدر لا يعرف حالهما، انظر تقريب التهذيب وغيره لمزيد التحقيق.

الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ. فقالت: كُنْتُ مَعَ رسولِ الله ﷺ وَعَلَيْنَا شِعَارُنَا وَقَدْ أَلْقَيْنَا فَوْقَهُ كِسَاءً، فَلَمَّا أَصْبَحَ رسولُ الله ﷺ أَخَذَ الْكِسَاءَ فَلَبِسَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ جَلَسَ. فقال رَجُلٌ: يَارسولَ الله! هَذِهِ لُمْعَةٌ مِنْ دَمٍ. فَقَبَضَ رسولُ الله ﷺ عَلَى مَا يَلِيهَا، فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ مَصْرُورَةً فِي يَدِ الْغُلَامِ فقال: «اغْسِلِي هَذِهِ. وَأَجِفِّيهَا وَأَرْسِلِي بِهَا إِلَيَّ»، فَدَعَوْتُ بِقَصْعَتِي فَغَسَلْتُهَا ثُمَّ أَجْفَفْتُهَا فأَحَرْتُهَا إِلَيْهِ. فَجَاءَ رسولُ الله ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهِيَ عَلَيْهِ.

اونی چادر ڈالی ہوئی تھی' جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اوپر والی چادر اوڑھ لی اور نماز کے لیے تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھی' پھر بیٹھ رہے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خون کا داغ ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے چادر کے اس حصے کو جس پر داغ تھا پکڑ لیا' اور ایک غلام کو دے کر میرے پاس بھیجا اور فرمایا: ''اسے دھو کر خشک کرو اور میرے پاس واپس بھیج دو۔'' چنانچہ میں نے اپنا پیالہ منگوایا' اس چادر کو دھویا اور خشک کر کے آپ کے پاس واپس بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپ وہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے' لیکن معناً صحیح ہے۔ یعنی انسان نے لاعلمی میں نجس کپڑے میں نماز پڑھ لی ہو تو معاف ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے کہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے اثنائے نماز میں اپنے جوتے اتار دیے اور اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتدا میں اسی طرح کیا۔ بعد از نماز آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار دیے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا ہے تو ہم نے بھی اتار دیے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نے بتایا کہ اس میں نجاست ہے۔'' (صحیح ابو داود' حدیث: ۶۰۵) معلوم ہوا کہ نجس کپڑے یا جوتے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی' مگر لاعلمی میں جو پڑھ لی گئی ہو وہ درست ہے۔ اس کا اعادہ ضروری نہیں!

(المعجم ١٣٩) - بَابُ الْبُزَاقِ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۳۹- کپڑے کو تھوک لگ جائے تو......؟

٣٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَبِي نَضْرَةَ قال: بَزَقَ رسولُ الله ﷺ في

۳۸۹- جناب ابونضرہ رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوکا اور پھر اسے اس میں مسل دیا۔ (یہ روایت مرسل ہے)

٣٨٩ـ تخريج: [صحيح] الحديث مرسل، وله طريق آخر متصل عند أحمد: ٣/ ٤٣، وسنده صحيح * حماد هو ابن سلمة.

ثَوْبِهِ وَحَكَّ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ .

٣٩٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ .

٣٩٠- حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

فائدہ: ① انسان کا تھوک پاک ہے۔ اسی طرح بلغمی مادہ اور ناک کی آلائش بھی پاک ہے۔ لیکن کپڑے پر ظاہر لگی نظر آتی ہو تو بری لگتی ہے۔ اس لیے نظافت کے طور پر صاف کر لینی چاہیے۔ حالت نماز میں تھوکنے کی ضرورت محسوس ہو یا ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) میں تھوک کر اس کپڑے کو مسل دے۔ تھوک اور بلغم وغیرہ کو منہ کے اندر ہی اندر رکھ کر نماز ختم ہونے کا انتظار نہ کرتا رہے کہ اس طرح نماز کے خشوع خضوع میں خلل واقع ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

٣٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب البصاق والمخاط ونحوه في الثوب، ح: ٢٤١ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع.

نماز کی اہمیت وفضیلت

[صلاۃ] ''نماز'' مسلمانوں کے ہاں اللہ عزوجل کی عبادت کا ایک مخصوص انداز ہے۔اس میں قیام' رکوع' سجدہ اورتشہد میں متعین ذکراور دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔اس کی ابتدا کلمہ ''اللہ اکبر'' سے اورانتہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' سے ہوتی ہے۔تمام امتوں میں اللہ کی عبادت کے جوطور طریقے رائج تھے یا ابھی تک موجود ہیں' ان سب میں سے ہم مسلمانوں کی نماز' انتہائی عمدہ' خوبصورت اور کامل عبادت ہے۔ بندے کی بندگی کا عجز اوررب ذوالجلال کی عظمت کا جواظہاراس طریق عبادت میں ہے' کسی اور میں دکھائی نہیں دیتا۔اسلام میں بھی اس کے مقابلے کی اورکوئی عبادت نہیں ہے۔یہ ایک ایسا ستون ہے جس پر دین کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے' اگر یہ گر جائے تو پوری عمارت گر جاتی ہے۔سب سے پہلے اسی عبادت کا حکم دیا گیا اورشب معراج میں اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو بلاواسطہ براہ راست خطاب سے اس کا حکم دیا' اور پھر جبریل امین نے نبیٔ کریم ﷺ کی دو بار امامت کرائی اوراس کی تمام تر جزئیات سے آپ کو عملاً آگاہ فرمایا اور آپ نے بھی جس تفصیل سے نماز کے احکام وآداب بیان کیے ہیں کسی اور عبادت کے اس طرح بیان نہیں کیے۔قیامت کے روز بھی سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔جس کی نماز درست اور صحیح نکلی' اس کے باقی اعمال بھی صحیح ہو جائیں گے اوراگر یہی خراب نکلی تو باقی اعمال بھی برباد

ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ساری زندگی نماز کی تعلیم وتاکید فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ دنیا سے کوچ کے آخری لمحات میں بھی ''نماز' نماز'' کی وصیت آپ کی زبانِ مبارک پر تھی۔ آپ نے امت کو متنبہ فرمایا کہ اسلام ایک ایک کڑی کر کے ٹوٹتا اور کھلتا چلا جائے گا' جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری میں مبتلا ہو جائیں گے اور سب سے آخر میں نماز بھی چھوٹ جائے گی۔ (موارد الظمآن: ۴۰۱/۱' حدیث :۲۵۷ الی زوائد ابن حبان)

قرآن مجید کی سیکڑوں آیات اس کی فرضیت اور اہمیت بیان کرتی ہیں۔ سفر' حضر' صحت' مرض' امن اور خوف' ہر حال میں نماز فرض ہے اور اس کے آداب بیان کیے گئے ہیں۔ نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے متعلق قرآن مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

امام ابوداود ؒ نے اس کتاب میں نماز کے مسائل بڑی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢) - كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ٢)

نماز کے احکام ومسائل

(المعجم ١) [- باب فَرْضِ الصَّلَاةِ] (التحفة ١)

٣٩١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَمِّهِ أَبي سُهَيْلِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بنَ عُبَيْدِالله يقولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رسولِ الله ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا فإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عن الإِسْلَامِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ في الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». قال: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قال: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». - قال: - وَذَكَرَ لَهُ رسولُ الله ﷺ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ. قال: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قال: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». قال: - وَذَكَرَ لَهُ رسولُ الله ﷺ الصَّدَقَةَ. قال: فَهَلْ

باب:۱- نماز کی فرضیت کا بیان

۳۹۱- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل نجد میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جا رہی تھی مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے حتیٰ کہ (نبی ﷺ کے) قریب آ گیا تو وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔“ کہنے لگا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں الا یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے۔“ راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے رمضان کے روزوں کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں الا یہ کہ تو نفل رکھنا چاہے۔“ راوی نے کہا: اور آپ نے اس کو صدقہ (زکوٰۃ) کا بھی بتایا تو اس نے

٣٩١_ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب الزكاة من الإسلام، ح:٤٦، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح:١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ١٧٥ (والقعنبي، ص:١٠٨، ١٠٩).

عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قال: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ! لا أَزِيدُ عَلَى هَذَا ولا أَنْقُصُ. فقال رسولُ الله ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ».

کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' ہاں اگر تو نفل دینا چاہے۔'' چنانچہ وہ آدمی واپس ہوا اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کامیاب ہوا اگر ثابت قدم رہا۔''

فائدہ: اسلام حجاز کے ماحول میں شروع ہوا تو اجنبی اور نامانوس تھا' مگر جب اس کی حقانیت کا چرچا ہو گیا تو دشت وجبل کے باسیوں کے افکار بھی تبدیل ہو گئے۔ ان پر دنیا کے مال ومنال کی بجائے اللہ کے ساتھ تعلق' دین کی استواری اور آخرت کا فکر غالب آ گیا۔ اس سائل کی فطری سادگی نے اسے سمجھایا کہ حق کا راستہ صاف اور مختصر ہے۔ اس سوال وجواب سے معلوم ہوا کہ سنتیں' وتر' تحیۃ المسجد اور نماز عید وغیرہ بنیادی طور پر نوافل ہی ہیں' مگر بقول علامہ سندھی سنتوں کے ترک کو اپنی عادت بنا لینا دین میں بہت بڑا نقص اور خسارہ ہے۔ یہ لوگ چونکہ جدید الاسلام تھے' اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اسی قدر پر کفایت فرمائی تا کہ دین ان کے لیے بوجھ نہ بنے اور یہ بددل نہ ہو جائیں' مگر جب ان کے سینے کھل گئے تو اجر وثواب کے از حد حریص بن گئے اور نوافل پر عمل ان کے لیے بہت ہی آسان ہو گیا۔ اس لیے ایک مسلمان کو فرائض کے ساتھ نوافل سے ہرگز دل نہیں چرانا چاہیے۔

٣٩٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عن أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بنِ مَالِكِ بنِ أَبِي عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الحَدِيثِ قال: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ، وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

٣٩٢- جناب ابو سہل نافع بن مالک بن ابی عامر کی سند سے یہی حدیث مروی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''کامیاب ہوا' قسم اس کے باپ کی' اگر سچا ہوا۔ اور جنت میں داخل ہوا' قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہوا۔''

فائدہ: اس میں نبی ﷺ نے غیر اللہ کی قسم کھائی' حالانکہ آپ نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے' اس کی بابت علماء نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ممانعت سے پہلے کا ہے یا پھر اس کی حیثیت یمین لغو (بغیر قصد کے عادت کے طور پر قسم کھانے) کی ہے جو قرآن کریم کی آیت ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ﴾ (البقرة:٢/٢٢٥) ''اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا۔'' کی رُو سے معاف ہے۔ تاہم یہ عادت اچھی نہیں ہے' اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں میں جہالت اور مشرکانہ عقیدے عام ہیں' ایسے ماحول میں غیر اللہ کی قسم کھانے سے سختی کے ساتھ رکنے اور دوسروں کو روکنے کی شدید ضرورت ہے تا کہ لوگ شرک سے بچ سکیں۔

٣٩٢- تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب وجوب صوم رمضان، ح:١٨٩١، مختصرًا، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح:١١ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وانظر الحديث السابق.

ویسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت میں الفاظ [وَأَبِيهِ] "قسم ہے اس کے باپ کی۔" کو شاذ قرار دیا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْمَوَاقِيتِ (التحفة ٢)

باب:٢-اوقاتِ نماز کے احکام ومسائل

٣٩٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيى عن سُفْيَانَ، حَدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ فُلَانِ بنِ أَبي رَبِيعَةَ - قال أَبو دَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بنِ أَبي رَبِيعَةَ - عن حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَمَّني جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشمس، وكانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلَّى بِيَ العَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي - يَعني المَغْرِبَ - حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ، وَصَلَّى بِيَ المَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِيَ الفَجْرَ فأَسْفَرَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فقال: يامُحَمَّدُ! هٰذَا وَقْتُ الأَنْبياءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ».

٣٩٣- جناب نافع بن جبیر بن مطعم حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس میری دو بار امامت کرائی۔ (پہلی بار) مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جبکہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمے کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق (سرخی) افق میں غائب ہو گئی اور فجر کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ اس کے مثل تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ دو مثل تھا اور مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور خوب سفیدی کی۔ پھر (جبریل علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے محمد! آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔ اور (نماز کے) اوقات ان دونوں (وقتوں) کے مابین ہیں۔"

٣٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلوة عن النبي ﷺ، ح: ١٤٩ من حديث ابن أبي ربيعة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٢٥، وابن الجارود، ح: ١٤٩، ١٥٠، والحاكم: ١/ ١٩٣ وغيرهم.

فوائد ومسائل: ① نماز ان عبادات میں سے ہے کہ جبرائیل نے محض زبانی القاء کرنے کی بجائے عملی تربیت سے آپ کو تمام جزئیات سے آگاہ فرمایا۔ ② ظہر کے وقت میں سایہ ''تسمے کے برابر تھا۔'' اس سے اصلی سایہ کا اعتبار کرنے کی دلیل ملتی ہے۔ ③ عصر کا وقت ایک مثل کے بعد سے شروع ہوتا اور دو مثل پر ختم ہو جاتا ہے۔ ④ اس حدیث میں مغرب کا وقت ایک ہی بیان ہوا ہے۔ دوسری احادیث کی روشنی میں اس میں غروب شفق تک توسع ہے۔ ⑤ ان اوقات کو فقہی اصطلاح میں ''اوقات ادا'' کہا جاتا ہے۔ باقی ''اوقات قضا'' کہلاتے ہیں۔ ⑥ ''آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔'' کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے لیے بھی اسی طرح اوقات متعین کیے گئے تھے نہ کہ ان پر پانچ نمازیں فرض تھیں۔ واللہ اعلم. اس سے نماز کے اوّل وقت اور آخری وقت کی تحدید وتعیین ہو جاتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ان دونوں اوقات میں ادا کی گئی نماز صحیح ہے اور اسی طرح دونوں اوقات کے درمیان کا وقت بھی نماز کا وقت ہے' یوں ہر نماز کے لیے تین اوقات کا اثبات ہوا۔ لیکن ان میں افضل وقت کون سا ہے؟ وہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اوّل وقت ہے سوائے نمازِ عشاء کے' کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے' نبی ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔
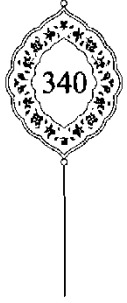
٣٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ ابنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ ابنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى المِنْبَرِ، فأَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا، فقال لهُ عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ: أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَخْبَرَ مُحَمَّدًا ﷺ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ. فقال لهُ عُمَرُ: اعْلَمْ مَا تَقُولُ. فقال عُرْوَةُ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بنَ أَبِي مَسْعُودٍ يقولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيَّ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «نَزَلَ

٣٩٤- حضرت عمر بن عبدالعزیز منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور نماز عصر میں انہوں نے کچھ تاخیر کر دی تو عروہ بن زبیر نے ان سے کہا: یاد رہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کو نمازوں کے اوقات کی خبر دی ہے۔ تو عمر (بن عبدالعزیز) نے ان سے کہا: اپنی بات پر ذرا غور کیجیے! تو عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا ہے' وہ کہہ رہے تھے میں نے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے نماز کے اوقات کی اطلاع دی اور میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی' پھر پڑھی' پھر پڑھی' پھر پڑھی' پھر پڑھی۔

٣٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٥١، ٢٥٢ من حديث أسامة بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٥٢، وابن حبان، ح: ٢٧٩، والحاكم: ١/ ١٩٢، ١٩٣ وغيرهم، وروى البيهقي وغيره عن عائشة قالت: "ما صلى رسول الله ﷺ الصلٰوة لوقتها الآخر حتىٰ قبضه الله"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٩٠، ووافقه الذهبي.

جِبْرِيلُ فأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاة، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، فَرَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَرُبَّمَا أَخَّرَها حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ والشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ، قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ، فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيأْتِي ذَا الْحُلَيفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي المَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ، ويُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ الأُفُقُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسَ حَتَّى مَاتَ، ولم يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ.

آپ یہ بیان کرتے ہوئے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازوں کو شمار بھی کر رہے تھے۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز ظہر پڑھتے تھے جبکہ سورج ڈھل جاتا تھا اور سخت گرمی کے وقت کبھی مؤخر بھی کر لیتے تھے۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے جبکہ سورج اونچا اور سفید ہوتا تھا' زردی آنے سے پہلے پہلے۔ آدمی نماز پڑھ کے نکلتا اور غروب سے پہلے پہلے ذوالحلیفہ مقام تک پہنچ جاتا تھا۔ اور مغرب کی نماز پڑھتے جس وقت کہ سورج غروب ہو جاتا اور عشاء پڑھتے جبکہ افق مغرب سیاہ ہو جاتا اور کبھی مؤخر بھی کر دیتے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو جاتے اور فجر کی نماز آپ نے ایک بار اندھیرے میں پڑھی اور ایک دفعہ پڑھی تو روشن کر دی مگر اس کے بعد آپ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی اور کبھی روشن نہ کی۔''

قال أبو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ عن الزُّهْرِيِّ مَعْمَرٌ، وَمَالِكٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَشُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ، وَاللَّيْثُ ابنُ سَعْدٍ، وَغَيْرُهُمْ، لَمْ يَذْكروا الْوَقْتَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ وَلَمْ يُفَسِّرُوهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو زہری سے معمر' مالک' ابن عیینہ' شعیب بن ابی حمزہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے مگر اس میں وہ وقت ذکر نہیں کیا جس میں کہ آپ نے نماز پڑھی اور نہ ان لوگوں نے اس طرح تفصیل بیان کی ہے۔

وكَذَلِكَ أَيْضًا رَوَى هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ وَحَبِيبُ بنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عن عُرْوَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ وَأَصْحَابِهِ، إِلَّا أَنَّ حَبِيبًا لَمْ يَذْكُرْ بَشِيرًا.

اور ایسے ہی ہشام بن عروہ اور حبیب بن ابی مرزوق نے عروہ سے معمر اور اس کے ساتھیوں کی مانند روایت کیا ہے مگر حبیب نے بشیر کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

وَرَوَى وَهْبُ بنُ كَيْسَانَ عن جَابِرٍ

اور وہب بن کیسان نے جابر ؓ سے انہوں نے

عن النَّبِيِّ ﷺ وَقْتَ المَغْرِبِ «قال: ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ - يَعْنِي مِنَ الْغَدِ - وَقْتًا وَاحِدًا».

نبی ﷺ سے مغرب کا وقت روایت کیا ہے۔ کہا کہ پھر دوسرے دن (جبریل) مغرب کے لیے آئے جبکہ سورج غروب ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں (یعنی پہلے اور دوسرے دن کا وقت ایک ہی تھا)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رُوِيَ عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ، وَقْتًا وَاحِدًا».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے یعنی: ”پھر مجھے اگلے دن نماز مغرب پڑھائی۔ ایک ہی وقت میں۔“

وكَذَلِكَ رُوِيَ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ من حديثِ حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بہ سند حسان بن عطیہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ مروی ہے۔

٣٩٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا بَدْرُ بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ ابنُ أَبي مُوسَى عن أَبي مُوسَى: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، [عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ] فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، حَتَّى أَمَرَ بِلَالًا فأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ، فَصَلَّى حِينَ كَانَ الرَّجُلُ لا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ، أَوْ أَنَّ الرَّجُلَ لا يَعْرِفُ مَنْ إِلَى جَنْبِهِ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، حَتَّى قال الْقَائِلُ: أَنْتَصَفَ النَّهَارُ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ، وَأَمَرَ بِلَالًا فأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِلالًا فأَقَامَ الْعِشَاءَ

٣٩٥- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے نبی ﷺ سے (اوقات نماز کے بارے میں) سوال کیا، مگر آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ بلال کو حکم دیا تو انہوں نے فجر کی (اذان و) اقامت کہی جس وقت فجر طلوع ہوئی۔ پس آپ نے نماز پڑھائی جبکہ آدمی (اندھیرے کے باعث) اپنے ساتھی کا چہرہ نہ پہچان سکتا تھا یا یہ کہ آدمی یہ نہ پہچان سکتا تھا کہ اس کے پہلو میں کون ہے، پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی (اذان و) اقامت کہی اس وقت جب سورج ڈھل گیا حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ کیا نصف النہار ہو گیا ہے؟ اور آپ وقت کو خوب جاننے والے تھے (یعنی سورج ڈھلتے ہی پر نماز پڑھی، مگر لوگوں کو شبہ ہو سکتا تھا)، پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عصر کے لیے (اذان و) اقامت کہی

٣٩٥_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٤ من حديث بدر بن عثمان به، ورواية سليمان بن موسٰى أخرجها النسائي: ١/ ٢٥١، ٢٥٢، ح: ٥٠٥، وسندها حسن.

حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الْفَجْرَ وَانْصَرَفَ. فَقُلْنَا: أَطَلَعَتِ الشَّمْسُ؟ فَأَقَامَ الظُّهْرَ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ، وَصَلَّى الْعَصْرَ وَقَد اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، أَوْ قال أَمْسَى، وَصَلَّى المَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قال: «أَيْنَ السَّائِلُ عن وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ الوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ».

جبکہ سورج سفید اور اونچا تھا‘ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کے لیے (اذان و) اقامت کہی جبکہ سورج ڈوب گیا‘ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کے لیے (اذان و) اقامت کہی جبکہ شفق (سرخی) غائب ہو گئی۔ اور جب اگلا دن ہوا تو آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور تشریف لے گئے اور ہم کہہ رہے تھے کہ کیا سورج نکل آیا ہے؟ پھر عصر کے وقت میں ظہر کی اقامت کہی (یعنی کل گزشتہ کے وقت میں) اور عصر پڑھی جبکہ سورج زرد ہو گیا تھا یا کہا کہ جب شام ہو گئی اور مغرب پڑھی اس سے پہلے کہ شفق (سرخی) غائب ہو اور عشاء پڑھی تہائی رات کے قریب پھر فرمایا: ”کہاں ہے نماز کے اوقات پوچھنے والا؟ (نماز کا) وقت ان دو اوقات کے مابین ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ في المَغْرِبِ نَحْوَ هذا، قال: ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ. قال بَعْضُهُمْ: إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وقال بَعْضُهُمْ: إِلَى شَطْرِهِ. وكَذَلِكَ رَوَى ابنُ بُرَيْدَةَ عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: سلیمان بن موسیٰ نے عطاء سے انہوں نے جابر سے انہوں نے نبی ﷺ سے مغرب کے بارے میں اسی کے مانند بیان کیا۔ کہا: پھر نماز عشاء پڑھی‘ بعض نے کہا: تہائی رات کے وقت اور بعض نے کہا: آدھی رات کے وقت۔ اور ابن بریدہ نے اپنے والد سے‘ انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا۔

٣٩٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ

٣٩٦- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں‘ آپ نے فرمایا: ”ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ عصر شروع نہ ہو اور عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ شفق کی شدید سرخی

٣٩٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٢ عن عبيدالله بن معاذ العنبري به.

المَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ فَوْرُ الشَّفَقِ، وَوَقْتُ العِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الفجر مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ».

غائب نہ ہوا اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کی نماز کا وقت جب تک کہ سورج نہ نکلے۔"

(المعجم ٣) - باب وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا (التحفة ٣)

باب:٣- نبی ﷺ کی نمازوں کے اوقات اور آپ کا طریقۂ نماز

ملحوظہ: پچھلے باب میں نمازوں کے اوقات کے اول وآخر کا بیان ہوا ہے اور ابواب ذیل میں افضل ومستحب اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات کا ذکر ہے۔

٣٩٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبْراهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إِبْراهِيمَ، عن مُحمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابنُ الْحَسَنِ بنِ عَلِيِّ ابنِ أَبِي طَالِبٍ قال: سَأَلْنَا جَابِرًا عن وَقْتِ صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ، فقال: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ، إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذا قَلُّوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ.

٣٩٧-جناب محمد بن عمرو (بن حسن بن علی بن ابی طالب) کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کے اوقات پوچھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ظہر کی نماز سخت گرمی کے وقت میں پڑھا کرتے تھے (یعنی زوال کے بعد اول وقت میں پڑھتے تھے) اور عصر اس وقت ادا کرتے تھے جب کہ سورج زندہ ہوتا (یعنی اس میں چمک اور تپش باقی ہوتی۔) اور مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء میں جب لوگ پہلے جمع ہو جاتے تو جلدی کرتے اور جب کم ہوتے تو تاخیر کر لیتے اور فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اہل بیت نبوی ہم تمام مسلمانوں کے محبوب ومکرم افراد ہیں۔ان پر اللہ کی بے حد و بے شمار رحمتیں ہوں۔ ان کا خاندان کرۂ ارضی پر بے مثل و بے مثال خاندان ہے۔ان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اسوۂ رسول کے حامل اور مبلغ تھے جیسے کہ یہ حدیث حضرت علی ؓ کے پڑپوتے جناب محمد بن عمرو ؒ نے نقل کی ہے۔

٣٩٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا

٣٩٨-حضرت ابو برزہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

٣٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ٥٦٠، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٦ من حديث شعبة به.

٣٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت الظهر عند الزوال، ح: ٥٤١ عن حفص بن عمر، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٧ من حديث شعبة به.

شُعْبَةُ عن أَبِي المِنْهَالِ، عن أَبِي بَرْزَةَ قال: كَانَ رَسولُ الله ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى المَدِينَةِ وَيَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ المَغْرِبَ، وكَانَ لا يُبَالِي تَأْخِيرَ الْعِشاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ. قال: ثم قال: إِلَى شَطرِ اللَّيْلِ. قال: وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَيَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ، وكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ ہم میں سے ایک شخص مدینہ سے باہر کی آبادی میں جا کر واپس آ جاتا اور سورج ابھی زندہ ہوتا (یعنی صاف اور نمایاں ہوتا) (ابوالمنہال نے کہا) اور مغرب کا وقت میں بھول گیا ہوں اور عشاء کی نماز میں آپ تہائی رات تک تاخیر کی پروا نہ کرتے تھے ...... پھر کہا...... آدھی رات تک۔ اور کہا کہ آپ عشاء سے پہلے سو جانے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فجر کی نماز پڑھتے تو ہم میں سے ایک اپنے ہم نشین کو جسے وہ جانتا ہوتا پہچان سکتا تھا۔ اور آپ اس میں ساٹھ سے سو آیات تک قراءت فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی کا معمول رہا ہے کہ آپ اول وقت میں نماز پڑھتے تھے مگر نماز عشاء میں افضل یہ ہے کہ تاخیر کی جائے۔ ② عشاء سے پہلے سونا اور بعد ازاں لایعنی باتوں اور کاموں میں لگے رہنا مکروہ ہے' الا یہ کہ کوئی اہم مقصد پیش نظر ہو جیسے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مشغول گفتگو رہتے تھے' مگر شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز بروقت ادا ہو۔ دینی و تبلیغی اجتماعات جو رات گئے تک جاری رہتے ہیں ان میں اس مسئلے کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ فجر کی نماز ضائع نہ ہو۔ ③ فجر کی نماز کے بارے میں صحیح احادیث میں وضاحت آئی ہے کہ فراغت کے بعد ہمارا ایک آدمی اپنے ساتھی کو پہچان سکتا تھا نہ کہ نماز شروع کرتے وقت۔ ④ فجر کی نماز میں قراءت مناسب حد تک لمبی ہونی چاہیے۔

(المعجم ٤) - باب وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ (التحفة ٤)

باب:۴- ظہر کی نماز کا وقت

٣٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالا: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن سَعِيدِ بنِ الْحَارِثِ الأَنْصَارِيِّ،

۳۹۹- سعید بن حارث انصاری حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھا کرتا تھا تو اپنی مٹھی میں

٣٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب تبريد الحصى للسجود عليه، ح: ١٠٨٢ من حديث عباد بن عباد به، وتابعه عبدالوهاب الثقفي عند ابن حبان، ح: ٢٦٧.

عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال : كُنْتُ أُصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رسولِ الله ﷺ فآخُذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصَى لِتَبْرُدَ في كَفِّي، أَضَعُهَا لِجَبْهَتِي أَسْجُدُ عَلَيْهَا ، لِشِدَّةِ الْحَرِّ .

کنکریاں اُٹھالیتا تاکہ ٹھنڈی ہو جائیں اور انہیں اپنی پیشانی کے نیچے رکھ کر سجدہ کر سکوں اور یہ سخت گرمی کے باعث ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ اول وقت میں گرمی کے وقت میں ادا فرماتے تھے اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔ ② شرعی ضرورت کے تحت اس قسم کا عمل جیسے کہ حضرت جابر ؓ نے کیا، جائز ہے۔

٤٠٠ - **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبِيدَةُ بنُ حُمَيْدٍ عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بنِ طَارِقٍ، عن كَثِيرِ بنِ مُدْرِكٍ، عن الأَسْوَدِ؛ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ قال: كَانَتْ قَدْرُ صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ في الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدامٍ، وَفي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ .

۴۰۰- جناب اسود سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اندازاً گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم (سایہ) تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتی تھی۔

توضیح: علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ زوال کے بعد جو زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتے وہ اسی قدر ہوتی تھی کہ گرمیوں میں سایہ تین سے پانچ قدم اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتا تھا۔ اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار ہوئے ہیں۔

٤٠١ - **حَدَّثَنا** أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: أخبرني أَبُو الْحَسَنِ - قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسنِ هُوَ مُهَاجِرٌ - قال: سَمِعْتُ زَيْدَ بنَ وَهْبٍ يقولُ: سَمِعْتُ أَبَا

۴۰۱- جناب زید بن وہب کہتے تھے میں نے حضرت ابوذر ؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ مؤذن نے ظہر کی اذان کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ اس نے پھر اذان

٤٠٠ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، المواقيت، باب آخر وقت الظهر، ح: ٥٠٤ من حديث عبيدة بن حميد به .

٤٠١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، ح:٥٣٥، ومسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر . . . الخ، ح: ٦١٦ من حديث شعبة به .

ذرٌّ يقولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فأَرَادَ المُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ الظُّهْرَ، فقال: «أَبْرِدْ». ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ، فقال: «أَبْرِدْ». مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ، ثُمَّ قال: «إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ».

کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ دو دفعہ یا تین دفعہ یہی ہوا حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لیے۔ پھر فرمایا: ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔ جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔“

٤٠٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ؛ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فأَبْرِدُوا عن الصَّلَاةِ - قال ابنُ مَوْهَبٍ بالصَّلَاةِ - فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

۴۰۲- جناب سعید بن میتب اور ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ ابن موہب (یعنی یزید بن خالد) کے الفاظ [عَنِ الصَّلَاةِ کی بجائے بِالصَّلَاةِ] تھے۔ تحقیق گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔

٤٠٣- حَدَّثَنا موسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّاد عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ.

۴۰۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تھا تو بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان کہتے تھے۔“

فوائد ومسائل: ① [إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ] یعنی ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے یا اس کی جنس سے ہے۔“ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان کی توضیح نہیں فرمائی اس لیے ہمارے نزدیک اسے ظاہر ہی پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے جبکہ کچھ علماء نے اسے تشبیہ واستعارہ قرار دیا ہے۔ ظاہر اور حقیقت پر محمول کرنے کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ”آگ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اس کو دو سانسوں کی اجازت دی۔ ایک سردی

٤٠٢ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر . . . الخ، ح: ٦١٥ عن قتيبة به، ورواه البخاري، ح: ٥٣٦ من حديث ابن شهاب الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به.

٤٠٣ـ **تخريج:** رواه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ٦١٨ من حديث شعبة عن سماك عن جابر بن سمرة قال: "كان النبي ﷺ يصلي الظهر إذا دحضت الشمس".

میں اور ایک گرمی میں۔'' (صحیح مسلم ' حدیث:٢١٧) ② [اَبرِدُوا بِالصَّلَاۃِ] یعنی ''نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔'' اس سے وہ وقت مراد ہے جب بعد از زوال ہوائیں چلنا اور گرمی کی شدت میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے اور اسی وقت جہنم کچھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اگر بالکل ہی ٹھنڈک کا وقت مراد لیا جائے تو بعض اوقات عصر کے وقت اور کبھی اس کے بعد بھی ٹھنڈک نہیں ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات سے اس حدیث کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ (دیکھیے نیل الاوطار) اور یہ امر جمہور کے نزدیک استحباب وارشاد پر محمول ہے اور کچھ نے اس کو وجوب کیلئے بھی سمجھا ہے۔ واللہ اعلم.

تعجیل وابراد میں رفع تعارض اور جمع میں مذکورۃ الصدر مفہوم کی واضح دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے موقع پر اگر پہلے پہر قتال شروع نہ فرماتے تو زوال کا انتظار کرتے تھے۔ اور اس وقت کو آپ نے ہواؤں کے چلنے، نصرت کے اترنے اور قتال کے لیے مناسب ہونے سے تعبیر فرمایا ہے۔ نص یہ ہے: [كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ] (صحیح بخاری' حدیث:٣١٦٠- قال فی الفتح: ٣٦٥/٦- فی روایة ابن ابی شیبة "وتزول الشمس" وهو بالمعنی' وزاد فی روایة الطبری "ويطيب القتال" وفی روایة ابن ابی شیبة "وينزل النصر۔"

(المعجم ٥) - باب وَقْتِ الْعَصْرِ (التحفة ٥)

باب:٥- نمازِ عصر کا وقت

٤٠٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

٤٠٤- ابن شہاب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے جبکہ سورج سفید، اونچا اور زندہ ہوتا تھا۔ اور جانے والا بالائے مدینہ (کی آبادی) کی طرف جاتا اور سورج اونچا ہوتا تھا۔

٤٠٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قال: وَالْعَوَالِي عَلَى مِيلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، - قال: وَأَحْسِبُهُ قال: - أَوْ أَرْبَعَةٍ.

٤٠٥- زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بالائے مدینہ کی آبادیاں دو یا تین میل تک ہوتی تھیں۔ اور کہا میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ یا چار میل تک ہوتی تھیں۔

٤٠٤_ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح: ٦٢١ عن قتيبة به.
٤٠٥_ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٢٠٦٩.

٤٠٦- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن خَيْثَمَةَ قال: حَيَاتُهَا أَنْ تَجِدَ حَرَّهَا.

۴۰۶- جناب خیثمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''سورج زندہ ہونے'' کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اس کی گرمی وحرارت محسوس کریں۔

فوائد ومسائل: ① یہ دلیل ہے کہ نبی علیہ السلام اول وقت میں عصر پڑھ لیا کرتے تھے جس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ ایک مثل سایہ سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ② مدینہ کے جنوب مشرق کی جانب کی آبادیوں کو ''عوالی'' (بالائی علاقے) اور شمال کی جانب کے علاقے کو ''سافلہ'' (نشیبی علاقہ) کہتے تھے۔

٤٠٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قال: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، قال عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

۴۰۷- جناب عروہ نے کہا مجھ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تو دھوپ ان کے حجرے میں ہوتی اور دیوار پر نہ چڑھی ہوتی تھی۔

فائدہ: ''حجرہ'' عربی زبان میں گھر کے ساتھ گھرے ہوئے آنگن کو بھی کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے صحن کی دیواریں چھوٹی سی تھیں اس لیے دھوپ ابھی آنگن ہی میں ہوتی تھی۔ مشرقی دیوار پر چڑھتی نہ تھی کہ عصر کا وقت ہو جاتا تھا اور نبی ﷺ نماز پڑھ لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ آپ اوّل وقت میں نماز عصر پڑھتے تھے۔

٤٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَزِيدَ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَلِيِّ بنِ شَيْبَانَ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عَلِيِّ بنِ شَيْبَانَ قال: قَدِمْنَا عَلَى رسولِ الله ﷺ المَدِينَةَ، فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً.

۴۰۸- جناب یزید بن عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان اپنے باپ سے وہ اس کے دادا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو (دیکھا کہ) آپ عصر کو مؤخر کرتے تھے جب تک کہ سورج سفید اور صاف ہوتا۔

٤٠٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٤٠، ٤٤١.

٤٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلٰوة، باب مواقيت الصلٰوة وفضلها، ح: ٥٢٢، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤ (والقعنبي، ص: ٢٧).

٤٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١/ ٢٩٨، ٢٩٩ من حديث أبي داود به * محمد ابن يزيد اليمامي وشيخه مجهولان كما في التقريب وغيره.

فائدہ: صحیح روایات سے تاخیر کا نہیں' اول وقت میں پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے۔

٤٠٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا بنِ أَبِي زَائِدَةَ وَيَزِيدُ بنُ هَارُونَ، عن هِشَامِ بنِ حَسَّانَ، عن مُحَمَّدِ ابنِ سِيرِينَ، عن عَبِيدَةَ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «حَبَسُونَا عن صَلَاةِ الْوُسْطَى، صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلأَ الله بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا».

۴۰۹- جناب محمد بن سیرین سے روایت ہے' وہ عبیدہ سے اور وہ حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق والے دن کہا: ''ان لوگوں نے ہمیں درمیانی (یا افضل) نماز' نماز عصر' سے روکے رکھا، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطىٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (البقرة:٢٣٨) ''نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو اور درمیانی (یا افضل) نماز کی، اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہوؤ'' کی تفسیر کرتی ہے کہ اس میں صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ جیسی رحیم و شفیق شخصیت کی زبان سے اس قسم کی شدید بددعا کا جاری ہونا واضح کرتا ہے کہ کسی ایک نماز کا بروقت ادا نہ ہونا بھی دین میں بہت بڑا خسارہ ہے۔

٤١٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبِي يُونُسَ مَوْلَىٰ عَائِشَةَ أَنَّهُ قالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، وَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هذه الآيَةَ فَآذِنِّي: ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا، فَأَمْلَتْ عَلَيَّ ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ - وصلاة العصر - ﴿وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ﴾

۴۱۰- جناب ابو یونس حضرت عائشہ ؓ کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ ؓ نے حکم دیا کہ انہیں قرآن مجید لکھ دوں اور فرمایا کہ جب تم آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطىٰ﴾ پر پہنچو تو مجھے بتلانا۔ چنانچہ جب میں اس آیت کریمہ پر پہنچا تو انہیں خبر دی۔ تو انہوں نے مجھے یہ آیت اس طرح لکھوائی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطىٰ ......وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ ...... وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ''نمازوں کی پابندی کرو اور

٤٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ح: ٢٩٣١، ومسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ٦٢٧ من حديث هشام بن حسان به.

٤١٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ٦٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ١/ ١٣٨، ١٣٩.

[النساء: ١٠٣] ثم قالت عائشةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رسولِ الله ﷺ.

درمیانی نماز (یا افضل) نماز عصر کی اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہوؤ۔" پھر انہوں نے کہا کہ میں نے یہ (آیت ان الفاظ کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

توضیح: اس قراءت سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز نہیں کوئی اور نماز ہے کیونکہ عطف مغائرت کا مقتضی ہے۔ لیکن علماء نے اس حدیث کی تین توجیہات کی ہیں۔ اس حدیث میں واردشدہ آیت کریمہ کے الفاظ اصطلاحی طور پر "شاذ قراءت" کہلاتے ہیں جو حجت نہیں۔ قرآن کریم کے لیے "تواتر" شرط ہے۔ اس قسم کی قراءت تفسیر وتوضیح میں مدومعاون ہوتی ہے۔ علامہ باجی نے کہا ہے احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو مگر بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا ہو جس کا انہیں علم نہ ہوسکا ہو۔ یا ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا خیال ہوگا کہ اس آیت کے الفاظ باقی اور حکم منسوخ ہوا ہے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے بطور فضیلت اس کا ذکر فرمایا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے الفاظ قرآن باور کیا۔ اور اسی بنیاد پر اپنے مصحف میں درج کرالیا۔ ② یا یہ عطف تفسیری ہو (یعنی توضیح کے لیے) ③ یا واؤ زائد ہو' اس کی تائید حضرت ابی بن کعب کی قراءت سے بھی ہوتی ہے جس میں صلوٰۃ العصر کے الفاظ بغیر واؤ کے ہیں۔ واللہ اعلم. (عون المعبود) لفظ ﴿وُسْطىٰ﴾ مجمل ہے۔ ایک معنی تو عام ہیں یعنی درمیانی۔ لیکن دوسرے معنی "افضل واعلیٰ" ہیں جیسے کہ آیت کریمہ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (البقرہ:١٤٣) "اور ایسے ہی ہم نے تمہیں افضل واعلیٰ امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔" میں امت وسط سے مراد "افضل واعلیٰ امت" ہے۔ اس طرح ﴿الصَّلٰوةِ الْوُسْطىٰ﴾ کے معنی "افضل واعلیٰ" بنتے ہیں اور احادیث کی کثیر تعداد اس سے نماز عصر ہی مراد ہونے کا فائدہ دیتی ہے۔

٤١١- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: حَدَّثَني عَمْرُو بنُ أبي حَكِيمٍ قال: سمعت الزِّبْرِقَانَ يحدِّث عن عروةَ بن الزبير، عن زيد بن ثابت قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بالْهاجِرَةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أَشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ مِنْهَا، فَنَزَلَتْ ﴿حَٰفِظُوا۟ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ

٤١١- جناب عروہ بن زبیر سے روایت ہے' وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت میں پڑھا کرتے تھے اور اصحاب رسول کے لیے اس نماز سے بڑھ کر اور کوئی نماز سخت نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطىٰ﴾ "نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی۔" (زید بن ثابت نے) کہا: اس سے پہلے دو نمازیں ہیں (یعنی عشاء

٤١١ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٣٥٧ عن محمد بن المثنٰى، وأحمد: ٥/ ١٨٣ عن محمد بن جعفر به، وصححه ابن حزم في المحلّٰى: ٤/ ٢٥٠، وقال: "ليس في هٰذا بيان جلي بأنها الظهر".

وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ وقال: إِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَينِ.

اور فجر، رات کی) اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں (یعنی عصر اور مغرب، دن کی)۔

توضیح: یہ توجیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد ہے کہ اس سے نماز ظہر مراد ہے۔ دیگر صحیح احادیث سے نماز عصر ثابت ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ احادیث ان کے علم میں نہ ہوں۔

٤١٢- **حَدَّثَنا** الحسَنُ بنُ الرَّبِيعِ: حدثني ابنُ المُبَارَكِ عن مَعْمَرٍ، عن ابنِ طَاوُسٍ، عن أَبيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «من أَدركَ مِنَ العَصْرِ رَكْعَةً قبلَ أَنْ تَغرُبَ الشَّمْسُ فقَدْ أَدْرَكَ، ومَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ».

۴۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی' اس نے نماز پالی۔ اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی' اس نے نماز پالی۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا حدیث صاحب عذر کے لیے ہے مثلاً جب کوئی سوتا رہ گیا ہو یا بھول گیا ہو اور بالکل آخر وقت میں جاگا ہو یا آخر وقت میں نماز یاد آئی ہو تو اس کے لیے یہی وقت ہے۔ مگر جو بغیر کسی عذر کے تاخیر کرے تو اس کے لیے انتہائی مکروہ ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آرہا ہے۔ نماز عصر کے وقت کے سلسلے میں امام نووی رحمہ اللہ کا درج ذیل بیان جو انہوں نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے بہت اہم ہے: ”ہمارے اصحاب (شوافع) کہتے ہیں کہ نماز عصر کے پانچ وقت ہیں: (1) وقت فضیلت (2) وقت اختیار (3) وقت جواز بلا کراہت (4) وقت جواز بالکراہت (5) وقت عذر۔ وقت فضیلت اس کا اوّل وقت ہے اور وقت اختیار ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے تک ہے اور وقت جواز سورج زرد ہونے تک ہے اور وقت جواز مکروہ سورج غروب ہونے تک ہے اور وقت عذر، ظہر کا وقت ہے یعنی جب کوئی شخص سفر یا بارش وغیرہ کے عذر کی بنا پر ظہر اور عصر کو جمع کر لے۔ اور جب سورج غروب ہو جائے تو یہ نماز قضا ہوگی۔“ انتہیٰ

٤١٣- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ أَنَّهُ قال: دَخَلْنَا عَلَى

۴۱۳- جناب علاء بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز ظہر کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے' تو وہ

٤١٢_ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلوة فقد أدرك تلك الصلوة، ح:٦٠٨(١٦٥) عن الحسن بن الربيع به.

٤١٣_ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح:٦٢٢ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن به.

أَنَسِ بنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ أَوْ ذَكَرَهَا، فقال سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، يَجْلِسُ أَحَدُهُم حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ عَلَى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ الله عَزَّوَجَلَّ فيها إِلَّا قَلِيلًا».

اُٹھ کر نماز عصر پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے ان کے نماز عصر جلدی پڑھنے کا ذکر کیا یا خود انہوں نے ذکر کیا تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے، فرماتے تھے: ”یہ منافقوں کی نماز ہے' یہ منافقوں کی نماز ہے' یہ منافقوں کی نماز ہے کہ ان میں سے ایک بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا ان سینگوں کے اوپر ہوتا ہے' تو اُٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اللہ کا ذکر اس میں بس برائے نام ہی کرتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث گویا پہلی حدیث کی شرح ہے کہ اگر کسی سے عذر شرعی کی بنا پر تاخیر ہوئی ہو اور اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ایک رکعت پالی ہو تو اس نے گویا وقت میں نماز پالی اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لیے خاص رحمت ہے۔ اور اگر بغیر عذر کے تاخیر کرے تو یہ منافقت کی علامت ہے۔ ② ”سورج کا شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہونا“ کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”کہا جاتا ہے کہ یہ حقیقت ہے اور سورج کے طلوع و غروب کے وقت شیطان سورج کے سامنے آ جاتا ہے اور ایسے لگتا ہے گویا سورج اس کے سر کے درمیان سے نکل رہا ہے یا غروب ہو رہا ہے۔ اور سورج کے پجاری بھی ان اوقات میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ اسے ہی سجدہ کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”دو سینگوں“ سے مراد مجازاً شیطان کا بلند ہونا اور شیطانی قوتوں کا غلبہ ہے اور کفار طلوع و غروب کے اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں......“ انتہیٰ (واللہ اعلم) ③ استثنائی صورتوں کو قاعدہ یا کلیہ نہیں بنانا چاہیے۔

٤١٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «الَّذِي تَفُوتُهُ صلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمالَهُ».

۴۱۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی نماز عصر فوت ہو جائے' تو گویا اس سے اس کے گھر والے اور مال چھین لیا گیا۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر نے

٤١٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب إثم من فاتته العصر، ح: ٥٥٢، ومسلم، المساجد، باب التغليظ في تفويت صلاة العصر، ح: ٦٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١، ١٢، (والقعنبي، ص: ٣٧).

قال أَبُو دَاوُدَ: وقال عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: «أُتِرَ» وَاخْتُلِفَ عَلَى أَيُّوبَ فيه، وقال الزُّهْرِيُّ: عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «وُتِرَ».

حدیث کے لفظ [وُتِرَ] کو [أُتِرَ] ہمزہ کے ساتھ بیان کیا اور ایوب کے تلامذہ میں (اس لفظ کے بارے میں) اختلاف ہے (یعنی کوئی واؤ سے بیان کرتا ہے اور کوئی ہمزہ سے۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔) اور زہری نے سالم عن ابیہ عن النبی ﷺ سے [وُتِرَ] بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① لفظ [وُتِرَ] کا ماخذ "و تر" (واؤ کی زبر کے ساتھ) ہو تو معنی ہیں "نقص" اور اس کا مابعد منصوب یا مرفوع دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے اور اگر "و تر" (واؤ کی زیر کے ساتھ) سمجھا جائے تو "جرم اور تعدی" کے معنی میں بھی آتا ہے۔ (النہایہ ابن اثیر) امام خطابی نے کہا ہے [وُتِرَ] کے معنی ہیں' کم کر دیا گیا یا چھین لیا گیا' پس وہ شخص بغیر اہل اور مال کے تنہا رہ گیا' اس لیے ایک مسلمان کو نماز عصر کو فوت کرنے سے اسی طرح بچنا چاہیے جیسے وہ گھر والوں سے اور مال کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے۔ ② امام ترمذی ؒ نے اس حدیث کو "باب ماجاء في السهو عن وقت صلاة العصر" کے ذیل میں درج فرمایا ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ انسان عصر کی نماز میں بھول کر بھی تاخیر کرے تو بے حد و شمار گھاٹے اور خسارے میں ہے' کجا یہ کہ عمداً تغافل کا شکار ہو۔
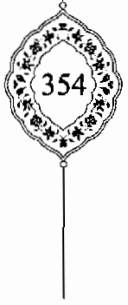
٤١٥- **حَدَّثَنا** مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قال: قال أَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الأَوْزَاعِيَّ: وَذٰلِكَ أَنْ تُرَى مَا عَلَى الْأَرضِ مِنَ الشَّمْسِ صَفْرَاءَ.

۴۱۵- ابو عمرو یعنی اوزاعی نے بیان کیا کہ نماز عصر فوت ہونے سے مراد اتنی تاخیر ہے کہ زمین پر پڑی چیزیں دھوپ کے باعث زرد نظر آنے لگیں۔

(المعجم ٦) - باب وَقْتِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٦)

باب:٦- نمازِ مغرب کا وقت

٤١٦- **حَدَّثَنا** دَاوُدُ بنُ شَبِيبٍ: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ نَرْمِي فَيَرَى أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ.

۴۱۶- جناب ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر تیر پھینکتے تو ہم میں سے ایک اس کے گرنے کی جگہ کو دیکھ رہا ہوتا تھا۔

فائدہ: یعنی غروب کے بعد فوراً ہی نماز پڑھ لی جاتی تھی کہ نماز سے فراغت کے بعد فضا میں اس قدر روشنی باقی ہوتی تھی کہ کمان سے پھینکا گیا تیر اپنے گرنے کی جگہ پر نظر آتا تھا۔

٤١٥ـ **تخريج:** [**ضعيف**] * الوليد بن مسلم مدلس، كان يدلس تدليس التسوية، ولم أجد تصريح سماعه.
٤١٦ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٣٣٨ من حديث حماد بن سلمة به.

٤١٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ عن صَفْوَانَ بنِ عِيسَى، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ الْأَكْوَعِ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا.

۴۱۷- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سورج غروب ہوتے ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے یعنی جب اس کی ٹکیہ غائب ہو جاتی تھی۔

فائدہ: سورج کی ٹکیہ کا افق میں غائب ہو جانا ہی ''غروب'' ہوتا ہے۔ اس کے بعد احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔

٤١٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بنُ أَبِي حَبِيبٍ عن مَرْثَدِ بنِ عَبْدِ اللهِ قال: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ غَازِيًا وَعُقْبَةُ بنُ عَامِرٍ يَوْمَئِذٍ عَلَى مِصْرَ، فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ فقال: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَا عُقْبَةُ؟ فقال: شُغِلْنَا. قال: أَمَا سَمِعْتَ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ، أَوْ قال: عَلَى الْفِطْرَةِ، مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ».

۴۱۸- جناب یزید بن ابی حبیب' مرثد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ سفر جہاد میں تھے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ان دنوں مصر کے حاکم تھے۔ تو (جناب عقبہ نے) نماز مغرب میں کچھ تاخیر کر دی۔ حضرت ابوایوب کھڑے ہوئے اور کہا: اے عقبہ! یہ کیا نماز ہے؟ کہا کہ ہم کام میں تھے۔ کہا: کیا آپ نے نہیں سنا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''میری امت اس وقت تک خیر میں رہے گی۔'' یا فرمایا: ''فطرت پر رہے گی جب تک کہ مغرب کو مؤخر نہ کرے گی کہ ستارے نکل آئیں۔''

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کے معاملے میں ذرا سی سستی بھی از حد ناگوار گزرتی تھی اور وہ اس سلسلے میں اپنے رؤساء و حکام پر تنقید سے بھی باز نہ آتے تھے اور وہ حکام بھی ایسی تعمیری اور شرعی تنقیدات کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے۔ ② نماز کو بروقت ادا کرنا بالخصوص مغرب کی...... امت کے فطرت اور خیر پر ہونے کی علامت ہے اور اس میں تاخیر اس کے برعکس کی۔ ③ اگر کوئی عذر ہو تو مغرب کا وقت غروب شفق (سرخی) سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

٤١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ٥٦١، ومسلم، المساجد، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس، ح: ٦٣٦ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

٤١٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٤٧ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٣٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٩٠، ١٩١، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٧) - بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ (التحفة ٧)

باب:٧-نماز عشاء کا وقت

٤١٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن أَبي بِشْرٍ، عن بَشِيرِ بن ثَابِتٍ، عن حَبِيب بنِ سَالِمٍ، عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قال: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صلَاةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ، كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ.

۴۱۹-حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس نماز یعنی عشاء کے وقت سے باخبر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے تیسری رات کا چاند ڈوبنے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نعمت علم کے اظہار کے لیے بعض اوقات یہ انداز اختیار کرنا مباح ہے کہ "میں سب سے بڑھ کر جانتا ہوں۔" اور یہ اسلوب سامعین کے لیے مؤثر بھی ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ حضرت نعمان ؓ نے یہ بات ان دنوں میں کہی ہو جب صحابہ ؓ کی غالب تعداد موجود نہ رہی ہو۔ ② تیسری رات کے چاند ڈوبنے کا وقت قطعی طور پر منضبط نہیں ہے۔ یہ غروب آفتاب کے بعد تقریباً سوا دو گھنٹے سے لے کر ڈھائی تین گھنٹے تک ہوتا ہے۔

٤٢٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رسولَ الله ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ، فَلَا نَدْرِي أَشَيْءٌ شَغَلَهُ أَمْ غَيْرُ ذَلِكَ، فقال حِينَ خَرَجَ: «أَتَنْتَظِرُونَ هَذِهِ الصَّلَاةَ، لَوْلَا أَنْ تَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ». ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فأَقَامَ الصَّلَاةَ.

۴۲۰-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ آپ اس وقت تشریف لائے جب رات کا تہائی حصہ گزر چکا تھا یا اس سے بھی زیادہ۔ نہ معلوم آپ کسی کام میں مشغول ہو گئے تھے یا کوئی اور بات تھی۔ آپ جب تشریف لائے تو فرمایا: "کیا تم اس نماز کا انتظار کر رہے ہو؟ اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ان کو یہ نماز اسی وقت پڑھاتا۔" پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اقامت کہی۔

٤١٩ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وقت صلاة العشاء الآخرة، ح: ١٦٥، والنسائي، ح: ٥٣٠ من حديث أبي عوانة به.

٤٢٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٣٩ من حديث جرير به.

فائدہ: انتظار کرانے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ عبادت کے ''انتظار کا ثواب'' حاصل کر لیں اور ان کو تاخیر کی فضیلت بھی بتا دی جائے۔ بہر حال اس سے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

٤٢١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا حَرِيزٌ عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن عَاصِمِ بن حُمَيْدٍ السَّكُونِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ يقولُ: أَبْقَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ في صلَاةِ الْعَتَمَةِ فَتَأَخَّر حَتَّى ظَنَّ الظَّانُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ، وَالْقَائِلُ مِنَّا يقولُ: صَلَّى، فإِنَّا لَكَذلِكَ حَتَّى خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فقالُوا لهُ كما قالُوا، فقال: «أَعْتِمُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ، فإِنَّكُم قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الأُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُم».

۴۲۱- جناب عاصم بن حُمید سکونی سے روایت ہے انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ (ایک بار) ہم نبی ﷺ کا نماز عشاء کے لیے انتظار کرتے رہے مگر آپ نے تاخیر کر دی حتیٰ کہ بعض نے یہ بھی گمان کیا کہ شاید آپ نہیں آئیں گے اور کچھ کہنے لگے کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ بہر حال ہم اسی حالت میں تھے کہ آپ تشریف لے آئے تو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے وہی کچھ کہا جو پہلے کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اس نماز کو خوب اندھیرے میں پڑھو، بلاشبہ تمہیں تمام امتوں پر اس کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① گزشتہ حدیث امامت جبرئیل (حدیث نمبر: ۳۹۳) میں گزرا ہے کہ ''یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے'' اور اس حدیث میں آیا ہے کہ ''تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔'' تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی نمازوں کے اوقات میں اسی طرح کی وسعت ہوا کرتی تھی اور ان اوقات کے اول وآخر ہوا کرتے تھے یا یہ کہ وہ لوگ اتنی تاخیر سے نہ پڑھتے تھے جیسے کہ اس روز آپ نے پڑھائی۔ (واللہ اعلم) ② نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا یقیناً افضل ہے لیکن اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے جماعت کی نماز چھوڑنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ ③ دین وشریعت کی اصل غرض وغایت اللہ تعالیٰ کا تقرب اور حصول اجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں یہ وصف بہت نمایاں ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کے حریص بن گئے تھے لہٰذا داعی حضرات کو چاہیے کہ اپنی دعوت میں اسی پہلو کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا کریں۔ (واللہ الموفق)

٤٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ

۴۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٤٢١_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٧ من حديث حريز بن عثمان به.

٤٢٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب آخر وقت العشاء، ح: ٥٣٩، وابن ماجه، ح: ٦٩٣ من حديث داود بن أبي هند به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٤٥.

الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أَبي هِنْدٍ عن أَبي نَضْرَةَ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: صَلَّيْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ صَلاَةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، فقال: «خُذُوا مَقَاعِدَكُم»، فأَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا، فقال: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوا وَأَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ، وَإِنَّكُم لَمْ تَزَالُوا في صَلاَةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلاَةَ، وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيفِ، وَسُقْمُ السَّقِيمِ لأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلاَةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ».

کہ (ایک بار) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا چاہی مگر (اس روز) آپ تشریف نہ لائے حتیٰ کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ (آخر جب آپ آئے) تو فرمایا: ”اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔“ تو ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگوں نے نماز پڑھ لی اور اپنے اپنے بستروں میں جا سوئے ہیں لیکن تم جس وقت سے انتظار کر رہے ہو نماز ہی میں ہو۔ اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔“

(المعجم ٨) - باب وَقْتِ الصُّبْحِ (التحفة ٨)

باب:٨-نمازِ فجر کا وقت

٤٢٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائشةَ؛ أَنَّهَا قالت: إِنْ كَانَ رسولُ الله ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

۴۲۳- ام المومنین عائشہ ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھتے (اور اس کے بعد) عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی لوٹتیں تو اندھیرے کے باعث پہچانی نہ جاتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس حد تک اول وقت میں نماز ادا فرماتے تھے کہ بعد از نماز بھی اندھیرا باقی ہوتا تھا اور دور سے معلوم نہ ہوتا تھا کہ کوئی عورت آ رہی ہے یا مرد؟ ورنہ پردہ دار خاتون کے پہچانے جانے کے کوئی معنی نہیں۔ ② خلافت راشدہ کے دور میں بھی اصحاب کرام ؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ فجر کی نماز ”غَلَسْ“ یعنی اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔ ③ عورتوں کو بھی نماز کے لیے مساجد میں حاضر ہونے کی اجازت

٤٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح:٨٦٧، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح:٦٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٥ (والقعنبي، ص:٢٨، ٢٩).

ہےاور وہ اندھیرے کے اوقات میں بھی نماز کے لیے آ سکتی ہیں مگران پر فرض ہے کہ شرعی آداب کے تحت اجازت لے کر آئیں' باپردہ ہو کر نکلیں۔خوشبو لگا کر اور آواز دار زیور پہن کر نہ آئیں۔

٤٢٤- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَاصِمِ ابنِ عُمَرَ بنِ قَتَادَةَ بنِ النُّعْمَانِ، عن مَحمُودِ ابنِ لَبِيدٍ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَصْبِحُوا بالصُّبْحِ فإنَّهُ أَعْظَمُ لأُجُورِكُم أَوْ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ».

۴۲۴- جناب محمود بن لبید' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح طلوع ہونے پر (ہی) صبح کی نماز پڑھا کرو۔ بلاشبہ یہ تمہارے لیے بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔''

توضیح: کچھ لوگ اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ''سفیدی اور روشنی ہونے پر فجر کی نماز پڑھا کرو۔'' مگر یہ صحیح نہیں ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خیر القرون میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول ثابت ہے کہ وہ سب فجر کی نماز [غَلَسْ] یعنی صبح کے اندھیرے ہی میں پڑھتے تھے۔ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم پر صبح کے اندھیرے ہی میں قاتلانہ حملے ہوئے تھے۔ نیز لغوی طور پر [اَصْبَحَ الرَّجُلُ] کا معنی ہے [دَخَلَ فِي الصُّبْحِ] ''یعنی صبح کے وقت میں داخل ہوا۔'' یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا پس منظر یہ ہے کہ شاید کچھ لوگ بہت زیادہ جلدی کرتے ہوئے قبل از وقت نماز پڑھ لیتے تھے تو اس حکم سے ان کی اصلاح فرمائی گئی۔ اور اس مفہوم کی دوسری روایت [اَسْفِرُوْا بِالصُّبْحِ] بالمعنی روایت ہوئی ہے۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ یہ ارشاد چاندنی راتوں سے متعلق ہے کیونکہ ان راتوں میں صبح صادق کے نمایاں ہونے میں قدرے اشتباہ سا ہوتا ہے۔ اور علامہ طحاوی نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد ہے ''فجر کی نماز میں قراءت اتنی طویل کرو کہ فضا سفید ہو جائے۔'' بہرحال افضل یہی ہے کہ فجر صادق کے بعد جلد ہی اسے ادا کیا جائے۔ اور اس کے بعد اس کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے۔ (عون المعبود۔ خطابی)

(المعجم ٩) - باب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ (التحفة ٩)

باب:۹- نمازوں (کے وقت) کی پابندی کا بیان

٤٢٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ

۴۲۵- جناب عبداللہ بن صنابحی سے روایت ہے'

٤٢٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصلوة، باب وقت صلوة الفجر، ح: ٦٧٢، والنسائي، ح: ٥٤٩ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع وتابعه محمد بن إسحاق عند الترمذي، ح: ١٥٤، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٣.

٤٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣١٧/٥ من حديث محمد بن مطرف به ✻ وقع في نسخ أبي داود ◀◀

الوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ يعْني ابنَ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُحمَّدُ بنُ مُطَرِّفٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الصُّنَابِحيِّ قال: زَعَمَ أَبُو مُحمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فقال عُبَادَةُ بنُ الصَّامِتِ: كَذَبَ أَبُو مُحمَّدٍ، أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ الله عَزَّوَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى الله عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى الله عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ».

انہوں نے کہا کہ ابومحمد (انصاری صحابی) کا خیال ہے کہ وتر واجب ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (سنا تو) کہا: ابومحمد نے غلط کہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں' جو ان کا وضو عمدہ بنائے اور انہیں ان کے اوقات پر ادا کرے، ان کے رکوع اور خشوع کامل رکھے' تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔''

فوائد ومسائل: ① ''ابومحمد'' صحابی ہیں۔ ان کے نام کی تعیین میں اختلاف ہے۔ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم یا مسعود بن زید بن سبیع یا قیس بن عامر خولانی یا مسعود بن یزید یا سعد بن اوس یا قیس بن عبایہ وغیرہ کئی نام بیان ہوئے ہیں۔ (الإصابة لابن حجر) ② حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ''وتر پانچ نمازوں کی طرح فرض اور واجب نہیں ہے۔'' مگر مسنون ومؤکد ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جیسے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی وتر نہ چھوڑا کرتے تھے۔ ③ کامل ومقبول نماز کے لیے تمام سنن وواجبات کو جاننا اور ان پر عمل کرنا چاہیے یعنی مسنون کامل وضو' مشروع افضل وقت، اعتدال ارکان اور حضور قلب وغیرہ۔ ④ اللہ کے وعدے' جو اس کی شریعت میں بیان کیے گئے ہیں' اعمال حسنہ ہی پر موقوف ہیں۔ ⑤ ان کے بغیر بھی اللہ جسے چاہے معاف فرما دے یا عذاب دے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ ﴿ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴾ (الانبیاء: ٢٣)

٤٢٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله

٤٢٦- قاسم بن غنام اپنی ایک ماں سے بیان

◄◄ "عبدالله بن الصنابحي" وهو خطأ والصواب أبوعبدالله الصنابحي وهو عبدالرحمٰن بن عسيلة.

٤٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ١٧٠ من حديث عبدالله بن عمر العمري به، وقال فيه "وليس هو بالقوي عند أهل الحديث"، وللحديث طريق صحيح عند ابن خزيمة، ح: ٣٢٧، وابن حبان، ح: ٢٨٠، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٨٨، ١٨٩، ووافقه الذهبي، وبه صح الحديث.

الْخُزَاعِيُّ وعَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قالا: حدثنا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ عن القَاسِمِ بنِ غَنَّامٍ، عن بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ، عن أُمِّ فَرْوَةَ قالت: سُئِلَ رسولُ الله ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قال: «الصَّلَاةُ في أَوَّلِ وَقْتِهَا».

کرتے ہیں' وہ حضرت ام فروہ ؓ سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا' اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "نماز، اول وقت میں ادا کرنا۔"

قال الْخُزَاعِيُّ في حَدِيثِهِ: عَنْ عَمَّةٍ له يُقَالُ لَها أُمُّ فَرْوَةَ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ.[1]

خزاعی نے اپنی روایت میں کہا (کہ قاسم بن غنام نے) اپنی پھوپھی سے روایت کیا جس کا نام ام فروہ تھا اور اس نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔ (فرماتی ہیں کہ) نبی ﷺ سے سوال کیا گیا۔ (یہ خزاعی کی روایت ہے جبکہ عبداللہ بن مسلمہ نے "بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ" کا لفظ روایت کیا ہے)۔

فائدہ: حضرت ام فروہ ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی پدری بہن اور اشعث بن قیس کی زوجیت میں تھیں۔

٤٢٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنَا خَالِدٌ عن دَاوُدَ بنِ أَبي هِنْدٍ، عن أَبي حَرْبِ بنِ أَبي الأَسْوَدِ، عن عَبْدِ الله بنِ فَضَالَةَ، عن أَبيهِ قال: عَلَّمَني رسولُ الله ﷺ، فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَني: «وَحَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ». قال: قُلْتُ: إنَّ هَذِهِ سَاعَاتٌ لِي فيها أَشْغَالٌ فَمُرْني بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي. فقال: «حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ» - وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا -

۴۲۸- جناب عبداللہ بن فضالہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا اور جو سکھایا ان میں یہ بات بھی تھی: "پانچ نمازوں کی پابندی کرنا۔" میں نے عرض کیا کہ مجھے ان اوقات میں کام ہوتے ہیں تو آپ مجھے کوئی جامع بات ارشاد فرمائیں جس پر عمل میرے لیے کافی رہے۔ آپ نے فرمایا: "عَصْرَيْن کی پابندی کرنا۔" اور یہ لفظ ہماری زبان میں مستعمل نہ تھا۔ میں نے کہا کہ "عَصْرَيْن" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "سورج کے طلوع اور غروب

٤٢٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] وصححه ابن حبان، ح: ٢٨٢، والحاكم: ١/ ٢٠، ٣/ ٦٢٨، ووافقه الذهبي، والحديث محمول على الجماعة يعني أنه رخص له في ترك حضور بعض الصلوات في الجماعة لا على تركها أصلاً، فافهمه، فإنه مهم، وللحديث لون آخر عند أحمد: ٤/ ٣٤٤، وهذا لا يضر والحمد لله.

[1] حدیث (427) صفحہ (362) پر ملاحظہ فرمائیں۔

فَقُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ فقال: «صلاةٌ قَبْلَ طُلوعِ الشَّمْسِ وَصلاةٌ قَبْلَ غُروبِهَا».

ہونے سے پہلے کی نمازیں۔"

توضیح: کام والے کو صبح اور عصر کی نمازوں کی پابندی کافی ہو کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ شیخ ولی الدین عراقی نے لکھا ہے کہ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ دراصل نبی علیہ السلام کا فرمان: "نمازوں کے اول اوقات سے متعلق تھا۔" تو اس نے معذرت کی کہ میں پانچوں نمازیں اوّل وقت میں نہیں پڑھ سکتا۔ تب آپ نے ان دو نمازوں کے اوقات کی بالخصوص تاکید فرمائی۔ (واللہ اعلم بالصواب) امام ابوداود رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں بیان کرنا اس کا مؤید ہے۔

٤٢٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إسْمَاعِيلَ بنِ أَبي خالِدٍ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ عُمَارَةَ بنِ رُوَيْبَةَ، عن أَبيهِ قال: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فقال: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رسولِ الله ﷺ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «لا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ صَلَّى قَبْلَ طُلوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ». قال: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قال: نَعَمْ كلَّ ذَلِكَ يقولُ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي. فقال الرَّجُلُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ ﷺ يقولُ ذَلكَ.[1]

٤٢٧- جناب ابوبکر بن عُمارہ بن رُویبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ کے کسی شخص نے ان سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی بیان فرمائیے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: "دوزخ میں نہیں جائے گا وہ آدمی جس نے سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے کی نمازیں پڑھیں۔" کہا کیا یہ آپ نے ان سے خود سنا ہے؟ تین بار کہا۔ جواب دیا کہ ہاں! اور ہر بار کہتے کہ میں نے اسے اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔ تو اس آدمی نے کہا: میں نے بھی آپ ﷺ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں نماز فجر اور عصر کی خاص اہمیت کا بیان ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ جو ان کی پابندی کرے گا وہ باقی نمازوں کی بھی پابندی کرے گا یا اسے توفیق مل جائے گی۔

٤٣٠- قال أَبُو سَعِيدِ بنُ الْأَعْرَابِيِّ:

٤٣٠- جناب سعید بن مسیّب نے کہا کہ حضرت ابو

٤٢٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ٦٣٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

٤٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في فرض الصلوات الخمس والمحافظة عليها، ح: ١٤٠٣ من حديث بقية به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ٤/ ٢٤٤.

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ بن يَزِيدَ الرَّوَّاسُ - يُكْنَى أَبَا أُسَامَةَ - قال: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن ضُبَارَةَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي سُلَيْكٍ الْأَلْهانِيِّ قال: أخبرني ابنُ نَافِعٍ عن ابنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ قال: قال سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بنَ رَبْعِيٍّ أَخْبَرَهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «قال الله عَزَّوَجَلَّ: إِنِّي فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صلَواتٍ، وَعَهِدْتُ عِنْدِي عَهْدًا، أَنَّهُ مَنْ جَاءَ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي». [1]

قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے لیے یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص اس حال میں (میرے پاس) آیا کہ ان کے اوقات کی محافظت و پابندی کرتا رہا' میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی محافظت نہ کرتا رہا اس کے لیے میرے ہاں کوئی عہد اور وعدہ نہیں ہے۔“

فوائد و مسائل: ① ایسی احادیث جن میں ایسے الفاظ آتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے“ ان کو ”حدیث قدسی“ کہتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ قرآن وحی متلُوّ ہوتی ہے اور دوسری وحی غیر متلُوّ۔ یعنی قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور حدیث قدسی یا دیگر احادیث کی تلاوت نہیں ہوتی۔ قرآن مجید کلام معجز ہے اور احادیث اس پائے کی نہیں ہیں۔ قرآن مجید متواتر ہے اور احادیث سب اس درجہ کی نہیں ہیں۔ دیگر فرق اور مباحث ”علوم القرآن“ کی کتب میں ملاحظہ ہوں۔ ② نمازوں کے اوقات کی محافظت کے ساتھ ساتھ دیگر آداب (طہارت' خشوع اور اعتدال وغیرہ) سب ضروری ہیں۔ ③ اللہ عزوجل پر کوئی واجب کرنے والا نہیں ہے۔ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے بندوں کے لیے اس قسم کے وعدے اپنے اوپر لازم فرمائے ہیں اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ (آل عمران: ٩)

٤٢٩- قال ابنُ الأَعْرابِيِّ: حَدَّثَنَا مُحمدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الرَّوَّاسُ: حَدَّثَنَا

۴۲۹- جناب خُلید عصری حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

◄◄ والدارمي: ١٢٢٩ وغيرهما.

٤٢٩- تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٥ من حديث أبي علي الحنفي به * أبان بن أبي عياش متروك، وقتادة مدلس كما تقدم، ح: ٢٩، وعنعن.

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عُبَيْدُاللهِ ابنُ عَبْدِ المَجِيدِ: أخبرنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَأَبَانُ، كِلاهُما عن خُلَيْدٍ الْعَصَرِيِّ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوئِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الأَمَانَةَ». قالُوا: يَاأَبَا الدَّرْدَاءِ! وَمَا أَدَاءُ الأَمَانَةِ؟ قال: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.[1]

''پانچ چیزیں ہیں جس نے ان پر ایمان کے ساتھ عمل کیا وہ جنت میں داخل ہوا' جس نے پانچ نمازوں کی ان کے وضو' رکوع' سجود اور اوقات سمیت حفاظت اور پابندی کی' رمضان کے روزے رکھے' بیت اللہ کا حج کیا' اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو' زکوۃ دی خوشی کے ساتھ اور امانت ادا کی۔'' لوگوں نے کہا: اے ابوالدرداء! ''ادائیگیٔ امانت'' سے کیا مراد ہے؟ کہا: غسل جنابت۔

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠- جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کرے۔

ملحوظہ: یہاں ''امام'' سے مراد شرعی حاکم یا اس کا مقرر کردہ نمائندہ ہے۔ نماز کی اقامت اور امامت ان کے فرائض میں شامل ہے۔

٤٣١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَبِي عِمْرانَ يَعْني الْجَوْنِيَّ، عن عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عن أَبِي ذَرٍّ قال: قال لي رسولُ الله ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ

٤٣١- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تجھ پر ایسے حکام ہوں گے جو نمازوں کو مار ڈالیں گے۔'' یا یہ فرمایا: ...... ''ان میں تاخیر کریں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

٤٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلوٰة عن وقتها المختار . . . إلخ، ح:٦٤٨ من حديث حماد بن زيد به.

[1] حدیث (430) صفحہ (362) پر گزر چکی ہے۔

- أَوْ قال: يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ؟» - قُلْتُ: يَارسولَ الله! فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قال: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ [فَصَلِّهَا] فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ».

آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم نماز کو اس کے وقت میں پڑھ لیا کرنا اور اگر تم اسے ان کے ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لیا کرنا اور یہ تیرے لیے نفل ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایام فتنہ کی خبر دی ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار میں حکام وقت پر ثابت ہو چکی ہے اور اب حکام اور عوام سب ہی اس میں مبتلا ہیں۔ [إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبِّیْ] ② نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ''اس کی روح نکال دینے'' کے مترادف ہے' گویا اسے مار ڈالا گیا ہو اور ایسی نماز اللہ کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ ③ ایسی صورت میں جب حاکم یا اہل مسجد ''افضل اور مختار وقت'' کے علاوہ میں نماز ادا کرتے ہوں تو متبع سنت کو صحیح اور مختار وقت میں اکیلے ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ ④ اگر انسان مسجد میں یا ان کی مجلس میں موجود ہو تو ان کے ساتھ مل کر بھی پڑھ لے تاکہ فتنہ نہ ہو اور وحدت قائم رہے۔ ⑤ غیر معصیت کے امور میں حکام وقت کی اطاعت واجب ہے۔ ⑥ مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کوئی شرعی سبب موجود ہو تو ''عصر اور فجر'' کے بعد بھی نماز جائز ہے۔ ⑦ اسکی پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل، خواہ باجماعت ہی کیوں نہ پڑھی ہو۔

٤٣٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ إبراهِيمَ دُحَيْمٌ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حدثني حَسَّانُ يَعْنِي ابنَ عَطِيَّةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ سَابِطٍ، عن عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قال: قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بن جَبَلٍ الْيَمَنَ - رسولُ رَسُولِ الله ﷺ إِلَيْنَا. - قال: فَسَمِعْتُ تَكْبِيرَهُ مَعَ الْفَجْرِ، رَجُلٌ أَجَشُّ الصَّوْتِ. قال: فأُلْقِيَتْ عَلَيْهِ مَحَبَّتِي، فَمَا فَارَقْتُهُ حَتَّى دَفَنْتُهُ بِالشَّامِ مَيِّتًا، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى أَفْقَهِ النَّاسِ بَعْدَهُ، فأَتَيْتُ ابنَ مَسْعُودٍ فَلَزِمْتُهُ حَتَّى مَاتَ، فقال: قال لي رسولُ الله

۴۳۲- جناب عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں یمن میں تشریف لائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل بن کر آئے تھے۔ (عمرو) کہتے ہیں کہ نماز فجر میں' میں نے ان کی تکبیر سنی۔ وہ بھاری آواز والے تھے۔ ان کو مجھ سے محبت ہوگئی تو میں نے انہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑا حتی کہ شام میں انہیں (اپنے ہاتھوں سے) دفن کیا۔ ان کے بعد میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ آدمی پر نظر دوڑائی تو میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا اور ان کے ساتھ رہا' حتی کہ وہ بھی فوت ہوگئے، تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''تمہارا کیا حال ہو

٤٣٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٢٤، ١٢٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٧٦.

ﷺ: «كَيفَ بِكُمْ إِذَا أَتَتْ عَلَيْكُم أُمَراء يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ مِيقَاتِها؟» قُلْتُ: فمَا تأْمُرُنِي إِذَا أَدْرَكَنِي ذَلِكَ يَارسولَ الله؟ قال: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِميقَاتِهَا واجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً».

گا جب تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نمازوں کو بے وقت کر کے پڑھیں گے؟'' میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں، اے اللہ کے رسول! اگر مجھے ان حالات کا سامنا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا اور ان کے ساتھ کی نماز کو نفل سمجھنا۔''

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ایام فتنہ کی جو خاص اہم بات ذکر فرمائی وہ ''نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ہے۔'' سرے سے چھوڑ دینا تو اور زیادہ ظلم ہے۔ نبی علیہ السلام نے حکام کے دیگر ظلم و جور کو جن کا تعلق مال و آبرو سے ہو سکتا ہے ذکر نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ کے دین میں نماز کے مقابلے میں کسی اور چیز کی ایسی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین حق کی معرفت اور اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

٤٣٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن أَبي الْمُثَنَّى، عن ابنِ أُخْتِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، عن عُبَادَةَ ابنِ الصَّامِتِ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أخبرنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ الْمَعْنَى، عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ ابنِ يَسَافٍ، عن أَبي الْمُثَنَّى الْحِمْصِيِّ، عن أَبي أُبَيٍّ ابنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُم بَعْدِي أُمَراءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عن الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا».

۴۳۳- سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایک وقت آئے گا کہ تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جنہیں ان کے دیگر امور نماز سے مشغول رکھیں گے اور وہ انہیں بے وقت کر کے پڑھیں گے، لہٰذا تم نماز کو بروقت ادا کرنا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان کی معیت میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اگر تم چاہو۔'' اور سفیان کے الفاظ ہیں: اگر میں وہ نماز ان کے ساتھ پاؤں تو ان کے ساتھ مل کر پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اگر تم چاہو۔''

٤٣٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا أخروا الصلٰوة عن وقتها، ح: ١٢٥٧ من حديث منصور به.

فقال رَجُلٌ: يَارسولَ اللهِ! أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قال: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ». وقَال سُفْيَانُ: إِنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ [أَ] أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قال: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ».

فوائد ومسائل: ① یعنی اگر کوئی متبع سنت اپنی انفرادیت قائم رکھ سکتا ہو اور ایسے لوگوں پر حجت قائم کرتے ہوئے ان کے ساتھ شریک نہ ہوتا ہو تو جائز ہے اور اگر مل کر دوبارہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ نفل ہوگی جیسے کہ اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔ ② اس حدیث کی پہلی سند میں ایک راوی ہے "ابن اخت (بھانجا) عبادہ بن صامت۔" جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ اس کی بیوی کا بیٹا ہے جیسے کہ دوسری سند میں مذکور ہے۔

٤٣٤- حَدَّثَنا أَبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ يَعْني الزَّعْفَرَانِيَّ، حدثني صَالِحُ بنُ عُبَيْدٍ عَن قَبِيصَةَ بنِ وَقَّاصٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «تَكُونُ عَلَيْكُم أُمَراءُ مِنْ بَعْدِي، يُؤَخِّرونَ الصَّلاَةَ فَهِيَ لَكُم وَهِيَ عَلَيْهِمْ، فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلَّوُا الْقِبْلَةَ».

۴۳۴- حضرت قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تم پر ایسے حکام آئیں گے جو نمازوں میں تاخیر کریں گے۔ تو ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر ہوں گی جب کہ ان کے لیے وبال ہوں گی۔ پس تم ان کے ساتھ مل کر پڑھ لیا کرنا جب تک کہ وہ قبلہ رخ ہو کر نمازیں پڑھتے رہیں۔"

توضیح: تفصیل اوپر بیان ہوئی ہے اور ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر اس لیے ہوں گی کہ اس تاخیر میں تمہارا اپنا قصور نہیں ہوگا جب کہ ان حکام کے جبر کی وجہ سے تم ان کی مخالفت کی بھی جرأت نہ کر سکو گے۔ لہٰذا ان کی وجہ سے نماز میں تاخیر پر تم گناہ گار نہیں ہو گے بلکہ اس کا سارا وبال انہی پر ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا (التحفة ١١)

باب:۱۱- جو شخص نماز کے وقت میں سو تا رہ جائے یا نماز (پڑھنا) بھول جائے؟

٤٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا

۴۳۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

٤٣٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٣٧٥، ح: ٩٥٩ من حديث أبي الوليد الطيالسي به، وله شواهد عند البخاري، (فتح: ٢/ ١٨٧) وغيره.

٤٣٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوٰة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨٠ من حديث عبدالله بن وهب به.

ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهابٍ، عن ابنِ المُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَنَا الْكَرَى عَرَّسَ، وقال لِبِلَالٍ: «اكْلأْ لَنَا اللَّيْلَ». قال: فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رسولُ الله ﷺ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا، فَفَزِعَ رسولُ الله ﷺ فقال: «يَا بِلَالُ؟» فقال: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ يَا رسولَ الله! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا. ثُمَّ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ لَهُم الصَّلَاةَ وَصَلَّى لَهُمُ الصُّبْحَ. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قال: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ الله قال: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرَى».

اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک رات، رات بھر چلتے رہے' حتیٰ کہ جب ہم کو نیند آنے لگی تو آپ آرام کے لیے اتر گئے اور بلال (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ''آج رات ہمارا پہرہ دینا۔'' بیان کرتے ہیں کہ پھر بلال کی آنکھیں بھی ان پر غالب آ گئیں (یعنی سو گئے) اور وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے' چنانچہ نبی ﷺ جاگے' نہ بلال ہی اور نہ کوئی اور صحابی۔ حتیٰ کہ جب انہیں دھوپ لگی تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگنے والے تھے آپ گھبرائے اور فرمایا: ''اے بلال!'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی اسی چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر (نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم) وہاں سے چل دیے (اور کچھ دور جا کر اترے) تب آپ نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے انہیں فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جو شخص نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لیا کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرَى﴾ ''نماز قائم کرو جب یاد آئے۔''

قال يُونُسُ: وكَانَ ابنُ شِهَابٍ يَقْرَؤُهَا كَذَلِكَ. قال أَحْمَدُ: قال عَنْبَسَةُ - يَعْنِي عن يُونُسَ - في هذا الحديثِ: «لِذِكْرِي». قال أحمدُ: الْكَرَى: النُّعَاسُ.

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب اسی طرح ﴿لِلذِّكْرَى﴾ (الف مقصورہ کے ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ احمد نے بواسطہ عنبسہ، یونس سے ﴿لِذِكْرِيْ﴾ (یائے متکلم کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ (یعنی میری یاد کے لیے یا میری یاد آنے کے وقت۔) احمد کہتے ہیں کہ (متن حدیث میں وارد لفظ) ﴿الكَرٰى﴾ کا معنیٰ ''اونگھ'' ہے۔

٤٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ في هذا الخَبَرِ قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «تَحَوَّلُوا عن مَكَانِكُم الَّذِي أَصَابَتْكُم فيه الْغَفْلَةُ». قال: فأَمَرَ بِلالًا فأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى.

۴۳۶- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا قصے میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس جگہ سے نکل چلو جہاں تم پر غفلت طاری ہوئی ہے۔“ اس کے بعد آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان اور پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ ابنُ عُيَيْنَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ وَابنِ إِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمُ الأَذَانَ في حديثِ الزُّهْرِيِّ هذا، ولم يُسْنِدْهُ منهم أَحَدٌ إِلَّا الأَوْزَاعِيُّ وَأَبَانُ الْعَطَّارُ عن مَعْمَرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو مالک، سفیان بن عیینہ، اوزاعی اور عبدالرزاق نے معمر اور ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ مگر کسی نے بھی زہری کی اس روایت میں اذان کا ذکر نہیں کیا۔ اور معمر سے اوزاعی اور ابان عطار کے سوا کسی نے بھی اس کو بیان نہیں کیا ہے۔

٤٣٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنا أَبُو قَتَادَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ في سَفَرٍ لَهُ، فَمَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمِلْتُ مَعَهُ، فقال: «انْظُرْ». فَقُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ، هَذَانِ رَاكِبَانِ، هَؤُلَاءِ ثَلاثَةٌ، حَتَّى صِرْنَا سَبْعَةً، فقال: «احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا» يَعْنِي صَلَاةَ الْفَجْرِ فَضُرِبَ عَلَى آذَانِهِمْ، فَما

۴۳۷- سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے تو آپ راہ سے ایک طرف کو ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ ایک طرف کو ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ”ذرا دیکھو“ تو میں نے کہا: یہ ایک سوار (آ رہا) ہے۔ یہ دو ہیں اور وہ تین ہیں حتیٰ کہ ہم سات افراد ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ”ہماری نماز کا خیال کرنا“ یعنی نماز فجر کا۔ لیکن ان کے کان بند کر دیے گئے (یعنی سوتے رہ گئے) پس ان کو سورج کی کرنوں ہی نے جگایا۔ وہ اُٹھے اور کچھ وقت چلے، پھر اترے، وضو کیا اور

٤٣٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٨ من حديث أبي داود به، وصححه أبو عوانة: ٢/ ٢٥٣، ٢٥٤.

٤٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤١٠، ورواه حماد بن زيد عن ثابت به عند ابن ماجه، ح: ٦٩٨، والترمذي، ح: ١٧٧، وقال: "حسن صحيح"، ورواه مسلم كما سيأتي: ٤٤١.

أَيْقَظَهُمْ إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، فَقَامُوا فَسَارُوا هُنَيَّةً، ثُمَّ نَزَلُوا فَتَوَضَّئُوا، وَأَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّوا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوا الْفَجْرَ وَرَكِبُوا، فقال بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ فَرَّطْنَا في صَلَاتِنَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لا تَفْرِيطَ في النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ في الْيَقَظَةِ، فإِذَا سَهَا أَحَدُكُم عن صلاةٍ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذْكُرهَا وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ».

بلال نے اذان کہی۔سب نے فجر کی سنتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز ادا کی اور سوار ہو گئے۔تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے اپنی نماز میں بہت تقصیر کی ہے۔تو نبی ﷺ نے فرمایا:''سو جانے میں کوئی تقصیر (کوتاہی) نہیں ہے' تقصیر (کوتاہی) تب ہوتی ہے جب انسان جاگتا ہو۔لہٰذا جب تم میں سے کوئی نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب اسے یاد آئے پڑھ لے اور پھر (آئندہ کے لیے) اگلے دن اسے بروقت ہی ادا کرے۔''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ بشری تقاضوں سے بالا نہ تھے۔اس لیے سفری تکان کے باعث آرام کے لیے اترے۔ ② اس کے باوجود نماز بروقت ادا کرنے کی فکر دامن گیر رہی اور بلال رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے پابند فرمایا۔اور اس قسم کے عوارض کے موقع پر نماز کے لیے جاگنے کا اہتمام کر کے سونا چاہیے۔ ③ انسان کو کسی تقصیر پر معذرت کرنی پڑے تو خوبصورت انداز میں کرے۔ ④ مذکورہ اسباب کی وجہ سے کسی جگہ کو منحوس اور بے برکت سمجھنا جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا۔ ⑤ قضا نمازوں کے لیے جماعت کی صورت میں اذان کہنا بھی مستحب ہے۔پھر تکبیر کہی جائے اور جماعت کرائی جائے۔لیکن اذان کا یہ استحباب صرف سفر اور بے آباد علاقوں ہی کے لیے ہے۔عام مسجدوں میں (جو آبادیوں میں ہوں) وہاں بے وقت اذان دینا عوام کے لیے اضطراب اور تشویش کا باعث ہوگا۔ہاں اگر وہاں آہستگی سے مسجد کی چار دیواری کے اندر اس طرح اذان دے لی جائے کہ باہر آواز نہ جائے' تو وہاں بھی اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ⑥ سوتے رہ جانے یا بھول جانے کا قصور معاف ہے۔اور ایسی نمازوں کے لیے وقت وہی ہے جب جاگے یا یاد آئے اور جب وقت نکل ہی گیا تو شرعی ضرورت کے تحت قدرے تاخیر کر لینا بھی جائز ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اگلی وادی میں جا کر نماز پڑھی۔ ⑦ فجر کی سنتیں دیگر سنتوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہیں کہ سفر میں بھی نہیں چھوڑی گئیں۔

٤٣٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بنُ شَيْبَانَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ سُمَيْرٍ قال: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الله بنُ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيُّ مِنَ

۴۳۸-جناب خالد بن سمیر راوی ہیں کہ مدینہ سے عبداللہ بن رباح انصاری رحمہ اللہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور انصار انہیں فقیہ گردانتے تھے۔انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ابو قتادہ

٤٣٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٦، ٢١٧.

الْمَدِينَةِ - وكانت الأنصارُ تُفَقِّهُهُ - فحدَّثنا، قال: حَدَّثَنِي أَبُو قَتَادَةَ الأَنْصَارِيُّ فَارِسُ رسولِ الله ﷺ قال: بَعَثَ رسولُ الله ﷺ جَيْشَ الأُمَرَاءِ، بهذه الْقِصَّةِ، قال: فَلَمْ تُوقِظْنَا إِلَّا الشَّمْسُ طَالِعَةً، فَقُمْنَا وَهِلِينَ لِصَلَاتِنَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «رُوَيْدًا رُوَيْدًا»، حَتَّى إِذَا تَعَالَتِ الشَّمْسُ قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ مِنْكُم يَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَرْكَعْهُمَا»، فَقَامَ مَنْ كَانَ يَرْكَعُهُمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَرْكَعُهُمَا، فَرَكَعَهُمَا، ثُمَّ أَمَرَ رسولُ الله ﷺ أَنْ يُنَادَى بالصَّلَاةِ فَنُودِيَ بِهَا، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فَصَلَّى بِنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: «أَلَا! إِنَّا نَحْمَدُ الله أَنَّا لَمْ نَكُنْ في شَيْءٍ مِن أُمُورِ الدُّنْيَا يَشْغَلُنَا عن صَلَاتِنَا وَلٰكِنْ أَرْوَاحُنَا كَانَتْ بِيَدِ الله فأَرْسَلَهَا أَنَّى شَاءَ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُم صَلَاةَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحًا فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا».

انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''جیش الامراء'' روانہ فرمایا۔ اور یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ ہمیں سورج ہی نے طلوع ہو کر جگایا۔ اور ہم گھبرا کر نماز کے لیے اُٹھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''خیال سے، سنبھل کر۔'' حتیٰ کہ جب سورج اونچا آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔'' تو جو پہلے پڑھا کرتا تھا اس نے پڑھیں اور جو نہ پڑھتا تھا اس نے بھی پڑھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان کہی جائے تو اذان کہی گئی اور آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ''ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں کہ ہم دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ تھے کہ نماز ہم سے رہ گئی بلکہ ہماری روحیں اللہ کے ہاتھ میں تھیں تو اس نے جب چاہا انہیں چھوڑ دیا، لہٰذا جو تم میں سے کل کو صحت وسلامتی کے ساتھ نماز فجر پائے اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً تو صحیح ہے علاوہ ازیں دیگر صحیح روایات میں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ لیکن اس روایت میں اس کے راوی خالد بن سمیر کو بیانِ واقعہ میں تین مقامات پر وہم ہوا ہے۔ (الف) کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش الامراء روانہ فرمایا۔ (ب) جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے، پڑھ لے۔ (ج) اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔ گویا اس لشکر کو ''جیش الامراء'' قرار دینا، صبح کی سنتوں کے بارے میں اختیار دینا اور اسی طرح دوسرے دن فجر کی نماز کے ساتھ اس فجر کی نماز کی قضا دینے کا حکم، یہ تینوں باتیں صحیح نہیں ہیں۔ ان اوہام سے قطع نظر یہ روایت صحیح ہے۔ انہی اوہام کی وجہ سے غالباً شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے شاذ قرار دیا ہے۔ اس لیے فوت شدہ نماز جاگ آنے یا یاد آنے ہی پر ادا کی جانی چاہیے جیسا کہ صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اسے اگلے دن کی اسی نماز تک مؤخر کرنا درست

نہیں ہے۔ ② [جَيْشُ الْأُمَرَاءِ] سے بالعموم غزوۂ مُوتہ مراد لیا گیا ہے جبکہ صاحب بذل المجہود مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا خیال ہے کہ غزوہ خیبر بھی [جَيْشُ الْأُمَرَاءِ] ہوسکتا ہے ③ دنیا کے کسی کام میں مشغولیت کی وجہ سے نماز میں تاخیر کر دینا بہت بڑی نحوست ہے اور اپنی جان پر ایک بھاری ظلم' کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس موقع پر درد شقیقہ کے عارضہ میں مبتلا تھے تو پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر ؓ اور ان کے بعد حضرت علی ؓ کو جھنڈا دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم.

٤٣٩- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عن حُصَيْنٍ، عن ابنِ أَبي قَتَادَةَ، عن أَبي قَتَادَةَ في هَذا الخَبرِ قَالَ فقال: «إِنَّ الله قَبَضَ أَرْوَاحَكُم حَيثُ شَاء وَرَدَّهَا حَيْثُ شَاءَ، قُمْ فَأَذِّنْ بالصَّلاَةِ»، فَقَامُوا فَتَطَهَّروا، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بالنَّاسِ.

۴۳۹- جناب ابن ابی قتادہ (اپنے والد) حضرت ابوقتادہ ؓ سے راوی ہیں' انہوں نے اس خبر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جب چاہا تمہاری روحیں قبض کر لیں اور جب چاہا لوٹا دیں، لہٰذا اُٹھو اور نماز کے لیے اذان کہو۔'' چنانچہ وہ اُٹھے اور وضو کیا حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

٤٤٠- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا عَبْثَرٌ عن حُصَيْنٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبي قَتَادَةَ، عن أَبيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: فَتَوَضَّأَ حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ.

۴۴۰- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد حضرت ابوقتادہ ؓ سے وہ نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ آپ نے وضو فرمایا جب کہ سورج اونچا آ گیا پھر انہیں نماز پڑھائی۔

فوائد ومسائل: نیند میں روح قبض کر لی جاتی ہے مگر جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى، إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾(الزمر: ۴۲) ''اللہ تعالیٰ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرے (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے' ان کو روک لیتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔'' ② جب جاگنے والا ایسے تنگ وقت میں جاگا کہ سورج طلوع یا غروب ہوا چاہتا ہے' تو اس حالت میں اگر وہ طلوع یا غروب ہونے کا انتظار کر لے' تو جائز ہے۔

٤٣٩ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، التوحيد، باب: في المشيئة والإرادة، ح: ٧٤٧١ من حديث حصين به.
٤٤٠ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] انظر الحديث السابق.

٤٤١- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ - وَهُوَ الطَّيالِسِيُّ - حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ يَعْنِي ابنَ الْمُغِيرَةِ، عن ثابتٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عن أَبي قَتَادَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَيْسَ في النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ في الْيَقَظَةِ أَنْ تُؤَخَّرَ صَلَاةٌ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرَى».

۴۴۱- جناب عبداللہ بن رباح حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نیند میں قصور نہیں۔ قصور جاگنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ (وہ اس طرح) کہ تم کسی نماز کو اس حد تک مؤخر کر دو کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔''

٤٤٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّها إِذَا ذَكَرَها لا كَفَّارَةَ لَها إِلَّا ذَلِكَ».

۴۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز کو بھول جائے تو وہ اسے اسی وقت ادا کرے جب یاد آ جائے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔''

فائدہ: روزے اور حج کی طرح نماز کا کوئی مالی یا بدنی کفارہ نہیں ہے۔ کوئی دوسرا کسی کی جانب سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔

٤٤٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن عِمْرانَ بن حُصَيْنٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ في مَسِيرٍ لَهُ فَنَامُوا عن صَلاةِ الْفَجْرِ فَاسْتَيْقَظُوا بِحَرِّ الشَّمْسِ، فَارْتَفَعُوا قَلِيلًا حَتَّى اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ

۴۴۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے کہ لوگ صبح کی نماز کے وقت سوئے رہے اور سورج کی گرمی سے جاگے۔ پھر کچھ چلے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا۔ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی اور فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اقامت ہوئی اور نماز فجر پڑھائی۔

٤٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوٰة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨١ من حديث سليمان بن المغيرة به.

٤٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوٰة، باب من نسي صلاةً فليصل إذا ذكر . . . الخ، ح: ٥٩٧، ومسلم، المساجد، باب قضاء الصلوٰة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨٤ من حديث همام بن يحيى به.

٤٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣١ من حديث يونس بن عبيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٩٤، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٥٩، والحاكم: ١/ ٢٧٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد الحسن البصري وهشام بن حسان مدلسان، وعنعنا.

فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَقَامَ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ.

٤٤٤- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ صالحٍ - وهذا لَفْظُ عَبَّاسٍ - أَنَّ عَبْدَ الله بنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُمْ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ، يَعْني الْقِتْبانِيَّ؛ أَنَّ كُلَيْبَ بنَ صُبْحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الزِّبْرِقَانَ حَدَّثَهُ عن عَمِّهِ عَمْرِو ابنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قال: كُنَّا مَعَ رسولِ الله ﷺ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَنَامَ عن الصُّبْحِ حتى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ رسولُ الله ﷺ فقال: «تَنَحُّوا عن هَذَا المَكَانِ». قال: ثُمَّ أَمَرَ بِلالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ تَوَضَّؤُوا وَصَلَّوا رَكْعَتَي الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِلالًا فأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ صَلاةَ الصُّبْحِ.

۴۴۴- جناب زبرِقان نے اپنے چچا حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ صبح کے وقت میں سوئے رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ جب آپ جاگے تو فرمایا: ”اس جگہ سے دور ہو چلو۔“ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی۔ پھر سب نے وضو کیا اور فجر کی سنتیں پڑھیں۔ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور (آپ نے) انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔

٤٤٥- حَدَّثَنا إبراهيمُ بنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ: حدثنا حَرِيزٌ؛ ح: وحدثنا عُبَيْدُ بنُ أَبي الْوَزِيرِ: حدثنا مُبَشِّرٌ يَعْني الْحَلَبِيَّ: حدثنا حَرِيزٌ يَعْني ابنَ عُثْمَانَ: حدثني يَزِيدُ بنُ صالحٍ عن ذِي

۴۴۵- یزید بن صالح نے حضرت ذی مخمر حبشی رضی اللہ عنہ سے اور یہ نبی ﷺ کے خادم تھے۔ اس قصے میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے وضو کیا' اور مختصر وضو کہ اس سے مٹی بھی اچھی طرح گیلی نہ ہوئی۔ پھر بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی۔ پھر نبی ﷺ اُٹھے اور سکون سے دو رکعتیں

٤٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٩ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٤٧٤.

٤٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٢٠، ح: ٤٧٥، وللحديث شواهد * يزيد بن صالح مجهول الحال لا يعتبر به، ولم يثبت توثيقه عن أبي داود، ولأصل الحديث شواهد.

مِخْبَرِ الْحَبَشِيِّ، -وكَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ- في هذا الخبرِ قال: فَتَوَضَّأَ - يَعْني النَّبِيَّ ﷺ وُضُوءًا لَمْ يَلْثَ مِنْهُ التُّرَابُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلالًا فأَذَّنَ، ثُمَّ قامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ عَجِلٍ، ثُمَّ قال لِبِلَالٍ: «أَقِمِ الصَّلَاةَ»، ثُمَّ صَلَّى وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ.

پڑھیں۔ پھر بلال سے فرمایا: ''اقامت کہو۔'' تب آپ نے نماز پڑھائی اور آپ جلدی میں نہ تھے۔

قال: عن حَجَّاج، عن يَزِيدَ بنِ صُلَيْحٍ: حدثني ذُو مِخْبَرٍ - رَجُلٌ مِنَ الْحَبَشَةِ. - وقال عُبَيْدٌ: يَزِيدُ بنُ صالحٍ.

(ابراہیم نے اپنی سند میں) کہا حجاج عن يزيد ابن صليح حدثني ذو مخبر...... یہ ایک حبشی فرد تھا...... اور عبید نے سند میں (راوی کا نام) یزید بن صالح بیان کیا ہے۔

فائدہ: قضا نماز بھی انسان کو سکون، اطمینان اور اعتدال سے ادا کرنی چاہیے۔

٤٤٦- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حدثنا الْوَلِيدُ عن حَرِيزٍ يَعْني ابنَ عُثْمَانَ، عن يَزِيدَ بنِ صُلَيْحٍ، عن ذِي مِخْبَرٍ ابنِ أَخِي النَّجَاشِيِّ في هذا الخَبَرِ قال: فأَذَّنَ وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ.

٤٤٦- جناب یزید بن صلیح نے حضرت ذی مخبر یعنی نجاشی کے بھتیجے سے اس خبر میں بیان کیا۔ کہا: تو اس نے اذان کہی اور وہ جلدی میں نہ تھے۔

٤٤٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حدثنا شُعْبَةُ عن جَامِعِ بنِ شَدَّادٍ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أَبي عَلْقَمَةَ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ قال: أَقْبَلْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ،

٤٤٧- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیبیہ کے دنوں میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو آپ نے فرمایا: ''ہمارا پہرہ کون دے گا؟'' بلال نے کہا: میں۔ چنانچہ باقی سب سو رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ پس نبی ﷺ جاگے اور فرمایا: ''اسی طرح کرو جس طرح

٤٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٤٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨٥٣ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ١/ ٤٦٤ عن محمد بن جعفر به.

فقال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ يَكْلَؤُنَا؟» فقال بلالٌ: أَنَا. فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «افْعَلُوا كما كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ». قال: فَفَعَلْنَا. قال: فَكَذَلِكَ فَافْعَلُوا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ.

کہ (اس سے پہلے) کیا کرتے تھے۔'' چنانچہ ہم نے اسی طرح کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جو سو جائے یا بھول جائے تو ایسے ہی کیا کرے۔''

فائدہ: ہنگامی حالات میں قائد اور اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ پرسکون اور بااعتماد رہا کریں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- تعمیر مساجد کا بیان

٤٤٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عن أَبِي فَزَارَةَ، عن يَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ المَسَاجِدِ».

۴۴۸- سیدنا ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کو بہت زیادہ پختہ تعمیر کروں۔''

قال ابنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كما زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى.

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا تم انہیں ضرور مزین کرو گے جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے (اپنے عبادت خانے) مزین کیے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس میں جو بات کہی گئی ہے، وہ صحیح ہے کیونکہ وہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② اللہ کی حکمت کہ ہمیں ایسے حالات کا سامنا ہے کہ اس بدعت کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور بعض مساجد کو اس حد تک بلند و بالا اور مزین کیا جاتا ہے کہ ایک عام آدمی ان میں آ کر ان کے فن تعمیر اور دیگر آرائشوں ہی میں کھو جاتا ہے گویا کسی شاہی محل میں آیا ہو اور کچھ لوگ تو ان کی زیارت ہی بطور سیاح کے کرتے ہیں۔ ﴿لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ تاہم واقعی شرعی ضرورت کے تحت مسجد کو مضبوط بنانا، وسیع کرنا اور موسم کی مناسبت سے نمازیوں کے لیے ضروری سہولتوں کا مہیا کرنا یقیناً مباح ہے

٤٤٨ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالرزاق، ح: ٥١٢٧ عن سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٥، وعلقه البخاري في صحيحه (٢/ ٥٣٩، فتح)، وللحديث طرق * سفيان الثوري مدلس، وعنعن.

اور جگہ کی تنگی کے باعث اسے اونچا کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ سورۂ نور میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿فِیْ بُیُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾ (نور: ۳۶) ''ان گھروں میں جنھیں بلند کیے جانے اور وہاں اللہ تعالیٰ کا نام لیے جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان میں صبح وشام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔'' مگر ایسی تمام تعمیری زینتوں سے بچنا ضروری ہے جو نمازیوں کو اللہ کے ذکر اور عبادت سے پھیر دینے والی ہوں۔

٤٤٩- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أَيُّوبَ، عن أَبي قِلَابَةَ، عن أَنَسٍ وَقَتَادَةَ، عن أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تَقُومُ السَّاعةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ في المَسَاجِدِ».

۴۴۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مساجد میں باہم فخر نہیں کرنے لگیں گے۔''

فائدہ: ''مساجد میں فخر'' یعنی مساجد کے بارے میں لوگ ایک دوسرے پر فخریہ باتیں کریں گے مثلاً ہماری مسجد بڑی ہے، اونچی ہے، خوبصورت ہے وغیرہ۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مساجد میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے کی بجائے فخریہ قسم کی باتیں کیا کریں گے اور دونوں ہی صورتیں بہت بری ہیں۔

٤٥٠- **حَدَّثَنا** رَجَاءُ بنُ المُرَجَّا: حدثنا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ مُحَمَّدُ بنُ مُحَبَّبٍ: حدَّثنا سَعِيدُ بنُ السَّائِبِ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عِيَاضٍ، عن عُثْمانَ بنِ أَبي الْعَاصِ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَاغِيتُهُمْ.

۴۵۰- جناب محمد بن عبد اللہ بن عیاض حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ طائف کی مسجد اس جگہ بنائی جائے جہاں ان کے بت ہوتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ بات دوسرے دلائل کی رُو سے صحیح ہے۔ طائف کی یہ

٤٤٩ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ١١٤، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٨٢، ورواه ابن ماجه، ح: ٧٣٩، والنسائي، ح: ٦٩٠ من حديث حماد بن سلمة عن أيوب عن أبي قلابة عن أنس به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٨.

٤٥٠ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ٧٤٣ من حديث أبي همام الدلال به * محمد بن عبدالله بن عياض مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

مسجد بھی وہیں تعمیر ہوئی تھی جہاں لات بت کا بت خانہ اور آستانہ تھا۔ اس بت خانہ کی جگہ مسجد کا بایاں منارہ پڑتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ میں کفار کے معابد کو مساجد میں تبدیل کرنا جائز ہے' بالخصوص اس صورت میں جب کہ کسی ملک کو فتح کیا جائے۔ اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے بھی ہندوستان میں کفار کے معابد پر مساجد تعمیر کرائیں۔ (عون المعبود)

٤٥١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ وَمُجَاهِدُ بنُ مُوسَى - وَهُوَ أَتَمُّ - قالا: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا أَبي عن صالحٍ قال: أخبرنا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ المَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ مَبْنِيًّا باللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَعَمَدُهُ. - قال مُجَاهِدٌ: عُمُدُهُ- مِنْ خُشُبِ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فيه أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فيه عُمَرُ: وَبَنَاهُ عَلَى بِنَائِهِ في عَهْدِ رسولِ الله ﷺ باللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عَمَدَهُ، - وقال مُجَاهِدٌ: عُمُدَهُ - خَشَبًا، وَغَيَّرَهُ عُثْمانُ فَزَادَ فيه زِيادَةً كَثِيرَةً: وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عَمَدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقْفَهُ بالسَّاجِ قال مُجَاهِدٌ: وَسَقَّفَهُ السَّاجَ.

۴۵۱- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کے ستون کھجوروں کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جبکہ حضرت عمر ؓ نے اس میں اضافہ کیا مگر اسے ویسے ہی بنایا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی مگر اس کے ستون بدل دیے اور لکڑی کے لگائے۔ اور حضرت عثمان ؓ نے اس (تعمیر) کو بدل دیا اور بہت زیادہ اضافہ کیا۔ اور اس کی دیواریں اور ستون منقش پتھروں اور چونے سے بنائے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنائی۔

مجاہد کے لفظ ہیں: [وَسَقَّفَهُ السَّاجَ] ''اور ساگوان سے اس کی چھت بنائی۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: الْقَصَّةُ: الْجَصُّ.

امام ابوداود ؒ نے فرمایا کہ لفظ حدیث [اَلْقَصَّةُ] کا معنی [اَلْجَصُّ] یعنی ''گچ ہے۔''

فائدہ: علامہ ابن بطال وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت دلیل ہے کہ تعمیر مساجد اور ان کی آرائش ہمیشہ میانہ روی سے ہونی چاہیے۔ باوجودیکہ حضرت عمر ؓ کے دور میں فتوحات کے باعث مال کی بہتات تھی مگر انہوں نے مسجد کو تبدیل نہیں کیا۔ صرف چھت کی شاخیں اور بوسیدہ ستون تبدیل کیے۔ ان کے بعد حضرت عثمان ؓ نے اس کی

٤٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب بنيان المسجد، ح: ٤٤٦ من حديث يعقوب بن إبراهيم به.

تنگ دامانی کے باعث اسے وسیع اور خوبصورت بنایا مگر اس میں کوئی غلو نہ تھا، اس کے باوجود بعض صحابہ نے ان پر تنقید کی۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ولید بن عبدالملک بن مروان پہلا شخص ہے جس نے مساجد کو آراستہ کیا اور یہ صحابہ کا بالکل آخری دور ہے، مگر اکثر اہل علم فتنے کے خوف سے خاموش رہے۔ (عون المعبود) کچھ نے نقد بھی کیا۔

٤٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمٍ: حدثنا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُوسَى عن شَيْبَانَ، عن فِرَاسٍ، عن عَطِيَّةَ، عن ابنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ سَوَارِيهِ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ مِنْ جُذُوعِ النَّخْلِ، أَعْلَاهُ مُظَلَّلٌ بِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ في خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَبَنَاهَا بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَبِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ في خِلَافَةِ عُثْمانَ فَبَنَاهَا بالآجُرِّ فَلَمْ تَزَلْ ثَابِتَةً حَتَّى الآنَ.

۴۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کے ستون کھجوروں کے تنوں کے تھے، جن پر کھجوروں کی شاخوں سے چھت ڈالی گئی تھی۔ پھر جب یہ بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت ابوبکر ؓ کے دور میں تنوں اور شاخوں کو بدل دیا گیا (اور اس کی سابقہ بنا میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی)۔ یہ پھر بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت عثمان ؓ کے دور میں انہوں نے اسے پختہ اینٹوں سے بنوایا اور یہ تا حال اس پر قائم ہے۔ (یعنی ابن عمر نے جب یہ روایت بیان کی تو اس وقت تک وہی تعمیر باقی تھی۔)

٤٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَبِي التَّيَّاحِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قَدِمَ رسولُ الله ﷺ المَدِينَةَ، فَنَزَلَ فِي عُلْوِ المَدِينَةِ، فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ فِيهِم أَرْبَعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ سُيُوفَهُمْ، فقال أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رسولِ الله ﷺ عَلَى

۴۵۳- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور (پہلے) اس کی بالائی جانب قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام فرمایا۔ ان کے ہاں چودہ راتیں (دو ہفتے) مقیم رہے۔ پھر آپ نے بنو نجار کو پیغام بھجوایا تو وہ (اپنی روایات کے مطابق استقبال کے لیے تیار ہو کر) تلواریں اپنے گلوں میں حمائل کیے ہوئے آئے۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں گویا (وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے) میں

٤٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٢/ ٥٤١ من حديث أبي داود به * عطية بن سعد العوفي: "تابعي معروف، ضعيف الحفظ، مشهور بالتدليس القبيح" قاله الحافظ ابن حجر في المدلسين.

٤٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ح: ٤٢٨ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب ابتناء مسجد النبي ﷺ، ح: ٥٢٤ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.

رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وكَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي في مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَإِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ المَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ، قال: «يابَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا»، فقالُوا: والله! لا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى الله. قال أَنَسٌ: وكَانَ فيه ما أَقُولُ لَكُم: كَانَتْ فيه قُبُور الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَتْ فيه خَرِبٌ، وكَانَتْ فيه نَخْلٌ، فأَمَرَ رسولُ الله ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، وَبالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصُفِّفَ النَّخْلُ قِبْلَةَ المَسْجِدِ، وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ ويقولُ: «اللَّهُمَّ لا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَهِ، فَانْصُرِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَه».

رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی سواری پر ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنونجار کے معززین آپ کے اردگرد ہیں' حتیٰ کہ آپ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے احاطے میں نزول فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا' پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھتے تھے، پھر آپ نے مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا اور بنونجار کو بلوایا اور کہا: ''تم مجھ سے اپنے اس باغ کا سودا کرلو۔'' انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم اس کی قیمت صرف اللہ عزوجل ہی سے لیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور اس میں وہ کچھ تھا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں یعنی مشرکین کی قبریں، کھنڈر اور کھجوروں کے درخت۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے متعلق حکم دیا اور انہیں اکھیڑ دیا گیا، کھنڈر برابر کر دیے گئے اور کھجوریں کاٹ دی گئیں اور ان کے تنوں کو قبلہ رخ قطار سے رکھ دیا گیا۔ اور دروازے کے دونوں کنارے پتھروں سے چنے گئے اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو تعمیر میں شریک تھے) پتھر ڈھوتے تھے اور مل کر اشعار پڑھتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے: [اَللّٰهُمَّ لَاخَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الآخِرَهْ' فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ] ''اے اللہ! خیر تو بس وہی ہے جو آخرت میں ملے، پس تو انصار ومہاجرین کی نصرت فرما۔''

٤٥٤- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أَبِي التَّيَّاحِ، عن

۴۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کا احاطہ دراصل بنی نجار کا باغ تھا اور اس

٤٥٤ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ٧٤٢ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث السابق.

أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ مَوْضِعُ المَسْجِدِ حَائِطًا لِبَنِي النَّجَّارِ، فيه حَرْثٌ وَنَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، فقال رَسولُ الله ﷺ: «ثَامِنُونِي بِهِ»، فقالُوا: لا نَبْغِي بِهِ ثَمَنًا، فَقُطِعَ النَّخْلُ وَسُوِّيَ الْحَرثُ، وَنُبِشَ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وساقَ الحديثَ، وقال: «فَاغْفِرْ» مَكَانَ «فَانْصُرْ».

میں کچھ کھیتی، کھجوریں اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے اس کی قیمت لے لو۔'' تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ چنانچہ کھجوریں کاٹ دی گئیں، کھیتی کو برابر کر دیا گیا اور مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا...... اور پوری حدیث بیان کی۔ (مذکورہ شعر میں) [فَانْصُر] کی جگہ [فَاغْفِر] کا لفظ بیان کیا ہے۔ یعنی ''بخش دے۔''

قال مُوسَى: حدثنا عَبْدُ الوارِثِ بِنَحْوِهِ، وكَانَ عَبْدُ الوارِثِ يقولُ: خَرِبٌ وَزَعمَ عَبْدُ الوارِثِ أَنَّهُ أَفَادَ حَمَّادًا هذا الحديثَ.

موسیٰ (بن اسمٰعیل) کہتے ہیں کہ عبدالوارث نے ہم سے اس کی مانند بیان کیا اور عبدالوارث [خَرِبٌ] ''کھنڈر'' بیان کرتے تھے (نہ کہ [حَرْث]) اور کہتے تھے کہ میں نے ہی حماد کو یہ حدیث بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے باوجود انصار کے محبوب ہونے کے، ان کے قطعۂ زمین پر جبراً یا بغیر اجازت کوئی تصرف نہیں فرمایا۔ اسی لیے معروف مسئلہ ہے کہ ''غصب کردہ زمین میں نماز جائز نہیں۔'' ② قبر پر یا قبرستان میں نماز جائز نہیں، اسی لیے نبی ﷺ نے قبریں کھدوا ڈالیں۔

(المعجم ١٣) - باب اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- محلوں میں مساجد بنانے کا بیان

٤٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ عن زَائِدَةَ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالت: أَمَرَ رسولُ الله ﷺ بِبِنَاءِ المَسَاجِدِ فِي الدُّورِ، وَأَنْ تُنظَّفَ وَتُطَيَّبَ.

۴۵۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور انہیں پاکیزہ، صاف ستھرا اور معطر رکھا جائے۔

٤٥٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما ذكر في تطييب المساجد، ح: ٥٩٤، وابن ماجه، ح: ٧٥٨ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٦.

٤٥٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حدثنا يَحْيَىٰ يَعْنِي ابنَ حَسَّانٍ: حدثنا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى: حدثنا جَعْفَرُ بنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أَبيهِ سُلَيْمَانَ بنِ سَمُرَةَ، عن أَبيهِ سَمُرَةَ قال: إِنَّهُ كَتَبَ إِلَى بَنِيهِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بالمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا في دُورِنَا، وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا.

۴۵۶- جناب سلیمان بن سمرہ اپنے والد حضرت سمرہ (بن جندب) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سمرہ نے اپنے بیٹوں کی طرف لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعمیر مساجد کا حکم دیا کرتے تھے کہ محلے میں ان کی تعمیر کریں اور ان کی عمارت عمدہ بنائیں اور انہیں پاکیزہ رکھیں۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث میں لفظ [دُور] سے مراد ''محلے'' ہیں جو کہ ''دار'' کی جمع ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ﴾ (الاعراف:۱۴۵) ''میں عنقریب تمہیں فاسقوں کے گھر (منازل) دکھاؤں گا۔'' اور جس جگہ میں قبیلے کے کئی گھر آباد اور جمع ہوں اسے ''دار'' کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس حکم کے بعد [مَابَقِيَتْ دَارٌ اِلَّا بُنِيَ فِيْهَا مَسْجِدٌ] ''ہر ہر محلے میں مسجدیں بن گئیں۔'' اور ظاہر ہے کہ مرکزی مسجد فاصلے پر ہو تو عام کام کاج والوں کے لیے اس میں پہنچنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا محلے کی قریبی مسجد میں پہنچ کر جماعت کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لفظ [دُوْر] کے دوسرے معنی ''ہر ہر گھر'' بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہر گھر میں نماز کے لیے جگہ خاص ہونی چاہیے اور اسے پاک صاف رکھا جائے تاکہ گھر کے افراد وہاں نماز پڑھ سکیں، مگر محدثین کے ہاں پہلے معنی ہی راجح ہیں۔ ② مساجد کا ادب یہ ہے کہ ان کی تعمیر غلو سے پاک، خوش منظر، وسیع اور روشن ہو اور اسے ظاہر اور باطن ہر لحاظ سے پاک صاف رکھا جائے۔ بخلاف دیگر مذاہب کے معابد کے کہ ان میں یہ اہتمام کم ہی ہوتا ہے، مثلاً ہندوؤں کے مندر وغیرہ۔

(المعجم ١٤) - **بَابٌ: فِي السُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ** (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- مساجد میں روشنی کا اہتمام کرنا

٤٥٧- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا مِسْكِينٌ

۴۵۷- حضرت میمونہ (بنت سعد رضی اللہ عنہا) نبی ﷺ کی

٤٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٥٢، ح: ٧٠٢٦ من حديث يحيى بن حسان به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق * خُبَيب مجهول وجعفر بن سعد ضعيف، والحديث السابق يغني عنه.

٤٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الصلوة في مسجد بيت المقدس، ح: ١٤٠٧ من حديث زياد به، وصححه البوصيري * عثمان لم يصرح بالسماع من ميمونة رضي الله عنها.

عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن زِيَادِ بنِ أَبي سَوْدَةَ، عن مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يارسولَ الله! أَفْتِنَا في بَيْتِ المَقْدِسِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «ائْتُوهُ فَصَلُّوا فيهِ» - وكَانَتِ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا - «فإِنْ لَمْ تَأْتُوهُ وَتُصَلُّوا فِيهِ، فَابْعَثُوا بِزَيْتٍ يُسْرَجُ في قَنَادِيلِهِ».

خادمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے متعلق ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا: ''وہاں جاؤ، تو وہاں نماز پڑھو......'' اور اس زمانے میں یہ علاقہ دار الحرب تھا...... (فرمایا:) ''اگر وہاں نہ جاسکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو وہاں کے لیے تیل ہی بھیج دو کہ اس کے چراغوں میں ڈالا جائے۔''

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي حَصَى الْمَسْجِدِ (التحفة ١٥)

باب:١٥-مسجد میں کنکریاں بچھانا

٤٥٨- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ تَمَّامِ بنِ بَزِيعٍ: حدثنا عُمَرُ بنُ سُلَيْمٍ الْبَاهِلِيُّ عن أَبي الْوَلِيدِ قال: سَأَلْتُ ابنَ عُمَرَ عن الحَصَى الَّذِي في المَسْجِدِ، فقال: مُطِرْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَصْبَحَتِ الأَرْضُ مُبْتَلَّةً، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْحَصَى في ثَوْبِهِ [فَيَبْسُطُهُ] تَحْتَهُ، فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ الصَّلَاةَ قال: «ما أَحْسَنَ هَذَا!».

۴۵۸- جناب ابوالولید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے مسجد میں کنکریوں کے متعلق پوچھا (کہ بچھائی جائیں یا نہیں) تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک رات بارش ہوگئی اور زمین گیلی ہوگئی تو ہر آدمی اپنے کپڑے میں کنکریاں لے آتا اور اپنے نیچے بچھالیتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کس قدر اچھا کام ہے یہ۔''

٤٥٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ قالا: أخبرنا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ قال: كَانَ يُقَالُ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَخْرَجَ الْحَصَى مِنَ المَسْجِدِ يُنَاشِدُهُ.

۴۵۹- جناب ابوصالح کا بیان ہے کہ کہا جاتا تھا جب کوئی آدمی مسجد سے کنکریاں باہر نکالتا ہے تو یہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں (کہ ہمیں مت نکالو)۔

٤٥٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٩٨ * نقل ابن التركماني عن ابن القطان (الفاسي) عن ابن الجارود ما نصه: عمرو بن سليم لم يسمعه من أبي الوليد، فالسند معلل.

٤٥٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * الأعمش مدلس كما تقدم ح: ١٤ وعنعن هاهنا.

ملحوظہ: یہ ابوصالح تابعی کا قول (مقطوع) ہے، نہ کہ مرفوع حدیث۔

٤٦٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الصَّاغَانِيَّ: حدثنا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بنُ الْوَلِيدِ: حدثنا شَرِيكٌ: حَدَّثَنا أَبُو حَصِينٍ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، - قال أَبُو بَدْرٍ: أُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - قال: «إِنَّ الْحَصَاةَ لَتُنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ المَسْجِدِ».

۴۶۰- جناب ابوصالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ابوبدر (سند کے ایک راوی) نے کہا، میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے مرفوع بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو آدمی کنکریوں کو مسجد سے نکالتا ہے تو وہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔''

(المعجم ١٦) - باب كَنْسِ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- مسجد میں جھاڑو دینے کا بیان

٤٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْخَزَّازُ: حدثنا عَبْدُ المَجِيدِ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ أَبِي رَوَّادٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن المُطَّلِبِ بنِ عَبْدِ الله بنِ حَنْطَبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ المَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرَ ذنبا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا».

۴۶۱- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''مجھے میری امت کے ثواب (اور نیکیاں) دکھائی گئیں، حتیٰ کہ ایک تنکا بھی جو کوئی مسجد سے نکالتا ہے۔ (یہ بھی نیکیوں میں شامل تھا) اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کہ ایک آدمی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو اور وہ اسے بھلا دے۔''

٤٦٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٤٧٨ من حديث أبي داود به * شك أبوبدر في رفعه، فالسند معلل.

٤٦١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب: لم أر ذنبًا أعظم من سورة أوتيها رجل ثم نسيها، ح: ٢٩١٦ عن عبدالوهاب الوراق البغدادي به وقال: "غريب" * ابن جريج، مدلس كما تقدم، ح: ١٩ ولم يسمع من المطلب شيئًا، والمطلب لم يسمع من أنس رضي الله عنه، ومع ذلك صححه ابن خزيمة ح: ١٢٩٧، وانظر النكت الظراف: ١/ ٤٠٧.

فوائد ومسائل: ① امام ترمذی نے اس روایت کو "غریب" مگر امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ علامہ خطابی ناقل ہیں کہ امام بخاری اور دیگر کہتے ہیں کہ مطلب بن عبداللہ کو کسی صحابی سے سماع حاصل نہیں ہے۔ نیز عبدالمجید بن عبدالعزیز پر بھی کلام ہے، بہرحال دوسری صحیح روایات سے مسجد کی صفائی ستھرائی کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ ایک صحابیہ نے مسجد کی صفائی کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث:۴۵۸) ② اسی طرح قرآن مجید یاد کر کے بھلا دینا بھی مہجوری کی ذیل میں آسکتا ہے، اس لیے یہ بھی قابل گرفت ہو سکتا ہے۔

(المعجم ١٧) - باب اعْتِزَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- مسجد میں عورتوں کا مردوں سے علیحدہ رہنا

٤٦٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو أَبُو مَعْمَرٍ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حدثنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ».

قال نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ. وقال غَيْرُ عَبْدِ الوَارِثِ: قال عُمَرُ وهو أَصَحُّ.

۴۶۲- سیدنا ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں....." (اور مرد اس سے داخل نہ ہوں تو بہت بہتر ہو)۔

نافع کہتے ہیں کہ (یہ ارشاد سننے کے بعد) ابن عمر ؓ مرتے دم تک کبھی اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔ عبدالوارث کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے حضرت عمر ؓ کا قول بیان کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① ظاہر ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ مقام وماحول میں بھی عورتوں، مردوں کے اختلاط کی اجازت نہیں ہے تو دیگر مقامات اور مواقع پر اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ② صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ عبدالوارث ثقہ ہیں اور ان کی زیادت قابل قبول ہے۔

٤٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ قال: قال عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بِمَعْنَاهُ وَهُوَ أَصَحُّ.

۴۶۳- جناب نافع نے کہا کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا..... اور یہ (زیادت یعنی حضرت عمر کا قول ہونا) زیادہ صحیح ہے۔

٤٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢/ ٣٩٧ من حديث أبي داود به، ويأتي، ح: ٥٧١.

٤٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٦٢ * نافع لم يدرك عمر رضي الله عنه.

٤٦٤- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ يَعْني ابنَ سَعِيدٍ: حدثنا بَكْرٌ يَعْنِي ابنَ مُضَرَ، عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ، عن بُكَيرٍ، عن نَافِعٍ قال: إنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَنْهَى أَنْ يُدْخَلَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ.

۴۶۴- جناب نافع سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عورتوں والے دروازے سے داخل ہونے سے منع کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٨) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- مسجد میں داخل ہونے کی دعا

٤٦٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عن رَبِيعَةَ بنِ أَبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ سَعِيدِ ابنِ سُوَيْدٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ، أَوْ أَبَا أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ يقول: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».

۴۶۵- جناب عبدالملک بن سعید بن سوید ٔ ابوحمید رضی اللہ عنہ سے یا ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام پڑھے پھر کہے: [اَللّٰهُمَّ! افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ اور جب باہر نکلے تو کہے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل وعنایت کا سوال کرتا ہوں۔“

٤٦٦- حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ بِشْرِ بنِ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن عَبْدِ الله بنِ المُبَارَكِ، عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ قال: لَقِيتُ عُقْبَةَ بنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ

۴۶۶- جناب حیوہ بن شریح کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن مسلم سے ملا اور ان سے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سند سے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب مسجد میں

٤٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٣/ ١٣١، ١٣٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٤٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، ح: ٧١٣ من حديث ربيعة الرأي به.

٤٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

لَهُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ حَدَّثْتَ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ عن النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قال: «أَعُوذُ بالله الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ». قال: أَقَطْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «فَإِذَا قال ذَلِكَ، قال الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ».

داخل ہوتے تو کہا کرتے تھے: [أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ] ''میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے' میں اس کے انتہائی محترم چہرے کی پناہ لیتا ہوں اور اس کے سلطان قدیم کی پناہ لیتا ہوں۔'' کہا بس اتنا ہی؟ میں نے کہا: ہاں...... کہا کہ انسان جب یہ کہہ لیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ آج سارے دن کیلئے یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

(المعجم ١٩) - باب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- مسجد میں داخل ہونے پر نماز کا بیان

٤٦٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا مَالِكٌ عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَمْرِو ابنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عن أَبِي قَتَادَةَ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُم الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ سَجْدَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْلِسَ».

۴۶۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔''

٤٦٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عُتْبَةُ ابنُ عَبْدِ الله، عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، عن أَبِي قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، زَادَ: «ثُمَّ لِيَقْعُدْ بَعْدُ إِنْ شَاءَ، أَوْ لِيَذْهَبْ لِحَاجَتِهِ».

۴۶۸- جناب عامر بن عبداللہ بن زبیر بنی زریق کے ایک آدمی سے' وہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے' وہ نبی ﷺ سے اسی کے مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ''پھر اس کے بعد بیٹھا رہے یا چاہے تو اپنے کام کے لیے چلا جائے۔''

٤٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ٤٤٤، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين . . . الخ، ح: ٧١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٢ (والقعنبي، ص: ١١٠).

٤٦٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق * رجل من بني زريق هو عمرو بن سليم.

فوائد ومسائل: تَحِيَّةُ الْمَسْجِد کے حکم میں علماء کا اختلاف رہا ہے۔ اصحاب ظواہر اور کچھ اصحاب الحدیث اس کے وجوب کے قائل ہیں جب کہ جمہور کے نزدیک یہ حکم استحباب ہے اور اوقات غیر مکروہہ سے خاص ہے۔ ہمارے مشائخ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ جیسے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب واستدلال سے ظاہر ہے: بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْجُلُوْسِ فِيهِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلٰوةٍ' حدیث: ٧٣٢) اس ضمن میں وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں: [حَتّٰى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ] اور آخر حدیث میں ہے: [أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ فَمَضَيْتُ] (سنن نسائی' حدیث: ٧٣٢) اس حدیث میں بظاہر یہی ہے کہ انہوں نے تحیۃ المسجد کے نفل نہیں پڑھے تھے۔ دوسرے علماء [إِذَا] 'جب بھی مسجد میں داخل ہو' کے عموم سے اوقات مکروہہ میں بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنے کو مستحب اور بعض واجب قرار دیتے ہیں۔ بہرحال تحیۃ المسجد کا حکم بلاشبہ تاکیدی ہے' حتیٰ کہ آپ نے اثنائے خطبہ جمعہ میں بھی ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - باب فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت

٤٦٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعرَجِ عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَالَ: «الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ [يَقُمْ] اللَّهُمَّ! اغفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ».

٤٦٩- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے تم میں سے ایک کے لیے دعا واستغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو جب تک کہ بے وضو نہ ہو یا وہاں سے اٹھ نہ جائے۔ (ان کی دعا ہوتی ہے:) ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ)) ''اے اللہ! اس کی بخشش فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔''

٤٧٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ

٤٧٠- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک بندے کو نماز (مسجد میں)

٤٦٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلٰوة، باب الحدث في المسجد، ح: ٤٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٠ (والقعنبي، ص: ١٠٦).

٤٧٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلٰوة وفضل المساجد، ح: ٦٥٩، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلٰوة المكتوبة في جماعة وفضل انتظار الصلٰوة . . . الخ، ح: ٦٤٩/ ٢٧٥ بعد، ح: ٦٦١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٠ (والقعنبي، ص: ١٠٦).

أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لَا يَزَالُ أَحَدُكُم في صَلَاةٍ ما كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ».

روکے رکھے وہ (گویا) نماز میں ہوتا ہے (بشرطیکہ) اسے اپنے اہل میں لوٹنے سے روکنے والی صرف نماز ہی ہو۔"

فائدہ: یعنی مسجد میں رکنا صرف نماز اور ذکر اذکار کے لیے ہو نہ کہ کسی اور غرض سے۔

٤٧١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَبِي رَافِعٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لَا يَزَالُ الْعَبْدُ في صَلَاةٍ ما كَانَ في مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، تقولُ الْمَلَائِكَةُ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ، حَتَّى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ». فَقِيلَ: ما يُحْدِثُ؟ قال: «يَفْسُو أَوْ يَضْرِطُ».

۴۷۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے مصلّے پر بیٹھا (دوسری) نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ حتی کہ وہ اُٹھ جائے یا بے وضو ہو جائے۔" کہا گیا: بے وضو کیسے ہو؟ کہا: "پھسکی مارے یا گوز (پاد) مارے۔"

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد بیٹھنے کی احادیث اور ان کی فضیلت کو عموم پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ انسان سنتوں کے بعد فرضوں کا انتظار کر رہا ہو یا فرضوں کے بعد سنتوں کے لیے بیٹھا ہو یا دوسری نماز کا انتظار کر رہا ہو یا ذکر اذکار میں مشغول ہو۔ ان شاء اللہ اس فضیلت سے محروم نہیں ہوگا۔ چاہیے کہ مسلمان لایعنی اور بے فائدہ مجالس ومشاغل کو چھوڑ کر مسجد کی مجلس اختیار کرے۔ ② [فُسَاء] بغیر آواز کے ہوا خارج ہونا ہے اور [ضُراط] کہتے ہیں آواز کے ساتھ ہوا کے خارج ہونے کو۔ اردو میں اسے پھسکی اور گوز یا پاد مارنا کہتے ہیں۔

٤٧٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حدثنا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ الْأَزْدِيُّ عن عُمَيْرِ بنِ هَانِئٍ الْعَنْسِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَظُّهُ».

۴۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جس نیت سے مسجد میں آیا ہو، اس کا وہی نصیبہ ہے۔"

٤٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة ... الخ، ح: ٦٤٩ بعد، ح: ٦٦١ من حديث حماد بن سلمة به.

٤٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٧، ٣/ ٦٦ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية، انظر تنقيح الرواة: ١/ ١٣١، ح: ٧٣٠ * عثمان الأزدي ضعيف عند الجمهور وبعضهم مشاه في غير علي بن يزيد الألهاني، وقولهم مرجوح.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن معناً صحیح ہے' کیونکہ یہ حدیث [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحيح بخاري' حدیث:١) کے ہم معنی ہے۔ یہ حدیث انتہائی اہم ہے کہ انسان کو خیال رکھنا چاہیے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ وہ کس نیت سے اپنے اعمال سرانجام دے رہا ہے۔ جو نیت ہوگی اسی کے مطابق اجر ملے گا۔ چاہیے کہ ہمیشہ اللہ کی رضا پیش نظر رہے۔

(المعجم ٢١) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ** (التحفة ٢١)

باب:٢١- مسجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی کراہت

٤٧٣- **حَدَّثَنا** عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: حدثنا حَيْوَةُ يَعْني ابنَ شُرَيْحٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا الأَسْوَدِ يَعْني مُحمَّدَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ نَوْفَلٍ يقولُ: أخبرني أَبُو عَبْدِ الله مَوْلَى شَدَّادٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبا هُرَيْرَةَ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً في المَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا أَدَّاهَا الله إِلَيْكَ، فإنَّ المَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذا».

٤٧٣- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''جو کسی کو سنے کہ گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو اسے کہے: اللہ کرے تجھے یہ نہ ملے۔ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔''

فائدہ: مسجد سے باہر دروازے کے قریب اعلان کیا جاسکتا ہے۔ ''ضَالَّۃ'' گم شدہ جانور کو کہتے ہیں۔ گم شدہ چیز کو ''ضائع'' کہتے ہیں۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مساجد میں گم شدہ بچوں کا اعلان کرنے کی بابت اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اس کے جواز اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ انسانی حرمت اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر اس مسئلہ میں بہر حال اعلان کرنے کے جواز کی گنجائش ہے۔ گو اکثر علماء اس کی اجازت نہیں دیتے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ** (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- مسجد میں تھوکنے کی کراہت

٤٧٤- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ:

٤٧٤- سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ

٤٧٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد . . . الخ، ح:٥٦٨ من حديث حيوة بن شريح به.

٤٧٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كفارة البزاق في المسجد، ح: ٤١٥، ومسلم، المساجد، باب ◀◀

حدثنا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ وَأَبَانٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «التَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُوارِيَهُ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے چھپا دے۔''

٤٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوانَةَ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ الْبُزَاقَ في المَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا».

۴۷۵- سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔''

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ حکم ان مساجد سے متعلق ہے جن کا فرش کچا ہو۔ اگر پختہ فرش پر یہ تقصیر ہو تو ضروری ہے کہ اسے اچھی طرح سے پونچھ دیا جائے یا دھو دیا جائے۔

٤٧٦- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حدثنا يَزِيدُ يَعْني ابنَ زُرَيْعٍ، عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «النُّخَاعَةُ في المَسْجِدِ» فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۴۷۶- حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھنکار مسجد میں (ڈالنا گناہ ہے۔'') اور مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

٤٧٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا أَبُو مَوْدُودٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي حَدْرَدٍ الأَسْلَمِيِّ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ دَخَلَ هَذَا المَسْجِدَ فَبَزَقَ فِيهِ أَوْ تَنَخَّمَ فَلْيَحْفِرْ وَلْيَدْفِنْهُ، فإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَبْزُقْ في ثَوْبِهِ ثُمَّ لْيَخْرُجْ بِهِ».

۴۷۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اور اس میں تھوک دے یا بلغم گرائے تو چاہیے کہ جگہ کھود کر اسے دفن کر دے۔ اگر ایسے نہ کرے تو اپنے کپڑے میں تھوکے اور پھر اسے باہر لے جائے۔''

◀◀ النهي عن البصاق في المسجد في الصلوٰة وغيرها . . . الخ، ح: ٥٥٢ من حديث شعبة به.

٤٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ٥٥٢ من حديث أبي عوانة به.

٤٧٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طرق أخرى عند أحمد: ٣/ ٢٧٧، وعبدالرزاق، ح: ١٦٩٧ وغيرهما.

٤٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٠ من حديث أبي مودود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣١٠.

٤٧٨ - حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أَبي الأَحْوَصِ، عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن طَارِقِ بنِ عَبْدِ الله الْمُحَارِبِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا قَامَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ، أَوْ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلا يَبْزُقَنَّ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ تِلْقاء يَسَارِهِ إِنْ كَانَ فَارِغًا، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ لِيَقُلْ بِهِ».

۴۷۸- حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو...... یا فرمایا...... تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے آگے یا دائیں جانب ہرگز نہ تھوکے۔ لیکن بائیں جانب اگر خالی ہو تو تھوک سکتا ہے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے اور پھر اسے مسل ڈالے۔“

٤٧٩ - حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: حدثنا حَمَّادٌ: حدثنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: بَيْنَمَا رسولُ الله ﷺ يَخْطُبُ يَوْمًا إِذْ رَأَى نُخَامَةً في قِبْلَةِ المَسْجِدِ، فَتَغَيَّظَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَكَّهَا قال: وَأَحْسِبُهُ قال: فَدَعَا بِزَعْفَرانٍ فَلَطَخَهُ بِهِ، وقال: «إِنَّ الله تَعَالَىٰ قِبَلَ وَجْهِ أَحَدِكُم إِذَا صَلَّى، فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ».

۴۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے قبلہ رخ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہوا ہے تو آپ لوگوں پر ناراض ہوئے۔ پھر اسے کھرچ ڈالا۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ پھر آپ نے زعفران منگوایا اور اس پر لگایا اور فرمانے لگے: ”جب تم نماز پڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا ہے' لہٰذا کوئی شخص اپنے سامنے نہ تھوکے۔“

قال أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ الوارِثِ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ - وَمَالِكٍ وَعُبَيْدِ الله وَمُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ - نَحْوَ حَمَّادٍ، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرُوا الزَّعْفَرانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو اسمٰعیل اور عبدالوارث نے ایوب سے انہوں نے نافع سے اور مالک، عبیداللہ اور موسیٰ بن عقبہ (تینوں) نے نافع سے حماد کی مانند روایت کیا ہے مگر انہوں نے ”زعفران“ کا ذکر نہیں

٤٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في كراهية البزاق في المسجد، ح: ٥٧١، والنسائي، ح: ٧٢٧، وابن ماجه، ح: ١٠٢١ من حديث منصور به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوٰة، باب ما يجوز من البصاق والنفخ في الصلوٰة، ح: ١٢١٣ من حديث حماد به، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ٥٤٧ من حديث أيوب السختياني به.

وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عن أَيُّوبَ وَأَثْبَتَ الزَّعْفَرانَ فيه. وَذَكَرَ يَحْيى بنُ سُلَيْمٍ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ: الْخَلُوقَ.

کیا۔ لیکن اس کو معمر نے ایوب سے روایت کیا تو ''زعفران'' کا ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن سلیم نے عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے روایت کیا تو اس نے [خَلُوق] یعنی ''خوشبو'' کا ذکر کیا۔

٤٨٠- حَدَّثَنا يَحْيى بنُ حَبِيبِ بنِ عَرَبِيٍّ: حدثنا خَالِدٌ يَعْني ابنَ الْحَارِثِ عن مُحمَّدِ بنِ عَجْلاَنَ، عن عِيَاضِ بنِ عَبْدِ الله، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ وَلَا يَزَالُ في يَدِهِ مِنْهَا، فَدَخَلَ المَسْجِدَ فَرَأَى نُخَامَةً في قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضَبًا فقال: «أَيَسُرُّ أَحَدُكُم أَنْ يُبْصَقَ في وَجْهِهِ، إنَّ أَحَدَكُم إذَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فإنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْمَلَكُ عن يَمِينِهِ، فَلَا يَتْفُلْ عن يَمِينِهِ وَلَا في قِبْلَتِهِ، وَلْيَبْصُقْ عن يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، فإنْ عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ فَلْيَقُلْ هكَذَا» - وَوَصَفَ لَنَا ابنُ عَجْلاَنَ ذَلِكَ - أَنْ يَتْفُلَ في ثَوْبِهِ ثُمَّ يَرُدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ.[1]

۴۸۰- جناب عیاض بن عبد اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کھجور کے خوشے کی شاخ پسند تھی اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی شاخ آپ کے دست مبارک میں رہتی تھی۔ (ایک بار) آپ مسجد میں داخل ہوئے اور قبلہ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہے تو آپ نے اسے کھرچ ڈالا اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ غصے میں تھے۔ فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر تھوکا جائے؟ تم میں سے جب کوئی شخص قبلہ رخ ہوتا ہے تو اپنے رب عزوجل کی طرف رخ کرتا ہے اور فرشتہ اس کی دائیں جانب ہوتا ہے لہٰذا کوئی اپنے دائیں جانب یا قبلہ رخ نہ تھوکے۔ اگر تھوکنا ہی ہو تو اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکے۔ اگر جلدی ہو تو ایسے کر لے۔'' پھر ابن عجلان نے کر کے دکھلایا کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے اور اس کو آپس میں مسل دے۔

٤٨٥ - حَدَّثَنا يَحْيى بنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ وَهِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمَانُ بنُ

۴۸۵- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت نے کہا ہم حضرت جابر یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے ہاں

٤٨٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٩، ٢٤ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٦٧، ٢٢٦٨، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٥٧، ووافقه الذهبي * ابن عجلان صرح بالسماع وللحديث طرق.

٤٨٥ ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ٣٠٠٨ من حديث حاتم بن إسماعيل به.

[1] حدیث (481) اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ الدِّمَشْقِيَّانِ بِهٰذا الحديثِ - وهذا لَفْظُ يَحْيَى بنِ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيِّ - قالُوا : حدثنا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ : حدثنا يَعْقُوبُ بنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال : أَتَيْنَا جَابِرًا يَعْني ابنَ عَبْدِ الله، وَهُوَ في مَسْجِدِهِ فقال : أَتَانَا رسولُ الله ﷺ في مَسْجِدِنَا هَذَا، وفي يَدِهِ عُرجُونُ ابنِ طَابٍ، فَنَظَرَ فَرَأَى في قِبْلَةِ المَسْجِدِ نُخَامَةً، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فَحَتَّهَا بالْعُرْجُونِ ثُمَّ قال : «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ الله عَنْهُ بوجهه»، ثُمَّ قال : «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي فإِنَّ الله قِبَلَ وَجْهِهِ، فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عن يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عن يَسَارِهِ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجِلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ بِثَوْبِهِ هَكَذَا»، وَوَضَعَهُ عَلَى فِيهِ ثُمَّ دَلَكَهُ ثُمَّ قال : «أَرُونِي عَبِيرًا»، فَقَامَ فَتًى مِنَ الْحَيِّ يَشْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ، فَجَاءَ بِخَلُوقٍ في رَاحَتِهِ، فَأَخَذَهُ رسولُ الله ﷺ فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ الْعُرْجُونِ ثُمَّ لَطَخَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النُّخَامَةِ.

قال جَابِرٌ: فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمُ الْخَلُوقَ في مَسَاجِدِكُم.﴿1﴾

آئے اور وہ اپنی مسجد میں تھے۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ابن طاب کھجور کی شاخ تھی۔آپ نے دیکھا تو آپ کی نظر قبلے کی دیوار پر لگے بلغم پر پڑی۔ آپ اس کی طرف گئے اور شاخ سے اسے کھرچ ڈالا، پھر فرمایا:’’تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ اس سے منہ پھیر لے؟‘‘ پھر فرمایا:’’تم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا ہے، تو کوئی شخص اپنے قبلہ رخ یا دائیں طرف ہرگز نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔ اگر جلدی ہو تو اپنے کپڑے میں ایسے ایسے کرلیا کرے۔‘‘ آپ نے کپڑا اپنے منہ پر رکھا پھر اسے مسل دیا، پھر فرمایا:’’خوشبو لاؤ۔‘‘ تو قبیلے کا ایک نوجوان اُٹھا اور دوڑتا ہوا اپنے گھر گیا اور اپنی ہتھیلی میں خوشبو لے آیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے شاخ کے سرے پر لگا کر بلغم والی جگہ پر لگا دیا۔ جابر ؓ نے کہا: بس یہیں سے تم لوگ اپنی مساجد میں خوشبو لگاتے ہو۔

فائدہ: تھوک، بلغم یا ناک کی آلائش نجس نہیں ہیں، کپڑے میں لگ جائیں تو کپڑا پاک رہتا ہے مگر نظافت کے بالکل خلاف ہے۔ مسجد اور دیگر محترم مقامات اور اشیاء کا انتہائی ادب واعزاز رکھنا واجب ہے۔

٤٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ :

۴۸۱- حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد سے روایت

٤٨١ـ تخريج : [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ٤/ ٥٦ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن حبان، ح : ٣٣٤.

﴿1﴾ یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

حدثنا عَبْدُالله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ الْجُذَامِيِّ، عن صَالح ابنِ خَيْوَانَ، عن أَبي سَهْلَةَ السَّائِبِ بنِ خَلَّادٍ - قال أَحْمَدُ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ - أنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ في الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ الله ﷺ يَنْظُرُ، فقال رسولُ الله ﷺ حِينَ فَرَغَ: «لَا يُصَلِّي لَكُمْ»، فأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ، فَمَنَعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَولِ رسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ الله ﷺ فقال: «نَعَمْ»، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قال: «إِنَّكَ آذَيْتَ الله وَرَسُولَهُ».

ہے'احمد (بن صالح' امام ابوداود کے استاد) کہتے ہیں کہ وہ (سائب) ایک صحابی ہیں۔ ان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی قوم کی امامت کرائی اور اس نے قبلے کی جانب تھوک دیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے (اس کی قوم سے) فرمایا: ''(آیندہ) یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔'' اس کے بعد اس نے انہیں نماز پڑھانا چاہی تو انہوں نے اس کو روک دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا۔ تو اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔''

فائدہ: اس توبیخ پر قیاس کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ شریعت میں بیان کردہ آداب وحدود کی خلاف ورزی اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دینا ہے۔

٤٨٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن أَبي الْعَلَاءِ، عن مُطَرِّفٍ، عن أَبِيهِ قال: أَتَيْتُ رسولَ الله ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَبَزَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى.

۴۸۲- جناب مطرف اپنے والد (حضرت عبداللہ بن شخیر ؓ) سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکا۔

فائدہ: تھوک، بلغم اور ناک آنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور کچی زمین میں آدمی اپنے بائیں پاؤں سے مسل دے۔

٤٨٣ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ عن سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبي الْعَلَاءِ، عن أَبِيهِ بِمَعْنَاهُ، زَادَ: ثُمَّ دَلَكَهُ بِنَعْلِهِ.

۴۸۳- جناب ابوالعلاء نے اپنے والد سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور اضافہ کیا کہ پھر اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔

٤٨٢ ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، انظر الحديث الآتي.

٤٨٣ ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . . الخ، ح: ٥٥٤ من حديث يزيد بن زريع به.

٤٨٤ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا الْفَرَجُ بنُ فَضَالَةَ عن أَبي سَعِيدٍ قال: رَأَيْتُ وَاثِلَةَ بنَ الْأَسْقَعِ في مَسْجِدِ دِمَشْقَ بَصَقَ عَلَى الْبُورِيِّ ثُمَّ مَسَحَهُ بِرِجْلِهِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قال: لِأَنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ.[1]

۴۸۴- جناب ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کو دمشق کی مسجد میں دیکھا کہ انہوں نے چٹائی پر تھوکا اور پھر اسے پاؤں سے مسل دیا، تو انہیں کہا گیا کہ آپ نے ایسے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(المعجم ٢٣) - **باب مَا جَاءَ فِي الْمُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ** (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- کسی مشرک کا مسجد میں داخل ہونا

٤٨٦- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن شَرِيكِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي نَمِرٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَنسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فأَنَاخَهُ في الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قال: أَيُّكُمْ مُحمَّدٌ؟ ورسولُ الله ﷺ مُتَّكِىءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هَذَا الأَبْيَضُ الْمُتَّكِىءُ، فقال لهُ الرَّجُلُ: يَاابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ»، فقال لهُ الرَّجُلُ: يَامُحمَّدُ! إِنِّي سَائِلُكَ، وساقَ الحديثَ.

۴۸۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا' وہ اونٹ پر تھا، اس نے اونٹ کو مسجد (کے احاطے) میں بٹھایا، پھر اسے باندھا، پھر کہا: تم میں سے "محمد" کون ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے درمیان ٹیک لگائے بیٹھے تھے، ہم نے کہا کہ یہ جو گورا چٹا شخص ٹیک لگائے ہوئے ہے (یہی محمد ﷺ ہیں) تو اس آدمی نے آپ سے کہا: اے ابن عبدالمطلب! آپ نے اسے فرمایا: "جواب دے رہا ہوں۔" اس نے کہا: اے محمد! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں...... اور حدیث بیان کی۔

توضیح وفوائد: ① صحیح بخاری میں یہ روایت مفصل آئی ہے۔ اس نے کہا: میرے پوچھنے میں کچھ کرختگی ہو تو محسوس نہ فرمائیے گا۔ آپ نے فرمایا: "پوچھو کیا پوچھتے ہو؟" اس نے کہا: میں تمہیں تمہارے اور تم سے پہلوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں

٤٨٤ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٠ من حديث الفرج بن فضالة به، وهو ضعيف (تقريب) ضعفه الجمهور، وشيخه مجهول.

٤٨٦ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، العلم، باب ماجاء في العلم، ح: ٦٣ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

[1] حدیث (485) صفحہ (393) پر گزر چکی ہے۔

بلاشبہ۔‘‘ کہنے لگا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمھیں دن اور رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں بلاشبہ۔‘‘ کہنے لگا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمھیں ہر سال اس مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں بلاشبہ۔‘‘ کہنے لگا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ ہمارے اغنیاء سے آپ یہ صدقات لیں اور ہمارے فقراء میں بانٹ دیں؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں بلاشبہ۔‘‘ تو اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں ان باتوں پر جو آپ لے کر آئے ہیں اور میں اپنے پیچھے اپنی قوم کا نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث: ٦٣) ② اس حدیث سے اور دیگر درج ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم یہود، نصاریٰ، ہندو یا مجوسی وغیرہ کوئی بھی ہوں کسی بھی معقول ضرورت سے مسجدوں میں آ سکتے ہیں۔ البتہ قرآن مجید کی آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ (توبہ: ٢٨) ’’مشرکین نجس ہیں، تو اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔‘‘ اس سے مراد ان کی معنوی نجاست ہے یعنی ان کا عقیدہ نجس ہے اور اس آیت میں مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ اب تک بیت اللہ پر کفار کا جو تسلط تھا اسے توڑ دیا گیا ہے، تو آئندہ کے لیے یہ لوگ اپنے کفریہ شعائر کے ساتھ یا ان کے اظہار کے لیے یہاں نہ آنے پائیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ بیت اللہ کی ظاہری و معنوی طہارت و حفاظت کا اہتمام کریں۔

٤٨٧ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو: حدثنا سَلَمَةُ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ: حدثني سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ وَمُحَمدُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ نُوَيْفِعٍ عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: بَعَثَتْ بَنُو سَعْدِ بنِ بَكْرٍ ضِمَامَ بنَ ثَعْلَبَةَ إِلَى رسولِ الله ﷺ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ، فَأَنَاخَ بَعِيرَهُ، عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قال: فقال: أَيُّكُمْ ابنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فقال رسولُ الله ﷺ: «أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ»، قال: يَاابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وساقَ الحديثَ.

٤٨٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، تو وہ آپ کے پاس آیا۔ اس نے آ کر اپنا اونٹ دروازے کے پاس بٹھایا، پھر اسے باندھا اور مسجد کے اندر آ گیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس نے کہا: تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں ابن عبدالمطلب ہوں۔‘‘ اس نے کہا: اے ابن عبدالمطلب! اور حدیث بیان کی۔

٤٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٦٥٨ من حديث سلمة به، وصححه الحاكم: ٣/ ٥٤، ٥٥، ووافقه الذهبي.

٤٨٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ: حدثنا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: الْيَهُودُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ في المَسْجِدِ في أَصْحَابِهِ، فقالُوا: يَاأَبَا الْقَاسِمِ في رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا مِنْهُمْ.

۴۸۸-قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے' جب کہ ہم سعید بن مسیّب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ (کچھ) یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے جب کہ آپ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے، انہوں نے آ کر کہا: اے ابوالقاسم! اور ان کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تھا' اس کے بارے میں دریافت کیا۔

فائدہ: اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اصل واقعہ صحیحین میں موجود ہے۔ اور یہ حدیث کتاب الحدود میں بھی مفصل آئی ہے۔ (سنن أبي داود' حديث: ۴۴۵۰) اس سے معلوم ہوا کہ اہم ضرورت کے تحت یہودی مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴-وہ مقامات جہاں نماز جائز نہیں

٤٨٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن مُجَاهِدٍ، عن عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أَبي ذَرٍّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «جُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا».

۴۸۹-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میرے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور جائے سجدہ بھی۔''

فوائد ومسائل: ① یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ ہم بالعموم ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، سوائے چند مخصوص مقامات کے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے جبکہ دیگر امتوں کے لیے پابندی تھی کہ اپنے مخصوص عبادت خانوں ہی میں نماز ادا کریں۔ ② پاک مٹی اور اس کی تمام اجناس سے تیمم جائز ہے۔

٤٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٤ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٣٣٣٠ * رجل من مزينة لم أعرفه، وأصل الحديث متفق عليه، انظر تفسير ابن كثير: ٢/ ٦٠.

٤٨٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٥ من حديث الأعمش به، مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠، وله شواهد عند البخاري: ١/ ٤٣٦، ومسلم، ح: ٥٢١ وغيرهما.

٤٩٠- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ قال: حدَّثني ابن لَهِيعَةَ وَيَحْيَى بنُ أَزْهَرَ عن عَمَّارِ بنِ سَعْدٍ المُرَادِيِّ، عن أَبي صَالِحٍ الْغِفَارِيِّ: أَنَّ عَلِيًّا مَرَّ بِبَابِلَ وَهُوَ يَسِيرُ، فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ يُؤْذِنُهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَلَمَّا بَرَزَ مِنْهَا أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ قال: إِنَّ حِبِّي عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ في المَقْبُرَةِ، وَنَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ في أَرْضِ بَابِلَ فإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ.

۴۹۰- جناب ابو صالح غفاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل سے گزر کر جا رہے تھے تو مؤذن ان کے پاس آیا اور انہیں نماز عصر کی اطلاع دی مگر جب وہ اس سے باہر نکل گئے تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا اور اس نے نماز کی اقامت کہی' جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے: میرے حبیب علیہ السلام نے مجھے قبرستان اور سرزمین بابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ملعون ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی بھی عالم نے ارض بابل میں نماز کو حرام کہا ہو جبکہ صحیح حدیث میں ہے: ''تمام روئے زمین میرے لیے مسجد اور مطہر بنا دی گئی ہے۔'' البتہ امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول تعلیقاً (بغیر سند کے) نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارضِ بابل میں نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ (صحیح بخاری' الصلاۃ' باب:۵۳' باب الصلاة في مواضع الخسف و العذاب) اس باب میں یہ مرفوع حدیث امام بخاری نے نقل کی ہے۔ ''تم ان عذاب یافتہ لوگوں پر داخل نہ ہو' الا یہ کہ روتے ہوئے' اگر تم رونے والے نہ ہو تو پھر ان پر داخل نہ ہو......'' اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اس قسم کی جگہوں پر نماز پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

٤٩١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَزْهَرَ وَابْنُ لَهِيعَةَ عن الْحَجَّاجِ بنِ شَدَّادٍ، عن أَبي صالِحٍ الغفاريِّ، عن عَلِيٍّ بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ ابنِ دَاوُدَ قال: فَلَمَّا خَرَجَ مكانَ فَلَمَّا بَرَزَ.

۴۹۱- ابو صالح غفاری حضرت علی کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمان بن داود کی حدیث کے ہم معنی مروی ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) مگر اس میں [فَلَمَّا بَرَزَ] کی بجائے [فَلَمَّا خَرَجَ] کے لفظ بیان کیے ہیں۔ (معنی دونوں کے ایک ہیں۔)

٤٩٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٥١ من حديث أبي داود به * رواية أبي صالح الغفاري عن علي مرسلة كما قال ابن يونس المصري، راجع التهذيب لمزيد التحقيق.

٤٩١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٥١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٤٩٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عن أَبِيهِ، عن أَبِي سَعِيد قال: قال رسولُ الله ﷺ؛ وقال مُوسَى في حدِيثِهِ - فيما يَحْسَبُ عَمْرٌو - إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الأَرضُ كلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ».

۴۹۲-حضرت ابوسعید (خدری) ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا......اور موسیٰ (بن اسمٰعیل) نے اپنی روایت میں کہا......عمرو (بن یحییٰ) کا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''زمین ساری کی ساری مسجد ہے سوائے حمام اور مقبرہ کے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ سندوں میں سے روایت مسدّد ''یقینی طور'' پر مرفوع ہے مگر عمرو بن یحییٰ کی روایت میں ''گمان'' ہے یقین نہیں۔ محدثین کرام فرامین رسول کے نقل کرنے میں بہت ہی حساس اور محتاط واقع ہوئے تھے رحمۃ اللہ علیہم -② قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں کہ وہ مقامات جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی تیرہ ہیں: ○ کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ○ ذبح خانہ ○ مقبرہ ○ راستے کے درمیان ○ حمام ○ اونٹوں کا باڑا ○ بیت اللہ کی چھت ○ قبرستان کے رخ پر ○ بیت الخلاء کی دیوار کی طرف، جب کہ اس پر نجاست لگی ہو ○ یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے ○ بتوں اور تصویروں کی طرف رخ کر کے ○ مقام عذاب' اور عراقی نے مزید اضافہ کیا کہ ○ غصب شدہ زمین پر ○ مسجد ضرار ○ اور وہ جگہ جہاں تنور سامنے ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نيل الأوطار: باب المواضع المنهي عنها والمأذون فيها للصلوٰة: ۲/۵۵)

(المعجم ٢٥) - باب النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵-اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت

٤٩٣ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حدثنا الأَعْمَشُ عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله الرَّازِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: سُئِلَ رسولُ الله ﷺ عن الصَّلَاةِ

۴۹۳- حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے باڑوں میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ان میں نماز نہ پڑھا کرو' بلاشبہ یہ شیاطین میں سے ہیں۔'' اور بکریوں کے باڑوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''ان میں نماز

٤٩٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب المواضع التي تكره فيها الصلوٰة، ح: ٧٤٥ من حديث عمرو بن يحيى به، وعلقه الترمذي، ح: ٣١٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٩١، وابن حبان، ح: ٣٣٨، ٣٣٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥١، ووافقه الذهبي.

٤٩٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٨٤ أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٩ من حديث أبي داود به.

في مَبَارِكِ الإبِلِ، فقال: «لا تُصَلُّوا في مَبَارِكِ الإبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ»، وَسُئِلَ عن الصَّلَاةِ في مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فقال: «صَلُّوا فيها فإِنَّهَا بَرَكَةٌ».

پڑھ لیا کرو' بلاشبہ یہ بابرکت ہوتی ہیں۔''

فائدہ: یہ حکم اونٹوں کے باڑے سے متعلق ہے جہاں انہیں رات کو باندھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جگہ میں جہاں ایک دو اونٹ ہوں وہاں جائز ہے بلکہ اسے سترہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے؟

٤٩٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى يَعْنِي ابنَ الطَّبَّاعِ: حدثنا إبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ الرَّبِيعِ بنِ سَبْرَةَ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا».

۴۹۴- عبدالملک بن ربیع بن سبرہ عن ابیہ عن جدہ (حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے (اور نہ پڑھے) تو اسے مارو۔''

فوائد و مسائل: ① اس حکم کا تعلق بچے اور بچی دونوں سے ہے اور مقصد یہ ہے کہ شعور کی عمر کو پہنچتے ہی شریعت کے اوامر و نواہی اور دیگر آداب کی تلقین و مشق کا عمل شروع ہو جانا چاہیے تاکہ بلوغت کو پہنچتے پہنچتے اس کے خوب عادی ہو جائیں۔ ② اسلام میں جسمانی سزا کا تصور موجود ہے مگر بے تکا نہیں ہے۔ پہلے تین سال تک تو ایک طرح سے والدین کا امتحان ہے کہ زبانی تلقین سے کام لیں اور خود عملی نمونہ پیش کریں۔ اس کے بعد سزا بھی دیں مگر ایسی جو زخمی نہ کرے اور چہرے پر بھی نہ مارا جائے۔ کیونکہ چہرے پر مارنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (سنن أبی داود' حدیث:۴۴۹۳)

٤٩٥- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ يَعْنِي

۴۹۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب)

٤٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء متى يؤمر الصبي بالصلوة، ح:٤٠٧ من حديث عبدالملك بن الربيع به، وقال: "حسن صحيح" وصححه ابن خزيمة، ح:١٠٠٢، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٠١، ووافقه الذهبي.

٤٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٠، ١٨٢ من حديث سوار أبي حمزة به، وسنده حسن، والحديث السابق شاهد له.

الْيَشْكُرِيَّ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ عن سَوَّارٍ أَبِي حَمْزَةَ- قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَوَّارُ بنُ دَاوُدَ أَبُو حَمْزَةَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ - عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مُرُوا أَوْلَادَكُم بالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ في الْمَضَاجِعِ».

سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر مارو اور ان کے بستر جدا جدا کر دو۔‘‘

فوائد و مسائل: اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دیے جائیں۔ چاہے وہ حقیقی بھائی ہوں یا بہنیں یا بھائی بہن ملے جلے۔ اس حکم شریعت کی حکمت...... واللہ اعلم...... یہ ہو سکتی ہے کہ شعور کی ابتدائی عمر ہی سے بچوں کو ایسی مجلس و محفل سے دور کر دیا جائے‘ جس سے ان کے خیالات اور عادات و اطوار کے بگڑنے اور پراگندہ ہونے کا خطرہ ہو۔ گویا کہ یہ نبوی حکم منکرات کے اثرات سے بچنے اور اولاد کو بچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نیز اس حدیث سے نماز کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ نماز کے سوا دوسرا کوئی شرعی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں یہ حکم ہو کہ سات سال کی عمر کے چھوٹے بچوں کو اس کے کرنے کی تلقین و تاکید کی جائے اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر نہ کرنے کی صورت میں مارا پیٹا جائے۔ نماز نہ پڑھنے والے شخص کے بارے میں متقدمین اسلاف اہل علم کے اقوال درج ذیل ہیں: امام مالک اور امام شافعی ؒ کہتے ہیں کہ [يُقْتَلُ تَارِكُ الصَّلَاةِ] یعنی تارک صلاۃ کو قتل کر دیا جائے۔ مکحول‘ حماد بن یزید اور وکیع بن جراح کہتے ہیں: ’’اس سے توبہ کرائی جائے‘ اگر وہ توبہ کر لے تو درست ورنہ قتل کر دیا جائے۔‘‘ امام زہری کہتے ہیں: ’’وہ فاسق ہے‘ اس کو سخت سزا دے کر جیل میں ڈال دیا جائے۔‘‘ ابراہیم نخعی‘ ایوب سختیانی‘ عبداللہ بن مبارک‘ امام احمد بن حنبل‘ اسحاق بن راہویہ ؒ اور علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے: ’’جو شخص شرعی عذر کے بغیر نماز نہیں پڑھتا‘ حتیٰ کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔‘‘ (عون المعبود: ۱۱۵/۲‘ طبع جدید)

٤٩٦- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا وَكِيعٌ: حدثني دَاوُدُ بنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ: «وَإِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُم

۴۹۶- داود بن سوار مزنی نے مذکورہ سند سے اسی کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ کیا: ’’اور جب تم میں سے کوئی اپنی کسی لونڈی کی اپنے غلام سے یا نوکر سے

٤٩٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٠ عن وكيع به.

خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ، فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ».

شادی کر دے تو (اب) اس کی ناف سے گھٹنوں کے مابین کی طرف نہ دیکھے۔"

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهِمَ وَكِيعٌ في اسْمِهِ، وَرَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ هذا الحديثَ فقال: حدثنا أَبُو حَمْزَةَ سَوَّارٌ الصَّيْرَفِيُّ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں وکیع کو شیخ کے نام میں وہم ہوا ہے (درحقیقت سوّار بن داود ہے) ابوداود طیالسی نے یہ حدیث روایت کی ہے تو اس کا نام ابوحمزہ سوّار صیرفی ذکر کیا ہے۔

فائدہ: بچوں کو بستروں میں اختلاط سے بچانے کا اہتمام کرنے کے علاوہ بڑوں کو بھی صنفی معاملات میں انتہائی محتاط رویہ اپنانا چاہیے۔ لونڈی بلا شبہ اپنی زرخرید اور ملکیت ہے مگر جب اس کی عصمت عقد شرعی سے دوسرے کے حوالے کر دی تو اب مالک کو بھی اس کی طرف ایسی نظر اٹھانی منع ہے۔

٤٩٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أَخبرني هِشَامُ بنُ سَعْدٍ: حدثني مُعَاذُ بنُ عَبْدِ الله ابنِ خُبَيْبٍ الجُهَنِيُّ قال: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فقال لِامْرَأَتِهِ: مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ؟ فقالت: كَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَذْكُرُ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عن ذَلِكَ، فقال: «إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ فَمُرُوهُ بالصَّلَاةِ».

۴۹۷- معاذ بن عبداللہ بن خبیب جہنی سے مروی ہے (ہشام بن سعد نے کہا کہ) ہم معاذ بن عبداللہ کے ہاں گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ بچہ کب نماز پڑھے؟ تو اس نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایک صاحب تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "جب وہ دائیں بائیں کا فرق سمجھنے لگے تو اسے نماز کا حکم دو۔"

فائدہ: سات سال کی عمر میں بچے کے شعور میں مناسب پختگی آ جاتی ہے۔ نماز کے معاملے میں اس پر اس سے پہلے ہی محنت شروع کر دینی چاہیے۔

(المعجم ٢٧) - باب بَدْءِ الْأَذَانِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- اذان کی ابتدا

فائدہ: "اذان" بمعنی اطلاع واعلان۔ یعنی مخصوص کلمات کے ساتھ لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا۔ بلند

٤٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وسنده ضعيف * امرأة مجهولة، والرجل لم أعرفه، وللحديث طريق شاذ عند الطبراني في الصغير: ١/ ٩٩.

آواز سے اذان کہنا اسلام کے خاص شعائر (علامات) میں سے ہے۔ فقہاء نے اسے واجب کہا ہے اور بعض مستحب ہونے کے قائل ہیں۔ اس کے الفاظ میں اللہ عزوجل کی توحید و کبریائی' رسول کی رسالت کے اظہار و اعلان کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ کی اجتماعی بندگی کی دعوت ہوتی ہے اور یہ کہ دنیا و آخرت کی فلاح کا یہی ایک حقیقی راستہ ہے۔ اذان کے الفاظ' معانی اور آہنگ مسلمانوں کو دنیا کی تمام ملتوں سے ہر اعتبار سے ممتاز کرتے ہیں۔

٤٩٨- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ وَزِيَادُ بنُ أَيُّوبَ - وحديثُ عَبَّادٍ أَتَمُّ - قالا: حدثنا هُشَيْمٌ عن أَبي بِشْرٍ قال: قال زِيَادٌ: أَنْبَأَنَا أَبُو بِشْرٍ عن أَبي عُمَيْرِ بنِ أَنَسٍ، عن عُمُومَةٍ لَهُ مِنَ الأَنْصَارِ قال: اهْتَمَّ النَّبِيُّ ﷺ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَها، فَقِيلَ لَهُ: انْصِبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ، فإِذَا رَأَوْهَا آذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ. قال: فَذُكِرَ لَهُ الْقُنْعُ - يَعْنِي الشَّبُّورَ - وقال زِيَادٌ: شَبُّورُ الْيَهُودِ، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ وقال: «هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ». قال: فَذُكِرَ لَهُ النَّاقُوسُ، فقال: «هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارَى». فَانْصَرَفَ عَبْدُ الله ابنُ زَيْدِ بنِ عَبْدِ رَبِّهِ وهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رسولِ الله ﷺ، فأُرِيَ الأَذَانَ في مَنَامِهِ. قال: فَغَدَا عَلَى رسولِ الله ﷺ فَأَخْبَرَهُ فقال: يَارسولَ الله! إِنِّي لَبَيْنَ نَائِمٍ وَيَقْظَانَ إِذْ أَتَانِي آتٍ فَأَرَانِي الأَذَانَ. قال: وكَانَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ قَدْ رَآهُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَكَتَمَهُ

٤٩٨- جناب ابوعمیر بن انس اپنے ایک انصاری چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فکرمند ہوئے کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لیے (بروقت) جمع کیا جائے' تو آپ سے کہا گیا کہ نماز کے وقت جھنڈا بلند کر دیا کریں۔ لوگ جب اسے دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو خبر کر دیا کریں گے مگر آپ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ پھر نرسنگھے کا ذکر کیا گیا جیسے کہ یہود کا ہوتا ہے۔ یہ رائے بھی آپ کو پسند نہ آئی اور فرمایا: ''یہ یہودیوں کا عمل ہے۔'' پھر آپ سے ناقوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ نصاریٰ کا عمل ہے۔'' چنانچہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ مجلس سے لوٹے تو وہ اسی فکر میں غلطاں تھے جس میں کہ رسول اللہ ﷺ تھے' تو انہیں خواب میں اذان بتائی گئی۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کو خبر دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں سونے جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے اذان بتا گیا۔ (راوی نے کہا کہ) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان سے پہلے یہ اذان خواب میں دیکھ چکے تھے مگر بیس دن تک خاموش رہے۔ پھر انہوں نے نبی ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''ہمیں خبر دینے

٤٩٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٩٠ من حديث أبي داود به، وذكره الحافظ في فتح الباري: ٢/ ٨١، وصححه إلى أبي عمير بن أنس.

عِشْرِينَ يَوْمًا. قال: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ فقال لهُ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِي؟» فقال: سَبَقَنِي عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ، فقال رسولُ الله ﷺ: «يَابِلَالُ! قُمْ فَانْظُرْ ما يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ فَافْعَلْهُ». قال: فَأَذَّنَ بِلَالٌ. قال أَبُو بِشْرٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو عُمَيْرٍ؛ أَنَّ الأَنْصَارَ تَزْعُمُ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ زَيْدٍ لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ مَرِيضًا لَجَعَلَهُ رسولُ الله ﷺ مُؤَذِّنًا.

سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟'' تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن زید مجھ سے سبقت لے گئے تھے' اس لیے مجھے حیا آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! کھڑے ہو جاؤ، دیکھو جو عبداللہ بن زید تمہیں بتائے وہ کرو۔'' چنانچہ بلال نے اذان دی۔ ابو بشر کہتے ہیں کہ ابو عمیر نے مجھے بتایا کہ انصاریوں کا خیال تھا کہ عبداللہ بن زید اگر ان دنوں بیمار نہ ہوتے تو رسول ﷺ انہی کو مؤذن مقرر کرتے۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: كَيْفَ الْأَذَانُ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- اذان کیسے دی جائے؟

٤٩٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حدثنا يَعْقُوبُ: حدثنا أَبي عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حدثني مُحمَّدُ بنُ إبراهِيمَ بنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ زَيْدِ بنِ عَبْدِ رَبِّهِ: حدثني أَبي عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ قال: لَمَّا أَمَرَ رسولُ الله ﷺ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِي، وَأَنَا نَائِمٌ، رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا في يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَاعَبْدَ الله! أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ قال: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ،

٤٩٩- جناب محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس سے ایک آدمی گزر رہا ہے' ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچے گا؟ اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ وہ کہنے لگا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو اس سے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: تم یوں کہا کرو: [اَللّٰهُ

٤٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب بدء الأذان، ح: ٧٠٦ من حديث ابن إسحاق به، وصححه الترمذي، ح: ١٨٩، وابن خزيمة، ح: ٣٧١، وابن حبان، ح: ٢٨٧ وغيرهم.

قال: أفلا أدُلُّك عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى، قال: فقال: تقولُ: الله أكبرُ الله أكبرُ ،الله أكبرُ الله أكبرُ. أشهدُ أنْ لا إلهَ إلّا الله، أشهدُ أنْ لا إلهَ إلّا الله. أشهدُ أنَّ محمّدًا رسولُ الله، أشهدُ أنَّ محمّدًا رسولُ الله. حَيَّ على الصّلاةِ، حَيَّ على الصّلاةِ. حَيَّ على الفلاحِ، حَيَّ على الفلاحِ. الله أكبرُ الله أكبرُ. لا إلهَ إلّا الله. قال: ثُمَّ اسْتأخَرَ عَنّي غيرَ بعيدٍ، ثُمَّ قال: ثُمَّ تقولُ إذا أقمتَ الصّلاةَ: الله أكبرُ الله أكبرُ. أشهدُ أنْ لا إلهَ إلّا الله، أشهدُ أنَّ محمّدًا رسولُ الله. حَيَّ على الصّلاةِ، حَيَّ على الفلاحِ. قدْ قامتِ الصّلاةُ، قدْ قامتِ الصّلاةُ. الله أكبرُ الله أكبرُ، لا إلهَ إلّا الله. فلمّا أصبحتُ أتيتُ رسولَ الله ﷺ فأخبرتُهُ بما رأيتُ، فقال: «إنّها لرؤيا حقٌّ إنْ شاءَ الله، فقُمْ مع بلالٍ فألْقِ عليهِ ما رأيتَ فليُؤذِّنْ بهِ فإنّهُ أندى صوتًا منكَ»، فقمتُ مع بلالٍ فجعلتُ أُلقيهِ عليهِ ويُؤذِّنُ بهِ. قال: فسمعَ ذلكَ عمرُ بنُ الخطّابِ رضيَ الله عنهُ وهوَ في بيتِهِ، فخرجَ يجرُّ رداءَهُ يقولُ: والّذي بعثكَ بالحقِّ يارسولَ الله! لقدْ رأيتُ مثلَ ما أُريَ، فقال رسولُ الله ﷺ: «فللّه

أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ـ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه] ''اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔میں گواہی دیتا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔آؤ نماز کی طرف۔آؤ نماز کی طرف۔آؤ کامیابی کی طرف۔آؤ کامیابی کی طرف۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔'' پھر وہ مجھ سے کچھ پیچھے ہٹ گیا اور کہا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو یوں کہو:[اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ـ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ـ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة ـ (نماز کھڑی ہوگئی ہے۔نماز کھڑی ہوگئی ہے۔) اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه] جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتلایا۔تو آپ نے فرمایا:''یہ ان شاء اللہ سچا خواب ہے۔تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اسے وہ کلمات بتاتے جاؤ جو تم نے دیکھے ہیں۔وہ اذان کہے گا کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والا ہے۔''

الْحَمْدُ».

چنانچہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انہیں وہ الفاظ بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے انہوں نے اسے سنا تو (جلدی سے) چادر گھسیٹتے ہوئے آئے، کہنے لگے: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اے اللہ کے رسول! میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جیسے کہ اسے دکھایا گیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ، وقال فيه ابنُ إِسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ: الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ. وقال مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ فيه: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ لَمْ يُثَنِّيَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زہری کی سعید بن مسیّب سے اور ان کی عبداللہ بن زید سے روایت ایسے ہی ہے۔ اس میں ابن اسحاق نے زہری سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ] جبکہ معمر اور یونس زہری سے (صرف) [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ] روایت کیا ہے۔ انہوں نے دہرا کر ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① سچے خوابوں کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ یہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں اور بالعموم انسان کے اعمال وافکار اور خوابوں میں مطابقت ہوا کرتی ہے اور یہ خواب حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فطری سعادت کی دلیل ہے۔ ② چاہیے کہ مؤذن بلند وشیریں آواز اور عمدہ لہجے والا ہو۔ ③ بہتر ہے کہ اذان اور اقامت کی جگہیں مختلف ہوں۔ ④ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں اذان دُہری اور اقامت اکہری ذکر ہوئی ہے۔

٥٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا الحَارِث ابنُ عُبَيْدٍ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي مَحْذُورَةَ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قُلْتُ: يَارسولَ الله! عَلِّمْنِي سُنَّةَ الأَذَانِ. قال: فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِي. قال: «تقولُ: الله

٥٠٠- جناب محمد بن عبدالملک بن ابی محذورہ اپنے والد (عبدالملک) سے وہ ان کے (یعنی محمد کے) دادا (حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں (ابو محذورہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے۔ چنانچہ آپ نے میرے سر کے

٥٠٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ١٧٤ من حديث مسدد به، وسنده ضعيف، وانظر، ح: ٥٠٢ فهو شاهد له.

أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تقولُ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله. تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. فَإِنْ كَانَ صَلَاةَ الصُّبْحِ قُلْتَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله».

اگلے حصے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”یوں کہا کرو: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ] **اس میں تمہاری آواز خوب بلند ہونی چاہیے‘ پھر کہو:** [أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه] **ان کلمات میں تمہاری آواز قدرے پست ہو۔ پھر اونچی آواز سے کلمات شہادت (دوبارہ) کہو:**[أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] **اگر فجر کی نماز ہو تو کہو:**[اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم - اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم] **”نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے“**[اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اللّٰهُ اَكْبَر- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه]۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دوسرے مؤذن ہیں‘ جن کی درخواست پر آپ نے انہیں اذان سکھائی۔ اور یہ واقعہ غزوۂ حنین سے واپسی کا ہے۔ ② اس اذان میں کلمات شہادت کو دہرا کر کہا جاتا ہے تو اسے ترجیع والی اذان کہتے ہیں۔ ③ ترجیع والی اذان مسنون ہے اور حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو مکہ میں مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ ان کے بعد ان کی اولاد بھی اس منصب پر فائز رہی اور وہ اسی طرح اذان کہتے رہے۔ کچھ لوگوں کا یہ شبہ بے معنی اور بے دلیل ہے کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نومسلم ہونے کی بنا پر شہادت کے کلمات پر اپنی آواز پست رکھی تھی‘ تو آپ نے بلند آواز سے دوبارہ دوہرانے کا حکم دیا تھا۔ ④ فجر کی اذان میں [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم] کہنا مسنون اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔ ⑤ حضرت بلال اور حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہما دونوں کی اذانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان سے پہلے کوئی کلمات نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم] یا [بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم] بھی نہیں۔ اسی طرح آخر میں [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کے بعد [مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه] بھی نہیں ہے جیسا کہ بعض سادہ لوح مؤذن کرتے ہیں۔ مبتدعین اور روافض نے کلمات اذان میں بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

٥٠١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أَخْبرني عُثْمانُ بنُ السَّائِبِ: أخبرني أَبي وَأُمُّ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي مَحْذُورَةَ، عن أَبي مَحْذُورَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْخَبرِ وَفِيهِ: «الصَّلاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، الصَّلاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ في الأُولَى مِنَ الصُّبْحِ».

۵۰۱- جناب عثمان بن سائب اپنے والد (سائب) سے وہ اور ام عبدالملک بن ابی محذورہ (یعنی زوجۂ ابو محذورہ) دونوں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے اس خبر کی مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم' اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم] پہلی یعنی صبح کی اذان میں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وحديثُ مُسَدَّدٍ أَبْيَنُ، قال فيه: وَعَلَّمَني الإِقَامَةَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلَّا الله».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد کی حدیث زیادہ واضح ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے مجھے اقامت سکھائی اس کے کلمات دو دو بار تھے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ- أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه-حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر- لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه.]

قال أَبُو دَاوُدَ: وقال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَإِذَا أَقَمْتَ فَقُلْهَا مَرَّتَيْنِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، أَسَمِعْتَ؟ - قال -: فَكَانَ أَبُو مَحْذُورَةَ لَا يَجُزُّ نَاصِيَتَهُ ولا يَفْرِقُهَا، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَيْهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالرزاق نے کہا: جب تو نماز کی اقامت کہے تو [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة] دو بار کہہ۔ (رسول اللہ ﷺ نے جناب ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:) ''کیا تم نے سن لیا؟'' (یعنی اذان و اقامت کو سمجھ لیا ہے؟) (سائب نے) کہا کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اپنے ماتھے کے بال کاٹا کرتے تھے نہ مانگ نکالا کرتے تھے، اسی سبب سے کہ

٥٠١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الأذان، باب الأذان في السفر، ح: ٦٣٤ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٢٠١، وهو في مصنف عبدالرزاق(ح: ١٧٧٩) بطوله.

نبی ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی ترجیع والی اذان ہو تو تکبیر دہری ہوگی جیسے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان ہے۔ اذان حضرت بلال والی یعنی بغیر ترجیع کے ہو تو تکبیر اکہری' جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ ② زیر نظر حدیث میں صحیح ترین روایات میں [الله أكبر] کے کلمات چار بار ہیں۔ ③ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حضرت ابو محذورہ کا یہ عمل کہ وہ اپنے ماتھے کے بال نہ کاٹتے تھے یا ان میں مانگ نہ نکالتے تھے' صحیح اور ثابت نہیں ہے۔

٥٠٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا عَفَّانُ وَسَعِيدُ بنُ عَامِرٍ وَحَجَّاجٌ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قالوا: حدثنا هَمَّامٌ: حدثنا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ: حدثني مَكْحُولٌ؛ أَنَّ ابنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ علَّمه الأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، وَالإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، الأَذَانُ: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله». وَالإِقَامَةُ: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،

٥٠٢- جناب ابن محیریز سے روایت ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔ اذان کے کلمات یہ تھے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] اور اقامت کے کلمات یہ تھے: [اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه]

٥٠٢- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب صفة الأذان، ح: ٣٧٩ من حديث عامر الأحول به.

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله» كَذَا في كِتَابِهِ في حديثِ أَبي مَحْذُورَةَ.

(ہمام بن یحییٰ کی) کتاب میں ایسے ہی ہے۔

فائدہ: روایت کا آخری جملہ اس وضاحت کیلئے ہے کہ ہمام بن یحییٰ کے حفظ کے بارے میں قدرے اختلاف ہے' مگر یہ حدیث ان کی کتاب ''جزء حدیث ابی محذورہ'' میں بھی ایسے ہی ہے' لہٰذا معتمد ہے اور یوں کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

٥٠٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني ابنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بنِ أَبي مَحْذُورَةَ - يَعْني عَبْدَ الْعَزِيزِ- عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ، عن أَبي مَحْذُورَةَ قال: أَلْقَى عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ فقال: «قُلْ: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰه إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله» مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. - قال -: «ثُمَّ ارْجِع فَمُدَّ مِنْ صَوْتِكَ أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ لا إِلٰهَ إِلَّا الله».

٥٠٣- جناب ابن محیریز حضرت ابومحذورہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود مجھے اذان سکھائی آپ نے فرمایا کہ کہو: [اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰه اكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر- أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه] دو دو بار...... آپ نے فرمایا: ''انہیں دوبارہ کہو اور اونچی آواز سے کہو'' [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - اَللّٰه أَكْبَر - اَللّٰه أَكْبَر - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه]

٥٠٣- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب: كيف الأذان، ح: ٦٣٣ من حديث ابن جريج به، وابن ماجه، ح: ٧٠٨ عن محمد بن بشار وغيره، والحديث السابق شاهد له.

٥٠٤- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ ابنُ إِسْمَاعِيلَ بنِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أبي مَحْذُورَةَ قال: سَمِعْتُ جَدِّي عَبْدَ المَلِكِ ابنَ أَبي مَحْذُورَةَ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبا مَحْذُورَةَ يقولُ: أَلْقَى عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ الأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ»، قال: وكَانَ يقولُ في الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.

٥٠٤- حضرت ابو محذورہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کا ایک ایک حرف سکھایا: [اَللّٰهُ اَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰه أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] بیان کیا کہ اور وہ فجر کی اذان میں [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوم] کہا کرتے تھے۔

٥٠٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ الإسْكَنْدَرَانِيُّ: حدثنا زِيَادٌ يَعْنِي ابنَ يُونُسَ، عن نَافِعِ بنِ عُمَرَ يَعْنِي الْجُمَحِيَّ، عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي مَحْذُورَةَ، أَخْبَرَهُ، عن عَبْدِ الله بنِ مُحَيْرِيزٍ الْجُمَحِيِّ، عن أَبي مَحْذُورَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ. يقولُ: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ

٥٠٥- جناب عبداللہ بن محیریز جمحی حضرت ابو محذورہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان سکھائی کہ یوں کہیں: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَر - أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه......] پھر ابن جریج عن عبدالعزیز بن عبدالملک کی حدیث میں مروی اذان کی مانند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

٥٠٤- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٥٠٥- تخريج: [ضعيف] هذا مختصر، ورواه إبراهيم بن عبدالعزيز، الترمذي، ح: ١٩١، ومحمد بن عبدالملك ابن أبي محذورة (تقدم، ح: ٥٠٠) وغيرهما عن عبدالملك به مطولاً بتربيع التكبير، وهو الصواب، وقال الترمذي: "حديث صحيح"، وهذا الحديث شاذ.

أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله» ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ أَذَانِ حديثِ ابنِ جُرَيْجٍ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ عَبْدِ المَلِكِ وَمَعْنَاهُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وفي حديثِ مَالِكِ بنِ دِينَارٍ قال: سَأَلْتُ ابنَ أَبي مَحْذُورَةَ قُلْتُ: حَدِّثْني عن أَذَانِ أَبِيكَ عن رسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ فقال: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ» قَطْ. وكَذٰلِكَ حديثُ جَعْفَرِ بنِ سُلَيْمانَ عن ابنِ أَبي مَحْذُورَةَ، عن عَمِّهِ، عن جَدِّهِ، إلَّا أَنَّهُ قال: «ثُمَّ تَرَجَّعْ فَتَرَفَّعْ صَوْتَكَ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مالک بن دینار کی حدیث میں ہے: میں نے ابن ابی محذورہ سے کہا کہ مجھے اپنے والد کی اذان سناؤ جو وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے، تو انہوں نے سنائی اور صرف [اللّٰه أكبر ۔ اللّٰه أكبر] کہا اور ایسے ہی جعفر بن سلیمان کی روایت میں ہے جو وہ ابن ابی محذورہ سے وہ اپنے چچا سے اور وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ مگر اس میں ہے کہ پھر آپ نے فرمایا: ''دوبارہ دہراؤ اور اپنی آواز اونچی کرو [اللّٰه أكبر ۔ اللّٰه أكبر.]''

ملحوظہ: صحیح تر روایات میں [اللّٰہ اکبر] چار بار ہے اور ترجیع (دوسری مرتبہ دہرانا) صرف شہادتین کے کلمات میں ہے۔

٥٠٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ أَبي لَيْلَى؛ ح: وحدثنا ابنُ المُثَنَّى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ أَبي لَيْلَى قال: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ. قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لَقَدْ أَعْجَبَنِي أَنْ تَكُونَ صلاةُ المُسْلِمِينَ - أو قال: المُؤْمِنِينَ - وَاحِدَةً، حَتَّى لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ

٥٠٦- جناب ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نماز تین حالتوں سے گزری ہے۔ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند ہے کہ مسلمانوں۔'' یا فرمایا: ''مومنوں کی نماز ایک ہو (یعنی جماعت سے ادا کریں) حتیٰ کہ میرا دل چاہا کہ کچھ لوگوں کو محلوں میں بھیجوں جو وہاں جا کر اعلان کریں کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ میں نے یہاں تک چاہا کہ وہ اونچے مکانوں یا قلعوں کے اوپر کھڑے ہوکر مسلمانوں میں اعلان کریں کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ناقوس بجائے یا ناقوس بجانے کا ارادہ کیا۔'' اس

٥٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٩٣، ٩٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٨٣، وللحديث شواهد ضعيفة عند أبي داود، ح: ٥٠٦ وغيره.

أَبُثَّ رِجَالًا فِي الدُّورِ يُنَادُونَ النَّاسَ بِحِينِ الصَّلَاةِ، وَحَتَّى هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رِجَالًا يَقُومُونَ عَلَى الآطَامِ يُنَادُونَ الْمُسْلِمِينَ بِحِينِ الصَّلَاةِ، حَتَّى نَقَسُوا أَوْ كَادُوا أَنْ يَنْقُسُوا». قال: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فقال: يَارسولَ الله! إِنِّي لَمَّا رَجَعْتُ، لِمَا رَأَيْتُ مِنِ اهْتِمَامِكَ، رَأَيْتُ رَجُلًا كَأَنَّ عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ أَخْضَرَيْنِ فَقَامَ عَلَى الْمَسْجِدِ فَأَذَّنَ ثُمَّ قَعَدَ قعدةً، ثُمَّ قامَ فقال مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يقولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، وَلَوْلَا أَنْ يقولَ النَّاسُ- قال ابنُ الْمُثَنَّى: أَنْ تَقُولُوا - لَقُلْتُ، إِنِّي كُنْتُ يَقْظَانًا غَيْرَ نَائِمٍ، فقال رسولُ الله ﷺ، وقال ابنُ الْمُثَنَّى: «لَقَدْ أَرَاكَ الله خَيْرًا» - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرٌو: «لَقَدْ [أراكَ الله خيرًا] - فَمُرْ بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ». قال: فقال عُمَرُ: أَمَا إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى وَلَكِنْ لَمَّا سُبِقْتُ اسْتَحْيَيْتُ. قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا -

(ابن ابی لیلیٰ) نے بیان کیا کہ ایک انصاری آئے (عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ) اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! جب میں (آپ کے ہاں سے) واپس گیا تھا تو مجھے آپ کی فکر مندی کا خیال تھا۔ چنانچہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک آدمی ہے جس پر سبز رنگ کے دو کپڑے ہیں۔ وہ مسجد کے پاس کھڑا ہوا اور اذان کہی۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا اور پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا اور [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کا اضافہ کیا۔ اگر مجھے لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا...... ابن مثنیٰ نے کہا ...... اگر مجھے تم لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا کہ میں جاگ رہا تھا' سویا ہوا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن مثنیٰ کے لفظ ہیں: ''تحقیق اللہ نے تمہیں خیر دکھلائی ہے۔'' عمرو نے یہ لفظ بیان نہیں کیے (یعنی لَقَدْ أَرَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا۔) ''بلال کو بتلاؤ کہ وہ اذان کہے''...... ابن ابی لیلیٰ راوی ہیں کہ ...... (بعد میں) حضرت عمر ؓ نے کہا: میں نے بھی یہی کچھ دیکھا ہے جیسے کہ اس نے دیکھا ہے۔ لیکن چونکہ یہ سبقت لے گیا ہے، لہٰذا مجھے حیا آئی ...... (دوسری حالت) اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا: ہم سے ہمارے اصحاب نے بیان کیا کہ ...... جب کوئی آدمی آتا (اور جماعت ہو رہی ہوتی) تو (وہ اپنے ساتھی سے) پوچھ لیا کرتا تھا اور اسے بتا دیا جاتا تھا کہ کتنی نماز گزر چکی ہے۔ اور (بعد میں آنے والے اکثر لوگ جماعت میں شامل ہو کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا کرتے اور پھر نبی ﷺ کے ساتھ بقیہ نماز ادا کرتے' چنانچہ آپ کے ساتھ) کھڑے ہوتے ہوئے کوئی قیام میں

ہوتا' کوئی رکوع میں اور کوئی جلوس میں اور کوئی (شروع ہی میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں مل جاتا۔

قال: - وكَانَ الرَّجُلُ إِذَا جَاءَ يَسْأَلُ فَيُخْبَرُ بِمَا سُبِقَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَأَنَّهُمْ قَامُوا مَعَ رسولِ الله ﷺ مِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَرَاكِعٍ وَقَاعِدٍ وَمُصَلٍّ مَعَ رسولِ الله ﷺ. - قال ابنُ المُثَنَّى: قال عَمْرٌو: وحدثني بِهَا حُصَيْنٌ عن ابنِ أَبِي لَيْلَى: - حَتَّى جَاءَ مُعَاذٌ. - قال شُعْبَةُ: وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ - فقال: لا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ - إِلَى قَوْلِهِ: - كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

ابن مثنی نے کہا عمرو نے کہا کہ مجھ سے حصین نے ابن ابی لیلیٰ سے بیان کیا کہ...... حتیٰ کہ معاذ آئے...... شعبہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حصین سے سنی' اس میں ہے کہ...... (معاذ نے) کہا...... میں آپ ﷺ کو جس حال میں پاؤں گا (وہی کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ''تم بھی ویسے ہی کیا کرو۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حديثِ عَمْرِو بنِ مَرْزُوقٍ قال: فَجَاءَ مُعَاذٌ فَأَشَارُوا إِلَيْهِ. - قال شُعْبَةُ: وَهَذِهِ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ - قال: فقال مُعَاذٌ: لا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهَا. قال: فقال: إِنَّ مُعَاذًا قَدْ سَنَّ لَكُمْ سُنَّةً كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عمرو بن مرزوق کی حدیث کی طرف مراجعت کی۔ (اس میں ہے کہ) معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو لوگوں نے ان کی طرف (پڑھی گئی نماز کے متعلق) اشارہ کیا۔ شعبہ نے کہا: یہ جملہ میں نے حصین سے سنا ہے کہ...... اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تو آپ علیہ السلام کو (نماز کی) جس حالت میں پاؤں گا، وہی کروں گا (یعنی صف میں مل کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا نہیں کروں گا بلکہ ان کو سلام پھرنے کے بعد ادا کروں گا۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ نے تمہارے لیے ایک عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے تو تم بھی ایسے ہی کیا کرو۔'' (یعنی امام کے ساتھ اس حال میں مل جایا کرو، جس میں اسے پاؤ۔ تیسری حالت تحویل قبلہ کی ہے جس کا ذکر اس روایت کی بجائے اگلی روایت میں

ہے۔اب اس کے بعد روزوں کی تین حالتوں کا بیان ہے۔پہلی حالت)

قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا أَنَّ رسولَ الله ﷺ لَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ أَمَرَهُمْ بِصِيَام ثَلاثَةِ أَيَّام. ثُمَّ أُنْزِلَ رَمَضَانُ وَكَانُوا قَوْمًا لَمْ يَتَعَوَّدُوا الصِّيَامَ وكَانَ الصِّيَامُ عَلَيْهِمْ شَدِيدًا، فَكَانَ مَنْ لَمْ يَصُمْ أَطْعَمَ مِسْكِينًا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: ١٨٥] فَكَانَتِ الرُّخْصَةُ لِلْمَرِيضِ وَالمُسَافِرِ، فَأُمِرُوا بِالصِّيَام.

ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ کو (ہر ماہ) تین روزے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر رمضان کا حکم نازل ہوا۔لوگ روزوں کے عادی نہ تھے اور یہ عمل ان کے لیے از حد مشکل تھا،تو جو روزہ نہ رکھتا ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا (یہ پہلی حالت تھی۔) حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ”تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے تو بالضرور اس کے روزے رکھے۔“ اس طرح رخصت صرف مریض اور مسافر کے لیے رہ گئی اور (دوسروں کو) روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (یہ روزے کی دوسری حالت بیان ہوئی۔ آگے تیسری حالت کا بیان ہے۔)

قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا قال: وَكَانَ الرجُلُ إِذَا أَفْطَرَ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَ لَمْ يَأْكُلْ حَتَّى يُصْبِحَ. قال: فَجَاءَ عُمَرُ فَأَرَادَ امْرَأَتَهُ فقالت: إِنِّي قَدْ نِمْتُ، فَظَنَّ أَنَّهَا تَعْتَلُّ فَأَتَاهَا، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فأَرَادَ الطَّعَامَ، فقالُوا: حَتَّى نُسَخِّنَ لَكَ شَيْئًا، فَنَامَ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا نَزَلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الآيَةُ فيها ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾ [البقرة: ١٨٧].

(ابن ابی لیلیٰ نے) کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ (ابتدا میں) جب آدمی افطار کر لیتا تھا اور کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تو پھر صبح تک کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ بیان کیا کہ (پھر ایسے ہوا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (گھر) آئے اور اپنی اہلیہ (سے صحبت) کا قصد کیا۔اس نے جواب دیا کہ میں ایک مرتبہ سو چکی ہوں۔ مگر انہوں نے سمجھا کہ شاید بہانہ بنا رہی ہے لہٰذا وہ اس کے پاس آئے۔ (یعنی اس سے ہم بستری کی۔ اسی طرح) ایک دوسرا انصاری (گھر) آیا اور کھانا طلب کیا۔انہوں نے کہا کہ (ذرا انتظار کریں) ہم آپ کے لیے کچھ گرم کر دیتے ہیں،مگر اس اثنا میں وہ خود سو گیا‘ تو

جب صبح ہوئی تو یہ آیت اتری: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ﴾ "تمہارے لیے (رمضان المبارک میں) روزے کی رات میں اپنی عورتوں (بیویوں) کے ساتھ ہم بستری (اور صحبت) کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔" (اور آگے چل کر اسی آیت میں ساری رات طلوع فجر تک کھانے پینے کی اجازت دے دی گئی۔)

٥٠٧- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى عن أَبي دَاوُدَ؛ ح: وحدثنا نَصْرُ بنُ المُهَاجِرِ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن المَسْعُودِيِّ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن ابنِ أَبي لَيْلَىٰ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قال: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَأُحِيلَ الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوالٍ. وَسَاقَ نَصْرٌ الحديثَ بِطُولِهِ، وَاقْتَصَّ ابنُ المُثَنَّى مِنْهُ قِصَّةَ صَلَاتِهِمْ نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ قَطْ. قال: الْحَالُ الثَّالِثُ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَدِمَ المَدِينَةَ فَصَلَّى - يَعْني نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ، - ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَهْرًا، فَأَنْزَلَ الله هَذِهِ الآيَةَ ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: ١٤٤] فَوَجَّهَهُ الله عَزَّ وَجَلَّ إِلَى الْكَعْبَةِ. وَتَمَّ حَدِيثُهُ. وَسَمَّى نَصْرٌ صَاحِبَ الرُّؤْيَا.

٥٠٧- ابن ابی لیلیٰ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز اور روزے کے احوال میں تین تین تبدیلیاں آئی ہیں۔ نصر نے تفصیل سے حدیث بیان کی۔ اور ابن مثنیٰ نے اس میں سے صرف نماز کے متعلق بیان کیا کہ لوگ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے (اس) تیسرے حال کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے اور تیرہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، تب اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ ......﴾ "بیشک ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اُٹھانا دیکھتے ہیں تو ہم بالضرور آپ کا رخ آپ کے پسندیدہ قبلے کی طرف کر دیں گے، تو آپ اپنا منہ مسجد حرام کی جانب کر لیجیے اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو۔" نازل فرمائی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کا رُخ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔ اور (ابن مثنیٰ کی) حدیث (یہاں) مکمل ہو گئی۔ اور نصر بن مہاجر نے صاحبِ خواب کا نام ذکر کیا اور کہا کہ عبداللہ بن زید

٥٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٦، ٢٤٧ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٥٦٦ بالاختصار، وسقط: "الله أكبر الله أكبر" هاهنا من أول الأذان ٭ عبدالرحمن بن أبي ليلى لم يسمع من معاذ رضي الله عنه.

قال: فَجَاءَ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ - رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ - وقال فيه: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قال: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، مَرَّتَيْنِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله. ثُمَّ أَمْهَلَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَامَ فقال مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ قال: زَادَ - بَعْدَ ما قال: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «لَقِّنْهَا بِلَالًا». فَأَذَّنَ بِهَا بِلَالٌ.

وقال في الصَّوْمِ قال: فإِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كلِّ شَهْرٍ، وَيَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَأَنْزَلَ الله ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ١٨٣، ١٨٤] فَكَانَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُفْطِرَ وَيُطْعِمَ كلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا أَجْزَأَهُ ذَلِكَ، فَهَذَا حَوْلٌ. فَأَنْزَلَ الله ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ

کے پاس ایک آدمی آیا جو کہ انصار میں سے تھا' اسی (نصر) کی روایت میں ہے..... چنانچہ وہ آدمی (خواب میں) قبلہ رخ ہوا اور کہا: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة] دو بار، [حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] دو بار [اَللّٰه اَكْبَرُ اللّٰه اَكْبَر۔ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] پھر کچھ دیر ٹھہرا، پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا، مگر [حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] کے بعد [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة] کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب بلال کو بتاؤ۔'' چنانچہ بلال نے اذان کہی۔

اور روزے کے بارے میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے اور عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ......﴾ ''تم پر روزے رکھنے فرض کیے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ گنتی کے ایام ہیں، تو جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو دوسرے دنوں میں ان کی گنتی پوری کرے اور جو اس کی طاقت رکھتے ہیں (اور روزہ نہیں رکھنا چاہتے) تو ان پر ایک مسکین کا طعام ہے۔'' چنانچہ جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا چھوڑ دیتا اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا اور یہ اس کے لیے کافی ہوتا تھا...... یہ ایک حال ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

اَلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَۗ﴾ [البقرة: ١٨٥] فَثَبَتَ الصِّيَامُ عَلَى مَنْ شَهِدَ الشَّهْرَ وَعَلَى الْمُسَافِرِ أَنْ يَقْضِيَ، وَثَبَتَ الطَّعَامُ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْعَجُوزِ اللَّذَيْنِ لَا يَسْتَطِيعَانِ الصَّوْمَ، وَجَاءَ صِرْمَةُ وَقَدْ عَمِلَ يَوْمَهُ. وَسَاقَ الحديثَ.

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ ......﴾ ''رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا۔ لوگوں کے لیے ہدایت ہے (جس میں) ہدایت کی روشن دلیلیں ہیں اور (حق وباطل میں) فرق کرنے والا ہے۔ سوتم میں سے جو اس مہینے کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا مسافر تو دوسرے دنوں میں اس کی گنتی پوری کرے۔'' اس سے لازم آیا کہ جو اس مہینے کو پائے اور مقیم ہو روزہ رکھے اور مسافر قضا کرے۔ بوڑھا کھوسٹ اور بڑھیا جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ذمے کھانا کھلانا ہوا...... چنانچہ حضرت صِرمہ رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سارا دن کام کرتے رہے تھے...... اور (نصر بن مہاجر نے) حدیث بیان کی۔

فائدہ: حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ مسند احمد: ٥/٢٤٦، ٢٤٧ میں یوں ہے: ''ایک صحابی جن کا نام صرمہ تھا، سارا دن روزے کی حالت میں کام کرتے رہے، جب شام ہوئی تو اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور کچھ کھائے پیے بغیر نماز عشاء پڑھ کر سو گئے۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور روزہ رکھ لیا۔ نبی ﷺ نے انھیں دیکھا کہ وہ از حد نڈھال تھے۔ آپ نے پوچھا: ''تمھیں کیا ہوا ہے کہ اس قدر نڈھال ہو رہے ہو؟'' انھوں نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں کل سارا دن کام کرتا رہا، جب واپس آیا تو بس اپنے آپ کو ڈال دیا اور سو گیا اور صبح ہوگئی تو اسی طرح روزہ رکھ لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کچھ دیر سو لینے کے بعد اپنی کسی بیوی یا لونڈی کے پاس آئے...... اور پھر رسول اللہ ﷺ کو اپنا قصہ بتایا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَاءِ كُمْ...... الآية﴾ ''تمہارے لیے حلال ہے کہ روزے کی رات میں اپنی بیویوں سے ہم بستر ہو سکتے ہو۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے تھے، تو اس نے تم کو معاف کر دیا اور درگزر کیا۔ سو مباشرت کرو اپنی عورتوں سے اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے طلب کرو۔ اور کھاؤ پیو حتیٰ کہ صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے نمایاں نظر آنے لگے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔'' (عون المعبود)

ملحوظہ: حدیث ٥٠٦ اور ٥٠٧ کو ہمارے فاضل شیخ علی زئی ﷾ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ان کے بعض شواہد صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ غالباً انہی شواہد کی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے ان دونوں حدیثوں کی تصحیح کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، ٣٦/٤٣٦-٤٤٢)

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي الْإِقَامَةِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- اقامت کا بیان

٥٠٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْمُبَارَكِ قالا: حدثنا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ عَطِيَّةَ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا وُهَيْبٌ، جَمِيعًا عن أَيُّوبَ، عن أَبي قِلَابَةَ، عن أَنَسٍ قال: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَيُوتِرَ الإِقَامَةَ. زاد حمَّادٌ في حديثه: إِلَّا الإِقَامَةَ.

٥٠٨- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت بلال ؓ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہے۔ حماد نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا کہ مگر اقامت۔ (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو بار کہے۔)

٥٠٩- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أَبي قِلَابَةَ، عن أَنَسٍ مِثْلَ حديثِ وُهَيْبٍ. قال إِسْمَاعِيلُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوبَ فقال: إِلَّا الإِقَامَةَ.

٥٠٩- جناب خالد حذّاء نے ابو قلابہ سے انہوں نے حضرت انس ؓ سے ...... (مذکورہ بالا) روایت وہیب کی مثل بیان کی۔ اسماعیل (راوی) نے کہا: میں نے یہ حدیث ایوب کو بیان کی تو کہا: ''مگر اقامت۔'' (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ)

٥١٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حدثنا شُعْبَةُ قال: سَمِعْتُ أَبا جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عن مُسْلِمٍ أَبي الْمُثَنَّى، عن ابن عُمَرَ قال: إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ

٥١٠- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت (تکبیر) کے ایک ایک بار۔ سوائے اس کے کہ مؤذن [قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ - قَدْ

٥٠٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان مثنى مثنى، ح:٦٠٥ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصلوٰة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مثناة، ح:٣٧٨ من حديث أيوب السختياني به.

٥٠٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: الإقامة واحدة إلا قوله: قد قامت الصلوٰة، ح:٦٠٧، ومسلم، الصلوٰة، باب: الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مثناة، ح:٣٧٨ من حديث إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديث السابق.

٥١٠ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه النسائي، الأذان، باب تثنية الأذان، ح:٦٢٩ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٣٧٤، وابن حبان، ح:٢٩٠، ٢٩١، والحاكم: ١/ ١٩٧، ١٩٨، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، وله شاهد صحيح عند أبي عوانة: ١/ ٣٢٩، والدارقطني: ١/٢٣٩وغيرهما.

عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يقولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا سَمِعْنَا الإِقَامَةَ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ.

قَامَتِ الصَّلٰوةُ] کہا کرتا تھا (یعنی دو بار) تو جب ہم اقامت سنتے تو وضو کر کے نماز کے لیے نکل پڑتے۔

قال شُعْبَةُ: لَمْ أَسْمَع عن أبي جَعْفرٍ غيرَ هذا الحديثِ.

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے صرف یہی حدیث سنی ہے۔

فائدہ: صحابہ کرام ؓ عموماً اقامت سے پہلے مسجد میں تشریف لا کر نماز کا انتظار کیا کرتے تھے مگر اتفاق سے کبھی کوئی چوک جاتا تو اقامت سنتے ہی جھٹ وضو کر کے نماز کے لیے آ جاتا۔

٥١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا أَبُو عَامِرٍ يَعْني الْعَقَدِيَّ عَبْدَ المَلِكِ بنَ عَمْرٍو: حدثنا شُعْبَةُ عن أَبي جَعْفَرٍ مُؤَذِّنِ مَسْجِدِ الْعُرْيَانِ قال: سَمِعْتُ أَبَا الْمُثَنَّى مُؤَذِّنَ مَسْجِدِ الأَكْبَرِ يقولُ: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ. وَسَاقَ الحديثَ.

٥١١- جناب شعبہ ابوجعفر مسجد عریان کے مؤذن سے اور وہ ابوالمثنیٰ مسجد اکبر کے مؤذن سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے سنا اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: مسجد عریان اور مسجد اکبر غالباً کوفہ کی دو مسجدوں کے نام ہیں۔

(المعجم ٣٠) - **باب الرَّجُلِ يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ آخَرُ** (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- یہ مسئلہ کہ ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت (تکبیر کہے)

٥١٢- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَمِّهِ عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ قال: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ في

٥١٢- جناب محمد بن عبداللہ اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (شروع میں) اذان کے متعلق کچھ چیزوں کا ارادہ فرمایا مگر ان پر عمل نہ کیا۔ چنانچہ عبداللہ بن زید ؓ کو خواب میں اذان

٥١١ـ **تخريج**: [**صحيح**] انظر الحديث السابق.

٥١٢ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢ من حديث محمد بن عمرو به، واختلف في تعيينه فالسند ضعيف، وله شاهد عند البيهقي: ١/ ٣٩٩ بإسناد ضعيف، وروى البيهقي بإسناد صحيح عن عبدالعزيز بن رفيع قال: رأيت أبا محذورة جاء وقد أذن إنسان قبله فأذن ثم أقام، وقال البيهقي: "إسناده صحيح".

الأَذَانِ أَشْيَاءَ لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا . قال: فأُرِيَ عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ الأَذَانَ في المَنَام، فَأتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فقال: «أَلْقِهِ عَلَى بِلَالٍ». فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ. فَأَذَّنَ بِلَالٌ. فقال عَبْدُ الله: أَنَا رَأَيْتُهُ وَأَنَا كُنْتُ أُرِيدُهُ. قال: «فأَقِمْ أَنْتَ».

دکھلائی گئی: تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کلمات بلال کو بتاؤ۔'' چنانچہ انھوں نے بتائے اور بلال نے اذان کہی۔ عبداللہ نے کہا: میں نے یہ خواب دیکھا اور میں اس کا خواہش مند تھا۔ فرمایا: ''تم اقامت کہہ لو۔''

٥١٣- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ مِنَ الأَنْصَارِ - قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ مُحَمَّدٍ قال: كَانَ جَدِّي عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ [يُحَدِّثُ]، بهذا الخَبرِ، قال: فأَقَامَ جَدِّي.

۵۱۳- جناب محمد بن عمرو انصار مدینہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد کو سنا' کہتے تھے کہ میرے دادا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ (عبداللہ بن محمد نے) کہا: چنانچہ میرے دادا نے اقامت (تکبیر) کہی۔

٥١٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مسْلَمَةَ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ غَانِمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ زِيَادٍ يَعْني الإِفْرِيقِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ قال: لَمَّا كَانَ أَوَّلُ أَذَانِ الصُّبْحِ أَمَرَني - يَعْني النَّبِيَّ ﷺ - فأَذَّنْتُ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أُقِيمُ يَارسولَ الله؟ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى نَاحِيَةِ المَشْرِقِ إِلَى الْفَجْرِ

۵۱۴- حضرت زیاد بن حارث صُدائی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صبح کی پہلی اذان کا وقت ہوا تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان کہی۔ پھر میں کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! اقامت کہوں؟ مگر آپ مشرق کی جانب فجر کو دیکھتے اور فرماتے: ''نہیں۔'' حتیٰ کہ جب فجر (اچھی طرح) طلوع ہو گئی تو آپ اپنی سواری سے اترے اور وضو کیا، پھر آپ میری طرف آئے اور اس اثنا میں آپ کے صحابہ بھی آپ کو آ ملے (برز سے مراد ہے؛

٥١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٤٥، ح: ٩٥١ من حديث أبي داود به، وأعله البخاري، انظر الحديث السابق.

٥١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم، ح:١٩٩، وقال: "وحديث زياد إنما نعرفه من حديث الإفريقي * والإفريقي ضعيف عند أهل الحديث، ضعفه يحيى بن سعيد القطان وغيره"، ورواه ابن ماجه، ح: ٧١٧.

فيقولُ: «لَا»، حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ نَزَلَ فَبَرَزَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ وَقَدْ تَلَاحَقَ أَصْحَابُهُ، - يَعني فَتَوَضَّأَ - فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فقال لَهُ نَبِيُّ الله ﷺ: «إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ هُوَ أَذَّنَ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ»، قال: فَأَقَمْتُ.

آپ نے وضو کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا۔ تو نبی ﷺ نے بلال سے فرمایا: ''اس صدائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔'' چنانچہ میں نے اقامت کہی۔

فائدہ: اس باب کی مذکورہ تینوں روایتیں ضعیف ہیں' اس لیے ان سے کسی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ لیکن بعض شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے تو مناسب ہے' تاہم اگر دوسرا اقامت کہے تو کوئی حرج نہیں۔ (عون المعبود ۔ نیل الاوطار)

(المعجم ٣١) - باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- بلند آواز سے اذان کہنا

٥١٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ عن مُوسَى بنِ أَبي عُثْمانَ، عن أَبي يَحْيَى، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ، وَيَشْهَدُ لَهُ كلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ صَلَاةً، وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا».

٥١٥- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے بخش دیا جاتا ہے۔ اور ہر خشک وتر چیز اس کے لیے گواہی دیتی ہے۔ اور جو جماعت میں حاضر ہوتا ہے اس کے لیے پچیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور (دوسری نماز تک کے) مابین کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مؤذن کا یہ شرف ہے کہ اس قدر طویل وعریض اور وسیع مغفرت کا مستحق بنتا ہے۔ یا یہ ایک تشبیہ وتمثیل ہے کہ بالفرض اس کے گناہ اس قدر بھی ہوں جو اتنی جگہ میں آئیں تو بھی معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس قدر بلند آواز سے اذان کہے گا اسی قدر مغفرت کا مستحق بنے گا۔ لہٰذا بلند آواز سے اذان کہنا مستحب اور مؤکد ہے۔ ② اذان سے اور جماعت میں شرکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کبائر کی معافی کے لیے توبہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ضروری ہے۔ ویسے اللہ کی رحمت وسیع ہے چاہے تو معاف فرما دے۔

٥١٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

٥١٦- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٥١٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ٧٢٤، والنسائي، ح: ٦٤٦ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٩٠، وابن حبان، ح: ٢٩٢، وللحديث شواهد كثيرة.

٥١٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب فضل التأذين، ح: ٦٠٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ◀◀

أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لا يسمعَ التَّأْذِينَ، فإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ويقولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر پاد مارتا ہوا پلٹ جاتا ہے۔ (اور اتنی دور چلا جاتا ہے۔) حتیٰ کہ اذان نہیں سنتا۔ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے۔ اور جب اقامت ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے اور کہتا ہے: یہ یاد کر' یہ یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ آتی ہوں۔ حتیٰ کہ آدمی کو خیال ہی نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① بظاہر شیطان سے مراد ''ابلیس'' ہی ہے اور ممکن ہے کہ شیاطین الجن مراد ہوں۔ ② زور سے اور آواز سے شیطان سے ریح کا خارج ہونا دلیل ہے کہ اذان کے مبارک کلمات میں وزن ہے۔ ③ اذان کے وقت شور کرنا شیطانی عمل کے ساتھ مشابہت ہے۔ ④ شیطان مسلمان نمازیوں پر بار بار حملے کرتا ہے اور نبی ﷺ نے بھی علاج بیان فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں تعوذ پڑھا جائے اور بائیں طرف پھونک ماری جائے۔ خیال کیا جائے کہ بے نماز لوگوں پر اس کے حملے کتنے شدید ہوں گے۔ ⑤ اذان میں آواز خوب بلند کرنی چاہیے' یہ اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے۔ لیکن آواز کی یہ بلندی اس طرح اور اس حد تک ہو کہ اس میں کراہت اور بھدا پن پیدا نہ ہو' کیونکہ رفعِ صوت کے ساتھ حسنِ صوت بھی مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

(المعجم ٣٢) - باب مَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤَذِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-مؤذن کے لیے واجب ہے کہ وقت کی پابندی کرے

٥١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بن فُضَيْلٍ: حدثنا الأَعْمَشُ عن

۵۱۷-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور

◀◀ (يحيى): ١/ ٦٩، ٧٠ والقعنبي، ص: ٨٨، ورواه مسلم: ٣٨٩/ ١٩، الصلوة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، من حديث أبي الزناد به.

٥١٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، ح: ٢٠٧ من حديث الأعمش به، ولم يسمعه من أبي صالح، وللحديث شاهد عند أحمد: ٦/ ٦٥ وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ١٦، وابن حبان، ح: ٣٦٢.

رَجُلٍ، عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الإِمَامُ ضَامِنٌ وَالمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اللَّهُمَّ! أَرْشِدِ الأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ».

مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم وعمل کی) توفیق دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔"

٥١٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن الأَعْمَشِ قال: نُبِّئْتُ عن أَبي صَالِحٍ قال: ولا أُرَانِي إِلَّا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ مِثْلَهُ.

۵۱۸- جناب ابو صالح کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ میں نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

فوائد و مسائل: ① امام کی ذمے داری یہ ہے کہ صحیح سنت کے مطابق نماز پڑھائے۔ دعاؤں میں اپنے مقتدیوں کو شامل رکھے اور صرف اپنے آپ ہی کو مخصوص نہ کرے وغیرہ۔ ② مؤذن کا اذان دینا اعلان عام ہوتا ہے کہ نماز، سحر یا افطار کا وقت ہوگیا ہے۔ اس لیے اس پر اعتماد کیا جانا چاہیے اور اس پر بھی واجب ہے کہ اپنی ذمے داری کا خوب احساس کرے۔ ③ نماز کی امامت اور مؤذن بننا اسلامی معاشرے کے انتہائی باوقار مناصب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی فضیلت بیان کی ہے۔ اس لیے انہیں کامل عزت و احترام دیا جائے اور بلاوجہ ان کی تحقیر اور عیب چینی سے بچا جائے۔ دراصل یہ ہے کہ یہ مناصب دیکھ بھال کر صاحب صلاحیت افراد ہی کو دیے جائیں۔

(المعجم ٣٣) - باب الْأَذَانِ فَوْقَ الْمَنَارَةِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- مینار پر اذان کہنا

٥١٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ أَيُّوبَ: حدثنا إِبراهِيمُ بن سَعْدٍ عن مُحمَّدِ ابنِ إِسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قالت: كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ

۵۱۹- بنو نجار کی ایک خاتون سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے اطراف کے گھروں میں سب سے اونچا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان اسی پر آ کر دیا کرتے تھے۔ وہ سحر کے وقت آ کر اس پر بیٹھ جاتے اور صبح صادق کو دیکھتے رہتے جب صبح کو طلوع ہوتا دیکھتے

٥١٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٢ من حديث ابن نمير به، وانظر الحديث السابق.

٥١٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٢٥ من حديث أبي داود به * محمد بن إسحاق بن يسار صرح بالسماع في السيرة لابن هشام: ٢/ ١٥٦ (بتحقيقي)، وقال الحافظ في الدراية (١/ ١٢٠): "إسناده حسن".

بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ، فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ إِلَى الفَجْرِ، فإِذَا رَآهُ تَمَطَّى ثُمَّ قال: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَحْمَدُكَ. أَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أَن يُقيمُوا دِينَكَ. قالت: ثُمَّ يُؤَذِّنُ. قالت: واللهِ! مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً هَذِهِ الْكَلِمَاتِ.

تو انگڑائی لیتے اور کہتے: اے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش پر تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ پھر اذان کہتے۔ قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ بلال نے کسی رات بھی یہ کلمات چھوڑے ہوں۔

فوائد ومسائل: ① اونچی آواز اور اونچی جگہ سے اذان کہنا مستحب ہے مگر آج کل کے لاؤڈ سپیکروں نے یہ کمی پوری کردی ہے۔ ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان سے پہلے دعائیہ کلمات کسی طرح بھی اذان کا حصہ نہ تھے، بلکہ یہ عام طرح کی دعا ہوتی تھی جس میں کہ وہ کافی دیر سے مشغول ہوتے اور صبح صادق کا انتظار کر رہے ہوتے تھے۔ قریش کی ہدایت کے لیے دعا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس قبیلے کو عربوں میں بڑی اہمیت حاصل تھی‘ اس کی مخالفت کی وجہ سے عام عرب بھی اسلام قبول کرنے سے گریز کر رہے تھے‘ جب اللہ نے اس قبیلے کو قبول اسلام کی توفیق سے نوازا‘ تو پھر فوج درفوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

(المعجم ٣٤) - **باب الْمُؤَذِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ** (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- مؤذن اذان کہتے ہوئے گھومے

٥٢٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا قَيْسٌ يَعْني ابنَ الرَّبِيعِ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، جَمِيعًا عن عَوْنِ بنِ أَبي جُحَيْفَةَ، عن أَبِيهِ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمكَّةَ وَهُوَ في قُبَّةٍ حَمْرَاء مِنْ أَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فأَذَّنَ، فَكُنْتُ أَتَتَبَّعُ فَمَهُ هَهُنَا وَهَهُنَا. قال: ثُمَّ خَرَجَ رسولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ

۵۲۰- جناب عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا جب کہ آپ مکہ میں تھے اور ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ سرخ چمڑے کا تھا۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور اذان کہی اور میں ان کا منہ دیکھ رہا تھا کہ دائیں بائیں پھیرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ سرخ رنگ کا حُلّہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور یہ یمن کی قِطری چادریں تھیں۔ موسیٰ (دوسری سند کے راوی اور امام

٥٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة ... الخ، ح: ٥٠٣ من حديث وكيع به.

حَمْراءُ بُرُودٌ يَمَانِيَّةٌ [قِطْرِيَّةٌ]. وقال مُوسَى: قال: رَأَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ إِلَى الأَبْطَحِ فَأَذَّنَ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، لَوَى عُنُقَهُ يَمِينًا وَشِمالًا وَلَمْ يَسْتَدِرْ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَسَاقَ حَدِيثَهُ.

ابوداود کے استاذ) نے کہا: ابوجحیفہ نے کہا: میں نے بلال کو دیکھا کہ وہ وادئ ابطح کی طرف نکلے اور اذان کہی۔ جب [حَيّ علی الصلاۃ] اور [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں بائیں پھیرا اور خود پورے نہیں گھومے۔ پھر اندر آئے اور اپنا بھالا نکالا اور (موسیٰ نے باقی) حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① مؤذن کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے اور جب وہ [حیّ علی الصلاۃ] اور [حیّ علی الفلاح] پر پہنچے تو دائیں اور بائیں جانب منہ کر کے یہ کلمات کہے۔ ② حُلّہ اس لباس کو کہتے ہیں جس میں چادر اور تہبند دونوں کپڑے ایک ہی جنس کے ہوں۔ ③ سرخ رنگ کے لباس کی عمومی طور پر نہی وارد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جو پہنا ہے تو شارحین اس کی بابت یہ فرماتے ہیں کہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ (واللہ اعلم) ④ ابطح مکہ میں صفا مروہ کی طرف آنے والے راستے کو کہتے ہیں۔ ⑤ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کے الفاظ ''اور خود پورے نہیں گھومے'' کو شاذ بلکہ منکر قرار دیا ہے۔ (مفصل صحیح سنن ابوداود للالبانی' حدیث:۵۳۳) اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گردن کے گھومنے کے ساتھ اگر جسم بھی گھوم جائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- اذان اور اقامت کے درمیان دعا کی اہمیت

٥٢١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن زَيْدٍ الْعَمِّي، عن أَبي إِيَاسٍ، عن أَنَس بن مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ».

۵۲۱- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے مابین دعا رد نہیں کی جاتی۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ یہ وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ نماز، دعا، ذکر اور تلاوت میں مشغول رہ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے جبکہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ حتیٰ کہ مساجد کے خادمین تک اس وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ② اس وقت میں دعا مقبول ہوتی ہے بشرطیکہ دیگر آداب وشرائط کا لحاظ بھی رکھا گیا ہو' بالخصوص صحت عقیدہ، رزق حلال،

٥٢١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في أن الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة، ح:٢١٢ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف، وله شواهد عند أحمد: ٣/ ٢٢٥ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح:٤٢٦، ٤٢٧، وابن حبان، ح:٢٩٦.

صدق مقال، اور اخلاص و یقین کامل وغیرہ۔

(المعجم ٣٦) - **باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ** (التحفة ٣٦)

باب:٣٦- مؤذن کو سنے تو کیا کہے؟

٥٢٢- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

٥٢٢- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جیسے کہ مؤذن کہتا ہے۔''

٥٢٣- **حَدَّثَنَا** مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن ابن لَهِيعَةَ وَحَيْوَةَ وَسَعِيدِ بنِ أَيُّوبَ، عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يقولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى الله عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا الله لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ في الْجَنَّةِ لا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ الله، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ الله لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ».

٥٢٣- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ تحقیق جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو۔ بلاشبہ یہ (وسیلہ) جنت میں ایک منزل کا نام ہے جو اللہ کے کسی ایک بندے کو ملے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ سو جس نے میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگئی۔''

٥٢٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ح:٦١١، ومسلم، الصلٰوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه . . . الخ، ح: ٣٨٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٦٧(والقعنبي، ص: ٨٤، ٨٥).

٥٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه . . . الخ، ح: ٣٨٤ عن محمد بن سلمة المرادي به ولم يذكر ابن لهيعة.

فوائد ومسائل: ① جوابِ اذان کا حکم استحباب پر محمول ہے اور شرعی عذر کے علاوہ تمام کیفیتوں میں اس کا جواب دینا چاہیے۔ حدث، جنابت اور حیض اس سے مانع نہیں ہیں۔ نیز اقامت کا جواب بھی اس سے ماخوذ ہے۔ (امام نووی) ② جواب ہر کلمہ پر دینا چاہیے نہ کہ اذان مکمل ہونے پر۔ تاہم ساتھ ساتھ جواب دینے میں کوئی معقول رکاوٹ ہو تو آخر میں اذان کا مکمل جواب دے کر دعائیں پڑھ لے۔ ③ دعوتِ عمل میں ترغیب وتشویق کا پہلو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے درود پڑھنے کا اجر اسی پہلو سے ارشاد فرمایا ہے۔ ④ اعمال میں اخلاص شرط ہے۔

ملحوظہ: تعجب ہے کہ بدعتی لوگ اپنی دعاؤں میں رسول اللہ ﷺ کے غیر مشروع وسیلے پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے مطالبہ فرمارہے ہیں کہ میرے لیے ''وسیلے'' کا اللہ سے سوال کرو۔

٥٢٤- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن حُيَيٍّ، عن أَبي عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ يَعْني الْحُبُلِيَّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا قال: يَارسولَ الله! إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهُ».

۵۲۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مؤذن ہم سے فضیلت لے جائیں گے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی ویسے ہی کہا کرو جیسے کہ وہ کہتے ہیں۔ جب تم اس سے فارغ ہو تو سوال کرو اور دعا مانگو' دیے جاؤ گے۔''

٥٢٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن الْحُكَيمِ بنِ عَبْدِ الله بنِ قَيْسٍ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ، عن سَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ عن رسولِ الله ﷺ قال: «مَنْ قال حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَن لَا إِلهَ إِلَّا الله وَحْدَه لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بالله رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبالإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ».

۵۲۵- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے مؤذن کو سن کر یہ کہا [وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا] ''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول

٥٢٤ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٢ من حديث حيي بن عبدالله به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٩٥.

٥٢٥ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ... الخ، ح: ٣٨٦ عن قتيبة به.

ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے، محمد کے رسول ہونے اور اسلام پر بحیثیت دین کے راضی ہوں۔" تو وہ بخشا گیا۔"

٥٢٦- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عن أَبيهِ، عن عَائشةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إذَا سَمِعَ المُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ، قال: «وَأَنَا وَأَنَا».

٥٢٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو سنتے اور وہ شہادت کے کلمات کہتا' تو آپ فرماتے: "اور میں بھی اور میں بھی۔ (یعنی شہادت دیتا ہوں۔")

فائدہ: محمد ﷺ باوجودیکہ رسالت کے جلیل القدر منصب پر فائز تھے' اللہ کی توحید اور اپنے رسول ہونے کے اولین مومن ومصدق تھے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ (بقرہ: ٢٨٥) "ایمان لائے رسول اس سب پر جو ان پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا اور مومنین بھی۔"

٥٢٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جَهْضَمٍ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن خُبَيْبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ إساف، عن حَفْصِ بنِ عَاصِمِ بنِ عُمَرَ، عن أَبيهِ، عن جَدِّهِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا قال المُؤَذِّنُ: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، فقال أَحَدُكُم: الله أَكْبَر الله أَكْبَر، فإِذَا قال: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، قال: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، فإِذَا قال: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ الله، قال: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ الله، ثُمَّ قال: حَيَّ على

٥٢٧- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مؤذن کہے [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر] تو تمہارا سننے والا بھی کہے [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر] اور جب وہ کہے: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] تو سننے والا بھی کہے [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] پھر وہ کہے [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُول اللّٰه] اور یہ بھی کہے [أَشْهَدُ أن مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰه] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الصَّلَاة] اور یہ کہے [لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] اور یہ کہے [لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه] پھر وہ کہے [اَللّٰهُ أَكبرُ اللّٰه أَكبر] اور یہ کہے [اَللّٰهُ أكبر اللّٰه أكبر] پھر وہ کہے [لَا إِلٰه اِلَّا اللّٰه] اور یہ کہے [لا إله إلا اللّٰه] یہ

٥٢٦- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٠٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٨١، والحاكم: ١/ ٢٠٤، وللحديث طرق عند ابن أبي شيبة: ١/ ٢٢٧ وغيره.

٥٢٧- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ... الخ، ح: ٣٨٥ من حديث محمد بن جهضم الثقفي به.

الصَّلَاة قال: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قال: حَيَّ على الْفَلَاحِ قال: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قال: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ قال: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، ثُمَّ قال: لا إِلٰهَ إِلَّا الله قال: لا إِلٰهَ إِلَّا الله، مِنْ قَلْبِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ».

سب کچھ دل کی گہرائی سے کہے' تو جنت میں جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① جنت کا داخلہ توحید ورسالت اور شریعت کی قول وعمل سے تصدیق ہی پر مبنی ہے اور اذان ان سب کی جامع ہے۔ ② [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه] کا معنی ہے کہ ''کسی برائی اور شر سے بچنا اور کسی نیکی یا خیر وصلاح کی توفیق' اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔'' ③ اس حدیث سے اذان کا جواب دینے کی فضیلت واضح ہے۔ البتہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه کہنا ہے۔

(المعجم . . .) - **باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ** (التحفة ٣٧)

باب:...... اقامت سنے تو کیا کہے؟

٥٢٨- **حَدَّثَنا** سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ ثَابِتٍ: حدثني رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أَبي أُمَامَةَ أو عن بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ في الإِقَامَةِ، فَلَمَّا أَنْ قال: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قال النَّبِيُّ ﷺ: «أَقَامَهَا الله وَأَدَامَهَا»، وقال في سَائِرِ الإِقَامَةِ كَنَحْوِ حديثِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ في الأَذَانِ.

۵۲۸- اہل شام کے ایک فرد نے شہر بن حوشب سے روایت کیا انہوں نے ابو امامہ یا نبی ﷺ کے کسی دوسرے صحابی سے روایت کیا کہ حضرت بلال ؓ نے اقامت کہنا شروع کی تو جب [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة] کہا تو نبی ﷺ نے کہا: [اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا] ''اللہ اسے قائم ودائم رکھے۔'' اور دیگر کلمات کے جواب میں اسی طرح کہا جیسے کہ مذکورہ بالا حضرت عمر ؓ کی حدیث میں گزرا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم پچھلے باب کی احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اقامت کا جواب بھی

٥٢٨ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ١/ ٤١١ من حديث أبي داود به * محمد بن ثابت العبدي ضعيف ورجل من أهل الشام مجهول، والحديث الضعيف لا يحتج به في الفضائل ولا في الأحكام ولا في العقائد في القول الراجح والحمد لله.

دیا جائے اور ((قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ)) کے جواب میں بھی یہی الفاظ دہرائے جائیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (فتح الباری: ۲/۹۲)

(المعجم ٣٧) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْأَذَانِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۷- اذان کے بعد دعا

٥٢٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ: حدثنا شُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ قال حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۲۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر یہ (درج ذیل) دعا پڑھے تو قیامت کے روز اس کے لیے شفاعت لازم ہوگی۔ [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّداً الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْداً الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ] ''اے اللہ! اس کامل پکار اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد کو منزل وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرما اور انہیں اس مقام محمود پر کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔''

توضیح: ① [دعوتِ تامّۃ] ''کامل پکار'' سے مراد توحید و رسالت کی پکار ہے۔ [صلاۃ قائمۃ] ''قائم رہنے والی نماز'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی ملت اس سے خالی نہیں رہی ہے اور نہ کسی شریعت نے اسے منسوخ ہی کیا ہے اور زمین وآسمان کے باقی رہنے تک یہ بھی باقی رہے گی۔ [وسیلۃ] جنت کی ایک منزل کا نام ہے۔ [مقام محمود] سے مراد وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ میدان حشر میں مخلوقات کے لیے شفاعت کی خاطر سجدہ ریز ہوں گے اور یہ سجدہ سات دن رات تک طویل ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سجدے میں میں اللہ کی وہ حمد وثنا کروں گا جو اس وقت مجھے اللہ الہام فرمائے گا۔ تب مجھے حکم ہوگا کہ سر اٹھاؤ، سفارش کرو، قبول ہوگی۔ (صحیح بخاری' التوحید' باب قول اللہ تعالیٰ: وجوہ یومئذ ناضرۃ○ الی ربہا ناظرۃ○ حدیث: ۷۴۴۰) [فضیلۃ] سے مراد تمام مخلوقات سے بڑھ کر عالی مرتبہ ② رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق بن جانا بہت بڑی فضیلت اور شرف کا مقام ہے، اس لیے ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔ جو محض تمناؤں اور امیدوں سے ممکن نہیں اس کے لیے قول' تصدیق اور عمل ضروری ہے۔

٥٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء عند النداء، ح: ٦١٤ عن علي بن عياش به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٣/ ٣٥٤.

(المعجم ٣٨) - **باب مَا يَقُولُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ** (التحفة ٣٩)

باب:۳۸-مغرب کی اذان کے وقت دعا

٥٣٠- **حَدَّثَنَا** مُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ: حدثنا الْقَاسِمُ ابنُ مَعْنٍ: حدثنا الْمَسْعُودِيُّ عن أَبِي كَثِيرٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالت: عَلَّمَنِي رسولُ الله ﷺ أَنْ أَقُولَ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ: «اللَّهُمَّ! إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاغْفِرْ لِي».

۵۳۰-ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ (درج ذیل) دعا پڑھا کروں: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّ هٰذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاغْفِرْلِي] ”اے اللہ! بے شک یہ وقت ہے کہ تیری رات آ رہی ہے، تیرا دن جا رہا ہے اور تیری طرف پکارنے والوں کی صدائیں ہیں' لہٰذا تو مجھے بخش دے۔“

(المعجم ٣٩) - **باب أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّأْذِينِ** (التحفة ٤٠)

باب:۳۹-اذان پر اجرت لینا؟

٥٣١- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أَنْبَأَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن أَبِي الْعَلَاءِ، عن مُطَرِّفِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن عُثْمَانَ بنِ أَبِي الْعَاصِ قال: قُلْتُ: - وقال مُوسَى في مَوْضِعٍ آخَرَ - إِنَّ عُثْمَانَ ابنَ أَبِي الْعَاصِ قالَ: يَارسولَ الله! اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي. قال: «أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا».

۵۳۱-حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان کے امام ہو اور ان کے ضعیف ترین کی اقتدا (رعایت) کرنا اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“

ملحوظہ: اس روایت کا آخری حصہ ”اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“ اَولیٰ کی طرف

٥٣٠ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب دعاء أم سلمة، ح: ٣٥٨٩ من حديث أبي كثير به وقال: "غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ١٩٩، ووافقه الذهبي.

٥٣١ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب اتخاذ المؤذن الذي لا يأخذ على أذانه أجرًا، ح: ٦٧٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ١/ ١٩٩، ٢٠١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

اشارہ ہے۔ یعنی افضل واعلیٰ یہی ہے کہ یہ منصب کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کرے۔ اگر ایسا کوئی شخص میسر نہ ہو تو تنخواہ پر مؤذن رکھا جا سکتا ہے کیونکہ اس عمل میں ایک اہم دینی مصلحت ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي الْأَذَانِ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ (التحفة ٤١)

باب: ۴۰- قبل از وقت اذان کہہ دی جائے تو؟

٥٣٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بنُ شَبِيبٍ المَعْنَى قالا: حدثنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِيَ: أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ، أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ. زَادَ مُوسَى: فَرَجَعَ فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ.

۵۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت بلال ؓ نے (ایک بار) طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور اعلان کرو کہ خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔ خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔ موسیٰ نے اضافہ کیا، چنانچہ انہوں نے جا کر اعلان کیا: خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا الحديثُ لم يَرْوِهِ عن أَيُّوبَ إِلَّا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ایوب سے سوائے حماد بن سلمہ کے کسی نے روایت نہیں کیا۔

٥٣٣- حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بنُ حَرْبٍ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ ابنِ أَبِي رَوَّادٍ: أَنْبَأَنَا نَافِعٌ عن مُؤَذِّنٍ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ، أَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فأَمَرَهُ عُمَرُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۵۳۳- جناب نافع ؒ حضرت عمر ؓ کے مؤذن سے روایت کرتے ہیں، جس کا نام مسروح تھا، کہ انہوں نے (ایک بار) فجر (صادق) سے پہلے ہی اذان کہہ دی تو حضرت عمر ؓ نے انہیں حکم دیا' اور مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ أو غَيْرِهِ؛ أَنَّ

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ حماد بن زید نے اسے عبید اللہ بن عمر سے' انہوں نے نافع سے یا کسی دوسرے سے

٥٣٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح:٧٨٢ وغيره من حديث حماد بن سلمة به، وعلقه الترمذي، ح:٢٠٣، وللحديث شواهد عند البيهقي:١/ ٣٨٣ وغيره كما حققته في "أنوار السنن في تحقيق آثار السنن"، ح:٢٦١.

٥٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة:١/ ٢٢٢ من حديث عبدالعزيز بن أبي رواد به، وعلقه الترمذي:٢٠٣، وقال: "هذا لا يصح . . ." الخ، وللحديث شواهد.

مُؤَذِّنًا لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ [أَوْ غَيْرُهُ].

نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مؤذن تھا جس کا نام مسروح یا کچھ اور تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ لِعُمَرَ مُؤَذِّنٌ يُقَالُ لَهُ: مَسْعُودٌ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ ذَاكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اور دراوردی نے اسے عبید اللہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن کا نام مسعود تھا۔ اور اس کے مثل بیان کیا اور یہ اُس سے زیادہ صحیح ہے۔

٥٣٤- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا وَكِيعٌ: حدثنا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ عن شَدَّادٍ مَوْلَى عِيَاضِ بنِ عَامِرٍ، عن بِلَالٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال لَهُ: «لا تُؤَذِّنْ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكَ الْفَجْرُ هَكَذَا»، وَمَدَّ يَدَيْهِ عَرْضًا.

۵۳۴- شدّاد مولی عیاض بن عامر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”جب تک فجر اس طرح نمایاں نہ ہو جایا کرے اذان نہ کہا کرو۔“ اور آپ نے اطراف عرض میں اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اشارہ فرمایا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: شَدَّادٌ مَوْلَى عِيَاضٍ لَمْ يُدْرِكْ بِلَالًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شدّاد مولیٰ عیاض نے حضرت بلال کو نہیں پایا۔

فوائد ومسائل: ① فجر دو طرح سے ہوتی ہے۔ پہلی کو فجر کاذب اور دوسری کو فجر صادق کہتے ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فجر جس میں کھانا حرام اور نماز (نماز فجر) حلال ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ ہے جس میں نماز (نماز فجر) حرام اور کھانا (سحری کا) حلال ہوتا ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ وہ (فجر صادق) جس میں کھانا حرام ہوتا ہے افق میں طویل ہوتی ہے اور دوسری (فجر کاذب) یہ بھیڑیے کی دم کی طرح فضا میں بلند ہوتی ہے۔ (صحیح ابن خزیمه، حديث :٣٥٦ - مستدرك حاكم:١٩١/١) ② نماز کا وقت ہونے سے پہلے اذان صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر غلطی سے تھوڑا فرق ہو تو اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن وقفہ اگر بہت زیادہ ہو تو اذان دہرائی جائے اور پہلی کے متعلق اعلان کر دیا جائے کہ یہ غلطی سے ہوئی ہے۔ خیال رہے کہ نماز فجر کی اذان کے بارے میں کچھ اصحاب الحدیث کا میلان یہ ہے کہ یہ فجر کاذب میں کہی جائے تاکہ صبح صادق ہوتے ہی نماز کھڑی کی جا سکے اور وہ اندھیرے میں پڑھی جائے۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے

٥٣٤ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٢١٤ عن وكيع به، وقال البيهقي: ١/ ٣٨٤ "وهذا مرسل".

فرمایا: ''تمہیں بلال کی اذان سحری کھانے سے ہرگز نہ روکے، بے شک وہ رات میں اذان کہتے ہیں تا کہ تمہارا قیام کرنے والا متنبہ ہو جائے اور سونے والا جاگ جائے۔'' (صحیح بخاری' الاذان باب الاذان قبل الفجر' حدیث:٦٢١) اس کے قائل امام مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ (خطابی) مگر بخاری مسلم کی یہ روایت حقیقت کو نکھارتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات میں اذان کہتے ہیں تو کھاؤ پیؤ حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ اور (یہ نابینا تھے) اور اس وقت تک اذان نہ کہتے تھے جب تک انہیں بتا نہ دیا جاتا کہ صبح ہوگئی! صبح ہوگئی۔'' (صحیح بخاری' حدیث :٦١٧' صحیح مسلم' حدیث :٣٨٠' ٣٨١) مقصد یہ ہے کہ فجر طلوع ہونے ہی پر فجر کی اذان کہنا راجح ہے۔

(المعجم ٤١) - باب الْأَذَانِ لِلْأَعْمَى (التحفة ٤٢)

باب:٤١- نابینے شخص کا اذان کہنا

٥٣٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ سَالِمِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ. وَسَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائشَةَ، أَنَّ ابنَ أُمِّ مَكتُومٍ كَانَ مُؤَذِّنًا لرسولِ الله ﷺ وَهُوَ أَعْمَى.

٥٣٥- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے مؤذن تھے اور نابینا تھے۔

فائدہ: نابینے شخص کا اذان دینا یا امامت کا اہل ہونے کی صورت میں امامت کرانا بالکل صحیح اور جائز ہے اور اذان کے بارے میں ظاہر ہے کہ کوئی دوسرا ہی اس کی رہنمائی کرے گا اور آج کل تو ایسی گھڑیاں بھی ایجاد ہو چکی ہیں جن سے ایسے لوگوں کو وقت معلوم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

(المعجم ٤٢) - باب الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ (التحفة ٤٣)

باب:٤٢- اذان کے بعد مسجد سے نکلنا

٥٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخبرَنَا سُفْيَانُ عن إِبراهِيمَ بنِ المُهَاجِرِ، عن أَبي

٥٣٦- جناب ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں بیٹھے تھے

٥٣٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب جواز أذان الأعمى إذا كان معه بصير، ح: ٣٨١ عن محمد بن سلمة به.

٥٣٦_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، ح: ٦٥٥ من حديث إبراهيم بن المهاجر به.

الشَّعْثَاءِ قال: كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ رَجُلٌ حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلْعَصْرِ، فقال أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

کہ مؤذن نے عصر کی اذان کہی تو اس کے بعد ایک شخص مسجد سے نکل گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

فائدہ: اذان ہو جانے کے بعد معقول شرعی وجہ کے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۳- مؤذن امام کا انتظار کرے

٥٣٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا شَبَابَةُ عن إِسْرَائِيلَ، عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ ثُمَّ يُمْهِلُ، فَإِذَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ.

۵۳۷- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، پھر ذرا دیر رکتے، جب دیکھتے کہ نبی ﷺ تشریف لا رہے ہیں تو اقامت کہتے۔

فائدہ: اقامت کہنے کے لیے ضروری نہیں کہ پہلے امام اپنے مصلے پر کھڑا ہو تب ہی اقامت کہی جائے بلکہ اسے آتا دیکھ کر بھی تکبیر کہنا جائز ہے۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي التَّثْوِيبِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۴- تثویب کا مسئلہ

٥٣٨- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخبرنَا سُفْيَانُ: حدثنا أَبُو يَحْيَى الْقَتَّاتُ عن مُجَاهِدٍ قال: كُنْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ في الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ قال: اخْرُجْ بِنَا، فَإِنَّ هَذِهِ بِدْعَةٌ.

۵۳۸- جناب مجاہد کہتے ہیں کہ میں (ایک بار) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر یا عصر میں تثویب کی (یعنی اذان کے بعد دوبارہ اعلان کیا) تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہاں سے لے چلو، بیشک یہ بدعت ہے۔

٥٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوٰة؟، ح: ٦٠٦ من طريق آخر عن سماك بن حرب به بألفاظ مختلفة نحو المعنى.

٥٣٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٢٤ من حديث أبي داود به، وعلقه الترمذي، ح: ١٩٨، وللحديث طريق آخر عند عبدالرزاق، ح: ١٨٣٢ وغيره.

توضیح: تثویب سے مراد ایک تو وہ کلمہ ہے جو فجر کی اذان میں کہا جاتا ہے یعنی [اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] یہ حق اور مسنون ہے، مگر یہاں اس سے مراد وہ اعلانات وغیرہ ہیں جو اذان ہو جانے کے بعد لوگوں کو مسجد میں بلانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کچھ حیلہ بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہیں درود شریف پڑھا جاتا ہے اور کہیں تلاوت قرآن کی جاتی ہے اور کہیں صاف سیدھا اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ جماعت میں اتنے منٹ باقی ہیں تو ایسی کوئی صورت بھی جائز نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بروقت نماز کے لیے حاضر ہوں۔ ہاں مسجد کی طرف راہ چلتے ہوئے کسی سوئے ہوئے کو جگانا یا غافل اور سست لوگوں کو متنبہ کر دینا کہ اُٹھو نماز کے لیے چلو، بلاشبہ جائز اور مطلوب ہے۔ یہ ممنوعہ تثویب میں شمار نہیں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آخر میں نابینا ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے اپنے قائد سے کہا کہ ”مجھے یہاں سے لے چلو۔“ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعت اور بدعتیوں سے انتہائی نفرت کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اتباع سنت کا شوق مثالی تھا۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ تُقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ يَنْتَظِرُونَهُ قُعُودًا (التحفة ٤٦)

باب: ۴۵- اگر اقامت کے بعد امام نہ پہنچا ہو تو مقتدی حضرات بیٹھ کر اس کا انتظار کریں (کھڑے نہ رہیں)

٥٣٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قالا: حدثنا أَبَانٌ عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أَبي قَتَادَةَ، عن أَبيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرونِي».

۵۳۹- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب اقامت کہہ دی جائے تو جب تک مجھے (آتا) نہ دیکھ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هكَذَا رَوَاهُ أَيُّوبُ وَحَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عن يَحْيَى. وَهِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ قال: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بنُ سَلَّامٍ وَعَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى وقالا فيه: «حَتَّى

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ایوب اور حجاج الصواف نے یحییٰ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ (یعنی صیغہ ”عَنْ“ کے ساتھ) اور ہشام دستوائی نے کہا: یحییٰ نے مجھے لکھا۔ اور اسے معاویہ بن سلّام اور علی بن مبارک نے یحییٰ سے روایت کیا۔ ان دونوں نے اس روایت میں کہا:

٥٣٩_ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: متى يقوم الناس إذا رأوا الإمام عند الإقامة؟، ح: ٦٣٧، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوة؟، ح: ٦٠٤ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

تَرَونِي وَعَلَيْكُم السَّكِينَةُ».

’’(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) جب تک کہ مجھے دیکھ نہ لو اور آرام وسکون اختیار کرو۔‘‘

فائدہ: معلوم ہوا کہ بعض اوقات آپ ﷺ کی آمد سے قبل بھی اقامت کہہ دی جاتی تھی، جب کہ آپ کو پہلے جماعت کا وقت ہونے کی اطلاع دی جاتی تھی۔

٥٤٠- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أَخبرنَا عِيسَى عن مَعْمَرٍ، عن يَحْيَى بإسْنَادِهِ، مِثْلَهُ قال: «حَتَّى تَرَونِي قَدْ خَرَجْتُ».

۵۴۰- یحیٰی نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا۔ کہا: ’’(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو کہ میں گھر میں سے نکل آیا ہوں۔‘‘

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ «قَدْ خَرَجْتُ» إِلَّا مَعْمَرٌ. وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن مَعْمَرٍ، لَمْ يَقُلْ فيه: «قَدْ خَرَجْتُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ صرف معمر نے روایت کیے ہیں۔ ابن عیینہ نے معمر سے روایت کیا تو اس میں [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ بیان نہیں کیے۔

٥٤١- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حدثنا الْوَلِيدُ قال: قال أَبُو عَمْرٍو؛ ح: وحدثنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حدثنا الْوَلِيدُ - وهذَا لَفْظُهُ - عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لرسولِ الله ﷺ، فَيأْخُذُ النَّاسُ مَقَامَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ النَّبِيُّ ﷺ.

۵۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کی اقامت کہی جاتی اور لوگ نبی ﷺ کے مصلے پر تشریف لانے سے پہلے ہی اپنی جگہیں لے چکے ہوتے تھے۔ (یعنی صفیں برابر کر چکے ہوتے تھے۔)

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایسا شاید ایک دوبار ہی ہوا ہے۔ غرض اس سے بیان جواز تھا یا کوئی اور عذر۔ اور غالباً پہلے ایسے ہی ہوتا ہوگا اور بعد میں کسی وقت آپ کے آنے میں دیر ہوگئی تو آپ نے فرمایا ہوگا: ’’جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔‘‘ (عون المعبود)

٥٤٠_ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٥٤١_ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا قال الإمام: مكانكم حتى نرجع، انتظروه، ح: ٦٤٠ من حديث الأوزاعي، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوة؟، ح: ٦٠٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وانظر، ح: ٢٣٥.

٥٤٢- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ مُعَاذٍ: حدثنا عَبْدُ الأَعْلَى عن حُمَيْدٍ قال: سَأَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ عن الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ، فحدَّثني عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَعَرَضَ لرسولِ الله ﷺ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

۵۴۲- جناب حُمید کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بُنانی سے پوچھا کہ کوئی آدمی اقامت ہو جانے کے بعد کسی سے کوئی بات کرے (تو کیسا ہے؟) تو انہوں نے مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنائی کہ (ایک بار) نماز کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی آ گیا اور اس نے آپ کو (کچھ دیر کے لیے) روکے رکھا، جبکہ اقامت کہی جا چکی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اقامت اور تکبیر تحریمہ میں فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور مناسب بات کر لینا بھی جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ انتہائی متواضع انسان تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی از حد دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

٥٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدِ ابنِ مَنْجُوفٍ السَّدُوسِيُّ: حدثنا عَوْنُ بنُ كَهْمَسٍ عن أَبِيهِ كَهْمَسٍ قال: قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ بِمِنًى وَالإِمَامُ لَمْ يَخْرُجْ، فَقَعَدَ بَعْضُنَا، فقال لِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: مَا يُقْعِدُكَ؟ قُلْتُ: ابنُ بُرَيْدَةَ قال: هَذَا السُّمُودُ. فقال لِي الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ عَوْسَجَةَ عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ. قال: وقال: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الأُوَلَ، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى الله مِنْ

۵۴۳- کہمس کہتے ہیں کہ وادئ منیٰ میں ہم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور امام نہیں پہنچا تھا' تو ہم میں سے کچھ بیٹھ گئے۔ مجھ سے کوفہ کے ایک شیخ نے کہا: تم کیوں بیٹھ گئے ہو؟ میں نے کہا: ابن بریدہ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت (کھڑے منہ اُٹھائے دیکھنا) "سُمُود" ہے۔ (اور یہ کوئی اچھی بات نہیں) تو اس شیخ نے مجھ سے کہا: مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوسجہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم رسول ﷺ کے زمانے میں تکبیر تحریمہ کہے جانے سے پہلے لمبی دیر تک کھڑے رہا کرتے تھے۔ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگ پہلی صفوں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں' اللہ عزوجل ان پر رحمت نازل کرتا اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ کے ہاں اس قدم

٥٤٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب الكلام إذا أقيمت الصلوة، ح: ٦٤٣ من حديث عبدالأعلى به، وانظر، ح: ٥٤٤.

٥٤٣ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٠ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل الكوفة لم أعرفه وحديث: (٦٦٤) يغني عنه.

خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا».

سے بڑھ کر اور کوئی قدم محبوب نہیں جس سے وہ چل کر آ تا اور صف کو ملاتا ہے۔"

٥٤٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسٍ قال: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ ورسولُ الله ﷺ نَجِيٌّ في جَانِبِ المَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ.

۵۴۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد کی ایک جانب میں (کسی کے ساتھ) سرگوشی میں مشغول رہے اور آپ نماز کے لیے آئے تو لوگوں کو نیند آ رہی تھی۔

فائدہ: اس قدر طویل انتظار رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ تاہم اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تکبیر کے بعد امام کسی سے ضروری بات میں مشغول ہو جائے' تو ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ امام کا انتظار کیا جائے اور اس پر امام کو مطعون نہ کیا جائے۔

٥٤٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ: أخبرنا أَبُو عاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن سَالِمٍ أَبي النَّضْرِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ في المَسْجِدِ، إِذَا رَآهُمْ قَلِيلًا جَلَسَ لَمْ يُصَلِّ وَإِذَا رَآهُمْ جَمَاعَةً صَلَّى.

۵۴۵- سالم ابو النضر رحمہ اللہ (تابعی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اقامت کہے جانے کے بعد مسجد میں حاضرین کو کم محسوس کرتے تو بیٹھ جاتے اور نماز نہ پڑھاتے اور جب دیکھتے کہ جمع ہو گئے ہیں' تو نماز پڑھا دیتے۔

ملحوظہ: حدیث مرسل ہے یعنی تابعی (ابو النضر) بلا واسطہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے' کیونکہ صحیح روایات کی رُو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کا انتظار اذان کے بعد کرتے تھے' نہ کہ تکبیر کے بعد۔

٥٤٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ إِسْحَاقَ: أَخبرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عن

۵۴۶- نافع بن جبیر' ابو مسعود زُرقی سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

٥٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الإمام تعرض له الحاجة بعد الإقامة، ح:٦٤٢، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح:٣٧٦ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وانظر، ح:٥٤٢.

٥٤٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٠، والحديث الآتي شاهد له.

٥٤٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٠ * وابن جريج صرح بالسماع.

مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أَبي مَسْعُودٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بنِ أَبي طَالِبٍ عَلَيهِ السَّلامُ مِثْلَ ذَلِكَ.

(المعجم ٤٦) - باب التَّشْدِيدِ في تَرْكِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٤٧)

باب:۴۶-جماعت چھوڑنے پر انکار شدید

٥٤٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا زَائِدَةُ: حدثنا السَّائِبُ بنُ حُبَيْشٍ عن مَعْدَانَ بنِ أَبي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، عن أَبي الدَّرْدَاءِ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ في قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ».

۵۴۷-حضرت ابوالدرداء ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، فرماتے تھے: ”جس کسی گاؤں یا بستی میں تین فرد بھی ہوں اور ان میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ ہو‘ تو شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو۔ بھیڑیا ہمیشہ دور رہنے والی اکیلی بکری ہی کو کھاتا ہے۔“

قال زَائِدَةُ: قال السَّائِبُ: يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ في الْجَمَاعَةِ.

جناب زائدہ بیان کرتے ہیں کہ سائب نے کہا کہ ”جماعت“ سے مراد باجماعت نماز ہے۔

فائدہ: [عَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ] ”جماعت کو لازم پکڑو۔“ کی تاکید سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ ”نماز باجماعت“ کا اہتمام ہے۔ اس جملے کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اجتماعیت کا التزام رکھو اور کوئی عقیدہ یا عمل ایسا اختیار نہ کرو جو جماعت صحابہ کے عقیدہ و عمل کے برعکس ہو۔ جماعت اور اجتماعیت میں عدد اور گنتی کی اہمیت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت صحیحہ پر ہے۔ اس کے اختیار کرنے ہی میں اجتماعیت ہے خواہ افراد کتنے ہی کم ہوں اور اس اصل کو چھوڑنے میں افتراق ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ دیکھیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اکیلے ہوتے ہوئے بھی ”اُمت“ قرار دیا گیا ہے: ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتاً لِلَّهِ حَنِيفاً وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (النحل:۱۲۰) ”بلاشبہ ابراہیم ایک امت تھے اللہ کے مطیع‘ یکسو اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔“

٥٤٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح:٨٤٨ من حديث زائدة به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٤٨٦، وابن حبان، ح:٤٢٥، والحاكم: ١/ ٢٤٦، ووافقه الذهبي.

٥٤٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بالنَّارِ».

۵۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خود ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز (کی جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے اور میرے ساتھ کچھ لوگ ہوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

٥٤٩- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا أَبُو المَلِيحِ: حدثني يَزِيدُ بنُ يَزِيدَ: حدثني يَزِيدُ بنُ الأَصَمِّ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي فَيَجْمَعُوا حُزَمًا مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آتِيَ قَوْمًا يُصَلُّونَ في بُيُوتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فَأُحَرِّقَهَا عَلَيْهِمْ». قُلْتُ لِيَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ: يَاأَبَا عَوْفٍ! الْجُمُعَةَ عَنَى أَوْ غَيْرَهَا؟ قال: صُمَّتَا أُذُنَايَ إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَأْثُرُهُ عن رسولِ الله ﷺ مَا ذَكَرَ جُمُعَةً ولا غَيْرَهَا.

۵۴۹- جناب یزید بن اصم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، حالانکہ انہیں کوئی عذر نہیں ہے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“ (یزید بن یزید نے کہا) میں نے (اپنے شیخ) یزید بن اصم سے کہا: اے ابوعوف! اس سے آپ کی مراد جمعہ (کی نماز) تھی یا کچھ اور؟ انہوں نے کہا: میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے ابوہریرہ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے نہ سنا ہو۔ انہوں نے جمعہ یا دوسری نماز کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی کوئی تخصیص نہیں' جمعہ سمیت تمام نمازوں کی جماعت کا مسئلہ ہے۔)

٥٤٨- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلوة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها . . . الخ، ح: ٦٥١ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأذان، باب فضل صلوة العشاء في الجماعة، ح: ٦٥٧ من حديث الأعمش به.

٥٤٩- تخريج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن الأصم به، وانظر الحديث السابق.

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا دونوں احادیث کے الفاظ تو ایسے ہیں جو نماز کے لیے ''جماعت'' کے فرض عین ہونے کا اشارہ دیتے ہیں۔ اگر یہ عام سی سنت ہوتی تو اس کے ترک پر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگائے جانے کی شدید ترین وعید نہ سنائی جاتی۔ نماز باجماعت ائمہ امت عطاء، اوزاعی، احمد، ابوداود، ابن خزیمہ، ابن منذر اور ابن حبان رحمہم اللہ کے نزدیک ''فرض عین'' ہے۔ داود ظاہری نے جماعت کو صحت صلاۃ کے لیے شرط کہا ہے۔ تمام طرح کے دلائل کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ''بَابُ وُجُوبِ الْجَمَاعَةِ'' کے ذیل میں لائے ہیں' اور شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے اسے ''سنت مؤکدہ'' لکھا ہے۔ ② جب صرف جماعت چھوڑنے پر اس قدر سخت وعید ہے تو جو لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے' وہ کتنی بڑی سزا کے مستحق ہوں گے۔ بلاشبہ ان کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ③ ملی اور اجتماعی امور میں رخنہ اندازی یا ان سے پیچھے رہنا بہت بڑا جرم ہے' جیسا کہ نبی ﷺ کے اس ارادے کے اظہار سے واضح ہے کہ ''میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔''

٥٥٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن المَسْعُودِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ الْأَقْمَرِ، عن أَبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: حَافِظُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَإِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهِ ﷺ سُنَنَ الْهُدَى وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ بَيِّنُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ، وَمَا مِنْكُم مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَلَهُ مَسْجِدٌ فِي بَيْتِهِ، وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُم وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُم تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُم ﷺ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُم ﷺ لَكَفَرْتُمْ.

٥٥٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پانچوں نمازوں کی حفاظت اور پابندی اختیار کرو جہاں کہیں ان کے لیے اذان کہی جائے۔ کیونکہ نمازوں کی (باجماعت) پابندی ''سنن ہدیٰ'' میں سے ہے۔ (یعنی حق وہدایت کی راہ ہے۔) اور اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لیے ہدایت کی سنتیں مشروع کی ہیں۔ اور میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ واضح اور کھلے منافق کے علاوہ کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہ رہتا تھا۔ اور میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ ایک آدمی کو دو دو افراد سہارا دے کر لاتے تھے اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا اور تم ہو کہ ہر ایک نے اپنے گھر ہی میں مسجد بنا رکھی ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو اور مسجدوں کو چھوڑ دو' تو اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے۔ اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو کافر ہو جاؤ گے۔

فوائد و مسائل: ① جماعت سے پیچھے رہنا منافقین کی علامات میں سے بتایا گیا ہے اور یہ اس کے ''کبیرہ گناہ''

٥٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب صلوة الجماعة من سنن الهدى، ح: ٦٥٤ من حديث علي بن الأقمر به.

ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔ ② نبی ﷺ کی سنتوں سے اعراض کا نتیجہ بالآخر کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنهُ.

٥٥١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حدثنا جَرِيرٌ عن أَبي جَنَابٍ، عن مَغْرَاءَ الْعَبْدِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ». قَالُوا: وَمَا الْعُذْرُ؟ قال: «خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ، لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى»

٥٥١- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کو سنا اور اس کی اتباع کرنے میں (یعنی مسجد میں آنے سے) اسے کوئی عذر مانع نہ ہوا...... سننے والوں نے پوچھا...... عذر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”کوئی خوف یا بیماری۔ تو ایسے آدمی کی نماز جو وہ پڑھے گا مقبول نہ ہوگی۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عن مَغْرَاءَ أَبُو إِسْحَاقَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: مغراء سے ابواسحاق نے روایت کیا ہے۔

٥٥٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَاصِمِ بنِ بَهْدَلَةَ، عن أَبي رَزِينٍ، عن ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فقال: يَارسولَ الله! إِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ شَاسِعُ الدَّارِ وَلِيَ قَائِدٌ لا يُلَاوِمُنِي، فَهَلْ لِي رُخْصَةٌ أَنْ أُصَلِّيَ في بَيْتِي؟ قال: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟» قال: نَعَمْ: قال: «لا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً».

٥٥٢- حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نابینا آدمی ہوں، گھر دور ہے اور میرا قائد (ہاتھ پکڑ کر لانے والا) میری مدد نہیں کرتا، تو کیا میرے لیے رخصت ہے کہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا اذان سنتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تیرے لیے رخصت نہیں پاتا۔“

٥٥٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبي

٥٥٣- حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم ؓ سے

٥٥١ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] * أبوجناب يحيى بن أبي حية الكلبي ضعيف مدلس، وحديث ابن ماجه، ح: ٧٩٣ يغني عنه.

٥٥٢ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، ح: ٧٩٢ من حديث عاصم به، وللحديث شواهد، أبورزين عن عمرو بن أم مكتوم مرسل، قاله ابن معين، وحديث مسلم، ح: ٦٥٣، وأحمد: ٣/ ٤٢٣ يغني عنه.

٥٥٣ـ تخريج: [**صحيح**] أخرجه النسائي، الإمامة، باب المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن، ح: ٨٥٢ عن هارون بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٨، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ٣/ ٤٢٣ صححه ابن خزيمة، ◀◀

الزَّرْقَاءِ: حدثنا أبي: حدثنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَابِسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي لَيْلَى، عن ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قال: يَارسولَ الله! إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيَّ هَلًا».

روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مدینے میں کیڑے اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ (کیا میرے لیے رخصت ہے کہ گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''[حَيَّ علی الصلاۃ] اور [حيَّ علی الفلاح] (کی آواز) سنتے ہو تو ضرور آؤ۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا رَوَاهُ الْقَاسِمُ الْجَرْمِيُّ عن سُفْيَانَ، ليس في حَدِيثِهِ: «حَيَّ هَلًا».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: قاسم جرمی نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں [حَيَّ هلاً] ''ضرور آؤ'' کے لفظ نہیں ہیں۔

فائدہ: یہ اور دیگر احادیث واضح دلیل ہیں کہ نماز باجماعت واجب ہے۔ سب جانتے ہیں کہ خوف کے موقع پر بھی صلاۃ خوف باجماعت ہی مشروع ہے۔ اور اصحاب اعذار کے لیے دلائل سے ثابت ہے کہ جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت ضرور ہے مگر اس فضیلت سے محروم رہیں گے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو رخصت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ شاید ان کا سوال ''عزیمت'' کے متعلق تھا جبکہ نبی علیہ السلام نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں جا کر ان کی جائے نماز کا افتتاح فرمایا تھا اور مذکورہ بالا حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں بھی شرعی عذر خوف یا مرض کا استثنا موجود ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۷- باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت

٥٥٤- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي بَصِيرٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: صَلَّى

۵۵۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد فرمایا: ''کیا فلاں حاضر ہے؟'' لوگوں نے کہا:

◀◀ ح: ١٤٧٩، والحاكم: ١/ ٢٤٧، ووافقه الذهبي.

٥٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٠ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٧، وابن حبان، ح: ٤٢٩، ورواه ابن ماجه، ح: ٧٩٠، والنسائي، ح: ٨٤٤ من حديث أبي إسحاق عن عبدالله بن أبي بصير عن أبيه عن أبي بن كعب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٦، وابن حبان، ح: ٤٣٠، وللحديث شواهد كثيرة.

بِنَا رسولُ الله ﷺ يَوْمًا الصُّبْحَ فقال: «أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟» قالُوا: لَا. قال: «أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟» قالُوا: لا. قال: «إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِما لأَتَيْتُمُوهُما وَلَوْحَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ، وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ المَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتَهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى الله عَزَّوَجَلَّ».

نہیں۔آپ نے پوچھا: ”کیا فلاں حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ دو نمازیں منافقوں پر سب نمازوں سے بھاری ہیں (یعنی عشاء اور فجر) اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان میں کیا کچھ اجر و ثواب ہے تو تم ان میں ضرور آؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے۔ اور پہلی صف (اجر و ثواب میں) فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تمہیں اس کی فضیلت معلوم ہو تو اس کے لیے ضرور سبقت کرو۔ انسان کی نماز ایک آدمی کے ساتھ زیادہ اجر و ثواب والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اکیلا پڑھے۔ اور اس کی نماز دو آدمیوں کے ساتھ زیادہ فضیلت والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر پڑھے۔ جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی وہ زیادہ پاکیزہ اور اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔“

فوائد و مسائل: ① تربیت اور تذکیر کے لیے نمازیوں کی حاضری لگائی جا سکتی ہے۔ ② انسانی کمزوری ہے کہ وہ دنیاوی اور فوری فوائد کے لیے ہر طرح کی مشقت برداشت کر لیتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی نظر آخرت پر رکھے۔ نوخیز بچوں کو ترغیب و تشویق کی خاطر اگر انعامات دیے جائیں تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح تبلیغی اجتماعات میں دعوت وغیرہ کا اہتمام لوگوں کی رغبت کو بڑھا سکتا ہے۔ ③ بڑی مسجد میں حاضرین کی کثرت کے لحاظ سے اگرچہ ثواب زیادہ ہے لیکن اگر قریبی مسجد کو آباد کرنے کی نیت سے ترجیح دی جائے تو ان شاء اللہ اس میں بھی بہت فضیلت ہوگی۔

٥٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِي سَهْلٍ يَعْنِي عُثْمانَ بنَ حَكِيمٍ، حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي عَمْرَةَ، عن عُثْمانَ

٥٥٥- سیدنا عثمان بن عفان ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو یہ آدھی رات کے قیام کی طرح ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نمازیں باجماعت پڑھیں تو یہ پوری رات کے

٥٥٥- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلوة العشاء والصبح في جماعة، ح: ٦٥٦ من حديث سفيان الثوري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ١/ ٦٨.

ابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ».

قیام کی طرح ہے۔"

فائدہ: اور جو شخص یہ نمازیں باجماعت پڑھنے کے بعد رات کو قیام بھی کرے تو اس کا مقام بہت ہی اونچا ہوگا۔ وَفَّقَنَا اللّٰه.

(المعجم ٤٨) - باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٤٩)

باب:۴۸-نماز کیلئے پیدل چل کر جانے کی فضیلت

٥٥٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ مِهْرَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ سَعْدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الأَبْعَدُ فَالأَبْعَدُ مِنَ المَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا».

۵۵۶-سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: "جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ ثواب کا حق دار ہوتا ہے۔"

فائدہ: جو شخص جس قدر زیادہ قدم چل کر جائے گا اور مشقت برداشت کرے گا اس کو اسی قدر ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

٥٥٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ: أَنَّ أَبَا عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ يُصَلِّي الْقِبْلَةَ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ أَبْعَدَ مَنْزِلًا مِنَ المَسْجِدِ مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ، وكَانَ لا

۵۵۷-حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تھا، جہاں تک میں جانتا ہوں، اہل مدینہ میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں اس کا گھر سب سے دور تھا اور مسجد میں کوئی نماز بھی اس سے نہ چوکتی تھی۔ میں نے اس سے کہا: اگر آپ ایک گدھا خرید لیں، گرمی اور اندھیرے میں اس پر سوار ہوں (تو سہولت رہے۔) اس نے کہا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر مسجد کے

٥٥٦- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرًا، ح: ٧٨٢ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٠٨، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٣٢، ح: ٤٩٨، ٤٩٩، وهو في المسند للإمام أحمد: ١/ ٦٨، وله شاهد في صحيح مسلم: ٦٦٢.

٥٥٧- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ٦٦٣ من حديث سليمان التيمي به.

تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ في المَسْجِدِ، فَقُلْتُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ في الرَّمْضَاءِ وَالظُّلْمَةِ، فَقَال: مَا أُحِبُّ أَنَّ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ المَسْجِدِ، فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رسولِ الله ﷺ، فَسَأَلَهُ عن ذَلِكَ، فقال: أَرَدْتُ يَارسولَ الله! أَنْ يُكْتَبَ لِي إِقْبَالِي إِلَى المَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِلَى أَهْلِي إِذَا رَجَعْتُ. فقال: «أَعْطَاكَ الله ذَلِكَ كلَّهُ، أَنْطَاكَ الله مَا احْتَسَبْتَ كلَّهُ أَجْمَعَ».

قریب ہو۔اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نیت یہ ہے کہ میرا مسجد میں آنا اور یہاں سے گھر واپس جانا سب ہی لکھا جائے۔تو آپ نے فرمایا: ’’اللہ نے تمہیں یہ سب عطا فرما دیا۔جس اجر وثواب کی تو نے امید کی ہے اللہ نے وہ سب عنایت فرما دیا۔‘‘

٥٥٨- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ ابنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أَبي أُمَامَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لا يُنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلَاةٍ لا لَغْوٌ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ في عِلِّيِّينَ».

٥٥٨-حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لیے نکلتا ہے تو اس کا اجر وثواب ایسے ہے جیسے کہ حاجی احرام باندھے ہوئے آئے اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور اس مشقت یا اُٹھ کھڑے ہونے کی غرض صرف یہی نماز ہو تو ایسے آدمی کا ثواب عمرہ کرنے والے کی مانند ہے۔اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کہ ان دونوں کے درمیان کوئی لغو نہ ہو۔ علیین میں اندراج کا باعث ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے اور مسجد میں بھی جائز ہے۔ویسے الفاظ حدیث میں نماز چاشت کے لیے مسجد میں جانے کی صراحت نہیں بلکہ صرف نماز کے لیے اُٹھنے یا جانے کا بیان ہے۔② [عِلِّيِّيْن] اس دیوان کا نام ہے جس میں ابرار کے اعمال درج کیے جاتے ہیں۔

٥٥٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو

٥٥٩-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

٥٥٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٨ من حديث يحيى بن الحارث به.

٥٥٩_ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة في مسجد السوق، ح: ٤٧٧ عن مسدد به، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة وانتظار الصلوة . . . الخ، ح: ٦٤٩ من حديث أبي معاوية الضرير به.

مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن أَبي صَالحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ في جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ في بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ في سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذَلِكَ بِأَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ وَلا يَنْهَزُهُ - يَعْني - إِلَّا الصَّلَاةُ، - ثُمَّ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ في صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُم مَا دَامَ في مَجْلِسِهِ الَّذي صَلَّىٰ فِيهِ، يقولُونَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فيه أَوْ يُحْدِثْ فيه».

نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت نماز گھر یا بازار میں اکیلے نماز (پڑھنے) کی بہ نسبت پچیس درجے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ یوں کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور کامل اور اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں آئے اور اس کی نیت صرف نماز ہی ہو اور نماز ہی نے اسے اُٹھایا ہو تو وہ جو قدم بھی اُٹھائے گا اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک غلطی معاف ہوگی حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور جب مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکے رکھے۔ اور جب تک کوئی اپنی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں: ''اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔'' اور ان کی یہ دعا (اس وقت تک) جاری رہتی ہے جب تک کہ وہ وہاں کسی کو ایذا نہ دے یا بے وضو نہ ہو جائے۔''

٥٦٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَىٰ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الصَّلَاةُ في جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً، فَإِذَا صَلَّاهَا في فَلَاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَغَتْ خَمْسِينَ صَلَاةً».

٥٦٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور جب کوئی شخص بیابان میں نماز پڑھتا ہے اور اس کے رکوع اور سجود کو کامل کرتا ہے تو اس کا ثواب پچاس نمازوں تک پہنچ جاتا ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: قال عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالواحد بن زیاد نے

٥٦٠_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب فضل الصلوٰة في جماعة، ح: ٧٨٨ من حديث أبي معاوية به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٣١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٠٨، ووافقه الذهبي.

زِيَادٍ في هذا الحديثِ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْفَلَاةِ تُضَاعَفُ عَلَىٰ صَلَاتِهِ فِي الْجَمَاعَةِ» وَسَاقَ الحديثَ.

اس حدیث میں کہا: ''بیابان میں نماز (شہر اور آبادی کے اندر) جماعت کی نماز سے دوگنا ہوتی ہے۔'' اور (عبدالواحد نے مکمل) حدیث بیان کی۔

ملحوظہ: یعنی بیابان میں نماز کی فضیلت دوچند ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیابان میں انسان اکیلا ہوتے ہوئے بھی اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے تو وہ جماعت ہے۔

(المعجم ٤٩) - باب مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظُّلَمِ (التحفة ٥٠)

باب:۴۹- اندھیرے میں نماز کے لیے پیدل جانے کی فضیلت

٥٦١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُو سُلَيْمَانَ الْكَحَّالُ عن عَبْدِ الله بنِ أَوْسٍ، عن بُرَيْدَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۶۱- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''خوشخبری دو، قیامت کے روز کامل نور کی، ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل چل کے آتے ہیں۔''

فائدہ: اس میں آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا﴾ (تحریم:۸) ''ان کا نور ان کے آگے اور دائیں دوڑتا ہوگا۔ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کردے اور ہمیں بخش دے۔''

(المعجم ٥٠) - باب مَا جَاءَ فِي الْهَدْيِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٥١)

باب:۵۰- نماز کے لیے جانے کا ادب

٥٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُمْ

۵۶۲- جناب ابوثمامہ حناط بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے جبکہ وہ مسجد کو جا رہے

٥٦١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في فضل العشاء والفجر في الجماعة، ح:٢٢٣ من حديث إسماعيل الكحال به، وقال: 'غريب'، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن ماجه، ح:٧٨٠، وابن خزيمة، ح:١٤٩٩ وغيرهما.

٥٦٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤١ من حديث داود بن قيس به، وصححه ابن خزيمة، ح:٤٤١، وابن حبان، ح:٣١٦، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح:٣٨٦ وغيره.

عن دَاوُدَ بنِ قَيْسٍ: حدثني سَعْدُ بنُ إِسْحَاقَ: حدثني أَبُو ثُمَامَةَ الْحَنَّاطُ أَنَّ كَعْبَ ابنَ عُجْرَةَ أَدْرَكَهُ وَهُوَ يُرِيدُ المَسْجِدَ، أَدْرَكَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، قال: فَوَجَدَنِي وَأَنَا مُشَبِّكٌ بِيَدَيَّ، فَنَهَانِي عن ذَلِكَ وقال: إِنَّ رَسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُم فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى المَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ في صَلَاةٍ».

تھے۔ دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو پایا۔ کہتے ہیں کہ حضرت کعب نے مجھے پایا کہ میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں دیے ہوئے تھا، تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کا قصد کرے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں ہرگز نہ دے۔ کیونکہ وہ نماز میں ہے۔“

فوائد و مسائل: ① امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی کتاب الصلاۃ ”باب تشبیك الأصابع في المسجد وغيره“ میں احادیث پیش کی ہیں جن سے اس عمل کی رخصت ثابت ہوتی ہے اور مذکورہ بالا حدیث بھی صحیح ہے (شیخ البانی رحمہ اللہ) ان میں جمع و تطبیق یہ ہے کہ اثنائے نماز یا نماز کی طرف جاتے ہوئے خاص طور پر یہ عمل منع ہے اور نہی تنزیہی ہے۔ اس کے علاوہ میں نہیں۔ ② مسجد کو آتے ہوئے انگلیوں کو ایک دوسری میں دینا، انہیں چٹخانا یا اس طرح کے دوسرے لایعنی عمل مثلاً دوڑنا، ادھر ادھر تاک جھانک، فضول گفتگو اور قہقہے لگانا وغیرہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کیونکہ آدمی حکماً نماز میں ہوتا ہے۔

٥٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مُعَاذِ بنِ عَبَّادٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوانَةَ عن يَعْلَى ابنِ عَطَاءٍ، عن مَعْبَدِ بنِ هُرْمُزَ، عن سَعِيدِ ابنِ الْمُسَيَّبِ قال: حَضَرَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ المَوْتُ فقال: إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا مَا أُحَدِّثُكُمُوهُ إِلَّا احْتِسَابًا، سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُم فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنَى إِلَّا كَتَبَ

٥٦٣- جناب سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے کہا: میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں اور محض اجر کے لیے سناتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کرتا ہے پھر نماز کے لیے نکلتا ہے تو جب وہ اپنا دایاں قدم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور وہ بایاں قدم نہیں ٹکاتا کہ اللہ عزوجل اس کی ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔ تو جو چاہے (مسجد کے) قریب رہے یا

٥٦٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٦٩ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي، والحديث الآتي شاهد له.

الله عَزَّوَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ الْيُسْرَى إِلَّا حَطَّ الله عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً، فَلْيُقَرِّبْ أَحَدُكُم أَوْ لِيُبَعِّدْ، فإِنْ أَتَى المَسْجِدَ فَصَلَّى فِي جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهُ فإِنْ أَتَى المَسْجِدَ وَقَدْ صلَّوا بَعْضًا وَبَقِيَ بَعْضٌ صَلَّى ما أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ، كَانَ كَذَلِكَ، فَإِنْ أَتَى المَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ، كَانَ كَذَلِكَ».

بعید۔(تمہاری مرضی ہے۔) اگر وہ مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ کچھ نماز پڑھ چکے تھے اور کچھ باقی تھی تو جو اسے مل گئی اس نے ان کے ساتھ پڑھی اور باقی کو پورا کر لیا تو ایسے ہی ہوگا۔ (یعنی اس کی بھی مغفرت ہوگی۔) اور اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ نماز پڑھ چکے تھے پھر اس نے (اکیلے ہی) نماز پوری کی تو بھی ایسے ہی ہوگا۔ (یعنی بخشا جائے گا۔'')

فائدہ: اس انداز کی کئی احادیث ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں اپنے آخری اوقات میں بیان فرمایا ہے اور واضح کیا ہے کہ کہیں ہمیں علم چھپانے کا گناہ نہ ہو۔ دراصل ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ اور اعمال خیر پر انتہائی اجر عظیم کا ذکر آیا ہے، جس سے عام لوگوں کے لیے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ چند ایک بار کے عمل پر تکیہ کر بیٹھیں گے اور پھر بے عمل ہو جائیں گے۔ اس لیے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو کھلے عام بیان نہیں فرمایا بلکہ اپنے آخری اوقات میں کتمانِ علم (علم چھپانے) کے گناہ کے خوف سے بیان کیا' لہٰذا علماء اور وعاظ کو بھی ایسی احادیث خاص علمی حلقات اور دانا لوگوں کی مجالس ہی میں بیان کرنی چاہییں۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي مَنْ خَرَجَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَسُبِقَ بِهَا (التحفة ٥٢)

باب:٥١- جو شخص نماز کی غرض سے آیا مگر دیکھا کہ نماز ہو چکی ہے؟

٥٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ طَحْلَاءَ عن مُحْصِنِ بنِ عَلِيٍّ، عن عَوْفِ بنِ الْحَارِث، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوا، أَعْطَاهُ الله عَزَّوَجَلَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ

٥٦٤- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا (یعنی سنت کے مطابق کامل وضو) پھر (مسجد کی طرف) گیا مگر لوگوں کو پایا کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو اللہ عزوجل ایسے بندے کو بھی اتنا ہی اجر عنایت فرماتا ہے جتنا کہ اس کو جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی ہو۔ اور یہ ان کے اجروں میں کسی کمی کا باعث نہیں ہوتا۔''

٥٦٤ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب حد إدراك الجماعة، ح:٨٥٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٠٨، ٢٠٩، ووافقه الذهبي.

صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا، لا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا».

فائدہ: یہ فضل عظیم اس شخص کی حسن نیت اور جہد کامل کی بنا پر ہوتا ہے۔

(المعجم ٥٢) - باب مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ (التحفة ٥٣)

باب:٥٢-عورتوں کا مساجد میں جانا

٥٦٥- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَالَ: «لا تَمْنَعُوا إِمَاءَ الله مَسَاجِدَ الله وَلَكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ».

٥٦٥-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو' لیکن انہیں چاہیے کہ زیب و زینت کے بغیر نکلیں۔'' (یعنی سادہ کیفیت میں آئیں۔)

فائدہ: یہ عمل عورتوں کے اپنے شوق پر مبنی ہے۔ اگر وہ اجازت لے کر مسجد میں آنا چاہیں تو روکا نہ جائے' صحابیات آیا کرتی تھیں' لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ باپردہ اور سادہ لباس میں آئیں۔ تاہم افضل یہی ہے کہ عورتیں گھر میں باپردہ ہو کر نماز پڑھیں۔ جیسا کہ آئندہ کی مزید احادیث سے واضح ہے۔

٥٦٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تَمْنَعُوا إِمَاءَ الله مَساجِدَ الله».

٥٦٦-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے منع نہ کرو۔''

٥٦٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أَخبرنا الْعَوَّامُ بنُ

٥٦٧-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی عورتوں کو

٥٦٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/٤٣٨ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٦٧٩، وابن حبان، ح:٣٢٧، ورواه سلمة بن صفوان الزرقي عن أبي سلمة به عند البخاري في التاريخ الكبير: ٤/٧٩.

٥٦٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب:١٣، ح:٩٠٠، ومسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد . . . الخ، ح:٤٤٢ من حديث نافع به.

٥٦٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد:٢/٧٦ عن يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٦٨٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/٢٠٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البيهقي: ٣/١٣١ وغيره.

حَوْشَبٍ: حدثني حَبِيبُ بنُ أَبِي ثَابِتٍ عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ المَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ».

مساجد سے مت روکو' مگر ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں۔''

٥٦٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن مُجَاهِدٍ قال: قال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: قال النَّبيُّ ﷺ: «ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ»، فقال ابْنٌ لَهُ: وَالله! لا نَأْذَنُ لَهُنَّ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا، وَالله! لا نَأْذَنُ لَهُنَّ. قال: فَسَبَّهُ وَغَضِبَ، وقال: أَقُولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «ائْذَنُوا لَهُنَّ»، وَتَقُولُ: لا نَأْذَنُ لَهُنَّ.

٥٦٨- جناب مجاہد نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کو رات کے وقت مساجد میں جانے کی خاطر اجازت دے دیا کرو۔'' اس پر ان کے ایک صاحبزادے نے ان سے کہا: قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ وہ اسے (باہر نکلنے کا) ایک بہانہ بنالیں گی۔ قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اسے بہت سخت سست کہا اور ناراض ہو گئے۔ کہا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ان کو اجازت دو۔'' اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ایک اہم مسئلہ واضح فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں اپنی سوچ اور فہم و استدلال کو اہمیت دے۔ اس پر اصرار میں کفر کا اندیشہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الاحزاب:٣٦) ''کسی بھی مومن مرد یا عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا اختیار رہے۔'' افسوس ہے ایسے مسلمان کہلانے والوں پر جو اپنے ذوق ومزاج، عادات، رسم ورواج اور اپنے امام کے قول پر ایسے سخت ہوتے ہیں کہ آیات قرآنیہ کی تاویل اور احادیث صحیحہ کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں' حالانکہ ائمہ عظام کی اپنی سیرتیں اور ان کے اقوال اس معاملے میں انتہائی صاف اور بے میل ہیں۔ بطور مثال امام ابو حنیفہ کا قول ہے: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي] (حاشیہ ابن عابدین:١/٦٨) ''صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ [لَايَحِلُّ لَاحَدٍ أَنْ يَّأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَالَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ

٥٦٨_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة . . . الخ، ح: ٤٤٢ من حديث أبي معاوية به، وعلقه البخاري، ح: ٨٦٥ من حديث شعبة عن الأعمش عن مجاهد به.

أَخَذْنَاهُ] (الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة من الفقهاء، لابن عبد البر) ''کسی کو روا نہیں کہ ہمارا قول اختیار کرے جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہم نے اسے کہاں سے لیا ہے۔'' ایک قول کے الفاظ یوں ہیں:[حَرَامٌ عَلٰی مَنْ لَمْ يَعْرِفْ دَلِيلِي أَنْ يُفْتِيَ بِكَلَامِي] ''جس شخص کو میری دلیل معلوم نہ ہو، اسے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے۔'' ایسے ہی دیگر ائمہ کرام کے اقوال بھی اس مفہوم میں ثابت ہیں۔ (رحمهم الله تعالىٰ) ② ان احادیث کی رُو سے عورتوں کو مسجدوں میں جانے کی اجازت ہے' مگر شرط یہ ہے کہ باپردہ ہوں، خوشبو اور دیگر زیب و زینت سے مبرا ہوں مگر اللہ تعالیٰ اصلاح حال فرمائے صورت حال واقعتاً بہت خطرناک ہے۔ ③ ان احادیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حج یا عمرہ کے سفر سے نہیں روک سکتا کیونکہ یہ سفر [مسجدِ حرام] کی طرف ہوتا ہے اور یہ تمام مساجد سے افضل ہے اور حج و عمرہ شرعی فرائض میں سے ہیں۔ اس لیے استطاعت کی صورت میں خاوند کو بیوی کا یہ جائز اور شرعی مطالبہ اولین فرصت میں پورا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥٣) - باب التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٥٤)

باب:۵۳- اس مسئلے میں تشدید کا بیان

٥٦٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قالت: لَوْ أَدْرَكَ رسولُ الله ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ المَسْجِدَ كما مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ. قال يَحْيَىٰ: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَمُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قالت: نَعَمْ.

۵۶۹- عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے انہوں نے بتلایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ یہ صورت حال دیکھ لیتے جو عورتوں نے اپنائی ہے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ سے کہا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو اس سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: اگرچہ حقیقت واقعہ ہمارے اس دور میں از حد ناگفتہ بہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور اللہ کی شریعت ہی راجح ہے۔ اگر عورتوں کو ان کی غلط کیشیوں کی بنا پر مسجدوں سے روکنا جائز ہو تو بازار یا دیگر مقامات سے روکنا اور زیادہ اولیٰ ہوگا۔ مگر صحیح یہی ہے کہ باپردہ ہو کر نکلیں، خوشبو نہ لگائی ہو، چلتے ہوئے پاؤں نہ پٹکیں اور آواز دار زیور نہ پہنے ہوں وغیرہ۔

٥٦٩_ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ٨٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٨ (والقعنبي، ص: ١١٥، ١١٦)، ورواه مسلم، الصلوٰة، باب خروج النساء إلى المساجد . . . الخ، ح: ٤٤٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

٥٧٠- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّىٰ: أَنَّ عَمْرَو ابنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُمْ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن مُوَرِّقٍ، عن أَبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ في بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا في حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا في مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا في بَيْتِهَا».

٥٧٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عورت کی نماز اس کے اپنے گھر میں صحن کی بجائے کمرے کے اندر زیادہ افضل ہے' بلکہ کمرے کی بجائے (اندرونی) کوٹھڑی میں اور زیادہ افضل ہے۔''

فائدہ: غرض یہ ہے کہ عورت جس قدر ہو سکے' پردے کا اہتمام کرے۔

٥٧١- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حدثنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ». قال نافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ.

٥٧١- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں (انھی کے لیے مخصوص کر دیں تو بہت بہتر ہو۔)'' نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرتے دم تک اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ قال: قال عُمَرُ: وهذَا أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت کو اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب سے' انہوں نے نافع سے روایت کیا ہے' لیکن انہوں نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: چاہیے کہ مساجد میں ایسا اہتمام ہو کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔ (یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے: ٤٦٢)

(المعجم ٥٤) - **باب السَّعْيِ إِلَى الصَّلَاةِ** (التحفة ٥٠)

باب: ٥٤- نماز کے لیے دوڑ کر آنا

٥٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح:١٦٨٨ من حديث عمرو بن عاصم به، وصححه ابن حبان، ح:٣٢٩، ٣٣٠، والحاكم: ١/ ٢٠٩، ووافقه الذهبي، وأصله عند الترمذي، ح:١١٧٣، وقال: "حسن صحيح غريب" * قتادة مدلس وعنعن، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

٥٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٦٢.

٥٧٢- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا عَنْبَسَةُ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، أخبرني سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا».

۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہو جائے تو تم اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آیا کرو بلکہ چلتے ہوئے آؤ اور اطمینان وسکون اختیار کرو۔ تو جو مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے مکمل کر لو۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وكذَا قال الزُّبَيْدِيُّ وابنُ أَبِي ذِئْبٍ وَإِبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ وَمَعْمَرٌ وَشُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ: عن الزُّهْرِيِّ «وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا» وقال ابنُ عُيَيْنَةَ: عن الزُّهْرِيِّ وَحْدَهُ «فَاقْضُوا» وقال مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ «فَأَتِمُّوا» وَابنُ مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَنَسٌ عن النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قالُوا: «فَأَتِمُّوا».

امام ابوداود نے کہا: زبیدی، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد' معمر اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے [وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] ''جو تم سے رہ جائے اسے مکمل کر لو۔'' کے لفظ روایت کیے ہیں مگر اکیلے ابن عیینہ نے زہری سے [فَاقْضُوا] ''قضا دو'' بیان کیا ہے۔ اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اور جعفر بن ربیعہ نے اعرج سے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے [فَأَتِمُّوا] روایت کیا ہے اور ابن مسعود' ابوقتادہ اور انس ؓ سبھی نے نبی ﷺ سے [فَأَتِمُّوا] کا لفظ بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① لفظ [فَأَتِمُّوا] ''مکمل کرو'' سے استدلال یہ ہے کہ مسبوق (جسے پوری جماعت نہ ملی ہو) جہاں سے اپنی نماز شروع کرتا ہے وہ اس کی ابتدا ہوتی ہے اور بعد از جماعت کی نماز اس کا آخر۔ امام ابوداود ؒ نے دلائل دیے ہیں کہ اکثر رواۃ [فَأَتِمُّوا] کا لفظ بیان کرتے ہیں مگر کچھ حضرات کہتے ہیں کہ [فَاقْضُوا] ''قضا دو'' کا مفہوم یہ ہے کہ مسبوق امام کے ساتھ جو پڑھتا ہے وہ اس کی نماز کا آخری حصہ ہوتا ہے جیسے کہ امام کی نماز کا' لہٰذا اُٹھ

٥٧٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يسعى إلى الصلوة وليأتها بالسكينة والوقار، ح:٦٣٦، ومسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلوة بوقار وسكينة، والنهي عن إتيانها سعيًا، ح:٦٠٢ من حديث ابن شهاب الزهري به باختلاف يسير.

کر اسے فوت شدہ نماز کی قضا کی نیت کرنی چاہیے۔ لیکن یہ لفظ شاذ ہے جیسا کہ اس کی بابت شیخ البانی رحمہ اللہ کی صراحت آگے آ رہی ہے۔ اس لیے راجح یہ ہے کہ جہاں سے شروع کرے گا وہ اس کی ابتدا ہی ہوگی اور لفظ [فَاقْضُوْا] میں قضا ہمیشہ فوت شدہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ ''ادا کرنے اور پورا کرنے'' کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مثلا ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ......﴾ ''جب نماز پوری ہو جائے......'' اور ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ......﴾ ''جب تم اپنے مناسک حج پورے کرلو......'' اس طرح [فَأَتِمُّوْا] اور [فَاقْضُوْا] میں تعارض نہیں رہتا۔(عون المعبود) ② سورۂ جمعہ کی آیت کریمہ میں بظاہر اللہ کے ذکر کی طرف ''دوڑ کر'' آنے کا حکم ہے: ﴿إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ اور حدیث مذکورہ بالا میں سَعْی (دوڑنا) منع ہے، تو اس میں تعارض کا حل یہ ہے کہ دراصل آیت کریمہ میں حکم یہ ہے کہ اپنے مشاغل دنیوی یا غفلت اور کسل مندی و سستی کو ترک کر کے جمعہ کے لیے جلدی کرو۔ گویا آیت میں سَعْی (دوڑ کر آنے) کا مطلب فوراً دنیوی مشاغل ترک کر کے مسجد میں پہنچنا ہے۔ اور حدیث میں مسجد کی طرف آنے کا ادب بتایا گیا ہے کہ ''دوڑنے'' کی بجائے ''باوقار چال'' سے چل کر آؤ۔

٥٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إبراهِيمَ قال: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «ائْتُوا الصَّلَاةَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَصَلُّوا مَا أَدْرَكْتُمْ وَاقْضُوا مَا سَبَقَكُمْ».

۵۷۳- ابوسلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''نماز کے لیے آؤ تو اطمینان وسکون سے آؤ۔ جو پالو پڑھ لو اور جو پڑھی جا چکی ہو اس کی قضا دو۔'' (یعنی پورا کرلو۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا قال ابنُ سِيرِينَ: عن أَبِي هُرَيْرَةَ «وَلْيَقْضِ»، وكَذَا قال أَبُو رَافِعٍ: عن أَبِي هُرَيْرَةَ. وَأَبُو ذَرٍّ رُوِيَ عَنْهُ «فَأَتِمُّوا» «وَاقْضُوا» وَاخْتُلِفَ فيه.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسی طرح ابن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے [وَلْيَقْضِ] روایت کیا ہے۔ ایسے ہی ابورافع نے بھی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت کیا ہے اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے [فَأَتِمُّوْا اور اقْضُوْا] مروی ہے۔ اور اس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ (یعنی بعض ان سے ''أَتِمُّو'' کا لفظ بیان کرتے ہیں اور بعض ''اِقْضُوا'' کا۔)

٥٧٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٢ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٠٥، ١٧٧٢.

(المعجم ٥٥) - **بَابٌ: فِي الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ** (التحفة ٥٦)

باب:۵۵- مسجد میں دوبار جماعت کا ہونا

٥٧٤- **حَدَّثَنا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا وُهَيْبٌ عن سُلَيْمانَ الأَسْوَدِ، عن أَبي الْمُتَوَكِّلِ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي وَحْدَهُ، فقال: «أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى هٰذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ».

۵۷۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا' ایک آدمی اکیلے ہی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی آدمی اس پر صدقہ نہیں کرسکتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے؟''

فوائد و مسائل: ① جامع ترمذی میں درج ذیل حدیث کا عنوان ہے: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيْهِ مَرَّةً ''جس مسجد میں ایک بار (باجماعت) نماز ہو چکی ہو اس میں جماعت کا بیان۔'' صحابہ وتابعین کے علاوہ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ اس کے قائل ہیں۔ مگر کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ دیر سے آنے والے اپنی نماز اکیلے ہی پڑھیں۔ مثلاً امام سفیان' ابن مبارک' امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ غالباً ان کی نظر اس پہلو پر ہے کہ لوگوں میں پہلی جماعت کی اہمیت قائم رہے اور وہ اس سے غافل نہ ہوں۔ بہرحال درج ذیل صحیح حدیث سے دوسری جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ② چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ (ابن ابی شیبہ۔ بحوالہ نیل الاوطار: ۱۷۱/۳) ③ اکیلے نماز پڑھنے والے کو اپنا امام بنالینا جائز ہے اگرچہ دوسرے نے اپنی نماز پڑھ لی ہو اور پہلے نے شروع میں امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔

(المعجم ٥٦) - **بَابٌ: فِيمَنْ صَلَّى فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ يُصَلِّي مَعَهُمْ** (التحفة ٥٧)

باب:۵۶- جو شخص اپنی منزل میں نماز پڑھ کر آیا ہو پھر جماعت کو پائے تو ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے

٥٧٥- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا

۵۷۵- جناب جابر بن یزید بن اسود اپنے والد

٥٧٤ـ **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الجماعة في مسجد قد صلى فيه مرة، ح: ٢٢٠ من حديث سليمان بن الأسود الناجي به، وقال: "حسن" وزاد: "فقام رجل فصلى معه"، وصححه ابن خزيمة، : ١٦٣٢، وابن حبان، ح: ٤٣٦، ٤٣٨، والحاكم: ١/ ٢٠٩، ووافقه الذهبي.

٥٧٥ـ **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة، ح: ٢١٩ من حديث يعلى بن عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٧٩، وابن حبان، ح: ٤٣٤، ٤٣٥، ورواه النسائي، ح: ٨٥٩.

شُعْبَةُ: أخبرني يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عن جَابِرِ بنِ يَزِيدَ بنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ، فَلَمَّا صَلَّى إِذَا رَجُلَانِ لَمْ يُصَلِّيَا في نَاحِيَةِ المَسْجِدِ فَدَعَا بِهِمَا، فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فقال: «مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟ قَالَا: قَدْ صَلَّيْنَا في رِحَالِنَا، فقال: لا تَفْعَلُوا، إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ في رَحْلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ فَلْيُصَلِّ مَعَهُ فَإِنَّهَا لَهُ نَافِلَةٌ».

سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی جبکہ وہ نوجوان تھے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو دیکھا کہ دو آدمی مسجد کی ایک جانب میں موجود ہیں اور انہوں نے (جماعت کے ساتھ) نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ انہیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پٹھے کانپ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا رکاوٹ تھی کہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟“ انہوں نے کہا: ہم اپنی منزل میں نماز پڑھ آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تو اس کے ساتھ بھی مل کر پڑھے‘ یہ اس کے لیے نفل ہوگی۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ باوجود یکہ از حد متواضع تھے‘ انتہائی بارعب و باہیبت بھی تھے اور اس کی واحد وجہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی خشیت تھی۔ ② جس نے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر اس کو جماعت مل جائے تو وہ امام کے ساتھ مل کر دوبارہ نماز پڑھے۔ ③ خواہ نماز کوئی سی ہو، ظاہر الفاظ حدیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ ④ معلوم ہوا کہ شرعی سبب کے باعث فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ⑤ اس میں یہ بھی ہے کہ اکیلے کی نماز ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت سے پڑھنا ضروری ہے۔ ⑥ یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوگی۔

٥٧٦- حَدَّثَنَا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا أبي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن جَابِرِ ابنِ يَزِيدَ، عن أَبِيهِ قال: صَلَّيْتُ مع النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ بِمِنًى بِمَعْنَاهُ.

٥٧٦- جناب جابر بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں فجر کی نماز پڑھی۔ اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٥٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حدثنا مَعْنُ بنُ

٥٧٧- حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٥٧٦_ **تخريج:** [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٧٧_ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٧٦، والطبراني: ٢٢/ ٢٣٨ من حديث معن بن عيسى به ◄◄

عِيسَى عن سَعِيدِ بنِ السَّائِبِ، عن نُوحِ بنِ صَعْصَعَةَ، عن يَزِيدَ بنِ عَامِرٍ قال: جِئْتُ وَالنَّبِيُّ ﷺ في الصَّلَاةِ، فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ في الصَّلَاةِ. قال: فانْصَرَفَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ فَرَأَى يَزِيدَ جَالِسًا فقال: «أَلَمْ تُسْلِمْ يَايَزِيدُ؟» قال: بَلَى يَارسولَ الله! قَدْ أَسْلَمْتُ. قال: «فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ في صَلَاتِهِمْ؟» قال: إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ في مَنْزِلِي وَأَنَا أَحْسَبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ، فقال: «إِذَا جِئْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةً وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ».

کہ میں آیا اور نبی ﷺ نماز میں تھے۔ میں بیٹھ گیا' ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا۔ پھر آپ فارغ ہوئے تو ہماری طرف رخ کیا اور مجھے بیٹھے دیکھا تو پوچھا: ''یزید! کیا تم مسلمان نہیں ہوئے ہو؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمہیں کیا ہوا کہ تم لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوئے؟'' میں نے عرض کیا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ کر آیا ہوں اور میرا خیال تھا کہ شاید آپ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے آؤ اور لوگوں کو نماز میں پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر پڑھو اگرچہ اکیلے پڑھ چکے ہو۔ یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی اور وہ (پہلی نماز) فرض۔''

٥٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: قَرَأْتُ عَلَى ابنِ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَفِيفَ بنَ عَمْرِو بنِ المُسَيَّبِ يقولُ: حدَّثني رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ ابنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ فقال: يُصَلِّي أَحَدُنَا في مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَأْتِي المَسْجِدَ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فأُصَلِّي مَعَهُمْ فأَجِدُ في نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. فقال أَبُو أَيُّوبَ: سَأَلْنَا عن ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فقال: «فَذَلِكَ لَهُ سَهْمُ جَمْعٍ».

٥٧٨- جناب عفیف بن عمرو بن میّب کہتے ہیں کہ مجھے بنی اسد بن خزیمہ کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے حضرت ابو ایوب انصاری ؓ سے سوال کیا تھا کہ ہم میں سے ایک اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اور پھر مسجد میں آتا ہے اور نماز کی اقامت ہو جاتی ہے تو میں ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیتا ہوں مگر اس سے میرے دل میں کچھ کھٹک سی ہے۔ حضرت ابو ایوب ؓ نے کہا: ہم نے اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے جماعت کا ایک حصہ ہے۔'' (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔)

* نوح بن صعصعة مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

٥٧٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٠٠ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ١/ ١٣٣ موقوف * رجل من بني أسد لم أعرفه.

(المعجم ٥٧) - **بَابٌ: إِذَا صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً يُعِيدُ** (التحفة ٥٨)

باب:٥٧-جب کسی آدمی نے جماعت سے نماز پڑھ لی ہو پھر دوسری جماعت پائے تو دوبارہ پڑھ سکتا ہے؟

٥٧٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو كَامِلٍ: حدثنا يَزِيدُ ابنُ زُرَيْعٍ: حدثنا حُسَيْنٌ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن سُلَيْمانَ يَعْني مَوْلَى مَيْمُونَةَ قال: أَتَيْتُ ابنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّونَ، فَقُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قال: قَدْ صَلَّيْتُ، إِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لا تُصَلُّوا صَلَاةً في يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ».

٥٧٩- سلیمان یعنی مولیٰ میمونہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی بیٹھک پر آیا' وہاں لوگ نماز پڑھ رہے تھے (اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں شریک نہ تھے) میں نے ان سے کہا: کیا آپ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے؟ انہوں نے کہا کہ میں پڑھ چکا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں آپ فرماتے تھے: ''ایک نماز کو ایک دن میں دوبارمت پڑھو۔''

فائدہ: اس کا مطلب ہے کہ اپنے طور پر بغیر کسی سبب کے ایک نماز کو دوبارہ نہ پڑھو۔ تاہم کوئی سبب ہو تو دوبارہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے کسی نے پہلے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر جماعت پائے یا کسی اکیلے کے ساتھ بطور صدقہ نماز میں شریک ہو تو جائز ہے۔ (حدیث:٥٧٤) یا کسی کی امامت کرائے تو بھی جائز ہے۔ (حدیث:٥٩٩) ان صورتوں میں دوسری مرتبہ پڑھی گئی نماز' اس کے لیے نفلی نماز ہوگی۔

(المعجم ٥٨) - **باب جُمَّاعِ الْإِمَامَةِ وَفَضْلِهَا** (التحفة ٥٩)

باب:٥٨-امامت کی فضیلت اور احکام کا بیان

٥٨٠- **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ حَرْمَلَةَ، عن أَبي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ قال:

٥٨٠- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ''جو شخص لوگوں کی امامت کرائے اور بروقت کرائے تو یہ اس کے لیے' اور نمازیوں کے لیے باعث اجر ہے اور

٥٧٩ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الإمامة، باب سقوط الصلٰوة عمن صلى مع الإمام في المسجد جماعةً، ح: ٨٦١ من حديث حسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤١، وابن حبان، ح: ٤٣٢، وبوب عليه بن خزيمة "باب النهي عن إعادة الصلٰوة على نية الفرض"، وحديث الموطأ: ١/ ١٣٣ يؤيده.

٥٨٠ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ٩٨٣ من حديث عبدالرحمٰن بن حرملة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥١٣، وابن حبان، ح: ٣٧٤، والحاكم: ١/ ٢١٠، ووافقه الذهبي.

سَمِعْتُ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «مَنْ أَمَّ النَّاسَ فأَصَابَ الْوَقْتَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَمَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ».

جس نے اس میں کوئی کمی کی تو اس کا گناہ امام پر ہے، نمازیوں پر نہیں۔''

فائدہ: امام کی ذمے داری انتہائی اہم ہے۔ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا متبع ہوتے ہوئے لوگوں کا مقتدا (پیشوا) بننا چاہیے نہ کہ ان کی منشا پر چلنے والا۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ صاحب علم وفراست ہو' صرف اللہ سے ڈرنے والا ہو' للّٰہیت اور داعیانہ جذبات سے مملو ہو۔ گویا امام کو صاحبِ عزیمت بھی ہونا چاہیے اور اپنی ذمے داری کو صحیح طریقے سے ادا کرنے والا بھی۔

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَافُعِ عَنِ الْإِمَامَةِ (التحفة ٦٠)

باب:٥٩- امامت کا بار ایک دوسرے پر ڈالنے کی کراہیت

٥٨١- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ: حدثنا مَرْوَانُ: حدَّثَتْني طَلْحَةُ أُمُّ غُرَابٍ عن عَقِيلَةَ - امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ مَوْلَاةٍ لَهُمْ - عن سَلَّامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ بنِ الْحُرِّ الْفَزَارِيِّ قالت: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ المَسْجِدِ لا يَجِدُونَ إماماً يُصَلِّي بِهِمْ».

٥٨١- طلحہ ام غراب' عقیلہ سے' جو کہ بنی فزارہ کی ایک خاتون تھی اور ان کی آزاد کردہ لونڈی تھی، وہ سلامہ بنت حر سے جو خرشہ بن حر فزاری کی بہن تھی' بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے:''(قرب) قیامت کی علامات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اہل مسجد امامت کو ایک دوسرے پر ٹالیں گے اور کسی کو نہیں پائیں گے جو ان کی امامت کرائے۔''

توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر اس لیے صحیح ہے کہ قیامت کے قریب شرعی علم کی ناقدری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کو کہے گا کہ تم امامت کراؤ، میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے۔ اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو یعنی علم وفضل سے بہرہ ور ہو تو بلاوجہ اس عمل سے انکار نہ کرے۔ نیز مسلمانوں کو ایسے افراد تیار کرتے رہنا چاہیے جو ان کے دینی امور کے کفیل بن سکیں۔

(المعجم ٦٠) - باب مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟ (التحفة ٦١)

باب:٦٠- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

٥٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ٩٨٢ من حديث أم غراب به * أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما.

٥٨٢- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ: أخبرني إِسْمَاعِيلُ بنُ رَجَاءٍ قال: سَمِعْتُ أَوْسَ بنَ ضَمْعَجٍ يُحَدِّثُ عن أَبي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ الله وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فإِنْ كَانُوا في الْقِرَاءَةِ سَواءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فإِنْ كَانُوا في الْهِجْرَةِ سَواءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ في بَيْتِهِ وَلَا في سُلْطَانِهِ وَلا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

٥٨٢- حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کی وہ شخص امامت کرائے جو قرآن کریم کا بڑا اور پرانا قاری ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو ہجرت کرنے میں اول ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرائے۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں امامت کرائے' نہ اس کی حکومت کی جگہ میں اور نہ اس کی خاص مسند ہی پر بیٹھے (جو اس کی عزت کی جگہ ہو) الا یہ کہ وہ اجازت دے۔''

قال شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ: مَا تَكْرِمَتُهُ؟ قال: فِراشُهُ.

شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے اسماعیل سے پوچھا: [تَكْرِمَتُهُ] کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا: ''اس کا بستر۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے اس دور میں ''حافظ، قاری اور عالم'' ہونے کے خاص معیار متعارف ہو گئے ہیں حالانکہ سلف کے ہاں یہ فرق معروف نہ تھے۔ حافظ حضرات ایک حد تک مُجَوِّد اور صاحب علم بھی ہوتے تھے اور ان کا لقب ''قاری'' ہوتا تھا چونکہ نماز کا تعلق قرآن مجید کی قراءت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم مسائل سے بھی ہے اس لیے ایسا شخص افضل ہے جو حافظ اور عالم ہو۔ صرف حافظ ہونا فضیلت ہے افضلیت نہیں۔ ② اس حدیث کی دوسری روایت میں قاری کے بعد ''سنت کے عالم'' کا درجہ بیان ہوا ہے۔ ③ ہجرت کی فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ ④ کسی دوسرے شخص کے حلقۂ عمل میں بلا اجازت امامت کرانا (اور ضمناً فتوے دینے شروع کر دینا) شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے ہی اس کی خاص مسند (نشست یا بستر) پر بلا اجازت بیٹھنا بھی منع ہے۔

٥٨٣- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبي عن شُعْبَةَ بِهَذَا الحديثِ قال فيه: «وَلَا يَؤُمَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ في سُلْطَانِهِ».

٥٨٣- جناب ابن معاذ راوی ہیں کہ میرے والد نے شعبہ سے یہ حدیث بیان کی اس میں انہوں نے کہا: ''کوئی آدمی دوسرے کی حکومت (سربراہی) کی جگہ میں امامت نہ کرائے۔''

٥٨٢- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٣ من حديث شعبة به.
٥٨٣- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا قال يَحْيَى الْقَطَّانُ عن شُعْبَةَ: «أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

امام ابو داود نے کہا: اور اسی طرح یحییٰ القطان نے شعبہ سے [أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] روایت کیا ہے۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہو۔)

٥٨٤- حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا عَبْدُالله ابنُ نُمَيْرٍ عن الأعمَشِ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ رَجَاءٍ، عن أَوْسِ بنِ ضَمْعَجٍ الْحَضْرَمِيِّ قال: سمعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بهذا الحديثِ قال: «فَإِنْ كَانُوا في القِرَاءَةِ سَواءً فأعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فإنْ كَانُوا في السُّنَّةِ سَواءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، وَلَمْ يَقُلْ فأقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

٥٨٤- اوس بن ضمعج حضرمی حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہا: ”اگر قراءت قرآن میں برابر ہوں تو سنت کا زیادہ عالم امامت کرائے۔ اگر سنت میں برابر ہوں تو وہ امام بنے جو ہجرت میں اوّل ہو۔“ اس روایت میں [اَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] بیان نہیں کیا۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَجَّاجُ بنُ أَرْطَاةَ عن إسْمَاعِيلَ قال: «وَلَا تَقْعُدْ عَلَى تَكْرِمَةِ أَحَدٍ إلَّا بِإذْنِه».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: حجاج بن ارطاۃ نے اسماعیل سے روایت کیا: ”کسی کی مسند (عزت کی جگہ) پر بغیر اس کی اجازت کے مت بیٹھو۔“

٥٨٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا أَيُّوبُ عن عَمْرِو بنِ سَلِمَةَ قال: كُنَّا بِحَاضِرٍ يَمُرُّ بِنَا النَّاسُ إذَا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فكانوا إذا رجعوا مَرُّوا بِنَا فأخبرونا أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال كَذَا وكَذَا، وَكُنْتُ غُلَامًا حَافِظًا، فَحَفِظْتُ مِنْ ذَلِكَ قُرْآنًا كَثِيرًا، فَانْطَلَقَ أَبِي وَافِدًا إلَى رسولِ الله ﷺ في نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَعَلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ

٥٨٥- حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ لوگ جب نبی ﷺ کے پاس آتے تو ہمارے ہاں سے گزر کر آتے اور واپسی پر بھی ہمارے پاس سے ہو کر جاتے اور ہمیں بتایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ایسے کہا ہے۔ اور میں ایک ذہین لڑکا تھا۔ اس طرح میں نے کافی سارا قرآن حفظ کر لیا۔ آخر کار میرے والد اپنی قوم کا ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

٥٨٤- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٥٨٥- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب(٥٤) بعد باب مقام النبي ﷺ بمكة زمن الفتح، ح: ٤٣٠٢ من حديث أيوب السختياني به.

وقال: «يَؤُمُّكُم أَقْرَؤُكُم»، فَكُنْتُ أَقْرَأَهُمْ لِمَا كُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُوني فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي صَغِيرَةٌ صَفْرَاءُ، فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَكَشَّفَتْ عَنِّي، فقالت امْرَأَةٌ مِنَ النِّسَاءِ: وَارُوا عَنَّا عَوْرَةَ قَارِئِكُمْ، فَاشْتَرَوْا لِي قَمِيصًا عُمَانِيًّا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَام فَرَحِي بِهِ فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَأَنَا ابْنُ سَبْعٍ أَوْ ثَمَانِ سِنِين.

آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ''تمہارا وہ آدمی امامت کرائے جو قرآن سب سے زیادہ پڑھا ہو۔'' چنانچہ میں ہی قوم میں زیادہ پڑھا ہوا تھا کیونکہ میں (بہت دنوں سے) قرآن یاد کرتا رہا تھا۔ تو انہوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا اور میں ان کی امامت کرانے لگا۔ اور مجھ پر زرد رنگ کی ایک چھوٹی سی چادر ہوا کرتی تھی۔ جب میں سجدے میں جاتا تو کچھ بے پردہ سا ہو جاتا۔ ہماری عورتوں میں سے ایک نے کہا: ہم سے اپنے قاری کا ستر تو ڈھانپ دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجھے ایک عمانی قمیص خرید کر دی۔ اس سے مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کسی اور شے سے نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ میں ان کی امامت کرایا کرتا تھا اور میری عمر اس وقت سات یا آٹھ سال تھی۔

فوائد ومسائل: ① حسب ضرورت چھوٹی عمر کا نوعمر بچہ جب قرآن کا قاری اور نماز کے مسائل کو سمجھتا ہو تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔ ② امام اگر نفل پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے فرض کی نیت کی جا سکتی ہے کیونکہ بچے کی نماز اس کے حق میں نفل ہوتی ہے۔

٥٨٦- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا زُهَيْرٌ: حدثنا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن عَمْرِو بنِ سَلِمَةَ بهذا الخبرِ قال: فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ في بُرْدَةٍ مُوَصَّلَةٍ فيها فَتْقٌ فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ خَرَجَتْ اسْتِي.

٥٨٦- جناب عاصم احول حضرت عمرو بن سلمہ ؓ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ میں ان کی امامت کراتا اور مجھ پر ایک پیوندلگی چادر ہوتی تھی جس میں ایک سوراخ تھا۔ جب میں سجدے میں جاتا تو میری مقعد اس سے ننگی ہو جاتی تھی۔

فائدہ: نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے امام کے لیے عمانی قمیص خریدی۔ (مذکورہ بالا حدیث:٥٨٥)

٥٨٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلوة في الإزار، ح:٧٦٨ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديث السابق.

٥٨٧- أَخْبَرَنا قُتَيْبَةُ: حدثنا وَكِيعٌ عن مِسْعَرِ بنِ حَبِيبٍ الْجَرْمِيِّ: حدثنا عَمْرُو ابنُ سَلِمَةَ عن أَبِيهِ أَنَّهُمْ وَفَدُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَنْصَرِفُوا قَالُوا: يَارسولَ الله! مَنْ يَؤُمُّنَا؟ قال: «أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا لِلْقُرآنِ، أَوْ أَخْذًا لِلْقُرآنِ»، فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ جَمَعَ مَا جَمَعْتُ، فَقَدَّمُونِي وَأَنَا غُلَامٌ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ لِي. قال: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جَرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَكُنْتُ أُصَلِّي عَلَى جَنَائِزِهِمْ إِلَى يَوْمِي هَذَا.

٥٨٧- جناب مسعر بن حبیب جرمی نے حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنا وفد لے کر گئے۔ ان لوگوں نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری امامت کون کرائے؟ آپ نے فرمایا: ''جس نے قرآن زیادہ یاد کیا ہو۔'' چنانچہ برادری میں کوئی ایسا نہ تھا جسے اس قدر قرآن آتا ہو جتنا کہ مجھے آتا تھا۔ تو انہوں نے مجھے آگے کر دیا اور میں نوعمر لڑکا تھا اور مجھ پر میری چادر (شملہ) ہوتی تھی۔ میں اپنی قوم بنی جَرم کے جس اجتماع میں بھی ہوتا میں ہی ان کی امامت کرایا کرتا اور ان کے جنازے بھی پڑھاتا اور آج تک پڑھا رہا ہوں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن مِسْعَرِ بنِ حَبِيبٍ، عن عَمْرِو بنِ سَلِمَةَ قال: لَمَّا وَفَدَ قَوْمِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَقُلْ عن أَبِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے مسعر بن حبیب سے۔ انہوں نے عمرو بن سلمہ سے روایت کیا کہ جب میری قوم اپنا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر آئی۔ اس سند میں [عَنْ اَبِیْه] کا واسطہ نہیں ہے۔

٥٨٨- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا أَنَسٌ - يَعْنِي ابنَ عِيَاضٍ؛ ح: وحدثنا الْهَيْثَمُ بنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ المَعْنَى قالا: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: لَمَّا قَدِمَ المُهَاجِرُونَ الأَوَّلُونَ نَزَلُوا الْعُصْبَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ رسولِ الله ﷺ، فَكَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا. زَادَ الْهَيْثَمُ: وفيهم عُمَرُ بنُ

٥٨٨- جناب نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ جب مہاجرین اولین رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے مقام عُصبہ پر (قباء کے قریب) پڑاؤ کیا' تو سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرایا کرتے تھے۔ ان لوگوں میں انہیں ہی قرآن سب سے زیادہ یاد تھا۔ ہیثم نے اضافہ کیا کہ اس جماعت میں حضرت عمر بن خطاب اور ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہم بھی ہوتے تھے۔

٥٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩ عن وكيع به.

٥٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إمامة العبد والمولى، ح: ٦٩٢ من حديث أنس بن عياض به.

الْخَطَّابِ وَأَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الْأَسَدِ.

فائدہ: یہ حفظ قرآن کی برکت تھی کہ قریش کے اشراف کے مقابلے میں ایک نوعمر غلام ان کا امام تھا۔

٥٨٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا إسْمَاعِيلُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا مَسْلَمَةُ بنُ مُحمَّدٍ - الْمَعْنَىٰ وَاحِدٌ - عن خَالِدٍ، عن أَبي قِلَابَةَ، عن مَالِكِ بنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لهُ أوْ لِصَاحِبٍ لَهُ: «إذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا [سِنًّا]».

۵۸۹- جناب ابو قلابہ، حضرت مالک بن حویرث ؓ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے یا ان کے ساتھی سے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہو، پھر اقامت کہو اور امامت وہ کرائے جو تم میں عمر میں بڑا ہو۔“

وفي حديثِ مَسْلَمَةَ قال: وكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبَيْنِ في الْعِلْمِ.

اور مسلمہ کی روایت میں ہے کہ ان دنوں ہم علم میں برابر برابر تھے۔

وقال في حديثِ إسْمَاعِيلَ قال خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: فَأَيْنَ الْقُرْآنُ؟ قال: إنَّهُمَا كَانَا مُتَقَارِبَيْنِ.

اور اسمٰعیل (ابن عُلَیّہ) کی روایت میں ہے کہ خالد حذاء نے کہا: میں نے ابو قلابہ سے پوچھا: قراءت قرآن کا مسئلہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: یہ دونوں اس میں قریب قریب تھے۔

٥٩٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا حُسَيْنُ بنُ عِيسَى الْحَنَفِيُّ: حدثنا الْحَكَمُ بنُ أَبَانَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُم وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُم».

۵۹۰- جناب عکرمہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ تمہارے بھلے اور عمدہ لوگ اذان کہیں اور تمہارے قرّاء (حافظ وعالم) امامت کرائیں۔“

فائدہ: حافظ وعالم اور وجیہ لوگوں کا امام ہونا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مسئلہ میں انتہائی موثر ہوتا ہے لوگ

٥٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة . . . الخ، ح: ٦٣٠، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٤ من حديث خالد الحذاء به.

٥٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ٧٢٦ عن عثمان بن أبي شيبة به * حسين بن عيسى الحنفي ضعيف، ضعفه الجمهور.

ان کی بات بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔

(المعجم ٦١) - **باب إِمَامَةِ النِّسَاءِ** (التحفة ٦٢)

باب:٦١-عورتوں کی امامت کا مسئلہ

٥٩١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ: حدثنا الْوَلِيدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ جُمَيْعٍ: حدثَتْني جَدَّتِي وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ خَلَّادٍ الأنْصَارِيُّ، عن أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قالت قُلْتُ له: يارسولَ الله! ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُم لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً قال: «قَرِّي فِي بَيْتِكِ، فإنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ». قال: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ. قال: كَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فَأَذِنَ لَها. قال: وَكَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَها حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ فقال: مَنْ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ، أَوْ مَنْ رَآهُما فَلْيَجِئْ بِهِمَا. فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالمَدِينَةِ.

٥٩١-حضرت ام ورقہ بنت نوفل ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب غزوۂ بدر کے لیے گئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے۔ میں آپ کے مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت کروں گی اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے گھر ہی میں ٹھہرو' اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا۔“ چنانچہ یہ ”شہیدہ“ کے لقب سے پکاری جانے لگی اور اس نے قرآن پاک پڑھا تھا اور نبی ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اس نے ایک غلام اور لونڈی کو مدبّر بنایا تھا۔ (یعنی اس کی موت کے بعد آزاد ہوں گے۔) یہ دونوں ایک رات اس کی طرف اُٹھے اور ایک چادر سے اس کا منہ بند کر دیا' حتیٰ کہ وہ مرگئی اور خود بھاگ گئے۔ صبح کو حضرت عمر ؓ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جسے ان کے بارے میں کچھ علم ہو یا انہیں دیکھا ہو تو انہیں لے آئے۔ چنانچہ ان کے بارے میں حکم دیا اور وہ دونوں سولی چڑھا دیے گئے اور یہ مدینہ میں پہلے آدمی تھے جن کو سولی دی گئی۔

٥٩٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ حَمَّادٍ

٥٩٢- جناب عبدالرحمٰن بن خلاد سے روایت ہے

٥٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠٥ من حديث الوليد بن عبدالله به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧٦، وابن الجارود، ح: ٣٣٣.

٥٩٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في الخلافيات (قلمي ٤ ب) من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

الْحَضْرَمِيُّ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ الْفُضَيْلِ عن الْوَلِيدِ بنِ جُمَيْعٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ خَلَّادٍ، عن أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ بهذا الحديثِ والأَوَّلُ أَتَمُّ. قال: وكَانَ رسولُ الله ﷺ يَزُورُهَا في بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَها مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لها، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا. قال عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا.

انہوں نے حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث ؓ سے یہی حدیث بیان کی ہے۔ اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں اس کے گھر میں ملنے کے لیے آیا کرتے تھے اور اس کیلئے ایک مؤذن مقرر کیا تھا جو اس کیلئے اذان دیتا تھا اور آپ نے اسے (ام ورقہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا تھا جو بہت بوڑھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر عورت اہلیت رکھتی ہو تو وہ عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ حضرت ام ورقہ ؓ کے علاوہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی فرض اور تراویح میں عورتوں کی امامت کرائی ہے۔ (التلخیص الحبیر) بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے' کیونکہ وہ بوڑھا موذن بھی ان کے پیچھے ہی نماز پڑھتا ہوگا' لیکن یہ محض ایک احتمال ہی ہے' حدیث میں موذن کے نماز پڑھنے کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔ اس لیے غالب احتمال یہی ہے کہ وہ مؤذن اذان دے کر نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھتا ہوگا۔ اسلام کے مزاج اور صحابۂ کرام ؓ کا عمومی طرز عمل اسی بات کا مؤید ہے نہ کہ پہلے احتمال کا۔ دوسرا استدلال لفظ ''دار'' سے کرتے ہیں کہ اس میں ''بَیت'' سے زیادہ وسعت ہے اور یہ محلے کے مفہوم میں ہے یعنی نبی ﷺ نے ان کو اہل محلّہ کی امامت کا حکم دیا تھا جن میں عورتوں کے ساتھ مرد بھی ہوتے ہوں گے۔ لیکن یہ استدلال بھی احتمالات ہی پر مبنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ''دار'' کا لفظ حویلی کے لیے' خاندان اور قبیلے کے لیے اور گھر کے لیے' سب ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہاں یہ گھر ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے' کیونکہ سنن دارقطنی کے الفاظ ہیں: [وَتَؤُمَّ نِسَاءَ هَا] ''وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرے۔'' (سنن دارقطنی باب فی ذکر الجماعة...... حدیث :۱۰۶۹) کے ان الفاظ سے [اَنْ تَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا] کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد نہ محلے یا حویلی کے لوگ ہیں اور نہ اس میں مردوں کی شمولیت کا کوئی احتمال ہے۔ بلکہ اس سے مراد صرف اپنے گھر کی عورتیں ہیں۔ اور عورت کا' عورتوں کی امامت کرانا بالکل جائز ہے۔ اور حضرت اُمّ ورقہ کی اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے' اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ② جہاد اور دیگر اہم ضرورت کے مواقع پر عورتیں مردوں کا علاج معالجہ کر سکتی ہیں مگر اسلامی ستر وحجاب کی پابندی ضروری ہے۔ ③ حکومت اسلامیہ اپنی رعیت کے جان و مال اور عزت کی محافظ ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ مجرمین کو پکڑنا اور قانون کے مطابق فوری سزا دینا ضروری ہے۔ اس سے معاشرے میں امن اور اللہ کی رحمت اترتی ہے۔

(المعجم ٦٢) - **باب الرَّجُلِ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ** (التحفة ٦٣)

باب:٦٢- اس آدمی کا امامت کرانا جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں

٥٩٣- **حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ**: حدثنا عَبْدُ الله ابنُ عُمَرَ بنِ غَانِمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ زِيَادٍ، عن عِمْرانَ بنِ عَبْدِ المَعَافِرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يقولُ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُمْ صَلَاةً: مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا، وَالدِّبَارُ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ، وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً».

۵۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”تین شخصوں کی نماز اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتی: (ایک) وہ شخص جو کسی قوم کے آگے ہوا اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں‘ (دوسرا) وہ شخص جو نماز کے لیے جماعت نکل جانے کے بعد دیر سے آتا ہو۔ اور (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو اپنا غلام بنا لیا ہو۔“

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا پہلا حصہ صحیح ہے‘ یعنی جس امام پر اس کی قوم راضی نہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور امام کی ناپسندیدگی کی وجہ اگر واقعی شرعی ہو تو یہ وعید ہوگی۔ مثلاً اس منصب پر جبراً مسلط ہونا‘ نماز بے وقت اور خلاف سنت پڑھانا یا قراءت میں لحن فاحش کرنا وغیرہ‘ لیکن اگر ناراضی کے اسباب ذاتی قسم کے ہوں یا فی الواقع شرعی نہ ہوں تو اس وعید سے بری ہوگا۔ نیز متدین (دین دار) افراد اور ان کی کثیر تعداد کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ چند ایک افراد کی ناراضی معتبر نہیں ہے۔ بہر حال امام کو چونکہ مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ رہتا ہے جن کی طبائع اور اذواق میں بہت فرق ہوتا ہے اس لیے اسے علم، حلم اور حکمت سے کام لیتے رہنا چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت کا بیان قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران:١٥٩) ”اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ سے بکھر جاتے۔“ ② دوسرے دو امور اگرچہ سنداً کمزور ہیں مگر انتہائی اہم ہیں‘ یعنی جو شخص عادتاً جماعت سے پیچھے رہتا ہو یا بردہ فروشی کا کام کرتا ہو، یہ کبیرہ گناہ ہیں۔

(المعجم ٦٣) - **باب إِمَامَةِ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ** (التحفة ٦٤)

باب:٦٣- صالح اور فاجر کی امامت

٥٩٤- **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ**: حدثنا

۵۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انہوں

٥٩٣- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب من أم قوما وهم له كارهون، ح: ٩٧٠ من حديث عبدالرحمن بن زياد الإفريقي به * الإفريقي ضعيف تقدم: ٦٢، ٥١٤ وعمران المعافري ضعيف كما في التقريب وغيره.

٥٩٤- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] انفرد به أبوداود * مكحول لم يدرك أبا هريرة، وانظر، ح: ٢٥٣٣.

ابنُ وَهْبٍ: حدثني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن مَكْحُولٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الصَّلَاةُ المَكْتُوبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ».

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد' اگر چہ وہ کبائر کا مرتکب ہو۔''

توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ کبھی اتفاقاً اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے' تو نماز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ موحد مسلمان ہو۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس کی اپنی نماز صحیح ہے اس کی امامت بھی صحیح ہے۔ تاریخ بخاری میں ہے عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں نے دس اصحاب محمد ﷺ کو پایا جو ظالم حکام کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ کتاب الصلاۃ ہی کے گذشتہ باب: ١٠ إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکام ہوں گے جو نماز کو بے وقت کر کے پڑھیں گے یا فرمایا نمازوں کو ان کے اوقات سے ماردیں گے۔'' کہا: تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نماز اپنے وقت پر پڑھنا، اگر ان کے ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر بھی ادا کر لینا یہ تمہارے لیے نفل ہو گی۔'' اس حدیث میں آپ نے ان ظالموں کے پیچھے نماز کی اجازت دی ہے اور بتایا کہ یہ نفل ہو گی۔ (صحیح مسلم' حدیث: ٦٤٨' سنن أبي داود' حدیث: ٤٣١) رہا کسی انسان کا بدعقیدہ ہونا' اگر کوئی امام ایسا ہو جو علانیہ شرک اکبر کا مرتکب ہوتا ہو یعنی غیر اللہ کی ندا اور غیر اللہ سے استغاثہ وغیرہ کو مباح جانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اگر کہیں کوئی اضطراری صورت پیش آ جائے تو اعادہ ضروری ہوگا لیکن اگر کوئی پوشیدہ طور پر ایسے عقائد رکھتا ہو تو ہم اس کی کرید کے مکلّف نہیں ہیں۔ ان کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقہی اختلافات و ترجیحات قابل برداشت ہیں۔ اگر کوئی ''عدم اعتدال'' کا مرتکب ہو اور جلدی جلدی نماز پڑھاتا ہو کہ ارکان کی ادائیگی مشکل ہوتی ہو تو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ظالم حکام کی سی ہے اور اس کا حل ذکر ہو چکا ہے۔

(المعجم ٦٤) - باب إِمَامَةِ الْأَعْمَى (التحفة ٦٥)

باب: ٦٤- نابینے کی امامت

٥٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو عَبْدِ الله: حدثنا ابنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عن قَتَادَةَ، عن

٥٩٥- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے سفر غزوہ کے موقع پر) حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تھا اور یہی لوگوں کی امامت کراتے

٥٩٥- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٢ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان، ح: ٣٧٠ وغيره، وانظر، ح: ٥٥٣، ٥٣٥ من هذا الكتاب، والرقم الآتي: ٢٩٣١.

أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ أَعْمَىٰ.

تھے اور یہ نابینا تھے۔

فائدہ: نابینے شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اس میں صلاحیت ہو۔

(المعجم ٦٥) - **بَابُ إِمَامَةِ الزَّائِرِ** (التحفة ٦٦)

باب:٦٥-زائر (مہمان) کی امامت

٥٩٦- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا أَبَانٌ عن بُدَيْلٍ، حدثني أَبُو عَطِيَّةَ مَوْلًى مِنَّا قال: كَانَ مَالِكُ بنُ حُوَيْرِثٍ يأْتِينَا إِلَى مُصَلَّانَا هَذَا فأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَقُلْنَا لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّهِ، فقال لَنَا: قَدِّمُوا رَجُلًا مِنْكُمْ يُصَلِّي بِكُمْ، وَسَأُحَدِّثُكُم لِمَ لَا أُصَلِّي بِكُمْ، سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ».

٥٩٦- جناب ابوعطیہ نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں اسی جگہ جہاں ہم نماز پڑھتے ہیں' آیا کرتے تھے۔ چنانچہ نماز کی اقامت کہی گئی تو ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔ انہوں نے کہا: کوئی اپنا آدمی آگے کرو جو تمہیں نماز پڑھائے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں اس وقت کیوں نماز نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص کسی قوم کو ملنے کے لیے جائے تو ان کی امامت نہ کرائے بلکہ ان ہی میں کا کوئی شخص امامت کرائے۔''

فائدہ: اصل مسئلہ یونہی ہے اور اس کی حکمت واضح ہے کہ مقامی امام اور مقتدیوں کو ایک دوسرے کی عادات واحوال کا بخوبی علم ہوتا ہے جبکہ زائر کو بالعموم علم نہیں ہوتا اور اس سے مقتدیوں کو مشکل ہو سکتی ہے۔ تاہم اگر وہ اس کی خواہش کریں اور امام اجازت دے تو بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ٦٦) - **بَابُ الْإِمَامِ يَقُومُ مَكَانًا أَرْفَعَ مِنْ مَكَانِ الْقَوْمِ** (التحفة ٦٧)

باب:٦٦-امام کا مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا ہونا

٥٩٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ وَأَحْمَدُ ابنُ الْفُرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ الْمَعْنَىٰ

٥٩٧- جناب ہمام سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر

٥٩٦_ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء فيمن زار قومًا فلا يصل بهم، ح: ٣٥٦ من حديث أبان به، وقال: "حسن صحيح"، ولبعض الحديث شاهد تقدم: ٩١.

٥٩٧_ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الشافعي في الأم: ١/ ١٧٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٢٣، وابن حبان، ح: ٣٧٣، وابن الجارود، ح: ٣١٣، والحاكم: ١/ ٢١٠، ووافقه الذهبي * الأعمش مدلس كما تقدم: ١٤، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

قالا : حدثنا يَعْلَىٰ : حدثنا الأعمَشُ عن إبراهِيمَ، عن هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أَمَّ النَّاسَ بِالمَدَائِنِ عَلَى دُكَّانٍ، فأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ بِقَمِيصِهِ فَجَبَذَهُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قال: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُنْهَوْنَ عن ذَلِكَ؟ قال: بَلَى قَدْ ذَكَرْتُ حِينَ مَدَدْتَني.

لوگوں کی امامت کرا رہے تھے کہ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو قمیص سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کو اس سے منع کیا جاتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے بھی یاد آ گیا۔

٥٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ، أخبرني أَبُو خَالِدٍ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ: حدثني رَجُلٌ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ بالمَدَائِنِ، فأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَتَقَدَّمَ عَمَّارٌ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ، فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حُذَيْفَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قال لهُ حُذَيْفَةُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلا يَقُمْ في مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ» أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ. قال عَمَّارٌ: لِذَلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَى يَدَيَّ.

٥٩٨- جناب عدی بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ وہ مدائن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ نماز کی اقامت کہی گئی تو عمار آگے بڑھے اور ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے جبکہ دوسرے لوگ ان سے نیچے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پیچھے ہٹتے آئے، حتیٰ کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نیچے اتار دیا۔ جب عمار اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو حذیفہ نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا آپ فرمایا کرتے تھے: ''جب کوئی امامت کرائے تو دوسرے لوگوں سے اونچا کھڑا نہ ہو۔'' یا کچھ ایسے ہی فرمایا۔ عمار نے جواب دیا: اسی لیے تو میں آپ کے ساتھ پیچھے ہٹ آیا تھا جب آپ نے میرے ہاتھ پکڑے تھے۔

فوائد ومسائل: ① امام اور مقتدیوں کو ایک ہی سطح پر ہونا چاہیے اور وہ جو رسول اللہ ﷺ نے ایک بار منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی تھی، تو اس میں مقصد تعلیم تھا۔ گویا اگر کسی مقصد یا ضرورت کے پیش نظر امام کو بلند مقام پر یا امتیازی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا پڑے تو بلا کراہت جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح بخاری، باب الصلاۃ فی السطوح والمنبر والخشب، حدیث: ٣٧٧) ② نماز میں کوئی واضح غلطی ہو رہی ہو اور اس کی

٥٩٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٩ من حديث أبي داود به * رجل مجهول، وأبوخالد مثله، والحديث السابق شاهد له.

برموقع اصلاح ممکن ہوتو کر دینی چاہیے اور وہ اصلاح قبول بھی کر لینی چاہیے۔

(المعجم ٦٧) - **بَاب إِمَامَةِ مَنْ صَلَّى بِقَوْمٍ وَقَدْ صَلَّى تِلْكَ الصَّلَاةَ** (التحفة ٦٨)

باب:٦٧- جو کوئی کسی قوم کو نماز پڑھائے حالانکہ خود وہی نماز پڑھ چکا ہو

٥٩٩- **حَدَّثَنا** عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ ابنِ عَجْلَانَ، حدثنا عُبَيْدُالله بنُ مِقْسَمٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رسولِ الله ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ.

٥٩٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انہیں وہی نماز پڑھاتے۔

٦٠٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقولُ: إنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ.

٦٠٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس جا کر اپنی قوم کو امامت کراتے۔

فوائد ومسائل: ① جب کوئی معقول سبب موجود ہو تو نماز کو دہرایا جا سکتا ہے مگر دوسری نماز نفل ہوگی' جیسے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوتی تھی۔ اور ایک بار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک پیچھے رہ جانے والے کے ساتھ مل کر نماز پڑھی تھی۔ (دیکھیے سنن أبي داود- حدیث:٥٧٤) ② امام نفل پڑھ رہا ہو تو مقتدی فرض کی نیت کر سکتا ہے۔ یہ صورت بالعموم رمضان میں نماز تراویح میں پیش آ سکتی ہے اور جائز ہے کہ دیر سے آنے والا امام کے پیچھے فرض کی نیت کر لے۔ امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو وہ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پوری کر لے۔

(المعجم ٦٨) - **بَاب الْإِمَامِ يُصَلِّي مِنْ قُعُودٍ** (التحفة ٦٩)

باب:٦٨- امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے

٦٠١- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

٦٠١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٥٩٩- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٢ عن يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٣٣.

٦٠٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه البخاري، (ح: ٧٠٠، ٧٠١) وغيرهما من حديث عمرو بن دينار به.

٦٠١- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ٦٨٩، ومسلم، الصلوة، باب

ابن شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلاَةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ».

کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے۔ اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا تو آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ وہ جب کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] ''سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی''۔ کہے تو کہو [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ''اے ہمارے رب اور تیری ہی تعریف ہے۔'' اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

٦٠٢- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ عن الأعمَشِ، عن أَبي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قال: رَكِبَ رسولُ الله ﷺ فَرَسًا بالمَدِينَةِ فَصَرَعَهُ عَلَى جِذْمِ نَخْلَةٍ فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ، فأَتَيْنَاهُ نَعُودُهُ فَوَجَدْنَاهُ في مَشْرُبَةٍ لِعَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا يُسَبِّحُ جَالِسًا. قال: فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَسَكَتَ عَنَّا، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى نَعُودُهُ، فَصَلَّى المَكْتُوبَةَ جَالِسًا، فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا، فَقَعَدْنَا. قال: فَلَمَّا قَضَى الصَّلاَةَ قال: «إِذَا صَلَّى الإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا، وَإِذَا صَلَّى الإِمامُ قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، ولا تَفْعَلُوا كما يَفْعَلُ

٦٠٢- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، اس نے آپ کو کھجور کے ایک تنے پر گرا دیا۔ اس سے آپ کے پاؤں میں موچ آ گئی (یا اپنے جوڑ سے نکل گیا) ہم آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو حضرت عائشہ ؓ کے کمرے میں پایا۔ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ہماری بابت خاموش رہے۔ ہم پھر دوبارہ عیادت کے لیے آئے تو آپ نے فرض نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے۔ راوی نے کہا جب آپ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو بیٹھ کر پڑھا کرو اور جب وہ

◀◀ ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٣٥.

٦٠٢- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٦١٥ من حديث جرير به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٦٥، وللحديث طريق آخر، انظر، ح: ٦٠٦.

أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا».

کھڑے ہوکر پڑھے تو کھڑے ہوکر پڑھو اور اس طرح نہ کرو جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کے ساتھ کرتے ہیں۔"

٦٠٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عن وُهَيْبٍ، عن مُصْعَبِ بنِ محمد، عن أبي صالحٍ، عن أبي هريرةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَلَا تُكَبِّرُوا حَتَّى يُكَبِّرَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، ولا تَرْكَعُوا حَتَّى يَرْكَعَ، وَإِذَا قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ قال مُسْلِمٌ: وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، ولا تَسْجُدُوا حَتَّى يَسْجُدَ، وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ».

٦٠٣- جناب ابو صالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب تک وہ تکبیر نہ کہہ لے تم تکبیر نہ کہو۔ اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔ اور اس وقت تک رکوع میں نہ جاؤ جب تک کہ وہ رکوع کے لیے جھک نہ جائے اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہے تو تم کہو [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] مسلم (بن ابراہیم) کے لفظ ہیں: [وَلَكَ الْحَمْدُ] وہ جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اس وقت تک سجدے کے لیے نہ جھکو جب تک کہ وہ سجدے میں چلا نہ جائے اور جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر پڑھو اور جب بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

قال أَبُو دَاوُدَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ». أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عن سُلَيْمَانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کے الفاظ ہمارے بعض ساتھیوں نے (استاد) سلیمان بن حرب سے مجھے سمجھائے۔

فوائد ومسائل: ① ابتدائے اسلام میں حکم ایسے ہی تھا کہ امام اور مقتدی دونوں ایک ہی حالت میں ہوں۔ لیکن اب یہ حکم نہیں ہے' بلکہ امام کسی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہوکر ہی نماز پڑھیں گے' کیونکہ نبی ﷺ کا آخری عمل یہی تھا۔ ② مقتدی کے لیے واجب ہے کہ انتقال ارکان میں امام سے پیچھے رہے' اس سے سبقت (پہل) نہ کرے۔

٦٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ آدَمَ

٦٠٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

٦٠٣_ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤١، ح: ٨٤٨٣ من حديث وهيب به.

٦٠٤_ **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تأويل قوله عزوجل: "وإذا قرىء القرآن . . . الخ"، ◄◄

المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ» بهذا الخبرِ زَادَ: «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔“ اور اس روایت میں اضافہ کیا: ”اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ الزِّيَادَةُ «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، الْوَهْمُ عِنْدَنَا مِنْ أَبي خَالِدٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ اضافہ [وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا] یعنی جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ محفوظ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک یہ ابو خالد کا وہم ہے۔

فائدہ: اور دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی کو خاموش رہنے کا یہ حکم فاتحہ کے علاوہ کی قراءت کے لیے ہے۔ اور مقتدی کو ہر صورت میں خاموشی کے ساتھ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

٦٠٥- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا أَنَّهَا قالت: صَلَّىٰ رسولُ الله ﷺ في بَيْتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَصَلَّىٰ وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّىٰ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا».

۶۰۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے‘ چنانچہ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب سر اُٹھائے تو تم بھی اُٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔“

٦٠٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بنُ

۶۰۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

◀◀ ح: ٩٢٢، وابن ماجه، ح: ٨٤٦ من حديث أبي خالد الأحمر به، وصححه الإمام مسلم في صحيحه، انظر الحديث الآتي، ح: ٩٧٣، وهذا الحديث منسوخ بدليل فتوى أبي هريرة بقراءة الفاتحة في الجهرية بعد وفاة رسول الله ﷺ، أخرجه الحميدي: (٩٨٠، بتحقيقي)، وأصله في صحيح مسلم كما يأتي، ح: ٨٢١.

٦٠٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ٦٨٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٥، ورواه مسلم، ح: ٤١٢ من حديث هشام بن عروة به.

٦٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٣ عن قتيبة به.

خَالِدِ بنِ مَوْهَبِ المَعْنَىٰ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ يُكَبِّرُ لِيُسْمِعَ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ ثم سَاقَ الحديثَ.

بیمار ہو گئے تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر ؓ تکبیر کہتے تھے تاکہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سنوائیں۔ پھر حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: امام بیمار ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ لیکن مقتدی کھڑے ہو کر ہی پڑھیں گے۔ ② امام کی تکبیر کی آواز لوگوں تک پہنچانے کیلئے مکبر اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور آج کل آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) یہ ضرورت پوری کر دیتے ہیں۔

٦٠٧- حَدَّثَنا عَبْدَةُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْني ابنَ الْحُبَابِ، عن مُحمَّدِ ابنِ صَالِحٍ: حدثني حُصَيْنٌ مِنْ وَلَدِ سَعْدِ ابنِ مُعَاذٍ، عن أُسَيْدِ بنِ حُضَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ. قال: فَجَاءَ رسولُ الله ﷺ يَعُودُهُ، [فَقَالُوا]: يَارسولَ الله! إِنَّ إِمَامَنَا مَرِيضٌ. فَقَالَ: «إِذَا صَلَّىٰ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

٦٠٧- جناب حصین' یہ سعد بن معاذ کی اولاد میں سے تھے، حضرت اسید بن حضیر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کی امامت کرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا امام بیمار ہے' تو آپ نے فرمایا: ''جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الحديثُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ حدیث متصل نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی ؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن یہ اور اس مفہوم کی دیگر احادیث اوائل دور کی ہیں جس میں یہی حکم تھا کہ امام ومقتدی کھڑے ہونے یا بیٹھنے کی صورت میں یکساں ہوں۔ مگر نبی ﷺ کی آخری نماز میں جو آپ نے بیٹھ کر پڑھائی اس میں صحابہ کرام ؓ کھڑے ہوئے تھے، تو وہ ان کی ناسخ ہے۔ ② نبی ﷺ بشری عوارض سے دوچار ہوتے رہتے تھے۔ ③ نماز میں مقتدی کو انتقال ارکان میں امام سے پیچھے پیچھے رہنا واجب ہے۔ وہ کسی بھی رکن میں امام سے پہل نہ کریں۔

٦٠٧- **تخريج:** [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد، انظر، ح: ٦٠١ * محمد بن صالح مجهول الحال وحصين بن عبدالرحمن الأشهلي، لم يدرك أسيد بن حضير وثبت عن أسيد نحوه موقوفًا، انظر **الفتح**: ٢/ ١٧٦.

(المعجم ٦٩) - **باب الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ كَيْفَ يَقُومَانِ** (التحفة ٧٠)

باب:٦٩- جب دو آدمی ہوں، ایک امام ہو تو کیسے کھڑے ہوں؟

٦٠٨- **حَدَّثَنا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: حدثنا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ قال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ فَأَتَوْهُ بِسَمْنٍ وَتَمْرٍ، فقال: «رُدُّوا هَذَا فِي وِعَائِهِ وَهَذَا فِي سِقَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ»، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ تَطَوُّعًا، فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ حَرَامٍ خَلْفَنَا. قال ثَابِتٌ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قال: أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ عَلَى بِسَاطٍ.

٦٠٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ان کی خالہ) امّ حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو گھی اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھجوروں کو ان کے برتن میں اور گھی کو اس کے مشکیزے میں ڈال دو۔ میں روزے سے ہوں۔“ پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفل پڑھائے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس کی والدہ) اور ام حرام ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں ...... ثابت رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب چٹائی پر کھڑا کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① بعض اوقات نفل نماز کی جماعت ہوسکتی ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برکت رسانی کے ارادے سے نماز پڑھائی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم کے لیے ایسے کیا ہوتا کہ عورتیں بھی قریب سے آپ کی نماز کا مشاہدہ کرلیں۔ (نووی) ② جماعت میں دو مرد ہوں تو دونوں کی ایک صف ہوگی۔ امام بائیں جانب اور مقتدی اس سے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ اور عورت خواہ اکیلی ہو یا زیادہ ان کی علیحدہ صف ہوگی۔

٦٠٩- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بْنِ الْمُخْتَارِ، عن مُوسَى بْنِ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عن أَنَسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَمَّهُ وَامْرَأَةً مِنْهُمْ، فَجَعَلَهُ عن يَمِينِهِ وَالْمَرْأَةَ خَلْفَ ذَلِكَ.

٦٠٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اور ان میں سے ایک خاتون کی امامت کرائی تھی۔ پس آپ نے انس کو اپنی دائیں جانب اور عورت کو پیچھے کھڑا کیا تھا۔

٦٠٨ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٠ من حديث حماد بن سلمة به، وأخرج أيضًا: ١/ ٣٣٠ عن ابن عباس قال: " . . فجعلني حذاءه"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٥٣٤، ووافقه الذهبي.

٦٠٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ٦٦٠ من حديث شعبة به.

٦١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَىٰ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: بِتُّ في بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كما تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عن يَسَارِهِ فأَخَذَنِي بِيَمِينِي فأَدَارَنِي مِنْ وَرَائِهِ فأَقَامَنِي عن يَمِينِهِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ.

۶۱۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک بار) اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ ؓ کے گھر میں رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اُٹھے، آپ نے مشکیزہ کھولا اور اس سے وضو کیا، پھر اس کا منہ بند کر دیا، پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ تب میں بھی اُٹھا اور اسی طرح وضو کیا جیسے کہ آپ نے کیا تھا اور آ کر آپ کے ساتھ بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے میرے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھمایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور میں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز (تہجد) پڑھی۔

٦١١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن أَبي بِشْرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في هذه الْقِصَّةِ قال: فأَخَذَ بِرَأْسِي أَوْ بِذُؤَابَتِي فأَقَامَنِي عن يَمِينِهِ.

۶۱۱- جناب سعید بن جبیر حضرت ابن عباس ؓ سے اس قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے میرے سر سے پکڑا یا میرے بال پکڑے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① اس میں حضرت ابن عباس ؓ کی فضیلت کا اثبات ہے کہ انہیں اوائل عمر ہی میں نبی ؑ کے معمولات کے مشاہدہ کا شوق تھا۔ ② ایک شخص جو اپنی نماز پڑھ رہا ہو، اس کو امام بنانا جائز ہے خواہ اس نے امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔ ③ بعض اوقات تہجد یا نفل نماز کی جماعت کرائی جا سکتی ہے۔ ④ دو آدمیوں کی جماعت بھی درست ہے اور اس صورت میں وہ دونوں ایک صف میں برابر کھڑے ہوں گے۔ ⑤ اثنائے نماز میں کوئی ضروری اصلاح ممکن ہو تو کر دینے اور قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٧٠) - بَابٌ: إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً كَيْفَ يَقُومُونَ (التحفة ٧١)

باب: ۷۰- اگر تین افراد ہوں تو کیسے کھڑے ہوں؟

٦١٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۶۱۲- سیدنا انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ ان

٦١٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ١٩٣/٧٦٣ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به.

٦١١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، اللباس، باب الذوائب، ح: ٥٩١٩ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

٦١٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب الصلوٰة على الحصير، ح: ٣٨٠، ومسلم، المساجد، باب جواز ◀◀

إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: إِنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رسولَ الله ﷺ بِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فأَكَلَ منه ثُمَّ قال: «قُومُوا فَلأُصَلِّي لَكُم» قال أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَىٰ حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِماءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رسولُ الله ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّىٰ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

کی نانی ملیکہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ آپ نے کھانا تناول فرمایا پھر کہا: ''کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔'' انس کہتے ہیں کہ میں ایک چٹائی لے آیا جو طویل استعمال سے کالی ہو گئی تھی۔ میں نے اس پر پانی چھڑک دیا۔ (تاکہ کچھ نرم ہو جائے۔) آپ اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں نے اور یتیم (ابن ابی ضمیرہ، مولیٰ رسول اللہ ﷺ) نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا (ملیکہ ؓ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ تشریف لے گئے۔

فائدہ: تین مرد ہوں تو امام آگے اور باقی دو اس کے پیچھے صف بنائیں اور عورت کی علیحدہ صف ہوگی خواہ اکیلی ہی ہو۔

٦١٣- **حَدَّثَنَا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن هَارُونَ بنِ عَنْتَرَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ قال: اسْتَأْذَنَ عَلْقَمَةُ والْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ الله - وَقَدْ كُنَّا أَطَلْنَا الْقُعُودَ عَلَى بَابِهِ - فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا، فَأَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ، ثُمَّ قال: هَكَذَا رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ فَعَلَ.

٦١٣- جناب عبدالرحمٰن بن اسود اپنے والد سے راوی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب علقمہ اور اسود نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے (ان کے گھر میں ملنے کی) اجازت چاہی۔ اور ہمیں ان کے دروازے پر کافی دیر بیٹھنا پڑا تھا۔ بالآخر ایک لونڈی آئی جس نے ہمارے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے ہمیں بلوالیا۔ پھر آپ نماز کے لیے اُٹھے تو میرے اور ان کے درمیان کھڑے ہوئے (اور ہمیں نماز پڑھائی) پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی دیکھا تھا۔

ملحوظہ: حافظ ابن حجر ؒ فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسے کیا ہو۔ ابوعمر النمری نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ پر موقوف کہا ہے اور کچھ نے اسے منسوخ کہا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے عمل کو ان کی عدم اطلاع یا نسیان پر محمول کیا ہے۔

الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ٦٥٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٣.

٦١٣- **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الإمامة، باب موقف الإمام إذا كانوا ثلاثة . . . الخ، ح: ٨٠٠ من حديث محمد بن فضيل به.

(المعجم ٧١) - **باب الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٧٢)

باب:٧١-امام سلام کے بعد قبلے کی طرف سے پھر جائے

٦١٤- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عن سُفْيَانَ، حدثني يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عن جَابِرِ بنِ يَزِيدَ بنِ الْأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ قال: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ.

۶۱۴- جناب جابر بن یزید بن اسود اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ جب نماز سے فارغ ہوتے تو قبلے کی طرف سے (مقتدیوں کی طرف) پھر جایا کرتے تھے۔

٦١٥- **حَدَّثَنَا** مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عن ثَابِتِ بنِ عُبَيْدٍ، عن عُبَيْدِ بنِ الْبَرَاءِ، عن الْبَراءِ بنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رسولِ اللهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عن يَمِينِهِ فَيُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ﷺ.

۶۱۵- حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو پسند کرتے کہ آپ کی دائیں جانب کھڑے ہوں کہ آپ (بعد از سلام) ہماری طرف رخ کریں گے۔

فائدہ: سلام کے بعد امام کا حالت تشہد سے پھر کر مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا مسنون ہے۔ اور اس طرح بیٹھے کہ دائیں جانب والوں کی طرف رخ قدرے زیادہ ہو اور بائیں طرف والے بھی اچھی طرح اس کی نظر میں ہوں۔ اس طرح بیٹھنا کہ بائیں جانب والوں کی طرف پشت ہو جائے صحیح نہیں ہے۔ اور مذکورہ عمل دائمی نہیں ہونا چاہیے بلکہ کبھی کبھی رخ بائیں جانب بھی ہونا چاہیے۔

(المعجم ٧٢) - **باب الْإِمَامِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ** (التحفة ٧٣)

باب:٧٢-امام کا اپنی جگہ (اپنے مصلے) پر سنت یا نفل ادا کرنا

٦١٦- **حَدَّثَنَا** أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ

۶۱۶- عطاء خراسانی حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے

٦١٤ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] تقدم، ح: ٥٧٥.

٦١٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، ح: ٧٠٩ من حديث مسعر به.

٦١٦ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة النافلة حيث تصلى المكتوبة، ح: ١٤٢٨ من حديث عطاء الخراساني به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة مردودة في فتح الباري: ٢/ ٣٣٥ وغيره، بعضها حسنها الحافظ ابن حجر.

نَافِعٍ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقُرَشِيُّ: حدثنا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا يُصَلِّي الإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَتَحَوَّلَ».

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام نے جس جگہ نماز پڑھائی ہو، اسی جگہ (سنت یا نفل) نہ پڑھے حتیٰ کہ وہاں سے ہٹ جائے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ لَمْ يُدْرِكِ الْمُغِيرَةَ بنَ شُعْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ بن شعبہ کو نہیں پایا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت گو سنداً ضعیف ہے' لیکن یہ مسئلہ صحیح ہے' کیونکہ دیگر روایات سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔ جیسے صحیح مسلم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد اسے دوسری نماز سے مت ملاؤ' حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔'' اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی نماز کو کسی نماز کے ساتھ نہ ملائیں' حتیٰ کہ ہم گفتگو کر لیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔'' اس حدیث کے الفاظ میں عموم ہے جس سے مسئلہ زیر بحث کے لیے استدلال کرنا صحیح ہے۔ (صحیح مسلم' حدیث: ۸۸۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۳۳۵/۲) ② حکمت اس میں یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ جگہوں پر سجدہ ثبت ہو۔ یہ مقامات قیامت کے روز گواہی دیں گے جیسے کہ آیت کریمہ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزال: ۴) ''زمین اس دن اپنی خبریں بتائے گی۔'' کی تفسیر میں آتا ہے۔ ③ امام ابوداود رحمہ اللہ کی سند میں انقطاع ہے مگر دیگر شواہد کی روشنی میں حدیث صحیح ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ٧٣) - باب الْإِمَامِ يُحْدِثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ رَكْعَةٍ (التحفة ٧٤)

باب: ۷۳- امام نے آخری رکعت کے سجدے سے سر اُٹھایا اور اس کا وضو ٹوٹ گیا' تو؟

٦١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا زُهَيْرٌ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ زِيَادِ بنِ أَنْعُمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رَافِعٍ وَبَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّ رسولَ الله ﷺ

۶۱۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام نے جب نماز پوری کر لی ہو اور (آخری) قعدہ میں بیٹھ گیا ہو اور کلام کرنے (یعنی سلام پھیرنے) سے پہلے ہی بے وضو ہو جائے تو

٦١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يحدث في التشهد، ح: ٤٠٨ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وضعفه ✽ وقال الدارقطني: ١/ ٣٧٩ "عبدالرحمٰن بن زياد ضعيف لا يحتج به"، وانظر: ٦٢، ٥١٤.

قال: «إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ فَأَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَمَنْ كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ».

اس کی نماز ہوگئی اور اس کے مقتدیوں کی بھی جنہوں نے نماز پوری پڑھی ہو، نماز کامل ہوگی۔"

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے قابل حجت نہیں۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ تشہد اور سلام واجب ہے۔ اس لیے امام یا مقتدی کا سلام سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو نماز دہرائے' سلام کے وجوب کے لیے درج ذیل حدیث دلیل ہے۔

٦١٨- **حَدَّثَنَا** عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ عَقِيلٍ، عن مُحَمَّدِ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ، عن عَلِيٍّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

۶۱۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کی مفتاح (چابی) وضو ہے۔ اس کی تحریم تکبیر اور تحلیل سلام ہے۔"

توضیح: تکبیر یعنی [اَللّٰہ اکبر] کہنے سے عام مشاغل حرام ہو جاتے ہیں اور [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہنے سے یہ مشاغل حلال ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کی ابتدا لفظ [اللّٰہ أكبر] سے ہے اور اس سے نکلنے کے لیے [السلام عليكم ورحمة الله] مشروع ہے نہ کہ کوئی اور کلمات یا اعمال۔

(المعجم ٧٤) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُومُ مِنِ اتِّبَاعِ الْإِمَامِ (التحفة ٧٥)

باب: ۷۴- مقتدی کو امام کی (پوری طرح) پیروی کرنے کا حکم

٦١٩- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن ابنِ عَجْلَانَ، حدثني مُحَمَّدُ بن يَحْيَى ابنِ حَبَّانَ عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ أَبي سُفْيَانَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا تُبَادِرُونِي بِرُكُوعٍ وَلَا بِسُجُودٍ فَإِنَّهُ مَهْمَا

۶۱۹- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رکوع اور سجود میں تم مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیا کرو' کیونکہ میں رکوع کرنے میں تم سے جس قدر آگے ہوں گا، میرے سر اٹھانے پر تمہاری یہ تلافی ہو جائے گی (کہ تم اتنا ہی تاخیر

٦١٨ـ **تخريج**: [حسن] تقدم تخريجه، ح: ٦١.

٦١٩ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب النهي أن يسبق الإمام بالركوع والسجود، ح: ٩٦٣ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٩٤ وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٢٦، ٢٢٢٧، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ».

سے سراُٹھاؤ گے) بلاشبہ میں کسی قدر بھاری ہو گیا ہوں۔"

توضیح: یہاں جسمانی طور پر بھاری پن کے اظہار سے' نبی ﷺ کا مطلب' نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اعتدال وتوازن ہے۔ یعنی میں زیادہ تیزی سے رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے لیے حرکت نہیں کر سکتا' اس لیے سرعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ سے پہل نہ کرنا' بلکہ میرے بعد ہی سارے ارکان ادا کرنا۔

٦٢٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ عن أَبي إسْحَاقَ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ يَخْطُبُ النَّاسَ قال: حدثنا الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ مع رسولِ الله ﷺ قَامُوا قِيَامًا، فإِذَا رَأَوْهُ قَدْ سَجَدَ سَجَدُوا.

٦٢٠- جناب عبداللہ بن یزید خطمی لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا... اور وہ جھوٹے نہیں تھے... کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رکوع سے سر اُٹھاتے تو کھڑے رہتے۔ جب دیکھتے کہ آپ سجدے میں چلے گئے ہیں تب سجدے کیلئے جھکتے۔

٦٢١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ ابنُ مَعْرُوفٍ المَعْنَىٰ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن أَبَانَ بنِ تَغْلِبَ. قال أَبُو دَاوُدَ: قال زُهَيْرٌ: حدثنا الْكُوفِيُّونَ أَبَانٌ وَغَيْرُهُ عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ قال: كُنَّا نُصَلِّي مع النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَحْنُو أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَرَى النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ.

٦٢١- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تھا جب تک کہ نبی ﷺ کو نہ دیکھ لیتا کہ انہوں نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔

٦٢٢- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حدثنا

٦٢٢- جناب محارب بن دثار روایت کرتے ہیں کہ

٦٢٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلٰوة، ح:٧٤٧ من حديث شعبة، ومسلم، الصلٰوة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ٤٧٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

٦٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ٤٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٦٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي إسحاق الفزاري به، انظر الحديث السابق * الفزاري رواه عن أبي إسحاق الشيباني.

أَبُو إِسْحَاقَ - يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ يَزِيدَ يقولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حدثني الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مع رسولِ الله ﷺ فإِذَا رَكَعَ رَكَعُوا وَإِذَا قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتَّى يَرَوْنَهُ قَدْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالأَرْضِ ثُمَّ يَتْبَعُونَهُ ﷺ.

عبداللہ بن یزید نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: مجھ سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ رکوع کرتے تو وہ رکوع کرتے جب آپ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَن حَمِدَه] کہتے (تو وہ سر اُٹھاتے) اور پھر کھڑے رہتے حتیٰ کہ آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔ پھر وہ آپ ﷺ کی پیروی کرتے۔ (یعنی سجدہ کرتے۔)

فائدہ: ان احادیث میں مقتدی کو امام کی اقتداء کا ادب بتایا گیا ہے کہ جب امام رکوع میں چلا جائے تب مقتدی رکوع کریں۔ اسی طرح جب وہ سر اُٹھائے تب سر اُٹھائیں اور جب وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ چکے تب سجدہ کریں اور مقتدی کا اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

(المعجم ٧٥) - باب التَّشْدِيدِ فِيمَنْ يَرْفَعُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ يَضَعُ قَبْلَهُ (التحفة ٧٦)

باب:۷۵- امام سے پہلے سر اُٹھانے یا رکھنے پر وعید

٦٢٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ زِيَادٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَمَا يَخْشَىٰ، أَوْ أَلَا يَخْشَىٰ أَحَدُكُم إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ».

۶۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (امام سے پہلے) اپنا سر اُٹھاتا ہے جبکہ وہ امام سجدے میں ہو، اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا نہ بنا دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل نہ بنا دے۔“

فائدہ: نماز کے اہم واجبات سے غافل رہنا انتہائی جاہل اور غبی ہونے کی علامت ہے۔ اسی معنی میں یہ وعید سنائی گئی ہے لہٰذا مقتدی کو ہر حال میں اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

(المعجم ٧٦) - بَابٌ: فِيمَنْ يَنْصَرِفُ قَبْلَ الْإِمَامِ (التحفة ٧٧)

باب:۷۶- امام سے پہلے اُٹھ کر جانے کا مسئلہ

٦٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ٤٢٧ من حديث شعبة به.

٦٢٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أنبأنا حَفْصُ بنُ بُغَيْلِ الدُّهْنِيُّ: حدثنا زَائِدَةُ عن المُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوا قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ.

۶۲۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز کی ترغیب دی اور انہیں منع فرمایا کہ آپ کے اُٹھ کر جانے سے پہلے اُٹھ کر جائیں۔

فائدہ: سلام کے بعد اگرچہ اُٹھنا جائز ہے مگر چونکہ اس دور میں صحابیات بھی نماز میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور وہ پچھلی صفوں میں ہوتی تھیں۔ لہٰذا انہیں ہدایت فرمائی تھی کہ کچھ دیر انتظار کرلیا کریں تاکہ وہ مردوں سے پہلے مسجد سے نکل جائیں۔ نیز راستے میں بھی مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو۔ نیز یہ بھی ہے کہ سلام کے بعد مسنون اذکار سے غفلت نہ کریں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں ''ترغیب نماز'' والا حصہ ضعیف ہے۔

(المعجم ٧٧) - **باب، جُمَّاعِ أَثْوَابِ مَا يُصَلَّى فِيهِ** (التحفة ٧٨)

باب: ۷۷- کتنے کپڑوں میں نماز پڑھی جائے؟

٦٢٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ سُئِلَ عن الصَّلَاةِ في ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ».

۶۲۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟''

فائدہ: یعنی جب فی الواقع ہر انسان کو دو کپڑے مہیا نہیں تو شریعت میں بھی تنگی نہیں۔ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے۔ اس کے باندھنے کا طریقہ درج ذیل احادیث میں بیان ہوا ہے۔

٦٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا سُفْيَانُ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي

۶۲۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں

٦٢٤ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٧٠٧ من حديث أبي داود به، ورواه أبوسعيد مولى بني هاشم، (أحمد: ٣/ ٢٤٠) ومعاوية بن عمرو، (البيهقي: ٢/ ١٩٢) عن زائدة به.

٦٢٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب الصلوٰة في الثوب الواحد ملتحفًا به، ح: ٣٥٨، ومسلم، الصلوٰة، باب الصلوٰة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٠.

٦٢٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب الصلوٰة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يُصَلِّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ».

نماز نہ پڑھے اس حال میں کہ اس میں سے کچھ اس کے کندھوں پر نہ ہو۔"

٦٢٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أنبأنا يَحْيَىٰ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ الْمَعْنَى عن هِشَامِ بنِ أَبي عَبْدِ الله، عن يَحْيَى بنِ أَبي كَثِيرٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم في ثَوْبٍ فَلْيُخَالِفْ بِطَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ».

٦٢٧- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس چادر کے دونوں پلوؤں میں سے دائیں پلو کو بائیں کندھے پر اور بائیں پلو کو داہنے کندھے پر ڈال لے۔"

فائدہ: یعنی کمر پر اس طرح لپیٹے کہ اس کا دایاں پلّو بائیں کندھے پر اور بایاں پلّو دائیں کندھے پر آ جائے۔ اس طرح یہ کپڑا تہ بند اور اوپر کی چادر، دونوں کا کام دے گا۔

٦٢٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أَبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن عُمَرَ بنِ أَبي سَلَمَةَ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي في ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْهِ.

٦٢٨- سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک کپڑا لپیٹے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس کے دونوں پلوؤں (کناروں) کو ایک دوسرے کی مخالف سمت سے اپنے کندھوں پر ڈالا ہوا تھا۔

٦٢٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا مُلَازِمُ ابنُ عَمْرٍو الْحَنَفِيُّ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بَدْرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ، عن أَبِيهِ قال: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فقال: يَانَبِيَّ الله! مَاتَرَى في الصَّلَاةِ في الثَّوْبِ

٦٢٩- حضرت قیس بن طلق اپنے والد سے راوی ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا تہبند کھولا اور اس پر

٦٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، ح: ٣٦٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٦٢٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٧ عن قتيبة به.

٦٢٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢ من حديث ملازم بن عمرو به.

الْوَاحِدِ؟ قال: فَأَطْلَقَ رسولُ الله ﷺ إِزَارَهُ طَارَقَ بِهِ رِدَاءَهُ، فَاشْتَمَلَ بِهِمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا نَبِيُّ اللهِ فَلَمَّا أَنْ قَضَى الصَّلَاةَ قال: «أَوَكُلُّكُم يَجِدُ ثَوْبَيْنِ».

اوپر والی چادر کو لپیٹا (اس طرح دونوں ایک ہی چادر بن گئیں) اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا تم سب کو دو دو کپڑے میسر ہیں؟''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دو کپڑے میسر نہ ہونے کی صورت میں ایک چادر میں نماز جائز ہے اور حکم ہے کہ اس کے پلو کندھوں پر بھی آئیں۔

(المعجم ٧٨) - باب الرَّجُلِ يَعْقِدُ الثَّوْبَ فِي قَفَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي (التحفة ٧٩)

باب:٧٨-کوئی اپنے تہ بند کے پلوؤں کو اپنی گردن میں گرہ دے کر نماز پڑھے؟

٦٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الْأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن أَبي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ في أَعْنَاقِهِمْ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ في الصَّلَاةِ كَأَمْثَالِ الصِّبْيَانِ، فقال قَائِلٌ: يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! لا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ.

٦٣٠-حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ کپڑوں کی تنگی کے باعث انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں اپنے تہ بندوں کے پلوؤں کو اپنی گردنوں میں گرہ لگائی ہوتی تھی جیسے کہ بچوں کی ہوتی ہے تو ایک شخص نے کہا: اے عورتو! تم مردوں سے پہلے اپنے سر نہ اُٹھایا کرو۔ (کہیں کسی کے ستر پر نظر نہ پڑ جائے۔)

فائدہ: معلوم ہوا نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے اور معلوم رہے کہ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے (یعنی اس حصے کو ڈھانپنا ضروری ہے) اور کندھوں کو بھی ڈھانکا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے اولین دور میں ازحد تنگدستی کا شکار تھے۔

(المعجم ٧٩) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى غَيْرِهِ (التحفة ٨٠)

باب:٧٩-انسان ایسے کپڑے میں نماز پڑھے کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے پر ہو؟

٦٣١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

٦٣١-سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٦٣٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب أمر النساء المصليات وراء الرجال، ح: ٤٤١ من حديث وكيع، والبخاري، الصلوٰة، باب إذا كان الثوب ضيقًا، ح: ٣٦٢ من حديث سفيان الثوري به.

٦٣١ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٠ من حديث زائدة به، وانظر، ح: ٣٦٩، ٣٧٠، ٦٥٦.

حدثنا زَائِدَةُ عن أَبي حَصِينٍ، عن أَبي صَالِحٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ.

نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس کا کچھ حصہ مجھ پر بھی تھا۔

فائدہ: جائز ہے کہ ایک بڑی چادر یا کمبل وغیرہ کا کچھ حصہ نمازی پر ہو اور کچھ حصہ اس کی بیوی پر' خواہ وہ ایام سے بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابو داود' حدیث: ٣٦٩' ٣٧٠)

(المعجم ٨٠) - **باب الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ** (التحفة ٨١)

باب: ٨٠- انسان ایک قمیص میں نماز پڑھے

٦٣٢- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُوسَى بنِ إبراهِيمَ، عن سَلَمَةَ بنِ الْأَكْوَعِ قال: قُلْتُ: يَارسولَ الله! إِنِّي رَجُلٌ أَصِيدُ أَفأُصَلِّي في الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ؟ قال: «نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ».

٦٣٢- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں شکاری آدمی ہوں۔ کیا میں صرف ایک قمیص میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں اور اسے بٹن لگا لیا کرو خواہ کانٹے ہی کے ہوں۔"

فائدہ: ظاہر ہے کہ اس سے مراد عرب کی خاص لمبی قمیص ہے۔ اگر اس کے نیچے شلوار یا چادر نہ بھی ہو تو نماز جائز ہے' بشرطیکہ ستر پوری طرح ڈھکا ہوا ہو' اگر کھلنے کا اندیشہ ہو تو اسے باندھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

٦٣٣- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حدثنا يَحْيَى بنُ أَبي بُكَيْرٍ عن إِسْرَائِيلَ، عن أَبي حَوْمَلٍ الْعَامِرِيِّ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قال، وَهُوَ أَبُو حَوْمَلٍ [والصَّوابُ: أبو حَرْمَلٍ] عن مُحمَّدِ بنِ

٦٣٣- جناب محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر (ملیکی) اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے ایک قمیص میں ہمیں نماز پڑھائی اور ان پر چادر نہ تھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایک ہی قمیص میں نماز پڑھائی تھی۔

٦٣٢- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلوة في قميص واحد، ح: ٧٦٦ من حديث موسى ابن إبراهيم به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٤٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٧٧، ٧٧٨ وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٩١، والحاكم: ١/ ٢٥٠، ووافقه الذهبي، وأعله البخاري في صحيحه (فتح: ١/ ٤٦٥).

٦٣٣- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٩ من حديث أبي داود به * العامري لا يعرف، ومحمد بن عبدالرحمٰن بن أبي بكر وأبوه ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبي بَكْرٍ، عن أَبِيهِ قال: أَمَّنَا جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله في قَمِيصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: إِنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي في قَمِيصٍ.

(المعجم ٨١) - **بَابٌ: إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا يَتَّزِرُ بِهِ** (التحفة ٨٢)

٦٣٤- **حَدَّثَنا** هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمانُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ قالُوا: حدثنا حَاتِمٌ يَعْني ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ عن عُبَادَةَ بنِ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: أَتَيْنَا جَابِرًا يَعْني ابنَ عَبْدِ الله قال: سِرْتُ مع رسولِ الله ﷺ في غَزْوَةٍ فَقَامَ يُصَلِّي وكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبْتُ أُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا فَلَمْ تَبْلُغْ لِي وكَانَتْ لَهَا ذَبَاذِبُ فَنَكَسْتُهَا، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، ثُمَّ تَوَاقَصْتُ عَلَيْهَا لا تَسْقُطُ، ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى قُمْتُ عن يَسَارِ رسولِ الله ﷺ فأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عن يَمِينِهِ، فَجَاءَ ابنُ صَخْرٍ حَتَّى قَامَ عن يَسَارِهِ، فَأَخَذَنَا بِيَدَيْهِ جَمِيعًا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. قال: وَجَعَلَ رسولُ الله ﷺ يَرْمُقُني وَأَنَا لا أَشْعُرُ ثُمَّ فَطِنْتُ بِهِ فأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ أَتَّزِرَ بِهَا، فَلَمَّا فَرَغَ رسولُ الله ﷺ قال: «يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رسولَ الله! قال:

باب:٨١- جب کپڑا تنگ ہو تو اس کا تہبند باندھ لے

٦٣٤- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ ہم حضرت جابر ابن عبداللہ ؓ کے ہاں آئے تو انہوں نے بتایا کہ میں ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا۔ آپ اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر ایک چادر تھی۔ میں نے اس کے پلوؤں کو اس کے مخالف اطراف سے لپیٹنے کی کوشش کی (یعنی دایاں پلو بائیں کندھے پر اور بایاں پلو دائیں کندھے پر ڈالنے لگا) مگر اس میں گنجائش نہیں تھی اور اس کے کناروں پر جھالر سی لگی تھی۔ میں نے انہیں الٹا کیا اور اس کے کناروں میں اختلاف کر کے اپنی گردن پر باندھ لیا اور گردن کو جھکا لیا کہ کہیں گر نہ جائے۔ پھر میں آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر ابن صخر آئے اور وہ آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ پس آپ نے ہم دونوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا حتیٰ کہ اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔ آپ مجھے کنکھیوں سے دیکھ رہے تھے مگر میں نہ سمجھ سکا۔ پھر میں سمجھ گیا اور آپ نے اشارہ کیا کہ اسے تہ بند

٦٣٤_ **تخريج**: أخرجه مسلم، تقدم، ح: ٤٨٥.

«إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فاشْدُدْهُ عَلَى حِقْوِكَ».

بنالوں۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے جابر!'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں! آپ نے فرمایا: ''جب کپڑا کھلا ہو تو اس کے کناروں میں اختلاف کرلیا کرو (اور کندھوں پر ڈال لیا کرو) اور اگر تنگ ہو تو اپنی کمر پر باندھ لیا کرو۔'' (یعنی صرف تہ بند باندھ لیا کرو۔)

فوائد و مسائل: ① ایک آدمی مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ ② اثنائے نماز میں امام یا مقتدی دوسرے نمازی کی مناسب اصلاح کرسکتا ہے اور اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ ③ کپڑا کھلا ہو تو اس کے پلوؤں کو کندھوں پر ڈالنا ضروری ہے' ورنہ صرف تہ بند بنالیا جائے۔

٦٣٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ، أَوْ قال: قال عُمَرُ: «إِذَا كَانَ لِأَحَدِكُم ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا، فإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَّزِرْ بِهِ وَلَا يَشْتَمِلْ اشْتِمَالَ الْيَهُودِ».

٦٣٥- حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... یا یہ کہا کہ حضرت عمر ؓ نے کہا..... ''جب تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھے۔ اگر ایک ہی ہو تو اسے تہ بند بنالے اور یہودیوں کی طرح نہ لپیٹے۔''

فائدہ: اشتمال یہود..... یہود کی طرح لپیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ دونوں ہاتھ بھی اندر ہی بند ہوکر رہ جائیں اور انہیں باہر نکالنا آسان نہ ہو۔

٦٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى الذُّهَلِيُّ: حدثنا سَعِيدُ بنُ مُحَمَّدٍ: حدثنا أَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بنُ وَاضِحٍ: حدثنا أَبُو الْمُنِيبِ عُبَيْدُالله الْعَتَكِيُّ عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن

٦٣٦- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی چادر میں ایسے نماز پڑھے کہ اسے لپیٹا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صرف پاجامے میں نماز پڑھے

٦٣٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٨ من حديث نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٦٦ من حديث أيوب، وللحديث شواهد كثيرة.

٦٣٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٠ ووافقه الذهبي.

أَبِيهِ قال: نَهَى رسولُ الله ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ في لِحَافٍ لَا يَتَوَشَّحُ بِهِ، وَالآخَرَ أَنْ يُصَلِّيَ في سَرَاوِيلَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ.

اور اس پر چادر نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① عمداً چھوٹا کپڑا لینا کہ کندھوں پر کچھ نہ آسکے یا جان بوجھ کر کندھوں کو ننگا رکھنا ناجائز ہے۔ حسب وسعت لباس پورا ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث اور دیگر احادیث میں مردوں کے لیے نماز میں ''سر ڈھانپنے'' کا کوئی حکم یا اس کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ﴿يَا بَنِيٓ آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف:٣١) ''اے لوگو! ہر مسجد میں آتے وقت (یا ہر نماز کے وقت) اپنا بناؤ کر لیا کرو۔'' کا عام حکم دیا ہے۔ یعنی نماز اور طواف میں ستر عورہ فرض ہے۔ مرد کے لیے کمر سے گھٹنے تک اور عورت کیلئے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ سارا بدن۔ اور باریک کپڑا جس سے بدن یا بال نظر آئیں معتبر نہیں۔ (موضح القرآن) بہرحال اثنائے عبادت میں مباح زینت اختیار کرنا مطلوب ہے اور اتباع ہوائے نفس حرام۔ اور سر کو ڈھانپنا بھی مباح زینت میں شامل ہے اور ننگے سر نماز پڑھنے میں ہوائے نفس کا شائبہ ہے۔ علاوہ ازیں نماز اور غیر نماز میں ننگے سر رہنے کو عادت بنا لینا نبی ﷺ، صحابہ کرام ؓ اور سلف صالحین ؒ کے معمولات کے خلاف ہے۔ ③ پاجامے پر چادر کی تلقین ستر کے لیے ہے کہ پوشیدہ جسم کے حصے کپڑے کے اوپر سے بھی نمایاں نہ ہوں۔

(المعجم ٨٢) - **باب الْإِسْبَالِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٨٤)

باب:٨٢-نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

٦٣٧- **حَدَّثَنا** زَيْدُ بنُ أَخْزَمَ: حدثنا أَبُو دَاوُدَ عن أَبِي عَوَانَةَ، عن عَاصِمٍ، عن أَبِي عُثْمانَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ في صَلَاتِهِ خُيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ الله جَلَّ ذِكْرُهُ في حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ».

٦٣٧- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:''جس نے نماز میں تکبر کرتے ہوئے اپنا تہبند ٹخنوں کے نیچے لٹکایا، اللہ اس کے گناہ معاف نہیں فرمائے گا' نہ برے کاموں سے اسے بچائے گا۔'' (یا اس کے لیے جنت کو حلال اور جہنم کو حرام نہیں فرمائے گا یا جب وہ اللہ کی طرف سے کسی حلال کام میں نہیں تو اس کے لیے بھی کوئی احترام نہ ہوگا۔)

٦٣٧ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٦٨٠ من حديث أبي عوانة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٣٥١ نحو المعنى.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا جَمَاعَةٌ عن عَاصِمٍ مَوْقُوفًا عَلَى ابنِ مَسْعُودٍ منهم حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت مثلاً حماد بن سلمہ، حماد بن زید، ابوالاحوص اور ابومعاویہ رحمہم اللہ نے اس حدیث کو عاصم سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے دین اور نبی ﷺ کی سنت سے عمداً انحراف اور اس کی مخالفت کا عذاب انتہائی شدید ہے۔ جسے [فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ] سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ شارحین حدیث نے اس کی یہ وضاحت کی ہے کہ ایسے شخص کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ برے کاموں سے بچنے کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اس کے لیے جنت حلال نہیں ہوتی اور جہنم حرام نہیں کی جاتی۔ اللہ کی طرف سے کسی احترام کا مستحق نہیں رہتا۔ والعیاذ باللہ. ② تہ بند' چادر اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اسے تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ ③ جہالت یا نسیان تو شاید کسی اعتبار سے اللہ کے ہاں معاف ہو جائے مگر علم ہو جانے کے بعد ایسے عمل کا ارتکاب ''تکبر'' میں شمار ہوتا ہے۔

٦٣٨- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا أَبَانُ: حدثنا يَحْيَى عن أَبي جَعْفَرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قال لَهُ رسولُ الله ﷺ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، ثُم قال: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، فقال لَهُ رَجُلٌ يَارسولَ الله! مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قال: «إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ».

٦٣٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (دیکھا تو) اسے فرمایا: ''جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔'' چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ آپ نے اسے دوبارہ فرمایا: ''جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔'' چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ تو ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا' پھر آپ اس سے خاموش ہو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ شخص اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا ہو۔''

٦٣٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٦٧ من حديث أبان العطار به * أبوجعفر المدني حسن له الترمذي، ح: ٣٤٤٨، وصحح له ابن حبان، ح: ٢٤٠٦، وقواه ابن حجر في تخريج الأذكار، والنووي في رياض الصالحين بتصحيح حديثه، وروى عنه يحيى بن أبي كثير وهو لا يحدث إلا عن ثقة، قاله أبوحاتم الرازي، فلا عبرة بمن جهله والله أعلم.

فوائد ومسائل: ① تہبند، چادر اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنا علامت تکبر ہے۔ اس لیے یہ سخت ممنوع اور کبیرہ گناہ ہے۔ ② تاہم کیا یہ عمل ناقض وضو بھی ہے؟ اس میں اختلاف ہے' کیونکہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی ؒ سمیت اکثر علماء کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے ان کے نزدیک ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا' مگر جن کے نزدیک یہ حدیث صحیح یا حسن درجے کی ہے' ان کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا' جیسا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ ایک تہدیدی حکم ہے جس کا مقصد لوگوں کو اسبال ازار سے روکنا ہے' وضو اس سے نہیں ٹوٹے گا۔ بہرحال ایک مومن نمازی کی شلوار ہمیشہ اور ہر وقت ٹخنوں سے اوپر ہی رہنی چاہیے۔

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ (التحفة ٨٥)

باب:٨٣-عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟

٦٣٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن مُحمَّدِ بنِ زَيْدِ بن قُنْفُذٍ، عن أُمِّهِ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ: مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فقالت: تُصَلِّي في الْخِمارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِي يُغَيِّبُ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا.

٦٣٩- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے سوال کیا گیا کہ عورت کن کپڑوں میں نماز پڑھے؟ تو انہوں نے کہا: ''اوڑھنی اور پوری قمیص میں نماز پڑھے جو اس کے پاؤں تک کو ڈھانپ لے۔''

٦٤٠- حَدَّثَنا مُجَاهِدُ بنُ مُوسَى: حدثنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ عَبْدِ الله يَعْنِي ابنَ دِينَارٍ، عن مُحمَّدِ بنِ زَيْدٍ بهذا الحديثِ قال: عن أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ: أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ في دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ؟ قال: «إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّي ظُهُورَ قَدَمَيْهَا».

٦٤٠- جناب محمد بن زید سے روایت ہے۔ یہی حدیث انہوں نے حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا عورت ایک قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ اس نے تہ بند نہ باندھا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''(ہاں) جب قمیص پوری طرح ڈھانپنے والی ہو کہ اس کے پاؤں کی پشت کو بھی ڈھک لے۔''

٦٣٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٢، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٢ * أم محمد بن زيد مجهولة الحال، وصحح لها الحاكم(١/ ٢٥٠) والذهبي.

٦٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٦٢ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٥٠، ووافقه الذهبي.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ مَالِكُ بنُ أَنَسٍ وَبَكْرُ بنُ مُضَرَ وَحَفْصُ بنُ غِيَاثٍ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ وَابنُ أَبي ذِئْبٍ وَابنُ إِسْحَاقَ عن مُحمَّدِ بنِ زَيْدٍ، عن أُمِّهِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنهُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَصَرُوا بِهِ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو مالک بن انس، بکر بن مضر، حفص بن غیاث، اسمٰعیل بن جعفر، ابن ابی ذئب اور ابن اسحاق نے محمد بن زید سے انہوں نے اپنی والدہ سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ان میں سے کسی نے بھی نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اقتصار کیا ہے۔(یعنی موقوف بیان کرتے ہیں۔)

فوائد و مسائل: ① یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔بنابریں نماز کی حالت میں عورت کے لیے پیروں کا ڈھانپنا ضروری نہیں' اسے زیادہ سے زیادہ پردے کے عمومی حکم کے اعتبار سے بہتر کہا جا سکتا ہے۔بعض علماء پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کے لیے ایک اور روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر عورت کے پیر مردوں کے لباس سے ایک بالشت سے زیادہ لٹکانے پر ننگے رہتے ہوں' تو پھر وہ عورتیں اپنا لباس ایک ہاتھ اور لٹکا لیا کریں۔(ترمذی' حدیث:١٧٣١) اس سے وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ عورت کو پاؤں کی پشتوں سمیت نماز میں اپنا پورا جسم ہی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا تعلق پردے کے عمومی حکم سے ہے' نمازی عورت کے لیے بھی اس کو ضروری قرار دینا غلط ہے۔اس طرح تو پھر نماز پڑھتے وقت عورت کیلئے چہرے کو بھی ڈھانپنا ضروری قرار دینا پڑے گا۔کیونکہ پردے کے حکم میں عورت کا چہرہ بھی شامل ہے۔اگر عورت کیلئے نماز کی حالت میں چہرہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے' تو حضرت ام سلمہ کی حدیث سے نماز کی حالت میں پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کو بھی ضروری قرار دینا غلط ہے۔(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ١١/٤٢٦-٤٣٠ طبع جدید' ١٩٩٨ء- الریاض) ② ان احادیث کا مرفوع (یعنی نبی ﷺ سے مروی) ہونا ثابت نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ عورت نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپے (کیونکہ اسے سر سمیت سارا جسم ڈھانپنے کا حکم ہے) قابل غور امر یہ ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ ماحول اور نماز جیسی عبادت کے دوران میں عورت پر پردے کی اس قدر پابندی ہے تو دیگر کھلے مقامات اور اجنبیوں میں نکلتے ہوئے اسے اپنے پردے کا کس قدر اہتمام کرنا چاہیے!!

(المعجم ٨٤) - بَاب الْمَرْأَةِ تُصَلِّي بِغَيْرِ خِمَارٍ (التحفة ٨٦)

باب:٨٤-عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا

٦٤١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثنا

٦٤١- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

٦٤١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء لا تقبل صلوٰة المرأة الحائض إلا بخمار، ح:٣٧٧، وابن ماجه، ح:٦٥٥ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ◀◀

حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حدثنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «لا يَقْبَلُ الله صَلَاةَ حائِضٍ إِلَّا بِخِمارٍ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدٌ - يَعْنِي ابنَ أَبِي عَرُوبَةَ - عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو سعید یعنی ابن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① سر کے کپڑے کا وجوب عورت کے لیے خاص ہے نہ کہ مرد کے لیے۔ ② ایسے شفاف کپڑے جن سے عورت کے سر کے بال نظر آتے ہوں، ان میں نماز جائز نہیں ہے۔

٦٤٢- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عُبَيدٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن مُحمَّدٍ: أَنَّ عَائشةَ نَزَلَتْ عَلَى صَفِيَّةَ أُمِّ طَلْحَةَ الطَّلَحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتًا لها، فقالت: إِنَّ رسول الله ﷺ دَخَلَ وفي حُجْرَتِي جَارِيَةٌ، فأَلْقَى إِلَيَّ حَقْوَهُ وقال لِي: «شُقِّيهِ بِشُقَّتَيْنِ فأَعْطِي هَذِهِ نِصْفًا وَالْفَتَاةَ الَّتِي عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ نِصْفًا فإِنِّي لا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاضَتْ أَوْ لا أُرَاهُما إِلَّا قَدْ حَاضَتَا».

٦٤٢- امام محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ صفیہ ام طلحۃ الطلحات کی مہمان ہوئیں۔ پس ان کی بیٹیوں کو دیکھا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ میرے حجرے میں ایک نوعمر لڑکی تھی۔ آپ نے اپنا تہبند میری طرف پھینکا اور فرمایا: ”اسے دو حصوں میں پھاڑ دو اور ایک حصہ اس لڑکی کو دے دو اور دوسرا اس کو جو ام سلمہ کے ہاں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالغ (جوان) ہو گئی ہے۔ یا (فرمایا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں جوان ہو گئی ہیں۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ هِشَامٌ عن ابنِ سِيرِينَ.

امام ابوداود نے کہا: ہشام نے بھی ابن سیرین سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم جوان بچیوں کے لیے پردے کی تاکید ثابت ہے۔ اس لیے کہ بچیاں

◀◀ ح:٧٧٥، وابن حبان (الإحسان)، ح:١٧٠٨، ١٧٠٩، والحاكم على شرط مسلم:١/ ٢٥١، ووافقه الذهبي، ورواه هشام بن حسان وأيوب السختياني عن ابن سيرين به عند ابن الاعرابي في معجمه.

٦٤٢- **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد:٦/ ٩٦ من حديث حماد بن زيد به ❊ ابن سيرين لم يسمع من عائشة رضي الله عنها شيئًا، قاله أبو حاتم الرازي رحمه الله.

جب جوان ہو جائیں تو ان سے پردے کا اہتمام کروایا جائے۔ یہ خود بچیوں اور ان کے سرپرستوں کا لازمی فریضہ ہے۔ قرآن کی آیات اور دیگر صحیح احادیث اس پر صریح دلالت کرتی ہیں۔

(المعجم ٨٥) - **باب السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٨٧)

باب: ٨٥- نماز میں "سدل" کرنا

٦٤٣- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَإبراهِيمُ بنُ مُوسَى عن ابنِ المُبَارَكِ، عن الْحَسَنِ بنِ ذَكْوَانَ، عن سُلَيْمانَ الْأَحْوَلِ، عن عَطَاءٍ، قال إبراهِيمُ عن أَبي هُرَيْرَةَ: إنَّ رسولَ الله ﷺ نَهَى عن السَّدْلِ في الصَّلَاةِ، وَأَنْ يُغَطِّي الرَّجُلُ فَاهُ.

۶۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ انسان منہ ڈھانپ کر (ڈھاٹا باندھ کر) نماز پڑھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عِسْلٌ عن عَطَاءٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ في الصَّلَاةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے عِسل نے عطاء سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے نماز کے دوران میں سدل سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① "سدل" کی شارحین حدیث نے یہ وضاحت کی ہے کہ چادر کو اس کے درمیان سے اپنے سر یا کندھوں پر ڈال لیا جائے اور اس کی دائیں بائیں اطراف لٹکتی رہیں۔ یا صاحب النہایہ کے بیان کے مطابق کپڑے کو اس انداز سے اپنے اوپر لپیٹ لیا جائے کہ ہاتھ بھی اندر ہی بند ہو جائیں اور پھر رکوع اور سجدے میں بھی ان کو نہ نکالا جائے تو یہ صورتیں نماز کے منافی ہیں ② روایت ضعیف ہے اس لیے مسئلے کے اثبات کے لیے کافی نہیں۔ تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک صحیح ہے بنابریں اس صورت میں سدل ممنوع ہوگا۔

٦٤٤- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ عَطَاءً يُصَلِّي سَادِلًا.

۶۴۴- ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے جناب عطاء (ابن ابی رباح...... تابعی) کو بار ہا دیکھا کہ وہ سدل کیے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

٦٤٣ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٧٧٢، ٩١٨ من حديث عبدالله بن المبارك به ورواه ابن ماجه، ح: ٩٦٦ من حديث الحسن بن ذكوان به، مختصرًا * الحسن بن ذكوان، مدلس تقدم، ح: ١١، ولم أجد تصريح سماعه، وعسل بن سفيان ضعيف، ومن طريقه أخرجه الترمذي، ح: ٣٧٨، وجاء في المستدرك(١/ ٢٥٣) وهم عجيب، انظر إتحاف المهرة(١٥/ ٣٧٥).

٦٤٤ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] انفرد به أبوداود.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا يُضَعِّفُ ذَلِكَ الحديثَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ عطاء کا یہ فعل (گویا) مذکورہ بالا حدیث (ابوہریرہ ؓ) کو ضعیف ثابت کرتا ہے۔

فائدہ: پہلی سند حسن اور دوسری (روایت عسل) صحیح ہے۔ (شیخ البانی ؒ) اور تیسری روایت تابعی کا عمل اگرچہ سنداً صحیح ہے مگر مذکورہ بالا حدیث کے برخلاف ہے اور کسی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ نماز میں کپڑے کو لپیٹے بغیر سر پر یا کندھوں پر ویسے ہی ڈال لینا' یا منہ کو بند کر لینا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ٨٦) - باب الصَّلَاةِ فِي شُعُرِ النِّسَاءِ (التحفة ٨٨)

باب:٨٦-عورتوں کے زیر استعمال کپڑوں میں نماز

٦٤٥- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبي: حدثنا الأَشْعَثُ عن مُحمَّدٍ يَعْنَي ابنَ سِيرِينَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائشةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ لا يُصَلِّي في شُعُرِنَا أَوْ لُحُفِنَا.

٦٤٥- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے (یعنی ازواج مطہرات کے زیر استعمال) کپڑوں میں یا ہمارے لحافوں میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔

قال عُبَيْدُ الله: شَكَّ أَبي.

عبیداللہ نے کہا کہ [شُعُرِنَا أَوْ لُحُفِنَا] کے الفاظ میں میرے والد کو شک ہوا ہے (اس لیے لفظ [أَوْ] سے روایت کیا ہے)۔

فائدہ: وہ کپڑے جو جسم کے ساتھ متصل ہوتے ہیں انہیں [شِعَار] اور جو ان کے اوپر ہوں انہیں [دِثَار] کہتے ہیں اور جیسے کہ یہ مسئلہ پہلے (احادیث: ٣٦٧ تا ٣٧٠) میں گزر چکا ہے کہ اکثر اوقات نبی ﷺ ایسی چادروں وغیرہ میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے جو آپ کی عورتوں کے استعمال میں بھی ہوتی تھیں مگر بعض اوقات ان میں نماز پڑھی بھی ہے۔ تو اس مسئلے میں وسعت ہے تاہم کپڑے کی طہارت کا یقین ہونا شرط ہے۔

(المعجم ٨٧) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي عَاقِصًا شَعْرَهُ (التحفة ٨٩)

باب:٨٧-کوئی مرد اپنے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے؟

٦٤٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

٦٤٦- جناب سعید بن ابی سعید مقبری اپنے والد

٦٤٥_ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٦٧.

٦٤٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في كراهية كف الشعر في الصلوة، ح: ٣٨٤ ◄◄

حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ ، حدثني عِمْرانُ بنُ مُوسَى عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِحَسَنِ ابنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَدْ غَرَزَ ضَفْرَهُ في قَفَاهُ، فَحَلَّهَا أَبُو رَافِعٍ فَالْتَفَتَ حَسَنٌ إِلَيْهِ مُغْضَبًا، فقال أَبُو رَافِعٍ: أَقْبِلْ عَلَى صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ» يَعْني مَقْعَد الشَّيْطَانِ - يَعْنَي مَغْرِزَ ضَفْرِهِ.

سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت ابو رافع (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی گدی میں اپنے بالوں کی چوٹی دھنسا رکھی تھی۔ پس ابو رافع نے ان کے بال کھول دیے۔ حضرت حسن نے غصے سے ان کی طرف دیکھا، تو ابو رافع نے کہا: اپنی نماز پڑھیے اور ناراض مت ہوئیے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جوڑے کا یہ مقام شیطان کی بیٹھک ہے۔

٦٤٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَالله بنَ عَبَّاسٍ رَأَى عَبْدَالله بنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ، فَقَامَ وَرَاءَهُ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ وَأَقَرَّ لَهُ الآخَرُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ فقال: مَالَكَ وَرَأْسِي؟ قال: إِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ».

٦٤٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ عبداللہ بن حارث نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے بال پیچھے سے بندھے ہوئے تھے، تو وہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کے بال کھولنے لگے۔ انہوں نے (یعنی عبداللہ بن حارث نے دوران نماز میں) اس پر کوئی انکار نہ کیا۔ نماز کے بعد وہ ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: آپ کو میرے سر سے کیا کام؟ (یعنی آپ نے میرے بال کیوں کھولے؟) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''بالوں کا جوڑا بنا لینا ایسے ہے جیسے کوئی نماز پڑھے اور اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوں۔''

◄◄ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٩٩١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩١١، وابن حبان، ح: ٤٧٤، والحاكم: ١/ ٢٦١، ٢٦٢، ووافقه الذهبي.

٦٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب . . . الخ، ح: ٤٩٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

فوائد ومسائل: ① مردوں کے لیے بالوں کا جوڑا بنانا بالخصوص نماز میں جائز نہیں۔ چاہیے کہ انہیں ویسے ہی لمبا چھوڑ دیا جائے اور سجدہ کی حالت میں زمین پر لگنے دیا جائے۔ دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ ''مجھے حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بالوں کو نہ باندھوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔'' (صحیح بخاری' حدیث: ۸۱۲ وصحیح مسلم' حدیث: ۴۹۰) ② جن بزرگوں کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے جوڑا بنایا ہوا تھا تو شاید انہیں یہ ارشاد نبوی معلوم نہ تھا۔

(المعجم ٨٨) - **باب الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ** (التحفة ٩٠)

باب: ۸۸- جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ

٦٤٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ، حدثني مُحمَّدُ بنُ عَبَّادِ بنِ جَعْفَرٍ عن ابنِ سُفْيَانَ، عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عن يَسَارِهِ.

۶۴۸- حضرت عبداللہ بن سائب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فتح مکہ والے دن دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے جوتے آپ کی بائیں جانب رکھے ہوئے تھے۔

٦٤٩- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو عَاصِمٍ قالا: أَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ عَبَّادِ بنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ: أخبرني أَبُو سَلَمَةَ ابنُ سُفْيَانَ وَعَبْدُ الله بنُ الْمُسَيَّبِ الْعَابِدِيُّ وَعَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ مُوسَى وَعِيسَى - ابنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ أو

۶۴۹- حضرت عبداللہ بن سائب ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکے میں صبح کی نماز پڑھائی، (اس نماز میں) آپ نے سورۃ المومنون کی تلاوت شروع کی۔ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون ؑ یا یوں کہا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ؑ کا ذکر آیا...... ابن عباد کو شک ہے یا لوگوں نے اختلاف کیا ہے...... تو نبی ﷺ کو کھانسی آ گئی تو آپ نے قراءت کو مختصر کر دیا اور رکوع کر لیا اور عبداللہ بن سائب اس میں حاضر تھے۔

٦٤٨ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، القبلة، باب: أين يضع الإمام نعليه إذا صلى بالناس، ح: ٧٧٧، وابن ماجه، ح: ١٤٣١ من حديث يحيى القطان به.

٦٤٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٥ من حديث عبدالرزاق، وهو في مصنفه، ح: ٢٦٦٧، وعلقه البخاري، (فتح: ٢/ ٢٥٥).

اخْتَلَفُوا - أَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةٌ فَحَذَفَ فَرَكَعَ وَعَبْدُ اللهِ بنُ السَّائِبِ حاضِرٌ لِذَلِكَ.

توضیح: یہ حدیث پہلی حدیث ہی کے مضمون کی تکمیل ہے۔

٦٥٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادُ بنُ [سلمة] عن أَبِي نَعَامَةَ السَّعْدِيِّ، عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: بَيْنَمَا رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عن يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ صَلَاتَهُ قال: «مَا حَمَلَكُم عَلَى إِلْقَائِكُم نِعَالَكُم؟» قالُوا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذَرًا، أَو قال: أَذًى»، وقال: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُم إِلَى المَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فإِنْ رَأَى في نَعْلَيهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فيهِمَا».

٦٥٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ نے (دورانِ نماز میں) اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ جب صحابہ کرام ؓ نے آپ کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟“ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتارے ہیں تو ہم نے بھی اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کے جوتے میں گندگی لگی ہے۔“ (لفظ [قَذَرٌ] تھا یا [أَذًى]) آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو بغور دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں کوئی گندگی یا نجاست نظر آئے تو اسے پونچھ ڈالے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔“

فوائد ومسائل: ① جوتے پہن کر یا اتار کر‘ نماز پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔ اگر جوتے پہنے ہوں تو ان کا پاک ہونا شرط ہے۔ اور انہیں پاک کرنے کے لیے خشک زمین پر رگڑ لینا ہی کافی ہے۔ ② نمازی اکیلا ہو اور اپنے جوتوں کو اپنے پہلو میں رکھنا چاہتا ہو تو اپنی بائیں جانب رکھے‘ مگر جب صف میں ہو تو اپنے پاؤں کے درمیان میں رکھے۔ ③ نجاست آلود جوتے یا کپڑے میں نماز جائز نہیں۔ اثنائے نماز میں اسے دور کرنا ممکن ہو تو اسے دور کر دے، ورنہ نماز چھوڑ دے اور نجاست دور کرے۔ ④ لاعلمی میں جو نماز نجس کپڑے یا جوتے میں پڑھی جا چکی ہو وہ صحیح ہے‘ اس

٦٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠١٧، وابن حبان، ح: ٣٦٠، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦٠، ووافقه الذهبي، ورواه البيهقي: ٢/ ٤٣١ من حديث أبي داود به.

کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ⑤ جوتوں میں نماز تمام احادیث کی روشنی میں ایک درست عمل ہے۔ اس کا ثواب کی کمی بیشی سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑥ نبی ﷺ کو غیب کی خبریں جبریل امین کے ذریعے سے بتائی جاتی تھیں۔ ⑦ نبی ﷺ کی اتباع' افعال عبادت میں اسی طرح ضروری ہے جیسے کہ اقوال میں۔ اور صحابہ کرام ؓ کی خصوصیت اور خوبی یہی ہے کہ وہ آپ کے اقوال وافعال کی اتباع میں کوئی پس وپیش نہ کرتے تھے اور ہر مسلمان کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔

٦٥١- حَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا أَبَانُ: حدثنا قَتَادَةُ: حدثني بَكْرُ بنُ عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ بهذا قال: «فِيهِمَا خُبْثٌ» قال في المَوْضِعَيْنِ خُبْثٌ.

۶۵۱- جناب بکر بن عبداللہ ؒ نے نبی ﷺ سے یہ مذکورہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس میں جہاں لفظ [قَذَرٌ] آیا ہے وہاں دونوں جگہ [خُبْثٌ] استعمال کیا۔ (اور معنی ان سب کا ''نجاست'' ہے۔)

فائدہ: محدثین کرام نقل احادیث میں انتہائی محتاط اور کامل الضبط تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم

٦٥٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عن هِلَالِ بنِ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيِّ، عن يَعْلَى بنِ شَدَّادِ بنِ أَوْسٍ، عن أَبِيهِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَالِفُوا الْيَهُودَ فإِنَّهُمْ لا يُصَلُّونَ في نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ».

۶۵۲- حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود کی مخالفت کرو۔ یہ لوگ اپنے جوتوں یا موزوں میں نماز نہیں پڑھتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ جوتوں میں نماز پڑھنا درست ہے۔ ② اہل کتاب اور مشرکین کی مخالفت ان امور میں ہے' جن کی شریعت اسلامیہ نے صراحت کی ہے یا ان کی خاص مذہبی یا قومی علامت ہے۔ ③ ہمارے ہاں مذکورہ مسئلہ اور اس قسم کے بعض دیگر مسائل متروک ہو گئے ہیں۔ ان سنتوں کے احیاء کے لیے پہلے ﴿أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (النحل: ۱۲۵) کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی سنت سے محبت کا داعیہ پیدا کرنا ضروری ہے' تاکہ بے علم لوگ دین سے اور علمائے حق سے متنفر نہ ہوں۔

٦٥٣- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ:

۶۵۳- جناب عمرو بن شعیب، [عن ابیه عن

٦٥١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار: ١٢٣٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٦٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٥٣٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٥٧، والحاكم: ١/ ٢٦٠، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسماع عند ابن حبان.

٦٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الصلوٰة في النعال، ح: ١٠٣٨ من حديث ◀◀

حدثنا عَلِيُّ بنُ الْمُبَارَكِ عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُتَنَعِّلًا.

جدہ] کے واسطے سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جوتے اتار کر بھی نماز پڑھتے تھے اور پہن کر بھی۔

فائدہ: اس عمل کا تعلق ثواب کی کمی بیشی سے نہیں ہے' جیسے کہ مسواک وغیرہ میں ثابت ہے۔

(المعجم ٨٩) - باب الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ نَعْلَيْهِ أَيْنَ يَضَعُهُمَا (التحفة ٩١)

باب:٨٩-نمازی اپنے جوتے اتارے تو کہاں رکھے؟

٦٥٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حدثنا صالِحُ بنُ رُسْتُمَ أَبُو عَامِرٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ قَيْسٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عن يَمِينِهِ وَلَا عن يَسَارِهِ فَتَكُونَ عن يَمِينِ غَيْرِهِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عن يَسَارِهِ أَحَدٌ وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ».

٦٥٤-سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے جوتوں کو اپنی دائیں جانب نہ رکھا کرے اور نہ بائیں جانب کہ اس طرح وہ کسی دوسرے کی دائیں جانب ہوں گے۔ ہاں اگر اس کی بائیں جانب کوئی اور نہ ہو تو اس طرف رکھ لے ورنہ انہیں اپنے دونوں قدموں کے درمیان میں رکھے۔''

٦٥٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حدثنا بَقِيَّةُ وَشُعَيْبُ بنُ إِسْحَاقَ عن

٦٥٥-سیدنا ابو ہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی نماز پڑھنے

◄◄ حسين المعلم به، ورواه أحمد بن جعفر بن حمدان القطيعي في جزء الألف دينار(١٤٤) عن الفضل بن حباب عن مسلم بن إبراهيم به بلفظ: "رأيت رسول الله ﷺ يصلي متنعلاً وحافيًا ويشرب قائمًا وقاعدًا ويصوم في السفر ويفطر وينصرف في الصلوة عن يمينه وشماله"، وكذا أخرجه أحمد(٢/ ٢١٥ وغيره) من حديث حسين المعلم به مطولاً.

٦٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٣٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٠١٦، وابن حبان، ح:٣٦١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٩، ووافقه الذهبي * وسنده حسن، وللحديث شواهد، وانظر الحديث الآتي.

٦٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح:٣٠١ من حديث أبي داود به، ورواه الحاكم: ١/ ٢٦٠ من حديث عبدالوهاب بن نجدة به، وصححه ابن حبان، ح:٣٥٨، والذهبي في تلخيص

الأَوْزَاعِيُّ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ الْوَلِيدِ عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن رسولِ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَلَا يُؤْذِ بِهِمَا أَحَدًا، لِيَجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَوْ لِيُصَلِّ فِيهِمَا».

لگے اور اپنے جوتے اتارے تو ان سے کسی دوسرے کو ایذا نہ دے۔ (یعنی اس کے آگے یا دائیں طرف نہ رکھے یا کسی اور طرح سے بھی اذیت کا باعث نہ بنے۔) چاہیے کہ انہیں اپنے قدموں کے درمیان میں رکھے یا پہنے ہوئے ہی نماز پڑھ لے۔"

فوائد ومسائل: ① جوتے اتار کر یا پہن کر نماز پڑھنا دونوں ہی طرح جائز ہے' البتہ کبھی کبھی یہودیوں کی مخالفت کے اظہار کے لیے پہن کر نماز پڑھنا، احیائے سنت کی نیت سے باعث اجر وفضیلت ہے مگر خیال رہے کہ یہ کام بے علم عوام میں فتنے کا باعث نہ بنے۔ ② کسی بھی مسلمان کو کسی طرح سے اذیت دینا حرام ہے۔

(المعجم ٩٠) - **باب الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ** (التحفة ٩٢)

باب:٩٠- چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

٦٥٦- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ: حدثتني مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاءَهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وكَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.

٦٥٦- ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو میں آپ کے قریب برابر ہی میں ہوتی، اور ایام سے ہوتی۔ آپ سجدے کو جاتے تو بسا اوقات آپ کا کپڑا بھی مجھے لگتا اور آپ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ایسی چٹائی جو کھجور کے پتوں سے بنائی گئی ہو کہ انسان اس پر صرف بیٹھ سکے یا اس پر چہرہ اور ہاتھ رکھے جا سکیں اسے [خُمْرَة] کہتے ہیں۔ اگر یہ انسان کی قامت کے برابر ہو تو اسے [حَصِيْر] کہتے ہیں۔ درج ذیل احادیث سے استدلال یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر لگنا ضروری نہیں۔

(المعجم ٩١) - **باب الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ** (التحفة ٩٣)

باب:٩١- بڑی چٹائی پر نماز پڑھنا

المستدرك على شرط الشيخين، وله شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٠٠٩، وابن حبان، ح: ٣٥٩، والحاكم: ١/ ٢٥٩ وغيرهم.

٦٥٦- **تخريج:** أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا أصاب ثوب المصلي امرأته إذا سجد، ح: ٣٧٩، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٣ من حديث خالد بن عبدالله به، وانظر، ح: ٣٦٩.

٦٥٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبي: حدثنا شُعْبَةُ عن أَنَسِ بنِ سِيرِينَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَارسولَ الله! إِنِّي رَجُلٌ ضَخْمٌ - وكَانَ ضَخْمًا- لا أَسْتَطِيعُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ، وَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا وَدَعاهُ إِلَى بَيْتِهِ، فَصَلِّ حَتَّى أَرَاكَ كَيْفَ تُصَلِّي فَأَقْتَدِيَ بِكَ، فَنَضَحُوا لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ لَهُمْ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قال فُلَانُ بنُ الْجَارُودِ لأَنَسِ بن مَالِكٍ: أَكَانَ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قال: لَمْ أَرَهُ صَلَّى إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

٦٥٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھاری جسم والا ہوں ...... اور وہ واقعی موٹا تھا ...... میں آپ کی معیت میں نماز ادا نہیں کر سکتا ...... اور اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کروایا اور آپ کو اپنے گھر دعوت دی ...... تو آپ (میرے ہاں گھر میں) نماز پڑھیں، حتیٰ کہ آپ کو دیکھوں کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں، لہٰذا میں بھی آپ کی طرح کیا کروں۔ (چنانچہ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے) تو ان لوگوں نے آپ کے لیے چٹائی کے ایک ٹکڑے پر پانی چھڑکا (تاکہ وہ نرم ہو جائے) آپ نے اس پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ جارود کے بیٹے فلاں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ ضحیٰ (چاشت کے وقت) کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو صرف اسی دن یہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

٦٥٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا المُثَنَّى بنُ سَعِيدٍ: حدثني قَتَادَةُ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ سُلَيْمٍ فَتُدْرِكُهُ الصَّلاةُ أحيَانًا فَيُصَلِّي عَلَى بِسَاطٍ لَنَا وَهُوَ حَصِيرٌ تَنْضَحُهُ بالماءِ.

٦٥٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے تو بعض اوقات ان کے ہاں نماز کا وقت بھی ہو جاتا۔ پس آپ ہماری ایک چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے، وہ اس چٹائی پر پانی چھڑک دیا کرتی تھیں۔

٦٥٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ بِمَعْنى

٦٥٩- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز

٦٥٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يصلي الإمام بمن حضر؟ . . .، ح: ٨٧٠ من حديث شعبة به.

٦٥٨ـ تخريج: [صحيح] وانظر، ح: ٦١٢.

٦٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٤، ح: ١٨٤١٤ من حديث يونس بن الحارث الطائفي به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٩، ووافقه الذهبي على شرط ◀◀

الإِسنَادِ والحديثِ قالا: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عن يُونُسَ بنِ الْحَارِثِ، عن أَبي عوْنٍ، عن أَبِيهِ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْحَصِيرِ وَالْفَرْوَةِ المَدْبُوغَةِ.

پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چمڑا دباغت دینے (رنگنے) سے پاک ہو جاتا ہے' لہٰذا اسے مصلّٰی بنانا یا اس کا لباس بنانا جائز ہے اور سجدے میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر ٹکانا ضروری نہیں۔

(المعجم ٩٢) - **باب الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى ثَوْبِهِ** (التحفة ٩٤)

٩٢- انسان اپنے کپڑے پر سجدہ کرے

٦٦٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللهُ: حدثنا بِشْرٌ يَعْني ابنَ المُفَضَّلِ: حدثنا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كُنَّا نُصَلِّي مع رسولِ الله ﷺ في شِدَّةِ الْحَرِّ، فإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.

٦٦٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سخت گرمی کے موسم میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو جب کوئی ہم میں سے اپنی پیشانی زمین پر نہ ٹکا سکتا' تو اپنا کپڑا بچھا لیتا پھر اس پر سجدہ کرتا۔

فوائد ومسائل: ① سجدے کی جگہ پر کوئی چٹائی' چمڑا یا کپڑا وغیرہ بچھایا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں' البتہ پیشانی کا ننگا ہونا اور ننگی زمین پر سجدہ کرنا افضل اور بہتر ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث :٣٨٥ و صحیح مسلم' حدیث : ٦٢٠) ② نماز میں خشوع ایک اہم اور ضروری عمل ہے اسے حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لیے گرمی سردی سے بچنے یا اس قسم کے معمولی اعمال نماز کے دوران میں بھی جائز ہیں تاکہ ذہن اور جسم ان عوارض میں الجھا نہ رہے۔

◀◀ مسلم، وأشار ابن حبان إلى انقطاع السند بين المغيرة والراوي عنه، وأما الصلوٰة على الحصير فثابت، انظر، ح: ٦١٢ والحديث السابق.

٦٦٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ح: ٣٨٥، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ٦٢٠ من حديث بشر بن المفضل به.

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الصُّفُوفِ

صف بندی کے احکام و مسائل

(المعجم ٩٣) - باب تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ (التحفة ٩٥)

باب:٩٣- صفیں سیدھی کرنے کا مسئلہ

٦٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا زُهَيْرٌ قال: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ الأعمَشَ، عن حديثِ جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ في الصُّفُوفِ المُقَدَّمَةِ، فحدَّثنا عن المُسَيَّبِ ابنِ رَافِعٍ، عن تَمِيمِ بنِ طَرَفَةَ، عن جَابِرِ ابنِ سَمُرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَلَا تَصُفُّونَ كما تَصُفُّ المَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ»؟ قُلْنَا: وكَيْفَ تَصُفُّ المَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قال: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ المُقَدَّمَةَ وَيَتَرَاصُّونَ في الصَّفِّ».

٦٦١- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم صفیں ویسے کیوں نہیں بناتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟'' ہم نے کہا: فرشتے اپنے رب کے ہاں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ پہلے ابتدائی صفیں مکمل کرتے ہیں اور آپس میں جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (ان کے مابین کوئی خلا نہیں رہتا۔)

فوائد ومسائل: ① صف میں جڑ کر کھڑے ہونے سے صف سیدھی ہو جاتی ہے۔ ② معلوم ہوا کہ صالحین کا عمل اختیار کرنا شرعاً مطلوب ہے اور مسلمان کو ہمیشہ ان سے مشابہت کا حریص رہنا چاہیے۔ بالخصوص نمازوں میں صف بندی کے معاملے میں۔ سورۂ فاتحہ میں اسی دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ ③ پہلے پہلی صف مکمل ہو تب دوسری بنائی جائے۔

٦٦٢- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا وَكِيعٌ عن زَكَرِيَّا بنِ أَبي زَائِدَةَ، عن أَبي الْقَاسِمِ الْجَدَلِيِّ قال: سَمِعْتُ

٦٦٢- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنا رخ کیا اور فرمایا: ''اپنی صفیں برابر کرلو۔'' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔

٦٦١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الأمر بالسكون في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد ... الخ، ح: ٤٣٠ من حديث سليمان الأعمش به.

٦٦٢ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٠، ١٠١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٠، وابن حبان، ح: ٣٩٦، وعلقه البخاري، (فتح: ٢/ ٢١١ قبل، ح: ٧٢٥) ✽ زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع عند الدارقطني: ١/ ٢٨٣، وابن خزيمة وغيرهما.

النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يقولُ: أَقْبَلَ رسولُ الله ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فقال: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا «وَالله! لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ قُلوبِكُمْ». قال: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ.

''قسم اللہ کی! (ضرور ایسا ہوگا کہ) یا تو تم اپنی صفوں کو برابر رکھو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت پیدا کر دے گا''۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ' اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ ملا کر اور جوڑ کر کھڑا ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں صحابیٔ رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے فرمان پر تعمیل کی وضاحت کر دی ہے کہ صحابہ کرام صفوں میں خوب جڑ کر کھڑے ہوتے تھے' حتیٰ کہ کوئی خلا باقی رہتا تھا نہ کوئی ٹیڑھ۔ ② شرعی تعلیمات سے اعراض کا نتیجہ ''آپس کی پھوٹ اور نفرت'' کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے...... جیسے کہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنهُ. ③ یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کا معاملہ ظاہری اعضاء واعمال کے ساتھ بھی ہے۔ اگر ظاہری اعمال صحیح ہوں تو دل بھی صحیح رہتا ہے اور اس کے برعکس بھی آیا ہے کہ اگر دل صحیح ہو تو باقی جسم صحیح رہتا ہے۔ ④ امام کو چاہیے کہ اس سنت کو زندہ کرتے ہوئے نمازیوں کو تکبیر تحریمہ سے پہلے تاکید کرے کہ آپس میں مل کر کھڑے ہوں۔ بلکہ عملاً صفیں سیدھی کرائے۔

٦٦٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ قال: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يقولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسَوِّينَا في الصُّفُوفِ كَمَا يُقَوَّمُ الْقِدْحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنْ قَدْ أَخَذْنَا ذٰلِكَ عَنْهُ وَفَقِهْنَا أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ بِوَجْهِهِ إِذَا رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ بِصَدْرِهِ فقال: «لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

٦٦٣- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں صفوں میں ایسے برابر اور سیدھا کیا کرتے تھے جیسے کہ تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ ہم نے آپ سے یہ درس لے لیا اور اسے خوب سمجھ لیا ہے' تو ایک دن آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک آدمی اپنا سینہ صف سے آگے نکالے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(قسم اللہ کی!) تم لوگ یا تو صفوں کو برابر کرو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے مابین مخالفت پیدا کر دے گا۔''

٦٦٣ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٣٦ من حديث حماد بن سلمة به.

٦٦٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ وَأَبُو عَاصِمِ بنِ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ عن أَبي الْأَحْوَصِ، عن مَنْصُورٍ، عن طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْسَجَةَ، عن الْبَراءِ بنِ عَازِبٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ ناحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا ويقولُ: «لاتَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلوبُكُمْ» وكَانَ يقولُ: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ».

٦٦٤- حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتے جاتے۔ (اس اثناء میں) آپ ہمارے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''آگے پیچھے مت ہوو، ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف آ جائے گا۔'' اور آپ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ عزوجل پہلی صفوں میں آنے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔''

فائدہ: نبی ﷺ کا عملاً صفوں کو برابر کرنا کرانا اس کے انتہائی تاکیدی عمل ہونے کی دلیل ہے۔ نیز چاہیے کہ امام ایسا ہو جو صاحب علم، باعمل، باوقار اور باہیبت ہو اور خوش اخلاق بھی کہ دینی امور میں اپنے سے چھوٹوں اور بڑوں کی بالفعل اصلاح کر سکے۔ نوعمر، علم وعمل میں کوتاہ اور تنخواہ دار اماموں کے لیے اس انداز سے تعلیم وتربیت بالعموم مشکل ہوتی ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

٦٦٥- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا خالِدٌ يَعْنِي ابنَ الْحَارِثِ: حدثنا حَاتِمٌ يَعْنِي ابنَ أبي صَغِيرَةَ، عن سِمَاكٍ قال: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُسَوِّي يَعْنِي صُفُوفَنَا، إِذَا قُمْنَا لِلصَّلاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ.

٦٦٥- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کرتے۔ جب ہم درست ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔

٦٦٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب: كيف يقوم الإمام الصفوف، ح: ٨١٢ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥١، ١٥٥٦، وابن حبان، ح: ٣٨٦، ورواه ابن ماجه، ح: ٩٩٧ من طريق آخر عن طلحة بن مصرف اليامي به.

٦٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١ من حديث أبي داود به، على وهم وقع في المطبوع، وانظر، ح: ٦٦٣.

٦٦٦- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ إبراهِيمَ الْغَافِقِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ؛ ح: وحدثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ - وحديثُ ابنِ وَهْبٍ أَتَمُّ - عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ، عن كَثِيرِ بنِ مُرَّةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال قُتَيْبَةُ: عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ: عن أبي شَجَرَةَ لم يَذْكُرْ ابنَ عُمَرَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَيْنَ المَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوا بِأَيْدِي إخْوَانِكُم» - لَمْ يَقُلْ عِيسَى بِأَيْدِي إخْوانِكُمْ - «وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ الله وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ الله».

۶۶۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو درست کرلو کندھوں کو برابر رکھو‘ درمیان میں فاصلہ نہ رہنے دو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم بن جاؤ۔“......راویٔ حدیث عیسیٰ بن ابراہیم نے [بِأَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ] ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں“۔ کے لفظ بیان نہیں کیے...... ”اور شیطان کے لیے خلا نہ چھوڑو۔ جس نے صف کو ملایا‘ اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو شَجَرَةَ كَثِيرُ بنُ مُرَّةَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ (راویٔ حدیث) ”ابو شجرہ“ سے مراد کثیر بن مرہ ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَمَعْنَى وَلِينُوا بِأَيْدِي إخْوَانِكُمْ: إذَا جاءَ رَجُلٌ إلَى الصَّفِّ فَذَهَبَ يَدْخُلُ فيه فَيَنْبَغِي أَنْ يُلَيِّنَ لَهُ كُلُّ رَجُلٍ مَنْكِبَيْهِ حَتى يَدْخُلَ في الصَّفِّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ“۔ کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی صف میں داخل ہونا چاہے تو (صف میں پہلے سے موجود) ہر شخص کو اپنے کندھے نرم کر دینے چاہییں تا کہ وہ صف میں داخل ہو سکے۔

فوائد ومسائل: ① ”جس نے صف کو ملایا“ یعنی جو نماز کی صف میں حاضر ہوا، اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر کھڑا ہوا، اس میں کوئی خلا یا کجی پیدا نہ کی‘ تو اس کے لیے نبی ﷺ کی دعا ہے کہ اللہ اس کو اپنی رحمت خاص سے ملائے۔ اور جس نے صف کو کاٹا یعنی مذکورہ امور کے برعکس کیا تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے محروم رکھے۔ ② ”بھائیوں کے لیے نرم ہونے۔“ کے معنی یہ ہیں کہ صفیں درست کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ خوش دلی سے تعاون کیا جائے۔

٦٦٦ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الإمامة، باب من وصل صفًا، ح: ٨٢٠ عن عيسى بن إبراهيم مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢١٣، ووافقه الذهبي.

آگے پیچھے ہونے کے معاملے میں وہ جو کہیں مان لیا جائے اور ناراض نہ ہوا جائے' نیز یہ معنی بھی ہیں کہ اگر صف میں جگہ ممکن ہو تو دوسرے ساتھی کو جگہ دی جائے۔ خیال رہے کہ جگہ نہ ہو تو اس میں گھسنے کی کوشش پہلے سے کھڑے ہوئے بھائیوں کو تنگ کرنا ہے جو کسی طرح روا نہیں۔ ③ امام کو تکبیر تحریمہ سے پہلے حسب ضرورت ان الفاظ سے نصیحت کرتے رہنا چاہیے اور عملاً بھی صف درست کرانی چاہیے۔

٦٦٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا أَبَانُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن رسولِ الله ﷺ قال: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ».

٦٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔ انہیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو بھی برابر رکھو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ خالی جگہوں میں سے تمہاری صفوں میں گھس آتا ہے گویا وہ بکری کا بچہ ہو۔''

فائدہ: شیطان مومنین مخلصین پر ہر آن اور ہر مقام پر حملے کے لیے گھات میں رہتا ہے جب وہ نماز کی صفوں سے گھس آتا ہے تو مسجد سے باہر اور عام حالات میں اس کا حملہ اور سخت ہوتا ہوگا لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے دفاع سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے اور اس کی واحد صورت شریعت کا علم حاصل کرنا اور پھر تمام چھوٹے بڑے امور پر بلا تخصیص عمل پیرا ہونا ہے۔ وباللّٰه التوفيق.

٦٦٨- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَسُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ قالا: حدثنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ».

٦٦٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا اور برابر کرو۔ بلاشبہ صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ صفوں میں جڑ کر کھڑے نہیں ہوتے' درمیان میں خلا رکھتے ہیں' یا صف ٹیڑھی رکھتے ہیں ان کی نماز کامل نہیں ہوتی' ناقص رہتی ہے۔

٦٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب حث الإمام على رص الصفوف والمقاربة بينها، ح: ٨١٦ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤٥، وابن حبان، ح: ٣٨٧، ٣٩١ * وقتادة صرح بالسماع عند النسائي، وانظر الحديث الآتي.

٦٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلوة، ح: ٧٢٣ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٣٣ من حديث شعبة به.

٦٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حدثنا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ عن مُصْعَبِ بنِ ثَابِتِ بنِ عَبْدِ الله ابنِ الزُّبَيْرِ، عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمِ بنِ السَّائِبِ صاحِبِ المَقْصُورَةِ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَنَسِ بنِ مالِكٍ يَوْمًا فقال: هَلْ تَدْرِي لِمَ صُنِعَ هَذَا الْعُودُ؟ فقُلْتُ: لَا وَالله! قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَضَعُ عَلَيْهِ يَدَهُ فيقولُ: «اسْتَوُوا وَاعْدِلُوا صُفُوفَكُمْ».

٦٦٩- جناب محمد بن مسلم بن سائب صاحب مقصورہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن حضرت انس بن مالک ؓ کے پہلو میں نماز پڑھی تو انہوں نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ لکڑی کیوں رکھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس پر ہاتھ رکھا کرتے تھے (یعنی اپنے ہاتھ میں پکڑا کرتے تھے) اور فرماتے تھے: ”برابر ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو سیدھا کرلو۔“

٦٧٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا حُمَيْدُ بنُ الأَسْوَدِ: حدثنا مُصْعَبُ بنُ ثَابِتٍ عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ، عن أَنَسٍ بهذا الحديثِ قال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاةِ أَخَذَهُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ الْتَفَتَ فقال: «اعْتَدِلُوا سَوُّوا صُفُوفَكُمْ»، ثُمَّ أَخَذَهُ بِيَسَارِهِ فقال: «اعْتَدِلُوا سَوُّوا صُفُوفَكُمْ».

٦٧٠- جناب محمد بن مسلم نے حضرت انس ؓ سے مذکورہ حدیث بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس لکڑی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر (دائیں صف کی طرف) متوجہ ہو کر کہتے: ”سیدھے کھڑے ہو جاؤ' اپنی صفوں کو برابر کرلو۔“ پھر اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑتے (اور بائیں جانب متوجہ ہوتے) اور فرماتے: ”سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو برابر کرلو۔“

فائدہ: حدیث ٦٦٩ اور ٦٧٠ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے اس میں صفوں کی درستی کی تاکید والی بات تو صحیح ہے' کیونکہ اس کا ذکر صحیح احادیث میں بھی ہے۔ لیکن اس کام کے لیے لکڑی کے استعمال والی بات صحیح نہیں ہے۔

٦٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابنَ

٦٧١- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(پہلے) پہلی صف کو پورا کرو پھر جو صف

٦٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٥٤ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وصححه ابن حبان: ٨/ ٣٨٩ * مصعب بن ثابت ضعيف ومحمد بن مسلم بن السائب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

٦٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٦٧١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب الصف المؤخر، ح: ٨١٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند ابن خزيمة، ح: ١٥٤٧، وأبان بن يزيد عند ابن حبان، ح: ٣٩١، وحديث سعيد صححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤٦، وابن حبان، ح: ٣٩٠.

عَطَاءٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «أَتِمُّوا الصَّفَّ المُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ في الصَّفِّ المُؤَخَّرِ».

اس کے بعد ہو۔ اور جو کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہو۔“

فائدہ: ”جو کمی ہو وہ آخری صف میں ہو“۔ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ آخری صف جو ناقص ہو اس میں مقتدی کس طرح کھڑے ہوں؟ امام کے دائیں جانب یا بائیں جانب یا درمیان میں؟ تو یہ ایک دوسری حدیث [وَ سِّطُوا الْإِمَامَ] ”امام کو درمیان میں کرو“ سے وضاحت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بہتر صورت یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ صف کے درمیان میں کھڑے ہوں تاکہ امام درمیان میں رہے۔ (عون المعبود)

٦٧٢- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ: حدثنا جَعْفَرُ بنُ يَحْيَى بنِ ثَوْبَانَ: أخبرني عَمِّي عُمَارَةُ بنُ ثَوْبَانَ عن عَطَاءٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُما قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ».

٦٧٢- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: جَعْفَرُ بنُ يَحْيَى مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ راوئ حدیث جعفر بن یحییٰ اہل مکہ میں سے ہیں۔

توضیح: یعنی صفیں برابر کرانے والوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یا صف میں اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے کے ساتھ کندھے نہیں بھڑاتے بلکہ نرم خوئی کا اظہار کرتے ہیں یا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی کے لیے جگہ بنانی پڑے تو جگہ بنا دیتے ہیں۔

(المعجم ٩٤) - باب الصُّفُوفِ بَيْنَ السَّوَارِي (التحفة ٩٦)

باب: ٩٤- ستونوں کے درمیان صفیں بنانے کا مسئلہ

٦٧٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا

٦٧٣- جناب عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ

٦٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/١٠١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٦٦، وابن حبان، ح: ٣٩٧، وللحديث شواهد.

٦٧٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في كراهية الصف بين السواري، ح ٢٢٩ ◄◄

عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حدثنا سُفْيَانُ عن يَحْيَى بنِ هانِئٍ، عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ مَحْمُودٍ قال: صَلَّيْتُ مع أَنَسِ بنِ مَالِكٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدُفِعْنَا إِلَى السَّوارِي فَتَقَدَّمْنَا وَتَأَخَّرْنَا، فقال أَنَسٌ: كُنَّا نَتَّقِي هَذَا عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ.

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن نماز پڑھی تو (ازدحام کی وجہ سے) ہمیں ستونوں کی طرف دھکیل دیا گیا۔ چنانچہ ہم (ستونوں سے) آگے پیچھے ہو گئے (یعنی ستونوں کے درمیان کھڑے نہیں ہوئے) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم اس سے بچا کرتے تھے۔ (یعنی ستونوں کے درمیان صفیں نہیں بناتے تھے۔)

فائدہ: چونکہ ستونوں کی وجہ سے صف کٹ جاتی ہے' اس لیے جائز نہیں۔ ہاں اگر ازدحام شدید اور انبوہ کثیر کی وجہ سے کہیں اور جگہ نہ مل رہی ہو تو اضطراراً مباح ہے مگر حتی الامکان بچنا ہی چاہیے۔

(المعجم ٩٥) - **باب** مَنْ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ فِي الصَّفِّ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ (التحفة ٩٧)

باب:٩٥- امام کے قریب کون کھڑا ہو اور پیچھے رہنے کی کراہیت

٦٧٤- **حَدَّثَنَا** ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي مَعْمَرٍ، عن أَبي مَسْعُودٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

٦٧٤- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاہیے کہ تمہارے اہل عقل ودانش میرے قریب کھڑے ہوا کریں۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ ان کے بعد وہ جو ان کے قریب ہیں۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل علم وفضل کو اپنے قریب کھڑے ہونے کا حکم دیا تاکہ آپ کی نماز کا بغور مشاہدہ کرلیں اور ادب کا تقاضا بھی پورا ہو۔ چنانچہ امت میں بھی یہی مطلوب ہے تاکہ یہ لوگ امام کو اس کی خطا وسہو پر متنبہ کرسکیں اور اگر ضرورت پیش آئے تو وہ کسی کو اپنا نائب بنا سکے...... اس سے بالضرورت یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل علم وفضل کو بروقت حاضر ہو کر امام کے قریب جگہ لینی چاہیے تاکہ عملاً ان کا اہل علم وفضل ہونا ثابت ہوسکے۔ اگر

◀ من حديث سفيان الثوري به وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٥٦٨، وابن حبان (الإحسان)، ح:٢٢١٥، والحاكم: ١/ ٢١٠، ٢١٨، ووافقه الذهبي * والثوري صرح بالسماع عند البيهقي: ٣/ ١٠٤، والحاكم.

٦٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها . . . الخ، ح:٤٣٢ من حديث سفيان به، وتابعه شعبة عند النسائي، ح:٨١٣ وغيره.

یہ صف اول سے پیچھے رہتے ہیں تو ان کا ''اہل علم وفضل'' ہونا محل نظر ہوگا جیسے کہ بالعموم مشاہدہ ہے۔

٦٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حدثنا خَالِدٌ عن أبي مَعْشَرٍ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَزَادَ: «وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ».

٦٧٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا اور مزید بیان کیا: ''آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آ جائے گا اور بازاروں کے شوروشغب سے بچو۔''

فائدہ: مسلمانوں کو ہمیشہ باوقار رہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھنا چاہیے اور مساجد میں ہوں تو اس کا اور زیادہ اہتمام ہونا چاہیے خصوصاً بعض جگہ طلبہ ان میں درس وتدریس کی غرض سے اقامت پذیر رہتے ہیں اس لیے مسجد میں مقیم اور مسجد میں آنے والے عابدین کا حق ہے کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔

٦٧٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ: حدثنا سُفْيَانُ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن عُثْمانَ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ الله وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ».

٦٧٦- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے دائیں اطراف والوں پر اپنی رحمت (خاص) نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔''

فائدہ: مسلمان کو فضیلت والے مقام کی طرف سبقت کرنا اور اس کا حریص ہونا چاہیے تاکہ خصوصی رحمتوں اور فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق بن سکے۔ خیال رہے کہ امام کی بائیں جانب کو بھی نہیں بھول جانا چاہیے تاکہ ''صفوں کی برابری'' قائم رہے۔ اجر وفضیلت کا تعلق نیت سے بھی ہوتا ہے۔ ایک آدمی جسے امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا ممکن ہے مگر جب دیکھتا ہے کہ اس کی بائیں جانب خالی ہے تو اس طرف کھڑا ہو جائے تو ان شاء اللہ مذکورہ اجر وفضیلت سے محروم نہیں رہے گا۔ (واللہ ذو فضل عظیم۔ واللہ اعلم)

٦٧٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن زريع به، وانظر الحديث السابق، وهذا جزء منه.

٦٧٦ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فضل ميمنة الصف، ح: ١٠٠٥ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥٠، وابن حبان، ح: ٣٩٣، ٣٩٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢١٤ ووافقه الذهبي، ولفظ ابن خزيمة وغيره: "على الذين يصلون الصفوف".

علاوہ ازیں یہ روایت صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد (الفتح الربانی: ٣١٦/٥ والموسوعة الحديثية (مسند احمد، حديث: ٢٤٣٨١) میں بایں الفاظ ہے۔ [إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ] ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل فرماتا اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔'' اور شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو انہی الفاظ کے ساتھ ''حسن'' قرار دیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مَيَامِنِ الصُّفُوفِ] کی بجائے [يَصِلُونَ الصُّفُوفَ] ہی کے الفاظ ہیں، جن سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے، نہ کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا اثبات۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا، یکساں ہے۔ اصل فضیلت، صف بندی کا صحیح طریقے سے اہتمام کرنے میں ہے۔ تاہم ہر معاملے میں داہنے پن کی جو عمومی فضیلت ہے، اس کے تحت امام کی داہنی جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

(المعجم ٩٦) - **باب مَقَامِ الصِّبْيَانِ مِنَ الصَّفِّ** (التحفة ٩٨)

باب: ٩٦- بچے صف میں کہاں کھڑے ہوں؟

٦٧٧- **حَدَّثَنا** عِيسَى بنُ شَاذَانَ: حدثنا عَيَّاشُ الرَّقَّامُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْأَعْلَى: حدثنا قُرَّةُ بنُ خالِدٍ: حدثنا بُدَيْلٌ: حدثنا شَهْرُ بنُ حَوْشَبٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ غَنْمٍ قال: قال أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قال: فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ الْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ، فَذَكَرَ صَلَاتَهُ، ثُمَّ قال: هٰكَذَا صَلَاةُ - قال عَبْدُ الْأَعْلَى: لا أَحْسِبُهُ إِلَّا قال: أُمَّتِي.

٦٧٧- جناب عبدالرحمٰن بن غنم نے کہا کہ حضرت ابو مالک اشعری ؓ نے کہا: کیا میں تمہارے سامنے نبی ﷺ کی نماز نہ بیان کروں؟ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ آپ نے اقامت کہی، پھر مردوں کی صف بنائی اور پھر بچوں کی صف ان کے پیچھے بنائی اور انہیں نماز پڑھائی۔ اور ابو مالک ؓ نے آپ کی پوری نماز بیان کی، پھر فرمایا: ایسے ہی ہے نماز!...... عبدالاعلیٰ نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: ''ایسے ہی ہے نماز میری امت کی۔''

ملحوظہ: حق یہ ہے کہ جماعت میں امام کے قریب اور پہلی صف میں صاحب علم اور بالغ نظر افراد کھڑے ہوں، بعد ازاں بچوں کا مقام ہے۔ مگر ان کی صف علیحدہ ہو، اس کے لیے کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ نمازی کم ہوں تو بچے بھی پہلی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس ؓ کی حدیث سے ثابت ہے بیان کرتے ہیں: ''میں صف میں

٦٧٧- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٤ من حديث قرة بن خالد به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٥٤٨.

داخل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر انکار نہیں کیا۔'' (صحیح بخاری 'حدیث:٤٩٣ و صحیح مسلم' حدیث :٥٠٤) اور یہ اس وقت قریب البلوغ تھے۔

(المعجم ٩٧) - **باب صَفِّ النِّسَاءِ وَالتَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ** (التحفة ٩٩)

باب:٩٧-عورتوں کی صف کا بیان اور یہ کہ وہ پہلی صف سے پیچھے ہو

٦٧٨- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حدثنا خَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلِ بنِ أَبي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُها وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُها».

٦٧٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف (اجر وفضیلت میں) پہلی صف ہے اور کم تر آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف وہ ہے جو سب سے آخر میں ہو اور (اجر وفضیلت میں) کم تر وہ ہے جو سب سے پہلی ہو۔''

توضیح: مردوں کے لیے نمازوں اور دیگر امور حیات کے لیے گھروں سے باہر نکلنا مطلوب ہے۔ اس لیے ان کے لیے اولین صف میں جگہ اور زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزارنا باعث اجر وفضیلت ہے اور جو جس قدر تاخیر سے آتا ہے اس کا درجہ کم ہوتا چلا جاتا ہے مگر عورتوں کے لیے افضل واعلیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹکی رہیں۔ تاہم نماز کے لیے ان کا مسجد میں آنا جائز ہے' تو جو عورت عین وقت پر گھر سے نکلتی اور کم سے کم وقت گھر سے باہر رہتی ہے اور اس وجہ سے آخری صفوں میں جگہ پاتی ہے' وہ افضل ہے اس عورت سے جو پہلے آتی، پہلی صف میں جگہ لیتی اور زیادہ وقت گھر سے باہر رہتی ہے۔ نیز مردوں کی آخری صف عورتوں سے قریب ہوتی ہے اور عورتوں کی پہلی صف مردوں کے قریب ہوتی ہے۔ اس لیے بھی ان دونوں صفوں کو کمتر درجے کی قرار دیا گیا جبکہ مردوں کی پہلی صف اور عورتوں کی آخری صف ایک دوسرے سے دور ہوتی ہے اور وہاں تشویش اور توجہ بٹنے کا اندیشہ نہیں رہتا اس لیے ان کا اجر زیادہ ہے۔ آج کل مردوں اور عورتوں کی نماز میں باقاعدہ آڑ اور الگ حصے کا جو انتظام ہے' اس میں اس تشویش کا بھی امکان بہت کم ہے۔

٦٧٩- **حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حدثنا

٦٧٩- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

٦٧٨_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٤٠ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٦٧٩_ **تخريج**: [**ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٣ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ◄◄

عَبْدُالرَّزَّاقِ عن عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عن يَحْيَى بن أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائشةَ قَالَتْ: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَزَالُ قَوْمٌ يتأَخَّرُونَ عن الصَّفِّ الأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخِّرَهُم اللهُ في النَّارِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ صف اول سے پیچھے رہتے (اور اسے اپنی عادت بنا لیتے) ہیں اللہ انہیں جہنم میں بھی پیچھے کر دے گا۔''

توضیح: یہ حکم مردوں سے مخصوص ہے اور اس میں ان کے لیے تہدید ہے جو سستی و کاہلی کی وجہ سے صف اول سے پیچھے رہتے ہیں۔ اللہ انہیں جہنم کے پچھلے درجے میں ڈالے گا...... یا جنت میں اولین داخل ہونے والوں میں شامل نہ کرے گا...... یا یہ معنی بھی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو جہنم سے نکالے گا تو انہیں آخر میں نکالے گا۔ (اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)

٦٨٠- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْخُزَاعِيُّ قالا: حدثنا أَبُو الْأَشْهَبِ عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رَأَى في أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فقال لَهُمْ: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، ولا يَزالُ قَوْمٌ يَتأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُم الله عَزَّوَجلَّ».

٦٨٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ میں یہ بات دیکھی کہ وہ پیچھے رہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو۔ تمہارے بعد والے تمہاری اقتداء کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہنے کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں ان کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل انہیں مؤخر کر دے گا۔'' (یعنی اپنی رحمت سے...... جنت میں داخل کرنے میں...... یا جہنم میں پیچھے کر دے گا یا جہنم سے تاخیر سے نکالے گا۔)

(المعجم ٩٨) - باب مَقَامِ الإِمَامِ مِنَ الصَّفِّ (التحفة ١٠٠)

باب: ٩٨- امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

٦٨١- **حَدَّثَنا** جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ:

٦٨١- جناب یحییٰ بن بشیر بن خلاد اپنی والدہ سے

◀◀ ح: ٢٤٥٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥٩، وابن حبان، ح: ٣٩٢ * عكرمة بن عمار لم يصرح بالسماع من يحيى ابن أبي كثير، وتكلم الجمهور في روايته عنه أيضًا.

٦٨٠- **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٣٨ من حديث أبي الأشهب به.

٦٨١- **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٤ من حديث أبي داود به * أمة الواحد أم يحيى مجهولة ◀◀

حدثنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن يَحْيَى بنِ بَشِيرِ ابنِ خَلَّادٍ، عن أُمِّهِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى مُحَمَّدِ ابنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ فَسَمِعَتْهُ يقولُ: حدثني أَبُو هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ».

راوی ہیں کہ وہ محمد بن کعب قرظی کے پاس آئیں تو انہیں سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام کو (صف سے آگے) درمیان میں کھڑا کرو اور صف کے خلا کو پورا کرو۔''

فائدہ: یعنی امام صفوں کے آگے اس طرح کھڑا ہو کہ وہ مقتدیوں کے وسط (درمیان) میں ہو۔ یہ نہ ہو کہ مقتدی دائیں یا بائیں' کسی ایک جانب زیادہ تعداد میں ہوں' ایسی صورت میں امام وسط میں نہیں رہے گا۔ یہی صورت آخری صف میں بھی ہو' جس میں چند افراد ہوں' یعنی وہ صف کے ایک کنارے پر کھڑے نہ ہوں' بلکہ درمیان میں (امام کے دائیں اور بائیں) کھڑے ہوں۔ تاکہ امام درمیان میں رہے۔ لیکن روایت کا یہ پہلا حصہ ضعیف ہے۔ اس لیے اسے مستحب تو قرار دیا جاسکتا ہے' ضروری نہیں۔ البتہ حدیث کا دوسرا حصہ ''صف کے خلا کو پر کرو۔'' صحیح ہے' کیونکہ یہ حکم دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(المعجم ٩٩) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ خَلْفَ الصَّفِّ (التحفة ١٠١)

باب:٩٩- جو شخص صف کے پیچھے اکیلا ہی نماز پڑھے

٦٨٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالا: حدثنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن عَمْرِو بنِ رَاشِدٍ، عن وَابِصَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ قال سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: الصَّلَاةَ.

٦٨٢- حضرت وابصہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے کھڑا اکیلا ہی نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے دہرانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن حرب نے لفظ [الصلاة] بھی بیان کیا یعنی [فَأَمَرَهُ أَن يُّعِيْدَ الصَّلَاةَ] ''کہ نماز دہرائے۔''

فائدہ: صف میں جگہ ہوتے ہوئے اس میں شریک نہ ہونا اور الگ سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ اسے نماز دہرانی پڑے گی۔ بچے کو بھی صف میں شامل ہونا چاہیے بلکہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری' حدیث:٧٦ وصحیح

◀◀ وابنها يحيى بن بشير مستور، كذا في التقريب.

٦٨٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الصلوٰة خلف الصف وحده، ح: ٢٣١ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٤٠٣، وللحديث طرق أخرى عند ابن خزيمة، ح: ١٥٦٩، وابن حبان، ح: ٤٠١ وغيرهما.

مسلم حدیث :٥٠٤) ہاں عورت کی صف علیحدہ ہوگی خواہ وہ اکیلی ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ١٠٠) - **باب الرَّجُلِ يَرْكَعُ دُونَ الصَّفِّ** (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٠- جو شخص صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کرلے

٦٨٣- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حدثنا سَعِيدُ بنُ أَبي عَرُوبَةَ عن زِيَادٍ الأَعْلَمِ، حدثنا الْحَسَنُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَ: أَنَّهُ دَخَلَ المَسْجِدَ وَنَبِيُّ الله ﷺ راكعٌ، قَالَ: فَرَكَعْتُ دُونَ الصَّفِّ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «زَادَكَ اللهُ حِرْصًا ولا تَعُدْ».

٦٨٣- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور نبی ﷺ رکوع میں تھے، کہا چنانچہ میں صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع میں ہوگیا۔ (نماز کے بعد) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری حرص اور زیادہ کرے، آیندہ ایسے نہ کرنا۔''

فوائد ومسائل: ''آیندہ ایسے نہ کرنا'' ۔کا مطلب ہے کہ یہ دیکھ کر کہ جماعت ہورہی ہے اور امام رکوع میں چلا گیا ہے تو تم تیزی سے دوڑتے ہوئے آؤ اور پھر دروازے ہی سے رکوع کرلو اور حالت رکوع ہی میں چلتے ہوئے صف میں شامل ہو۔ آیندہ اس طرح نہ کرنا بلکہ اطمینان اور وقار سے آکر صف میں شامل ہو۔ باقی رہا مسئلہ کہ اس رکعت کو شمار کیا گیا یا نہیں کیا گیا؟ اس حدیث میں اس امر کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ لیکن ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: [إِذَا أَتَيتَ الصَّلاةَ فَأْتِهَا بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَ اقْضِ مَا فَاتَكَ] (الصحيحة حديث :١١٩٨ بحواله الاوسط للطبرانی) ''جب تم نماز کے لیے آؤ تو وقار اور آرام سے آؤ پس جو (جماعت کے ساتھ) پالو پڑھ لو اور جو فوت ہوجائے اسے پورا کرلو۔'' ظاہر بات ہے کہ جب حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے قیام اور سورۂ فاتحہ رہ گئی تو انہوں نے یہ رکعت دہرائی ہوگی جس کا ذکر گو حدیث میں نہیں ہے لیکن فرمان نبوی کی رُو سے انہوں نے یقیناً ایسا کیا ہوگا اگر اسی طرح رکعت کا اثبات یا جواز ہوتا تو نبی ﷺ ان کو یہ نہ کہتے کہ آیندہ ایسا نہ کرنا۔ بعض لوگ لا تَعُدْ (عادَ یعود عَوْد سے) کو لا تُعِدْ پڑھتے ہیں اور اسے اَعَادَ يُعِيد سے بتلاتے ہیں اور معنی کرتے ہیں۔ اس رکعت کو نہ لوٹانا۔ اور یوں مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات کرتے ہیں۔ لیکن اس کا ''إعَادَه'' سے ہونا سیاق کلام سے میل نہیں کھاتا۔ اس طرح بعض لوگ اسے عَدّ يَعُدُّ ''شمار کرنا'' سے قرار دے کر لا تَعُدّ پڑھتے ہیں یعنی اس رکعت کو شمار نہ کرنا۔ اس طرح گویا لفظ میں متعدد احتمالات پائے جاتے ہیں۔ لیکن سیاق کے اعتبار سے اس کے پہلے معنی ہی صحیح ہیں اور اس سے بھی مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں دیگر دلائل بھی اسی موقف کے مؤید ہیں اس لیے یہی راجح اور قوی ہے۔ واللہ اعلم.

٦٨٣_ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا ركع دون الصف، ح: ٧٨٣ من حديث زياد الأعلم به.

٦٨٤- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا زِيَادٌ الأَعْلَمُ عن الْحَسَنِ أَنَّ أَبَا بَكرَةَ جَاءَ ورسولُ الله ﷺ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ، فلمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ قال: «أَيُّكُمُ الَّذِي رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ»؟ فقال أَبُو بَكْرَةَ: أَنَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلا تَعُدْ».

۶۸۴- جناب حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرہ ؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ رکوع میں تھے، تو انہوں نے صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا اور پھر (اسی حالت میں) چلتے ہوئے صف میں جا ملے۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا تھا پھر وہ چلتے ہوئے صف میں ملا؟'' حضرت ابوبکرہ ؓ نے کہا: وہ میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری (نیکی کی) حرص اور بڑھائے' پھر ایسے نہ کرنا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: زِيَادٌ الأَعْلَمُ زِيَادُ بنُ فُلَانِ ابنِ قُرَّةَ، وَهُوَ ابنُ خَالَةِ يُونُسَ بنِ عُبَيدٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: زیاد اعلم کا نام زیاد بن فلان ابن قُرہ ہے اور یہ یونس بن عبید کا خالہ زاد ہے۔

فوائد ومسائل: ① نیکی کرنے میں اگر کسی سے کوئی خطا ہو جائے تو پہلے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے پھر صحیح طریقہ بتانا یا سکھانا چاہیے۔ ② نمازی کو پہلے اطمینان سے صف میں پہنچنا چاہیے۔ اس کے بعد سکون سے تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو۔

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ السُّتْرَةِ

سترے کے احکام و مسائل

فائدہ: نمازی کو بحالت نماز ایسی جگہ کھڑے ہونا چاہیے جہاں اس کے آگے سے کسی کے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔ جگہ اگر کھلی ہو تو کوئی مناسب چیز اسے اپنے سامنے رکھ لینی چاہیے جو گزرنے والوں کیلئے آڑ اور اس کے نماز میں ہونے کی علامت ہو۔ اسے اصطلاحاً ''سترہ'' کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک تاکیدی سنت ہے۔ نمازی اور سترے کے درمیان فاصلہ تقریباً تین ہاتھ کا ہو۔ اس سے زیادہ فاصلے پر موجود کوئی چیز یا آڑ مثلاً: دیوار یا ستون وغیرہ شرعاً سترہ نہیں کہلاتے۔ لہٰذا سترے کے قریب کھڑا ہونا ہی مسنون عمل ہے۔

(المعجم ١٠١) - بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي (التحفة ١٠٣)

باب:۱۰۱- کون سی چیز سُترہ ہو سکتی ہے؟

٦٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ

۶۸۵- حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ سے منقول ہے

٦٨٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٥، ١٠٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٦٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي، والندب إلى الصلوٰة إلى سترة .... الخ، ح: ٤٩٩ ◄◄

الْعَبْدِيُّ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ عن سِمَاكٍ، عن مُوسَى بنِ طَلْحَةَ، عن أَبِيهِ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا جَعَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلَا يَضُرُّكَ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْكَ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں کہ کون تمہارے آگے سے گزرتا ہے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ سترہ نہ رکھنے سے نمازی کو نقصان ہوتا ہے۔ یعنی اس کے خشوع خضوع اور اجر میں کمی ہوتی ہے یا کم از کم اتباع امر کی تقصیر کا نقصان تو واضح ہے اور یہ سترہ کم از کم فٹ یا ڈیڑھ فٹ کے درمیان کوئی چیز ہونی چاہیے۔

٦٨٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عَبْدُالرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ قال: آخِرَةُ الرَّحْلِ ذِرَاعٌ فَمَا فَوْقَهُ.

٦٨٦- جناب ابن جریج' عطاء سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: پالان کی پچھلی لکڑی ایک ذراع (ہاتھ) یا اس سے کچھ زائد ہوتی ہے۔

٦٨٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الأُمَرَاءُ.

٦٨٧- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید پڑھنے کے لیے نکلتے تو حکم دیتے کہ نیزہ ساتھ لے لیا جائے۔ اسے آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے۔ سفر میں بھی آپ کا یہ معمول ہوتا تھا۔ چنانچہ امراء نے یہیں سے یہ عمل اخذ کیا ہے۔

توضیح: یعنی امراء و حکام لوگ جو عید وغیرہ کے موقع پر بھالا نیزہ وغیرہ لے کر نکلنے کا اہتمام کرتے ہیں اس کی اصل یہی ہے۔ نماز فرض ہو یا نفل، سفر ہو یا حضر، ہر موقع پر سترے کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہوتا ہے۔

٦٨٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا

٦٨٨- جناب عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے

«« من حديث سماك بن حرب به.

٦٨٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٦٩ من حديث أبي داود وغيره به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٢٧٢ بطوله * ابن جريج صرح بالسماع عند ابن خزيمة، ح: ٨٠٧.

٦٨٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٤، ومسلم، الصلوٰة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوٰة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠١ من حديث عبدالله بن نمير به.

٦٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٥ من حديث

شُعْبَةُ عن عَوْنِ بنِ أَبي جُحَيْفَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ - وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ - الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ خَلْفَ الْعَنَزَةِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمارُ.

بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں (مکہ کے قریب) وادیٔ بطحاء میں نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔ (آپ نے ہمیں) ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس نیزے کے آگے سے عورت بھی گزرتی تھی اور گدھا بھی۔

فوائد ومسائل: ① امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ ② سترے کے آگے سے کوئی بھی گزرے تو اس میں نمازی کا نقصان نہیں۔

(المعجم ١٠٢) - باب الْخَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصًا (التحفة ١٠٤)

باب: ١٠٢- اگر سترہ کے لیے لاٹھی نہ ملے تو خط کھینچنے کا مسئلہ

٦٨٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ: حدثني أَبُو عَمْرِو بْنُ مُحمَّدِ بنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ حُرَيْثًا يُحَدِّثُ عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا، فإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ».

٦٨٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اگر کچھ نہ ملے تو کوئی لاٹھی کھڑی کر لے۔ اگر اس کے پاس عصا (لاٹھی) نہ ہو تو خط ہی کھینچ لے۔ پھر اس کے آگے سے جو بھی گزرے اسے نقصان نہ ہوگا۔"

٦٩٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا عَلِيٌّ يَعْني ابنَ المَدِينِيِّ، عن سُفْيَانَ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن

٦٩٠- جناب ابو محمد بن عمرو بن حریث اپنے دادا حریث سے جو بنی عذرہ کے آدمی تھے، وہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے، وہ حضرت ابوالقاسم ﷺ سے روایت کرتے

◀◀ شعبة به، ورواه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي... الخ، ح: ٥٠٣ من حديث عون بن أبي جحيفة به، ورواه أيضًا من حديث شعبة عنه.

٦٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث الآتي.

٦٩٠ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يستر المصلي، ح: ٩٤٣ من حديث سفيان ابن عيينة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨١١، وابن حبان، ح: ٤٠٧، ٤٠٨ * هذا الحديث ضعفه سفيان بن عيينة والطحاوي والدارقطني والجمهور، وتحقيقهم هو الصواب.

أَبِي مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ، عن جَدِّهِ حُرَيْثٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عن أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ قال فَذَكَرَ حديثَ الْخَطِّ.

ہیں اور لکیر کھینچنے والی حدیث بیان کی۔

قال سُفْيَانُ: لَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَشُدُّ بِهِ هَذا الحديثَ وَلَمْ يَجِيءْ إِلَّا مِنْ هذا الْوَجْهِ. قال: قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّهُمْ يَخْتَلِفُونَ فيه. فَتَفَكَّر ساعَةً ثُمَّ قال: ما أَحْفَظُ إِلَّا أَبَا مُحمَّدِ بْنَ عَمْرٍو.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی کوئی دلیل نہیں ملی جس سے ہم اس حدیث کو تقویت دے سکیں اور یہ صرف اسی سند سے مروی ہے۔(ابن مدینی نے کہا) میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ محدثین اس کے راوی میں اختلاف کرتے ہیں (آیا یہ ابومحمد بن عمرو بن حریث ہے یا کوئی اور) تو انہوں نے کچھ سوچا اور پھر کہا: مجھے ابومحمد بن عمرو ہی یاد ہے۔

قال سُفْيَانُ: قَدِمَ هُنَا رَجُلٌ بَعْدَ مَا مَاتَ إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ فَطَلَبَ هذا الشَّيْخُ أَبَا مُحمَّدٍ حَتَّى وَجَدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَخُلِطَ عَلَيْهِ.

سفیان نے کہا کہ اسمٰعیل بن امیہ کی وفات کے بعد ایک آدمی آیا اور اس (آنے والے) شیخ نے ابومحمد کو طلب کیا، وہ مل گیا اور اس حدیث کے متعلق پوچھا مگر اسے اشتباہ ہو گیا (یعنی وہ اسے صحیح طریقے سے بیان نہیں کر سکا)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْنِي ابنَ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ الله، سُئِلَ عن وَصْفِ الْخَطِّ غَيْرَ مَرَّةٍ، فقال: هكَذَا عَرْضًا مِثْلَ الْهِلَالِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے کئی بار خط کھینچنے کا وصف بیان کیا تو کہا کہ اس طرح عرض میں کھینچا جائے جیسے کہ ہلال ہوتا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُسَدَّدًا قال: قال ابنُ دَاوُدَ: الْخَطُّ بِالطُّولِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے مسدد سے سنا انہوں نے کہا کہ ابن داود (خریبی) نے کہا کہ یہ خط طول میں کھینچا جائے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ وَصَفَ الْخَطَّ غَيْرَ مَرَّةٍ فقال:

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا انہوں نے کئی بار اس خط کی صفت یہ بتائی کہ یہ

هَكَذَا - يَعْنِي بِالْعَرْضِ - حُورًا دُورًا مِثْلَ الْهِلَالِ - يَعْنِي مُنْعَطِفًا.

عرض میں ہو اور ہلال کی مانند گولائی میں ہو۔

توضیح: حدیث ٦٨٩ اور ٦٩٠ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے ان سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

٦٩١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ قال: رَأَيْتُ شَرِيكًا صَلَّى بِنَا فِي جَنَازَةٍ الْعَصْرَ فَوَضَعَ قَلَنْسُوَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْنِي فِي فَرِيضَةٍ حَضَرَتْ.

٦٩١- جناب سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے شریک (بن عبداللہ بن ابی نمر...... یا شریک بن عبداللہ نخعی کوفی) کو دیکھا کہ انہوں نے ہمیں ایک جنازہ کے اجتماع میں عصر کی نماز پڑھائی تو اپنے سامنے اپنی ٹوپی رکھ لی۔ یعنی ایک فریضہ میں جس کا وقت ہو چکا تھا۔

فائدہ: سترہ میں مسنون تو یہی ہے کہ ایک ہاتھ ہو لیکن اگر کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس سے کم بھی کفایت کر جائے گی۔

(المعجم ١٠٣) - باب الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ١٠٥)

باب: ١٠٣- سواری کو سترہ بنا کر نماز پڑھنا

٦٩٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَوَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ وَابنُ أَبِي خَلَفٍ وَعَبْدُ الله ابنُ سَعِيدٍ قال عُثْمانُ: حدثنا أَبُو خَالِدٍ: حدثنا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ.

٦٩٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے اونٹ کو سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: اونٹوں کے باڑے میں نماز ممنوع ہے مگر مذکورہ صورت میں جب جانور ایک آدھ ہو تو اس کو سترہ بنا کر یا اس کے قریب نماز پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابٌ: إِذَا صَلَّى إِلَى سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْعَلُهَا مِنْهُ (التحفة ١٠٦)

باب: ١٠٤- کسی ستون وغیرہ کو سترہ بنائے تو اسے کس انداز میں اپنے سامنے رکھے؟

٦٩١_ تخريج: [إسناده صحيح].

٦٩٢_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلٰوة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠٢ من حديث أبي خالد الأحمر، والبخاري، الصلٰوة، باب الصلٰوة في مواضع الإبل، ح: ٤٣٠ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٦٩٣- **حَدَّثَنا** مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حدثنا عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ: حدثنا أَبُو عُبَيْدَةَ الْوَلِيدُ بنُ كامِلٍ عن المُهَلَّبِ ابنِ حُجْرٍ الْبَهْرَانِيِّ، عن ضُبَاعَةَ بِنْتِ المِقْدَادِ بنِ الْأَسْوَدِ، عن أَبِيهَا قال: مَا رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي إِلَى عُودٍ ولا عَمُودٍ ولا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الأَيْمَنِ أَوِ الأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا.

۶۹۳- حضرت ضباعہ بنت مقداد بن اسود اپنے والد (حضرت مقداد ؓ) سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے کہا' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تو اسے ہمیشہ اپنے دائیں یا بائیں ابرو کی طرف رکھتے، بالکل عین سامنے نہ رکھتے تھے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے یہ بات' جو اس میں بیان ہوئی ہے' صحیح نہیں ہے۔ بنابریں سترے کے عین سامنے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ سترہ عین سامنے ہی ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٠٥) - **باب الصَّلَاةِ إِلَى الْمُتَحَدِّثِينَ وَالنِّيَامِ** (التحفة ١٠٧)

باب:۱۰۵- باتوں میں مشغول یا سونے والوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

٦٩٤- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ مُحمَّدِ بنِ أَيْمَنَ عن عَبْدِ الله بنِ يَعْقُوبَ بنِ إِسْحَاقَ، عمَّن حَدَّثَهُ عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قال: قُلْتُ لَهُ - يَعْنِي لِعُمَرَ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ - حدَّثَني عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تُصَلُّوا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ».

۶۹۴- جناب محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ میں نے ان سے یعنی عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سونے والے کے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھو نہ باتوں میں مشغول شخص کے پیچھے۔''

فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور (بعض اوقات) حضرت عائشہ ؓ آپ کے سامنے سوئی ہوتی تھیں۔ (دیکھیے صحیح بخاری' حدیث:۳۸۲ و صحیح مسلم' حدیث:۵۱۲) معلوم

٦٩٣_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٦/٤ عن علي بن عياش به * ضباعة لا تعرف، والمهلب مجهول، والوليد بن كامل لين الحديث، كذا في التقريب.

٦٩٤_ **تخريج:** [**حسن**] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٨٩ من حديث أبي داود به، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٩٥٩، وسنده ضعيف جدًا، وللحديث طريق حسن عند الطبراني في الأوسط، ح: ٥٢٤٢.

ہوا کہ یہ جائز ہے اور جہاں کہیں لوگ باتوں میں مشغول ہوں اور وہ قبلہ رخ پر ہوں تو بظاہر نمازی کو اس سے تشویش ہو سکتی ہے اور اس کے خشوع میں خلل آئے گا۔ لہٰذا ایسی صورتوں میں بھی احتیاط کرنا اچھا ہے۔

(المعجم ١٠٦) - باب الدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ (التحفة ١٠٨)

باب:١٠٦- سترے کے قریب کھڑے ہونے کا بیان

٦٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا سُفْيَانُ؛ ح: وحدثنا عَثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ وَحَامِدُ بنُ يَحْيَى وَابنُ السَّرْحِ قالُوا: حدثنا سُفْيَانُ عن صَفْوَانَ ابنِ سُلَيْمٍ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن سَهْلِ ابنِ أَبي حَثْمَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لا يَقطَعِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ».

٦٩٥- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی سترہ کی طرف نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو، کہیں شیطان اس پر اس کی نماز نہ قطع کر دے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَاقِدُ بنُ مُحمَّدٍ عن صَفْوَانَ، عن مُحمَّدِ بنِ سَهْلٍ عن أَبِيهِ أَوْ عنْ مُحمدِ بنِ سَهْلٍ عنِ النَّبِيِّ ﷺ. وقال بَعْضُهُمْ عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن سَهْلِ ابنِ سَعْدٍ، وَاخْتُلِفَ في إِسْنَادِهِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: واقد بن محمد نے اس حدیث کو صفوان سے، انہوں نے محمد بن سہل سے، انہوں نے اپنے والد سے یا محمد بن سہل سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے، جبکہ بعض نے نافع بن جبیر سے، اس نے سہل بن سعد سے کہا ہے۔ اور اس کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے۔

٦٩٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ وَالنُّفَيْلِيُّ قالا: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أَبي حَازِمٍ: أخبرني أَبي عن سَهْلٍ قال: وكَانَ بَيْنَ مُقَامِ النَّبِيِّ

٦٩٦- حضرت سہل ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے قبلے (یعنی سترے) کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا کہ اس سے ایک بکری گزر سکتی تھی۔

٦٩٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الأمر بالدنو من السترة، ح: ٧٤٩ من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٠٣، ابن حبان، ح: ٤٠٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥١، ٢٥٢، ووافقه الذهبي.

٦٩٦- تخريج: أخرجه البخاري، الصلٰوة، باب قدركم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة، ح: ٤٩٦، ومسلم، الصلٰوة، باب دنو المصلي من السترة؟، ح: ٥٠٨ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

ﷺ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَمَرُّ عَنْزٍ .

قال أَبُو دَاوُدَ: الْخَبَرُ لِلنُّفَيْلِيِّ .

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث (میرے شیخ) نفیلی کی بیان کردہ ہے (قعنبی کی نہیں)۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ سترے کے قریب کھڑا ہوا جائے اور فاصلہ اتنا ہو کہ بآسانی سجدہ ہو سکے۔ اس سے ضمناً یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر دیوار (سترے) اور امام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو تو امام کو چاہیے کہ وہ اپنے آگے سترہ رکھے۔

(المعجم ١٠٧) - باب مَا يُؤْمَرُ الْمُصَلِّي أَنْ يَدْرَأَ عَنِ الْمَمَرِّ بَيْنَ يَدَيْهِ (التحفة ١٠٩)

باب:۱۰۷- نمازی کو یہ حکم کہ اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکے

٦٩٧- حَدَّثنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُم يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ ما اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

۶۹۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو نہ چھوڑے کہ اس کے آگے سے گزرے۔ جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔ اگر وہ انکار واصرار کرے تو چاہیے کہ اس کے ساتھ لڑائی کرے، بیشک وہ شیطان ہے۔“

٦٩٨- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا أَبُو خَالِدٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ ابنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِيهِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا» ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

۶۹۸- جناب عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو چاہیے کہ سترہ رکھ کر پڑھے اور اس کے قریب کھڑا ہو۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

توضیح: اگر کوئی شخص سترہ کے باوجود نمازی کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرتا اور اس پر اصرار کرتا ہے تو وہ شیطان صفت ہے۔ اس کو اثنائے نماز ہی میں روکنا چاہیے اور روکنے کی کیفیت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔ اور [فَلْيُقَاتِلْهُ] ”اس سے لڑے“۔ کا مفہوم زور سے روکنے کی کوشش ہے، نہ کہ معروف معنی میں قتال کرنا، لڑنا۔

٦٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٤، ورواه البخاري، ح: ٥٠٩ من طريق آخر عن أبي سعيد به مطولاً.

٦٩٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: ادرأ ما استطعت، ح: ٩٥٤ عن محمد بن العلاء به، وانظر الحديث السابق.

٦٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: أخبرنا مَسَرَّةُ بنُ مَعْبَدٍ اللَّخْمِيُّ، لَقِيتُهُ بِالْكُوفَةِ: حدثني أَبُو عُبَيْدٍ حَاجِبُ سُلَيْمَانَ قال: رَأَيْتُ عَطَاءَ بنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ قَائِمًا يُصَلِّي فَذَهَبْتُ أَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَدَّنِي ثم قال: حدثني أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُم أَنْ لا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ».

٦٩٩- جناب ابوعبید حاجب سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن یزید لیثی کو نماز میں کھڑے دیکھا اور میں ان کے آگے سے گزرنے لگا تو انہوں نے مجھے روکا۔ پھر (نماز کے بعد) مجھ سے کہا کہ مجھے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی یہ کر سکتا ہو کہ کسی کو اپنے اور قبلے کے درمیان میں سے نہ گزرنے دے تو چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔“

٧٠٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا سُلَيْمانُ - يَعْنِي ابنَ الْمُغِيرَةِ - عن حُمَيْدٍ يَعْنِي ابنَ هِلَالٍ، قال: قال أَبُو صَالِحٍ: أُحَدِّثُكَ عَمَّا رَأَيْتُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ، دَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فقال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

٧٠٠- جناب ابوصالح نے کہا: میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے جو دیکھا سنا ہے تمہیں بتاتا ہوں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروان کے پاس گئے اور بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ”جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو، جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینے کے آگے ہاتھ کر کے اسے روک دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے' بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“

فائدہ: لڑائی کرنے کا مطلب' ہاتھ کے ذریعے سے گزرنے والے کو زور سے روکنا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: يَمُرُّ الرَّجُلُ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ يَدَيَّ وَأَنَا أُصَلِّي فَأَمْنَعُهُ وَيَمُرُّ الضَّعِيفُ فَلَا أَمْنَعُهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے کہا: ایک آدمی تکبر کرتے ہوئے میرے آگے سے نماز کی حالت میں گزرتا ہے تو میں اسے روک لیتا ہوں اور

٦٩٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٢، ٨٣ عن أبي أحمد الزبيري به مطولاً.

٧٠٠_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٥ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، الصلوة، باب: يرد المصلي من مر بين يديه، ح: ٥٠٩ من حديث حميد بن هلال به.

کبھی کوئی ضعیف انسان ہوتا ہے تو اسے منع نہیں کرتا۔

توضیح: حضرت سفیان ثوری رشلتہ ایک تابعی ہیں' یہ ان کا عمل ہے' اس عمل کی ان کے نزدیک کیا وجہ تھی؟ وہ انہوں نے بیان نہیں کی۔ اس لیے حدیث کی رُو سے ہر گزرنے والے کو ہاتھ کے ذریعے سے روکنا چاہیے' چاہے کوئی تکبر سے گزرنے والا ہو یا وہ ضعیف ہو۔

(المعجم ١٠٨) - **باب مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي** (التحفة ١١٠)

باب:١٠٨- نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

٧٠١- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عُبَيْدِاللهِ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بنَ خَالِدٍ الجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رسولِ الله ﷺ في الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي. فقال أَبُو جُهَيْمٍ: قال رسولُ الله ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي ماذا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ». قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي قَالَ: أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

٧٠١- جناب زید بن خالد جہنی نے انہیں (بسر بن سعید کو) حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور پچھوایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ تو حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ اور عذاب ہے تو (اس کے بدلے) اسے چالیس...... کھڑا رہنا' اس کے آگے سے گزرنے سے اچھا لگے۔'' ابونضر نے کہا: نہ معلوم آپ نے چالیس کے لفظ کے ساتھ دن، مہینہ یا سال، کیا فرمایا؟

فوائد و مسائل: ① اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جان بوجھ کر نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا سخت گناہ ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔ ② چالیس کے عدد کے بعد دن' مہینے یا سال کا ذکر نہ ہونا اس سزا کی شدت کے لیے ہے۔ تاہم بعض ضعیف طرق میں (خریف) ''سال'' کا لفظ آیا ہے' اس سے اس گناہ کی شناعت وقباحت واضح ہے۔

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُهَا

ان چیزوں کی تفصیل' جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتی

(المعجم ١٠٩) - **باب مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ** (التحفة ١١١)

باب:١٠٩- کس چیز (کے گزرنے) سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

٧٠١_ **تخريج:** أخرجه البخاري، الصلوة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ٥١٠، ومسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٤، ١٥٥.

٧٠٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وحدثنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ وَابنُ كَثِيرٍ المَعْنَى أَنَّ سُلَيْمانَ بنَ المُغِيرَةِ أَخْبَرَهُمْ عن حُمَيدِ بنِ هِلَالٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عن أَبي ذَرٍّ - قال حَفْصٌ: قال قال رسولُ الله ﷺ: «يَقْطَعُ صلاةَ الرَّجُلِ» وَقَالَا عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: «يَقْطَعُ صلاةَ الرَّجُلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيدُ آخِرَةِ الرَّحْلِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ». فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الأَحْمَرِ مِنَ الأَصْفَرِ مِنَ الأَبْيَضِ؟ فقال: يَاابْنَ أَخِي! سَأَلْتُ رسولَ الله ﷺ كما سَأَلْتَنِي فقال: «الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

٧٠٢- حفص بن عمر کی سند سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز کو توڑ دیتا ہے“۔ اور ان دونوں [عبدالسلام بن مطہر اور ابن کثیر] نے سلیمان بن مغیرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کی نماز کو کاٹ دیتا ہے جب کہ اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کچھ نہ رکھا ہو، گدھا، کالا کتا اور عورت۔ میں (یعنی عبداللہ بن صامت) نے کہا: کالے کتے کی کیا خصوصیت ہے، سرخ ہو یا زرد یا سفید؟ انہوں نے کہا: بھتیجے! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جیسے کہ تم نے مجھ سے پوچھا ہے، تو آپ نے فرمایا تھا: ”کالا کتا شیطان ہے۔“

٧٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حدثنا قَتَادَةُ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عن ابنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قال: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

٧٠٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اسے شعبہ نے مرفوع ذکر کیا: ”نماز کو توڑ دیتی ہے بالغہ عورت اور کتا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: أَوْقَفَهُ سَعِيدٌ وَهِشَامٌ وَهَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن جَابِرِ بنِ زَيْدٍ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے سعید، ہشام اور ہمام نے قتادہ سے انہوں نے جابر بن زید سے روایت کرتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف کیا ہے۔

٧٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ٥١٠ من حديث شعبة ومن حديث سليمان ابن المغيرة به.

٧٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوٰة وما لا يقطع . . . الخ، ح: ٧٥٢، وابن ماجه، ح: ٩٤٩ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٣٢، وابن حبان، ح: ٤١٢.

فائدہ: نماز ٹوٹنے کا مفہوم بعض محدثین کے نزدیک یہ ہے کہ نمازی کے خشوع خضوع میں فرق آ جاتا ہے اور اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ جبکہ امام احمد' امام ابن القیم رحمہم اللہ اور بعض دوسرے ائمہ نے ظاہری مفہوم مراد لیا ہے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے جسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحة میں نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں [تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِّ الحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الأَسْوَدِ] (الصحيحه ٧/ ٩٥٩، حديث : ٣٣٢٣) ''گدھے' عورت اور سیاہ فام کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔''

٧٠٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إِسْمَاعِيلَ الْبَصْرِيُّ : حدثنا مُعَاذٌ : حدثنا هِشَامٌ عن يَحْيَى ، عن عِكرِمَةَ ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال : أَحْسَبُهُ عن رسولِ الله ﷺ قال : «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم إِلَى غَيْرِ سُتْرَةٍ فإِنَّهُ يَقْطَعُ صلاتَهُ الْكَلْبُ وَالحِمَارُ وَالْخِنْزِيرُ وَالْيَهُودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ وَالمَرْأَةُ، وَيُجْزِيءُ عَنْهُ إِذَا مَرُّوا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ» .

٧٠٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' کسی راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا' فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بغیر سترے کے نماز پڑھے تو کتا' خنزیر' یہودی' مجوسی اور عورت اس کی نماز توڑ دیتے ہیں۔ مگر جب یہ ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے سے گزریں تو نماز کے ٹوٹنے سے کفایت رہتی ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ : في نَفْسِي من هذا الحديثِ شَيْءٌ كُنْتُ ذَاكَرْتُهُ إبراهِيمَ وَغَيْرَهُ فلَمْ أَرَ أَحَدًا [جَاءَ بِهِ] عن هِشَامٍ ولا يَعْرِفُهُ وَلَمْ أَرَ أَحَدًا يُحَدِّثُ بِهِ عن هِشَامٍ وأَحْسَبُ الْوَهْمَ من ابنِ أَبي سَمِينَةَ وَالْمُنْكَرُ فيه ذِكْرُ المَجُوسِيِّ وفيه عَلَى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ وَذِكْرُ الْخِنْزِيرِ وفيه نَكَارَةٌ .

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میرے دل میں اس روایت کے بارے میں کچھ (تردد) سا ہے۔ میں نے ابراہیم وغیرہ سے اس کا مذاکرہ کیا تو کسی نے اسے ہشام سے روایت نہیں کیا' نہ اس کو پہچانتا تھا۔ اور نہ میں نے کسی کو دیکھا جو اسے ہشام سے بیان کرتا ہو۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ ابن ابی سمینہ کا وہم ہے۔ اور اس میں منکر حصہ ''مجوسی، پتھر پھینکنے کا فاصلہ اور خنزیر'' کا بیان ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ : وَلَمْ أَسْمَعْ هَذا الحديثَ إِلَّا مِنْ مُحمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيلَ ، وَأَحْسَبُهُ وَهِمَ لأَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنَا مِنْ حِفْظِهِ .

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث صرف محمد بن اسمٰعیل بصری سے سنی ہے اور میرا خیال ہے کہ اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے حفظ سے بیان کرتا تھا۔

٧٠٤ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار : ١/ ٤٥٨ من حديث معاذ بن هشام به * شك الراوي في اتصاله بقوله : أحسبه ، فالسند معلل .

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پتھر پھینکنے کے فاصلے کے بقدر جگہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ نمازی کے آگے اگر سترہ نہ ہو تو کتنے فاصلے سے گزرنے والا گزر سکتا ہے؟ اس کی بابت کسی حدیث سے کوئی واضح صراحت نہیں ملتی۔ تاہم بعض علماء نے احتیاط کے طور پر اس کا اندازہ تین صف بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ یا اس کے بقدر فاصلے سے گزرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم.

٧٠٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الْأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن مَوْلًى لِيَزِيدَ بنِ نِمْرانَ، عن يَزِيدَ بنِ نِمْرانَ قال: رَأَيْتُ رَجُلًا بِتَبُوكَ مُقْعَدًا فقال: مَرَرْتُ بَيْنَ يَدَي النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ يُصَلِّي فقال: «اللَّهُمَّ اقْطَعْ أَثَرَهُ» فَمَا مَشَيْتُ عَلَيْهَا بَعْدُ.

٧٠٥- جناب یزید بن نمران نے بیان کیا کہ میں نے تبوک میں ایک آدمی دیکھا جو لنجا تھا۔ (یعنی چل پھر نہ سکتا تھا۔) اس نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے آگے سے گزرا تھا' میں گدھے پر سوار تھا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے کہا: ''اے اللہ! اس کے قدم کاٹ دے۔'' چنانچہ اس کے بعد سے میں اپنے قدموں پر نہیں چل سکا ہوں۔

٧٠٦- حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ يَعْني المَذْحِجِيَّ: حدثنا أَبُو حَيْوَةَ عن سَعِيدٍ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ فقال: «قَطَعَ صلاتَنَا قَطَعَ الله أَثَرَهُ».

٧٠٦- سعید نے مذکورہ سند کے ساتھ اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ''اس نے ہماری نماز توڑ دی، اللہ اس کے قدم توڑ دے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو مُسْهِرٍ عن سَعِيدٍ قال فيه: «قَطَعَ صَلَاتَنَا».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابومسہر نے سعید سے روایت کیا تو اس نے صرف اس قدر کہا: ''اس نے ہماری نماز توڑ دی۔''

٧٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مُعَاوِيَةُ

٧٠٧- سعید بن غزوان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کو جاتے ہوئے تبوک میں پڑاؤ کیا۔ اس نے ایک لنجا آدمی دیکھا (جو چل نہ سکتا تھا)

٧٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٦٤ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به * مولى ليزيد بن نمران مجهول (تقريب).

٧٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٧٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٥ من حديث أبي داود به * سعيد بن غزوان مستور، وأبوه مجهول، كذا في التقريب وغيره.

عن سَعِيدِ بنِ غَزْوَانَ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ نَزَلَ بِتَبُوكَ وَهُوَ حَاجٌّ فإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُقْعَدٍ فَسَأَلَهُ عن أَمْرِهِ فقال: سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا فَلَا تُحَدِّثْ بِهِ مَا سَمِعْتَ أَنِّي حَيٌّ، إِنَّ رسولَ الله ﷺ نَزَلَ بِتَبُوكَ إِلَى نَخْلَةٍ فقال: هَذِهِ قِبْلَتُنَا، ثُمَّ صَلَّى إِلَيْهَا، فأَقْبَلْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَسْعَى حَتَّى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فقال: «قَطَعَ صلاتَنَا قَطَعَ الله أَثَرَهُ»، فَمَا قُمْتُ عَلَيْهَا إِلَى يَوْمِي هَذَا.

اس نے اس کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں مگر جب تک تجھے یہ معلوم رہے کہ میں زندہ ہوں کسی کو بتانا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں ایک کھجور تلے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارا قبلہ ہے۔'' پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھنے لگے، چنانچہ میں بھاگتا ہوا آیا جب کہ میں لڑکا ہی تھا، حتیٰ کہ آپ کے اور آپ کے سترے کے درمیان میں سے گزر گیا۔ آپ نے کہا: ''اس نے ہماری نماز توڑی اللہ اس کے قدم توڑ دے۔'' چنانچہ اس دن سے آج تک میں ان پر کھڑا نہیں ہو سکا ہوں۔

فائدہ: نبی ﷺ کی بددعا والی مذکورہ تینوں روایات (٧٠٥-٧٠٦ اور ٧٠٧) ضعیف ہیں۔

(المعجم ١١٠) - باب سُتْرَةِ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ (التحفة ١١٢)

باب: ١١٠- امام کا سترہ اس کے پیچھے والوں کا بھی سترہ ہوتا ہے

٧٠٨- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حدثنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حدثنا هِشَامُ بنُ الْغَازِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: هَبَطْنَا مع رسولِ الله ﷺ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذاخِرَ، فَحَضَرَتِ الصَّلاةُ يَعْنِي فَصَلَّى إِلَى جَدْرٍ فَاتَّخَذَهُ قِبْلَةً وَنَحْنُ خَلْفَهُ فَجَاءَتْ بَهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِئُهَا حَتَّى لَصِقَ بَطْنُهُ بِالْجَدْرِ وَمَرَّتْ مِنْ وَرَائِهِ أو كما قال مُسَدَّدٌ.

٧٠٨- عَمْرو بن شُعَيْب عَن ابيه عن جَدّه کے واسطہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام ''ثنیہ اذاخر'' میں پڑاؤ کیا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے ایک دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے تھے۔ بکری کا ایک بچہ آیا اور آپ کے آگے سے گزرنے لگا مگر آپ اسے روکتے رہے، حتیٰ کہ آپ کا پیٹ دیوار سے جا لگا اور وہ بچہ آپ کے پیچھے سے گزر گیا۔ مسدد کے الفاظ یہی تھے یا اسی طرح کے قریب۔

٧٠٩- **حَدَّثَنَا** سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ

٧٠٩- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی

٧٠٨_ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٩٦ من حديث هشام بن الغاز به مطولاً.

٧٠٩_ **تخريج**: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩١ من حديث شعبة به، وقال علي بن الجعد في مسنده: ٩٠" قال ◄◄

وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالا: حدثنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن يَحْيَى بنِ الْجَزَّارِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَتَّقِيهِ.

ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ بھیڑ کا ایک بچہ آپ کے آگے سے گزرنے لگا مگر آپ اسے ہٹاتے رہے۔

فوائد ومسائل: نمازی کو چاہیے کہ اپنی نماز کی حفاظت کرے۔ نبی ﷺ نے بکری کے ایک بچے کا گزرنا بھی گوارا نہیں فرمایا۔② بکری کا وہ بچہ نبی ﷺ کے پیچھے سے یعنی مقتدیوں کے آگے سے گزر گیا' کیونکہ مقتدیوں کے لیے نبی ﷺ سترہ تھے۔

(المعجم ١١١) - باب مَنْ قَالَ: الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ١١٣)

باب:١١١- ان کے دلائل جو قائل ہیں کہ عورت کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

٧١٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إبراهِيمَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائشَةَ قالت: كُنْتُ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قال شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهَا قالت: وَأَنَا حَائِضٌ.

٧١٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ اور آپ کے قبلے کے درمیان ہوا کرتی تھی' شعبہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: اور میں حیض سے ہوتی تھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ حَفْصٍ وَهِشَامُ بنُ عُرْوَةَ وَعِراكُ بنُ مَالِكٍ وَأَبُو الْأَسْوَدِ وَتَمِيمُ ابنُ سَلَمَةَ، كُلُّهُمْ عن عُرْوَةَ، عن عَائشَةَ وَإِبْرَاهِيمُ عن الْأَسْودِ عن عَائشَةَ وَأَبُو الضُّحَى عن مَسْرُوقٍ عن عَائشَةَ والْقَاسِمُ بنُ مُحمَّدٍ وَأَبُو سَلَمَةَ عن عَائشَةَ، لَم يَذْكروا وَأَنَا حَائِضٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس حدیث کو زہری، عطاء، ابوبکر بن حفص، ہشام بن عروہ، عراک بن مالک، ابو الاسود اور تمیم بن سلمہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ سب عروہ سے وہ حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں جبکہ ابراہیم بواسطہ اسود عائشہ ؓ سے اور ابو الضحی بواسطہ مسروق عائشہ ؓ سے اور قاسم بن محمد اور ابوسلمہ (براہ راست) حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں۔ ان حضرات نے یہ جملہ ذکر نہیں کیا ''اور میں حیض سے ہوتی تھی۔''

◄◄ رجل لشعبة: كان بين يديه عنزة؟ قال: لا" * يحيى بن الجزار سمعه من أبي الصهباء صهيب، انظر، ح: ٧١٦، ٧١٧.

٧١٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود الطيالسي في مسنده، ح: ١٤٥٧، ورواه البخاري، ح: ٣٨٣، ومسلم، ح: ٥١٢ من حديث عروة به.

٧١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ : حدثنا زُهَيْرٌ : حدثنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ عن عَائشةَ : أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي صلاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةٌ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَرْقُدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا أَرادَأَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ .

٧١١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی نماز پڑھتے اور وہ آپ کے اور قبلے کے درمیان بستر پر ہوتی تھیں جس پر کہ آپ سوتے تھے، حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو انہیں جگا دیتے۔ تب وہ (بھی اُٹھ کر) وتر پڑھ لیتیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بیوی اگر شوہر کے قریب یا سامنے لیٹی ہوئی ہو تو نماز صحیح ہے۔ گذشتہ حدیث: (٦٩٤) کا اشکال بھی اس سے دور ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر سامنے کوئی سویا ہوا ہو تو نمازی کی نماز صحیح ہے۔

٧١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ : حدثنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله قال : سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عن عَائشةَ قالت : بِئْسَ مَا عَدَلْتُمُونَا بِالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِي فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ .

٧١٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ تم لوگوں نے برا کیا کہ ہمیں (یعنی عورتوں کو) گدھے اور کتے کے برابر کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ جب سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں کو دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

فائدہ: یہ صورت جگہ کی تنگی اور حجرے کی تاریکی کے باعث ہوتی تھی اور یہ کیفیت نماز کیلئے کوئی حارج نہیں ہے۔

٧١٣- حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ النَّضْرِ : حدثنا المُعْتَمِرُ : حدثنا عُبَيْدُالله عن أَبي النَّضْرِ، عن أَبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائشةَ أَنَّهَا قالت : كُنْتُ أَكُونُ نَائِمَةً وَرِجْلَايَ بَيْنَ يَدَيْ رسولِ الله ﷺ وَهُوَ

٧١٣- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں سوئی ہوئی ہوتی اور میرے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوتے جبکہ آپ رات کو نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں پر مارتے، میں انہیں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

٧١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة خلف النائم، ح:٥١٢، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح:٥١٢ من حديث هشام بن عروة به باختلاف يسير .

٧١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد؟، ح:٥١٩ من حديث يحيى القطان به .

٧١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة على الفراش، ح:٣٨٢، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح:٥١٢ من حديث عبيدالله بن عمر به .

يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ ضَرَبَ رِجْلِي فَقَبَضْتُهَا فَسَجَدَ.

٧١٤- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ؛ ح: وحدثنا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ وهذا لَفْظُهُ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبي سَلَمَةَ، عن عَائشةَ أَنَّهَا قالت: كُنْتُ أَنَامُ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ في قِبْلَةِ رسولِ الله ﷺ فَيُصَلِّي رسولُ الله ﷺ وَأَنَا أَمَامَهُ إذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ. زَادَ عُثْمانُ: غَمَزَنِي. ثُمَّ اتَّفَقَا فقال: تَنَحَّي.

۷۱۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں سوتی اور رسول اللہ ﷺ کے قبلہ رخ عرض میں لیٹی ہوئی ہوتی تھی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے سامنے ہوتی۔ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے...... عثمان نے اضافہ کیا...... آپ مجھے دبا دیتے' پھر (قعنبی اور عثمان) دونوں روایت میں متفق ہیں کہ آپ فرماتے: ''(عائشہ!) ایک طرف ہو جاؤ۔''

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے کسی کا لیٹا ہوا ہونا اور اس کے آگے سے گزرنا' یہ دو الگ الگ باتیں ہیں' آگے لیٹا ہوا ہونا نماز میں قادح (خراب کرنے والا عمل) نہیں۔ البتہ گزرنا خشوع کے منافی ہے' اسی لیے یہ ممنوع ہے اور آگے گزرنے والا سخت گناہ گار۔

(المعجم ١١٢) - باب مَنْ قَالَ: الْحِمَارُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ١١٤)

باب: ۱۱۲- ان کے دلائل جو کہتے ہیں کہ گدھے کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

٧١٥- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بْنِ عَبْدِ اللهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جِئْتُ عَلَى حِمَارٍ؛ ح: وحدثنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِالله

۷۱۵- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر سوار ہو کر آیا۔ (دوسری سند سے) ابن عباس ؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان دنوں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے،

٧١٤ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٢، والحميدي، ح: ١٧٨ (بتحقيقي) من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

٧١٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٣، ومسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٥، ١٥٦.

ابنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قال: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الاحْتِلَامَ وَرسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ في الصَّفِّ فلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ أَحَدٌ.

چنانچہ میں صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا، پھر میں اترا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگی اور میں صف میں شامل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اعتراض نہ کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا لَفْظُ الْقَعْنَبِيِّ وَهُوَ أَتَمُّ. قال مَالِكٌ: وَأَنَا أَرَى ذَلِكَ وَاسِعًا إِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ الفاظ (استاد) قعنبی کے ہیں اور (استاد عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ سے) زیادہ کامل ہیں۔ امام مالک ؒ کہتے ہیں کہ میں اس مسئلے میں توسع سمجھتا ہوں جبکہ نماز کھڑی ہو چکی ہو۔

توضیح: ان حضرات کا استدلال یوں ہے کہ گدھی صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزری اور ان کے آگے سترہ نہ تھا، اور کسی نے ان پر عیب نہ لگایا مگر ثابت شدہ بات یہ ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی سترہ ہے۔ اس طرح خواہ کچھ بھی گزرے کوئی حرج نہیں۔ نیز بچے بھی بڑوں کے ساتھ صف میں شریک ہو سکتے ہیں۔

٧١٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن يَحْيَى بنِ الْجَزَّارِ، عن أَبِي الصَّهْبَاءِ قال: تَذَاكَرْنَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عِنْدَ ابنِ عَبَّاسٍ فقال: جِئْتُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حِمَارٍ ورسولُ الله ﷺ يُصَلِّي، فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ أَمَامَ الصَّفِّ فَمَا بَالَاهُ وَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَدَخَلَتَا بَيْنَ الصَّفِّ فمَا بَالَى ذَلِكَ.

٧١٦- جناب ابوالصہباء بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کی مجلس میں ہمارا مذاکرہ ہوا کہ کس چیز سے نماز ٹوٹتی ہے تو آنجناب نے بیان کیا کہ میں اور بنی عبدالمطلب کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، چنانچہ وہ اترا اور میں بھی اور ہم نے گدھے کو صف کے آگے چھوڑ دیا، تو آپ نے اس کی کوئی پروانہ کی۔ اور بنی عبدالمطلب کی دو بچیاں آئیں اور صف میں داخل ہو گئیں آپ نے ان کی بھی کوئی پروانہ کی۔

٧١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوٰة وما لا يقطع . . . الخ، ح: ٧٥٥ من حديث الحكم بن عتيبة به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٤، ٢٥.

٧١٧- **حَدَّثَنَا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَدَاوُدُ بنُ مِخْرَاقٍ الْفِرْيَابِيُّ قالا : حدثنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ بهذا الحديثِ بِإِسْنَادِهِ قال: فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ اقْتَتَلَتَا فأَخَذَهُما. قال عُثْمانُ: فَفَرَّعَ بَيْنَهُمَا. وقال دَاوُدُ: فَنَزَعَ إِحْدَاهُمَا مِنَ الأُخْرَى فَما بَالَى ذَلِكَ.

۷۱۷-منصور نے یہی حدیث اپنی سند سے روایت کی۔ کہا کہ بنی عبدالمطلب کی دولڑکیاں لڑتی ہوئی آئیں تو آپ نے ان دونوں کو پکڑ لیا...... عثمان نے کہا: آپ نے ان دونوں کو جدا کر دیا...... اور داود رحمہ اللہ نے کہا انہیں ایک دوسری سے چھڑا دیا اور اس کی کوئی پروانہ کی۔

فائدہ: سنن نسائی کی روایت: (۷۵۵) میں ہے کہ ''دو بچیاں آئیں اور آپ کے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔'' اور ظاہر ہے کہ گھروں میں ایسے لطائف ہوتے رہتے ہیں۔ اس میں ماں باپ کے لیے اسوہ ہے کہ نماز کے دوران میں ایسا عمل قلیل مباح ہے۔

(المعجم ١١٣) - **باب مَنْ قَالَ: الْكَلْبُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ** (التحفة ١١٥)

باب:۱۱۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے کو نماز کا قاطع نہیں سمجھتے

٧١٨- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ بنِ اللَّيْثِ: حدثني أبي عن جَدِّي، عن يَحْيَى ابنِ أَيُّوبَ، عن مُحمَّدِ بنِ عُمَرَ بنِ عَلِيٍّ، عن عَبَّاسِ بنِ عُبَيْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن الْفَضْلِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَتَانَا رسولُ الله ﷺ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ، وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالَى ذَلِكَ.

۷۱۸- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم باہر اپنے دیہات میں تھے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے صحراء میں نماز پڑھی آپ کے سامنے سترہ نہ تھا۔ ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھیں اور آپ نے اس کی کوئی پروانہ کی۔

توضیح: احتمال ہے کہ یہ جانور قدرے فاصلے پر ہوں، نیز یہاں ان کے آگے سے گزرنے کی تصریح بھی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

٧١٧_ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٧١٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوٰة وما لا يقطع ... الخ، ح: ٧٥٤ من حديث محمد بن عمر بن علي به ✲ عباس بن عبيدالله لم يدرك عمه الفضل بن عباس، فالسند منقطع.

(المعجم ١١٤) - **باب مَنْ قَالَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ** (التحفة ١١٦)

باب:114- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

٧١٩- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا أَبُو أُسَامَةَ عن مُجَالِدٍ، عن أبي الْوَدَّاكِ، عن أبي سَعِيدٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَقْطَعُ الصَّلاةَ شَيْءٌ، وَادْرَؤُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فإنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

719- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جہاں تک ممکن ہو (آگے سے گزرنے والی شے کو) ہٹاؤ، بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

٧٢٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حدثنا مُجَالِدٌ: حدثنا أَبُو الْوَدَّاكِ قال: مَرَّ شَابٌّ مِنْ قُرَيْشٍ بَيْنَ يَدَيْ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَهُوَ يُصَلِّي فَدَفَعَهُ، ثُمَّ عَادَ فَدَفَعَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: إنَّ الصَّلاةَ لا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ، وَلَكِنْ قال رسولُ الله ﷺ: «ادْرَؤُوا ما اسْتَطَعْتُمْ فإنَّهُ شَيْطَانٌ».

720- جناب ابوالوداک بیان کرتے ہیں کہ قریش کا ایک نوجوان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے آگے سے گزرنے لگا' جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے' تو انہوں نے اس کو روکا۔ وہ پھر آیا' تو انہوں نے اسے روکا۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے' تو فرمایا: نماز کو کوئی شے نہیں توڑتی مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''(گزرنے والے کو) جہاں تک ہو سکے روکو' بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عن النَّبِيِّ ﷺ نُظِرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ [رَضِيَ الله عَنْهُمْ] مِنْ بَعْدِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سے دو حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف منقول ہوں تو دیکھا جاتا ہے کہ آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے بعد کیا عمل اختیار کیا تھا۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ تاہم جن کے نزدیک صحیح ہیں۔ ان کے نزدیک تو اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' اور وہ ہیں عورت' گدھا اور کالا کتا۔ (دیکھیے' حدیث:702 اور اس کا فائدہ) یعنی اس حدیث کی وجہ سے' حدیث:719 اور 720 کے عموم سے مذکورہ

٧١٩ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٨ من حديث أبي أسامة به، وصرح بالسماع، وللحديث شاهد قوي عند الدارقطني: ١/ ٣٦٧.

٧٢٠ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي، انظر الحديث السابق.

تینوں چیزیں مستثنیٰ ہوں گی یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ ان کے علاوہ کسی کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ اعلم۔

أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ

نماز شروع کرنے کے احکام ومسائل

(المعجم ١١٤، ١١٥) - **باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١١٧)

باب:۱۱۴، ۱۱۵-نماز میں رفع الیدین کا بیان (یعنی دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا)

ملحوظہ: ہر مسلمان پر واجب ہے کہ دین کی تمام تر جزئیات کو حتی الامکان اپنے عمل میں لائے اور بالخصوص جب علم حق الیقین تک پہنچ جائے تو پھر ان سے اعراض کسی صورت بھی جائز نہیں۔ علم و تحقیق کے بعد ان سے اعراض فسق تک پہنچا دیتا ہے۔ آیات کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ (البقرة:٢٠٨) "اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔" ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء:١١٥) "اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی، جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالے کریں گے اس کو اسی کے جو اس نے اختیار کیا اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔" یہ اور دیگر آیات و احادیث واضح طور پر سنتوں کے اختیار و التزام کو واجب قرار دیتی ہیں۔ منجملہ ان سنن کے رفع الیدین، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنا اور صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہونا ایسی سنتیں ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں ان کی اہمیت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ یہ دیگر سنن شریعت کی محافظ بن گئی ہیں۔ ان کا عامل بالعموم دیگر سنن کا بھی عامل اور شائق بن جاتا ہے اور ان سے اعراض کرنے والا دیگر سنن سے بھی غافل رہتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ) بہر حال نماز......فرض ہو یا نفل...... مرد پڑھے یا عورت اور بچہ......اس میں رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی ثابت، متواتر، محکم اور غیر منسوخ سنت ہے۔ نبی ﷺ اس پر پوری زندگی کاربند رہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق پچاس صحابہ کرام نے اسے نقل کیا ہے جن میں خلفائے اربعہ بلکہ عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

٧٢١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ

٧٢١- جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے اور جب

٧٢١- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع . . . الخ، ح: ٣٩٠ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه البخاري، ح: ٧٣٥، ٧٣٦، ٧٣٨ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٢/ ٨.

مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وقال سُفْيَانُ مَرَّةً: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ. وَأَكْثَرَ مَا كَانَ يقولُ: وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وَلا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

رکوع کرنا چاہتے (تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے) اور ایسے ہی رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد کرتے۔ اور سفیان نے ایک بار کہا: اور جب اپنا سر اُٹھاتے۔ اور اکثر اوقات ان کے لفظ ہوتے تھے: [وَبَعْدَ مَايَرفَعُ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ] ''یعنی رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد کرتے۔'' اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اُٹھایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ خلافیاتِ بیہقی میں ہے: [فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلوٰتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ] ''آخر وقت تک نبی ﷺ کی یہی نماز رہی۔'' امام ابن المدینی فرماتے ہیں کہ زهری عن سالم عن ابیہ کی سند سے یہ حدیث میرے نزدیک مخلوق پر واضح حجت اور دلیل ہے۔ جو بھی اسے سنے لازم ہے کہ اس پر عمل کرے کیونکہ اس کی سند میں کوئی نقص وعیب نہیں ہے۔ (التلخیص الحبیر: ۲۱۸/۱) ② اس حدیث میں تکبیر تحریمہ، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اُٹھنے کے بعد تین مواقع پر رفع الیدین مذکور ہے۔ چوتھا موقع دوسری رکعت سے اُٹھنے کے بعد کا بھی ہے۔ دیکھیے (صحیح بخاری، حدیث: ۷۳۹) ③ اس حدیث میں تصریح ہے کہ سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: [وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ] ''اور آپ سجدوں میں یہ نہ کیا کرتے تھے۔'' ④ اختلاف الفاظ [بَعْدَ مَايَرْفَعُ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ] اور [وَإِذَا رفَعَ رَأسَهُ] دونوں کا حاصل قریب قریب ہے یعنی رکوع سے سر اُٹھا لینے کے بعد ہاتھ اُٹھاتے تھے یا رکوع سے اُٹھتے ہوئے ساتھ ہی اپنے ہاتھ بھی اُٹھا لیتے تھے۔

٧٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حدثنا بَقِيَّةُ: حدثنا الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهُما كَذَلِكَ فَيَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قال: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، ولا يَرْفَعُ يَدَيْهِ في السُّجُودِ

۷۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے برابر آجاتے۔ پھر [اللہ اکبر] کہتے اور انہیں ویسے ہی اُٹھاتے اور رکوع کرتے پھر جب اپنی کمر اُٹھانا چاہتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے پھر کہتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَن حَمِدَه] اور سجدوں میں اپنے ہاتھ نہ اُٹھاتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کی نماز پوری

٧٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٨٧، ح: ١٠٩٨ من حديث بقية به، ورواه ابن أخي الزهري عن الزهري به عند أحمد: ٢/ ١٣٣، ١٣٤، وابن الجارود، ح: ١٧٨، وسنده صحيح.

وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ.

ہو جاتی۔

فائدہ: اس حدیث کے الفاظ (رکوع سے پہلے ہر تکبیر) میں یہ اشارہ ہے کہ قبل از رکوع کی تکبیرات مثلاً عیدین یا جنازہ میں رفع الیدین کیا جائے۔

٧٢٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جُحَادَةَ: حدثني عَبْدُ الْجَبَّارِ بنُ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي، فحدَّثني وائِلُ ابنُ عَلْقَمَةَ عن أبي وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: صَلَّيْتُ مع رسولِ الله ﷺ فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ. قال: ثُمَّ الْتَحَفَ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ. قال: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ، وَإِذَا رفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيضًا رفعَ يَدَيْهِ، حتَّى فَرَغَ مِنْ صلَاتِهِ.

٧٢٣- جناب عبد الجبار بن وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نوعمر لڑکا تھا' اپنے والد کی نماز کو نہ سمجھتا تھا، تو مجھے وائل بن علقمہ نے میرے والد وائل بن حجر ؓ سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے...... بتایا کہ...... پھر آپ نے اپنا کپڑا لپیٹ لیا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑے میں کر لیا...... کہا کہ...... جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (کپڑے سے باہر) نکالتے پھر انہیں اوپر اُٹھاتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اُٹھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اُٹھاتے۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھا۔ اور جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو بھی اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

قال مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلْحَسَنِ بنِ أَبِي الْحَسَنِ فقال: هِيَ صلَاةُ رسولِ الله ﷺ، فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.

محمد (بن جحادہ) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حسن بن ابی الحسن (بصری) سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز، جس نے اسے اختیار کیا

٧٢٣ـ تخريج: [شاذ] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٤/ ٩١، ٩٢ من حديث أبي داود به وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٠٥، وابن حبان، ح: ٤٨٩، وقوله: "وإذا رفع رأسه من السجود أيضًا رفع يديه" شاذ ومعناه إن صح: إذا رفع رأسه من سجود الركعة الثانية وأراد أن يقوم من التشهد، رفع يديه * حديث همام أخرجه مسلم، ح: ٤٠١، وهو حديث صحيح.

اختیار کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ هَمَّامٌ عن ابنِ جُحَادَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ مع الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ.

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہمام نے ابن جحادہ سے روایت کیا تو اس میں سجدوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں [وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ اَيْضاً رَفَعَ يَدَيْه] ''یعنی سجدوں میں رفع یدین۔'' کے الفاظ شاذ ہیں۔ جیسے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے خود فرمایا ہے۔ نیز صحیح مسلم: حدیث:۳۹۰' سنن کبری بیہقی:۲/۷۱، معرفة السنن والآثار:۱/۵۴۳ اور مسند احمد:۴/۳۱۶ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔ ان میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں۔ صحیح ابن حبان:۵/۱۷۳(حدیث:۱۸۶۲) میں بھی بطریق عبدالوارث بن سعید عن محمد بن جحادہ روایت بیان ہوئی ہے اس میں بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

٧٢٤- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا عَبْدُ الرَّحِيم بنُ سُلَيْمانَ عن الْحَسَنِ بنِ عُبَيْدِالله النَّخَعِيِّ، عن عَبْدِ الْجَبَّارِ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رفَعَ يَدَيْهِ حتَّى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذَى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

۷۲۴- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے مقابل ہو گئے اور انگوٹھے کانوں کے برابر آ گئے۔ پھر ''اللہ اکبر'' کہا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسی طرح رفع الیدین کرنا کہ انگوٹھے کانوں کے برابر آ جائیں' صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی صحیح حدیث میں یہ بات بیان نہیں ہوئی۔

٧٢٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَزِيدُ يَعْني ابنَ زُرَيْعٍ: حدثنا الْمَسْعُودِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْجَبَّارِ بنُ وَائِلٍ: حدثني أَهْلُ

۷۲۵- جناب عبدالجبار بن وائل نے کہا کہ مجھ سے میرے اہل خانہ نے میرے والد (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا' میرے والد نے ان سے بیان کیا کہ اس

٧٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٤، ٢٥ من حديث أبي داود به * عبدالجبار بن وائل لم يسمع من أبيه، فالسند منقطع.

٧٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٦ من حديث المسعودي به * أهل بيت عبدالجبار لم أعرفهم، وقال المنذري: "مجهولون".

بَيْتِي عن أَبي أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ رَأَى رسولَ الله ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مع التَّكْبِيرِ.

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ وہ تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھاتے تھے۔

فائدہ: یعنی [اللہ أکبر] کہنے اور ہاتھ اُٹھانے کا عمل ایک ساتھ ہوتا تھا۔ اور اس میں توسع ہے کہ تلفظ تکبیر اور رفع الیدین اکٹھے ہوں یا آگے پیچھے سب ہی جائز ہیں۔

٧٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: قُلْتُ: لأَنْظُرَنَّ إِلَى صلاةِ رسولِ الله ﷺ كيف يُصَلِّي قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ الله ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَأَيْتُهُ يقولُ هكَذَا، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

٧٢٦- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: میں بالضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا: چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' قبلے کی طرف رخ کیا اور [اللہ أکبر] کہا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آ گئے، پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا، جب رکوع کرنا چاہا تو اپنے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح اُٹھائے اور پھر انہیں اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ جب رکوع سے سر اُٹھایا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اُٹھایا (یعنی رفع الیدین کیا۔) جب سجدہ کیا تو اپنا سر زمین پر اپنے ہاتھوں کے درمیان اسی مقام پر رکھا (یعنی سر اور ہاتھوں کا فاصلہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رفع الیدین کے وقت تھا۔) پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو دائیں ران سے علیحدہ اور اونچا رکھا۔ اپنی دو انگلیوں (چھنگلی اور ساتھ والی) کو بند کر لیا اور باقی سے حلقہ بنا لیا۔ (مسدّد کہتے ہیں کہ) میں نے اپنے شیخ بشر کو دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

٧٢٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلوٰة، ح: ٨٩٠، وابن ماجه، ح: ٨٦٧ من حديث عاصم بن كليب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨٠، ٧١٤، وابن حبان، ح: ٤٨٥.

٧٢٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنا زَائِدَةُ عن عَاصِم بن كُلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال فيه: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، وقال فيه: ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذَلِكَ في زَمَانٍ فيه بَرْدٌ شَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِم جُلُّ الثِّيَابِ، تَحَرَّكُ أَيْدِيهِم تَحتَ الثِّيَابِ.

۷۲۷- جناب عاصم بن کلیب نے اسی سند سے اس کا ہم معنی بیان کیا اور اس میں (تفصیل سے) کہا کہ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا' یوں کہ وہ پہنچے اور کلائی پر بھی آ گیا۔ اس روایت میں مزید کہا کہ میں اس کے بعد سخت سردی کے موسم میں بھی آپ کے ہاں آیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بہت کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ (رفع الیدین کرتے ہوئے) کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سن ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ اگلے سال سردی کے موسم میں دوبارہ تشریف لائے۔ یہ نبی ﷺ کی زندگی کا آخری جاڑا تھا اور اس موقع پر بھی نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رفع الیدین کرتے دیکھا۔ ② قیام میں ہاتھ باندھنے کی کیفیت میں ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنا یا اسے پکڑ لینا دونوں جائز ہیں۔

٧٢٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا شَرِيكٌ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أبيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، قال: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ في افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ.

۷۲۸- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اُٹھایا۔ کہا کہ میں پھر ان (صحابہ) کے پاس آیا میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو سینوں تک اُٹھاتے تھے اور وہ جبے اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔

فائدہ: [بَرَانِس] بُرنس کی جمع ہے۔ برنس ہر وہ کپڑا ہے جس میں ٹوپی لگی ہو' جُبّہ ہو یا قمیص یا بارانی کوٹ۔ بعض نے کہا' لمبی ٹوپی جس کو لوگ شروع اسلام میں پہنا کرتے تھے۔ (لغات الحدیث' علامہ وحید الزمان)

(المعجم ١١٥، ١١٦) - باب افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ (التحفة ١١٨)

باب: ۱۱۵' ۱۱۶- نماز کے افتتاح کا بیان

٧٢٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي من حديث زائدة به، وانظر الحديث السابق.

٧٢٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٥٦٤ من حديث أبي داود به * شريك القاضي حسن الحديث، مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

٧٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن شَرِيكٍ، عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ في الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ في ثِيَابِهِمْ في الصَّلَاةِ.

٧٢٩- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' سردی کا موسم تھا' میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ کپڑوں کے اندر سے نماز میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔(یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔)

٧٣٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وهذا حديثُ أَحْمَدَ - قال: أخبرنا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابنَ جَعْفَرٍ: أخبرني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرِو ابنِ عَطَاءٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ في عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قال أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُم بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ. قالُوا: فَلِمَ؟ فَوَالله! مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبْعَةً، وَلَا أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً. قال: بَلَى. قالُوا: فاعْرِضْ. قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ حَتَّى يَقِرَّ كلُّ عَظْمٍ في

٧٣٠- جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو سنا' انہوں نے اصحاب رسول ﷺ میں سے دس افراد کی جماعت میں کہا ...... اور ان میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ...... کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ باخبر ہوں۔ انہوں نے کہا: کیسے؟ قسم اللہ کی! تم کوئی ہم سے زیادہ نبی ﷺ کی اتباع کرنے والے تو نہیں ہو یا ہماری نسبت زیادہ قدیم الصحبت تو نہیں ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ صحابہ نے کہا: اچھا تو بیان کرو۔ (ابوحمید نے کہا:) رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے' حتیٰ کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے، پھر [اللّٰہ أکبر] کہتے' حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک طرح سے ٹک جاتی۔ پھر آپ قراءت فرماتے۔ پھر [اللّٰہُ أکبر] کہتے اور اپنے

٧٢٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح:٥٦٥ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف. وللحديث شواهد، منها الحديث المتقدم: ٧٢٧.

٧٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وصف الصلوة، ح:٣٠٤ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:١٠٦١، وصححه ابن خزيمة، ح:٥٨٧، ٥٨٨، وابن حبان، ح:٤٤٢، ٤٩١، ٤٩٢ * عبدالحميد بن جعفر وثقه أكثر العلماء (نصب الراية للزيلعي الحنفي ٣٤٤/١)، ومحمد بن عمرو بن عطاء، صرح بالسماع.

مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصُبُّ رأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقولُ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ»، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُم يَقولُ: «الله أَكْبَرُ»، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، وَيَفْتَحُ أَصَابعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقولُ: «الله أَكْبَرُ» وَيَرْفَعُ رأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، حتَّى يَرْجِعَ كلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَصْنَعُ في الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ في بَقِيَّةِ صلاتِهِ، حتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتي فيها التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ. قالُوا: صَدَقْتَ، هكذَا كَانَ يُصَلِّي ﷺ.

دونوں ہاتھ اُٹھاتے' حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر آ جاتے۔ پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور اعتدال وسکون سے رکوع کرتے' نہ سر کو جھکاتے اور نہ اوپر اُٹھائے ہوتے' پھر رکوع سے سر اُٹھاتے' تو [سمع الله لمن حمده] کہتے' پھر اپنے ہاتھ اُٹھاتے' حتیٰ کہ کندھوں کے برابر آ جاتے...... اور خوب اعتدال وسکون سے کھڑے ہوتے۔ پھر [الله أكبر] کہتے اور زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر اپنا سر اُٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ لیتے اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے۔ اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر [الله أكبر] کہہ کر اپنا سر اُٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے' حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آتی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اُٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے' حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے جیسے کہ نماز شروع کرتے وقت اُٹھائے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے) پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ جب اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (تو تشہد میں) اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ ان سب صحابہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ آپ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

٧٣١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا

۷۳۱- جناب محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں کہ

٧٣١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٨٤، ٨٥ من حديث أبي داود به * ابن لهيعة تابعه الليث بن سعد، انظر الحديث الآتي.

ابنُ لَهِيعَةَ عن يَزِيدَ يَعْني ابنَ أبي حَبِيبٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ قال: كُنْتُ في مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ فَتَذَاكَرُوا صلاتَهُ ﷺ، فقال أَبُو حُمَيْدٍ: فَذَكَرَ بَعضَ هذا الحديثِ، وقال: فإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْنِعٍ رأْسَهُ وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّهِ. وقال: فإِذَا قَعَدَ في الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فإِذَا كَانَ في الرَّابِعَةِ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الأَرْضِ، وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں تھا، تو وہاں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا...... اور مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اس میں کہا: آپ جب رکوع کرتے تو اپنی ہتھیلیوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیتے اور اپنی انگلیوں کو کھول لیتے اور اپنی کمر کو دُہرا کرتے۔ سر نہ تو اُٹھایا ہوتا اور نہ اپنے رخسارے کو ادھر ادھر موڑا ہوتا (بلکہ سیدھا قبلہ رخ ہوتا)...... مزید کہا...... اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے۔ اور جب چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنی بائیں ران کو زمین پر ٹکا دیتے اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب میں نکال لیتے۔

فائدہ: ① شیخ البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جملہ [وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّهِ] ’’رخسارے کو ادھر ادھر نہ موڑا ہوتا۔‘‘ ضعیف ہے۔ ② رکوع میں گھٹنے پر ہاتھ رکھنا کافی نہیں بلکہ انگلیاں پھیلا کر گھٹنے کو پکڑنا مسنون ہے۔

٧٣٢- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ إبراهِيمَ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بن سَعْدٍ، عن يَزِيدَ بنِ مُحمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ ابنِ أبي حبِيبٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ نَحْوَ هَذَا. قال: فإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضَهُمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ.

٧٣٢- جناب محمد بن عمرو بن عطاء سے اسی کی مانند روایت ہے‘ کہا: اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھتے، اس حالت میں کہ زمین پر بچھے ہوئے نہ ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے۔ اور انگلیوں کا رخ سیدھا قبلے کی طرف ہوتا۔

٧٣٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح:٨٢٨ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہوتا۔ (صحیح بخاری، حدیث:٨٢٨)

٧٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حدثني زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ: حدثنا الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ: حدثني عِيسَى بنُ عَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ عن مُحمَّدِ بن عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ - أَحَدِ بَنِي مَالِكٍ - عن عَبَّاسٍ - أَوْ عَيَّاشِ بنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ - أَنَّهُ كَانَ في مَجْلِسٍ فيه أَبُوهُ - وكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - وفي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَأَبُو أُسَيْدٍ، بهذا الخبر يَزِيدُ أَوْ يَنْقُصُ، قال فيه: ثُمَّ رَفَعَ رأْسَهُ - يَعْنِي مِنَ الرُّكُوعِ - فقال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قال: «الله أَكْبَرُ» فَسَجَدَ، فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. ثُمَّ سَاقَ الحديثَ. قال: ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ، وَلَمْ

٧٣٣- جناب عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں حاضر تھے جس میں ان کے والد بھی موجود تھے اور وہ صحابیٔ رسول تھے اور اسی طرح اس مجلس میں حضرات ابو ہریرہ، ابوحمید ساعدی اور ابو اسید ؓ بھی تھے۔ (عیسیٰ بن عبداللہ نے) یہی خبر بیان کی، کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ۔ اور اس میں کہا: پھر آپ نے اپنا سر اُٹھایا یعنی رکوع سے' تو کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔ پھر کہا: [اللّٰه أكبر] پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پنجوں کو زمین پر ٹکایا، پھر [اَللّٰه أكبر] کہا اور بیٹھ گئے اور سرین پر بیٹھے (تورک کیا) اور دوسرے قدم کو کھڑا کیا، پھر [اَللّٰه أكبر] کہا اور (دوسرا) سجدہ کیا' پھر [اَللّٰه أكبر] کہا اور کھڑے ہو گئے مگر تورّک نہیں کیا (یعنی سرین پر نہ بیٹھے)...... اور حدیث بیان کی۔ کہا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھ گئے' حتیٰ کہ جب قیام کے لیے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور دوسری دو رکعتیں پڑھیں اور تشہد میں تورّک کا ذکر نہیں کیا۔

٧٣٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح:٤٩٦، والبيهقي: ٢/ ١٠١، ١٠٢، ١١٨، والطحاوي في معاني الآثار: ١/ ٢٦٠ من حديث أبي بدر به بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده، وصححه النيموي ـ من غلاة الحنفية ـ في آثار السنن، ح:٤٤٩، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي دون قوله: "ثم كبر فجلس فتورك" إلى "ولم يتورك"، وباقي الحديث صحيح بالشواهد * عيسى بن عبدالله بن مالك مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ في التَّشَهُّدِ.

ملحوظہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے عبدالحمید بن جعفر کی سابقہ روایت (٧٣٠) کو راجح کہا ہے۔

٧٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: أخبرني فُلَيْحٌ: حدثني عَبَّاسُ بنُ سَهْلٍ قال: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ ابنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رسولِ الله ﷺ فقال أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُم بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ بَعْضَ هَذَا. قال: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عن جَنْبَيْهِ. قال: ثُمَّ سَجَدَ فأَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَّى يَدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ رفَعَ رأْسَهُ حتَّى رَجَعَ كلُّ عَظْمٍ في مَوْضِعِهِ حتَّى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ، وَوَضَعَ كَفَّه الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِه.

٧٣٤- جناب عباس بن سہل نے کہا کہ حضرات ابو حُمید، ابواُسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر آ گیا تو حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ آگاہ ہوں۔ اور اس حدیث میں سے کچھ حصہ بیان کیا۔ کہا: پھر رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا گویا انہیں پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے ہاتھوں کو تانت بنایا (جو کہ کمان پر ہوتا ہے) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا...... بیان کیا کہ...... پھر سجدہ کیا تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹکایا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا۔ پھر اپنا سر اُٹھایا حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ گئی یہاں تک کہ (سجدوں سے) فارغ ہو گئے۔ پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا اور اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھا اور بائیں کو بائیں گھٹنے پر' اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ عُتْبَةُ بنُ أبي حَكِيمٍ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى، عن الْعَبَّاسِ بنِ سَهْلٍ، لَمْ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو عتبہ بن ابی حکیم نے عبداللہ بن عیسیٰ سے انہوں نے عباس بن سہل سے روایت کیا مگر تورّک (سرین پر بیٹھنے) کا ذکر نہیں کیا

٧٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء أنه يجافي يديه عن جنبيه في الركوع، ح: ٢٦٠، وابن ماجه، ح: ٨٦٣ من حديث عبدالملك بن عمرو به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة ح: ٥٨٩، ٦٠٨، ٦٣٧، ٦٤٠، ٦٨٩، وابن حبان، ح: ٤٩٤، وسنده حسن، وصححه البغوي، ح: ٤٤٤.

ذِكْرِ التَّوَرُّكَ، وَذَكَرَ نَحْوَ حديثِ فُلَيْحٍ، وَذَكَرَ الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ نَحْوَ جِلْسَةِ حديثِ فُلَيْحٍ وَعُتْبَةَ.

اور حدیث فلیح کی مانند روایت کیا جبکہ حسن بن حُر نے بیٹھنے کا انداز فلیح اور عتبہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔

فائدہ: رکوع میں گھٹنوں کو انگلیاں کھول کر پکڑنا اور بازوؤں کو رکوع اور سجدہ میں پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔ سجدوں میں اور بیٹھتے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

۷۳۵- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حدثني عُتْبَةُ: حدثني عَبْدُ الله بنُ عِيسَى عن الْعَبَّاسِ بنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ، عن أبي حُمَيْدٍ بهذا الحديثِ قال: وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ.

۷۳۵- جناب عباس بن سہل ساعدی نے حضرت ابوحُمید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی اور کہا: جب سجدہ کیا تو اپنی رانوں کو کشادہ رکھا اور پیٹ کو رانوں سے نہ لگایا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ الْمُبَارَكِ: أخبرنَا فُلَيْحٌ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ بنَ سَهْلٍ يُحَدِّثُ فلَمْ أَحْفَظْهُ فحدَّثَنِيهِ، أُراهُ ذَكَرَ عِيسَى بنَ عَبْدِ الله أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبَّاسِ بنِ سَهْلٍ قال: حَضَرْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ بهذا الحديثِ.

امام ابوداود نے کہا: اور اس حدیث کو ابن مبارک نے روایت کیا تو کہا: [اَخبَرَنَا فُلَيْحٌ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ ابْنَ سَهْلٍ يُحَدِّثُ] مگر میں اس کو یاد نہیں رکھ سکا' پس اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی' میرا (ابن مبارک کا) خیال ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ کا نام عیسیٰ بن عبداللہ بتایا اور انہوں نے عباس بن سہل سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میں ابوحُمید ساعدی کے پاس حاضر تھا...... اور یہ حدیث بیان کی۔

۷۳۶- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حدثنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ جُحَادَةَ عن عَبْدِ الْجَبَّارِ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ في هذا

۷۳۶- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں۔ اس حدیث میں بیان کیا کہ ...... جب سجدہ کیا تو آپ کے دونوں گھٹنے زمین پر دونوں ہتھیلیوں کے پڑنے سے پہلے پڑے اور جب سجدہ کیا تو

۷۳۵ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۱۱۵ من حديث أبي داود به * وقوله: عبدالله بن عيسى وهم، والصواب عيسى بن عبدالله كما أخرجه الطحاوي: ۱/ ۲٦۰ بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده.

۷۳٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۹۸، ۹۹ من حديث حجاج بن منهال به * عبدالجبار لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ۷۲٤، وشقيق مجهول(تقريب)، وحديثه مرسل.

الحديثِ قال: فَلمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَا كَفَّاهُ فَلمَّا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَجَافَى عن إِبْطَيْهِ.

اپنی پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا اور اپنی بغلوں سے بھی دور کیا۔

قال حَجَّاجٌ: قال هَمَّامٌ: وحدثنا شَقِيقٌ: حدثني عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هذا. وفي حديثِ أَحَدِهما، وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنَّهُ حديث مُحمَّدِ بنِ جُحَادَةَ: وَإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى فَخِذَيْهِ.

حجاج نے کہا کہ ہمام نے کہا: حدثنا شقيق حدثني عاصم بن كليب عن ابيه عن النبي ﷺ اسی کے مثل روایت کی۔ محمد بن جحادہ اور شقیق میں سے کسی ایک کی روایت میں ہے...... اور میرا غالب گمان ہے کہ محمد بن جحادہ کی حدیث ہے کہ آپ جب اُٹھتے ا اپنے گھٹنوں پر اُٹھتے اور اپنی رانوں پر ٹیک لگاتے۔

ملحوظہ: زمین سے اُٹھنے کی کیفیت کا بیان آگے (حدیث: ۸۳۸، ۸۳۹ میں) آ رہا ہے۔

٧٣٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن فِطْرٍ، عن عَبْدِ الْجَبَّارِ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْت رسولَ الله ﷺ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ في الصَّلَاةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

٧٣٧- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے انگوٹھوں کو کانوں کی لو تک اونچا کرتے تھے۔

٧٣٨- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ: حدثني أبي عن جَدِّي، عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ جُرَيْجٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْحَارِثِ ابنِ هِشَامٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قال: كَانَ

٧٣٨- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے او جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے۔ اور جب (رکو سے) سجدے کے لیے سر اُٹھاتے تو اسی طرح کرتے او

٧٣٧ـ تخريج: [**ضعيف**] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع الإبهامين عند الرفع، ح: ٨٨٣ من حديث فط ابن خليفة به، وانظر، ح: ٧٢٤ لعلته.

٧٣٨ـ تخريج: [**صحيح**] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٦٩٤، ٦٩٥، ومن طريقه أخرجه الحافظ ابن حج في "موافقة الخبر الخبر": ١/ ٤٠٩، ٤١٠، وقال: "هذا حديث صحيح" ✽ ابن جريج صرح بالسماع، وللحدي شواهد كثيرة.

رسولُ الله ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری کے لیے) اُٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے۔)

فائدہ: احادیث ۷۳۵-۷۳۸ سب سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم اس حدیث میں تیسری رکعت کے لیے بھی اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ثبوت ہے، جو صحیح ہے، علاوہ ازیں یہ دیگر صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔

۷۳۹- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ لَهِيعَةَ عن أَبي هُبَيْرَةَ، عن مَيْمُونٍ المَكِّيِّ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ وَصَلَّى بِهِمْ يُشِيرُ بِكَفَّيْهِ حِينَ يَقُومُ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ وَحِينَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيرُ بِيَدَيْهِ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ ابنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صلاةً لَمْ أَرَ أَحَدًا يُصَلِّيهَا، فَوَصَفْتُ لهُ هَذِهِ الْإِشَارَةَ، فقال: إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صلاةِ رسولِ الله ﷺ فَاقْتَدِ بصلاةِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ.

۷۳۹- قتیبہ بن سعید اپنی سند سے میمون مکی سے راوی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔) جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، جب رکوع کرتے، جب سجدہ کرتے اور جب قیام کے لیے اُٹھتے اور قیام کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ میں نے ابن زبیر کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ ان کی طرح کسی اور کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان اشاروں (رفع الیدین) کی تفصیل بتائی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً کہا: اگر تم رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنا پسند کرتے ہو، تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کرو۔

ملحوظہ: اس حدیث میں سجدوں میں رفع الیدین کا اثبات ہے مگر عام محدثین ابن لہیعہ کی بنا پر اس کی سند کو کمزور کہتے ہیں۔ خلاصة تذهيب تهذيب الكمال للخزرجي میں ہے: ''امام احمد کہتے ہیں کہ ان کی کتابیں جل گئی تھیں، تاہم یہ صحیح الکتاب ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے ابتدا میں سنا ہے ان کا سماع صحیح ہے یحییٰ بن معین نے کہا: یہ

۷۳۹۔ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۵۵ عن قتيبة به * ابن لهيعة، مدلس وعنعن وميمون المكي مجهول (تقريب)، وحديث البيهقي: ۲/ ۷۳ يخالفه.

قوی نہیں ہیں۔ امام مسلم کہتے ہیں کہ ان کو وکیع، یحییٰ قطان اور ابن مہدی نے ترک کیا ہے۔'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کتابیں جلنے کے بعد انہیں خلط ہو گیا تھا۔ صحیح مسلم میں ان کی کچھ روایات ہیں مگر دوسرے رواۃ کی معیت سے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ سند صحیح ہے۔ علامہ صاحب موصوف اور بعض دیگر بھی ان احادیث کی روشنی میں سجدوں کے رفع الیدین کو ''بعض اوقات'' پر محمول کرتے ہیں۔ بہرحال جمہور محدثین کے نزدیک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہی جو پیچھے گزری اور صحیح بخاری میں بھی ہے، معمول بہا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ ''نبی ﷺ سجدوں میں یا سجدوں سے اُٹھ کر رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔'' واللہ اعلم.

٧٤٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بنُ أَبَانٍ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بنُ كَثِيرٍ يَعْني السَّعْدِيَّ، قال: صَلَّى إِلَى جَنْبِي عَبْدُ الله بنُ طَاوُسٍ في مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الْأُولى فَرَفَعَ رأْسَهُ مِنْهَا رفعَ يَدَيْهِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فأَنْكَرْتُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِوُهَيْبِ بنِ خَالِدٍ: فقال لهُ وُهَيْبُ بنُ خَالِدٍ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَ أَحَدًا يَصْنَعُهُ؟ فقال ابنُ طَاوُسٍ: رَأَيْتُ أَبي يَصْنَعُهُ، وقال أَبِي: رَأَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ، ولا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُهُ.

٧٤٠- جناب نضر بن کثیر یعنی سعدی نے بیان کیا کہ جناب عبداللہ بن طاؤس (تابعی) نے مسجد خیف میں میرے پہلو میں نماز پڑھی۔ وہ جب پہلا سجدہ کر لیتے اور اس سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے سامنے اُٹھاتے۔ مجھے ان کا یہ عمل منکر (عجیب اور غلط) محسوس ہوا تو میں نے وہیب بن خالد کو ان کا یہ عمل بتایا۔ جناب وہیب نے ان سے کہا کہ آپ ایسا کرتے ہیں جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ تو عبداللہ بن طاؤس نے کہا: میں نے اپنے والد کو یہ کرتے دیکھا اور میرے والد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کرتے دیکھا اور میں نہیں جانتا مگر انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ وہ یہ کرتے تھے۔

ملحوظہ: اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کا اثبات ہے۔ ابوبکر المنذر' ابوعلی الطبری اور بعض اہل حدیث اس کے قائل ہیں' لیکن یہ حدیث نضر بن کثیر سعدی کی بنا پر ضعیف ہے۔ حافظ ابواحمد نیشاپوری نے کہا: یہ حدیث ابن طاؤس کی منکر روایات میں سے ہے۔ ابوحاتم نے کہا ہے: اس میں نظر (اعتراض) ہے۔ امام بخاری نے کہا: ان کے پاس منکر روایات بھی ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے اس سے حجت لینا کسی بھی صورت جائز نہیں مگر علامہ شوکانی نے کہا کہ سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہی صحیح طور پر ثابت ہے تا آنکہ کوئی صحیح ترین دلیل مل جائے۔ (ملخص از عون المعبود) واللہ اعلم.

٧٤٠- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، التطبيق، باب رفع اليدين بين السجدتين تلقاء الوجه، ح: ١١٤٧ من حديث النضر بن كثير به، وهو ضعيف عابد كما في التقريب.

٧٤١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عَبْدُالأَعْلَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الركْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ ذَلِكَ إِلَى رسولِ الله ﷺ.

۷۴۱-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ جب نماز شروع کرتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے (یعنی رفع الیدین کرتے) اور (ایسے ہی) جب رکوع کو جاتے اور جب (رکوع سے اُٹھتے اور) [سمع اللّٰہ لمن حمدہ] کہتے۔ اور جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ اور وہ اپنا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: الصَّحِيحُ قَوْلُ ابنِ عُمَرَ لَيْسَ بِمَرْفُوعٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عمر ؓ کا قول ہے' مرفوع حدیث نہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى بَقِيَّةُ أَوَّلَهُ عن عُبَيْدِالله وَأَسْنَدَهُ، وَرَوَاهُ الثَّقَفِيُّ عن عُبَيْدِالله أَوْقَفَهُ عَلَى ابنِ عُمَرَ وقال فيه: وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا إِلَى ثَدْيَيْهِ وهذا هُوَ الصَّحِيحُ.

امام ابوداود نے کہا: اور بقیہ نے اس حدیث کا پہلا حصہ عبیداللہ سے بیان کیا تو اسے مرفوع ذکر کیا (بغیر اس کے کہ آپ نے دو رکعتوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کیا) مگر عبدالوہاب ثقفی نے عبیداللہ سے روایت کیا تو اسے حضرت ابن عمر ؓ پر موقوف کیا اور اس میں کہا: جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں تک اُٹھاتے۔ اور یہی صحیح ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ وَمَالِكٌ وَأَيُّوبُ وَابنُ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا، وَأَسْنَدَهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَحْدَهُ عن أَيُّوبَ. لَمْ يَذْكُرْ أَيُّوبُ وَمَالِكٌ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَذَكَرَهُ اللَّيْثُ في حَدِيثِهِ. قال

امام ابوداود نے کہا کہ اسے لیث بن سعد' مالک' ایوب اور ابن جریج نے موقوف ہی روایت کیا ہے۔ صرف حماد بن سلمہ نے بواسطہ ایوب مرفوع بیان کیا۔ ایوب اور مالک نے دو سجدوں (یعنی رکعتوں) سے اُٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا' صرف لیث نے ذکر کیا ہے۔

٧٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين، ح:٧٣٩ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وصححه البغوي في شرح السنة:٣/ ٢١، وما قال بعض الناس في تعليله فليس بعلة قادحة، والحمد لله.

ابنُ جُرَيْجٍ فيه: قُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَجْعَلُ الْأُولَى أَرْفَعَهُنَّ؟ قال: لَا، سَواءً. قُلْتُ: أَشِرْ لِي، فأَشَارَ إِلَى الثَّدْيَيْنِ أَوْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.

ابن جریج نے اس میں کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا: کیا حضرت ابن عمر ؓ پہلی بار رفع الیدین میں اپنے ہاتھ زیادہ اونچے اُٹھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، سب میں برابر ہی اٹھاتے تھے۔ میں نے کہا: مجھے کر کے دکھاؤ، تو انہوں نے چھاتیوں تک اُٹھائے یا اس سے ذرا کم ہی۔

فائدہ: اصل مسئلہ رفع الیدین کا ہے۔ اور اس میں قدرے تنوّع آ جاتا ہے۔ ہتھیلیاں چھاتیوں کے برابر ہوں تو انگلیوں کے سرے کندھوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہتھیلیاں اگر کندھوں کے برابر ہوں تو انگلیاں کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتی ہیں اور اس سے ذرا اونچے بھی ہو سکتے ہیں اور ان سب صورتوں میں توسُّع ہے، تاہم اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر آ جائیں۔

٧٤٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُما دُونَ ذَلِكَ.

۷۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اونچا کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو انہیں ذرا کم اونچا کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ رَفْعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرَ مَالِكٍ فِيمَا أَعْلَمُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: جہاں تک مجھے معلوم ہے، ہاتھوں کو ذرا کم اونچا اُٹھانے کا ذکر مالک کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔

فائدہ: اوپر بیان ہوا کہ ابن جریج نے نافع سے روایت کیا ہے کہ سب مواقع پر اپنے ہاتھ برابر ہی اونچا کرتے تھے۔ ان دونوں روایتوں کو مختلف مواقع پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ (التحفة ١١٩)

باب:...... دو رکعتوں کے بعد تیسری کے لیے اُٹھنے پر رفع الیدین

٧٤٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ

۷۴۳- حضرت ابن عمر ؓ نے کہا کہ رسول اللہ

٧٤٢_ تخريج: [إسناده صحيح] وهو حديث مختصر أخرجه الشافعي في مسنده ص: ٢١٢ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٧.

٧٤٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٥ عن محمد بن فضيل بن غزوان به بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده.

وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قالا: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ في الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے۔

فائدہ: یہ رفع الیدین تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر کرنا ہے۔ نیز دیکھیے درج ذیل حدیث علی رضی اللہ عنہ۔

٧٤٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أبي الزِّنَادِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ الْفَضْلِ بنِ رَبِيعَةَ ابنِ الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي رافِعٍ، عن عَلِيِّ بنِ أَبي طَالِبٍ عن رسولِ الله ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ المَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِراءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ ولا يَرْفَعُ يَدَيْهِ في شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ.

۷۴۴- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے۔ اور جب اپنی قراءت پوری کر لیتے اور رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع سے اُٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ اور نماز میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ رفع الیدین نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اُٹھاتے اور [اللّٰہ أکبر] کہتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وفي حديثِ أبي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ حِين وَصَفَ صلَاةَ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوحُمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث، جس میں انہوں نے نماز نبوی کی تفصیل

٧٤٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء "وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض . . ."]، ح: ٣٤٢٣ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٦٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٨٤.

النَّبِيَّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.

بیان فرمائی ہے، اس میں ہے کہ آپ جب دو رکعتوں کے بعد اُٹھتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے جیسے کہ شروع نماز کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر رفع الیدین کرنا ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے۔

٧٤٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن مَالِكِ بنِ الْحُوَيْرِثِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

۷۴۵- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع الیدین کرتے، اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو بھی اپنے ہاتھ اُٹھاتے اور وہ آپ کی کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے۔ (...... یا ...... کانوں کے اوپر کے حصے تک پہنچ جاتے تھے۔)

توضیح: [فُرُوعَ أُذُنَيْهِ] کی شرح میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہی کہ کان کے نیچے جو نرم گوشت والا حصہ ہوتا ہے اسے [شَحْمَةُ الْأُذُن] بھی کہتے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ کان کی اوپر والی چوٹی کو [فَرْعُ الْأُذُنِ] کہا جاتا ہے اور لغت اسی کی تائید کرتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان مختلف روایات کو یوں جمع کیا ہے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں، اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی لوؤں کے برابر اور انگلیاں اوپر کے حصے کے برابر آ جائیں۔

٧٤٦- حَدَّثَنَا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابنَ إِسْحَاقَ، المَعْنَى عن عِمْرَانَ، عن لَاحِقٍ، عن بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ قال: قال أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ كُنْتُ قُدَّامَ النَّبِيِّ

۷۴۶- جناب بشیر بن نہیک کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نبی ﷺ کے آگے ہوتا تو میں آپ کی بغلیں دیکھ سکتا تھا۔ (یعنی آپ کے ہاتھ رفع الیدین کے وقت نمایاں طور پر بغلوں سے علیحدہ، دور اور اونچے ہوتے تھے۔) ابن معاذ نے کہا کہ لاحق نے کہا:

٧٤٥- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع ... الخ، ح: ٣٩١ من حديث قتادة به.

٧٤٦- **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ١١٠٨ من حديث عمران به مختصرًا.

ﷺ لَرَأَيْتُ إِبْطَيْهِ. زَادَ ابنُ مُعَاذٍ: قال يقولُ لَاحِقٌ: أَلَا تَرَى أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ ولا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَكُونَ قُدَّامَ النَّبِيِّ ﷺ. وَزَادَ مُوسَى: يَعْنِي إِذَا كَبَّرَ رفعَ يَدَيْهِ.

بھلا ابو ہریرہ نماز میں ہوتے ہوئے نبی ﷺ سے آگے کیوں کر ہو سکتے تھے؟ موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے: (مقصد یہ ہے کہ) جب آپ تکبیر کہتے تو ہاتھ اونچے کرتے تھے۔ (یعنی نمایاں طور پر اونچے کرتے تھے۔)

٧٤٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ إِدْرِيسَ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله: عَلَّمَنَا رسولُ الله ﷺ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ قال: فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فقال: صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِهَذَا، يَعْنِي الإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ.

٧٤٧- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی تو آپ نے [اللہ أکبر] کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔ جب رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گھٹنوں میں رکھ لیا۔ (یعنی تطبیق کی۔) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو کہا: میرے بھائی نے سچ کہا۔ ہم یہ عمل کیا کرتے تھے، پھر ہمیں اس کا حکم دیا گیا۔ یعنی گھٹنے پکڑنے کا۔

فائدہ: رکوع میں تطبیق کا حکم منسوخ کر دیا گیا تھا مگر شاید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو یا انہیں یاد نہ رہا ہو۔

(المعجم ١١٦، ١١٧) - باب مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ (التحفة ١٢٠)

باب: ۱۱۶، ۱۱۷- جس نے رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں کیا

٧٤٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن عَاصِمٍ - يَعْنِي ابنَ كُلَيْبٍ- عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله بنُ

٧٤٨- جناب علقمہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں؟ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ صرف ایک ہی بار اُٹھائے۔

٧٤٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب التطبيق، ح: ١٠٣٢ من حديث عبدالله بن إدريس، وانظر الحديث الآتي: ٨٦٨.

٧٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة، ح: ٢٥٧، والنسائي، ح: ١٠٢٧ من حديث سفيان الثوري به * وهو مدلس، رماه بالتدليس يحيى بن سعيد القطان وابن المبارك وأبوعاصم النبيل وغيرهم، ولم أجد تصريح سماعه، وهذه العلة القادحة وحدها كافية في تضعيف السند، ومع ذلك قد ضعفه الشافعي وأحمد والبخاري وابن المبارك والجمهور، ولم يصب من صححه.

مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رسولِ الله ﷺ؟ قال: فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً.

قال أَبُو دَاوُدَ: هذا حديثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حديثٍ طويلٍ، وَليس هُو بِصَحِيحٍ عَلَى هذا اللَّفْظِ.{1}

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ایک لمبی حدیث سے مختصر ہے اور ان الفاظ میں صحیح نہیں ہے۔

٧٥١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بنُ عَمْرٍو وَأَبُو حُذَيْفَةَ قالُوا: أخبرنا سُفْيَانُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قال: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وقال بَعضُهم: مَرَّةً وَاحِدَةً.{2}

٧٥١- جناب سفیان نے اسی سند سے اس حدیث کو بیان کیا۔ کہا: پس آپ نے پہلی ہی بار اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ اور بعض نے کہا: ایک ہی بار اُٹھائے۔

توضیح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت امام ترمذی کی تحقیق میں ''حسن'' اور امام ابن حزم کے نزدیک ''صحیح'' ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی اور ان سے پہلے علامہ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' لکھا ہے۔ جبکہ متقدمین حفاظ حدیث کی تحقیق کا خلاصہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا ہے کہ ابن المبارک نے کہا: ''یہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے۔'' ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے بیان کیا: [هٰذَا حَدِيْثٌ خَطَأٌ] ''یہ حدیث خطا اور غلط ہے۔'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان کے شیخ یحییٰ بن آدم نے کہا: ''یہ ضعیف ہے۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان ہی کی تائید ومتابعت کی ہے۔ اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ''یہ صحیح نہیں ہے۔'' دارقطنی نے کہا: یہ ثابت نہیں ہے۔'' ابن حبان نے کہا: ''اہل کوفہ کے مذہب کے مطابق رکوع کے رفع الیدین کی نفی میں یہ ان کی سب سے عمدہ (احسن) حدیث ہے حالانکہ یہ سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اس میں کچھ علتیں ہیں جن کی بنا پر یہ ضعیف قرار پاتی ہے۔'' (التلخيص الحبير: ٢٢٢/١، نيل الأوطار: ٢٠١/٢) علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اگر ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کو صحیح تسلیم کرلیں اور ائمہ حدیث کی تنقید کا کوئی اعتبار نہ بھی کریں تو اس حدیث اور دیگر احادیث، جن میں رکوع کے رفع الیدین کا اثبات ہے، میں کوئی تعارض یا منافات نہیں ہے کیونکہ ان احادیث میں امر زائد کا بیان ہے اور (صحیح احادیث سے ثابت) امور زائد بالاجماع مقبول ہوا کرتے ہیں بالخصوص جبکہ اسے صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہو اور محدثین کی ایک جماعت اس کی راوی ہو۔ (نيل الأوطار: ٢٠٢/٢)

ملحوظہ: یہ قاعدہ سجدوں کے رفع الیدین پر منطبق نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ صحیح اسانید سے ثابت ہے کہ حضرت

---

٧٥١ ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٧٤٨.

{1} حدیث (749) اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

{2} یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بالوضاحت کہتے ہیں: ''آپ ﷺ سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: ۷۳۵ و صحیح مسلم، حدیث: ۳۹۰)

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث) سے دیگر مواقع کے رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں ''نفی'' کا بیان ہے اور دیگر صحیح احادیث میں ''اثبات'' ہے۔ اور اثبات ہمیشہ مقدم ہوا کرتا ہے۔ چونکہ یہ عمل سنت ہے، ممکن ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی ایک یا زیادہ بار اسے ترک بھی کیا ہو۔ مگر اغلب اور اکثر اس پر عمل کرنا ہی ثابت ہے لہٰذا رکوع کیلئے جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا ہی سنت ہے۔ (حواشی جامع ترمذی: ۴۱/۲ بتحقیق احمد شاکر)

راقم عرض کرتا ہے کہ صحیح احادیث میں تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں کہیں محسوس ہوتا ہے وہ یا تو نقل کی خرابی ہوتی ہے یا عقل وفہم کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اسنادی بحث سے قطع نظر معنوی اعتبار سے بھی قابل بحث ہے۔ اول تو اس میں سوائے ایک بار رفع الیدین کے اثباتاً یا نفیاً اور کوئی بات مذکور نہیں ہے حالانکہ نماز کے بیسیوں مسائل ہیں۔ جیسے ان کے نہ ذکر کرنے سے ان کی نفی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی رکوع کا رفع الیدین ہے۔ دوسرے اس کو متنازع رفع الیدین کے ساتھ خاص کرنے کی بجائے اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے دوسری رکعت میں اُٹھتے ہوئے پھر دوبارہ رفع الیدین نہ کیا، بلکہ پہلی رکعت ہی میں ایک بار ہاتھ اُٹھائے تھے۔ یا جیسے کہ سید اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے بحوالہ فتوحات لکھا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نماز شروع کرتے وقت آپ ﷺ بار بار ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے جیسے کہ عیدین میں ہوتا ہے بلکہ صرف ایک ہی بار اُٹھانا مسنون ہے۔ (جیسے کہ بعض وسوسہ زدہ لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان کی نیت ہی سیدھی نہیں ہو پاتی ہے اور وہ بار بار ہاتھ اٹھاتے اور باندھتے ہیں۔)

محدثین کرام پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں، دیکھیے انہوں نے دین کی امانت پوری دیانت کے ساتھ...... اپنی اسانید سے...... بلاکم وکاست امت کے حوالے کر دی ہے۔ اور اس میں اصحاب بصیرت کو دعوت ہے کہ مسلمہ اصولوں کے تحت آپ لوگ بھی تنقیح کر سکتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عصمت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔ آپ کے بعد تلامذۂ رسول، تابعین عظام اور ائمہ امت سب کے سب قابل اعزاز واکرام ہیں مگر حجت اور اللہ کے ہاں قربت صرف کتاب اللہ اور صحیح ثابت شدہ فرامین رسول میں ہے۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر: ۱۰) ﴿رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران: ۸)

٧٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ　　　۷۴۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٧٤٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان في المجروحين: ٣/ ١٠٠، والحميدي بـ(تحقيق حبيب الرحمن أعظمي، ح: ٧٢٤) من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف مدلس، ولم يصرح بالسماع في هذا المتن، ◄◄

الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لا يَعُودُ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اُٹھاتے، پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔

٧٥٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن يَزِيدَ نَحْوَ حديثِ شَرِيكٍ، لَمْ يَقُلْ: ثُمَّ لا يَعُودُ.

قال سُفْيَانُ: قال لَنَا بالْكُوفَةِ بَعْدُ ثُمَّ لا يَعُودُ.[1]

٧٥٠- عبداللہ بن محمد زہری کی سند سے یزید سے شریک کی مانند مروی ہے اور [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ ذکر نہیں کیے (یعنی "پھر دوبارہ نہ اٹھاتے" کے لفظ نقل نہیں کیے۔)

سفیان نے کہا: بعد میں کوفہ میں ہم کو [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ بیان کیے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ وَابنُ إِدْرِيسَ عن يَزِيدَ لَمْ يَذْكُرُوا ثُمَّ لا يَعُودُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہشیم، خالد اور ابن ادریس نے یزید سے روایت کیا ہے مگر ان حضرات نے [لَا يَعُوْدُ] کا لفظ روایت نہیں کیا ہے۔

٧٥٢- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَخبَرَنَا وَكِيعٌ عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن أَخِيهِ عِيسَى، عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ ابنِ عَازِبٍ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حتَّى انْصَرَفَ.

٧٥٢- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اُٹھائے پھر فارغ ہونے تک نہیں اُٹھائے۔

وحدث به بعد اختلاطه واتفق الحفاظ على أن قوله: "ثم لم يعد" مدرج، التلخيص الحبير: ١/ ٢٢١ "والمدرج إلى المدرج" للسيوطي ص: ١٩.

٧٥٠ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه الحميدي عن سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

٧٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح: ١٦٨٩، والطحاوي: ١/ ٢٢٤ من حديث وكيع به * محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال أنور شاه الكشميري الديوبندي: "فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور" (فيض الباري: ٣/ ١٦٨)، وهو سمع هذا الخبر من يزيد بن أبي زياد كما في "كتاب العلل" للإمام أحمد، ح: ٦٩٣.

[1] حدیث (751) صفحہ (564) پر گذر چکی ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: هذا الحديثُ ليسَ بصحيحٍ.

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

توضیح: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حفاظ حدیث متفق ہیں کہ اس روایت (براء بن عازب رضی اللہ عنہ) میں [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ مُدْرَج (یعنی الحاقی) ہیں۔ جو کہ یزید بن ابی زیاد کا اضافہ ہیں۔ جبکہ شعبہ، ثوری، خالد طحان اور زہیر وغیرہ حفاظ نے اس حدیث کو اس اضافے کے بغیر روایت کیا ہے۔ حمیدی نے کہا کہ اس اضافے کو یزید نے روایت کیا ہے اور وہ (اپنے نام کے معنی کی مناسبت سے) ''زیادتی کرنے والا ہے۔'' عثمان دارمی نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ ''یہ صحیح نہیں ہے۔'' ایسے ہی امام بخاری، احمد، یحییٰ، دارمی، حمیدی رحمہم اللہ اور کئی ایک محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا کہتے تھے: ''یہ حدیث واہی ہے۔'' (یعنی از حد ضعیف ہے) یزید پہلے اس کو بیان کرتا تھا تو [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ اس میں نہ ہوتے تھے، مگر بعد میں جب اسے ''تلقین'' کی گئی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور یہ الفاظ ذکر کرنا شروع کر دیے۔ (مزید دیکھیے التلخیص الحبیر: ۲۲۱/۱)

٧٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن سَعِيدِ بن سَمْعَانَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا دَخَلَ في الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا.

۷۵۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ لمبے کر کے اُٹھاتے۔

فائدہ: اس حدیث میں رفع الیدین کرنے کا انداز بیان فرمایا گیا ہے۔ سنن دارمی کی روایت میں ہے: ''جب آپ نماز کیلئے ہاتھ اُٹھاتے تو اپنی انگلیوں کو قدرے کھولے ہوئے ہوتے تھے۔'' (نیل الاوطار: ۱۹۷/۲) اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ رکوع کا رفع الیدین نہیں ہے، کسی طور صحیح نہیں اور اس میں اس کا کوئی قرینہ بھی نہیں ہے۔

(المعجم ١١٧، ١١٨) - باب وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٢١)

باب: ۱۱۸،۱۱۷- نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا

٧٥٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا

۷۵۴- حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (نماز

٧٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في نشر الأصابع عند التكبير، ح: ٢٤٠ من حديث ابن أبي ذئب به وقال: "حسن".

٧٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٠ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة (٩/ ٣٠١، ح: ٢٥٧) * وزرعة هذا روى عنه ثقتان ووثقه ابن حبان والذهبي والضياء المقدسي فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

أَبُو أَحْمَدَ عن الْعَلَاءِ بنِ صَالِحٍ، عن زُرْعَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال: سَمِعْتُ ابنَ الزُّبَيْرِ يقولُ: صَفُّ الْقَدَمَيْنِ وَوَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْيَدِ مِنَ السُّنَّةِ.

میں) قدموں کو برابر رکھنا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

٧٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَكَّارِ بنِ الرَّيَّانِ عن هُشَيْمِ بنِ بَشِيرٍ، عن الْحَجَّاجِ ابنِ أَبِي زَيْنَبَ، عن أبي عُثْمانَ النَّهْدِيِّ، عن ابنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

٧٥٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں پر رکھے ہوئے تھے، نبی ﷺ نے دیکھا تو ان کے دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر کر دیا۔

فائدہ: قیام میں اس طرح ہاتھ باندھنا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر ہو سنت متواترہ ہے۔ نیز علماء کو چاہیے کہ عوام کی اصلاح کرتے رہا کریں۔

٧٥٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ: حدثنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ إِسْحَاقَ، عن زِيَادِ بنِ زَيْدٍ، عن أبي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

٧٥٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

ملحوظہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسے ضعیف کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''اس میں نظر ہے۔'' (یعنی کمزور راوی ہے۔) امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔'' اور اس سے بعد والی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ انہوں نے ناف سے اوپر ہاتھ رکھے۔

٧٥٥ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب: في الإمام إذا رأى الرجل قد وضع شماله على يمينه، ح: ٨٨٩، وابن ماجه، ح: ٨١١ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

٧٥٦ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١١٠ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق الكوفي به وهو ضعيف ضعفه الجمهور * وزياد بن زيد مجهول (تقريب).

٧٥٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ عن أبي بَدْرٍ، عن أبي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَام، عن ابنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ، عن أبِيهِ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ.

۷۵۷- جناب ابن جریر ضبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پہنچے (کلائی) کے پاس سے (یعنی جوڑ کے پاس سے) پکڑ رکھا تھا اور وہ ناف سے اوپر تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ فَوْقَ السُّرَّةِ. وقال أَبُو مِجْلَزٍ تَحْتَ السُّرَّةِ. وَرُوِيَ عن أَبي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: جناب سعید بن جبیر سے ''ناف سے اوپر'' مروی ہے۔ اور ابومجلز نے ''ناف سے نیچے'' کہا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ''ناف سے نیچے'' ہی روایت کی گئی ہے۔ مگر قوی نہیں ہے۔

٧٥٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ، عن سَيَّارٍ أبي الْحَكَمِ، عن أبي وَائِلٍ قال: قال أبو هُرَيْرَةَ: أَخْذُ الأَكُفِّ عَلَى الأَكُفِّ في الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

۷۵۸- جناب ابووائل نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں سے ناف کے نیچے سے پکڑنا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ إِسْحَاقَ الْكُوفِيَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا' وہ (مذکورہ اثر کے ایک راوی) عبدالرحمن کوفی کو ضعیف کہتے تھے۔

٧٥٩- [حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ: حدثنا الْهَيْثَمُ يَعْني ابنَ حُمَيْدٍ، عن ثَوْرٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ

۷۵۹- جناب طاؤس (بن کیسان یمانی، تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران میں اپنا

٧٥٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٣٩٠ من حديث أبي طالوت به، وعلقه البخاري، في صحيحه (فتح: ٣/ ٧١، العمل في الصلوة باب: ١)، وحسنه الحافظ في تغليق التعليق: ٢/ ٤٤٣.

٧٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٠/ ٧٨ من حديث أبي داود به * عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي ضعيف، كما تقدم، ح: ٧٥٦.

٧٥٩ـ تخريج: [صحيح] هو في المراسيل لأبي داود، ح: ٣٣، وسنده ضعيف لإرساله، وللحديث شاهد عند أحمد: ٥/ ٢٢٦، وسنده حسن، وبه صح الحديث.

مُوسَى، عن طَاوُسٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ في الصَّلَاةِ].

دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: علامہ مزی نے الاطراف میں کتاب المراسیل میں حرف طاء میں لکھا ہے: ''اس روایت کو ابوداود نے (کتاب المراسیل 'باب ماجاء فی الاستفتاح' حدیث:۳۳ بتحقیق شعیب الارناؤوط) میں ذکر کیا ہے اور ایسے ہی امام بیہقی نے المعرفہ میں لکھا ہے۔'' (عون المعبود) شیخ البانی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ مرسل ہے مگر صحیح السند ہے۔ اور احناف کے نزدیک ویسے بھی مرسل' صحیح اور حجت ہوتی ہے۔ اور اس کی تائید صحیح بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے: [عن سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ] (صحیح بخاری' حدیث:۷۴۰) یعنی حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

جناب ہلب ؓ سے مروی ہے کہ [رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَن يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ قَالَ يَضَعُ هٰذِهِ عَلٰى صَدْرِهِ] (مسند احمد:۵/۲۲۶) ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر دائیں بائیں دونوں اطراف سے پھرتے تھے اور آپ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے۔'' علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے غنیۃ الالمعی میں مسند احمد کی سند کو قوی لکھا ہے اور یہ کہ اس میں کوئی علت قادحہ نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت وائل بن حجر ؓ سے مروی ہے کہ [صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ] (صحیح ابن خزیمہ:۱/۲۴۳) ''میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا اور سینے پر رکھا۔'' شیخ البانی ؒ کا تبصرہ یہ ہے کہ ''یہ حدیث دیگر احادیث کی روشنی میں صحیح ہے اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی دوسری احادیث اس کی شاہد ہیں۔'' نیز صحیح بخاری کی روایت پر کوئی غبار نہیں اور ہر منصف مزاج مسلمان عملاً یہ دیکھ سکتا ہے کہ ہاتھ کو بازو (یعنی کلائی اور کہنی کے درمیانی حصے) پر رکھنے سے ہاتھ کہاں تک جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ ناف سے اوپر ہی رہیں گے لہٰذا سینے پر ہاتھ رکھنا ہی صحیح ہے یا زیادہ سے زیادہ ناف سے اوپر رہیں۔ ناف سے نیچے والی روایات از حد ضعیف ہیں۔

(المعجم ١١٨، ١١٩) - بَاب مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ١٢٢)

باب:۱۱۸-۱۱۹- نماز شروع کرتے ہوئے کون سی دعا پڑھی جائے

٧٦٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا

۷۶۰- سیدنا علی بن ابی طالب ؓ بیان کرتے ہیں

٧٦٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧١ من حديث عبدالعزيز بن أبي سلمة به.

أبي: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أبي سَلَمَةَ عن عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بنِ أبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عن عُبَيْدِاللهِ بنِ أبي رافِعٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثُمَّ قال: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ والْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لله رَبِّ الْعَالَمِينَ لا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ أَنْتَ المَلِكُ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الأَخْلَاقِ لا يَهْدِي لأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ في يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ» وإذا ركَعَ قال: «اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي». وَإِذَا رَفَعَ قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ والْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ». وَإِذَا سَجَدَ قال:

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: [وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ...... الخ] ''میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اسی کی طرف یکسو ہوں، اسی کا مطیع فرمان ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اولین اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے' تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تو میرا پالنہار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے۔ مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ پس میرے سب گناہ معاف فرما دے۔ تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ میری عمدہ اخلاق وعادات کی طرف رہنمائی فرما۔ اچھے اخلاق وعادات کی توفیق تجھی سے مل سکتی ہے۔ برے اخلاق وعادات مجھ سے دور فرما دے۔ بری عادتوں کو تو ہی پھیر سکتا ہے۔ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ پھر حاضر ہوں۔ تیرا مطیع فرمان ہوں پھر تیرا مطیع فرمان ہوں۔ خیر اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور کسی شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے۔ میں تیرا ہوں اور میرا ٹھکانا تیری ہی طرف ہے۔ تو بڑی برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری جانب توبہ کر رہا ہوں۔'' اور جب رکوع کرتے تو یوں کہتے: [اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ......

«اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فأَحْسَنَ صُورَتَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ» . وإذا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قال : «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَما أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» .

الخ] ''اے اللہ! میں تیرے لیے جھک گیا ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع ہوں۔ میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں، گودا اور پٹھے سب ہی تیرے سامنے عاجزی کا مظہر ہیں۔'' اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو فرماتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ...... الخ] ''اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی حمد کی۔ اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے آسمانوں اور زمین بھر' اور ان کا مابین بھر کر اور اس کے بعد اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔'' اور جب سجدہ کرتے تو یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ...... الخ] ''اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع فرمان ہوں۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اسے شکل دی اور بہترین شکل دی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ بڑی برکتوں والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔'' اور جب نماز سے سلام پھیرتے' تو یہ دعا کرتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ......الخ] ''اے اللہ! میرے سب گناہ اور میری تمام تقصیریں معاف فرما دے' جو میں پہلے کر چکا اور جو میں نے بعد میں کیں، جو چھپے ہوئے کیں اور جو ظاہر میں کیں اور جو میں حد سے بڑھا رہا اور جن کا تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔ تو ہی (نیکی اور خیر میں) آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نماز شروع کرنے کے وقت کی کئی دعائیں ثابت ہیں۔ طویل بھی اور مختصر بھی۔ من جملہ ان کے مذکورہ دعا میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حضور اپنے عجز و نیاز اور اظہار بندگی میں انتہا فرما دی ہے۔ ہمارے لیے

بھی ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور معنوی لحاظ سے ان میں توحید الوہیت، ربوبیت اور اسماء وصفات سب ہی کا اثبات واقرار ہے۔ ② یہ دعا فرائض ونوافل اور دن اور رات کی سب ہی نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے جیسے کہ امام ابن حبان اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا فرائض میں پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ تاہم صحیح مسلم میں رات کی نماز میں پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ③ اس روایت میں تصریح ہے کہ دعا [وَجَّهْتُ وَجْهِيَ......] کا مقام تکبیر تحریمہ کے بعد ہے بخلاف ان حضرات کے جو اسے تکبیر سے پہلے سمجھتے ہیں۔ (صحیح مسلم' حدیث:۷۷۱) ④ [وأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْن] کا جملہ جو پہلی دعا میں آیا ہے، اس کے متعلق کچھ فقہائے مدینہ سے مروی ہے کہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ سے مخصوص سمجھتے تھے اور عام مسلمانوں کو [وأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْن] کہنے کی تلقین کرتے تھے۔ (دیکھیے روایت:۷۶۲) مگر حقیقت یہ ہے کہ دونوں طرح صحیح ہے اور [اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْن] کا مفہوم بھی بالکل بجا ہے، یعنی بندہ یہ اقرار کرتا ہے کہ ''میں تیرے احکام قبول کرنے میں سب سے پیش پیش ہوں۔''

٧٦١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْهاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أبي الزِّنَادِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ الْفَضْلِ بنِ رَبِيعَةَ بنِ الْحارِثِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عن الأَعْرَجِ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي رافِعٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ المَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إذا قَضَى قِراءَتَهُ إذا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إذا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، ولا يَرْفَعُ يَدَيْهِ في شَيْءٍ مِنْ صلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وإذا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ، وكَبَّرَ وَدَعَا نَحْوَ حديثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الدُّعَاءِ يَزِيدُ ويَنْقُصُ الشَّيْءَ، ولم يَذْكُر: «والخَيْرُ كُلُّهُ في يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ»

۷۶۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اونچا کرتے (رفع الیدین کرتے) اور قراءت مکمل کر لینے پر جب رکوع کو جاتے تو ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے اور رکوع سے اُٹھ کر بھی ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے۔ اور آپ اپنی نماز میں جب بیٹھے ہوئے ہوتے تو ہاتھ نہ اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور [اللّٰہ اکبر] کہتے اور دعا کرتے جیسے کہ عبدالعزیز کی (سابقہ) حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اس میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے اور یہ الفاظ ذکر نہیں کیے یعنی [وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ] اور اس روایت پر اضافہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ جب نماز سے پھرتے تو یہ دعا کرتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَاقَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ

٧٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٧٤٤.

وَزَادَ فيه: ويقولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو پوشیدہ کیے جو ظاہر کیے' تو میر معبود ہے' تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔''

٧٦٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بن عُثْمانَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بنُ يَزِيدَ: حدثني شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ قال: قال لِي ابنُ الْمُنْكَدِرِ وَابنُ أبي فَرْوَةَ وَغَيْرُهما مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ: فإِذَا قُلْتَ أَنْتَ ذَاكَ فَقُلْ: وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ - يَعْني قَوْلَهُ: «وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ».

٧٦٢- شعیب بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن منکدر اور ابن ابی فروہ وغیرہ فقہائے مدینہ نے کہ کہ جب تم یہ دعا: [وَجَّهْتُ وَجْهِیَ......الخ] پڑھو [وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ] کی بجائے [وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ] کہا کرو۔

ملحوظہ: اس کی توضیح حدیث نمبر: ٧٦٠ کے فوائد میں کر دی گئی ہے کہ [وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ] کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے: ''اے اللہ! تیرے احکام کی تعمیل میں، میں سب سے پیش پیش ہوں۔'' جیسے کہ آیت کریمہ ہے: ﴿قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ﴾ (الزخرف: ٨١) ''کہیے کہ اگر (بالفرض) رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں ہی سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (الاعراف: ١٤٣) ''میں ایمان لانے والوں میں سب سے آگے ہوں۔''

٧٦٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ وَثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فقال: الله أَكْبَرُ الْحَمْدُ لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فيه. فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ صلَاتَهُ قال: «أَيُّكُم الْمُتَكَلِّمُ بالْكَلِمَاتِ فإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا»؟ فقال الرَّجُل أَنَا يَارسولَ الله!

٧٦٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا اور اس کی سانس چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: [اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ] ''اللہ سب سے بڑا ہے۔ حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے، بہت سی حمد، طیب پاکیزہ اور بابرکت۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے تھے اور اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔'' تو ایک شخص بولا

٧٦٢- تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٧٦٣- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٦٠٠ من حديث حماد بن سلمة به.

جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا. فقال: «لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا». وَزَادَ حُمَيْدٌ فيه «وإذا جَاءَ أَحَدُكُم فَلْيَمْشِ نَحْوَ مَا كَانَ يَمْشِي فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ وَلْيَقْضِ ما سَبَقَهُ».

میں ہوں، اے اللہ کے رسول! میں آیا اور میری سانس پھولی ہوئی تھی تو میں نے یہ الفاظ کہہ دیے۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کلمات کی طرف جلدی جلدی بڑھ رہے ہیں کہ کون ان کو لے کر اللہ کے حضور پہنچتا ہے۔'' حُمید نے اس روایت میں اس قدر مزید کہا کہ (آپ نے فرمایا:) ''اور جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے آئے تو اسی طرح چلتا آئے جیسے کہ چلا کرتا ہے۔ جو پالے وہ پڑھ لے اور جو گزر جائے اس کی قضا کرلے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ کلمات طیبات از حد مبارک ہیں اور انہیں بطور ثنا پڑھنا مستحب ہے۔ ② ظاہر ہے کہ اس صحابی نے یہ کلمات اونچی آواز سے کہے تھے مگر ہمارے لیے انہیں اونچی آواز سے پڑھنا سنت نہیں ہوگا ورنہ دوسرے نمازیوں کے لیے تشویش ہوگی۔

٧٦٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن عَاصِمٍ الْعَنَزِيِّ، عن ابنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً. قال عَمْرٌو: لا أَدْرِي أَيَّ صلاةٍ هِيَ. فقال: «الله أَكْبَرُ كَبِيرًا، الله أَكْبَرُ كَبِيرًا، الله أَكْبَرُ كَبِيرًا. وَالْحَمدُ لله كَثِيرًا، الْحَمدُ لله كَثِيرًا، الْحَمدُ لله كَثِيرًا. وَسُبْحَانَ الله بُكْرَةً وَأَصِيلًا» ثَلَاثًا. «أَعُوذُ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ». قال: نَفْثُهُ الشِّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ وَهَمْزُهُ الْمُوتَةُ.

۷۶۴- جناب ابن جبیر بن مطعم اپنے والد (جبیر بن مطعم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک نماز پڑھتے دیکھا، عمرو نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون سی نماز تھی...... تو آپ نے تین بار کہا: [اللّٰه أَكْبَر كَبِيرًا، اللّٰه أَكبر كَبِيرًا، اللّٰه أَكبر كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰه كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا] ''اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے اور بہت بڑا ہے اور حمد اللہ ہی کی ہے، بہت زیادہ' حمد اللہ ہی کی ہے بہت زیادہ' حمد اللہ ہی کی ہے بہت زیادہ۔ اور وہ سب عیوب سے پاک ہے۔ صبح وشام اس کی یہ ثنا ہے۔'' (اور

٧٦٤_ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الاستعاذة في الصلوة، ح: ٨٠٧ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٤٣، ٤٤٤، وابن الجارود، ح: ١٨٠، والحاكم: ١/ ٢٣٥، ووافقه الذهبي.

بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے:)[أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِن نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ] ”میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان کے دم، پھونک اور جنون سے۔“ (جناب عمرو بن مرہ نے ان الفاظ کی شرح میں) کہا کہ [نَفْثٌ] سے مراد لغو قسم کی شعروشاعری ہے۔ [نَفْخٌ] کا مفہوم تکبر کی انگیخت ہے اور [هَمْزٌ] کا معنی جنون ہے۔

٧٦٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن مِسْعَرٍ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن رَجُلٍ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يقولُ: في التَّطَوُّعِ، ذَكَرَ نَحْوَهُ.

٧٦٥- جناب نافع بن جبیر اپنے والد (جبیر بن مطعم) سے بیان کرتے ہیں، کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نفل نماز میں مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔

٧٦٦- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: أخبرني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ: أخبرني أَزْهَرُ بنُ سَعِيدٍ الْحَرَّازِيُّ عن عَاصِمِ بنِ حُمَيْدٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رسولُ الله ﷺ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ فقالت: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عن شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ الله عَشْرًا وَسَبَّحَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وقال: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي»، وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمُقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٧٦٦- جناب عاصم بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا قیام اللیل (تہجد) کس چیز سے شروع فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ آپ ﷺ جب (نماز کے لیے) کھڑے ہوتے تو کہتے: [اللّٰه اکبر] دس بار [الحمد للّٰه] دس بار، پھر [سبحان اللّٰه] دس بار [لا اله الا اللّٰه] دس بار [اَسْتَغْفِرُ اللّٰه] دس بار اور (یہ دعا) پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ] ”اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام وراحت سے بہرہ ور

٧٦٥- **تخريج**: [**حسن**] انظر الحديث السابق.

٧٦٦- **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر ما يستفتح به القيام، ح: ١٦١٨ من حديث زيد بن الحباب به.

فرما۔" اور آپ قیامت کے روز (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدُ بنُ مَعْدَانَ عن رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ عن عَائشةَ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کو خالد بن معدان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بواسطہ ربیعہ جُرشی، مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

٧٦٧- **حَدَّثَنا** ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حدثني يَحْيَى ابنُ أبي كَثِيرٍ: حدَّثني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ قال: سَأَلْتُ عَائشةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قالت: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَانَ يَفْتَتِحُ صلَاتَهُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

٧٦٧- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی ﷺ جب رات کو اُٹھتے تو اپنی نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ جب رات کو اُٹھتے اور اپنی نماز شروع کرتے تو کہتے: [اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ ......الخ] "اے اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! سب ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے! تیرے بندوں کے مابین جو اختلاف ہوتا ہے تو ہی اس کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اپنی خاص توفیق سے میری حق کی طرف رہنمائی فرما۔ بے شک تو ہی جسے چاہے اُسے سیدھی راہ کی رہنمائی فرماتا ہے۔"

٧٦٨- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ قُرَادٌ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بِإِسْنَادِهِ بِلَا إِخْبَارٍ وَمَعْنَاهُ قال: كَانَ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ويقولُ.

٧٦٨- جناب عکرمہ (بن عمار عجلی) نے اپنی سند سے حَدَّثَنی کی صراحت کے بغیر اور اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو (پہلے) [اللّٰہ أکبر] کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے۔

٧٦٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧٠ عن محمد بن المثنى به.

٧٦٨ـ تخريج: [**صحيح**] انظر الحديث السابق.

٧٦٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قال: قال مالكٌ: لَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَفِي آخِرِهِ فِي الفَرِيضَةِ وَغَيْرِهَا.

۷۶۹- جناب قعنبی امام مالک رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز کے شروع میں، درمیان اور آخر میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نماز خواہ فرض ہو یا غیر فرض۔

٧٧٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نُعَيْمِ بنِ عَبْدِ الله الْمُجْمِرِ، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ، عن أَبِيهِ، عن رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قال: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رسولِ الله ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رسولُ الله ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» قال رَجُلٌ وَرَاءَ رسولِ الله ﷺ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فيه. فَلَمَّا انْصَرَفَ رسولُ الله ﷺ قال: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا آنِفًا؟» فقال الرَّجُلُ: أَنَا يَارسولَ الله! فقال رسولُ الله ﷺ: «لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ».

۷۷۰- رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اُٹھایا اور [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْه] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے، بہت ساری حمد، پاکیزہ اور بابرکت۔'' جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''ابھی ابھی کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟'' اس آدمی نے کہا: میں نے اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق میں نے تیس سے کچھ اوپر فرشتوں کو دیکھا ہے جو ان کلمات کی طرف سبقت کر رہے تھے کہ کون ان کو پہلے لکھتا ہے۔''

فائدہ: رکوع سے اُٹھ کر مذکورہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے مگر تمام ہی مقتدی اونچی آواز سے پکار کر پڑھیں، صحابہ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس لیے تمام مقتدیوں کے لیے ان کلمات کو بہ آواز بلند کہنے کا پابند کرنا، صحیح نہیں، نہ اس حدیث سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے صرف ان کلمات کی فضیلت اور اسے اس موقع پر پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے، نہ کہ تمام مقتدیوں کا اونچی آواز سے پڑھنے کا۔ نیز دیکھیے حدیث: (۷۷۳)

٧٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۷۷۱- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٧٦٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٨ بالاختصار.

٧٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: ١٢٦، ح: ٧٩٩ عن القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١١، ٢١٢ (والقعنبي، ص: ١٠٥، ١٠٦).

٧٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٥، ٢١٦.

مَالِكٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يقولُ: «اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ والأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ والأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ والأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

رسول اللہ ﷺ جب رات کونماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ......] ”اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے۔تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا ہے۔ تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے۔ تو حق ہے۔ تیرا فرمان حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات برحق ہے۔ جنت برحق ہے۔ دوزخ برحق ہے۔ قیامت برحق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں۔ تجھ پر ایمان لایا ہوں۔ میرا اعتماد تجھی پر ہے۔ میں تیری طرف رجوع کرنے والا ہوں۔ (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی کو اپنا فیصل بناتا ہوں۔ تو میرے سب گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے بعد میں کیے چھپ کے کیے اور ظاہراً کیے۔ تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“

فائدہ: تمام ہی نمازوں میں ثنا کے موقع پر اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے بالخصوص تہجد میں۔ اس دعا میں نبی ﷺ نے جس انداز سے اظہار عبودیت کیا ہے وہ آپ ہی کا مقام ہے۔ ان میں ایمان، اسلام اور احسان کا خلاصہ آ گیا ہے۔

٧٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو كامِلٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْني ابنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا عِمْرانُ بنُ مُسْلِمٍ أَنَّ قَيْسَ بنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُ قال: حَدَّثَنا طاوُسٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ في التَّهَجُّدِ يقولُ بَعْدَ مَا يقولُ: «اللهُ أَكْبَرُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

٧٧٢- سیدنا ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تہجد میں [اللّٰہ أکبر] یعنی (تکبیر تحریمہ) کہنے کے بعد کہا کرتے تھے......اور پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

٧٧٢- تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ من حديث عمران ابن مسلم القصير به.

فائدہ: معلوم ہوا یہ دعائیں جاگنے کے وقت کی نہیں ہیں، بلکہ نماز شروع کرتے ہوئے ثنا کے موقع کی ہیں۔

٧٧٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ [وسَعِيدُ] ابنُ عَبْدِالْجَبَّارِ نَحْوَهُ. قال قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بنُ يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ عن عَمِّ أَبِيهِ مُعَاذِ بنِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ، عن أَبِيهِ قال: صَلَّيْتُ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ فَعَطِسَ رِفَاعَةُ - لَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: رِفَاعَةُ - فَقُلْتُ: الْحَمدُ لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كما يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى. فَلَمَّا صَلَّى رسولُ الله ﷺ انْصَرَفَ فقال: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ في الصَّلَاةِ؟» ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حديثِ مالِكٍ وَأَتَمَّ مِنْهُ.

٧٧٣- جناب معاذ بن رفاعہ بن رافع اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو رفاعہ کو چھینک آ گئی...... (استاد) قتیبہ نے رفاعہ کا نام نہیں لیا...... تو میں نے کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰہ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْه، مُبَارَکًا عَلَیْه کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی] "تعریف اللہ کی ہے بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ اور بابرکت (یعنی باقی رہنے والی) جیسے کہ ہمارا رب پسند فرمائے اور جس پر راضی اور خوش ہو۔" جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: "نماز میں کون بول رہا تھا؟" پھر مالک کی حدیث کی مانند بیان کیا اور اس سے کامل تر بیان کیا۔

فائدہ: حدیث مالک سے مراد پیچھے گزری ہوئی [قَعْنَبِيْ عَنْ مَالِكٍ] والی (حدیث:٧٦٩) ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں چھینک آئے تو مذکورہ دعا یا [اَلْحَمْدُلِلّٰه] کہنا مباح ہے۔ ان دونوں احادیث (یعنی حدیث: ٧٧٠ اور ٧٧٣) کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید رکوع سے اُٹھنے اور چھینک آنے کا وقت ایک ہی تھا کہ جناب رفاعہ ؓ نے یہ کلمات کہے تھے۔

٧٧٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِالله، عن عَبْدِ الله بنِ عَامِرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن أَبِيهِ قال: عَطِسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ وَهُوَ في الصَّلَاةِ فقال:

٧٧٤- جناب عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں ایک انصاری جوان نے چھینک ماری تو اس نے کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰہ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْه، حَتّٰی یَرْضٰی رَبُّنَا وَبَعْدَ مَا یَرْضٰی مِن اَمْرِ الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ] "تعریف اللہ کی، بہت ساری تعریف،

٧٧٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يعطس في الصلوة، ح:٤٠٤ عن قتيبة به، وقال: "حسن".

٧٧٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح:٧٢٧ من حديث أبي داود به * عاصم بن عبيدالله ضعيف (تقريب)، وشريك القاضي مدلس، كما تقدم، ح:٧٢٨.

الْحَمْدُ لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فيه حتَّى يَرْضَى رَبُّنَا وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. فلمَّا انْصَرَفَ رسولُ الله ﷺ قال: «مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ؟» قال: فَسَكَتَ الشَّابُّ، ثُمَّ قال: «مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ فإنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟» فقال: يارسولَ الله! أَنَا قُلْتُهَا، لَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا خَيْرًا. قال: «مَا تَنَاهَتْ دُونَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ جَلَّ ذِكْرُهُ».

پاکیزہ، بابرکت، حتیٰ کہ ہمارا رب راضی ہو جائے اور دنیا وآخرت کے معاملے کے بعد جس پر وہ راضی ہو۔“ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ”کس نے کلمات کہے ہیں؟“ تو وہ نوجوان خاموش رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”کس نے کلمات کہے ہیں؟ اس نے کوئی حرج کی بات نہیں کہی۔“ تب وہ بولا: اے اللہ کے رسول! میں نے کہے ہیں اور میں نے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کلمات عرش رحمٰن سے ورے کہیں نہیں رکے۔ (بلکہ براہ راست سیدھے عرش تک جا پہنچے ہیں۔) بلند ہے ذکر اس کا۔“

(المعجم ١١٩، ١٢٠) - باب مَنْ رَأَى الاِسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ (التحفة ١٢٣)

باب: ۱۱۹، ۱۲۰- افتتاح نماز میں [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ] والی دعا پڑھنا

٧٧٥- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ عن عَلِيِّ بنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ، عن أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ». ثُمَّ يَقُولُ: «لا إِلَهَ إِلَّا الله» ثَلَاثًا. ثُمَّ يقولُ: «الله أَكْبَرُ كَبِيرًا» ثَلَاثًا، أَعُوذُ بالله السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ»، ثُمَّ يَقْرَأُ.

۷۷۵- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو [اللّٰه أکبر] کہتے پھر یوں کہتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ] ”پاک ہے تو اے اللہ! اپنی حمد کے ساتھ۔ تیرا نام بڑی برکت والا ہے۔ تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“ پھر کہتے: [لا اله إلّا الله] تین بار ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ پھر کہتے [الله أكْبَرُ كبيرًا] تین بار ”اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے“ [أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ] ”میں اللہ سننے

٧٧٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما يقول عند افتتاح الصلوة، ح: ٢٤٢ من حديث جعفر بن سليمان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٦٧، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٠٤.

والے جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مرد
مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے یا مجھے تکبر پر آمادہ کرے
غلط شعر وشاعری کی طرف لے آئے۔'' اس کے بعد آپ
قراءت فرماتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا الحديثُ يقُولُونَ هُوَ عن عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عن الْحَسَنِ مُرْسَلًا، الْوَهْمُ مِنْ جَعْفَرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اس حدیث کے بارے میں اہل الحدیث کہتے ہیں کہ یہ علی بن علی عن حسن کی سند سے مرسل ہے اور یہ وہم جعفر کو ہوا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ثنا میں پڑھی جانے والی یہ مشہور ومعروف دعا ہے جو کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ائمہ متقدمین نے اس کی سند میں بحث کی ہے جو اس کے قدرے کمزور ہونے کا اشارہ ہے مگر اس کے مباح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② نیز اس میں تعوذ پڑھنے کا بھی ثبوت ہے کہ ثنا کے بعد اور قراءت سے پہلے [اَعُوذُ بِاللّٰہ] پڑھنا سنت ہے۔ ③ اس دعا کا ذکر نبی ﷺ سے نفل نمازوں کے اندر آیا ہے۔

٧٧٦- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا طَلْقُ بنُ غَنَّام: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ الْمُلَائِيُّ عن بُدَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن أبي الْجَوْزَاءِ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قال: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ».

٧٧٦- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ]

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا الحديثُ لَيْسَ بِالمَشْهُورِ عن عَبْدِ السَّلَامِ بنِ حَرْبٍ لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا طَلْقُ بنُ غَنَّام، وقد رَوَى قِصَّةَ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبدالسلام بن حرب سے مشہور نہیں ہے۔ اسے صرف طلق بن غنام نے روایت کیا ہے۔ بدیل سے ایک جماعت نے نماز

٧٧٦- **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٩٩ من حديث حسين بن عيسى به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٣٥ وأصله عند مسلم، انظر الحديث الآتي: ٧٨٣، والحديث السابق شاهد له.

الصَّلَاةِ عن بُدَيْلٍ جَمَاعَةٌ لَمْ يَذْكُرُوا فيه شَيْئًا من هذا.

کی تفصیل روایت کی ہے مگر ان میں سے کسی نے بھی اسے ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے صحیح اسانید سے ثابت اذکار کا اختیار کرنا ہی اولیٰ اور افضل ہے۔ افتتاح نماز کی دعاؤں میں سب سے صحیح ترین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (یعنی [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْن......] (صحیح بخاری، حدیث:٧٤٤ و صحیح مسلم، حدیث:٥٩٨) اس کے بعد حدیث علی یعنی [وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ......الخ] اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابوسعید یعنی [سبحانك اللّٰهم......الخ] میں کلام ہے۔ (نیل الاوطار:٢/٢١٥ تا ٢١٩) لیکن امام شوکانی نے اگلے باب میں اس حدیث کو بھی شواہد کی وجہ سے قابل عمل قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے علاوہ ازیں ہمارے محقق (شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ) نے بھی اسے صحیح کہا ہے اس لیے اس دعائے استفتاح کا پڑھنا بھی صحیح ہے گو درجات حدیث میں اس کا نمبر تیسرا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے۔

(المعجم ١٢٠، ١٢١) - باب السَّكْتَةِ عِنْدَ الافْتِتَاحِ (التحفة ١٢٤)

باب:١٢٠، ١٢١- افتتاح نماز کے موقع پر سکتے کا بیان

٧٧٧- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بْنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ عن يُونُسَ، عن الْحَسَنِ قال: قال سَمُرَةُ: حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ في الصَّلَاةِ: سَكْتَةً إذا كَبَّرَ الإمَامُ حتَّى يَقْرأَ، وَسَكْتَةً إذا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وسُورَةٍ عِنْدَ الركُوعِ قال: فأَنْكَرَ ذَاكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ. قال: فكَتَبُوا في ذَلِكَ إلَى الْمَدِينَةِ إلى أُبَيٍّ، فَصَدَّقَ سَمُرَةَ.

٧٧٧- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نماز میں دو سکتے یاد ہیں۔ ایک تو جب امام تکبیر کہتا ہے تو قراءت شروع کرنے تک۔ اور دوسرا جب وہ فاتحہ اور سورت کی قراءت سے فارغ ہو کر رکوع کرنا چاہتا ہے۔ کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان (سمرہ) پر اس کا انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ مسئلہ مدینہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا تو انہوں نے حضرت سمرہ کی تصدیق فرمائی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كذا قال حُمَيْدٌ في هذا الحديثِ: وَسَكْتَةً إذا فَرَغَ مِنَ الْقِراءَةِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں حمید الطویل نے بھی ایسے ہی کہا ہے کہ "دوسرا سکتہ اس وقت ہے جب وہ قراءت سے فارغ ہو۔"

٧٧٧- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في سكتتي الإمام، ح: ٨٤٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديثين الآتيين * الحسن عن سمرة كتاب، والرواية عن الكتاب صحيحة.

٧٧٨- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ عن أَشْعَثَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَسْكُتُ سَكْتَتَيْنِ إذا اسْتَفْتَحَ [الصَّلَاةَ] وإذا فَرَغَ مِنَ الْقِراءَةِ كُلِّهَا فذَكرَ مَعْنَى يُونُسَ.

۷۷۸- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ دو سکتے فرمایا کرتے تھے۔ ایک نماز شروع کرتے ہوئے (قراءت سے پہلے) اور دوسرا جب پوری قراءت سے فارغ ہو جاتے۔ اور یونس کی روایت کے ہم معنی ذکر کیا۔

٧٧٩- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرانَ بنَ حُصَيْنٍ تَذاكرا، فَحدَّثَ سَمُرَةُ بنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عن رسولِ الله ﷺ سَكْتَتَيْنِ: سَكْتَةً إذا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إذا فَرَغَ من قِرَاءَةِ ﴿غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾ فَحفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ، وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرانُ بنُ حُصَيْنٍ، فَكَتَبَا في ذَلِكَ إِلَى أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ فكَانَ في كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ في رَدِّهِ عَلَيْهِمَا أَنَّ سَمُرَةَ قد حَفِظَ.

۷۷۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد ہیں، ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہتے اور دوسرا سکتہ جب آپ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ پڑھ کر فارغ ہوتے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو یہ یاد تھا مگر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو ان دونوں نے یہ مسئلہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جانب لکھ بھیجا۔ انہوں نے ان کے جواب میں لکھا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ صحیح یاد رکھا ہے۔

٧٨٠- حَدَّثنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بهذا قال: عن

۷۸۰- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو سکتے ہیں جو مجھے رسول اللہ ﷺ سے یاد ہیں۔ سعید کہتے ہیں کہ ہم

٧٧٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١١/ ٤٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٧٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٥٧٨ من حديث يزيد به، وانظر الحديثين السابقين والآتي * قتادة عنعن والحديث السابق يغني عنه.

٧٨٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في السكتتين في الصلوٰة، ح: ٢٥١ عن محمد بن المثنى، وابن ماجه، ح: ٨٤٤ من حديث عبدالأعلى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٧٨، وابن حبان، ح: ٤٤٨، والحاكم: ١/ ٢١٥.

قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ قال: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عن رسولِ الله ﷺ قال فيه: قال سَعِيدٌ: قُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ؟ قال: إذا دَخَلَ في صَلاتِهِ وإذا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ قال بَعْدُ: وإذا قال ﴿غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾.

نے قتادہ سے پوچھا کہ یہ دو سکتے کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: جب نماز شروع کرتے اور جب قراءت سے فارغ ہوتے۔ پھر اسکے بعد کہا: اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہتے۔

توضیح: مذکورہ بالا احادیث ''حسن از سمرہ بن جندب'' کی سند سے مروی ہیں اور ان کے سماع میں اختلاف ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسی اختلاف کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور جامع ترمذی کے شارح اور محقق احمد محمد شاکر رحمہ اللہ کے نزدیک حسن (بصری) کا سماع حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے' اس لیے انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دیگر محققین (شیخ زبیر علی زئی سمیت) کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے' اس لیے ان احادیث سے ثابت سکتات کا جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ احادیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔ بنا بریں ان کے نزدیک صحیح تر احادیث میں متفق علیہ سکتہ صرف ایک ہی ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد' جس میں ثنا پڑھی جاتی ہے۔ البتہ دیگر سکتات جن کا ان روایات میں بیان آیا ہے یہ محض ''توقفات'' ہیں اور ائمہ نے ان کو مستحب کہا ہے اور ضرورت بھی ہوتی ہے تا کہ فاتحہ کا اختتام، آمین، دوسری قراءت کی ابتدا اور انتہا واضح رہے اور اس کے بعد ہی رکوع کے لیے تکبیر کہی جائے۔

٧٨١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن عُمَارَةَ، وحدثنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عن عُمَارَةَ المَعْنَى، عن أبي زُرْعَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا كَبَّرَ في الصَّلَاةِ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، أَخْبِرْنِي ما تَقُولُ؟ قال: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ

٧٨١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہہ لیتے تو تکبیر اور قراءت شروع کرنے کے درمیان قدرے خاموش رہتے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر اور قراءت کے درمیان اپنے سکوت کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ اس میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ...... الخ] ''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر دے' جیسے کہ تو نے مشرق

٧٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٥٩٨ من حديث محمد بن فضيل، والبخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ٧٤٤ من حديث عبدالواحد بن زياد به.

خَطَايَايَ كما بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اللَّهُمَّ أَنْقِنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي بِالثَّلْجِ وَالمَاءِ وَالْبَرَدِ».

اور مغرب کے درمیان دوری اور فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے ایسے صاف فرما دے جیسے کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔"

فوائد ومسائل: ① ثنا کی دعاؤں میں سے یہ دعا سب سے صحیح اسانید سے ثابت ہے۔ الفاظ میں قدرے فرق بھی مروی ہے۔ ② ثنا کو خاموشی سے پڑھنا مسنون ہے۔ ③ آخری جملہ "اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔" اس میں برف اور اولوں کا ذکر یا تو تاکید کے لیے ہے یا اس معنی میں ہے کہ یہ پانی زمینی آلودگیوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے تو اس سے صفائی اور بھی عمدہ ہوگی۔ اور صفائی کے لیے "برف اور اولوں" کے ذکر میں حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ الفاظ بطور تفاؤل ہیں۔ یعنی اے اللہ! گناہوں کے باعث جو آگ کی حرارت کا سزاوار بن رہا ہوں، اس سے محفوظ رکھ اور میری خطاؤں کو ٹھنڈی برف اور اولوں سے دھو اور آگ کی جلن سے بالکل مامون و محفوظ فرما دے۔ واللہ اعلم. ④ صحابۂ کرام ؓ نبی ﷺ کے تمام احوال کا تتبع فرمایا کرتے تھے، خواہ وہ ظاہر ہوتے یا مخفی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے دین کو محفوظ کر دیا ہے۔ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم وَأَرْضَاهُم)

(المعجم ١٢١، ١٢٢) - باب مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ (التحفة ١٢٥)

باب: ۱۲۱، ۱۲۲- ان حضرات کے دلائل جو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے

٧٨٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمانَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

۷۸۲- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ابوبکر، عمر اور عثمان ؓ قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سے کیا کرتے تھے۔

٧٨٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن بُدَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن أبي الجَوْزَاءِ، عن

۷۸۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتدا [الله أكبر] سے اور قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سے

٧٨٢- تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ١٢٥ عن مسلم بن إبراهيم به، ورواه أحمد: ٣/ ١٤، ١٨٣، ٢٧٣ من حديث هشام به، ورواه البخاري في صحيحه، ح: ٧٤٣، ومسلم، ح: ٣٩٩ من حديث قتادة به.

٧٨٣- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يجمع صفة الصلوة وما يفتح به ويختم به . . . الخ، ح: ٤٩٨ من حديث حسين المعلم به.

عائشة قالت: كانَ رسولُ الله ﷺ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بالتَّكْبِيرِ، وَالْقِرَاءَةَ بـ ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ﴾. وكانَ إذا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وكانَ إذا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكانَ إذا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قاعِدًا، وكانَ يَقُولُ في كلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّاتُ، وكان إذا جَلَسَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وكان يَنْهَى عن عَقِبِ الشَّيْطَانِ وعن فِرْشَةِ السَّبُعِ، وكان يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بالتَّسْلِيمِ.

کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ اونچا رکھتے اور نہ جھکاتے بلکہ ان کے بین بین ہوتا۔ اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک کہ صحیح سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے۔ اور جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو دوسرا سجدہ اس وقت تک نہ کرتے جب تک کہ درست انداز میں بیٹھ نہ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد [اَلتَّحِيَّات] (تشہد) پڑھتے۔ اور جب بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دائیں کو کھڑا کرتے۔ اور شیطان کی چوکڑی اور درندے کی مانند بیٹھنے سے منع فرماتے۔ اور نماز کو سلام پر ختم کرتے۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث سے استدلال یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ کے الفاظ سے ہوتی تھی نہ کہ ﴿بسم الله﴾ کے الفاظ سے۔ مگر شوافع وغیرہ جو ﴿بسم الله﴾ جہر پڑھنے کے قائل ہیں، وہ ان احادیث کا مفہوم یہ بتاتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا سورت فاتحہ سے ہوتی تھی نہ کہ کسی اور سورت سے۔ اور بقول ان کے ﴿بسم الله﴾ ہر سورت کا جز ہے مگر دلائل کو جمع کیا جائے تو ان سے ﴿بسم الله﴾ کو خاموشی سے پڑھنے کی جانب راجح ثابت ہوتی ہے۔ جیسے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”یہ حضرات بسم اللہ جہراً نہ پڑھا کرتے تھے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۷۴۳ وصحیح مسلم، حدیث: ۳۹۹ و مسند احمد: ۳/۲۵۵-۲۹۸) ② ہر دو رکعت کے بعد [التحیات] تین یا چار رکعت والی نماز میں ہے مگر وتر کے لیے بصراحت ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب تین یا پانچ رکعت وتر ایک ہی سلام سے پڑھتے تو درمیان میں کوئی [التحیات] (تشہد) نہ پڑھتے صرف آخری رکعت میں پڑھتے تھے۔ ③ شیطان کی چوکڑی [إِقْعَاءُ الشَّيْطَان] سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین کو زمین پر رکھ لے، پنڈلیاں کھڑی کر لے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لے۔ یہ ناجائز ہے مگر اِقْعَاء کی ایک دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھے جبکہ پاؤں، پنجوں پر کھڑے کیے ہوں تو سجدوں کے درمیان یہ صورت جائز ہے۔ ④ ”درندوں کی طرح بیٹھنا“ اس سے مراد یہ ہے کہ سجدے میں اپنے ہاتھ زمین پر کہنی تک لمبے بچھا لے جیسے کہ درندے بیٹھتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

٧٨٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حدثنا ابنُ فُضَيْلٍ عن المُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ» فَقَرَأَ: بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَـٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ حتَّى خَتَمَهَا. قال: «هَلْ تَدْرُونَ ما الْكَوْثَرُ؟» قالُوا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: «فإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وجلَّ في الْجَنَّةِ».

٧٨٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔“ آپ نے ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ إِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ پوری سورت پڑھ کر سنائی۔ آپ نے پوچھا: ”جانتے ہو کوثر کیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے جنت میں وعدہ فرمایا ہے۔“

فائدہ: مذکورۃ الصدر دونوں احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ لہٰذا ترجیح صحیح احادیث کو ہے۔ نیز اگلے باب کی حدیث کہ [بسم اللہ] سے دو سورتوں کے مابین فرق وفصل نمایاں ہوتا تھا، اس سے یہی جانب راجح معلوم ہوتی ہے کہ [بسم اللہ] سورت کا جزنہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار)

٧٨٥- حَدَّثَنا قَطَنُ بنُ نُسَيْرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ الأَعْرَجُ المَكِّيُّ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ وَذَكَرَ الإِفْكَ قالت: جَلَسَ رسولُ الله ﷺ وكَشَفَ عن وَجْهِهِ وقال: «أَعوذُ بالسَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ جَآءُو بِٱلْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ﴾ الآيَةُ [النور: ١١].

٧٨٥- جناب عروہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے...... اور عروہ نے قصۂ افک کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا: [أَعُوذُ بِالسَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔] ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَآءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ......﴾ (النور: ١١)

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا حديثٌ مُنْكَرٌ، قد رَوَى هذا الحديث جَمَاعَةٌ عن الزُّهْرِيِّ، لم يَذكُرُوا هذا الكَلَامَ عَلَى

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اسے زہری سے محدثین کی جماعت نے روایت کیا ہے مگر انہوں نے یہ کلام (یعنی تعوذ) اس طریقے سے (یعنی

٧٨٤- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب حجة من قال: البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، ح: ٤٠٠ من حديث محمد بن فضيل به.

٧٨٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/٤٣ من حديث أبي داود به ☆ الزهري مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

هذا الشَّرْحِ، وأَخافُ أَنْ يَكُون أَمْرُ الاسْتِعَاذَةِ مِنْهُ، كَلَامَ حُمَيدٍ.

یہاں پر) ذکر نہیں کیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان سے تَعَوُّذ کا بیان حُمید کا کلام ہوگا۔

فائدہ: امام صاحب کا اس حدیث کو منکر بتا کر یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے تعوذ کا طریقہ یہ ثابت ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام بھی آئے' کیونکہ قرآن میں ہے: ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (النحل :١٦/٩٨) ''اللہ کے ذریعے سے شیطان مردود سے پناہ مانگو۔'' اور احادیث میں بھی [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] کے الفاظ وارد ہیں۔ [اَعُوْذُ بِالسَّمِيعِ الْعَلِيمِ] نہیں ہے۔ یہ الفاظ صرف حمید راوی بیان کرتا ہے' دوسرے راویوں نے اس طرح بیان نہیں کیا ہے۔ اس لیے یہ حدیث امام ابوداود کے نزدیک منکر ہے۔ لیکن صاحب عون المعبود فرماتے ہیں کہ اس لحاظ سے یہ روایت (منکر نہیں) شاذ ہوگی اور شاذ روایت وہ ہوتی ہے جس میں مقبول راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے مخالف بیان کرے (اور اس میں ایسا ہی ہے۔) اور منکر روایت میں ضعیف راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہے۔

(المعجم . . .) - **باب مَنْ جَهَرَ بِهَا** (التحفة ١٢٦)

باب: ...... بسم اللہ جہری پڑھنے والوں کے دلائل

٧٨٦- **أَخْبَرَنا** عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن عَوْفٍ، عن يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ قال: سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ قال: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ: ما حَمَلَكُم أَنْ عَمَدْتُم إِلَى ﴿بَرَآءَةٌ﴾ وَهِيَ مِنَ المِئِينَ، وَإِلَى ﴿ٱلْأَنفَالِ﴾ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي، فَجَعَلْتُمُوهُما في السَّبْعِ الطُّوَلِ وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ؟ قال عُثْمانُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِمَّا تَنْزِلُ عَلَيْهِ الآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كانَ يَكْتُبُ لَهُ ويقولُ لَهُ: «ضَعْ هٰذِهِ الآيَةَ في السُّورَةِ الَّتي يُذْكَرُ فيها كذَا وكَذا»، وَتَنْزِلُ عَلَيْهِ

٧٨٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان ؓ سے کہا: کیا بات ہوئی کہ آپ نے سورۂ براءۃ' جو مئین (سوآیتوں والی سورتوں) میں سے ہے' اور سورۂ انفال کو' جو مثانی میں سے ہے' ملا کر سات طوال سورتوں میں شامل کر دیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی سطر نہیں لکھی ہے۔ حضرت عثمان ؓ نے کہا: نبی ﷺ پر جب قرآن کی آیات نازل ہوتی تھیں تو آپ کسی کاتب کو بلا لیتے اور فرماتے: ''اس آیت کو اس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں بیان ہے۔'' پھر ایک دو آیات اترتیں تو اسی طرح فرماتے۔ اور سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو آپ کی آمد مدینہ کے شروع ایام میں

٧٨٦- **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح:٣٠٨٦ من حديث عوف الأعرابي به، وقال: "حسن صحيح" وصححه ابن حبان، ح:٤٥٢، والحاكم: ٢/ ٣٢١، ٣٣٠، ووافقه الذهبي.

الآيةُ وَالآيَتَانِ فيقولُ مِثْلَ ذَلِكَ وكانت ﴿ٱلْأَنفَالِ﴾ مِنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ بالمَدِينَةِ وكانت ﴿بَرَآءَةٌ﴾ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ، وكانت قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا. فَمِنْ هُنَاكَ وَضَعْتُهُمَا في السَّبْعِ الطُّولِ ولم أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

اتری تھی اور سورۂ براءۃ نزول قرآن کے آخری دور کی سورتوں میں سے ہے اور ان کا مضمون آپس میں مشابہ ہے لہٰذا میں نے سمجھا کہ یہ سورۂ براءۃ' سورۂ انفال کا حصہ ہے اور یہیں سے میں نے ان دونوں کو طوال میں درج کر دیا اور ان کے درمیان [بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم] کی سطر نہیں لکھی۔

٧٨٧- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْني ابنَ مُعَاوِيَة: أخبرنا عَوْفٌ الأَعْرَابِيُّ عن يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ، حدثني ابنُ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قال فيه: فَقُبِضَ رسولُ الله ﷺ ولم يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا.

٧٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ نے ہمارے لیے یہ واضح نہیں فرمایا کہ یہ (سورۂ براءۃ) سورۂ انفال میں سے ہے (یا نہیں۔)

قال أَبو دَاوُدَ: قال الشَّعْبِيُّ وَأَبو مَالِكٍ وَقَتَادَةُ وَثَابِتُ بنُ عُمَارَةَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكْتُبْ بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حتَّى نَزَلَتْ سُورَةُ النَّمْلِ هذا مَعْنَاهُ.

امام ابوداود نے فرمایا کہ شعبی' ابو مالک' قتادہ اور ثابت بن عمارہ نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مکتوبات وغیرہ میں) [بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم] لکھنی شروع نہیں کی حتیٰ کہ سورۂ نمل نازل ہوگئی۔ یہ اس روایت کا مفہوم ہے۔

٧٨٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ وَابنُ السَّرْحِ قالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال قُتَيْبَةُ فيه عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كانَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّورَةِ

٧٨٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سورتوں کا فرق نہ پہچانتے تھے حتیٰ کہ [بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم] نازل کی جاتی۔ یہ ابن سرح کے الفاظ ہیں۔

٧٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٧٨٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٢، ٤٣ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ٥٢٨، والنسائي في الكبرى، ح: ١١٦٣٦، والطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١٥٣، وصححه الحاكم: ١/ ٢٣١، وقال الذهبي: "أما هذا فثابت".

حَتَّى تُنَزَّلَ عَلَيْهِ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَهَذَا لَفْظُ ابنِ السَّرْحِ.

فائدہ: اس مسئلے میں کہ ''بسم اللہ'' کو جہراً پڑھا جائے یا سراً علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی بات معتدل ہے کہ ''نبی کریم ﷺ اسے کبھی جہراً پڑھتے تھے اور کبھی سراً۔ مگر آپ کا اس کو سراً پڑھنا زیادہ ثابت ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے روزانہ پانچ اوقات میں' نیز سفر وحضر میں بھی جہراً پڑھتے رہے ہوں اور آپ کا یہ عمل خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پر مخفی رہا ہو اور پھر آپ کے اہل شہر خیر القرون میں بھی اس سے بے خبر رہیں' یہ از حد محال بات ہے۔ چہ جائے کہ بسم اللہ کے جہر کو ثابت کرنے کے لیے مجمل الفاظ اور کمزور احادیث کا سہارا لیا جائے۔ اس بارے میں صحیح احادیث غیر صریح اور جو صریح ہیں وہ غیر صحیح ہیں۔'' (زادالمعاد' فصل فی هديه صلى الله عليه وسلم فی الصلاة) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (نیل الاوطار و سبل السلام) شیخ البانی رحمہ اللہ کا موقف بھی ''بسم اللہ'' سری پڑھنے کا ہے۔ دیکھیے (صفة صلاة النبی ﷺ' ص:٩٦) اور یہی راجح ہے۔

(المعجم ١٢٢، ١٢٣) - باب تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ لِلأَمْرِ يَحْدُثُ (التحفة ١٢٧)

باب:١٢٢' ١٢٣- کسی عارض کی وجہ سے نماز کو ہلکا (مختصر) کر دینا

٧٨٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْراهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ عَبْدِ الوَاحِدِ وَبِشْرُ ابْنُ بَكْرٍ عَنِ الأَوزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لأَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».

٧٨٩- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں گا مگر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اسے مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اس کی ماں بے چین نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کو طویل کر کے خشوع وخضوع سے پڑھنا مستحب ہے مگر امام کے لیے شرط ہے کہ اپنے مقتدیوں میں سے کمزور افراد کا خیال رکھے۔ ② نماز میں کسی مستحب عمل کی نیت کر کے اسے پورا کرنا لازمی نہیں ہے' نیت میں اس طرح کی تبدیلی جائز ہے مثلاً کسی نے قیام لمبا کرنے کی نیت کی تو اسے مختصر کر دیا یا کھڑے ہو کر نفل

٧٨٩۔ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلٰوة عند بكاء الصبي، ح: ٧٠٧ من حديث الأوزاعي به، ومن حديث بشر بن بكر تعليقًا.

پڑھنے کی نیت کی تو ضروری نہیں کہ کھڑے ہو کر مکمل کرے' بیٹھ کر بھی مکمل کر سکتا ہے۔ ③ عورتیں بھی جماعت میں شامل ہوں تو بہتر ہے اور چھوٹے بچوں کو بھی مسجد میں لایا جا سکتا ہے۔ ④ نماز کو ہلکا کرنے سے مراد یہ ہے کہ قراءت مختصر اور دیگر اذکار کو مناسب حد تک کم کر دیا جائے۔ نہ کہ ارکان نماز کو جلدی جلدی ادا کیا جائے۔

(المعجم ١٢٣، ١٢٤) - **باب تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ** (التحفة ١٢٨)

٧٩٠- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو سَمِعَهُ مِن جَابِرٍ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مع النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا. قال مَرَّةً: ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ. فأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةً الصَّلَاةَ وقال مَرَّةً الْعِشَاءَ. فَصَلَّى مُعَاذٌ مع النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى، فَقِيلَ: نَافَقْتَ يَافُلانُ! فقال: مَا نَافَقْتُ، فأتى النَّبِيَّ ﷺ فقال: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا يَارسولَ الله ﷺ! وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَإِنَّهُ جَاءَ يَؤُمُّنَا فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ. فقال: «يامُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اقْرَأْ بِكَذَا، اقْرَأْ بِكَذَا» - قال أبو الزُّبَيْرِ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو، فقال: أُرَاهُ قدذَكَرَهُ.

باب: ١٢٣، ١٢٤- نماز مختصر (ہلکی) پڑھانی چاہیے

٧٩٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس آ کر ہماری امامت کراتے تھے' عمرو بن دینار نے ایک بار یوں کہا کہ پھر واپس آ کر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے...... ایک رات نبی ﷺ نے تاخیر سے نماز پڑھائی...... اور ایک بار روایت کیا کہ عشاء کی نماز آپ نے تاخیر سے پڑھائی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کی اور سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ تو قوم میں سے ایک آدمی علیحدہ ہو گیا اور اس نے الگ ہی اپنی نماز پڑھی' تو اسے کہا گیا: کیا تو منافق ہو گیا ہے اے فلاں؟ اس نے کہا: میں منافق نہیں ہوا ہوں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں' پھر واپس جا کر ہماری امامت کراتے ہیں' اے اللہ کے رسول! اور ہم آب پاشی کی اونٹنیوں والے ہیں' اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں' (گزشتہ رات) وہ آئے اور ہماری امامت کرائی اور سورۂ بقرہ پڑھنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ وہ پڑھو اور وہ پڑھو۔'' ابوزبیر

٧٩٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٣/ ٣٠٨، ورواه البخاري، ح. ٧٠٠ من حديث عمرو بن دينار به.

نے نام لے کر کہا کہ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ پڑھو اور ہم نے عمرو سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ آپ نے سورتوں کے نام ذکر کیے تھے۔

فوائد ومسائل: ① امام کو اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز مختصر پڑھانی چاہیے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نماز اور جماعت سے پیچھے رہنے کو نفاق سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ③ امام، مفتی اور داعی کو کسی عمل خیر میں اس نکتے کو نہیں بھولنا چاہیے کہ عام مسلمانوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے، ایسی صورت نہ ہو کہ لوگ دین ہی سے بدک جائیں۔ مردہ سنتوں کے احیاء کے لیے ضروری ہے کہ پہلے لوگوں کی فکری تربیت کی جائے اور ان میں سنت کی محبت بھر دی جائے اور دلائل محکمہ سے انہیں مطمئن کیا جائے۔ پھر عمل شروع کیا جائے۔ بعض اوقات ایک شخص کا ارادہ تو نیکی کا ہوتا ہے مگر اس سے فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عافیت میں رکھے۔ ائمہ اور داعی حضرات کی ذمہ داری انتہائی اہم اور حساس ہے۔ ④ پیچھے یہ گزر چکا ہے کہ کسی بھی مشروع سبب سے نماز کو دہرانا اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کرنا جائز ہے۔ دیکھیے (حدیث:۵۹۹) کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز اپنی قوم کو پڑھایا کرتے تھے، وہ ان کی نفل نماز ہوتی تھی۔

۷۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا طَالِبُ بنُ حَبِيبٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ جَابِرٍ يُحَدِّثُ عن حَزْمِ بنِ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ أَنَّهُ أَتَى مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِقَوْمٍ صلاةَ المَغْرِبِ في هذا الخبر قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «يَامُعَاذُ! لَا تَكُنْ فَتَّانًا فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ وَالْمُسَافِرُ».

۷۹۱- جناب حزم بن ابی بن کعب کا بیان ہے کہ وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور وہ قوم کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اسی مذکورہ خبر میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ! فتنے میں ڈالنے والے نہ بنو، بے شک تمہارے پیچھے بڑی عمر والے، کمزور، کام کاج والے اور مسافر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔“

ملحوظہ: اس روایت میں صرف ”مسافر“ کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

۷۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ:

۷۹۲- نبی ﷺ کے ایک صحابی سے مروی ہے کہ

۷۹۱_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۳/ ۱۱۰ عن موسى بن إسماعيل به * طالب ابن حبيب ضعفه البخاري والجمهور.

۷۹۲_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ٤٧٤ من حديث زائدة به، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن ◀◀

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ عن زَائِدَةَ، عن سُلَيْمَانَ، عن أبي صَالحٍ، عن بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: «كَيْفَ تقولُ في الصَّلَاةِ؟» قال: أَتَشَهَّدُ وَأَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. أَمَا إِنِّي لا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ ولا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «حَوْلَها نُدَنْدِنُ».

نبی ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: ''تم نماز میں کیا کہتے ہو؟'' اس نے کہا: میں تشہد پڑھتا ہوں پھر یوں کہتا ہوں' اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں' اور میں آپ کی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی گنگناہٹ کو اچھی طرح نہیں سمجھتا (یعنی آپ اور معاذ کیا دعا مانگتے ہیں؟ آواز تو سنتا ہوں' لیکن واضح الفاظ سمجھ میں نہیں آتے۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی ان (جنت اور دوزخ) کے گرد ہی گنگناتے ہیں۔'' (یعنی جنت کا سوال اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔)

فوائد ومسائل: ① یہ صحابی مختصر نماز اور مختصر دعائیں کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ نے ان کی توثیق وتائید فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی ہمت سے بڑھ کر مکلّف نہیں ٹھہراتا ہے۔ ② لفظ حدیث [دَنْدَنَة] کا مفہوم یہ ہے کہ آواز کی گنگناہٹ تو محسوس ہو مگر الفاظ واضح نہ ہوں۔ ③ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی جن سے آپ نے یہ دریافت فرمایا تھا' ان کا نام ''سلیم انصاری'' ہے۔ (منذری)

٧٩٣- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ مِقْسَمٍ، عن جَابِرٍ ذكرَ قِصَّةَ مُعَاذٍ قال: وقال - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - لِلْفَتَى: «كَيْفَ تَصْنَعُ يَاابْنَ أَخِي! إِذَا صَلَّيْتَ؟» قال: أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لا أَدْرِي مَا دَنْدَنَتُكَ وَلَا دَنْدَنَةُ مُعَاذٍ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ»، أَوْ نَحْوَ هَذا.

٧٩٣- عبیداللہ بن مقسم' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا قصہ ذکر کیا' اور بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس جوان سے فرمایا: ''بھتیجے! جب نماز پڑھتے ہو تو کیسے کرتے ہو؟' (یعنی کیا پڑھتے ہو؟) اس نے کہا: فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ آپ کی گنگناہٹ کیا ہے اور نہ معاذ کے متعلق معلوم ہے کہ ان کی گنگناہٹ کیا ہے' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور معاذ ان ہی کے گرد گنگناتے ہیں۔'' یا اس کی مانند کچھ فرمایا۔

◄◄ خزيمة، ح: ٧٢٥، وابن حبان، ح: ٥١٤ وغيرهما * الأعمش مدلس وعنعن، والحديث الآتي (٧٩٣) يغني عنه.

٧٩٣- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٢ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٣٤، وانظر الحديث السابق وحديث: ٥٩٩.

فائدہ: نبی ﷺ کے حسن تعلیم وتربیت کا یہ انداز دلوں کو موہ لینے والا اور سادہ لوح مسلمانوں کی حسنات پر استقامت کا باعث تھا۔ اس میں مدرسین اور داعی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔

٧٩٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فإن فيهم الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ».

٧٩٤- حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اپنی اکیلے نماز پڑھے، تو جتنی چاہے لمبی کرلے۔“

٧٩٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فإِنَّ فيهم السَّقِيمَ وَالشَّيْخَ الْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ».

٧٩٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ ان میں بیمار، بڑی عمر کے اور کام کاج والے ہوتے ہیں۔“

فائدہ: نماز ہلکی اور مختصر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ قراءت مختصر اور اذکار وتسبیحات کی تعداد مناسب حد تک کم ہو۔ اہم شرط یہ ہے کہ ارکان میں اعتدال واطمینان ہو۔ عدم اعتدال سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ في نُقْصَانِ الصَّلَاةِ (التحفة ١٢٩)

باب:...... نماز کے ثواب میں کمی کا بیان

٧٩٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عن بَكْرٍ - يَعْني ابنَ مُضَرَ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن

٧٩٦- حضرت عمار بن یاسر ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے:

٧٩٤_ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء، ح: ٧٠٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٤.

٧٩٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٣٧١٣ وانظر الحديث السابق.

٧٩٦_ تخريج: [حسن]أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦١٢ عن قتيبة به، ورواه أحمد: ٤/ ٣٢١ من حديث ابن عجلان به، وله طرق عند ابن حبان، ح: ٥٢١ وغيره.

سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن عُمَرَ بنِ الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَنَمَةَ الْمُزَنِيِّ، عن عَمَّارِ ابنِ يَاسِرٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُها ثُمُنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا».

''انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے اس کی نماز سے صرف دسواں' نواں' آٹھواں' ساتواں' چھٹا' پانچواں' چوتھا' تیسرا اور آدھا حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔''

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ نقصان نماز میں وسوسے اور ادھر ادھر خیال بٹنے کی وجہ سے اور خشوع وخضوع اور تعدیلِ ارکان وغیرہ میں کمی کے باعث ہوتا ہے۔ یہ حدیث شریف مسلمانوں کے تمام طبقات' علماء وعوام سب کو اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی نمازوں کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٢٤، ١٢٥) - **بابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ** (التحفة ١٣٠)

باب:۱۲۴'۱۲۵-نماز ظہر میں قراءت کا بیان

٧٩٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ وَعُمَارَةَ بنِ مَيْمُونٍ وَحَبِيبٍ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عنه قال: في كُلِّ صَلاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رسولُ الله ﷺ أَسْمَعْنَاكُم وَمَا أَخْفَى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَلَيْكُم.

۷۹۷- جناب عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: ''ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو ہمیں سنایا' ہم تمہیں سنواتے ہیں اور آپ نے جو ہم سے مخفی رکھا ہم تم سے مخفی رکھتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ جو قراءت جہری تھی ہم جہری کرتے ہیں اور جو سری تھی ہم بھی سری کرتے ہیں۔ ② امت کا اجماع ہے کہ فجر' مغرب' عشاء (پہلی دو رکعتیں)' جمعہ' عید اور استسقاء میں قراءت جہری ہوتی ہے۔ اور ظہر' عصر اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں سری۔ ③ صحابہ کرام ؓ امت کا وہ پہلا عظیم طبقہ ہے جس نے دین کو رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا اور ان سے بعد کے لوگوں نے ان سے حاصل کیا۔

٧٩٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۷۹۸- حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٧٩٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٦ من حديث حبيب بن الشهيد، والبخاري، الأذان، باب القراءة في الفجر، ح: ٧٧٢ من حديث عطاء بن أبي رباح به.

٧٩٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥١ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، ح: ٧٦٢ من حديث يحيى بن أبي كثير عن عبدالله بن أبي قتادة به.

عن هِشَامِ بنِ أَبِي عَبْدِ الله؛ ح: وحدثنا ابنُ الْمُثَنَّى: حدثنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن الْحَجَّاجِ - وهذا لَفْظُهُ - عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ. قال ابنُ الْمُثَنَّى وَأبي سَلَمَةَ ثُمَّ اتَّفَقَا عن أبي قَتَادَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ في الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَانًا، وكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الأُولى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وكَذٰلِكَ في الصُّبْحِ.

رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے۔ آپ بعض اوقات ہمیں کوئی آیت سنوا بھی دیا کرتے تھے' آپ ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کرتے اور دوسری کو مختصر' اور ایسے ہی فجر میں ہوتا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لم يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً.

امام ابوداود نے فرمایا: شیخ مسدد نے فاتحہ اور سورت کا ذکر نہیں کیا۔

٧٩٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ، عن أَبِيهِ بِبَعْضِ هَذَا وَزَادَ: في الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَزَادَ عن هَمَّام قال: وكَانَ يُطَوِّلُ في الرَّكْعَةِ الأُولَى مَالا يُطَوِّلُ في الثَّانِيَةِ، وهكَذَا في صلَاةِ الْعَصْرِ وهكَذَا في صلَاةِ الْغَدَاةِ.

٧٩٩- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد سے اس مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور اضافہ کیا کہ آخری دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے۔ (یزید بن ہارون نے) ہمام سے یہ مزید بیان کیا کہ آپ پہلی رکعت اس قدر لمبی کرتے کہ دوسری اتنی لمبی نہ کرتے اور ایسے ہی عصر اور فجر میں بھی۔

فائدہ: یہ حدیث نص ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ پڑھی جائے۔ (فتح الباری)

٨٠٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

٨٠٠- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد (حضرت

٧٩٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، الأذان، باب: يقرأ في الأخريين بفاتحة الكتاب، ح: ٧٧٦ من حديث همام به.

٨٠٠ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٦٧٥.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ، عن أبيهِ قال: فَظَنَنَّا أنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الأُولَى.

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے (نبی ﷺ کے معمول سے) یہ سمجھا' آپ چاہتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پالیں۔

٨٠١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن الأعْمَشِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي مَعْمَرٍ قال: قُلْنَا لِخَبَّابٍ: هَلْ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قال: نَعَمْ. قُلْنَا: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟ قال: باضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

٨٠١- جناب ابومعمر سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہم نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ کی ڈاڑھی کے ہلنے سے۔

٨٠٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابنُ جُحَادَةَ عن رَجُلٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي أوْفَى: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ في الرَّكْعَةِ الأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتَّى لا يَسْمَعَ وَقْعَ قَدَمٍ.

٨٠٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ قدموں کی آوازیں نہ سنتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ظہر اور عصر کی آخری رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر کفایت کرنا اور مزید پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔ دیکھیے (حدیث:٨٠٤) ② سِرّی نماز میں امام کے لیے مستحب ہے کہ اپنی قراءت میں سے کبھی کوئی آیت قدرے اونچی آواز سے پڑھ دیا کرے۔ ③ پہلی رکعت کو دوسری کی نسبت قدرے لمبا کرنا مستحب ہے۔ ④ امام اگر اس نیت سے قراءت کو طول دے کہ لوگ رکعت میں مل جائیں تو یہ مباح ہے۔ ⑤ سِرّی قراءت میں ضروری ہے کہ الفاظ زبان سے ادا ہوں' نہ کہ ہونٹ بند کر کے الفاظ پر تفکر کرنا' کیونکہ نبی ﷺ کی ڈاڑھی مبارک

٨٠١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلوة، ح:٧٤٦ من حديث عبدالواحد ابن زياد به.

٨٠٢ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٦ عن عفان به * رجل مجهول، وروى البيهقي: ٢/ ٦٦ بإسناد ضعيف جدًا وسمى الرجل المبهم طرفة الحضرمي وهو مجهول الحال، وجزم الضياء وغيره بأنه هو الواقع في هذا الإسناد ولم يذكروا دليلا له.

اثنائے قراءت میں حرکت کرتی تھی۔ ⑥ معلوم ہوا کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک اس قدر لمبی تھی کہ قراءت کرنے سے اس میں حرکت ہوتی تھی۔

(المعجم ١٢٥، ١٢٦) - **باب تَخْفِيفِ الأُخْرَيَيْنِ** (التحفة ١٣١)

باب:۱۲۵'۱۲۶- آخری دو رکعتوں کو ہلکا رکھنے کا بیان

٨٠٣- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ عُبَيْدِالله أبي عَوْنٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: قال عُمَرُ لِسَعْدٍ: قَدْ شَكَاكَ النَّاسُ في كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى في الصَّلَاةِ. قال: أمَّا أنَا فَأَمُدُّ في الأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ في الأُخْرَيَيْنِ ولا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلاةِ رسولِ الله ﷺ. قال: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ.

۸۰۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (امیر کوفہ) سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی ہر بات میں شکایت کی ہے، حتیٰ کہ نماز کے بارے میں بھی، تو انہوں نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور پچھلی دو کو مختصر کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ والی نماز کی پیروی کرنے میں کوئی تقصیر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے متعلق یہی گمان ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ نماز کی ہر ہر رکعت میں قراءت واجب ہے۔ دیکھیے (باب وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوات کلها......الخ' حدیث:۷۵۵) ② اس سے پچھلی دو رکعتوں میں، پہلی دو رکعتوں کے مقابلے میں، تخفیف کا اثبات ہے۔

٨٠٤- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ يَعْني النُّفَيْلِيَّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا مَنْصُورٌ عن الْوَلِيدِ بنِ مُسْلِمٍ الْهُجَيْمِيِّ، عن أبي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: حَزَرْنَا قِيَامَ رسولِ الله ﷺ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ في الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، قَدْرَ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ في الأُخْرَيَيْنِ

۸۰۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ظہر اور عصر کی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ یہ تھا کہ آپ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ الم تنزیل السجدہ کی تقریباً تیس آیات کے برابر قیام فرماتے۔ اور ہم نے آخری دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ ان کے نصف کے برابر کیا۔ اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ لگایا تو یہ ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے برابر تھا۔ اور عصر کی

٨٠٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يطول في الأوليين ويحذف في الآخريين، ح: ٧٧٠، ومسلم، الصلٰوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٣ من حديث شعبة به.

٨٠٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٢ من حديث هشيم به.

عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الأُولَيَيْنِ مِنَ العَصْرِ عَلَى قَدْرِ الأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الأُخْرَيَيْنِ مِنَ العَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ.

پچھلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ ان کے بھی نصف برابر کا تھا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں چاروں رکعات میں قراءت ہے۔ یعنی سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ تاہم افضل یہ ہے کہ پچھلی رکعات ہلکی اور مختصر ہوں۔

(المعجم ١٢٦، ١٢٧) - باب قَدْرِ الْقِرَاءةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ١٣٢)

باب: ۱۲۶، ۱۲۷- نماز ظہر اور عصر میں قراءت کی مقدار

٨٠٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ ابنِ سَمُرَةَ: أنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَنَحْوِهما مِنَ السُّوَرِ.

۸۰۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں سورۂ ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ﴾ اور ان کی مثل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

٨٠٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ قال: سَمِعَ جَابِرَ بنَ سَمُرَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذا أدْحَضَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَقَرَأَ بِنَحْوٍ من: وَاللَّيْلِ إذَا يَغْشَى، وَالْعَصْرَ كَذَلِكَ وَالصَّلَوَاتِ كَذَلِكَ، إلَّا الصُّبْحَ فَإنَّهُ كَانَ يُطِيلُهَا.

۸۰۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے اور سورۂ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ عصر اور باقی نمازوں میں بھی ایسے ہی قراءت ہوتی تھی، سوائے صبح کے۔ اس میں آپ لمبی قراءت کیا کرتے تھے۔

٨٠٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة في الظهر والعصر، ح: ٣٠٧، والنسائي، ح: ٩٨٠ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٤٦٥.

٨٠٦- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٩ من حديث شعبة به.

٨٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بنُ سُلَيْمَانَ وَيَزِيدُ بنُ هَارُونَ وَهُشَيْمٌ عن سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عن أُمَيَّةَ، عن أبي مِجْلَزٍ، عن ابن عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ في صَلَاةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدةِ. قال ابنُ عِيسَى: لم يَذْكُرْ أُمَيَّةَ أَحَدٌ إِلَّا مُعْتَمِرٌ.

٨٠٧- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے نماز ظہر میں سجدۂ (تلاوت) کیا' پھر کھڑے ہو گئے پھر رکوع کیا' تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ نے الم تنزیل السجدہ تلاوت کی تھی۔ ابن عیسیٰ کہتے ہیں امیہ کا ذکر صرف معتمر ہی نے کیا ہے۔

ملحوظہ: حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے یہ واقعہ تو صحیح نہیں۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اگر نماز میں سجدۂ تلاوت والی آیت پڑھی جائے' تو سجدۂ تلاوت کرنا بہتر ہوگا۔

٨٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن مُوسَى بنِ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عُبَيْدِاللهِ قال: دَخَلْتُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ في شَبَابٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْنَا لِشَابٍّ مِنَّا: سَلِ ابنَ عَبَّاسٍ أَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ فقال: لَا. فَقِيلَ لَهُ: لَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ في نَفْسِهِ، فقال: خَمْشًا هَذِهِ شَرٌّ مِنَ الأُولَى، كَانَ عَبْدًا مَأْمُورًا بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ، وَمَا اخْتَصَّنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ: أُمِرْنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ

٨٠٨- جناب عبداللہ بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں بنی ہاشم کے چند جوانوں کی معیت میں حضرت ابن عباس ؓ کے ہاں گیا۔ ہم نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ ابن عباس ؓ سے پوچھو کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ انہیں کہا گیا۔ شاید آپ اپنے دل میں پڑھتے تھے۔ کہا: تیرا بھلا ہو! یہ صورت پہلی سے بھی بدتر ہے۔ آپ ﷺ (اللہ کے) مامور بندے تھے۔ آپ کو جس چیز کے ساتھ بھیجا گیا آپ نے اسے پہنچا دیا۔ آپ نے ہمیں لوگوں سے الگ کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ سوائے

٨٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٨٣ عن يزيد بن هارون به ولم يذكر عن "أمية"، وقال سليمان التيمي: "ولم أسمعه من أبي مجلز"، وسمعه من أمية، بيّنه حديث المعتمر * وأمية مجهول (تقريب)، وغفل الحاكم عن هذه العلة القادحة فصححه على شرط الشيخين: ١/ ٢٢١، ووافقه الذهبي.

٨٠٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن ينزى الحمر على الخيل، ح: ١٧٠١، وابن ماجه، ح: ٤٢٦، والنسائي، ح: ١٤١ من حديث موسى بن سالم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث طرق، وقول ابن عباس هذا منسوخ، لأنه ثبت أنه قال: "اقرأ خلف الإمام بفاتحة الكتاب"، رواه ابن المنذر، الأوسط: ٣/ ١٠٩ وغيره، وسنده صحيح، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، فعلم أن المأموم إذا كان مأمورًا بالقراءة فكيف الإمام؟.

وَأنْ لا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأن لا نُنْزِيَ الْحِمَارَ عَلَى الْفَرَسِ.

تین باتوں کے۔ یہ کہ وضو کامل کریں۔ صدقہ نہ کھائیں اور گدھے کو گھوڑی سے جفتی نہ کرائیں۔

٨٠٩- حَدَّثَنَا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لا أَدْرِي أَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا.

۸۰۹- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں۔

فوائد ومسائل: ① ظہر اور عصر میں قراءت کے مسئلے میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایات مختلف ہیں۔ کسی میں انکار ہے اور کسی میں تردد اور جبکہ کچھ میں اثبات بھی مروی ہے۔ شاید انہیں پہلے علم نہ تھا' پھر بعد میں دیگر صحابہ سے علم ہوا۔ بہرحال صحیح روایت میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیے (صحیح بخاری' حدیث:۷۴۶) ② اہل بیت کو کسی خاص حکم اور وصیت سے مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ مذکورہ مسائل محض تاکید مزید کے معنی میں ہیں۔ صرف صدقہ کے نہ کھانے میں انہیں انفرادیت ہے۔ ③ گدھے اور گھوڑی کی جفتی ہمیں خود کرانا ممنوع ہے۔ ان میں یہ عمل ازخود ہو جائے یا کوئی جاہل لوگ کریں تو ہمیں ان سے پیدا ہونے والے خچر سے فائدہ اٹھانا بالکل جائز ہے۔

(المعجم ١٢٧، ١٢٨) - بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ (التحفة ١٣٣)

باب:۱۲۷'۱۲۸- مغرب میں قراءت کی مقدار

٨١٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُمَّ الفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِث سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، فقالت: يابُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ بِهَا في المَغْرِبِ.

۸۱۰- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (ان کی والدہ) ام الفضل بنت الحارث نے ان کو سنا کہ وہ سورۂ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ کی تلاوت کر رہے تھے' تو انہوں نے کہا: بیٹے! تم نے اس سورت کی قراءت سے مجھے یاد دلایا ہے کہ یہ آخری چیز تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ آپ اسے مغرب میں پڑھ رہے تھے۔

٨٠٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٩ من حديث هشيم به، وهو منسوخ، انظر الحديث السابق.

٨١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٣، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٨.

٨١١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أبِيهِ أنَّه قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ في المَغْرِبِ.

۸۱۱- جناب محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ مغرب (کی نماز) میں سورۂ "والطور" کی قراءت کر رہے تھے۔

٨١٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ، حدثني ابنُ أبي مُلَيْكَةَ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن مَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ قال: قال لِي زَيْدُ بنُ ثَابِتٍ: مَا لَكَ تَقْرَأُ في المَغْرِبِ بِقِصارِ المُفَصَّلِ وقد رأيتُ رسولَ الله ﷺ يقرأ في المغرب بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ؟ قال: قُلْتُ: مَا طُولَى الطُّولَيَيْنِ؟ قال: الأَعْرافُ وَالآخَرُ الأنْعَامُ،

۸۱۲- مروان بن حکم سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ثابت ؓ نے مجھ سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم مغرب میں قصار مفصل (آخری چھوٹی سورتیں ہی) پڑھتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ مغرب میں دو لمبی لمبی سورتوں میں سے لمبی سورت پڑھتے تھے۔ (ابن ابی ملیکہ نے) کہا: دو لمبی سورتیں کون سی ہیں؟ کہا اعراف اور انعام۔

وَسَأَلْتُ أنَا ابنَ أبي مُلَيْكَةَ فقال لِي مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ: الْمَائِدَةُ وَالأعْرَافُ.

اور میں (ابن جریج) نے ابن ابی ملیکہ سے پوچھا تو مجھے انہوں نے اپنی طرف سے کہا کہ مائدہ اور اعراف۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر لمبی قراءت بھی کی ہے۔ امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے قراءت اختیار کرنی چاہیے۔ ② سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو "مفصل" سے تعبیر کیا جاتا ہے' اس لیے کہ ان میں [بسم اللہ] سے فصل کا تکرار ہے۔ سورۂ ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ سے آخر تک قصار مفصل' سورۂ بروج سے ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ تک اوساط مفصل اور سورۂ حجرات سے بروج تک طوال مفصل کہلاتی ہیں۔

(المعجم ١٢٨، ١٢٩) - باب مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا (التحفة ١٣٤)

باب: ۱۲۸'۱۲۹- ان حضرات کی دلیل جو مغرب میں تخفیف کے قائل ہیں

٨١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في المغرب، ح: ٧٦٥، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٨.

٨١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٤ من حديث ابن جريج به، مختصرًا، وهو في مصنف عبدالرزاق: ٢٦٩١.

٨١٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ: أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقْرَأُ في صَلَاةِ المَغْرِبِ بِنَحْوِ مَا تَقْرَؤُونَ وَالْعَادِيَاتِ وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَدُلُّ أَنَّ ذَاكَ مَنْسُوخٌ. وقَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ.

۸۱۳- جناب ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ ان کے والد (عروہ بن زبیر) مغرب میں اسی طرح کی سورتیں پڑھتے تھے جیسی تم لوگ پڑھتے ہو یعنی ''والعادیات'' وغیرہ۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا یہ دلیل ہے کہ مغرب میں تطویل قراءت منسوخ ہے۔ اور امام ابوداود نے کہا کہ یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: ① امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسی اختصار قراءت کو راجح قرار دیا ہے ورنہ دیگر صحیح روایات سے اس کا نسخ ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں توسُّع ہے اور یہ آخری روایت تابعی کا عمل ہے۔ (عون المعبود) اور نبی ﷺ کی آخری قراءت مغرب میں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ تھی، جیسا کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی روایت گزری ہے۔ (حدیث:۸۱۰)

٨١٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أبي قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ إسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّهُ قال: مَا مِنَ المُفَصَّلِ سُورَةٌ صَغِيرَةٌ ولا كَبِيرَةٌ إلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ بِهَا فِي الصَّلَاةِ المَكْتُوبَةِ.

۸۱۴- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جزو ''مفصل'' کی کوئی چھوٹی بڑی سورت نہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو، آپ اسے فرض نمازوں کی امامت کراتے ہوئے پڑھتے تھے۔

٨١٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا قُرَّةُ عن النَّزَّالِ بنِ عَمَّارٍ، عن

۸۱۵- جناب ابوعثمان نہدی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز

٨١٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به، وقول أبي داود رحمه الله غير صحيح.

٨١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٨٨ من حديث وهب بن جرير به * محمد بن إسحاق مدلس تقدم، ح: ٣١٣، ولم أجد تصريح سماعه.

٨١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩١ من حديث أبي داود به * النزال مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

أبي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ: أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابنِ مَسْعُودٍ المَغْرِبَ فَقَرَأَ بِقُلْ هُوَ الله أحَدٌ.

پڑھی توانہوں نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت کی۔

(المعجم ١٢٩، ١٣٠) - **باب الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ** (التحفة ١٣٥)

باب:١٢٩، ١٣٠- دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کا تکرار

٨١٦- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن ابنِ أبي هِلَالٍ، عن مُعَاذِ بنِ عَبْدِ الله الْجُهَنِيِّ أنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ في الصُّبْحِ إذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ في الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، فَلَا أدْرِي أنَسِيَ رسولُ الله ﷺ أمْ قَرَأَ ذٰلِكَ عَمْدًا.

٨١٦- جناب معاذ بن عبداللہ جہنی کا بیان ہے کہ بنوجہینہ کے ایک شخص نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ فجر کی نماز میں دونوں رکعات میں ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ پڑھ رہے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ بھول گئے تھے یا عمداً اس کی قراءت کی تھی۔

فائدہ: کسی سورت کا نماز میں تکرار کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ١٣٠، ١٣١) - **باب الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ** (التحفة ١٣٦)

باب:١٣٠، ١٣١- فجر میں قراءت کا بیان

٨١٧- **حَدَّثَنا** إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا عِيسَى يَعْنِي ابنَ يُونُسَ، عن إسْمَاعِيلَ، عن أَصْبَغَ مَوْلَى عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ، عن عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ قال: كأَنِّي أسْمَعُ صَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ في صَلَاةِ الْغَدَاةِ ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾.

٨١٧- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ گویا میں نبی ﷺ کی آواز سن رہا ہوں آپ فجر کی نماز میں ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ (سورة التكوير) پڑھ رہے تھے۔

٨١٦ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩٠ من حديث أبي داود به.

٨١٧ـ **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب القراءة في صلوٰة الفجر، ح: ٨١٧ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، ورواه مسلم، ح: ٤٥٦ من حديث الوليد بن سريع عن عمرو بن حريث مطولاً.

(المعجم ١٣١، ١٣٢) - **باب مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ** (التحفة ١٣٧)

باب:١٣١، ١٣٢- جوکوئی اپنی نماز میں سورۂ فاتحہ کی قراءت چھوڑ دے

٨١٨- **حَدَّثَنا** أبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ قال: أُمِرْنَا أنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ.

٨١٨- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (نماز میں) فاتحہ اور جو میسر ہو (یعنی قرآن میں سے) پڑھا کریں۔

٨١٩- **حَدَّثَنا** إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخْبَرَنَا عِيسَى عن جَعْفَرِ بنِ مَيْمُونٍ الْبَصْرِيِّ، حَدَّثَنَا أبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ: حدثني أبُو هُرَيْرَةَ قال: قال لِي رسولُ الله ﷺ: «اخْرُجْ فَنَادِ فِي الْمَدِينَةِ أنَّهُ لَا صَلَاةَ إلَّا بِقُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ، وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ».

٨١٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور مدینے میں اعلان کر دو کہ قرآن (کی قراءت) کے بغیر نماز نہیں خواہ فاتحة الكتاب ہو اور کچھ زیادہ۔ خواہ فاتحة الكتاب ہو اور کچھ زیادہ۔''

٨٢٠- **حَدَّثَنا** ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عن أبي عُثْمَانَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أمَرَنِي رسولُ الله ﷺ أنْ أُنَادِيَ أنَّهُ لا صَلَاةَ إلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ.

٨٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اعلان کر دوں کہ قراءت فاتحہ اور کچھ مزید کے بغیر نماز نہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایات سنداً ضعیف ہیں۔ لیکن اس میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح روایات سے ثابت ہیں، یعنی

٨١٨ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٣/٣ من حديث همام به * قتادة مدلس، تقدم، ح: ٢٩ ولم أجد تصريح سماعه والعجب من الحافظ ابن حبان، بأنه صرح أن لا يحتج برواية المدلس إذا عنعن وذكر قتادة في المدلسين (المجروحين: ١/ ٩٢) ثم حشر هذا الحديث في صحيحه(الإحسان)، ح: ١٧٨٧ فسبحان من لا يسهو.

٨١٩ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ٩٩ (بتحقيقي) من حديث عيسى بن يونس وأحمد: ٢/ ٤٢٨ من حديث جعفر بن ميمون به، وجعفر هذا ضعيف، ضعفه أحمد، وابن معين والبخاري والجمهور.

٨٢٠ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢٨ عن يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق لعلته.

منفرد شخص کے لیے سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت یا قرآن سے کچھ حصہ پڑھنے کا حکم ہے۔لیکن جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا جائے۔

٨٢١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن لْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَن أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا لسَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بنِ زُهْرَةَ يقولُ: سمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيها بِأُمِّ لْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ ئيْرُ تَمام». قال: فَقُلْتُ: ياأَبَا هُرَيْرَةَ! ني أَكُونُ أَحيَانًا وَرَاءَ الإمَامِ. قال: فَغَمَزَ رَاعِي وقال: اقْرَأْ بِهَا يافَارِسِيُّ في فْسِكَ! فإنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ قولُ: «قال اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ لصَّلَاةَ بَيْني وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، فَنِصْفُهَا ي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سأَلَ». ال رسولُ الله ﷺ: «اقْرَؤُوا يقولُ الْعَبْدُ: لْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ، يقولُ الله عَزَّ جَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي. يقولُ: الرَّحْمَنِ لرَّحِيمِ، يقولُ الله عَزَّ وَجَلَّ: أَثْنَى عَلَيَّ بْدِي، يقولُ الْعَبْدُ: مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ، ولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجَّدَنِي عَبْدِي. يقولُ لْعَبْدُ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، فَهَذِهِ ني وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يقولُ

٨٢١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جوشخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے کامل نہیں ہے۔'' (ابوسائب نے کہا) میں نے کہا: اے ابوہریرہ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ تو انہوں نے میری کلائی دبائی اور کہا: اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھا کرو بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ کہتے تھے: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھے آدھ تقسیم کر دیا ہے نصف میرے لیے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھا کرو۔ بندہ کہتا ہے ﴿الحمدلله رب العالمين﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿الرحمٰن الرحيم﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿مالك يوم الدين﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿اياك نعبد واياك نستعين﴾ (اللہ فرماتا ہے:) یہ میرے اور بندے کے مابین ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ کہتا ہے

٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٥ من حديث لك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٤، ٨٥ (والقعنبي، ص: ١٣٧ـ١٣٩).

الْعَبْدُ: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَهَؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ».

﴿اهدنا الصراط المستقيم، صراط الذين أنعمت عليهم، غير المغضوب عليهم ولاالضالين﴾ یہ سب میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔“

فوائد ومسائل: ① سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص اور ناتمام رہتی ہے جس کی تعبیر دوسری احادیث میں کچھ یوں ہے۔ [لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح بخاری، حدیث: ٧٥٦ وصحیح مسلم، حدیث: ٣٩٤) اسماعیلی کی روایت میں جناب سفیان سے مروی ہے۔ [لَاتُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَايُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (سنن دارقطنی، حدیث: ١٢١٢) ”جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کافی نہیں ہوتی۔“ فتح الباری، ابن خزیمہ، ابن حبان اور احمد میں ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ لَايُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ] (فتح الباری، شرح حدیث: ٧٥٦) ”جس نماز میں ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ قبول نہیں ہوتی۔“ اس قسم کے مختلف الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ اس کا پڑھنا فرض اور واجب ہے الا یہ کہ کوئی پڑھنے سے عاجز ہو۔ ② اس حکم میں تمام قسم کی نمازیں (فرض، نفل، جنازہ، عید اور کسوف وغیرہ) اور تمام طرح کے نمازی (منفرد، امام، مقتدی، حاضر اور مسافر) شامل ہیں۔ ③ ”نفس میں پڑھنا“۔ اس سے مراد آواز نکالے بغیر زبان سے پڑھنا ہے۔ صرف ان الفاظ کا خیال اور تصور صحیح نہیں اسے کسی طرح قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا۔ نیز یہ مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اور رائے محض نہیں، بلکہ ان کا استدلال صریح اور صحیح فرمان نبوی سے ہے۔ ④ سورۂ فاتحہ کو ”نماز“ سے تعبیر کرتے ہوئے صرف اسی کی تقسیم کی گئی ہے اور اس تقسیم میں بسم اللہ کو شمار نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔ ⑤ امام کے پیچھے ہونے کا اشکال آج کا نیا اشکال نہیں ہے بلکہ تابعین کے دور سے ہے، مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پڑھنے کا فتویٰ اور اس کی دلیل پیش فرما کر تمام اوہام کا ازالہ فرما دیا ہے۔ نیز آیت کریمہ ﴿إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ (اعراف: ٢٠٤) ”جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنو“ کا مفہوم بھی واضح کر دیا کہ آہستہ پڑھو یعنی آواز نہ نکالو۔ اس میں انصات بھی ہے اور قراءت پر عمل بھی۔ نیز حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَاتَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ] یعنی ”امام کے پیچھے صرف سورۂ فاتحہ کی قراءت کرو“ ⑥ سورۂ فاتحہ نماز کی سب رکعات میں پڑھی جائے۔ جیسے کہ حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث (مسیئ الصلوٰۃ) میں آیا کہ [ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا] (صحیح بخاری، حدیث: ٧٩٣ و صحیح مسلم، حدیث: ٣٩٧) ”اور پوری نماز میں ایسے ہی کرو۔“

٨٢٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ

٨٢٢- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ

٨٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

سَرْحِ قالا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن مَحْمُودِ بنِ الرَّبِيعِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال : «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا». قال سُفْيَانُ : لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ.

طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص سورۂ فاتحہ اور کچھ مزید نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔'' جناب سفیان نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا پڑھ رہا ہو (تو یہ حکم ہے)۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے' مگر بعض روایات میں ''فَصَاعداً'' کا لفظ منقول نہیں ہے۔ اس لفظ کے لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ کم از کم سورۂ فاتحہ پڑھے یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے۔ سورۂ فاتحہ سے کم نہ پڑھے۔ یعنی سوۂ فاتحہ کا پڑھنا بہر حال ضروری ہے۔ باقی رہا سفیان رحمہ اللہ کا یہ بیان کہ یہ اکیلے کے لیے ہے تو یہ ان کی رائے ہے اور اس مسئلے میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف رہا ہے۔ ② [لَا صَلٰوة] میں لائے نفی جنس ہے' نفی کمال نہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ ''نبی ﷺ کے الفاظ اس کے رکن ہونے پر دلالت کرتے ہیں: [لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] اور [لَا تُجزِئُ صَلٰوةُ رَجُلٍ حَتّٰى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ] ''آدمی کی نماز جائز نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر سیدھی نہ کرے۔'' جس عمل کو شارع علیہ السلام نے ''صلوٰۃ'' سے تعبیر فرمایا ہے اس میں تنبیہ بلیغ ہے کہ یہ نماز میں رکن ہے۔ (حجة الله البالغة: ۲/۴) اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لائے نہی ہے۔ اس معنی میں کہ [لَا تُصَلُّوا اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] ''یعنی فاتحہ کے بغیر نماز مت پڑھو''۔ جیسے کہ فرمایا: [لَاصَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ] (صحيح مسلم' حديث: ۵۶۰) ''کھانا تیار ہو تو نماز نہیں۔'' ③ خیال رہے کہ کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حدیث ''لاصلوٰۃ'' کے الفاظ سے سورۂ فاتحہ کا فرض ہونا لازم آتا ہے اور یہ قرآن پر اضافہ ہے یعنی قرآن مجید میں ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ جب کہ (ان کے نزدیک) سنت سے قرآن پر اضافہ جائز نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خانہ ساز اصول ہے۔ اسے قرآن پر اضافے سے تعبیر کرنا ہی یکسر غلط اور حدیث کو مسترد کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اسی من گھڑت اصول کی بابت امام شوکانی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ اس طرح کی بات کرنا ایک فاسد خیال ہے۔ جس کا نتیجہ بہت سی پاکیزہ سنتوں کے ترک کی صورت میں نکلتا ہے۔ اور اس قاعدے کی کوئی واضح دلیل اور حجت نہیں ہے۔ کتنے ہی مقام ہیں کہ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے: لَا يُجْزِئُ كَذَا ـ لَا يُقْبَلُ كذا ـ لَا يَصِحُّ كَذا اور کچھ لوگ اس کے مقابل کہتے ہیں کہ: يجزئُ ـ يقبل اور يصح. یہی وجہ ہے کہ سلف (صحابہ کرام) نے ایسے اہل الرای سے بچنے کو کہا ہے۔ دیکھیے (نيل الاوطار' باب وجوب قراءة الفاتحة) ④ [فَصَاعِدًا] ''یعنی کچھ مزید'' ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ مزید قراءت بھی واجب ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: [فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ ' فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّم اَسْمَعْنَاكُمْ ، وَمَا اَخْفٰى عَنَّا اَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، وَاِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى اُمِّ الْقُرْآنِ اَجْزَأَتْ، وَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ] (صحیح بخاری، حدیث:۷۷۲) ''ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے جو ہمیں سنوایا ہم تمہیں سناتے ہیں اور جس میں وہ ہم سے خاموش رہے ہم بھی تم سے خاموش رہتے ہیں۔اگر تم سورۂ فاتحہ سے مزید نہ پڑھو تو کافی ہے' اگر مزید پڑھو تو بہتر ہے۔'' دراصل لفظ [فَصَاعِدًا] میں اس شبہے کا ازالہ ہے کہ کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ صرف اور صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی ہے اور کچھ نہیں پڑھنا' تو فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ مزید قراءت بھی ہونی چاہیے۔الا یہ کہ انسان مقتدی ہو۔

۸۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عن مَكْحُولٍ، عن محمُودِ بنِ الرَّبِيعِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: كُنَّا خَلْفَ رسولِ الله ﷺ في صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَرَأَ رسولُ الله ﷺ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ قال: «لَعَلَّكُم تَقْرَؤُونَ خَلْفَ إمَامِكُمْ؟» قُلْنَا: نَعَمْ هَذًّا يارسولَ الله! قال: «لا تَفْعَلُوا إلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فإنَّهُ لا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا».

۸۲۳- حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔آپ نے قراءت شروع فرمائی مگر وہ آپ پر بھاری ہوگئی۔(یعنی آپ اس میں رواں نہ رہ سکے۔) جب آپ فارغ ہوئے تو کہا:''شاید کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟'' ہم نے کہا: ہاں' اے اللہ کے رسول! ہم جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔آپ نے فرمایا:''نہ پڑھا کرو مگر فاتحہ' کیونکہ جو اسے (فاتحہ کو) نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔''

توضیح: شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو ''ضعیف لکھا ہے'' جبکہ امام ترمذی ؒ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔اور خطابی کہتے ہیں: [جَيِّدٌ لَاطَعْنَ فيه] ''یعنی حدیث اچھی ہے اس میں کوئی عیب نہیں۔'' (عون المعبود) علامہ ابن قیم ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایک علت ہے کہ اس کو ابن اسحاق نے مکحول سے بصیغہ عن روایت کیا ہے اور وہ مدلس ہے اور مکحول سے اپنے سماع کی صراحت بھی نہیں کی ہے۔ایسی صورت میں حدیث ناقابل حجت ہو جاتی ہے۔فرماتے ہیں کہ امام بیہقی ؒ نے اس روایت کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے اور اس میں مکحول سے سماع کی صراحت موجود ہے۔اس طرح یہ حدیث موصول اور صحیح ہو جاتی ہے۔امام بخاری ؒ نے کتاب القراءت میں اسے بیان کیا ہے اور اسے صحیح لکھا ہے۔ابن اسحاق کی توثیق وثنا بیان کی ہے۔اور اس حدیث سے حجت لی ہے۔نیز ابن اسحاق کے علاوہ ایک دوسری سند سے بھی بیان کی ہے اور یہ صحیح ہے۔(تهذيب سنن أبي داود' لابن القيم و عون المعبود)

۸۲۳ـ **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في القراءة خلف الإمام، ح: ۳۱۱ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۵/ ۳۲۲ وغيره، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۸۱، وابن حبان، ح: ٤٦٠ * مكحول عنعن، ولحديثه شواهد، منها الحديث الآتي.

٨٢٤- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: أخبرني زَيْدُ بنُ وَاقِدٍ عن مَكْحُولٍ، عن نَافِعِ بنِ مَحْمُودِ بنِ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيِّ، قال نَافِعٌ: أَبْطَأَ عُبَادَةُ عن صَلَاةِ الصُّبْحِ فأَقَامَ أَبُو نُعَيْمٍ المُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى أَبُو نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عُبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أبي نعيمٍ وأبو نعيمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نعيمٍ يَجْهَرُ. قال: أَجَلْ صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فيها الْقِرَاءَةُ. قال: فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فقال: «هَلْ تَقْرَؤُونَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟» فقال بَعْضُنَا: إِنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ، قال: «فَلَا، وَأَنَا أَقُولُ مَالِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَؤُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ».

۸۲۴- جناب نافع بن محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ (ایک بار) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں تاخیر سے آئے تو ابونعیم مؤذن نے تکبیر کہی اور نماز پڑھانا شروع کر دی۔ عبادہ رضی اللہ عنہ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا ہم نے ابونعیم کے پیچھے صف بنائی۔ ابونعیم جہری قراءت کر رہے تھے اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ فارغ ہوئے' تو میں نے عبادہ سے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے حالانکہ (امام) ابونعیم جہری قراءت کر رہے تھے۔ (حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے) کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں آپ نے جہری قراءت کی' مگر آپ قراءت میں الجھ گئے۔ جب آپ علیہ السلام فارغ ہوئے تو ہماری طرف چہرہ کیا اور فرمایا: ''کیا تم لوگ قراءت کرتے ہو' جب میں اونچی آواز سے قراءت کر رہا ہوتا ہوں؟'' ہم میں سے بعض نے کہا: ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہ کیا کرو۔ میں کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا ہے کہ قرآن پڑھنے میں الجھن ہو رہی ہے۔ جب میں جہر سے پڑھ رہا ہوں تو قرآن سے کچھ نہ پڑھو' مگر ام القرآن (فاتحہ۔'')

ملحوظہ: یہ روایت سنن نسائی میں بھی آئی ہے' دیکھیے (سنن نسائی' حدیث :۹۲۱) اور دیگر صحیح روایات کی مؤید ہے اور امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ دیگر قراءت خاموشی سے سنی چاہیے۔

٨٢٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب قراءة أم القرآن خلف الإمام فيما جهر به الإمام، ح:٩٢١ من حديث زيد بن واقد به، وحسنه الدارقطني: ١/ ٣٢٠، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، ص: ٥٠، ٥١، وذكر الضياء المقدسي في المختارة: ٨/ ٣٤٦، ح: ٤٢١ * نافع بن محمود ثقة، وثقه الدارقطني والحاكم وابن حزم (المحلى: ٣/ ٢٤١، ٢٤٢)، وابن حبان والبيهقي والذهبي في الكاشف، ولا عبرة بمن قال فيه مجهول أو مستور بعد هذا التوثيق، وللحديث شواهد.

٨٢٥- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن ابنِ جَابِرٍ وَسَعِيدِ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ وَعَبْدِ اللهِ بنِ الْعَلَاءِ، عن مَكْحُولٍ، عن عُبَادَةَ نَحْوَ حديثِ الرَّبِيعِ بنِ سُلَيْمَانَ قالُوا: فَكَانَ مَكْحُولٌ يَقْرَأُ في المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ في كلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا.

٨٢٥- مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے ربیع بن سلیمان کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔ (مکحول کے تلامذہ نے) بیان کیا کہ جناب مکحول مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں ہر رکعت میں سری طور پر سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

قال مَكْحُولٌ: اقرَأْ بِها فيما جَهَرَ بِهِ الإمَامُ - إذا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَكَتَ - سِرًّا، فإنْ لَمْ يَسْكُتْ اقْرَأْ بِهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ لا تَتْرُكْهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ.

مکحول نے کہا: جب امام جہری قراءت کر رہا ہو اور سکتے کرے تو (اس اثناء میں) خاموشی سے فاتحہ پڑھ لو اگر سکتے نہ کرے تو اس سے پہلے پڑھ لو یا اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاؤ یا اس کے بعد پڑھ لو۔ کسی حال میں چھوڑو نہیں۔

ملحوظہ: مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اس لیے روایت منقطع ہے۔ (منذری) اور تابعی کا عمل واضح ہے کہ وہ بہر صورت امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے اور اس کی تاکید کرتے تھے۔

(المعجم ١٣٢، ١٣٣) - باب مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ (التحفة ١٣٨، ١٣٩)

باب: ۱۳۲، ۱۳۳- ان حضرات کے دلائل جو سری نمازوں میں قراءت کے قائل ہیں

٨٢٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ انْصَرَفَ من صَلاةٍ جَهَرَ فيها بالْقِرَاءَةِ فقال: «هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أحدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟» فقال رَجُلٌ: نَعَمْ

٨٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پھرے، جس میں آپ نے جہری قراءت کی تھی اور فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میں بھی کہہ رہا

٨٢٥- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٦٥، ١٧١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٨٢٦- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في ترك القراءة خلف الإمام، ح: ٣١٢ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٦، ٨٧ (والقعنبي، ص: ١٣٦، ١٣٧)، وصححه ابن حبان، ح: ٤٥٤.

يارسولَ الله! قال: «إنِّي أقُولُ مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ». قال: فَانْتَهَى النَّاسُ عن الْقِرَاءَةِ مع رسولِ الله ﷺ فيما جَهَرَ فيه النَّبيُّ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ من رسولِ الله ﷺ.

تھا مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔'' راوی نے کہا: پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھنے سے رک گئے ان نمازوں میں جن میں آپ جہر کر رہے ہوتے جبکہ انہوں نے آپ سے یہ فرمان سنا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى حديثَ ابنِ أُكَيْمَةَ هذا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ وَأُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ، عن الزُّهْرِيِّ عَلَى مَعْنَى مَالِكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن اکیمہ کی یہ روایت معمر' یونس اور اسامہ بن زید نے زہری سے مالک کی روایت کے ہم معنی روایت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام جب سری قراءت کر رہا ہو تو مقتدی بھی قراءت کریں' سورۂ فاتحہ اور مزید بھی پڑھیں۔ ② یہ استدلال کہ امام جہری قراءت کرے اور مقتدی فاتحہ بھی نہ پڑھے' ہرگز راجح نہیں ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اگلی روایت سے ثابت کیا ہے کہ [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ] جناب زہری کا مقولہ ہے نہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا۔ لہٰذا مدرج ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ٹھہرا۔

٨٢٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ ومُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ أبي خَلَفٍ وَعَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ وَابنُ السَّرْحِ قالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ قال: سَمِعْتُ ابنَ أُكَيْمَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ قال: سَمِعْتُ أبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ صَلَاةً نَظُنُّ أنَّهَا الصُّبْحُ - بِمَعْنَاهُ إلَى قَوْلِهِ: «مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ».

٨٢٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' خیال ہے کہ یہ صبح کی نماز تھی...... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی [مَالِي أُنَازِعُ الْقُرآن] ''مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔'' تک بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ قال مَعْمَرٌ: فَانْتَهَى النَّاسُ عن الْقِرَاءَةِ فيما جَهَرَ بِهِ رسولُ الله ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: مسدد نے اپنی حدیث میں کہا کہ معمر نے بیان کیا: پس لوگ ان نمازوں میں قراءت سے رک گئے جن میں رسول اللہ ﷺ جہری قراءت

٨٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٥٧، ١٥٨ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

کرتے تھے۔

وقال ابنُ السَّرْحِ في حَدِيثِهِ: قال مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قال أبو هُرَيْرَةَ: فَانتهَى النَّاسُ.

اور ابن سرح نے اپنی روایت میں کہا: معمر نے بواسطہ زہری بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا: ''پس لوگ رک گئے۔''

وقال عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ من بَيْنِهِم قال سُفْيَانُ وَتَكَلَّمَ الزُّهْرِيُّ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَسْمَعْهَا فقال مَعْمَرٌ إِنَّهُ قال: فَانْتَهَى النَّاسُ.

اوران میں سے عبداللہ بن محمد زہری نے بیان کیا کہ سفیان نے کہا کہ زہری نے کوئی کلمہ کہا جو میں نہ سن سکا' تو معمر نے بتایا کہ انہوں نے کہا ہے: ''پس لوگ رک گئے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ إسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ، وانْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى قَوْلِهِ: «مَالِيَ أُنَازِعُ الْقُرْآنَ». وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عن الزُّهْرِيِّ قال فيه: قال الزُّهْرِيُّ: فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُونَ بِذَلِكَ فَلَمْ يَكُونُوا يَقْرَؤُونَ مَعَهُ فيما يَجْهَرُ بِهِ.

امام ابوداود نے کہا: اوراس حدیث کو عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے روایت کیا ہے جو کہ [مَالِيَ أُنَازِعُ الْقُرْآن] کے الفاظ تک ہے۔ اور اوزاعی نے اسے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ زہری نے کہا: پس مسلمان اس پر متنبہ ہو گئے تو جب آپ ﷺ جہری قراءت کرتے تو وہ آپ کے ساتھ قراءت نہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال قَوْلُهُ: فَانْتَهَى النَّاسُ، من كلامِ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن فارس سے سنا کہ [فَانْتَهَى النَّاسُ] ''یعنی لوگ رک گئے۔'' زہری کا کلام ہے۔

فائدہ: امام ترمذی ؒ بھی یہی لکھتے ہیں کہ زہری کے کچھ تلامذہ [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِيْنَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم] کا جملہ جناب زہری کا مقولہ بتاتے ہیں......اور یہ حدیث قائلین قراءت خلف الامام کے خلاف نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث (زیر بحث) حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے اور وہی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ''جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے' ناقص ہے' کامل نہیں ہے۔'' شاگرد نے کہا کہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں' تو انہوں نے فرمایا: ''اپنے جی میں پڑھ لیا کرو۔'' اور ابوعثمان نہدی حضرت ابوہریرہ ؓ سے راوی ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ ''فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں۔'' چنانچہ اکثر اصحاب الحدیث کی ترجیح یہی ہے کہ جب امام جہر کر رہا ہو تو مقتدی قراءت نہ کرے بلکہ سکتاتِ امام میں پڑھا کرے۔'' دیکھیے (جامع ترمذی' حدیث: ٣١٢)

٨٢٨- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أخْبَرَنَا شُعْبَةُ المَعْنَى عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجاءَ رَجُلٌ فَقَرَأَ خَلفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأعْلَى، فَلَمَّا فَرَغَ قال: «أيُّكُمْ قَرَأَ؟» قالُوا: رَجُلٌ، قال: «قَدْ عَرَفْتُ أنَّ بَعْضَكُمْ خالَجَنِيهَا».

٨٢٨- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی' ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کے پیچھے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''تم میں سے کس نے قراءت کی ہے؟'' انہوں نے کہا: ایک آدمی نے قراءت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے قراءت میں الجھایا ہے۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قال أبُو الْوَلِيدِ في حَدِيثِهِ: قال شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ أَلَيْسَ قَوْلُ سَعِيدٍ: أنْصِتْ لِلْقُرآنِ؟ قال: ذَاكَ إذَا جَهَرَ بِهِ. وقال ابنُ كَثِيرٍ في حَدِيثِهِ قال: قُلْتُ لِقَتَادَةَ: كأنَّهُ كَرِهَهُ. قال: لَوْ كَرِهَهُ نَهَى عَنْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابوالولید نے اپنی روایت میں شعبہ سے نقل کیا کہ میں نے قتادہ سے کہا: کیا سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ ''قرآن کے لیے خاموش رہو؟'' کہا: یہ تب ہے جب وہ جہراً پڑھے۔ ابن کثیر نے اپنی روایت میں کہا: میں نے قتادہ سے کہا: گویا آپ نے اسے (یعنی پڑھنے کو) مکروہ جانا۔ کہا: اگر مکروہ جانتے تو روک دیتے۔

٨٢٩- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ، فَلَمَّا انْفَتَلَ قال: «أيُّكُمْ قَرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأعْلَى؟» فقال رَجُلٌ: أنَا، فقال: «عَلِمْتُ أنَّ بَعْضَكُمْ خالَجَنِيهَا».

٨٢٩- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی' جب فارغ ہوئے تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ کی قراءت کی ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں نے' آپ نے فرمایا: ''میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کوئی مجھے (قراءت میں) الجھا رہا ہے۔''

فوائد ومسائل: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں

٨٢٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب نهي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه، ح: ٣٩٨ من حديث شعبة به.

٨٢٩ـ تخريج: [**صحيح**] انظر الحديث السابق.

سے اکثر اہل علم، تابعین اور ان کے بعد والے قراءت (فاتحہ) خلف الامام کے قائل ہیں۔ امام مالک، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق ؒ اسی کے قائل ہیں۔'' جناب عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ ''میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں، لوگ بھی قراءت کرتے ہیں سوائے اہل کوفہ کی ایک قوم کے، اور میری رائے میں جو قراءت نہ کرے اس کی نماز جائز ہے۔'' تاہم اہل علم کی ایک جماعت نے ترک قراءت فاتحہ میں از حد شدت اختیار کی ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، خواہ آدمی امام کے پیچھے ہی ہو۔ ان کا استدلال حضرت عبادہ بن صامت ؓ کی حدیث سے ہے۔ اور وہ نبی ﷺ کے بعد بھی امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے اور فرمان نبوی [لَا صَلَاةَ اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] پر عمل پیرا تھے۔ امام شافعی اور اسحاق ؒ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل ؒ [لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا معنی یہ فرماتے ہیں کہ یہ منفرد کے لیے ہے۔ ان کا استدلال حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی حدیث سے ہے کہ ''جو کوئی ایک رکعت پڑھے اور اس میں ام القرآن کی قراءت نہ کرے تو اس نے نماز نہیں پڑھی، الا یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔'' (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۳) امام احمد ؒ کہتے ہیں کہ یہ بھی جماعت صحابہ کے ایک فرد ہیں، ان کے نزدیک [لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا مفہوم یہی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب وہ اکیلا ہو۔ بایں ہمہ امام احمد بن حنبل ؒ قراءت خلف الامام کو ترجیح دیتے ہیں کہ مُصَلِّی (نماز پڑھنے والا) خواہ امام کے پیچھے ہی ہو، قراءت فاتحہ نہ چھوڑے۔ (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۲)

الغرض سوائے اہل کوفہ کے تمام ائمہ قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ اور یہ اہم ترین مسائل میں سے ہے کیونکہ اس کا تعلق صحت نماز کے ساتھ ہے۔ ائمہ عظام میں سے امام بخاری ؒ نے ''جزء القراءة'' اور امام بیہقی نے ''كتاب القراءة خلف الامام'' کے نام سے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ہمارے دور حاضر کے ثقہ علماء علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری (صاحب تحفۃ الاحوذی) نے ''تحقيق الكلام فى وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام'' میں اور مولانا ارشاد الحق الاثری نے ''توضيح الكلام فى وجوب الفاتحة خلف الامام'' میں اس مسئلے کے مَالَهُ وَمَا عَلَيْهِ کا احاطہ کیا ہے۔ جَزَاهُم اللّٰهُ خيراً۔

(المعجم ١٣٤، ١٣٥) - باب مَا يُجْزِيءُ الْأُمِّيَّ وَالْأَعْجَمِيَّ مِنَ الْقِرَاءَةِ (التحفة ١٤٠)

باب: ۱۳۴، ۱۳۵- ان پڑھ اور عجمی آدمی کو کس قدر قراءت کافی ہو سکتی ہے؟

٨٣٠- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخْبَرَنَا خَالِدٌ عن حُمَيْدٍ الأعْرَجِ، عن مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: خَرَجَ

۸۳۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم میں دیہاتی بھی تھے

٨٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧ من حديث خالد به، وللحديث طريق آخر عنده: ٣/ ٣٥٧.

عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِينَا الأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ فقال: «اقْرَؤُوا فكلٌّ حَسَنٌ، وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُونَهُ ولا يَتَأَجَّلُونَهُ».

اور غیر عرب بھی۔ آپ نے فرمایا: ''پڑھے جاؤ' سب ہی بہتر ہے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اسے (قراءت قرآن کو) ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس کا اجر (دنیا میں) جلد ہی لینا چاہیں گے اور (آخرت تک) مؤخر نہیں کریں گے۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن کریم کو لحن عرب میں پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے اور اس میں اپنی سی محنت اور کوشش کرتے رہنا چاہیے' کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے' مگر بدوی اور عجمی لوگوں کے لیے عربی اسلوب اور قواعد تجوید پر کما حقہ پورا اترنا مشکل ہوتا ہے اس لیے آپ نے مختلف طبقات کے لوگوں کی قراءت کی توثیق فرما کر امت پر آسانی اور احسان فرمایا ہے۔ ② ایسے لوگوں کا پیدا ہو جانا' جو قراءت قرآن کو ریاء' شہرت اور حطام دنیا (دنیوی ساز وسامان) جمع کرنے کا ذریعہ بنالیں' آثار قیامت میں سے ہے۔ ③ ظاہر الفاظ کی تجوید میں مبالغہ اور آواز کے زیر و بم ہی کو قراءت جاننا اور مفہوم ومعنی سے صرف نظر کر لینا از حد معیوب ہے۔ ④ تلاوت قرآن اور اس کے درس وتدریس میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا واجب ہے۔ ⑤ حدیث نبوی [اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجراً كِتَابُ اللّٰهِ] ''سب سے عمدہ چیز جس پر تم اجر (عوض واجرت) لے سکتے ہو' اللہ کی کتاب ہے۔ (صحيح بخاري' كتاب الإجارہ' باب:١٦) اور مذکورہ بالا حدیث میں تطبیق یہ ہے کہ عزیمت' عوض نہ لینے میں ہے۔ تاہم امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ معلم اس سلسلے میں کوئی شرط نہ کرے' ویسے کچھ دیا جائے تو قبول کرلے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں دس درہم ادا کیے۔ (حوالہ مذکور) بہر حال مدرس اور داعی حضرات مجاہد کی طرح ہیں۔ اگر اعلائے کلمۃ اللہ کی نیت رکھتے ہوں اور عوض لیں تو ان شاء اللہ مباح ہے' کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر نیت محض مال کمانا ہو تو حرام ہے اور دنیا و آخرت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی خسارے کا سودا نہیں۔

٨٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو وابنُ لَهِيعَةَ عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن وَفَاءِ ابنِ شُرَيْحٍ الصَّدَفِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ يَوْمًا وَنَحْنُ نَقْتَرِئُ فقال: «الْحَمْدُ لله

٨٣١- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ پڑھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''الحمد للہ! کتاب اللہ ایک ہے اور تم (پڑھنے والوں) میں سرخ' سفید اور کالے سبھی لوگ ہیں۔ اسے پڑھے جاؤ! قبل اس کے کہ وہ لوگ اس کی قراءت شروع کردیں

٨٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٨ من حديث ابن لهيعة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٨٦ * فيه وفاء بن شريح مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والحديث السابق يغني عنه.

كِتَابُ الله وَاحِدٌ وَفِيكُم الأَحْمَرُ وَفِيكُم الأَبْيَضُ وَفِيكُم الأَسْوَدُ، اقْرَؤُوهُ قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَهُ أقوام يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَوَّمُ السَّهْمُ يُتَعَجَّلُ أَجْرُهُ وَلَا يُتَأَجَّلُهُ».

جو اسے ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے اور اس کا اجر جلد ہی (دنیا میں) لینا چاہیں گے' اسے (آخرت تک) مؤخر نہ کریں گے۔"

٨٣٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عن أبي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن إبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي أوْفَى قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فقال: إنِّي لا أسْتَطِيعُ أنْ آخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلِّمْني مَا يُجْزِئُني مِنْهُ فقال: «قُلْ: سُبْحَانَ الله وَالْحَمْدُ لله وَلا إلَهَ إلَّا الله وَالله أكْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بالله الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ». قال: يارسولَ الله! هَذَا لله فَمَا لي؟ قال: «قُلِ اللَّهُمَّ ارْحَمْني وَارْزُقْني وَعَافِني وَاهْدِني» فَلَمَّا قَامَ قال هَكَذَا بِيَدِهِ فقال رسولُ الله ﷺ: «أَمَّا هَذَا فَقَدْ مَلأَ يَدَهُ مِنَ الْخَيْرِ».

٨٣٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں قرآن سے کچھ یاد نہیں کر سکتا' مجھے کچھ سکھا دیجیے جو میرے لیے (قراءت قرآن سے) کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا: "تم [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم] پڑھا کرو۔" "اللہ پاک ہے' اسی کی تعریف ہے' اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ برائیوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق ملنا' اللہ کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔ وہ عالی ہے عظمت والا ہے۔" کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ تو اللہ کے لیے ہوا' میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي]" "اے اللہ! مجھ پر رحم فرما۔ مجھے رزق دے' راحت وعافیت سے نواز اور ہدایت سے سرفراز فرما۔" چنانچہ جب وہ کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لیے ہیں۔"

فائدہ: سابقہ صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ کم از کم قراءت فاتحہ واجب ہے۔ لہٰذا جو کوئی از حد عاجز ہو اور کسی

٨٣٢- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب ما يجزىء من القراءة لمن لا يحسن القرآن، ح: ٩٢٥ من حديث إبراهيم السكسكي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٤٤، وابن حبان، ح: ٤٧٣، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٤١، ووافقه الذهبي، وقال النسائي: "إبراهيم السكسكي" ليس بذاك القوي" قلت: وثقه الجمهور وحديثه حسن.

بھی معقول سبب سے سورۂ فاتحہ اور قرآن مجید پڑھنے یا یاد رکھنے پر قادر نہ ہو تو اسے مذکورہ بالا ذکر سے اپنی نماز پوری کرنی چاہیے یا اس قسم کے دیگر کلمات طیبات پڑھا کرے۔ شارح مصابیح نے اشارہ کیا ہے کہ اس سائل کا سوال یہ تھا کہ میں فوری طور پر کچھ یاد نہیں کر سکتا جبکہ نماز فرض ہو چکی ہے' تب نبی ﷺ نے اسے یہ کلمات تعلیم فرمائے۔ (عون المعبود) بہر حال بوڑھے کھوسٹ مردوں' عورتوں اور کمزور عقل افراد کے لیے رخصت ہے کہ وہ اس قسم کے ذکر سے اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

٨٣٣- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عن حُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنَّا نُصَلِّي التَّطَوُّعَ نَدْعُو قِيَامًا وَقُعُودًا وَنُسَبِّحُ رُكُوعًا وَسُجُودًا.

٨٣٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نفل پڑھا کرتے تو قیام اور قعود میں دعا کیا کرتے تھے اور رکوع اور سجدے میں تسبیحات۔

فائدہ: یہ ضعیف ہونے کے ساتھ موقوف بھی ہے' یعنی ایک صحابی کا عمل۔

٨٣٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ مِثْلَهُ، لَمْ يَذْكُرِ التَّطَوُّعَ قال: كَانَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِمَامًا أَوْ خَلْفَ إِمَامٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ قَدْرَ قَافْ وَالذَّارِيَاتِ.

٨٣٤- جناب حمید نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور نفل کا ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی کہا کہ حسن بصری ؒ ظہر اور عصر میں امام ہوتے ہوئے یا امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھتے اور سبحان اللہ' اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے اور سورۂ قٓ اور الذاریات کے بقدر کہتے۔

ملحوظہ: پہلی حدیث منقطع ہے اور دوسری جناب حسن بصری کا عمل۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت اعمال ہی میں خیر اور نجات ہے اور اس قدر ضرور ثابت ہے کہ نبی ﷺ اثنائے قراءت میں آیاتِ رحمت پر دعا اور آیات عذاب پر تعوذ اور استغفار کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی قنوت میں' سجدوں کے درمیان' رکوع اور سجدوں میں اور تشہد کے بعد حسب حال دعائیں وارد ہیں اور کی جا سکتی ہیں۔

(المعجم ١٣٥، ١٣٦) - باب تَمَامِ التَّكْبِيرِ (التحفة ١٤١)

باب:١٣٥، ١٣٦- نماز میں تکبیرات کہنے کا بیان

٨٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * حميد الطويل مدلس وعنعن.

٨٣٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته.

٨٣٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيرٍ، عن مُطَرِّفٍ قال: صَلَّيْتُ أنَا وعِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَكَانَ إذَا سَجَدَ كَبَّرَ وإذَا رَكَعَ كَبَّرَ، وإذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أخَذَ عِمْرَانُ بِيَدَيَّ وقال: لَقَدْ صَلَّى هَذَا قَبْلُ، أو قال: لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا قَبْلُ صلاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

٨٣٥- جناب مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو وہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے' رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے دو رکعتوں سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جب ہم فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: انہوں نے ہمیں پہلے والی نماز پڑھائی یا کہا: ہمیں اس طرح نماز پڑھائی جو ہم پہلے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

مسئلہ: دراصل لوگوں نے تکبیراتِ انتقال کہنی چھوڑ دی تھیں' تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اسی سنت کی طرف اشارہ فرمایا۔

٨٣٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أبي وبَقِيَّةُ عن شُعَيْبٍ، عن الزُّهْرِيِّ قال: أخبرني أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ في كلِّ صَلَاةٍ مِنَ المَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يقولُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يقولُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يقولُ: اللهُ أكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الجُلُوسِ

٨٣٦- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابوسلمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر فرض اور غیر فرض نماز میں تکبیریں کہا کرتے تھے' جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے' پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر (رکوع سے اٹھتے تو) [سمع اللہ لمن حمدہ] کہتے' اس کے بعد [ربنا ولك الحمد] کہتے۔ پھر سجدے کو جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے' پھر (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے' پھر سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہتے' پھر دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے اور ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے' حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر جب نماز سے پھرتے تو کہتے: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نماز

٨٣٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إتمام التكبير في السجود، ح: ٧٨٦، ومسلم، الصلوة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلوة . . . الخ، ح: ٣٩٣ من حديث حماد بن زيد به.

٨٣٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ٨٠٣ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

ي اثْنَتَيْنِ، فَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يقولُ حِينَ يَنْصَرِفُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ] شِبْهًا بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا.

کے معاملے میں میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہوں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی یہی نماز تھی، حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْكَلَامُ الأَخِيرُ يَجْعَلُهُ مَالِكٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَغَيْرُهما عن الزُّهْرِيِّ عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، وَوَافَقَ عَبْدُ الأَعْلَى - عن مَعْمَرٍ - شُعَيْبَ بنَ أَبِي حَمْزَةَ، عن الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ مالک اور زبیدی وغیرہ نے ان آخری جملوں کو بواسطہ زہری جناب علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے۔ جبکہ عبدالاعلیٰ نے بواسطہ معمر شعیب بن ابی حمزہ کی موافقت کی ہے۔ (جیسے کہ مؤلف نے ذکر کیا ہے۔)

فائدہ: ہر دو رکعت میں گیارہ اور چار رکعتوں میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں۔ تکبیر تحریمہ اور تیسری رکعت کی تکبیر کے علاوہ ہر رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ امام احمد ؒ نے سب ہی کو واجب کہا ہے جبکہ دوسرے حضرات صرف تکبیر تحریمہ کو واجب کہتے ہیں اور باقی کو سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام کے عمل سے کسی موقع پر بھی ان کا ترک ثابت نہیں ہے۔

٨٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ وَابنُ الْمُثَنَّى قالا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الحَسَنِ بْنِ عِمْرَانَ قال ابنُ بَشَّارٍ الشَّامِيُّ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الله الْعَسْقَلَانِيُّ عن ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ وكَانَ لا يُتِمُّ التَّكْبِيرَ.

٨٣٧- جناب ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ سب تکبیریں نہ کہتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

امام ابوداود نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ رکوع

٨٣٧ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٦، ٤٠٧ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٢٨٧، وقال: "وهذا عندنا لا يصح"، ورواه البخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٣٠٠، ٣٠١ * الحسن بن عمران الشامي لين الحديث (تقريب).

مِنَ الرُّكُوعِ وَأَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ لَمْ يُكَبِّرْ وإذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يُكَبِّرْ.

سے سر اٹھا کر سجدے کو جاتے ہوئے اور سجدوں سے قیام کرتے ہوئے تکبیر نہیں کہی۔

ملحوظہ: ابوداود طیالسی سے مروی ہے کہ یہ ہمارے نزدیک باطل ہے۔(منذری) تکبیراتِ انتقال رسول اللہ ﷺ کا متواتر عمل ہے۔

(المعجم ١٣٦، ١٣٧) - **بَابٌ: كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ** (التحفة ١٤٢)

باب:١٣٦، ١٣٧-(سجدوں کے لیے جھکتے ہوئے) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے کیوں کر رکھے؟

٨٣٨- **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَحُسَيْنُ ابنُ عِيسَى قالا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وإذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

٨٣٨- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔

٨٣٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جُحَادَةَ عن عَبْدِ الْجَبَّارِ ابنِ وَائِلٍ، عن أبِيهِ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ حديثَ الصَّلَاةِ قال: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إلَى الأَرْضِ قَبْلَ أنْ يَقَعَا كَفَّاهُ.

٨٣٩- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے حدیث صلاۃ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب سجدہ کیا تو ان کے گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پہنچے۔

قال هَمَّامٌ: وحَدَّثَنَا شَقِيقٌ: حدثني عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا. وفي حديثِ أحَدِهما، وَأَكْبَرُ عِلْمِي أنَّهُ في حديثِ مُحَمَّدِ بنِ

ہمام نے کہا کہ شقیق نے عاصم بن کلیب عن ابیه عن النبی ﷺ کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ اور محمد بن جحادہ یا شقیق میں سے کسی ایک کی روایت میں ہے۔ اور غالبًا محمد بن جحادہ کی روایت میں

٨٣٨ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب السجود، ح: ٨٨٢ عن الحسن بن علي الخلال به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٨ ✱ شريك القاضي مدلس كما تقدم: ٧٢٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٨٣٩ـ **تخريج**: [**ضعيف**] كما تقدم، ح: ٧٣٦.

جُحَادَةَ: وإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى فَخِذِهِ.

ہے کہ آپ جب اٹھتے تو اپنے گھٹنوں پر اٹھتے اور اپنی رانوں کا سہارا لیتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں' بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں' جیسا کہ اگلی حدیث ۸۴۰ میں ہے۔

٨٤٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيز بنُ مُحَمَّدٍ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ حَسَنٍ عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُم فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ».

۸۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے' چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔“

فائدہ: حضرت ابوہریرہ ؓ کی حدیث کی سند ”جید“ ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے۔ اور حافظ ابن حجر ؒ نے اس حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قوی تر فرمایا ہے۔ دیکھیے (تمام المنة' ص: ۱۹۳'۱۹۴) اس لیے راجح یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں اور پھر گھٹنے۔

٨٤١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ نَافِعٍ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بن حَسَنٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُم في صَلَاتِهِ يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ».

۸۴۱- حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(کیا) تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں اس طرح بیٹھنے کا قصد کرتا ہے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔“

فائدہ: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (کتاب الاذان' باب: ۱۲۸) حافظ ابن حجر کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے

٨٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ح: ١٠٩٢ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، ورواه الترمذي، ح: ٢٦٩، وقال: "غريب"، وللحديث شاهد، صححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٢٦، ووافقه الذهبي.

٨٤١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ح: ١٠٩١ عن قتيبة به، وانظر الحديث السابق.

پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور معلوم حقیقت ہے کہ حیوان کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور اونٹ جب بیٹھنے کیلئے جھکتا ہے تو پہلے اپنے گھٹنے ہی رکھتا ہے۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں' مگر احناف اور شوافع حضرت وائل رضی اللہ عنہ والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (تحفة الاحوذی' تمام المنة)

(المعجم ١٣٧، ١٣٨) - باب النُّهُوضِ فِي الْفَرْدِ (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۳۷'۱۳۸- طاق رکعت (پہلی اور تیسری) سے اٹھنے کا طریقہ

٨٤٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْني ابنَ إبْرَاهِيمَ عن أيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ قال: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فقال: وَالله! إِنِّي لأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي. قال: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَيْفَ صَلَّى؟ قال: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هَذَا - يَعْني عَمْرَو بنَ سَلِمَةَ إمَامَهُمْ - وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الآخِرَةِ في الرَّكْعَةِ الأُولَى قَعَدَ ثُمَّ قَامَ.

۸۴۲- جناب ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں تمہیں نماز پڑھاؤں گا. حالانکہ نماز کا ارادہ نہیں۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (ایوب نے کہا:) میں نے ابوقلابہ سے پوچھا انہوں نے کیسے نماز پڑھی؟ کہا: ہمارے اس شیخ کی مانند...... یعنی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی مانند جو وہاں ان کے امام تھے...... اور بیان کیا کہ جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے' پھر (اس کے بعد) اٹھتے تھے۔

فائدہ: پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد قیام سے پہلے ذرا سا بیٹھنے کو عرفاً جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔ یہ جلسہ تعبد ہے اور سنت ہے۔

٨٤٣- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن أيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ قال: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فقال: وَالله! إِنِّي لأُصَلِّي وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ

۸۴۳- جناب ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں نماز پڑھوں گا اور نماز کا ارادہ نہیں' مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے.

٨٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس وهو لا يريد إلا أن يعلمهم صلٰوة النبي ﷺ وسنته ح: ٦٧٧ من حديث أيوب السختياني به.

٨٤٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق

رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي . قال : فَقَعَدَ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الآخِرَةِ .

(ابوقلابہ نے) کہا: چنانچہ وہ پہلی رکعت میں دوسرا سجدہ کرنے کے بعد بیٹھ گئے (اور پھر اٹھے۔)

٨٤٤- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن خَالِدٍ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن مَالِكِ بن الْحُوَيْرِثِ : أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا .

۸۴۴-جناب ابوقلابہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے تھے جب تک کہ درست ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پہلی اور تیسری رکعت میں جلسۂ استراحت مسنون اور مستحب ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تعلیم نماز کے بالخصوص بہت ہی حریص تھے' انہوں نے اس کی جزئیات تک کو محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔

(المعجم ١٣٨، ١٣٩) - **باب الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ** (التحفة ١٤٤)

باب:۱۳۸'۱۳۹-دوسجدوں کے درمیان اقعاء کرنا (ایڑیوں پر بیٹھنا)

٨٤٥- **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بنُ مَعِينٍ : حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابن جُرَيْجٍ ، أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يقولُ : قُلْنَا لِابنِ عَبَّاسٍ فِي الإِقْعَاءِ عَلَى القَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ، فقال : هِيَ السُّنَّةُ. قال قُلْنَا : إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فقال ابنُ عَبَّاسٍ : هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ .

۸۴۵-جناب طاؤس فرماتے تھے کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا: ہم تو اسے پاؤں پر بوجھ یا آدمی کے لیے باعث مشقت خیال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آپ کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

فائدہ: ایڑیوں پر بیٹھنے کو ''اقعاء'' کہتے ہیں اور سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے' مگر اقعاء کی دوسری کیفیت ''عقبة الشيطان'' ناجائز ہے۔ یعنی انسان اپنی پنڈلیوں کو کھڑا کر لے اور سرین پر بیٹھ جائے۔

(المعجم ١٣٩، ١٤٠) - **باب مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ** (التحفة ١٤٥)

باب:۱۳۹'۱۴۰-رکوع سے سر اٹھائے' تو کیا کہے؟

٨٤٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب من استوى قاعدًا في وتر من صلوته ثم نهض، ح: ٨٢٣ من حديث هشيم به.

٨٤٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الإقعاء على العقبين، ح: ٥٣٦ من حديث ابن جريج به.

٨٤٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ وأبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ، كُلُّهُمْ عن الأعمَشِ، عن عُبَيْدِ بنِ الحَسَنِ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أبي أوْفَى يقولُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يقولُ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيءٍ بَعْدُ.

٨٤٦- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے تھے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لكَ الْحَمْدُ مِلْ ءَ السَّمٰوٰاتِ ومِلْءَ الْاَرْضِ ومِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ''سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی! اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے (اس قدر کہ) اس سے سب آسمان بھر جائیں' زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ بنُ الْحَجَّاجِ عن عُبَيْدٍ أبي الْحَسَنِ: هذا الحديثُ لَيْسَ فيه بَعْدَ الرُّكُوعِ. قال سُفْيَانُ: لَقِينَا الشَّيْخَ عُبَيْدًا أبا الْحَسَنِ بَعْدُ فَلَمْ يَقُلْ فيه بَعْدَ الرُّكُوعِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے عبید ابوالحسن سے بیان کیا کہ اس حدیث میں ''رکوع کے بعد'' کا ذکر نہیں ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بعد الشیخ عبید ابوالحسن سے ملاقات کی تو انہوں نے اس روایت میں ''بعد رکوع'' کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن أبي عِصْمَةَ، عن الأعمَشِ، عن عُبَيْدٍ قال: بَعْدَ الرُّكُوعِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: جبکہ شعبہ نے ابوعصمہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عبید سے روایت کیا ہے تو [بَعْدَ الرُّكوع] کا ذکر کیا ہے۔

٨٤٧- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وحَدَّثَنَا محمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أبُو مُسْهِرٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابن السَّرْحِ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ بَكْرٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا

٨٤٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سمع الله لمن حمده] کہہ لیتے تو کہتے: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السماءِ] اور مؤمل کے الفاظ [مِلْءَ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ.......... الخ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے جس سے کہ

٨٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح:٤٧٦ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٨٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح:٤٧٧ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به.

عَبْدُ الله بنُ يُوسُفَ، كُلُّهُمْ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ، عن عَطِيَّةَ بنِ قَيْسٍ، عن قَزَعَةَ بنِ يَحْيَى، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يقولُ حِينَ يقولُ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ». قال مُؤَمَّلٌ: «مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالمَجْدِ، أَحَقُّ ما قال الْعَبْدُ وكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ». زَادَ محمُودٌ: «ولا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ» - ثُمَّ اتَّفَقُوا - «ولا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وقال بِشْرٌ: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» لَمْ يقُلْ محمُودٌ: «اللَّهُمَّ» قال: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

آسمان بھر جائیں' زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے بھر جائے۔ اے وہ ذات جو تعریف و بزرگی کے اہل ہے! سب سے حق بات جو بندے نے کہی لائق ہے...... اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں...... یہی ہے کہ جو تو عنایت فرمادے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور محمود نے زیادہ کیا [ولا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ] اور جو تو روک لے کوئی دے نہیں سکتا پھر [ولا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] اور تیرے مقابلے میں کسی کی بڑائی اور بزرگی فائدہ نہیں دے سکتی یہ سب کا اتفاق ہے۔ بشر نے [اَللّٰهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] بیان کیا ہے اور محمود نے [اَللّٰهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] (باضافہ واو) روایت کیا ہے۔

[رَوَاهُ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن سَعِيدٍ قال: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، وَلَمْ يَقُلْ: «ولا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ» أَيْضًا.

ولید بن مسلم نے سعید سے روایت کیا تو کہا: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ] کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ولم يَجِيءْ بِهِ إِلَّا أَبُو مُسْهِرٍ].

امام ابوداود نے کہا: ان کو صرف ابومسہر ہی نے بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① احادیث میں [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ' رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] سب طرح سے آیا ہے اور سب جائز ہے۔ ② امام اور مقتدی دونوں ہی یہ کلمات کہیں۔

٨٤٨- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ، عن سُمَيٍّ، عن أبي صَالِحٍ

۸۴۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام [سمع الله لمن

٨٤٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: فضل اللهم ربنا لك الحمد، ح: ٧٩٦، ومسلم، الصلٰوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٨ (والقعنبي، ص: ١٤٢).

السَّمَّانِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إذَا قال الإمامُ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، فقولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ، فإنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

حمده] کہے تو تم لوگ کہو[اللّٰهم ربنا لك الحمد] کیونکہ جس کے یہ کلمات ملائکہ (فرشتوں) کے قول کے موافق ہو گئے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ ملائکہ (فرشتے) بھی نمازیوں کے ساتھ یہ کلمات کہتے ہیں اور ان کی دعا کا وقت وہی ہوتا ہے جب امام رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے تسمیع سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اپنے کلمات کہتے ہیں۔ ② مقتدی کو بھی امام کی اقتداء کرنی چاہیے اور اس میں ملائکہ کی موافقت ہے۔

٨٤٩- **حَدَّثَنَا** بِشْرُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ قال: لَا يَقُولُ الْقَوْمُ خَلْفَ الإِمَامِ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَكِنْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

٨٤٩- جناب عامر بن شراحیل شعبی (تابعی) کہتے ہیں کہ لوگوں کو امام کے پیچھے [سمع الله لمن حمده] نہیں کہنا چاہیے۔ وہ [ربنالك الحمد] کہیں۔

فوائد ومسائل: ① تَسْمِيع (سَمِعَ اللّٰه لِمَنْ حَمِدَه کہنا)، تحمید [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہنا) اور دیگر دعاؤں میں منفرد، امام اور مقتدی سب ہی شریک ہوں، احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی، مالک، عطاء، ابوداود، ابوبردہ، محمد بن سیرین، اسحاق اور داود ؒ کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے۔ (نیل الاوطار باب مايقول فى رفعه من الركوع وبعد انتصابه: ٢/٢٧٩) جبکہ کچھ دوسری طرف بھی گئے ہیں جیسے کہ امام شعبی ؒ کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ پہلی صورت ان شاء اللہ راجح ہے۔ ② چاہیے کہ نوخیز بچوں اور طلبۂ علم کو ان دعاؤں کے پڑھنے کا عادی بنایا جائے۔

(المعجم ١٤٠، ١٤١) - بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ١٤٦)

باب: ۱۴۰، ۱۴۱- دو سجدوں کے درمیان کی دعا

٨٥٠- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا كَامِلٌ أَبُو

٨٥٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

٨٤٩ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٨٥٠ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما يقول بين السجدتين، ح: ٢٨٤ من حديث زيد ابن حباب به، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٩٨، وصححه الحاكم: ١/ ٢٦٢، ووافقه الذهبي، ولأصل الحديث شاهد عند مسلم، ح: ٢٦٩٧، وانظر، ح: ٨٧٤، وهو أقوى منه * حبيب بن أبي ثابت مدلس وعنعن.

العلاء: حدثني حَبِيبُ بنُ أبي ثَابِتٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يقولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي».

[اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ] ''اے اللہ! مجھے بخش دے! مجھ پر رحم فرما! مجھے عافیت دے اور ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔''

فوائد و مسائل: ① اس دعا کے سنن ترمذی میں الفاظ یہ ہیں: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ' وَارْحَمْنِیْ' وَاجْبُرْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ] ''أُجْبُرْنِی'' کا مفہوم ہے: ''اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے۔'' دیکھیے (سنن ترمذی' الصلاۃ' باب مایقول بین السجدتین' حدیث: ۲۸۴) ② اس دعا کا پڑھنا سنت ہے' مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں' بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ شیخ شوکانی رحمہ اللہ اس پر اس انداز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں: ''لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے' اس میں ان کے محدث' فقیہ' مجتہد اور مقلد سبھی شریک ہیں' نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔'' (نیل الاوطار' ۲/۲۹۳) ③ سنن ابوداود کی ایک حدیث میں صرف [رَبِّ اغْفِرْلِیْ' رَبِّ اغْفِرْلِیْ] پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۸۷۴) شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم اتنا پڑھنے کو واجب کہتے ہیں۔

(المعجم ١٤١، ١٤٢) - باب رَفْعِ النِّسَاءِ إِذَا كُنَّ مَعَ الْإِمَامِ رُؤُوسَهُنَّ مِنَ السَّجْدَةِ (التحفة ١٤٧)

باب: ۱۴۱' ۱۴۲- عورتیں جب امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھیں' تو سجدے سے کب سر اٹھائیں؟

٨٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ العَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن عَبْدِ الله بنِ مُسْلِمٍ أخي الزُّهْرِيِّ، عن مَوْلًى لِأَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ، عن أَسْمَاءَ ابنةِ أبي بَكْرٍ قالت: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ كَانَ مِنْكُنَّ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا تَرْفَعْ رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ رُؤوسَهُمْ» كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَيْنَ مِنْ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ.

۸۵۱- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ عورتوں سے فرماتے تھے: ''جو تم میں سے اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائے جب تک کہ مرد نہ اٹھالیں۔'' آپ علیہ السلام نے یہ حکم اس لیے دیا کہ کہیں ان کی نظر مردوں کے ستروں پر نہ پڑ جائے۔

٨٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/٣٤٨ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥١٠٩ * فيه مولى أسماء مجهول، والحديث السابق (٦٣٠) يغني عنه.

فوائد ومسائل: ① کپڑوں کی قلت اور ناداری کے باعث بعض صحابہ کرام ؓ ایک ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے اور بعض اوقات وہ اس قدر مختصر ہوتی تھیں کہ انہیں گردنوں پر باندھے ہوتے تھے۔ اس لیے مذکورہ ہدایت دی گئی اور اب اگرچہ حالات بدل گئے' مگر ارشاد نبوی پر عمل واجب ہے' قرینہ اس کا آپ کا تاکید سے یہ فرمانا ہے کہ "جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے۔" نیز اس کی دوسری مثال طواف قدوم میں رَمَل کرنا ہے' یعنی آہستہ آہستہ دوڑنا' یہ بھی ایک وقتی ضرورت سے تھا' مگر جملہ ائمہ امت نے اس سنت کو عَلٰی حَالِهَا باقی رکھنا تسلیم کیا ہے۔ ② صحابیات بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرتی تھیں۔ ③ دوسرے کے ستر کو دیکھنا ناجائز ہے اور اچانک نظر پڑنے کے اندیشے سے بھی بچنا چاہیے' البتہ زوجین اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ ایک دوسرے کا لباس ہیں۔

(المعجم ١٤٢، ١٤٣) - **باب طُولِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ** (التحفة ١٤٨)

باب: ۱۴۲'۱۴۳- رکوع کے بعد کے قیام اور سجدوں کے درمیان کے قعدہ کو طویل کرنے کا بیان

٨٥٢- **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَراءِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ سُجُودُهُ وَرُكُوعُهُ وَقُعُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

۸۵۲- حضرت براء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سجدہ' رکوع اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا قریب قریب برابر ہوا کرتا تھا۔

ملحوظہ: [قُعُوْدُهُ' وَمَابَيْنَ السَّجْدَتَيْن] اس جملے میں نسخوں کا اختلاف ہے۔ منذری میں ہے۔ [كَانَ سُجُوْدُهُ' وَرُكُوْعُه وَمَابَيْنَ السَّجْدَتَيْن] ایک دوسرے نسخے میں [قُعُوْده] کے بعد واؤ عاطفہ نہیں ہے۔

٨٥٣- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ عن أَنَسِ بْنِ مالِكٍ قال: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْجَزَ صَلَاةً من رسولِ الله ﷺ في تَمَامٍ، وَكَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ

۸۵۳- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ ﷺ (کی نماز) سے بڑھ کر مختصر اور کامل ہو۔ آپ [سمع اللّٰہ لمن حمدہ] کہہ کر کھڑے ہوتے (اور اس قدر لمبا قیام کرتے) کہ ہم سمجھتے شاید آپ کو وہم ہو گیا ہے۔ پھر آپ تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ اور آپ

٨٥٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: وحد إتمام الركوع والاعتدال فيه والاطمأنينة، ح: ٧٩٢ من حديث شعبة، ومسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ٤٧١ من حديث الحكم بن عتيبة به.

٨٥٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ٤٧٣ من حديث حماد ابن سلمة به.

أَوْهَمَ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ، وكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ.

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے (اور اس قدر لمبا بیٹھتے) کہ ہم کہتے کہ شاید آپ کو وہم ہو گیا ہے۔

٨٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ - دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِما في الآخَرِ - قالا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوانَةَ عن هِلَالِ بنِ أبي حُمَيْدٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَراءِ بنِ عَازِبٍ قال: رَمَقْتُ مُحَمَّدًا ﷺ - وقال أَبُو كَامِلٍ: رسولَ الله ﷺ - في الصَّلَاةِ فَوَجَدْتُ قِيامَهُ كَرَكْعَتِهِ وَسَجْدَتِهِ. وَاعْتِدَالَهُ في الرَّكْعَةِ كَسَجْدَتِهِ وَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَسَجْدَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ والانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّواءِ.

۸۵۴- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بڑے غور سے دیکھا تو میں نے پایا کہ آپ کا قیام آپ کے رکوع اور سجدے کے برابر ہوتا تھا۔ اور آپ کا رکوع سے اعتدال (قومہ) آپ کے سجدے کے برابر ہوتا تھا۔ اور آپ کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور سجدہ جو سلام اور پھرنے کے مابین ہوتا برابر ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: فَرَكْعَتُهُ وَاعْتِدَالُهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ والانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّواءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد نے روایت کیا کہ آپ کا رکوع، رکوع اور سجدے کے درمیان اعتدال (قیام قومہ) پھر آپ کا سجدہ پھر سلام اور پھرنے کے درمیان بیٹھنا تقریباً برابر ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں اسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: [وَاعْتِدَالُهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ قَرِيباً مِنَ السَّواءِ] ''اور رکوع اور سجدوں کے مابین اعتدال (قومہ) پھر سجدہ اور سلام اور پھرنے کے مابین بیٹھنا تقریباً برابر ہوتے تھے۔'' ② حدیث کے الفاظ کی روایت میں قدرے اختلاف ہے۔ ان الفاظ کی توجیہ یہ ہے کہ [سَجْدَته مَابَيْنَ التَّسْلِيمِ والانصراف] سے سجدہ سہو مراد ہو سکتا ہے۔ اور [اِعْتِدَالُهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ] میں ''رکعتین'' سے ممکن ہے علی سبیل التغلیب رکوع اور سجدہ مراد ہو۔ (بذل المجهود) [سَجْدَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْاِنْصِرَافِ] سے آخری رکعت کا آخری یعنی دوسرا سجدہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ③ رکوع، قومہ، سجدہ، بین السجدتین اور بعد سلام بیٹھنے میں اطمینان ہونا چاہیے اور حسب طول قراءت ان ارکان کو بھی مناسب طول دینا مشروع ومسنون ہے۔ بالکل برابری مراد نہیں ہے۔

٨٥٤_ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٨٥٢، وأخرجه مسلم، ح: ٤٧١ عن أبي كامل به.

(المعجم ١٤٣، ١٤٤) - **باب صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ** (التحفة ١٤٩)

باب:۱۴۳، ۱۴۴- اس آدمی کی نماز جو رکوع اور سجدے میں اپنی کمر برابر نہ کرے؟

٨٥٥- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي مَعْمَرٍ، عن أبي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تُجْزِىءُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ في الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۵۵- حضرت ابومسعود بدری ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو برابر نہ کرلے۔''

٨٥٦- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْني ابنَ عِيَاضٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حدثني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن عُبَيْدِالله - وهذا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى - حدثني سَعِيدُ بنُ أبي سَعِيدٍ عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رسولِ الله ﷺ، فَرَدَّ رسولُ الله ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ وقال: «ارْجِعْ فَصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فقال لَهُ رسولُ الله ﷺ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ»، ثُمَّ قال: «ارْجِعْ فَصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، حَتَّى

۸۵۶- حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا' اس نے نماز پڑھی' پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''جاؤ' نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' چنانچہ وہ گیا اور نماز پڑھی جیسے کہ (پہلے) پڑھی تھی۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''وَعَلَيْكَ السَّلَامُ جاؤ' نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' حتیٰ کہ اس نے تین بار ایسے ہی کیا۔ بالآخر اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں اس سے عمدہ نہیں پڑھ سکتا' مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز

٨٥٥_ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء فيمن لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٢٦٥ من حديث سليمان الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٧٠.

٨٥٦_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٧ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها . . . الخ، ح: ٧٥٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

عَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فقال الرَّجُلُ: وَالَّذِي عَثَكَ بِالْحَقِّ! ما أُحْسِنُ غَيْرَ هَذَا فَعَلِّمْنِي. ال: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ ا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى طْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، مَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

کے لیے کھڑے ہوتو اللہ اکبر کہو۔ پھر تمہارے لیے جو آسان ہو قرآن سے پڑھو۔ پھر رکوع کرو' حتیٰ کہ رکوع میں خوب اطمینان کرلو۔ پھر سر اٹھاؤ' حتیٰ کہ درست انداز میں کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو' حتیٰ کہ سجدے میں خوب اطمینان کرلو۔ پھر بیٹھو' حتیٰ کہ تسلی سے بیٹھ جاؤ اور پھر ایسے ہی پوری نماز میں کیا کرو۔"

قال الْقَعْنَبِيُّ عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عن أبي هُرَيْرَةَ: وقال في آخِرِهِ: «فإذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هَذَا شَيْئًا فإِنَّمَا انْتَقَصْتَهُ مِنْ صَلَاتِكَ». وقال فيه: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فأَسْبِغ الْوُضُوءَ».

قعنبی نے اسے بواسطہ سعید بن ابی سعید مقبری' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تو اس کے آخر میں کہا ہے: "اگر تم نے ایسے ہی کیا تو تمہاری نماز کامل ہوگی اور اگر اس میں کچھ کمی کی تو اپنی نماز میں کمی کی۔" مزید اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:...... "جب نماز کے لیے اٹھو تو وضو کامل کرو۔"

٨٥٧- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى بنِ خَلَّادٍ، عن عَمِّهِ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ المَسْجِدَ، ذَكَرَ نَحْوَهُ، قال فيه: فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ فَيَضَعَ الْوُضُوءَ» يَعْنِي مَوَاضِعَهُ «ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ الله عَزَّوَجَلَّ وَيُثْنِي عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ بِمَا شَاءَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يقولُ: الله أَكْبَرُ، ثُمَّ

٨٥٧-علی بن یحییٰ بن خلاد (یحییٰ کے) چچا (رفاعہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا' اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ وضو نہ کرلے اور اعضائے وضو کو ٹھیک ٹھیک نہ دھولے۔ پھر تکبیر کہے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے اور کچھ قرآن پڑھے جو اسے آسان لگے۔ پھر اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے' حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں پھر کہے سمع اللہ لمن حمدہ اور

٨٥٧ـ **تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٠ من حديث علي بن يحيى به، ورواه الحاكم: ١/ ٢٤٢، وانظر الحديث الآتي.

يَرْكَعُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يقولُ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قائِمًا، ثُمَّ يقولُ: الله أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يقولُ: الله أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، ثُمَّ يقولُ: الله أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُكَبِّرُ، فإذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ».

اطمینان سے سیدھا کھڑا ہو جائے' پھر کہے اللہ اکبر او سجدہ کرے' حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اللہ اکبر کہے اور اپنا سر اٹھائے اور ٹھیک طرح سے بیٹھ جائے۔ پھر اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے' حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اپنا سر اٹھائے اور تکبیر کہے۔ جب اس طرح کرے گا تو اس کی نماز کامل ہوگی۔"

٨٥٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عَبْدِ المَلِك وَالْحَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ قالا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى بنِ خَلَّادٍ، عن أبِيهِ عن عَمِّهِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ بِمَعْنَاهُ، قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّهَا لا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُم حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ الله تَعَالَى، فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إلَى المِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الله عَزَّوَجَلَّ وَيَحْمَدُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ ما أُذِنَ لَهُ فِيهِ وَتَيَسَّرَ» - فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ قال: - «ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْجُدُ فَيُمَكِّنُ وَجْهَهُ» - قال هَمَّامٌ: - وَرُبَّمَا قال: «جَبْهَتَهُ مِنَ الأَرْضِ، حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْتَوِي قاعِدًا عَلَى

٨٥٨- جناب علی بن یحییٰ بن خلاد نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا...... اس میں ہے کہ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وضو کامل نہ کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے۔ پس اپنا چہرہ دھوئے کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے' سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر اللہ اکبر کہے (اور نماز شروع کرے) اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے۔ پھر قرآن سے قراءت کرے جیسے کہ اسے حکم دیا گیا ہے اور جو آسان لگے۔" پھر حماد کی حدیث کی مانند روایت کیا۔ اور کہا: "پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنا چہرہ زمین پر ٹکا دے۔" ہمام نے اس مقام پر بعض اوقات [جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ] کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی اپنی پیشانی زمین پر ٹکائے حتیٰ کہ اس کے جو

٨٥٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء على ما أمر الله تعالى ح: ٤٦٠ من حديث الحجاج بن المنهال، والنسائي، ح: ١١٣٧ من حديث همام به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٤١، ٢٤٢، ووافقه الذهبي.

مَقْعَدِهِ وَيُقِيمُ صُلْبَهُ» فَوَصَفَ الصَّلَاةَ هٰكَذَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتَّى فَرَغَ، «لا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُم حَتَّى يَفْعَلَ ذٰلِكَ».

اطمینان اور سکون سے ٹک جائیں۔ پھر تکبیر کہے اور درست ہو کر سرین پر بیٹھ جائے اور کمر کو سیدھی رکھے۔'' الغرض! اسی انداز میں نماز کا طریقہ بیان فرمایا حتیٰ کہ چاروں رکعات سے فارغ ہو جائے۔ ''کسی شخص کی نماز کامل نہیں ہو سکتی، حتیٰ کہ ایسے ہی کرے۔''

٨٥٩- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابنَ عَمرٍو، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى بنِ خَلَّادٍ، عن رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ بِهٰذِهِ القِصَّةِ قال: «إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَقْرَأَ إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ» وَقال: «إِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلَى فَخِذِكَ الْيُسْرَى».

٨٥٩- جناب علی بن یحییٰ بن خلاد نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا کہا: ''جب تم (نماز کے لیے) کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرو تو اللہ اکبر کہو پھر ام القرآن (فاتحہ) اور قرآن سے کچھ پڑھو جو اللہ توفیق دے۔ جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور کمر کو لمبا رکھو۔'' اور فرمایا: ''جب سجدہ کرو تو اطمینان سے ٹک کر سجدہ کرو اور جب سجدے سے اٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ۔''

فائدہ: اس روایت میں قراءت فاتحہ کی تصریح ہے اور یہ ''مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرآن'' کی تفسیر و توضیح ہے۔

٨٦٠- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، حدثني عَلِيُّ بنُ يَحْيَى بنِ خَلَّادِ بنِ رَافِعٍ عن أَبِيهِ، عن عَمِّهِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذِهِ القِصَّةِ قال: «إِذَا أَنْتَ قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَكَبِّرِ اللهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ عَلَيْكَ مِنَ الْقُرْآنِ» وقال فيه: «فَإِذَا جَلَسْتَ

٨٦٠- جناب علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع اپنے والد سے وہ اپنے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ عزوجل کی تکبیر کہو، پھر جو تمہیں قرآن سے آسان لگے وہ پڑھو۔'' اس روایت میں مزید فرمایا: ''جب تم نماز کے دوران میں بیٹھو تو اطمینان سے بیٹھو اور اپنی بائیں ران بچھا لو، پھر تشہد پڑھو،

٨٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٠ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٣٨، وابن حبان، ح: ٤٨٤.

٨٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٣٣، ١٣٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٩٧، ٦٣٨.

فِي وَسَطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَئِنَّ وَافْتَرِشْ فَخِذَكَ الْيُسْرَى، ثُمَّ تَشَهَّدْ، ثُمَّ إِذَا قُمْتَ فَمِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ».

پھر جب کھڑے ہوتو پہلے کی طرح کرو' حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔"

٨٦١- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بنُ مُوسَى الخُتَّلِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ جَعْفَرٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ عَلِيِّ بن يحيى بنِ خَلَّادِ بنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ عن أبيهِ، عن جَدِّهِ، عن رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ - فَقَصَّ هَذا الحديثَ قال فيه: - «فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللهُ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَأَقِمْ ثُمَّ كَبِّرْ، فإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ بِهِ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ» - وقال فيه: - «وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ».

٨٦١- جناب یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع زرقی اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے' وہ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور یہی حدیث بیان کی۔ اس میں کہا: "پھر وضو کرو جیسے کہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے اور (بعد وضو) کلمہ شہادت پڑھو۔ پھر اقامت کہو۔ پھر اللہ اکبر کہو (اور نماز شروع کرو۔) اگر تمہیں قرآن یاد ہو پڑھو ورنہ اللہ تعالیٰ کی تحمید' تکبیر اور تہلیل کرو۔" اس روایت میں مزید فرمایا ہے "اگر تم نے اس سے کچھ کم کیا تو اپنی نماز سے کم کیا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا چھ روایات "حدیث مسیئ الصلوٰۃ" کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ (یعنی وہ آدمی جس نے غلط انداز میں نماز پڑھی تھی) اس کا نام خلاد بن رافع (رضی اللہ عنہ) ہے۔ ② علم نہ ہونے کے عذر سے انسان کے افعال عبادت کسی طور بھی صحیح اور جائز نہیں ہو سکتے' اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے دین کا ضروری علم حاصل کرنے کا اہتمام کرے اور یہ فرض ہے۔ ③ تعلیم وتربیت کی غرض سے طلبہ میں طلب علم' اور اصلاح اغلاط کا داعیہ اجاگر کرنے کے لیے مربی کو مختلف انداز اختیار کرنے چاہییں۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے دو تین بار نماز پڑھوائی۔ ④ اس حدیث میں نماز کے بہت سے مسائل آ گئے ہیں اور کچھ رہ بھی گئے ہیں۔ ان کے متعلق ائمہ حدیث یہ کہتے ہیں کہ شاید وہ ان سے واقف تھا۔ ⑤ وضو کی باترتیب تکمیل' اس کے بعد دعا' منفرد کے لیے اقامت' ابتدائے نماز کے لیے لفظ اللہ اکبر کی تخصیص' ثنا اور فاتحہ' قراءت قرآن' تکبیرات انتقال اور تسمیع' رکوع سجود میں کمر کو سیدھا رکھنا' بیٹھتے ہوئے اقعاء کی بجائے پاؤں بچھا کر بیٹھنا اور اطمینان واعتدال ارکان ایسے مسائل ہیں جو نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اسے تعلیم فرمائے ہیں۔ فقہائے کرام نے ان مسائل میں فرض' واجب' سنت اور مستحب کی اصطلاحات استعمال کی ہیں' مگر حقیقت یہ ہے کہ اس طرح ان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ فرمان رسول کے

٨٦١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصلوة، باب الإقامة لمن يصلي وحده، ح: ٦٦٨ من حديث إسماعيل بن جعفر به، مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٤٥.

سامنے سوائے تسلیم وتعمیل کے اور کسی بحث کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔⑥ اس حدیث کے پس منظر میں سب سے اہم مسئلہ ''اعتدال و اطمینان'' کے وجوب کا ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی' خواہ مسجد نبوی میں کیوں نہ پڑھی جائے۔ ائمہ احناف میں سے امام طحاوی ؒ نے بھی وجوب اطمینان کی صراحت کی ہے۔⑦ کچھ لوگوں نے [ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ قراءت فاتحہ واجب نہیں ہے' مگر یہ استدلال از حد ضعیف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کی ایک سند (حدیث:٨٥٩) میں [ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَاشَآءَ اللّٰهُ أن تَقْرَأَ] کی صراحت موجود ہے۔ یعنی فاتحہ کی قراءت کرو اور جو اللہ توفیق دے۔ ان لوگوں کا استدلال ضعیف ہونے کی ایک نظیر یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج کے مسائل میں فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرة:١٩٦) ''اور جو کوئی عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کا فائدہ اٹھائے تو اس پر قربانی ہے جو اسے میسر آئے۔'' اور ظاہر ہے کہ حج تمتع میں کم از کم قربانی ایک بکری ہے اور شرط ہے کہ اس کے دانت ٹوٹ کر پھر سے نکل چکے ہوں۔ جیسے کہ صحیح احادیث میں واضح ہے۔ ''میسر آنے'' کا مفہوم کسی صورت بھی کھلی چھوٹ نہیں' بلکہ خاص صفت سے مخصوص ہے۔ ایسے ہی [ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] کی توضیح سورت فاتحہ ہے' جیسے کہ حدیث:٨٥٩ اور دیگر صحیح و صریح احادیث میں آیا ہے۔ الا یہ کہ کوئی از حد عاجز ہو اور کچھ بھی نہ پڑھ سکتا ہو' تو تسبیح و تہلیل کرسکتا ہے۔⑧ [ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلاَ تِكَ كُلِّهَا] کے الفاظ کی روشنی میں مذکورہ آداب و تعلیمات کو ہر ہر رکعت میں ملحوظ خاطر رکھنا لازمی ہے۔ اور اسی میں سے اطمینان اور قراءت فاتحہ بھی ہے' اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

٨٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن جَعْفَرِ بنِ الْحَكَمِ؛ ح: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن جَعْفَرِ بنِ عَبْدِ الله الأنْصَارِيِّ، عن تَمِيمِ بنِ المَحْمُودِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ شِبْلٍ قال: نَهَى رسولُ الله ﷺ عن نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ المَكَانَ في المَسْجِدِ كما يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ. هذا لَفْظُ قُتَيْبَةَ.

٨٦٢- حضرت عبدالرحمٰن بن شبل ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ (نماز میں) کوے کی طرح ٹھونگیں ماری جائیں یا درندے کی مانند پھیل کر بیٹھا جائے یا کوئی شخص مسجد میں (اپنے لیے) جگہ خاص کر لے جیسے کہ اونٹ خاص کر لیتا ہے۔ اور یہ لفظ قتیبہ کے ہیں۔

٨٦٢ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، التطبيق، باب النهي عن نقرة الغراب، ح:١١١٣ من حديث الليث ابن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح:٦٦٢، ١٣١٩، وابن حبان، ح:٤٧٦، والحاكم:١/ ٢٢٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها شاهد ضعيف في المسند:٥/ ٤٤٧ * فيه تميم بن محمود، ضعفه البخاري والجمهور.

فائدہ : نماز میں حیوانات سے مشابہت کی ممانعت آئی ہے جیسے کہ اونٹ کی طرح بیٹھنا۔ اور اس حدیث میں جلدی جلدی نماز پڑھنے کو کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یا سجدے میں انسان اپنی کہنیاں زمین پر بچھالے تو درندے کی طرح پھیل کر بیٹھنے سے تشبیہ آئی ہے۔ ایسے ہی مسجد میں نماز کے لیے اپنے لیے جگہ مخصوص کرنا بھی ممنوع ہے۔ نماز کے بعد علمی حلقے کے لیے جگہ خاص کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

٨٦٣- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ ، عن سَالِمٍ الْبَرَّادِ قال : أَتَيْنَا عُقْبَةَ بنَ عَمْرٍو الأَنْصَارِيَّ أَبَا مَسْعُودٍ فَقُلْنَا لَهُ : حَدِّثْنَا عن صَلاَةِ رسولِ الله ﷺ ، فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِينَا في المَسْجِدِ فَكَبَّرَ ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ وَجَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ، ثُمَّ قال : سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقَامَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الأَرْضِ ، ثُمَّ جَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَجَلَسَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ ، فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا ، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِثْلَ هَذِهِ الرَّكْعَةِ ، فَصَلَّى صَلاَتَهُ ثُمَّ قال : هَكَذَا رَأَيْنَا رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي .

٨٦٣- جناب سالم برّاد بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق بتایئے۔ وہ ہمارے سامنے مسجد میں کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہا (اور نماز شروع کی۔) جب رکوع کیا تو ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو ان (گھٹنوں) سے نیچے کیا اور کہنیوں کو (پہلوؤں سے) دور رکھا' حتیٰ کہ ہر ہر جوڑ اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر [سمع الله لمن حمده] کہا اور کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ پھر کہنیوں کو پہلوؤں سے دور کیا' حتیٰ کہ ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا پھر (سجدے سے) اپنا سر اٹھایا اور بیٹھے' حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر (دوسرے سجدے میں) بھی ایسے ہی کیا۔ پھر اسی طرح چار رکعتیں پڑھیں اور اپنی نماز پوری کی' پھر فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① نماز میں اعتدال واطمینان واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔ ② رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا' بلکہ گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے۔ (سنن نسائی حدیث:١٠٣٥'١٠٣٦) جب کہ تطبیق منسوخ ہے۔ ③ رکوع اور سجدے میں کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔

٨٦٣ـ تخريج : [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي ، التطبيق ، باب مواضع الراحتين في الركوع ، ح : ١٠٣٧ من حديث عطاء بن السائب به وحدث به قبل اختلاطه وصححه ابن خزيمة ، ح : ٥٩٨ والحاكم : ١/ ٢٣٤ ووافقه الذهبي .

(المعجم ١٤٤، ١٤٥) - **باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُتِمُّهَا صَاحِبُهَا تُتَمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ** (التحفة ١٥٠)

٨٦٤- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عن الْحَسَنِ، عن أَنَسِ بنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قال: خَافَ مِنْ زِيَادٍ أو ابنِ زِيَادٍ فأَتَى الْمَدِينَةَ فَلَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قال: فَنَسَبَنِي فَانْتَسَبْتُ لَهُ، فقال: يَا فَتَى: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا؟ قال: قُلْتُ: بَلَى رَحِمَكَ الله. قال يُونُسُ: وأَحْسِبُهُ ذَكَرَهُ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ، قال: يقولُ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ: انْظُرُوا في صَلَاةِ عَبْدِي أَتَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا؟ فإِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْها شَيْئًا. قال: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قال: أَتِمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الأَعْمَالُ عَلَى ذَاكَ».

باب:۱۴۴، ۱۴۵- نبی ﷺ کا فرمان: ہر وہ (فرض) نماز جسے نمازی نے پورا نہ کیا ہو اسے اس کے نوافل سے پورا کیا جائے گا

۸۶۴- انس بن حکیم ضبی سے مروی ہے کہا کہ وہ زیاد یا ابن زیاد کے خوف سے مدینہ آ گیا اور یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے مجھ سے میرا نسب معلوم کیا تو میں نے انہیں بتا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اے جوان! کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے! (استاد) یونس کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے روز لوگوں کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہو گا وہ ان کی نماز ہو گی۔ ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ (پہلے ہی) خوب جاننے والا ہے' میرے بندے کی نماز دیکھو! کیا اس نے اس کو پورا کیا ہے یا اس میں کوئی کمی ہے؟ چنانچہ وہ اگر کامل ہوئی تو پوری کی پوری لکھ دی جائے گی اور اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو فرمائے گا کہ دیکھو! کیا میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نفل ہوئے تو وہ فرمائے گا کہ میرے بندے کے فرضوں کو اس کے نفلوں سے پورا کر دو۔ پھر اسی انداز سے دیگر اعمال لیے جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ حدیث ۸۶۶ اس کی مؤید ہے۔ ② قیامت کے روز اعمال کا محاسبہ حق ہے۔ ③ شہادتین کے بعد نماز دین کا اہم ترین رکن ہے اور حقوق اللہ میں سے اسی کا سب

٨٦٤ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢٥ من حديث إسماعيل به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٤٢٥، صححه الحاكم: ١/ ٢٦٢، ووافقه الذهبي وللحديث شواهد * الحسن البصري مدلس وعنعن وتابعه علي بن زيد، هو ضعيف والحديث الآتي: ٨٦٦ يغني عنه.

سے پہلے حساب ہوگا۔(سنن نسائی' حدیث :٣٦٦) جبکہ حقوق العباد میں سب سے پہلے خونوں کا حساب لیا جائے گا۔(صحیح بخاری' حدیث:٦٥٣٣ و صحیح مسلم' حدیث :١٦٧٨)④ فرائض کی ادائیگی میں کسی بھی تقصیر سے انسان کو محتاط رہنا چاہیے' نیز نوافل کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہیے' کیونکہ ان ہی سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔⑤ نوافل بالخصوص سنن راتبہ (مؤکدہ) رسول اللہ ﷺ کی سنت متواترہ ہیں۔سفر کے علاوہ آپ نے انہیں کبھی ترک نہیں فرمایا بلکہ بعض اوقات تاخیر ہونے پر ان کی قضا بھی ادا کی ہے۔کچھ صالحین کا کہنا ہے کہ سنن و نوافل کی پابندی فرائض پر پابندی کے لیے مہمیز کا کام دیتی ہے۔اور جو شخص سنن میں غفلت کرتا ہے عین ممکن ہے فرائض میں غفلت کا مرتکب ہو جائے۔⑥ وہ احادیث جن میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ نومسلم بدویوں کو صرف فرائض کی پابندی کے عہد پر انہیں جنت کی خوشخبری دی ہے' وہ اوّل تو ابتدائے اسلام کی بات ہے۔یہی لوگ جوں جوں حق کو سمجھتے گئے' نوافل میں بہت آگے بڑھتے چلے گئے جیسے کہ ان کی سیرتیں واضح کرتی ہیں۔دوسرے' رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارکہ سے انہیں ایسا تزکیہ حاصل ہو جاتا تھا کہ ان کے فرائض ہی اس اعلیٰ پائے کے ہو جاتے تھے کہ وہ نوافل نہ بھی پڑھتے تو ان کی کامیابی کی ضمانت اور خوشخبری زبان رسالت سے جاری ہو گئی تھی' لٰہذا دیگر مسلمانوں کا اس معاملے میں اپنے آپ کو ان پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے اور صرف فرائض پر تکیہ کرنا ٹھیک نہیں ہے' بلکہ ''یَوْمُ الْحَسْرَة'' کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزید در مزید تَقَرُّب اِلَی اللّٰہِ کی کوشش کرنی چاہیے۔وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق. ہاں بعض اوقات کسی عذر کی بنا پر سنتیں رہ جائیں تو ان کی قضا کرنا واجب نہیں ہے۔

٨٦٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن رَجُلٍ مِنْ بَني سَلِيطٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

٨٦٥- بنی سلیط کے ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اسی (مذکورہ بالا حدیث) کی مانند روایت کیا۔

٨٦٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن دَاوُدَ بنِ أبي هِنْدٍ، عن زُرَارَةَ بنِ أوْفَى، عن تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عن النَّبيِّ ﷺ بِهَذَا المَعْنَى قال: «ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الأعْمَالُ عَلَى حَسْبِ ذَلِكَ».

٨٦٦- جناب زرارہ بن اوفی نے حضرت تمیم داری ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی بیان کیا۔کہا ''پھر زکاۃ کا محاسبہ ہوگا۔پھر باقی اعمال اسی انداز سے لیے جائیں گے۔''

٨٦٥- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٨٦٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في أول ما يحاسب به العبد الصلوة، ح: ١٤٢٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦٢، ٢٦٣.

فائدہ: یعنی تمام اعمال میں پہلے فرائض کو دیکھا جائے گا' وہ کامل ہوئے تو بہتر' ورنہ اس کے بعد نوافل سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ جیسے نفلی نمازوں سے' فرض نمازوں کی اور نفلی صدقے سے' فرضی زکوۃ کی کمی پوری کی جائے گی۔

(المعجم ١٤٥، ١٤٦) - باب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ (التحفة ١٥١)

باب: ۱۴۵، ۱۴۶- رکوع و سجود کے احکام اور ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا

٨٦٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أبي يَعْفُورَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ وَقْدَانُ، عن مُصْعَبِ بنِ سَعْدٍ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ، فَنَهَانِي عن ذَلِكَ، فَعُدْتُ. فقال: لا تَصْنَعْ هَذَا فإِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ، فَنُهِينَا عن ذَلِكَ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ.

۸۶۷- جناب مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) کے پہلو میں نماز پڑھی۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں کو (رکوع میں) اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھا تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا۔ میں نے پھر ویسے ہی کیا تو انہوں نے کہا: ایسے مت کرو۔ ہم (صحابۂ رسول) یہ کیا کرتے تھے مگر ہمیں اس سے روک دیا گیا تھا اور حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا کریں۔"

فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام ؓ کا یہ کہنا کہ "ہمیں حکم دیا گیا۔" یا "ہمیں روک دیا گیا۔" یا "ہم ایسے ایسے کیا کرتے تھے۔" یہ سب مرفوع احادیث کے معنی میں آتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا جو انہیں ایسی ہدایات دیتا۔ ② رکوع میں تطبیق یعنی گھٹنوں کے درمیان ہاتھ دے کر کھڑے ہونا منسوخ عمل ہے۔ صرف حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ یا چند ایک صحابہ ہی اس پر عمل کرتے رہے تھے۔ جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

٨٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حدثنا الأعْمَشُ عن إِبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ، عن عَبْدِ الله قال: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُم فَلْيَفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فكَأَنِّي

۸۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے' تو اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر بچھا لیا کرے اور اپنی ہتھیلیوں کو ایک دوسری میں دے لیا کرے' گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں ایک دوسری

٨٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركب في الركوع، ح: ٧٩٠ من حديث شعبة، ومسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ٥٣٥ من حديث أبي يعفور به.

٨٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ٥٣٤ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال أبومعاوية عند البيهقي: ٢/ ٨٣: "هذا قد ترك".

أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رسولِ الله ﷺ.

کے اندر ہیں۔

(المعجم ١٤٦، ١٤٧) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ** (التحفة ١٥٢)

باب:١٤٦، ١٤٧- رکوع اور سجدے میں آدمی کیا پڑھے؟

٨٦٩- **حَدَّثَنَا** الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن مُوسَى قال أبو سَلَمَةَ: مُوسَى بنُ أَيُّوبَ، عن عَمِّهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ﴾ [الواقعة: ٧٤] قال رسولُ الله ﷺ: «اجْعَلُوهَا في رُكُوعِكُم»، فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ [الأعلى: ١] قال: «اجْعَلُوهَا في سُجُودِكُم».

٨٦٩- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اپنے رکوع میں کرو۔“ (یعنی [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ] کہا کرو) اور جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ نازل ہوئی تو فرمایا: ”اسے اپنے سجدوں میں کرو۔“ (یعنی [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى] کہا کرو۔“)

ملحوظہ: یہ تسبیحات صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل بھی ہے۔ نبی ﷺ بذاتِ خود رکوع اور سجود میں یہ تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث :٧٧٢) مذکورہ دونوں روایات (٨٦٩ اور ٨٧٠) شیخ البانی کے نزدیک سنداً ضعیف ہیں۔ لیکن شواہد کی بنا پر یہ اضافہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔ دیکھیے (مفصل سنن ابی داود وصفة الصلاة للألبانی)

٨٧٠- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابنَ سَعْدٍ، عن أَيُّوبَ ابنِ مُوسَى أَوْ مُوسَى بنِ أَيُّوبَ، عن رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ بِمَعْنَاهُ. زَادَ قال: فَكَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا رَكَعَ قال:

٨٧٠- جناب ایوب بن موسیٰ یا موسیٰ بن ایوب نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور اضافہ کیا ہے کہ (ان آیات کے اترنے پر) رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو کہتے: ”[سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم

٨٦٩ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب التسبيح في الركوع والسجود، ح: ٨٨٧ من حديث عبدالله بن المبارك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٠٠، ٦٠١، ٦٧٠، وابن حبان، ح: ٥٠٦، والحاكم: ٢/ ٤٧٧، ووافقه الذهبي هاهنا.

٨٧٠ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٨٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

«سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا. وَإِذَا سَجَدَ قال: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا.

وَبِحَمْدِهِ] تین بار اور جب سجدہ کرتے تو کہتے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ] تین بار۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ نَخَافُ أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظَةً.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہمارے خیال میں یہ اضافہ محفوظ نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ أَهْلُ مِصْرَ بِإِسْنَادِ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ: حَدِيثِ الرَّبِيعِ وَحَدِيثِ أَحْمَدَ بنِ يُونُسَ.

اور اہل مصران دونوں احادیث کو (حدیث ربیع اور حدیث احمد بن یونس کو) سنداً بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

ملحوظہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح وغیرہ نے [وَبِحَمْدِهِ] کے اضافے کا انکار کیا ہے' مگر متعدد اسانید کی بنا پر اسے تقویت مل جاتی ہے اور یہ انکار قابل توجہ نہیں رہتا۔ امام احمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا' تو انہوں نے کہا: میں [وَبِحَمْدِهِ] کے لفظ نہیں کہتا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار' باب الذکر فی الرکوع والسجود: ٢/٢٧٤)

٨٧١- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال: قُلْتُ لِسُلَيْمَانَ: أَدْعُو فِي الصَّلَاةِ إِذَا مَرَرْتُ بِآيَةِ تَخَوُّفٍ، فَحَدَّثَنِي عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن مُسْتَوْرِدٍ، عن صِلَةَ بنِ زُفَرَ، عن حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يقولُ في رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ». وفي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى»، وَمَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَأَلَ، ولا بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَتَعَوَّذَ.

٨٧١- جناب شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلیمان بن مہران اعمش سے پوچھا: کیا میں نماز میں تخویف کی آیات پڑھتے وقت دعا کرلیا کروں؟ تو انہوں نے مجھے بسند سعد بن عبیدہ بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ رکوع میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ] اور سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] پڑھتے تھے۔ اور اثنائے قراءت میں جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور سوال کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور پناہ مانگتے۔

فوائد ومسائل: ① قراءت قرآن انتہائی غور وفکر سے کرنی چاہیے' خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ۔

٨٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلوة الليل، ح: ٧٧٢ من حديث سليمان الأعمش به.

④ تلاوتِ قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تعَوُّذ کیا جائے اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ ومفہوم آتا ہو۔ لہٰذا علم حاصل کرنا چاہیے۔

٨٧٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عن مُطَرِّفٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يقولُ في سُجُودِهِ وَرُكُوعِهِ: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ».

٨٧٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے سجدہ اور رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے [سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] ”میرا رب شراکت، ساجھے داری اور دیگر تمام نقائص و عیوب سے بالکل پاک ہے۔ فرشتوں کا رب ہے اور روح کا بھی۔“

٨٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن عَمْرِو بنِ قَيْسٍ عن عَاصِمِ بنِ حُمَيْدٍ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأشْجَعِيِّ قال: قُمْتُ مَعَ رسولِ الله ﷺ لَيْلَةً فَقَامَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ لا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ. قال: ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ يقولُ في رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الجَبَرُوتِ وَالمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ»، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ ثُمَّ قال في سُجُودِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قامَ فَقَرَأَ بآلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةً سُورَةً.

٨٧٣- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا' آپ نے قیام کیا تو سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور دعا کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور تعَوُّذ کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا' اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ آپ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: [سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ ......الخ] ”پاک ہے وہ ذات جو غلبہ وقوت' ملکیت' بڑائی اور عظمت والی ہے۔“ پھر آپ نے سجدہ کیا' اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ اور آپ اپنے سجدے میں بھی وہی دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے اور سورۂ آلِ عمران کی قراءت فرمائی۔ پھر ایک سورت پڑھی' (بعد ازاں ایک اور) سورت پڑھی۔“

٨٧٢ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٧ من حديث قتادة به.

٨٧٣ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، التطبيق، باب: نوع آخر من الذكر في الركوع، ح: ١٠٥٠ من حديث معاوية بن صالح به، وانظر، ح: ٨٧١.

٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَعَلِيُّ بنُ الْجَعْدِ قالا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي حَمْزَةَ مَوْلَى الأَنصَارِ، عن رَجُلٍ من بَنِي عَبْسٍ، عن حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ رَأَى رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ يقولُ: «اللهُ أَكْبَرُ» ثَلاثًا «ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالعَظَمَةِ». ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ البَقَرَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وكَانَ يقولُ في رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ». ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ يقولُ: «لِرَبِّيَ الْحَمْدُ» ثُمَّ يَسْجُدُ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، فَكَانَ يقولُ في سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى»، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَكَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ، وكَانَ يقولُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي»، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالمَائِدَةَ أَوِ الأَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ.

۸۷۴- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کہتے تھے اللہ اکبر تین بار [ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ] ''اللہ سب سے بڑا ہے' کامل ملکیت والا' غلبے والا' بڑائی اور عظمت والا۔'' پھر آپ نے ثنا پڑھی۔ پھر سورۂ بقرہ کی قراءت کی۔ پھر رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام جیسا تھا' آپ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ' سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ] پھر رکوع سے سر اٹھایا۔ آپ کا یہ قیام پہلے قیام کی مانند (لمبا) تھا۔ آپ یہاں پڑھتے تھے [لِرَبِّيَ الْحَمْدُ] ''میرے رب کی حمد ہے۔'' پھر سجدہ کیا تو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کی مانند تھا۔ اور آپ سجدے میں کہتے تھے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى] ''پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔'' پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا' اور سجدوں کے درمیان بیٹھے اتنی دیر جتنی کہ سجدے میں لگائی اور اس دوران میں کہتے تھے [رَبِّ اغْفِرْلِي' رَبِّ اغْفِرْلِي] چنانچہ آپ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورۂ بقرہ' آل عمران' نساء اور مائدہ یا انعام کی تلاوت کی۔ شعبہ کو شک ہوا ہے۔

(المعجم ١٤٧، ١٤٨) - **باب الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ** (التحفة ١٥٣)

باب: ۱۴۷' ۱۴۸- رکوع اور سجدے میں دعا کرنے کا بیان

٨٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالحٍ وأَحْمَدُ

۸۷۵- سیدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٨٧٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب ما يقول في قيامه ذلك، ح: ١٠٧٠ من حديث شعبة به، ورجل من بني عبس هو صلة بن زفر كما جاء في رواية ابن ماجه، ح: ٨٩٧، والطيالسي، ح: ٤١٦.

٨٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

ابنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ قالُوا: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنَا عَمْرٌو يَعْني ابنَ الْحَارِثِ، عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أَبي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذكْوَانَ يُحَدِّثُ عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ».

ﷺ نے فرمایا: ”سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا سجدے میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔“

٨٧٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن سُلَيْمانَ بنِ سُحَيْمٍ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَعْبَدٍ، عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أبي بَكْرٍ فقال: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ إنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أوْ تُرَى لَهُ، وَإنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أوْ سَاجِدًا، فأمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا الرَّبَّ فِيهِ، وَأمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا في الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أنْ يُسْتَجَابَ لَكُم».

٨٧٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مرض وفات کے دنوں میں) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف اچھا خواب ہی باقی رہ گیا ہے جسے مسلمان دیکھ لیتا ہے یا (کسی کیلئے) اسے دکھا دیا جاتا ہے اور مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو۔ یہ اس لائق ہوتی ہے کہ قبول کرلی جائے۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مصلائے نبوی پر کھڑے ہونا نبی علیہ السلام کے لیے باعث اطمینان و تسکین ثابت ہوا تھا اور اسی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی اَحَقِّیَّتْ (سب سے زیادہ حق دار ہونے) کا قرینہ سمجھا گیا۔ ② اچھا خواب مسلمان کے لیے خوشخبری کا باعث ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات انسان خود دیکھتا ہے یا کسی دوسرے مسلمان کو دکھا دیا جاتا ہے۔ ③ اسی سے بعض علماء نے یہ دقیق سا استنباط کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے استخارہ کرسکتا ہے۔ (نیز اگلی حدیث کے فوائد ملاحظہ فرمائیے) ④ رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں۔ ⑤ سجدے میں دعا بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ اس کی قبولیت کی بہت امید ہوتی ہے۔

٨٧٦- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٧٩ من حديث سفيان به.

٨٧٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن أبي الضُّحَى، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُكْثِرُ أنْ يقولَ في رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

٨٧٧- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِى] ”پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“ آپ ﷺ اس دعا سے قرآنی تعلیم پر عمل فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس دعا کا پس منظر یہ ہے کہ جب سورۂ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ نازل ہوئی تو اس میں یہ ارشاد ہوا کہ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ ”سو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ تو نبی ﷺ نے مذکورہ دعا کو رکوع اور سجدے میں اپنا معمول بنا لیا۔ ② اس دعا میں تسبیح، تحمید اور دعا تینوں چیزیں جمع ہیں۔ اور سابقہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ”رکوع میں اپنے رب کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو۔“ تو ان دونوں احادیث کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ رکوع میں تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ دعا جائز ہے اور ایسے ہی سجدے میں دعا کے ساتھ تسبیح وتحمید بھی۔ ③ اس کی دوسری توجیہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ رکوع میں تعظیم رب اور سجدے میں کثرت دعا افضل واولیٰ ہے۔ اور اس مقصد کے لیے ماثور کلمات کا انتخاب ہی ارجح ہے۔ نوافل میں حسب مطلب بھی دعا جائز ہے۔

٨٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ؛ ح: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أبي بَكْرٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يقولُ في سُجُودِهِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ». زَادَ ابنُ السَّرْحِ: «عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ».

٨٧٨- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَ اَوَّلَهُ و آخِرَهُ] ابن سرح نے مزید یہ الفاظ بھی بیان کیے۔ [عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ] ”اے اللہ! میرے سب ہی گناہ معاف فرما دے چھوٹے بڑے، پہلے پچھلے اور جو ظاہر یا چھپے ہوئے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی اس انداز کی دعائیں اظہار تشکر اور عبدیت کے لیے تھیں اور امت کے

٨٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله والفتح، باب: ٢ ح: ٤٩٦٨، ومسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٤ من حديث جرير به.

٨٧٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٣ عن ابن السرح به.

لیے تعلیم بھی۔ ② مذکورہ اور آگے آنے والی دعاؤں سے یہ بات بھی پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں نہ مختارِ کل' بلکہ اللہ تعالیٰ کے عبد کامل اور عبد مامور (حکم الٰہی کے پابند) ہیں۔

٨٧٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عن عُبَيْدِالله، عن مُحَمَّدِبنِ يَحْيى بنِ حَبَّانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ، عن عَائشةَ قالت: فَقَدْتُ رسولَ الله ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمَسْتُ المَسْجِدَ فإذَا هُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يقولُ: «أعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأعُوذُ بِمُعافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أنْتَ كما أثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

٨٧٩- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ان کے بستر سے) گم پایا تو میں نے انہیں ان کے مصلے پر ٹٹولا تو پایا کہ آپ سجدے میں تھے۔ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ کلمات پڑھ رہے تھے: [اَعُوْذُ بِرِضَاكَ......الخ] ''(اے اللہ!) میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی کی اور تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے (ڈر کر) تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریفات شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔''

(المعجم ١٤٨، ١٤٩) - **بابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٥٤)

باب: ١٤٨، ١٤٩- نماز میں دعا کرنا

٨٨٠- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ أنَّ عَائِشَةَ أخْبَرَتْهُ أنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَدْعُو في صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ. اللَّهُمَّ إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنَ المَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ»، فقال قَائِلٌ: ما أكْثَرَ

٨٨٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ...... الخ] ''اے اللہ! میں عذاب قبر سے' تیری پناہ چاہتا ہوں' مجھے مسیح دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھ' مجھے زندگی اور موت کے فتنوں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! مجھے گناہ کے کاموں اور قرضے سے بچائے رکھ۔'' کسی نے کہا کہ آپ قرضے سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ

٨٧٩_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٦ من حديث عبدة بن سليمان به.

٨٨٠_ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٢، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ٥٨٩ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ، فقال: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

نے فرمایا: ''بندہ جب قرضہ لے لیتا ہے' تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔''

فوائد ومسائل: ① دجال کے معنی ہیں ''انتہائی فریبی۔'' اور ''مسیح'' سے مراد [مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ] ہے یعنی ایک آنکھ سے کانا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مسیح کہا جاتا ہے وہ بمعنی [مَاسِح] ہے یعنی ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریضوں کو شفا مل جاتی تھی۔ یا یہود کے یہاں اصطلاحاً ہر اس شخص کو مسیح کہتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتا تھا۔ ② زندگی کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا کے بکھیڑوں میں الجھ کر رہ جائے اور دین کے تقاضے پورے نہ کر سکے۔ ③ موت کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ آخر وقت میں کلمہ توحید سے محروم رہ جائے یا کوئی اور نامناسب کلمہ یا کام کر بیٹھے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ. ④ نماز اللہ کے قرب کا موقع ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی دنیا و آخرت کی حاجات طلب کرنے کا حریص ہونا چاہیے۔ (بالخصوص تشہد کے آخر اور سجدوں میں۔) ⑤ قرض سے انسان کو حتی الامکان بچنا چاہیے۔ اگر ناگزیر ہو تو اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اتنا قرض لے کہ وہ حسب وعدہ ادا کر سکے' تاکہ جھوٹ بولنے کی یا وعدہ خلافی کی نوبت نہ آئے۔

٨٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابنُ دَاوُدَ عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن أبيهِ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ رسولِ الله ﷺ في صَلَاةِ تَطَوُّعٍ فَسَمِعْتُهُ يقولُ: «أَعُوذُ باللهِ مِنَ النَّارِ، وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ».

٨٨١- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' کہا کہ میں نے (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو سنا کہتے تھے: [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ' وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ] ''آگ سے اللہ کی پناہ۔ ہلاکت ہے دوزخیوں کے لیے۔''

فائدہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے' البتہ حضرت حذیفہ اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے' لہٰذا اثنائے تلاوت میں حسب مضمون ''تعوذ'' جائز ہے۔

٨٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ

٨٨٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک بدوی نے نماز میں یوں کہا:

٨٨١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلوة الليل، ح: ١٣٥٢ من حديث ابن أبي ليلى به ☆ محمد بن أبي ليلى ضعيف كما تقدم، ح: ٧٥٢.

٨٨٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوة، ح: ١٢١٧ من حديث ابن شهاب به، ورواه البخاري، ح: ٦٠١٠ من حديثه نحوه، وللحديث طرق، انظر، ح: ٣٨٠.

أَبَا هُرَيْرَةَ قال: قَامَ رسولُ الله ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ، فقال أَعْرَابِيٌّ في الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا ولا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ قال لِلْأَعْرَابِيِّ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا»، يُرِيدُ رَحْمَةَ الله عَزَّ وَجَلَّ.

(اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَ مُحَمَّداً وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَداً) ''اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس بدوی سے کہا: ''تو نے وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔'' آپ علیہ السلام کا اشارہ اللہ عزوجل کی رحمت کی طرف تھا۔

فائدہ: اس انداز سے دعا نہیں کرنی چاہیے اور یہ دعا کرنے والا وہی اعرابی تھا جس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا جیسے کہ جامع الترمذی کی حدیث (۱۴۷) سے معلوم ہوتا ہے۔

٨٨٣- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن إِسْرَائِيلَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى قال: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى».

۸۸۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ ''اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کیجیے'' کی تلاوت کرتے تو (جواباً) فرماتے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى] ''پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: خُولِفَ وَكِيعٌ في هذا الحديثِ، رَوَاهُ أَبُو وَكِيعٍ وَشُعْبَةُ عن أبي إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں وکیع کی مخالفت کی گئی ہے۔ ابو وکیع اور شعبہ نے اسے بواسطہ ابواسحاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ؓ موقوفاً بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① نماز اور غیر نماز میں آیات کا جواب ثابت ہے' ان میں سے ایک مقام یہ بھی ہے۔ ② یہ حدیث صرف قاری یعنی قراءت اور تلاوت قرآن کرنے والے کے لیے ہے۔ اس سے مقتدی یا سامع کا جواب دینا بہرحال ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے مقتدی اور سامع کیلئے بہتر ہے کہ وہ جواب دینے سے اجتناب کرے۔ واللہ اعلم۔

٨٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى:

۸۸۴- جناب موسیٰ بن ابی عائشہ (تابعی) بیان

٨٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٢ عن وكيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٦٣، ٢٦٤، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * وأبوإسحاق عنعن.

٨٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣١٠ من حديث أبي داود به * موسى لم يسمعه من الصحابي، بينهما رجل، كما صرح به ابن أبي حاتم وغيره، فالسند معلل.

حدثني مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مُوسَى بنِ أبي عَائشَةَ قال: كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَوْقَ بَيْتِهِ وكَانَ إذَا قَرَأَ ﴿أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحْـِۧىَ ٱلْمَوْتَىٰ﴾ [القيامة: ٤٠] قال: سُبْحَانَكَ فَبَلَى. فَسَألُوهُ عن ذَلِكَ، فقال: سَمِعْتُهُ مِنْ رسولِ الله ﷺ.

کرتے ہیں کہ (صحابہ میں سے) ایک صاحب اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھاتے تھے۔ تو جب وہ (سورۂ قیامہ کی آخری آیت) ﴿أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾ ”کیا اللہ قدرت نہیں رکھتا کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دے؟“ پڑھتے تو (جواب میں) کہتے [سُبْحَانَكَ فَبَلٰى] ”اے اللہ! تو پاک ہے، تو یقیناً قدرت رکھتا ہے۔“ لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قال أَحْمَدُ: يُعْجِبُنِي في الْفَرِيضَةِ أَنْ يَدْعُوَ بِمَا في الْقُرْآنِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ امام احمد کا کہنا ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ فرض نمازوں میں قرآنی دعائیں کی جائیں۔

(المعجم ١٤٩، ١٥٠) - باب مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ١٥٥)

باب: ۱۴۹، ۱۵۰- رکوع اور سجدے کی مقدار

٨٨٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن السَّعْدِيِّ، عن أبِيهِ، أو عن عَمِّهِ قال: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ في صَلَاتِهِ، فَكَانَ يَتَمَكَّنُ في رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ قَدْرَ مَا يقولُ سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا.

۸۸۵- جناب سعید جریری، سعدی سے، وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ان کی نماز میں بڑے غور سے دیکھا ہے۔ آپ اپنے رکوع اور سجدے میں اتنی دیر رکتے تھے کہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ] تین بار کہہ لیں۔

٨٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ مَرْوَانَ

۸۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے،

٨٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧١ من حديث خالد بن عبدالله به * السعدي مجهول كما قال المنذري، وقال الحافظ في التقريب: "لا يعرف ولم يسم".

٨٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التسبيح في الركوع والسجود، ح: ٢٦١، وابن ماجه، ح: ٨٩٠ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "ليس إسناده بمتصل، عون بن عبد الله بن عتبة لم يلق ابن مسعود" وإسحاق بن يزيد مجهول.

الأَهْوَازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن إسْحَاقَ بنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ، عن عَوْنِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذَا رَكَعَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ، فإذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ثَلاثًا، وَذَلِكَ أدْنَاهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو تین دفعہ کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ] اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى] تین بار۔ اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وهذا مُرْسَلٌ، عَوْنٌ لَمْ يُدْرِكْ عَبْدَ الله.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مُرْسَل (مُنْقَطِع) ہے۔ عون نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو نہیں پایا ہے۔

فائدہ: صحیح احادیث سے یہ تسبیحات ثابت ہیں۔ مثلاً حدیث حذیفہ ؓ (٨٧١-٨٧٤) مگر تعداد کم از کم تین ہو' اس سلسلے میں شاید ہی کوئی حدیث صحیح ہو۔ سب ضعیف ہیں۔ البتہ کثرت تعداد سے انہیں کچھ تقویت ملتی ہے۔ دیکھیے (مرعاۃ المفاتیح' حدیث: ٨٨٦) شیخ البانی ؒ نے متعدد طرق کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی فعلی حدیث یعنی جس میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے عملاً ملتا ہے اسے صحیح قرار دیا ہے' جبکہ وہ روایات جن میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا حکم ہے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے (صفة الصلاة' ص: ١٣٢' ١٣٥) اس طرح گویا فعل رسول (ﷺ) سے تو مذکورہ تسبیحات کا تین تین مرتبہ کہنے کا اثبات ہوتا ہے۔

٨٨٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حدثني إسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ قال: سَمِعْتُ أعْرَابِيًّا يقولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ قَرَأَ مِنْكُم بالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَانْتَهَى إلَى آخِرِهَا ﴿أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِأَحْكَمِ ٱلْحَٰكِمِينَ﴾ فَلْيَقُلْ: بَلَى وَأَنَا عَلَى

٨٨٧- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سورۂ ﴿والتين والزيتون﴾ پڑھے اور اس کے آخر میں ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ﴾ ''کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟'' پر پہنچے تو کہے [بَلٰى! وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ] ''کیوں نہیں! اور میں اس کی گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔'' اور جو سورۃ القیامہ پڑھے اور

٨٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التين، ح: ٣٣٤٧ من حديث سفيان به، مختصرًا * الأعرابي مجهول، وله طرق كلها ضعيفة.

ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ. وَمَنْ قَرَأَ ﴿لَآ أُقۡسِمُ بِيَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ﴾ فَانْتَهَى إِلَى ﴿أَلَيۡسَ ذَٰلِكَ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحۡـِۧيَ ٱلۡمَوۡتَىٰ﴾ فَلْيَقُلْ: بَلَى. وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثِۭ بَعۡدَهُۥ يُؤۡمِنُونَ﴾ فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللهِ».

اس کے آخر میں ﴿أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾ ''کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟'' تو چاہیے کہ کہے: [بَلٰی] ''کیوں نہیں' وہ قادر ہے۔'' اور جو شخص سورۃ المرسلات پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے ﴿فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَه يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟'' تو چاہیے کہ کہے: [آمَنَّا بِاللّٰہِ] ''ہم اللہ پر ایمان لائے۔''

قال إِسْمَاعِيلُ: ذَهَبْتُ أُعِيدُ عَلَى الرَّجُلِ الأَعْرَابِيِّ وَأَنْظُرُ لَعَلَّهُ، فقال: يا ابنَ أخِي! أَتَظُنُّ أَنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ، لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِّينَ حَجَّةً مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ الْبَعِيرَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ.

اسمٰعیل کہتے ہیں کہ میں اس اعرابی کے پاس دوبارہ گیا تاکہ اس سے یہ حدیث دوبارہ سنوں اور دیکھوں کہیں وہ (بھولا تو نہیں) تو اس نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اس حدیث کو یاد نہیں رکھا ہوگا؟ حالانکہ میں نے ساٹھ حج کیے ہیں اور ہر حج میں میں جس جس اونٹ پر سوار ہوتا رہا ہوں وہ سب مجھے یاد ہیں۔

ملحوظہ: اس حدیث میں اعرابی مجہول راوی ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آیاتِ رحمت پر اللہ سے اس کی رحمت کا سوال اور آیاتِ عذاب پر عذاب سے محفوظ رہنے کا سوال کیا جائے۔

٨٨٨- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وابنُ رَافِعٍ قالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ إبْرَاهِيمَ بنِ عُمَرَ بنِ كَيْسَانَ: حدثني أبي عن وَهْبِ بنِ مَانُوسٍ قال: سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ يقولُ: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رسولِ الله ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرسولِ الله ﷺ مِنْ هَذَا الْفَتَى يَعْنِي عُمَرَ بنَ عَبْدِ العَزِيزِ، قال: فَحَزَرْنَا في

٨٨٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی کہ اس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت زیادہ مشابہ ہو۔ سوائے اس جوان کے یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے۔ چنانچہ ہم نے اندازہ لگایا کہ وہ اپنے رکوع اور سجدے میں دس دس تسبیحات کہتے تھے۔

٨٨٨- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب عدد التسبيح في السجود، ح: ١١٣٦ عن محمد بن رافع به * وهب بن مانوس وثقه الذهبي، وابن حبان، وهو حسن الحديث، ولا عبرة بمن جهله.

رُكُوعِهِ عَشرَ تَسْبِيحَاتٍ، وفي سُجُودِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ.

قَالَ أبو دَاوُدَ: قال أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: قُلْتُ لَهُ: مَانُوسٌ أَوْ مَابُوسٌ؟ فقال: أمَّا عَبْدُ الرَّزَّاقِ فيقولُ: مَابُوسٌ، وأمَّا حِفْظِي: فَمَانُوسٌ. وهذا لَفْظُ ابْنِ رَافِعٍ. قال أَحْمَدُ: عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ.[1]

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احمد بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ راوی کا نام مَانُوْس (نون کے ساتھ) ہے یا مَابُوْس (باء کے ساتھ)؟ تو انہوں نے کہا کہ عبدالرزاق نے مَابُوْس (باء کے ساتھ) بیان کیا ہے' مگر مجھے مَانُوْس (نون کے ساتھ) یاد ہے اور یہ ابن رافع کے لفظ ہیں۔ احمد نے اپنی روایت میں عنعنہ کا استعمال کرتے ہوئے "عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ" کہا۔ (جبکہ ابن رافع نے سماع کی تصریح کی ہے۔)

ملحوظہ: شیخ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجود میں زیادہ سے زیادہ عدد کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نماز کی طوالت کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ بغیر کسی عدد معین کے تسبیحات کہی جا سکتی ہیں۔

(المعجم ١٥١، ١٥٢) - باب الرَّجُلِ يُدْرِكُ الإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَصْنَعُ؟ (التحفة ١٥٧)

باب: ۱۵۱، ۱۵۲- آدمی جب امام کو سجدے میں پائے تو کیسے کرے؟

٨٩٣ - **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بنُ يَزِيدَ: حدثني يَحْيَى بنُ أبي سُلَيْمَانَ عن زَيْدِ بنِ أبي الْعَتَّابِ وابنِ المَقْبُرِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا، وَمَنْ

۸۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار نہ کرو۔ اور جس نے رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔"

٨٩٣- **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن خزيمة ح: ١٦٢٢ من حديث سعيد بن الحكم به و صححه الحاكم: ١/ ٢١٦، ٢٧٣، ٢٧٤ ووافقه الذهبي وأعله ابن خزيمة رحمه الله ولم يصححه' يحيى بن أبي سليمان: ضعفه البخاري و الجمهور وللحديث شواهد ضعيفة.

[1] حدیث (889) صفحہ (665) پر ملاحظہ فرمائیں۔

أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ». [1]

فوائد ومسائل: ① مسبوق یعنی امام سے پیچھے رہ جانے والا، تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے اور امام کے ساتھ مل جائے، وہ جس حالت میں بھی ہو۔ ② زیر نظر حدیث میں [اَلرَّكْعَة] کا ترجمہ ہم نے ''رکعت'' کیا ہے۔ جب کہ کچھ علماء یہاں اس سے مراد ''رکوع'' لیتے ہیں۔ ہمارے مشائخ اور علمائے پاک و ہند کی ایک کثیر تعداد اس سے ''رکعت'' ہی مراد لیتی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔ جیسے کہ شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۲۴۴/۲، ۲۴۵) میں یہ بحث کی ہے۔ وہ تمام حضرات ائمہ کرام جو وجوب فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں، وہ رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں۔ امام بخاری، امام ابن خزیمہ، تقی الدین سبکی اور دیگر علمائے شافعیہ رحمہم اللہ اسی طرف گئے ہیں۔ تاہم رکوع میں مل جانے سے رکعت کے قائلین کی تعداد بھی کافی ہے، مگر راجح یہی ہے کہ رکعت دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے ایک قیام اور دوسری قراءت۔ اور رکوع میں ملنے والا ان دونوں سے محروم رہتا ہے۔ لہذا رکوع میں ملنے سے رکعت کو دہرانا زیادہ راجح ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس قسم کے مسائل میں عوام الناس کو اپنے ہاں کے قابل اعتماد محقق علماء سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ③ مدرک رکوع کے مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۶۸۳ کے فوائد۔

(المعجم ١٥٠، ١٥١) - بَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ (التحفة ١٥٦)

باب: ۱۵۰، ۱۵۱- سجدے کے اعضاء کا بیان

٨٨٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ قالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أُمِرْتُ» - قال حَمَّادٌ -: «أُمِرَ نَبِيُّكُم ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ ولا يَكُفَّ شَعْرًا ولا ثَوْبًا».

۸۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے......'' حماد کے الفاظ ہیں...... تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ''سات (اعضاء) پر سجدہ کریں اور اس دوران میں اپنے بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔''

فائدہ: سجدے میں اپنے سر یا ڈاڑھی کے بالوں کو مٹی سے بچاتے ہوئے سمیٹنا درست نہیں۔ اور ایسے ہی کپڑوں کو بھی نہیں سمیٹنا چاہیے۔

٨٩٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۸۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت

---

٨٨٩ ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يكف شعرًا، ح: ٨١٥، ومسلم، الصلوة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب . . . الخ، ح: ٤٩٠ من حديث حماد بن زيد به.

٨٩٠ ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أُمِرْتُ» - وَرُبَّمَا قال-: «أُمِرَ نَبِيُّكُمْ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ آرَابٍ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے“۔ اور بعض اوقات کہتے ”تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ”سات اعضاء پر سجدہ کریں۔“

٨٩١ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابنَ مُضَرَ، عن ابنِ الْهَادِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

٨٩١- حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔“

٨٩٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ إِبْرَاهِيمَ، عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَفَعَهُ قال: «إِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كما يَسْجُدُ الْوَجْهُ، وَإِذَا وَضَعَ أَحَدُكُم وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا». (1)

٨٩٢- حضرت ابن عمر ؓ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ”ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے کہ چہرہ سجدہ کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی (سجدے میں زمین پر) اپنا چہرہ رکھے تو ہاتھ بھی (زمین پر) رکھے اور جب (چہرہ) اٹھائے تو انہیں بھی اٹھالے۔“

(المعجم ١٥٢، ١٥٣) - باب السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالْجَبْهَةِ (التحفة ١٥٨)

باب: ١٥٢، ١٥٣- سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا

٨٩٤- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا

٨٩٤- حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ

٨٩١- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب... الخ ح: ٤٩١ عن قتيبة

٨٩٢- **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، التطبيق، باب وضع اليدين مع الوجه في السجود، ح: ١٠٩٣ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٢/٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٢٦، ٢٢٧، ووافقه الذهبي.

٨٩٤- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف في الطين، ح: ٨١٣، ومسلم، الصيام، باب ◄◄

(1) حدیث (893) صفحہ (654) پر ملاحظہ فرمائیں۔

صَفْوَانُ بنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى ابنِ أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْنَبَتِهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلَاةٍ صَلَّاها بالنَّاسِ.

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک نماز پڑھائی تو اس میں دیکھا گیا کہ آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر کیچڑ کا نشان تھا۔

٨٩٥- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ نَحْوَهُ.

٨٩٥- محمد بن یحییٰ بواسطہ عبدالرزاق معمر سے اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: سجدے میں انسان کی پیشانی ننگی ہو اور براہ راست زمین یا مصلے پر لگے تو راجح اور افضل ہے۔ نبی ﷺ کا اپنی پگڑی کی پٹی یا تہہ پر سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے' مگر کچھ صحابہ کے آثار ضرور ثابت ہیں۔ دیکھیے (نیل الاوطار: ۲/ ۲۹۰) نیز پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر لگانی چاہیے۔

(المعجم ١٥٣، ١٥٤) - **باب صِفَةِ السُّجُودِ** (التحفة ١٥٩)

باب: ۱۵۳'۱۵۴- سجدہ کیسے کیا جائے؟

٨٩٦- **حَدَّثَنا** الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أبُو تَوْبَةَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن أبي إسْحَاقَ قال : وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بنُ عَازِبٍ فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ عجيزَتَهُ وقال : هكَذَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَسْجُدُ.

٨٩٦- جناب ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب ؓ نے ہمیں سجدہ کر کے دکھایا۔ یوں کہ انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھ رکھے' اپنے گھٹنوں پر ٹیک لگائی اور اپنی سرین کو اونچا کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔

٨٩٧- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ ولا يَفْتَرِشْ أَحَدُكُم ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

٨٩٧- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سجدہ صحیح طرح (سکون) سے کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کتے کی طرح اپنے ہاتھ نہ پھیلائے۔''

◀◀ فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ١١٦٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٨٩٥- **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٦٨٥.

٨٩٦- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ١١٠٥ من حديث شريك القاضي به * وهو مدلس كما تقدم، ح: ٧٢٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٨٩٧- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يفترش ذراعيه في السجود، ح: ٨٢٢، ومسلم، الصلوة، باب الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض . . . الخ، ح: ٤٩٣ من حديث شعبة به.

٨٩٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن عَمِّهِ يَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ، عن مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ.

٨٩٨- سیدہ میمونہ ؓ بیان فرماتی ہیں' نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے تھے حتی کہ اگر بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا' تو گزر سکتا تھا۔

٨٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عن التَّمِيمِيِّ الَّذِي يُحَدِّثُ بالتَّفْسِيرِ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ خَلْفِهِ فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ مُجَخٍّ قَدْ فَرَّجَ يَدَيْهِ.

٨٩٩- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا' میں نبی ﷺ کے پیچھے سے آیا (جبکہ آپ سجدے میں تھے) تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے اپنی کمر کو اٹھایا ہوا تھا' پیٹ زمین سے اونچا تھا اور بازو پہلوؤں سے دور تھے۔

فائدہ: شیخ البانی ؒ نے اس کی تصحیح کی ہے' اگلی حدیث اس کی مؤید ہے۔

٩٠٠- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: حَدَّثَنَا أَحْمَرُ بنُ جَزْءٍ، صَاحِبُ رسولِ اللهِ ﷺ: أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى عَضُدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ حَتَّى نَأْوِيَ لَهُ.

٩٠٠- حضرت احمر بن جزء ؓ صحابیٔ رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے (اس قدر) دور رکھتے تھے کہ ہمیں (آپ کی مشقت کو دیکھتے ہوئے) آپ پر ترس آتا۔

فائدہ: یعنی ہاتھوں کو اپنی پسلیوں سے خوب دور کر کے رکھتے تھے اسی وجہ سے دیکھنے والوں کو ترس آتا کہ آپ بہت مشقت میں ہیں' مگر جماعت اور صف میں یہ صورت نہیں ہو سکتی۔ تاہم اگر بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکتا ہو' تو اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ جس طرح سجدہ کر سکتا ہے کر لے۔

٩٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ بنِ

٩٠١- حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت

٨٩٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الاعتدال في السجود . . . الخ، ح: ٤٩٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

٨٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٧ من حديث زهير به * وأبوإسحاق عنعن والحديث الآتي يغني عنه.

٩٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب السجود، ح: ٨٨٦ من حديث عباد بن راشد به.

٩٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١١٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٥٣، وابن حبان، ح: ٤٩٩ب.

لِلَّيْثِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن دَرَّاجٍ، عن ابنِ حُجَيْرَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُم فَلَا يَفْتَرِشْ يَدَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ وَلْيَضُمَّ فَخِذَيْهِ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) کتے کی طرح نہ پھیلائے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ''جب آپ سجدہ کرتے تو اپنی رانوں میں فاصلہ کرتے اور اپنے پیٹ کو بھی اٹھائے ہوتے' اسے رانوں کا سہارا نہ دیتے۔ (سنن ابی داود' حدیث:۷۳۵) ② سجدہ کرنے کا یہ طریقہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے' کیونکہ عورتوں کے لیے نبی ﷺ نے سجدے کا کوئی الگ طریقہ بیان نہیں فرمایا۔ اس سلسلے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں' ان میں کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کی کتاب ''کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟'' مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ١٥٤، ١٥٥) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ لِلضَّرُورَةِ (التحفة ١٦٠)

باب:۱۵۴'۱۵۵-ضرورت کے لیے اس میں رخصت کا بیان

٩٠٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سُمَيٍّ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: اشْتَكَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ السُّجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوا فقال: «اسْتَعِينُوا بِالرُّكَبِ».

۹۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ جب وہ سجدے میں اپنے بازوؤں کو کھلے کرتے ہیں تو اس سے بہت مشقت ہوتی ہے' تو آپ نے فرمایا: ''اپنے گھٹنوں سے مدد لے لیا کرو۔''

فائدہ: بیمار اور ضعیف کے لیے سجدوں میں رانوں کا سہارا لینا مباح ہے' کیونکہ وہ معذور ہوتا ہے۔

(المعجم ١٥٥، ١٥٦) - بَابُ التَّخَصُّرِ وَالْإِقْعَاءِ (التحفة ١٦١)

باب:۱۵۵'۱۵۶-پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا اور اقعاء کرنا

٩٠٣- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن

۹۰۳- جناب زیاد بن صبیح حنفی بیان کرتے ہیں کہ

٩٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الاعتماد في السجود، ح:٢٨٦ عن قتيبة به، وصححه ابن حبان، ح:٥٠٧، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٢٩، ووافقه الذهبي * محمد بن عجلان مدلس ولم أجد تصريح سماعه، وخالفه السفيانان فأرسلاه عن سمي عن نعمان بن أبي عياش به.

٩٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب النهي عن التخصر في الصلوة، ح:٨٩٢ من حديث سعيد بن زياد به.

وَكِيعٍ، عن سَعِيدِ بنِ زِيَادٍ، عن زِيادِ بنِ صُبَيْحٍ الْحَنَفِيِّ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى خاصِرَتَيَّ، فَلَمَّا صَلَّى قال: هَذَا الصَّلْبُ في الصَّلَاةِ، وكَانَ رسولُ الله ﷺ يَنْهَى عَنْهُ.

میں نے حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ میں نے اس دوران میں اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں (کوکھوں) پر رکھ لیے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ کیفیت نماز میں صلیب (مَصْلُوْب) سے مشابہت ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اثنائے نماز میں کوکھ (یا کولہوں) پر ہاتھ رکھنا ناجائز ہے۔ اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہی مشابہت، جو ذکر ہوئی ہے کہ سولی دیے جانے والے کو لکڑی پر اسی انداز میں کھڑا کرتے تھے کہ اس کے ہاتھ اس کے پہلوؤں سے دور ہوتے تھے۔ دیگر اقوال یہ ہیں۔ اس میں شیطان سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہود سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہ دوزخیوں کے آرام کی کیفیت ہوگی۔ یا متکبرین اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔ یا غم و اندوہ میں بھی لوگ اسی انداز میں کھڑے ہوتے ہیں وغیرہ (عون المعبود) الغرض وجہ کوئی بھی ہو یہ عمل ممنوع ہے۔ ② "اِقْعَاء عَلَى الْقَدَمَيْن" کی وضاحت اس طرح ہے کہ "اقعاء" ایڑیوں پر بیٹھنے کو کہتے ہیں اور دو سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث: ۸۴۵ کے فوائد ملاحظہ ہو۔

(المعجم ١٥٦، ١٥٧) - **باب الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٦٢)

باب: ۱۵۶، ۱۵۷- نماز میں رونا

٩٠٤- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ سَلَّامٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابنَ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ، عن ثَابِتٍ، عن مُطَرِّفٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي وفي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ ﷺ.

۹۰۴- جناب مطرف اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آ رہی تھی جیسے کوئی چکی سی چل رہی ہو۔

فائدہ: سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کے اندر سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آ رہی تھی۔ (حدیث: ۱۲۱۵) اور مومنین کی خاص صفت یہی ہے کہ "جب ان پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو سجدوں میں گر جاتے ہیں اور روتے ہیں۔" (سورۂ مریم: ۵۸) اور یہ کیفیت ایمان اور تدبر فی الآیات ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، خواہ آواز سے روئے۔

٩٠٤- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب البكاء في الصلوة، ح: ١٢١٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٤٥١ (بتحقيقي).

(المعجم ١٥٧، ١٥٨) - **باب كَرَاهِيَةِ الْوَسْوَسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٦٣)

باب:١٥٧، ١٥٨- نماز کے دوران میں وسوسے اور خیالات کی کراہت

٩٠٥- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابنَ سَعْدٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ تَوَضَّأَ فأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لا يَسْهُو فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٠٥- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے (یعنی سنت کے مطابق) پھر دو رکعتیں پڑھے اور ان میں غفلت کا شکار نہ ہو تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

٩٠٦- **حَدَّثَنا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عن رَبِيعَةَ بنِ يَزِيدَ، عن أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

٩٠٦- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور چہرے سے ان ہی پر متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔“

فوائد ومسائل: ① وضو وہی اچھا ہو سکتا ہے جو سنت نبوی کے مطابق ہو۔ اعضا کامل دھوئے جائیں۔ پانی کا ضیاع نہ ہو اور شروع میں بسم اللہ اور آخر کی دعا بھی پڑھے۔ ② دل کے خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی ظاہری صورت یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے اپنی نظر اور چہرے کو سجدے کی جگہ پر مرکوز رکھے اور معنوی اعتبار سے آیات واذکار کے معانی ومفاہیم پر غور کرے اور اس طرح عبادت کرے گویا کہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سمجھے کہ شاید یہ میری آخری نماز ہے۔ علاوہ ازیں علمائے صالحین کی صحبت اور کتب احادیث میں زہد اور رقاق کے ابواب کا

٩٠٥- **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح:١٠١٣ من حديث أبي داود به وهو في مسند الإمام أحمد: ٤/ ١١٧، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٣١، ووافقه الذهبي.

٩٠٦- **تخريج**: أخرجه مسلم، كما تقدم، ح: ١٦٩، ورواه البغوي في شرح السنة، ح: ١٠١٤ من حديث أبي داود به.

بکثرت مطالعہ انسان کے لیے حسن عبادت کا بہترین ذریعہ ہیں اور یہ ماثور دعا اپنا معمول بنائے [اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ](سنن أبي داود، حديث:١٥٢٢)''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔''

(المعجم ١٥٨، ١٥٩) - بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٦٤)

باب:۱۵۸، ۱۵۹-امام کو نماز میں لقمہ دینا

٩٠٧ (أ) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ قالا: أخبرنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عن يَحْيَى الْكَاهِلِيِّ، عن الْمُسَوَّرِ بنِ يَزِيدَ المَالِكِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ - قال يَحْيَى - وَرُبَّمَا قال: شَهِدْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ، فقال لَهُ رَجُلٌ: يارسولَ الله! تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا؟».

۹۰۷-(الف) حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں جنہیں آپ نے تلاوت نہیں فرمایا، تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرادیں؟''

قال سُلَيْمَانُ في حَدِيثِهِ قال: كُنْتُ أُرَاهَا نُسِخَتْ. وقال سُلَيْمَانُ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الأَسَدِيُّ قال: حدثني الْمُسَوَّرُ بنُ يَزِيدَ الأَسَدِيُّ المَالِكِيُّ.

سلیمان نے اپنی روایت میں کہا کہ اس آدمی نے کہا: میں سمجھا شاید یہ منسوخ ہوگئی ہیں۔ سلیمان نے اس سند کو یوں بیان کیا...... [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَسَدِيُّ الْمَالِكِيُّ] (یعنی تصریح تحدیث اور وضاحت نسب کے ساتھ۔)

٩٠٧ (ب) - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ

۹۰۷-(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی

٩٠٧الف ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في جزء القراءة، ح:١٩٤، وعبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٧٤ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح:١٦٤٨، وابن حبان، ح:٣٧٨، ٣٧٩ * يحي بن كثير وثقه ابن حبان والجمهور، وحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

٩٠٧ب ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢١٢، وصححه ابن حبان، ح:٣٨٠، والنووي في المجموع: ٤/ ٢٤١، وأعله الإمام أبوحاتم في علل الحديث: ١/ ٧٧، ٧٨ بعلة غير قادحة، والله أعلم.

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ: أخبرنا عَبْدُ الله ابنُ الْعَلَاءِ بنِ زَبْرٍ عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً فَقَرَأَ فيها فَلُبِسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قال لِأُبَيٍّ: «أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «فَمَا مَنَعَكَ».

ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی' تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت اُبَیّ ؓ سے فرمایا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمہیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتا دیتے'')۔

فوائد ومسائل: ① بشری تقاضوں کے تحت نبی علیہ السلام کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہوئی ہے جس سے ایک تو آپ کی بشریت کا اثبات ہوا۔ دوسرے' آپ کا بھولنا امت کے لیے تعلیم وتشریع کا ذریعہ بن گیا۔ قرآن مجید میں ہے ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ۝ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ﴾ (الاعلیٰ:٦'٧) ② امام اگر قراءت میں بھولے تو اسے وہ آیات بتائی جائیں۔ اگر دوسرے ارکان بھول رہا ہو تو سُبْحَانَ اللّٰہ کہا جائے۔ اور عورت الٹے ہاتھ پر تالی بجا کر متنبہ کرے۔

(المعجم ١٥٩، ١٦٠) - باب النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ (التحفة ١٦٥)

باب:١٥٩'١٦٠- امام کو لقمہ دینے کی ممانعت کا مسئلہ

٩٠٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ عن يُونُسَ بنِ أبي إِسْحَاقَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن الْحَارِثِ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَا عَلِيُّ! لا تَفْتَحْ عَلَى الإِمَامِ في الصَّلَاةِ».

٩٠٨- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! امام کو نماز میں لقمہ مت دو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو إِسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْحَارِثِ إِلَّا أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ لَيْسَ هَذَا مِنْهَا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابواسحاق نے حارث سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔

ملحوظہ: اس حدیث کے ایک راوی حارث بن عبداللہ کوفی' ابوزہیر الاعور کو کئی ایک محدثین نے کذاب کہا ہے۔

٩٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٤٦ من حديث يونس بن أبي إسحاق به * الحارث الأعور ضعيف جدًا، رافضي، وأبوإسحاق لم يسمع منه هذا الحديث.

اس کے مقابلے میں پچھلے باب میں مذکور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی حدیث سنداً صحیح ہے۔ لہٰذا امام اگر قراءت میں بھول رہا ہو تو اسے بتا دینا چاہیے۔

(المعجم ١٦٠، ١٦١) - **باب الالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٦٦)

باب: ۱۶۰، ۱۶۱- نماز میں ادھر ادھر دیکھنا

٩٠٩- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا الأَحْوَصِ يُحَدِّثُنَا في مَجْلِسِ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ قال: قال أَبُو ذَرٍّ: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَزَالُ الله عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ في صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فإذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ».

۹۰۹- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب وہ ادھر ادھر دیکھنے لگ جائے تو اللہ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔''

٩١٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن الأَشْعَثِ يَعْني ابنَ سُلَيْمٍ، عن أَبِيهِ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالت: سَأَلْتُ رسولَ الله ﷺ عن الْتِفَاتِ الرَّجُلِ في الصَّلَاةِ، فقال: «إِنَّمَا هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ».

۹۱۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ ''اچکنا'' ہے۔ اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔''

فائدہ: گردن گھما کر دیکھنا بالکل ناجائز ہے۔ البتہ اشد ضرورت کے تحت کسی قدر نظر گھما کر دیکھے تو جائز ہے۔

(المعجم ١٦١، ١٦٢) - **باب السُّجُودِ عَلَى الأَنْفِ** (التحفة ١٦٧)

باب: ۱۶۱، ۱۶۲- ناک پر سجدہ کرنا

٩١١- **حَدَّثَنا** مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ:

۹۱۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٩٠٩ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلٰوة، ح: ١١٩٦ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨١، ٤٨٢، والحاكم: ١/ ٢٣٦، ووافقه الذهبي.

٩١٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلٰوة، ح: ٧٥١ عن مسدد به.

٩١١ـ **تخريج**: [صحيح] تقدم، ح: ٨٩٤.

حَدَّثَنَا عِيسَى عن مَعْمَرٍ، عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْنَبَتِهِ أثَرُ طِينٍ مِنْ صَلاةٍ صلَّاها بالنَّاسِ.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر کیچڑ کا نشان تھا۔

قال أبو عَلِيٍّ: هذا الحديثُ لَمْ يَقْرَأْهُ أبُو دَاوُدَ في الْعَرْضَةِ الرَّابِعَةِ.

ابوعلی لؤلؤی کہتے ہیں کہ امام ابوداود ؒ نے جب چوتھی بار اپنی یہ کتاب تلامذہ پر پڑھی تو اس میں یہ حدیث نہ تھی۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ سے سنن ابوداود روایت کرنے والے معروف محدث چار ہیں جن تک علمائے محدثین کی اسانید پہنچتی ہیں۔ (۱) ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی البصری۔ (۲) ابوبکر بن محمد بن محمد بن عبدالرزاق التمار البصری المعروف بہ ابن داسہ۔ (۳) ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بہ ابن الاعرابی۔ (۴) ابوعیسیٰ اسحٰق بن موسیٰ بن سعید الرملی، وراق ابی داود۔ لؤلؤی کا نسخہ مشرق میں اور ابن داسہ کا نسخہ مغرب میں مشہور ہوا ہے۔ (الحطة فی ذکر الصحاح الستة) ان نسخوں میں کہیں کہیں کچھ باہم اختلاف ہیں۔

(المعجم ١٦٢، ١٦٣) - باب النَّظَرِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٦٨)

باب: ۱۶۲، ۱۶۳- نماز میں نظر اٹھانے کا مسئلہ

٩١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وهذا حَدِيثُهُ وَهُوَ أَتَمُّ - عن الأعمش، عن المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ، عن تَمِيمِ بنِ طَرَفَةَ الطَّائِيِّ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال عُثْمَانُ هُوَ ابنُ أبي شَيْبَةَ قال: دَخَلَ رسولُ الله ﷺ الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِيهِ نَاسًا يُصَلُّونَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ إلَى السَّماءِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فقال: «لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ يُشْخِصُونَ أَبْصَارَهُمْ

۹۱۲- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''یا تو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں یا ان کی نظریں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔''

٩١١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٦٦١.

إِلَى السَّمَاءِ». - قال مُسَدَّدٌ: «فِي الصَّلَاةِ - أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبْصَارُهُمْ».

فائدہ: نماز کے دوران میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے جیسے کہ قنوت میں اٹھائے جاتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کی حمد کے لیے اٹھائے تھے۔ (دیکھیے حدیث: ۹۴۰'۹۴۱) لیکن نظریں آسمان کی طرف اٹھانا صحیح نہیں۔ اس حدیث میں انکار نظریں اٹھانے پر ہے نہ کہ ہاتھ اٹھانے پر۔

٩١٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سَعِيدِ بنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ في صَلَاتِهِمْ»، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ في ذَلِكَ فقال: «لَيَنْتَهِيَنَّ عن ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ».

۹۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ اپنی نمازوں کے دوران نظریں اٹھا لیتے ہیں؟'' آپ کا فرمان اس بارے میں بڑا سخت ہو گیا اور فرمایا: ''یہ لوگ اپنے اس عمل سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔''

٩١٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: صَلَّى رسولُ الله ﷺ في خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فقال: «شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هَذِهِ، اذْهَبُوا بِهَا إِلَى أبي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ».

۹۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونی چادر میں نماز پڑھی' اس میں کچھ نقش و نگار تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کے نقوش الجھانے لگے تھے۔ اسے ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور میرے پاس اَنبجانی چادر لے آؤ۔'' (یعنی جس میں نقش نہیں ہوتے۔)

٩١٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابنَ أبي الزِّنَادِ، قال: سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ بهذا الخبرِ قال: وَأَخَذَ

۹۱۵- جناب ہشام نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی۔ آپ نے ابوجہم کی (چادروں میں سے) کُردی چادر لے لی۔ آپ سے کہا گیا کہ اونی (منقش) چادر اس کُردی سے عمدہ تھی۔

٩١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلٰوة، ح: ٧٥٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

٩١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلٰوة، ح: ٧٥٢، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلٰوة في ثوب له أعلام، ح: ٥٥٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

٩١٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم من حديث هشام بن عروة به، انظر الحديث السابق.
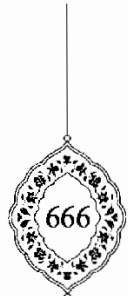
كُرْدِيًّا كَانَ لِأَبِي جَهْمٍ، فَقِيلَ: يارسولَ الله! الْخَمِيصَةُ كَانَتْ خَيْرًا مِنَ الْكُرْدِيِّ.

فوائد ومسائل: ① ابوجہم ؓ آپ کے صحابہ میں سے تھے ان کا نام عبید یا عامر بن حذیفہ قرشی عدوی آیا ہے۔ ان کی طرف منقش چادر اس لیے بھیجی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ چادر ہدیہ کی تھی۔ (عون المعبود) ② لباس' مصلیٰ' فرش یا سامنے کی دیوار وغیرہ اگر ایسی ہو کہ اس کے نقوش سے نماز کے دوران میں الجھن ہوتی ہو تو اس سے بچنا چاہیے۔ ③ نماز کے دوران میں آنکھیں بند کر لینا کسی طرح صحیح نہیں۔ نظر حتی الامکان سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیے' مگر تشہد میں بیٹھتے ہوئے انگشت شہادت پر ہو تو مستحب ہے۔ (سنن نسائی' حدیث: ١١٦١) تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار' باب نظر المصلی الیٰ موضع سجوده ...... ص: ٢/٢١١)

(المعجم ١٦٣، ١٦٤) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ١٦٩)

باب: ١٦٣' ١٦٤- نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی رخصت

٩١٦- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابنَ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قال: حدثني السَّلُولِيُّ هُوَ أَبُو كَبْشَةَ، عَنْ سَهْلِ ابنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قال: ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَجَعَلَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ.

٩١٦- حضرت سہل بن حنظلیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور آپ اس دوران میں ایک گھاٹی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَرْسَلَ فَارِسًا إِلَى الشِّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَحْرُسُ.

امام ابوداود ؒ نے بیان کیا کہ آپ نے ایک شہسوار کو اس گھاٹی کی طرف رات میں پہرے کے لیے بھیجا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث اور دیگر وہ احادیث جن میں التفات سے منع کیا گیا ہے' ان کے درمیان تطبیق یوں دی گئی ہے کہ گردن موڑے بغیر اشد ضرورت سے دیکھنا جائز ہے' ورنہ ممنوع۔

(المعجم ١٦٤، ١٦٥) - بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٧٠)

باب: ١٦٤' ١٦٥- نماز میں عمل (حرکات وغیرہ جو مباح ہیں)

٩١٦- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٨٧ من حديث الربيع بن نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨٧، وابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٣٦٥، ح: ٣٧٦.

٩١٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ، عن أبي قَتَادَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ ابْنَةِ رسولِ الله ﷺ فإذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإذَا قَامَ حَمَلَهَا.

٩١٧- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات اپنی نواسی) اُمامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھاتے تھے۔ جب سجدہ کرتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

٩١٨- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ يَعْني ابنَ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أبَا قَتَادَةَ يقولُ: بَيْنَا نَحْنُ في المَسْجِدِ جُلُوسًا خَرَجَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بنِ الرَّبِيعِ. وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رسولِ الله ﷺ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلَى عَاتِقِهِ، فَصَلَّى رسولُ الله ﷺ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إذَا رَكَعَ وَيُعِيدُهَا إذَا قَامَ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِهَا.

٩١٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ اُمامہ بنت ابی العاص بن ربیع کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اور اس کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں، یہ چھوٹی بچی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے نماز پڑھائی اور یہ آپ کے کندھے پر تھی، آپ جب رکوع کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔ آپ نے (اسی طرح) نماز مکمل کی اور اس دوران میں اسے اٹھاتے اور بٹھاتے رہے۔

٩١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن مَخْرَمَةَ، عن أبِيهِ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قال: سَمِعْتُ أبَا قَتَادَةَ الأنْصَارِيَّ يقولُ: رَأَيْتُ

٩١٩- حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے دوران میں امامہ دختر ابی العاص کو اپنی گردن (یعنی کندھے) پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ

٩١٧- **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلوٰة ... الخ، ح: ٥٤٣ عن القعنبي، والبخاري، الصلوٰة، باب: إذا حمل جارية صغيرةً على عنقه في الصلوٰة، ح: ٥١٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٧٠.

٩١٨- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح: ٥٩٩٦، ومسلم (انظر الحديث السابق/ عن قتيبة) من حديث ليث بن سعد به.

٩١٩- **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ٩١٧.

رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا.

جب سجدہ کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ مَخْرَمَةُ مِنْ أَبِيهِ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ جناب مخرمہ نے اپنے والد (بکیر بن عبداللہ بن الاشج) سے ایک ہی حدیث سنی ہے۔

۹۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ صَاحِبِ رسولِ الله ﷺ قال: بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رسولَ الله ﷺ لِلصَّلَاةِ، فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَقَدْ دَعَاهُ بِلَالٌ لِلصَّلَاةِ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَأُمَامَةُ بِنْتُ أبي الْعَاصِ بِنْتُ ابْنَتِهِ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فِي مُصَلَّاهُ وَقُمْنَا خَلْفَهُ وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ. قال: فَكَبَّرَ فَكَبَّرْنَا. قال: حَتَّى إِذَا أَرَادَ رسولُ الله ﷺ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ قَامَ أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا، فَمَا زَالَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ﷺ.

۹۲۰- حضرت ابوقتادہ صحابیٔ رسول ﷺ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے' نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ جب آپ تشریف لائے تو امامہ بنت ابی العاص یعنی آپ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کی بیٹی آپ کی گردن پر تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے جب کہ وہ بچی اپنی اسی جگہ پر تھی (یعنی آپ علیہ السلام کی گردن پر۔) آپ نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کرنا چاہا تو اسے پکڑ کر بٹھا دیا' پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ جب آپ اپنے سجدے سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو اسے پھر گردن (کندھے) پر بٹھا لیا۔ رسول اللہ ﷺ ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے رہے' حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① اس آخری روایت کی سابقہ احادیث سے تائید ہوتی ہے۔ ② حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بموجب ان کی وصیت کے نکاح کر لیا تھا' مگر ان سے

۹۲۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۳/ ۸۸، ۸۹ من حديث أبي داود به، وابن إسحاق عنعن، والحديث السابق: ۹۱۸ يغني عنه.

اولاد نہیں ہوئی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو بچوں سے بہت ہی پیار تھا اور آپ ان سے کسی طرح پریشان نہ ہوتے تھے۔ ④ کچھ فقہائے کرام نے نبی علیہ السلام کے اس عمل کو آپ سے مخصوص باور کرانے کی کوشش کی ہے مگر حق یہ ہے کہ ایسا کوئی قرینہ نہیں ہے جس کے تحت اس قسم کے اعمال کو آپ سے مخصوص کیا جا سکے' بلکہ اس میں امت کے لیے اسوہ ہے۔ ماں باپ کو اس قسم کی صورت حال کا اکثر سامنا رہتا ہے اور بعض احوال میں امام یا مقتدی کو بھی ایسی صورت پیش آ سکتی ہے۔ ⑤ چھوٹے بچوں کے جسم اور کپڑے طہارت پر محمول ہوتے ہیں اور انہیں مسجد میں لے آنا جائز ہے۔ (مگر ایک حد تک) ⑥ نماز میں عمل قلیل ہو یا کثیر مباح ہے' بشرطیکہ قبلے سے انحراف نہ ہو۔ جیسے کہ اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے اپنی نواسی کو نیچے اتارا پھر اٹھایا اور بار بار ایسے کیا۔

٩٢١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن ضَمْضَمَ بنِ جَوْسٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اقْتُلُوا الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ».

٩٢١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھتے ہوئے بھی دو کالے جانوروں کو قتل کر دو یعنی سانپ اور بچھو۔''

فائدہ: یہ انسان کو ایذا دینے والے جانور ہیں اس لیے ان پر ترس کھانا انسان پر ظلم ہے' لہٰذا نماز کے دوران میں بھی انہیں قتل کر دیا جائے۔ خواہ عصا یا پتھر وغیرہ ڈھونڈنے اور اس جانور کے پیچھا کرنے میں قبلہ رخ سے منحرف ہونا پڑے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس دوسری صورت میں نماز باطل ہو جائے گی اور دہرانی پڑے گی' مگر کچھ دوسرے علماء اسے نماز خوف پر قیاس کرتے ہوئے نماز کو صحیح کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

٩٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ - وهٰذَا لَفْظُهُ - قال: حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعني ابنَ المُفَضَّلِ: حدثنا بُرْدٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ

٩٢٢- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے' میں آتی اور دروازہ کھلواتی تو آپ چل کر دروازہ کھول دیتے اور پھر اپنے مصلے پر لوٹ آتے۔ اور (عروہ نے) ذکر کیا کہ

٩٢١- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في قتل الأسودين في الصلوة، ح: ٣٩٠ من حديث علي بن المبارك، والنسائي، ح: ١٢٠٣، وابن ماجه، ح: ١٢٤٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٧٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٦٩، وابن حبان، ح: ٥٢٨، والحاكم: ١/ ٢٥٦، ووافقه الذهبي.

٩٢٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ذكر ما يجوز من المشي والعمل في صلاة التطوع، ح: ٦٠١ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن غريب" * الزهري تقدم: ٧٨٥، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث، وله شاهد ضعيف عند الدارقطني: ٢/ ٨٠.

رسولُ الله ﷺ- قال أَحْمَدُ: - يُصَلِّي وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ، قال أَحْمَدُ: فَمَشَى فَفَتَحَ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ، وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ في الْقِبْلَةِ.

دروازہ قبلہ رخ تھا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر دروازہ قبلہ رخ ہو اور چند قدم کے فاصلے پر ہو اور گھر میں کوئی جواب دینے والا بھی نہ ہو' تو چند قدم چل کر دروازہ کھول دینے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا' بلکہ ایک تو یہ عمل قلیل ہے۔ دوسرے نمازی قبلے سے منحرف بھی نہیں ہوتا۔ تیسرے اس سے اس کا خشوع فی الصلوٰۃ بھی زیادہ متاثر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

المعجم ١٦٥، ١٦٦) - باب رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٧١)

باب: ۱۲۵'۱۲۶- نماز کے دوران میں سلام کا جواب دینا

٩٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ فُضَيْلٍ عن الأعمَشِ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله قال: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رسولِ الله ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقال: «إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا».

۹۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز میں ہوتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے۔ پس جب ہم (ہجرت حبشہ کے بعد) نجاشی کے پاس سے واپس آئے اور ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے ہمیں جواب نہ دیا اور فرمایا: ''نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نماز میں قراءت قرآن' اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے اس لیے کسی اور طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں۔ سوائے اس کے جس کی رخصت آئی ہے۔ ② دوران نماز میں عمداً بات کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

٩٢٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عن أَبِي وَائِلٍ،

۹۲۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز میں سلام کہا کرتے تھے اور اپنی ضرورت کی

٩٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوٰة، باب ما ينهى من الكلام في الصلوٰة، ح: ١١٩٩، ومسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوٰة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٣٨، كلاهما عن ابن نمير به.

٩٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوٰة، ح: ١٢٢٢ من حديث عاصم بن بهدلة به، وعلقه البخاري قبل، ح: ٧٥٢٢، التوحيد باب: ٤٢.

عن عَبْدِ الله قال: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رسولِ الله ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدُثَ، فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ الصَّلَاةَ قال: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشاءُ، وَإِنَّ الله تَعَالَى قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَن لا تَكَلَّمُوا في الصَّلَاةِ»، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ.

بات بھی لوگوں سے کر لیتے تھے' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے' میں نے آپ کو سلام کیا' لیکن آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس سے مجھے بہت غم لاحق ہوا اور اگلے پچھلے اندیشوں نے آ لیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنے احکام میں جو چاہتا ہے تبدیلی کرتا ہے۔ اس نے اب یہ حکم دیا ہے کہ نماز کے دوران میں بات چیت نہ کیا کرو۔'' تب آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: زبان سے سلام کا جواب دینا منسوخ ہوگیا تھا مگر اشارے سے جواب دینا جائز اور مسنون ہے جیسے کہ مندرجہ ذیل احادیث میں آ رہا ہے۔

٩٢٥- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن بُكَيْرٍ، عن نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ، عن ابنِ عُمَرَ، عن صُهَيْبٍ أَنَّهُ قال: مَرَرْتُ برسولِ الله ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِشَارَةً. قال: ولا أَعْلَمُهُ إِلَّا قال: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ. وهذا لَفظُ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ.

٩٢٥- حضرت صہیب ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے اشارے سے جواب دیا۔ نابل کہتے ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں حضرت ابن عمر ؓ نے یہ کہا تھا: اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ یہ الفاظ جناب قتیبہ کی روایت کے ہیں۔

فائدہ: نمازی کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آواز مناسب ہونی چاہیے' مگر وہ اشارے سے جواب دے۔ نیز درج ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

٩٢٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ

٩٢٦- حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٩٢٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الإشارة في الصلوة، ح: ٣٦٧ عن قتيبة به وقال: "حسن لا نعرفه إلا من حديث الليث عن بكير"، طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ١٠١٧ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٨٨، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٥٥ والحاكم: ٣/ ١٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

٩٢٦_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٤٠ من حديث زهير به.

النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: أَرْسَلَنِي نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ، فقال لِي بِيَدِهِ هَكَذَا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ، فقال لِي بِيَدِهِ هكَذَا وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ وَيُومِىءُ بِرَأْسِهِ. قال: فَلَمَّا فَرَغَ قال: «مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي».

نے مجھے قبیلۂ بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ میں آیا تو آپ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ سے بات کرنا چاہی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں نے پھر بات کی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں آپ کو سن رہا تھا کہ آپ قراءت کر رہے تھے اور (رکوع سجود کے لیے) اپنے سر سے اشارہ کر رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”جس کام کے لیے میں نے تمہیں بھیجا تھا اس کا تم نے کیا کیا؟ اور تم سے بات نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔“

فوائد ومسائل: صحیح مسلم (کتاب المساجد حدیث: ۵۴۰) میں ہے کہ زہیر نے ”زمین کی طرف اشارہ“ کر کے نبی علیہ السلام کے اشارے کی وضاحت کی۔ ② سفر میں (نفل) نماز سواری پر پڑھی جا سکتی ہے۔ رکوع اور سجود اشارے سے ہوں گے۔ ③ اثنائے نماز میں کسی مخاطب کو اشارے سے جواب دینا جائز ہے۔ ④ اگر کوئی کسی وجہ سے جواب نہ دے سکے تو چاہیے کہ معذرت پیش کرے۔

٩٢٧- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بنُ عِيسَى الْخُرَاسَانِيُّ الدَّامِغَانِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بنَ عُمَرَ يقولُ: خَرَجَ رسولُ اللهِ ﷺ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّي فيه. قال: فَجَاءَتْهُ الأَنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي. قال: فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رسولَ اللهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قال: يقولُ هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بنُ عَوْنٍ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ

٩٢٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد) قباء میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ (اس اثنا میں آپ کے پاس) انصار آ گئے۔ وہ آپ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال ؓ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح جواب دیتے ہوئے دیکھا‘ جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ لوگ آپ کو سلام کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: اس طرح اور اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ (حسین بن عیسیٰ نے اپنے شیخ جعفر بن عون سے اس کی وضاحت یوں نقل

٩٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الإشارة في الصلوة، ح:٣٦٨ من حديث هشام بن سعد به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٢١٥، وللحديث شواهد.

وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى فَوْق.

کی ہے کہ) جعفر بن عون نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو نیچے کیا اور اس کی پشت کو اوپر کی طرف۔

٩٢٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عن أَبِي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا غِرَارَ في الصَّلَاةِ وَلَا تَسْلِيمٍ».

٩٢٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''نماز اور سلام میں نقص نہیں۔'' (یعنی کمی نہ رکھو۔)

قال أَحْمَدُ: يَعْنِي فيما أُرَى أَن لا تُسَلِّمَ ولا يُسَلَّمَ عَلَيْكَ وَيُغَرِّرُ الرَّجُلُ بِصَلَاتِهِ فَيَنْصَرِفُ وَهُوَ فيها شَاكٌّ.

امام احمد فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپ سلام کریں نہ آپ پر سلام کیا جائے۔ اور نماز میں انسان کا کمی کرنا یوں ہے کہ انسان نماز سے فارغ ہو جائے حالانکہ اسے اس میں شک ہو۔

٩٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنَا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن سُفْيَانَ، عن أبي مَالِكٍ، عن أبي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أُرَاهُ رَفَعَهُ. قال: «لَا غِرَارَ في تَسْلِيمٍ وَلَا صَلَاةٍ».

٩٢٩- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں معاویہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے مرفوع بیان کیا۔ ''سلام میں اور نماز میں نقص نہیں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ فُضَيْلٍ عَلَى لَفْظِ ابنِ مَهْدِيٍّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں: ابن فضیل نے ابن مہدی کی (سابقہ روایت) کی مانند روایت کیا اور مرفوع نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① [غِرَار] کا لفظی معنی ''نقص اور کمی کرنا'' ہے۔ نماز میں کمی دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ انسان اس کے رکوع اور سجود صحیح طور سے ادا نہ کرے۔ ارکان جلدی جلدی ادا کرے۔ اس سے نماز ناقص رہ جاتی ہے بلکہ ہوتی ہی نہیں۔ دوسری صورت شک ہونے کی ہے کہ مثلاً تین یا چار رکعت میں شک ہوا کہ نہ معلوم کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ تو انسان سمجھے کہ بس جتنی بھی ہے پوری ہو گئی ہے یا وہ اسے چار رکعات ہی شمار کر لے۔ یہ کیفیت بھی نماز

٩٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٦١ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٦١/٢، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦٤، ووافقه الذهبي * سفيان الثوري تقدم، ح: ٧٤٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٩٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

میں نقص ہے۔ چاہیے کہ بندہ یقین اور اعتماد سے نماز پوری پڑھے۔ یعنی اسے چار نہیں' تین رکعات شمار کر لے۔ سلام میں نقص یوں ہے کہ سلام کہنے والے کو اس کے الفاظ کا پورا پورا جواب نہ دیا جائے۔ اگر زیادہ نہیں کہتا تو اس کے الفاظ ہی سے جواب دے' ان میں کمی نہ کرے۔ مثلاً کہنے والے نے السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته کہا ہے تو جواب میں وعلیکم السلام پر کفایت مناسب نہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْمُسْلِمُ فَرُدُّوْا عَلَيْهِ اَفْضَلَ مِمَّا سَلَّمَ أَوْرُدُّوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا سَلَّمَ فَالزِّيَادَةُ مَنْدُوْبَةٌ وَالْمُمَاثَلَةُ مَفْرُوْضَةٌ] ''یعنی جب تمہیں کوئی مسلمان سلام کہے تو اس کے سلام کا جواب اس کے سلام سے افضل الفاظ سے دو یا کم از کم اس کے سلام کے مثل جواب دو۔ افضل جواب دینا مستحب اور سلام کے مثل جواب دینا ضروری اور فرض ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر' ج:۱' تفسیر سورۂ نساء: آیت: ۸۶) واللہ اعلم۔ ④ اس حدیث سے یہ استدلال کہ نمازی کو سلام نہ کہا جائے اور وہ بھی جواب نہ دے صحیح نہیں' کیونکہ صحیح ترین احادیث سے نمازی کو سلام کہنے اور اشارے سے جواب دینے کی صراحت ثابت ہے۔ (مثلاً مذکورہ بالا حدیث: ۹۲۷) اس لیے اس حدیث میں سلام کا جواب نہ دینے کی جو بات ہے' وہ اولاً اس سے منہ سے الفاظ کے ساتھ جواب نہ دینا مراد ہے۔ ثانیاً جواب دینے والی روایات قوی اور صریح ہیں' اس بنا پر ان کو ترجیح ہوگی اور نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا صحیح ہوگا۔

(المعجم ١٦٦، ١٦٧) - باب تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۶۶' ۱۶۷- نماز میں چھینک کا جواب دینا

٩٣٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ بنُ إبْرَاهِيمَ المَعْنَى عن حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ: حدثني يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن هِلَالِ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قال: صَلَّيْتُ مَع رسولِ الله ﷺ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ الله، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ، مَا شَأْنُكُم تَنْظُرُونَ إلَيَّ. قال:

۹۳۰- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور قوم میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری' تو میں نے کہا [يَرْحَمُكَ الله] ''اللہ تم پر رحم فرمائے''۔ اس پر لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا تو میں نے کہا: افسوس میری ماں کا مجھے گم کرنا! تمہیں کیا ہوا ہے کہ مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ (اس پر) ان لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے شروع کر دیے' تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں۔ (استاد) عثمان نے بیان کیا کہ جب میں نے انہیں دیکھا کہ یہ لوگ مجھے

٩٣٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوٰة، ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٣٧ من حديث إسماعيل ابن علية به.

فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ يُصَمِّتُونِي. قال عُثْمَانُ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُسكِّتُونِي لَكِنِّي سكَتُّ. فَلَمَّا صَلَّى رسولُ الله ﷺ بِأَبِي وَأُمِّي مَا ضَرَبَنِي وَلا كَهَرَنِي وَلا سَبَّنِي، ثُمَّ قال: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلاَةَ لا يَحِلُّ فيها شَيْءٌ مِنْ كَلامِ النَّاسِ هَذَا إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ»، أَو كما قال رسولُ الله ﷺ. قُلْتُ: يارسولَ الله! إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَنَا الله بِالإسلَامِ ، وَمِنَّا رِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُهَّانَ. قال: «فلا تَأْتِهِمْ». قال: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ. قال: «ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فلا يَصُدُّهُم» قال: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ. قال: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ». قال: قُلْتُ: جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرْعَى غُنَيْمَاتٍ قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ إِذِ اطَّلَعْتُ عَلَيْهَا اطِّلَاعَةً فإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْهَا وَأَنَا مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَعَظَّمَ ذَاكَ عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلا أُعْتِقُهَا؟ قال: «ائْتِنِي بِهَا»، فَجِئْتُ بِهَا، فقال: «أَيْنَ الله؟» قالت: فِي السَّمَاءِ، قال: «مَنْ أَنَا؟» قالت: أَنْتَ رسولُ الله،

خاموش کرا رہے ہیں (تو مجھے غصہ تو آیا) مگر میں خاموش رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی' میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے مجھے مارا نہ ڈانٹا' نہ سخت سست کہا' بلکہ فرمایا: ''یہ نماز ہے' اس میں لوگوں کی سی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح ہوتی ہے' تکبیر ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کی بات فرمائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ نئے نئے جاہلیت سے باہر آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں اسلام (کی نعمت) سے نوازا ہے۔ تو ہم میں کچھ لوگ ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔'' میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ (پرندوں وغیرہ سے) بدفالی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ان کے دلوں کے اوہام ہیں۔ یہ چیزیں ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنی چاہییں۔'' میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ہیں جو لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''سابقہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے جو لکیریں کھینچا کرتے تھے' تو جس کی لکیریں ان کے موافق ہوں وہ تو صحیح ہو سکتی ہیں۔'' (لیکن اب یہ جاننا مشکل ہے۔) میں نے کہا: میری ایک لونڈی ہے جو اُحد اور جوانیہ کی اطراف میں میری کچھ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ میں نے ایک بار اس پر چھاپہ مارا تو دیکھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری لے گیا ہے اور میں بھی آدم کی اولاد میں سے ہوں' جس طرح انہیں افسوس ہوتا ہے مجھے بھی ہوا تو میں نے اسے تھپڑ دے مارا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو میرے لیے بڑا بھاری اور برا عمل جانا۔ میں

قال: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

نے کہا: کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' چنانچہ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ نے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دو بلاشبہ یہ مومنہ ہے۔''

٩٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يُونُسَ لنَّسَائِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عن هِلَالِ بنِ عَلِيٍّ، عن عَطَاءِ نِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ لسُّلَمِيِّ قال: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رسولِ الله ﷺ عَلِمْتُ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الإسْلَامِ، كَانَ فيما عَلِمْتُ أَنْ قِيلَ لِي: إِذَا عَطَسْتَ احْمَدِ الله وَإِذَا عَطَسَ الْعَاطِسُ فَحَمِدَ الله قُلْ: يَرْحَمُكَ الله. قال: فَبَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ ع رسولِ الله ﷺ في الصَّلَاةِ إِذْ عَطَسَ جُلٌ فَحَمِدَ الله فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ الله رَافِعًا هَا صَوْتِي، فَرَمَانِي النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ حَتَّى احْتَمَلَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا لَكُم نْظُرُونَ إِلَيَّ بِأَعْيُنٍ شُزْرٍ، قال: فَسَبَّحُوا، لَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قال: «مَنِ لْمُتَكَلِّمُ؟» قِيلَ: هَذَا الأَعْرَابِيُّ فَدَعَانِي سولُ الله ﷺ فقالَ لِي: «إِنَّمَا الصَّلَاةُ

٩٣١- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسلام کے کچھ احکام جان لیے۔ ان میں سے ایک یہ بھی جانا کہ مجھے کہا گیا: جب تمہیں چھینک آئے تو [اَلْحَمْدُ لِلّٰہ] کہو اور جب کوئی دوسرا چھینک مارے اور [اَلْحَمْدُ لِلّٰہ] کہے تو تم اسے [یَرْحَمُکَ اللّٰہ] سے جواب دو۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے چھینک ماری اور اس نے [اَلْحَمْدُ لِلّٰہ] کہا' میں نے کہا: [یَرْحَمُکَ اللّٰہ] اور اونچی آواز سے کہا' تو لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا۔ اس سے مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ مجھے گھور گھور کے دیکھ رہے ہو؟ اس پر انہوں نے سُبْحَانَ اللّٰہ کہا۔ پھر جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''باتیں کون کر رہا تھا؟'' کہا گیا کہ یہ بدوی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا: ''نماز میں قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے اور اللہ کا ذکر' تو جب تم نماز میں ہوا کرو تو تمہارا یہی کام ہونا چاہیے۔''

٩٣١- تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه البخاري، في جزء القراءة، ح:٦٨ من حديث فليح بن سليمان به، وهو حسن الحديث، ورواه البيهقي: ٢/ ٢٤٩ من حديث أبي داود به.

لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللهِ، فإذَا كُنْتَ فيها فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنُكَ»، فَمَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَطُّ أَرْفَقَ منْ رسولِ الله ﷺ.

الغرض میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شفیق معلم نہیں دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم پچھلی صحیح حدیث اس کی مؤید ہے۔ ② نماز میں چھینک کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ خود چھینک مارنے والا اگر خاموشی سے اَلْحَمْدُ للهِ کہے تو جائز ہے۔ ③ نماز میں ضرورت کا اشارہ جائز ہے۔ ④ دعوت وتعلیم اسلام میں نرمی اوراخوت کا انداز اپنانا واجب ہے۔ ⑤ کاہنوں کے پاس جانا اوران سے غیب کی خبریں وغیرہ دریافت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح بدفالی اور بدشگونی لینا بھی ناجائز ہے۔ ⑥ علم خطوط دراصل وحی شدہ علم تھا' مگر اٹھالیا گیا۔ اسے حضرت ادریس یا دانیال علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اب اس میں مشغول ہونا اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنا ہے۔ اس پر کسی بھی طرح اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے مذکورہ جوابات میں حق کا اثبات اور باطل کا ابطال نہایت عمدہ انداز میں ہوا ہے۔ اس میں داعی اور مفتی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔ ⑦ خادم وغیرہ کو بلاوجہ معقول سزا دینا ظلم اور ناجائز ہے۔ چاہیے کہ انسان اس کا کفارہ ادا کرے۔ ⑧ اسلام کی تعلیمات' عقائد واعمال انتہائی سادہ اور فطرت کے مطابق ہیں اوران کی بنیاد توحید ورسالت پر ہے۔ ⑨ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اوراس کی طرف جہت وجانب کی نسبت کرنا عین حق ہے۔ ⑩ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

(المعجم ١٦٧، ١٦٨) - **باب التَّأْمِينِ وَرَاءَ الإِمَامِ** (التحفة ١٧٣)

باب: ١٦٧، ١٦٨- امام کے پیچھے آمین کہنا

٩٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن سَلَمَةَ، عن حُجْرٍ أَبي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ، عن وائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قال: «آمِينَ» وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ.

٩٣٢- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (سورۂ فاتحہ کے آخر میں) ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تو [آمین] کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔

٩٣٣- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ

٩٣٣- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٩٣٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التأمين، ح: ٢٤٨ من حديث سفيان الثور به، وقال: "حسن"، وصححه الدارقطني: ١/ ٣٣٤، وابن حجر (التلخيص الحبير: ١/ ٢٣٦) وغيرهما * رواه يح القطان عن الثوري به وهو لا يروي عنه إلا ما صرح بالسماع.

٩٣٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في الخلافيات(ق: ١/ ٥١ الف) من حديث أبي داود به، وعنده العلاء بن

الشَّعِيرِيُّ : حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ صَالِحٍ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ ، عن حُجْرِ بنِ عَنْبَسٍ ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ : أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ الله ﷺ فَجَهَرَ بِآمِينَ وَسَلَّمَ عن يَمِينِهِ وَعن شِمَالِهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهِ .

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اونچی آواز سے آمین کہی۔ اور (جب نماز سے فارغ ہوئے تو) دائیں بائیں جانب سلام پھیرا، حتیٰ کہ میں نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔

ملحوظہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس سند میں "علی بن صالح" کی بجائے "علاء بن صالح" نقل ہوا ہے۔ دیکھیے جامع الترمذی: (حدیث:۲۴۹)

٩٣٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ : أخبرنَا صَفْوَانُ بنُ عِيسَى عن بِشْرِ بنِ رَافِعٍ ، عن أبي عَبْدِ الله ابْنِ عَمِّ أبي هُرَيْرَةَ ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قال : كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا تَلَا ﴿غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾ قال : «آمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الأَوَّلِ .

۹۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ صف اول کے لوگ جو آپ سے قریب ہوتے آپ کی آواز سن لیتے۔

فائدہ: امام دارقطنی اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے اس حدیث کو حسن اور امام حاکم رحمہ اللہ نے "صحیح علی شرطھما" (بخاری ومسلم) کہا ہے۔ ان احادیث سے استدلال یوں ہے کہ مقتدی امام کی اتباع کا پابند ہے اور نبی علیہ السلام کا حکم ہے کہ [صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ أُصَلِّی] "تم نماز ایسے پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:۶۳۱) جب آپ علیہ السلام نے امام ہوتے ہوئے آمین کہی تو مقتدی کے لیے بھی ثابت ہوگئی۔ (عون المعبود) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت دلیل ہے کہ آمین چیخ کر نہ کہی جائے، بلکہ درمیانی آواز سے کہی جائے۔ جس میں عجز وفروتنی کا اظہار ہو۔ چیخ کر آمین کہنا عجز ونیاز کے منافی ہے، اس لیے ایسا کرنا صحیح نہیں۔ اسی طرح بغیر آواز نکالے دل میں آمین کہنا بھی خلاف سنت ہے۔

◄ صالح، وهو الصواب، والسند حسن، وللحديث شواهد * العلاء بن صالح وثقه ابن معين والجمهور، فهو حسن الحديث.

٩٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجهر بآمين، ح: ٨٥٣ من حديث صفوان بن عيسى به * بشر بن رافع ضعيف، وأبوعبدالله، ابن عم أبي هريرة لا يعرف حاله، قاله البوصيري في مصباح الزجاجة: ١/١٠٦ .

٩٣٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أبي بَكْرٍ، عن أبي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا قَالَ الإِمَامُ: غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فقُولُوا: آمِين فإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٣٥- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو تم [آمین] کہو کیونکہ جس کا یہ قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

٩٣٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فأَمِّنُوا فإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٣٦- حضرت ابوہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

قال ابنُ شِهَابٍ: وكَانَ رسولُ الله ﷺ يقولُ: «آمِينَ».

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آمین کہا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یعنی امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ﴾ کے بعد آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اسی وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ اس اجتماع و توافق کی فضیلت یہی ہے کہ نمازیوں کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ وَاللّٰه ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم. ② حدیث کے الفاظ ”جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو۔“ کا تقاضا یہ ہے کہ مقتدی امام کی آمین کے بعد آمین کہیں، نہ کہ امام کے ساتھ ہی نہ امام سے پہلے ہی۔ اس میں بھی یہ کوتاہی عام ہے کہ اکثر لوگ امام کے وَلَا الضَّآلِّين پڑھتے ہی آمین کہہ دیتے ہیں حالانکہ مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے امام کو آمین کہنے کا موقع دیں اور اس کے بعد خود آمین کہیں۔

٩٣٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، ح: ٧٨٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٨٧. (والقعنبي، ص: ١٤١).

٩٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح: ٧٨٠، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤١٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٧،(والقعنبي، ص: ١٤٠، ١٤١).

٩٣٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بنِ رَاهُويَهْ: أخبرنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن عَاصِمٍ، عن أبي عُثْمَانَ، عن بِلَالٍ: أَنَّهُ قال: يارسولَ الله! لَا تَسْبِقْنِي بِآمِينَ.

۹۳۷- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آمین کہنے میں مجھ سے جلدی نہ فرمائیے۔

توضیح: یعنی نماز شروع ہو چکی تھی اور وہ تاخیر سے آئے تو کہا: مجھے موقع دیجیے کہ میں بھی نماز میں مل کر آپ کے ساتھ آمین کہہ سکوں۔ اس کی سند مرسل ہے کہ ابوعثمان کی بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات میں کلام ہے۔ جبکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ وغیرہ اسے موصول قرار دیتے ہیں۔ (عون المعبود) بہرحال اگر امام کو کہہ دیا جائے کہ ذرا قراءت کو طویل کردیں اور وہ اسے قبول کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے (باب اِذَا قِيْلَ لِلْمُصَلِّى تَقَدَّمْ اَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ' كتاب العمل فى الصلاة' باب:۱۴)

٩٣٨- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ وَمَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ قالا: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عن صُبَيْحِ بنِ مُحْرِزٍ الْحِمْصِيِّ، حدثني أَبُو مُصَبِّحٍ المَقْرَئِيُّ قال: كُنَّا نَجْلِسُ إِلَى أَبِي زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَيَتَحَدَّثُ أَحْسَنَ الحديثِ فَإِذَا دَعَا الرَّجُلُ مِنَّا بِدُعَاءٍ قال: اخْتِمْهُ بِآمِينَ، فَإِنَّ آمِينَ مِثْلُ الطَّابِعِ عَلَى الصَّحِيفَةِ. قال أَبُو زُهَيْرٍ: أُخْبِرُكُم عن ذٰلِكَ، خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلَحَّ فِي المَسْأَلَةِ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ مِنْهُ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ»، فقال رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: بِأَيِّ شَيْءٍ

۹۳۸- ابومُصبّح مقرئی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوزہیر نمیری کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اور یہ صحابہ میں سے تھے اور بڑی اچھی اچھی احادیث بیان کرتے تھے تو ہم میں سے جب کوئی دعا کرتا تو فرمایا کرتے کہ اسے آمین کی مہر لگاؤ۔ آمین مہر کی مانند ہے جو کسی خط پر لگا دی جاتی ہے۔ ابوزہیر نے فرمایا: میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں' ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ایک شخص پر پہنچے جب کہ وہ بہت الحاح اور مبالغے سے دعا کر رہا تھا۔ نبی ﷺ رک گئے اور اس کی دعا سنتے رہے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دعا قبول ہو گئی بشرطیکہ مہر کردے۔'' ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا: کس چیز سے مہر کرے؟ آپ نے فرمایا: ''آمین سے بلاشبہ اگر اس نے اپنی دعا آمین سے ختم کی (یا مہر لگائی) تو

٩٣٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢، ١٥ من حديث عاصم الأحول به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢١٩، ووافقه الذهبي.

٩٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ١٤٠٢ من حديث أبي داود به * صبيح بن محرز مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

يَخْتِمُ، فقال: «بِآمِينَ، فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِآمِينَ فَقَدْ أَوْجَبَ»، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فأتى الرَّجُلَ فقال: اخْتِمْ يَافُلَانُ! بِآمِينَ وَأَبْشِرْ وهذا لَفْظُ محمُودٍ.

قبول ہوگئی۔'' چنانچہ وہ جس نے نبی ﷺ سے یہ پوچھا تھا' اس دعا کرنے والے کے پاس گیا اور اسے کہا: اے فلاں! اپنی دعا کو آمین سے مہر کر دو اور خوشخبری قبول کرو۔ یہ الفاظ محمود کے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْمَقْرَائِي قَبِيلٌ مِنْ حِمْيَرَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ''مقرائی'' حمیر کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

(المعجم ١٦٨، ١٦٩) - باب التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٧٤)

باب: ۱۶۸'۱۶۹- نماز میں تالی بجانا

٩٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

۹۳۹- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تسبیح (سبحان اللہ کہنا) مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔''

فائدہ: حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے دوران میں اگر امام کو کسی امر کے لیے متنبہ کرنا ہو تو مسنون یہ ہے کہ مرد سبحان اللہ کہیں مگر عورت تالی بجائے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے نہ کہ معروف تالی کی طرح' کیونکہ یہ لہو ولعب ہے اور نماز میں لہو ولعب جائز نہیں ہے۔ عورتوں کو تسبیح کہنے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ ان کی آواز کسی فتنے کا باعث نہ بنے اور مردوں کو تالی سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ عورتوں کا کام ہے۔ (عون المعبود)

٩٤٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي حَازِمِ بنِ دِينَارٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلَاةُ،

۹۴۰- حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلۂ بنی عمرو بن عوف (قباء) میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا' تو مؤذن حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ

٩٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلٰوة، باب التصفيق للنساء، ح:١٢٠٣، ومسلم، الصلٰوة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذا نابهما شيء في الصلٰوة، ح:٤٢٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

٩٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول . . . الخ، ح:٦٨٤. ومسلم، الصلٰوة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام . . . الخ، ح:٤٢١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٣، ١٦٤ (والقعنبي، ص: ١١٢، ١١٣).

فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فقال: أَتُصَلِّي بالنَّاسِ فأُقِيمَ؟ قال: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رسولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رسولَ اللهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رسولُ اللهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رسولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رسولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: «يا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟» قال أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لابنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رسولِ اللهِ ﷺ، فقال رسولُ اللهِ ﷺ: «مَالِي رَأَيْتُكُم أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ».

نماز پڑھائیں گے' تو میں اقامت کہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ ابوبکر ؓ نے نماز شروع کی اور ادھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور چلتے آئے' حتیٰ کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ اور حضرت ابوبکر ؓ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے (متوجہ نہ ہوتے تھے) لیکن جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو آپ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ تو ابوبکر ؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو انہیں حکم دیا تھا اس پر اللہ کی حمد کی اور پھر پیچھے ہٹ آئے' حتیٰ کہ صف میں برابر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے ابوبکر! تمہیں کیا مانع تھا کہ تم رکے رہتے جب میں نے تمہیں کہہ دیا تھا؟'' حضرت ابوبکر ؓ نے جواب دیا: ابن ابی قحافہ کو زیب نہ دیتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو کیا ہوا تھا کہ اس قدر تالیاں بجانے لگے تھے؟ جسے نماز میں کوئی عارض ہو وہ سبحان اللہ کہا کرے۔ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تالیاں تو عورتوں کے لیے ہیں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وهذا في الْفَرِيضَةِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ فرض نماز میں ہے۔

٩٤١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنَا

۹۴۱- حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٩٤١- تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب الإمام يأتي قومًا فيصلح بينهم، ح: ٧١٩٠ من حديث أبي حازم به مطولاً.

حمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أبي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فأَتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ، فقال لِبِلَالٍ: «إنْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ. قال في آخِرِهِ: «إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ».

قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کوئی جھگڑا ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ظہر کے بعد ان میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے اور بلال سے فرما گئے: ''اگر نماز عصر کا وقت ہو جائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو ابوبکر سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔'' چنانچہ جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت بلال ؓ نے اذان کہی' پھر اقامت کہی اور حضرت ابوبکر ؓ سے نماز پڑھانے کو کہا' وہ آگے بڑھ گئے۔ اس روایت کے آخر میں ہے: ''جب تمہیں نماز میں کوئی عارض پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہا کریں اور عورتیں تالی بجائیں۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں میں کہیں جھگڑا ہو جائے تو اولین فرصت میں ان میں صلح کرانے کی کوشش کی جائے اور بالخصوص ائمہ قوم اور ذی وجاہت افراد کو اس میں سبقت کرنی چاہیے۔ ② امام مقرر کو چاہیے کہ متوقع غیر حاضری کی صورت میں اپنا نائب مقرر کر کے جائے۔ ③ حضرت ابوبکر صدیق ؓ رسول اللہ ﷺ کے قابل اعتماد نائب تھے اور امت نے آپ کے اسی مقام کی وجہ سے انہیں منصب خلافت کے لیے منتخب کیا۔ ④ حضرت ابوبکر ؓ مقام رسالت کو خوب پہچانتے تھے کہ آپ کے ہوتے ہوئے کسی طرح مناسب نہیں کہ آگے رہ کر نماز پڑھائی جائے۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھی' امت میں کسی اور کا یہ مقام نہیں ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر صحابہ کرام ؓ نے بھی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے تالیاں بجائیں۔ ⑤ لاعلمی سے جو عمل ہو جائے وہ معاف ہے جیسے کہ صحابہ نے تالیاں بجائیں' مگر علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح کریں تاکہ پھر اس کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ ⑥ اثنائے قراءت میں حمد اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لینے جائز ہیں۔

٩٤٢- حَدَّثَنَا محمودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عن عِيسَى بنِ أَيُّوبَ قال: قَوْلُهُ: التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ تَضْرِبُ بِإِصْبَعَيْنِ من يَمِينِهَا عَلَى كَفِّهَا الْيُسْرَى.

٩٤٢- جناب عیسیٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ عورتوں کا تالی بجانا یوں ہے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں اپنی بائیں ہتھیلی پر ماریں۔

٩٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢١/ ١٠٧، ١٠٨ من حديث أبي داود به * الوليد ابن مسلم تقدم، ح: ٤١٥، ولم يصرح بسماعه من عيسى بن أيوب.

فائدہ: عیسیٰ بن ایوب تبع تابعین میں سے ہیں۔ چونکہ نماز میں امام کو متنبہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے دو انگلیوں ہی سے کافی ہے۔ سب انگلیوں سے تالی بجانا لہو ولعب میں شمار ہوتا ہے اسی لیے فرق کیا گیا ہے۔

(المعجم ١٦٩، ١٧٠) - **باب الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٧٥)

باب:۱۶۹، ۱۷۰-نماز میں اشارہ کرنا

٩٤٣- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ شَبُّويَه المَرْوَزِيُّ وَمُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ قالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ في الصَّلَاةِ.

۹۴۳-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز میں اشارہ کر دیا کرتے تھے۔

ملحوظہ: مثلاً سلام کا جواب دینا یا خاموش رہنے کا اشارہ کرنا۔ (دیکھیے گزشتہ باب:۱۶۵، ۱۶۶)

٩٤٤- حَدَّثنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ بُكَيْرٍ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ بنِ الأَخْنَسِ، عن أبي غَطَفَانَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ» يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ، «وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ أَشَارَ في صَلَاتِهِ إِشَارَةً تُفْهَمُ عَنْهُ فَلْيَعُدْ لَهَا» يَعْنِي الصَّلَاةَ.

۹۴۴-حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "[سبحان الله] کہنا مردوں کے لیے ہے۔" یعنی نماز میں۔ "اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ اور جس نے اپنی نماز میں کوئی ایسا اشارہ کیا جو کوئی مفہوم رکھتا ہو تو وہ اپنی نماز دہرائے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا الحديثُ وَهْمٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث وہم ہے۔

فائدہ: کیونکہ صحیح احادیث سے حسب ضرورت اشارہ کرنا ثابت ہے۔

(المعجم ١٧٠، ١٧١) - **باب مَسْحِ الْحَصَا فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٧٦)

باب:۱۷۰، ۱۷۱-نماز میں کنکریاں چھونا یا درست کرنا

٩٤٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٨ عن عبدالرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٨٥، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٢٧٦، وله طريق آخر، صحيح، عند الدارقطني: ٢/ ٨٤، وللحديث شواهد.

٩٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٨٣ من حديث عبدالله بن سعيد به * ابن إسحاق تقدم، ح: ٣١٣ ولم أجد تصريح سماعه.

٩٤٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي الأحْوَصِ شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَرْوِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إلَى الصَّلَاةِ فإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَا».

۹۴۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو (اللہ کی) رحمت اس کے روبرو ہوتی ہے لہٰذا کنکریاں نہ چھوا کرے۔''

٩٤٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يَحْيَى، عن أبي سَلَمَةَ، عن مُعَيْقِيبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تَمْسَحْ وَأَنْتَ تُصَلِّي، فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةٌ تَسْوِيَةَ الْحَصَا».

۹۴۶- حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھتے ہوئے کنکریاں مت چھوو۔ اگر ایسا کرنا ہی ہے تو ایک بار برابر کرلو۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن شواہد کی بنا پر قابل استدلال ہے۔ بنا بریں نمازی کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی جگہ صاف کرلے اور مصلّی وغیرہ درست کر کے کھڑا ہو نماز کے دوران میں یہ عمل جائز نہیں اگر کرنا بھی ہو تو صرف ایک بار کی رخصت ہے۔

(المعجم ١٧١، ١٧٢) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي مُخْتَصِرًا (التحفة ١٧٧)

باب: ۱۷۱، ۱۷۲- پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا

٩٤٧- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن هِشَامٍ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رسولُ

۹۴۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

٩٤٥- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلوة، ح: ٣٧٩، والنسائي، ح: ١١٩٢، وابن ماجه، ح: ١٠٢٧ من حديث سفيان به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩١٣، ٩١٤، وابن حبان، ح: ٤٨١، ٤٨٢، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ١٨٩، وللحديث شواهد.

٩٤٦- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلوة، ح: ٥٤٦ من حديث هشام الدستوائي، والبخاري، العمل في الصلوة، باب مسح الحصى في الصلوة، ح: ١٢٠٧ من حديث يحيى ابن أبي كثير به.

٩٤٧- تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب الخصر في الصلوة، ح: ١٢٢٠، ومسلم، المساجد، باب كراهة الاختصار في الصلوة، ح: ٥٤٥ من حديث هشام بن حسان به، ورواه أحمد: ٢/ ٢٣٢ عن محمد بن سلمة به، وانظر، ح: ٩٠٣.

الله ﷺ عن الاخْتِصَارِ في الصَّلَاةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي يَضَعُ يَدَهُ عَلَى خَاصِرَتِهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [الِاخْتِصَارُ فِی الصَّلٰوۃ] کا معنی ہے اپنے پہلوؤں (یعنی کوکھوں) پر ہاتھ رکھنا۔

فائدہ: اہل لغت نے ''اختصار'' کے دو تین معانی ذکر کیے ہیں۔ ایک یہ کہ لاٹھی کا سہارا لے کر کھڑے ہونا۔ دوسرے سورت قرآن کو مختصر کرتے ہوئے آخر سے پڑھنا یا نماز کے ارکان کو از حد مختصر (چھوٹا) کر دینا۔ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کا معنی متعین فرما دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ (مزید دیکھیے باب:۱۵۵، ۱۵۶، حدیث:۹۰۳)

(المعجم ١٧٢، ١٧٣) - **باب الرَّجُلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصًا** (التحفة ١٧٨)

باب:۱۷۲، ۱۷۳- نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا

٩٤٨- **حَدَّثَنا** عَبْدُ السَّلَامِ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوَابِصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي عن شَيْبَانَ، عن حُصَيْنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ قال: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ فقالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ في رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قال: قُلْتُ: غَنِيمَةٌ. فَدَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِي: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى دَلِّهِ، فإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ لَاطِئَةٌ ذَاتُ أُذُنَيْنِ وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصًا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا، فقال: حَدَّثَتْنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ أَنَّ رسولَ الله ﷺ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ اتَّخَذَ عَمُودًا في مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ.

۹۴۸- جناب ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ میں (شام کے علاقہ) رقہ میں آیا تو میرے دوستوں نے مجھے کہا: کیا تم کسی صحابیٔ رسول سے ملنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: (کیوں نہیں) یہ تو غنیمت ہے۔ چنانچہ ہم حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: پہلے تو ہم ان کی ظاہری وضع قطع دیکھتے ہیں۔ تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے سر پر ٹوپی ہے سر سے چپکی ہوئی اور کانوں والی' اور خز (ریشم) کا جبہ تھا مٹیالے رنگ کا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ سلام کے بعد ہم نے (یہ مسئلہ) دریافت کیا تو فرمایا: مجھ سے ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی' تو آپ کی جائے نماز کے پاس ایک ستون تھا آپ اس کا سہارا لیا کرتے تھے۔

٩٤٨ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٨٨ من حديث شيبان به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦٤، ٣٦٥، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① اس سے قبل کے باب میں وارد حدیث سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا درست نہیں۔ تو یہ باب اور حدیث اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔ ② صالحین کی زیارت اور ان کی صحبت میسر آنا بہت بڑی غنیمت ہے۔ ③ معروف ومشہور ہے کہ انسان کا مظہر اس کے باطن کا عکاس ہوتا ہے لہٰذا ظاہری منظر سادہ اور سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اصحاب مجلس پر اس کا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بالخصوص وفود کے استقبال میں اس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ④ عذر کی بنا پر نماز میں سہارا لینا جائز ہے اور سہارے سے کھڑے ہونا بیٹھنے کی نسبت زیادہ افضل ہے۔ ⑤ بطور عادت یا فیشن کے ہر وقت ننگے سر رہنا' حتیٰ کہ مستقل طور پر نماز بھی ننگے سر پڑھنا' صحابہ کے طریقے کے خلاف ہے۔

(المعجم ۱۷۳، ۱۷٤) - **باب النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ۱۷۹)

باب: ۱۷۳، ۱۷۴- نماز میں گفتگو منع ہے

۹٤۹- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنَا إسْمَاعِيلُ بنُ أبي خَالِدٍ عن الْحَارِثِ بنِ شُبَيْلٍ، عن أبي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عن زَيْدِ بنِ أرْقَمَ قال: كَانَ أحَدُنَا يُكَلِّمُ الرَّجُلَ إلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ، فَنَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَـٰنِتِينَ﴾ [البقرة: ۲۳۸] فأُمِرْنَا بالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عن الْكَلَامِ.

۹۴۹- حضرت زید بن ارقم ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ابتدائے اسلام میں) ہمارا ایک ساتھی نماز کے دوران میں اپنے ساتھ والے سے بات کر لیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ آیت کریمہ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْن﴾ نازل ہوئی۔ ''یعنی اللہ کے حضور خاموش باادب ہو کے کھڑے ہوا کرو۔'' چنانچہ ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور بات چیت سے روک دیا گیا۔

فائدہ: نماز میں گفتگو حرام ہے۔ الا یہ کہ خطا اور نسیان سے کوئی لفظ زبان سے نکل جائے' تو معاف ہے۔

(المعجم ۱۷٤، ۱۷۵) - **بَابٌ: فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ** (التحفة ۱۸۰)

باب: ۱۷۴، ۱۷۵- جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے

۹۵۰- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ

۹۵۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں' مجھ

۹٤۹ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوٰة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٣٩ من حديث هشيم، والبخاري، العمل في الصلوٰة، باب ما ينهى من الكلام في الصلوٰة، ح: ۱۲۰۰ من حديث إسماعيل ابن أبي خالد به.

۹٥۰ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ۷۳٥ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

عِيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالٍ - يَعْنِي ابنَ يَسَافٍ - عن أبي يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: حُدِّثْتُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ»، فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِي، فقالَ: «مَا لَكَ يَاعَبْدَ الله ابنَ عَمْرٍو؟» قُلْتُ: حُدِّثْتُ يارسولَ الله! أَنَّكَ قُلْتَ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ»، وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا. قال: «أَجَلْ، وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُم».

سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔'' میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پایا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا تو آپ نے دریافت فرمایا: ''عبداللہ بن عمرو! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں' لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① نبی علیہ السلام کی خصوصیت تھی کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے تو پورا ثواب پاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ شرعی امور کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح کہ امت ہے۔ ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَالْمُؤمِنُوْنَ......﴾ (البقرہ:۲۸۵) مگر جہاں آپ کی خصوصیت بیان ہوگئی ہے وہاں استثنا ہے۔ ② بلا عذر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے سے آدمی کو آدھا ثواب ملتا ہے۔

٩٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن حُسَيْنٍ المُعَلِّمِ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عن صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فقال: «صَلَاتُهُ قَائِمًا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَصَلَاتُهُ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَائِمًا، وَصَلَاتُهُ نَائِمًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا».

۹۵۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی نسبت افضل ہے۔ اور بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھی ہوتی ہے۔ اور لیٹ کر پڑھنے والے کی نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کی نسبت آدھی ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی بیمار یا ضعیف کھڑا نہیں ہوسکتا تو بیٹھ کر پڑھنے سے وہ ان شاء اللہ پورا اجر پائے

٩٥١- **تخريج:** أخرجه البخاري، التقصير، باب صلوة القاعد، ح: ١١١٥ من حديث حسين المعلم به.

گا۔ ② طاقت ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے فرض نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنا قطعاً ناجائز ہے۔ (عون المعبود) البتہ نفلی نماز' بغیر عذر کے' بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا اجر کم ہو جاتا ہے۔

٩٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن حُسَيْنٍ المُعَلِّمِ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قال: كَانَ بِيَ النَّاصُورُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فقال: «صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ».

٩٥٢- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ناسور تھا۔ پس اس بارے میں میں نے نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر۔''

٩٥٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: مَا رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ في شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا قَطُّ حَتَّى دَخَلَ في السِّنِّ فَكَانَ يَجْلِسُ فِيهَا فَيَقْرَأُ حَتَّى إذَا بَقِيَ أَرْبَعِينَ أَوْ ثَلَاثِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ سَجَدَ.

٩٥٣- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بڑھاپا آنے سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ رات کی نماز میں آپ نے بیٹھ کر قراءت کی ہو' مگر جب بوڑھے ہو گئے تو بیٹھ کر قراءت کیا کرتے تھے' حتیٰ کہ جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے' پھر سجدہ کرتے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ نوافل میں جائز ہے کہ انسان بیٹھ کر ابتدا کرے اور اثنائے قراءت میں کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہو کر ابتدا کرے اور درمیان میں بیٹھ جائے۔

٩٥٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ وَأَبِي النَّضْرِ، عن أبِي

٩٥٤- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور اسی حالت میں

٩٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب إذا لم يطق قاعدًا صلى على جنب، ح: ١١١٧ من حديث إبراهيم ابن طهمان به.

٩٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح: ٧٣١ من حديث زهير، والبخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقي، ح: ١١١٨ من حديث هشام بن عروة به.

٩٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة ... الخ، ح: ١١١٩، ومسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح: ٧٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٨.

سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَو أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ في الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

قراءت کرتے رہتے حتیٰ کہ جب آپ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی ہوتیں تو کھڑے ہو جاتے اور قراءت کرتے' پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو علقمہ بن وقاص نے بھی حضرت عائشہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

٩٥٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ قال: سَمِعْتُ بُدَيْلَ بنَ مَيْسَرَةَ وَأَيُّوبَ يُحَدِّثَانِ عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

٩٥٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کا لمبا حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبا حصہ بیٹھ کر پڑھتے۔ اور جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

فائدہ: افضل یہ ہے کہ جب قراءت کھڑے ہو کر ہو تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہو اور اگر قراءت بیٹھ کر ہو تو رکوع بھی بیٹھ کر ہو...... یہ اور اوپر والی صورت یعنی رکعت کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ حصہ بیٹھ کر ادا کیا جائے تو بھی جائز ہے۔

٩٥٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا كَهْمَسُ بنُ الْحَسَنِ عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ

٩٥٦- جناب عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں (ایک سے زائد) سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) حصہ مفصل سے۔ (سورۂ ق

٩٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٠ من حديث حماد بن زيد به.

٩٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ح: ٧٣٢ من حديث كهمس به باختلاف يسير، ورواه أحمد: ٦/ ١٧١ عن يزيد بن هارون به.

[السُّوَرَ] في رَكْعَةٍ؟ قالت: الْمُفَصَّلَ. قال: قُلْتُ: فَكَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا؟ قَالَتْ: حِينَ حَطَمَهُ النَّاسُ.

سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو مفصل کہا جاتا ہے۔) میں نے پوچھا: کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) جب لوگوں نے آپ کو تھکا دیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یعنی معقول عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ ② دعوت' تزکیہ' جہاد اور سخت ترین عبادت کے مسلسل عمل نے آپ ﷺ کو فی الواقع تھکا دیا تھا۔ ③ ایک رکعت میں ایک سے زیادہ سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ١٧٥، ١٧٦) - بَابٌ: كَيْفَ الْجُلُوسُ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨١)

باب: ۱۷۵'۱۷۶- تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت

٩٥٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أبيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجرٍ قال: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إلَى صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي؟ . قال: فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ. قال: ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الأيْمَن عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هكذَا، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الإِبْهَامَ وَالوُسْطَى وَأَشَارَ بالسَّبَّابَةِ.

۹۵۷- حضرت وائل بن حجر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور قبلے کی طرف رخ کیا' اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے' حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آ گئے۔ پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑ لیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا۔ بیان کیا کہ پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا لیا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھا اور دو انگلیوں کو بند کر کے حلقہ بنا لیا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس طرح کرتے تھے...... جناب بشر نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے دکھایا۔

فائدہ: الفاظ حدیث [وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى] کے دو ترجمے کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ کہنی

٩٥٧ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رفع اليدين إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع، ح: ٨٦٧ من حديث بشر بن المفضل، والنسائي، ح: ١٢٦٤ من حديث عاصم بن كليب به.

کی ہڈی کو اپنی ران پر رکھا جیسے کہ آئندہ حدیث: ۹۹۱ میں ہے۔ نیز ابو مالک الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ نے اپنی داہنی کلائی اپنی دائیں ران پر رکھی ہوئی تھی......" محدث عصر شیخ البانی رحمہ اللہ اسی طرف مائل ہیں۔ جبکہ ابن رسلان اور سندھی وغیرہ کہنی کو ران سے اوپر اٹھائے رکھنا مراد لیتے ہیں۔

٩٥٨- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قال: سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى.

۹۵۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ آپ اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیں اور بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھیں۔

٩٥٩- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا عَبْدُ الوَهَّابِ قال: سَمِعْتُ يَحْيَى قال: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يقولُ: أخبرني عَبْدُ اللهِ ابنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بنَ عُمَرَ يقولُ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضْجِعَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى وَتَنْصِبَ الْيُمْنَى.

۹۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ تمہارا اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لینا اور دائیں کو کھڑا کر کے بیٹھنا نماز کی سنتوں میں سے ہے۔

٩٦٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن يَحْيَى بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۹۶۰- عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: عن يَحْيَى أَيْضًا مِنَ السُّنَّةِ كَمَا قال جَرِير.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے یحییٰ کی سند میں [مِنَ السُّنَّةِ] کا لفظ کہا ہے جیسے کہ جریر نے کہا ہے۔

فائدہ: صحابی رسول کا [مِنَ السُّنَّةِ] "سنت یہ ہے۔" کے الفاظ بولنا' حدیث کے مرفوع ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

٩٦١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۹۶۱- جناب یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے

٩٥٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ٨٢٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٩، ٩٠.

٩٥٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٩٦٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٩٦١ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٩٥٨، ٩٦٠ وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٠.

يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُم الْجُلُوسَ في التَّشَهُّدِ، فَذَكَرَ الحديثَ.

ان کو تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت دکھلائی اور حدیث ذکر کی۔

فائدہ: نوخیز بچوں اور طلبہ کی تعلیم وتربیت کے لیے عملی مشاہدہ بہت اہم ہے۔

٩٦٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن وَكِيعٍ، عن سُفْيَانَ، عن الزُّبَيْرِ بنِ عَدِيٍّ، عن إبْرَاهِيمَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا جَلَسَ في الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

٩٦٢- جناب ابراہیم (بن یزید نخعی فقیہ اہل کوفہ) نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا کرتے تھے۔(اور مسلسل اس طرح کرنے سے) ان کے پاؤں کی پشت سیاہ ہو گئی تھی۔

(المعجم ١٧٦، ١٧٧) - باب مَنْ ذَكَرَ التَّوَرُّكَ فِي الرَّابِعَةِ (التحفة ١٨٢)

باب:١٧٦، ١٧٧- چوتھی رکعت میں تورک کا بیان (یعنی سرین پر بیٹھنا)

٩٦٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ: أخبرنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْني ابنَ جَعْفَرٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْني ابنَ جَعْفَرٍ، حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قال: سَمِعْتُهُ في عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ. وقال أَحْمَدُ قال: أخبرني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ في عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ. قال أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُم بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ، قَالُوا: فاعْرِضْ، فَذَكَرَ الحديثَ قال: وَيَفْتَخُ أَصَابعَ رِجْلَيْهِ

٩٦٣- حضرت ابوحمید ساعدی ؓ نے اصحاب رسول ﷺ کی دس افراد کی جماعت میں بیان کیا' ان میں ابوقتادہ ؓ بھی تھے۔ حضرت ابوحمید ؓ نے کہا: میں تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بیان کرو۔ تو انہوں نے حدیث بیان کی اور کہا: اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں ٹیڑھا (موڑ) کر کے اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر دوسری رکعت میں ایسے ہی کرتے۔ اور حدیث تفصیل سے ذکر کی اور بیان کیا کہ جب اس رکعت میں ہوتے جس میں سلام ہوتا ہے' تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال لیتے اور اپنے بائیں حصے پر بیٹھ جاتے احمد نے اس قدر اضافہ کیا کہ ان صحابہ کرام ؓ نے

٩٦٢- تخريج: [إسناده ضعيف] السند مرسل، والثوري تقدم، ح: ٧٤٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٩٦٣- تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣٠، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ٢٥٣ من حديث أبي داود به.

إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يقولُ: «الله أكْبَرُ» وَيَرْفَعُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَصْنَعُ في الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ - فَذَكَرَ الحديثَ - قال: حتَّى إذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتي فيها التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ. زَادَ أَحْمَدُ: قالُوا: صَدَقْتَ، هكذَا كَانَ يُصَلِّي، وَلَمْ يَذْكُرا في حَدِيثِهِمَا الْجُلُوسَ في الثِّنْتَيْنِ كَيْفَ جَلَسَ.

(حضرت ابوحمید سے) کہا: آپ نے سچ اور صحیح کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور امام احمد بن حنبل ؒ اور مسدد نے دو رکعتوں پر بیٹھنے کی کیفیت بیان نہیں کی۔

فائدہ: اس حدیث میں صراحت ہے کہ درمیانی تشہد اور آخری تشہد میں فرق ہوتا تھا۔ آخری تشہد جس میں سلام ہوتا ہے اسی میں تورک مسنون ہے۔ (یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے۔ حدیث: ٧٣٠) تَوَرُّك کا مطلب ہے' بایاں پاؤں باہر نکال کر سرینوں پر بیٹھنا۔

٩٦٤- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ إبْرَاهِيمَ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابن وَهْبٍ عن اللَّيْثِ، عن يَزِيدَ بنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ أنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ، بهذا الحديثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا قَتَادَةَ قال: فَإِذَا جَلَسَ في الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِذَا جَلَسَ في الرَّكْعَةِ الأَخِيرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ.

٩٦٤- جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ وہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہی (مذکورہ) حدیث بیان کی۔ انہوں نے (یعنی عیسیٰ بن ابراہیم نے) ابوقتادہ کا ذکر نہیں کیا۔ کہا کہ جب آپ دو رکعتوں پر بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور جب آخری رکعت ہوتی تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال دیتے اور اپنی سرین پر بیٹھ جاتے (جسے تورک کہا جاتا ہے)۔

٩٦٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابنُ لَهِيعَةَ

٩٦٥- جناب محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں کہ

٩٦٤ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣٢.

٩٦٥ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣١.

عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو ابنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ قال: كُنْتُ في مَجْلِسٍ، بهذا الحديثِ قال فِيهِ: فَإِذَا قَعَدَ في الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ أفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

میں اس مجلس میں موجود تھا (جس میں کہ دس اصحاب رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھ کر دکھائی تھی) انہوں نے اس میں بیان کیا: جب آپ دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے' تو اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے تھے۔ اور جب چوتھی رکعت ہوتی تو اپنی بائیں سرین کو زمین پر رکھ لیتے اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب نکال لیتے۔

فائدہ: آخری تشہد میں یہ صورت کہ دایاں پاؤں بھی دائیں جانب کو لٹا لیا جائے جائز ہے۔

٩٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ عَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ، [عن مُحمد بن عمرو] عن عَبَّاسٍ - أوْ عَيَّاشِ - ابنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ في مَجْلِسٍ فِيهِ أبُوهُ فَذَكَرَ فيه قال: فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الأُخْرَى ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ، ثُمَّ عَادَ فَرَكَعَ الرَّكْعَةَ الأُخْرَى فَكَبَّرَ كَذَلِكَ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إذَا هُوَ أرَادَ أنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرٍ ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَلَّمَ عن يَمِينِهِ وَعن شِمَالِهِ.

٩٦٦- جناب عباس (یا عیاش) بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے جس میں ان کے والد حاضر تھے۔ اس میں بیان کیا کہ ...... پس سجدہ کیا اور جب اٹھے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں' گھٹنوں اور اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھے' دراں حالیکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے تورک کیا (یعنی اپنی سرین پر بیٹھے) اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کر لیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے اور تورک نہ کیا۔ اور دوسری رکعت پڑھی اور اسی طرح تکبیر کہی' پھر بیٹھ گئے۔ دو رکعتوں کے بعد۔ حتیٰ کہ جب کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور پھر دوسری دو رکعتیں پڑھیں اور جب سلام کیا تو اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ في حَدِيثِهِ ما ذَكَرَ عَبْدُ الْحَمِيدِ في التَّوَرُّكِ وَالرَّفْعِ إذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ نے وہ کچھ ذکر نہیں کیا جو کچھ کہ عبدالحمید نے تورک اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر کیا ہے۔

٩٦٦ـ تخريج: [ضعيف] انظر، ح: ٧٣٣.

٩٦٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: أخبرني فُلَيْحٌ: أخبرني عَبَّاسُ بنُ سَهْلٍ قال: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بنُ سَعْدٍ ومُحَمَّدُ ابنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرَ هذا الحديثَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَا الْجُلُوسَ، قال: حتَّى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ.

٩٦٧- جناب عباس بن سہل کہتے ہیں کہ حضرت ابوحمید' ابواسید' سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے ......اور یہ حدیث بیان کی۔ اور اس میں دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین اور بیٹھنے کا ذکر نہیں کیا۔ کہا حتیٰ کہ جب آخر میں پہنچے تو بیٹھ گئے' بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کے پنجے کو قبلے کی طرف کرلیا۔

(المعجم ١٧٧، ١٧٨) - **باب التَّشَهُّدِ** (التحفة ١٨٣)

باب: ١٧٧، ١٧٨- تشہد کا بیان

٩٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُلَيْمَانَ الأَعمَشِ، حدثني شَقِيقُ بنُ سَلَمَةَ عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مع رسولِ الله ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى الله قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فقال رسولُ الله ﷺ: «لا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى الله، فإِنَّ الله هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لله وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُم إِذَا قُلْتُمْ ذَلِكَ أَصَابَ كلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ في السَّمَاءِ وَالأَرْضِ - أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ -

٩٦٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ] اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے (یا اس کے بندوں کی طرف سے) سلام ہو' سلام ہو فلاں پر' سلام ہو فلاں پر' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر سلام مت کہا کرو' اللہ تو خود سراپا سلام ہے۔ لیکن جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو یوں کہا کرے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰه......الخ] ''تمام طرح کی قولی' فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک صالح بندوں پر۔'' تم لوگ جب یہ کہو گے تو تمہاری یہ دعا آسمان وزمین اور ان کے درمیان سب صالح بندوں کے لیے ہوگی۔ (اس

٩٦٧ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣٤.

٩٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد، وليس بواجب، ح: ٨٣٥ عن سدد، ومسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ٤٠٢/ ٥٨ من حديث سليمان الأعمش به.

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُم مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو بِهِ».

کے بعد یہ کہا کرو۔)[أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... الخ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' پھر چاہیے کہ دعا کرے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① تشہد کے تمام صیغوں میں یہ صیغہ صحیح ترین ہیں۔ ② [اَلتَّحِيَّات: تَحِيَّةٌ] کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے سلامتی' بقا' عظمت' بے عیب ہونا اور ملک وملکیت۔ اور بقول علامہ خطابی وبغوی رحمۃ اللہ علیہ یہ لفظ تعظیم کے تمام تر معانی پر مشتمل ہے۔[الصلوات]: صلاۃ کی جمع ہے۔ یعنی عبادات' دعائیں اور رحمتیں اسی سے مخصوص ہیں۔[اَلطَّيِّبَات]: طَيِّبَةٌ کی جمع ہے یعنی ذکر اذکار' اعمال صالحہ اور اچھی باتیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلتَّحِيَّات سے قولی عبادات' اَلصَّلَوَات سے فعلی عبادات اور اَلطَّيِّبَات سے مالی عبادات مراد ہیں۔ دیکھیے: (نیل الاوطار: ۳۱۱/۲' ۳۱۳) ③ [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] میں غائب کی بجائے صیغہ خطاب کا ورود نبی ﷺ کی تعلیم ہے اور اس کی حقیقی حکمت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بظاہر یوں ہے کہ جب بندہ اللہ عزوجل کے لیے اپنے تحیات پیش کرتا ہے تو اسے یاد دلایا گیا ہے کہ یہ سب کچھ تمہیں نبی ﷺ کے ذریعے سے ملا ہے۔ اس لیے بندہ نبی ﷺ کو اپنے ذہن میں مستحضر کر کے آپ کو صیغہ خطاب سے سلام پیش کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ ان الفاظ میں براہ راست رسول اللہ ﷺ کو سنوانا مقصود ہے۔ یہ خیال برحق اور درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس انداز سے خطاب ہمیشہ سنوانے کے لیے نہیں ہوتا اور اس کی دلیل سنن نسائی کی درج ذیل حدیث ہے' حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں:

[كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ اِلَى بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتَّى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ' قَالَ اَبُو رَافِعٍ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُسْرِعُ اِلَى الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ : اُفٍّ لَكَ اُفٍّ لَكَ قَالَ : فَكَبُرَ ذٰلِكَ فِي ذَرْعِي فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يُرِيْدُنِي فَقَالَ : مَا لَكَ؟ امْشِ۔ فَقُلْتُ: اَحَدَثَ حَدَثٌ' قَالَ : مَا ذَاكَ؟ قُلْتُ : اَفَّفْتَ بِي' قَالَ : لَا' وَلٰكِنْ هٰذَا فُلَانٌ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فُلَانٍ فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِّعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ] (سنن النسائی' الإمامة' حدیث:۸۶۳)

''رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد قبیلہ بنو عبدالاشہل کے ہاں جاتے اور گفتگو میں مشغول رہتے تھے' حتیٰ کہ مغرب کے قریب واپس تشریف لاتے۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک دن نبی علیہ السلام نماز مغرب کے لیے جلدی جلدی تشریف لا رہے تھے اور ہم بقیع کے پاس سے گزر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر! افسوس ہے تجھ پر!'' ابورافع کہتے ہیں کہ اس سے مجھے بہت گرانی محسوس ہوئی اور میں کچھ پیچھے ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید آپ میرا ارادہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟ آگے چلو۔'' میں نے عرض کیا: حضرت کیا کوئی

بات ہوگئی ہے؟ فرمایا: کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ نے مجھ پر افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔ فرمایا: ''نہیں' اس فلاں شخص کو میں نے فلاں قبیلہ پر عامل بنا کر بھیجا تھا تو اس نے مال میں سے ایک دھاری دار چادر چھپالی' چنانچہ اب اسے اسی طرح آگ کی چادر پہنائی گئی ہے۔'' اس حدیث میں نبی علیہ السلام کو جب اس کا منظر دکھایا گیا تو آپ نے اس پر صیغۂ خطاب سے افسوس کا اظہار فرمایا۔

اسی طرح نیا چاند دیکھنے کی دعا میں ہے: [اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهَ] (مستدرك حاكم: ٢٨٥/٤' حديث: ٧٧٦٧) ''اے اللہ!...... اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔'' یہاں چاند کو سنوانا مقصود نہیں بلکہ تعلیم نبی ہے۔ الغرض تشہد میں نبی ﷺ کے لیے صیغۂ خطاب اِسْمَاع (سنوانے) کے لیے نہیں' بلکہ تعلیم نبی کی بنا پر ہے۔ واللہ اعلم. اگر سنوانا مقصود ہوتا تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد سلام کے صیغۂ خطاب کو صیغۂ غیب سے ہرگز تبدیل نہ کرتے اور [اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ] نہ پڑھتے اور نہ اس کی تعلیم دیتے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' حدیث: ٦٢٦٥) ④ لفظ [فَلْيَقُلْ] ''چاہیے کہ کہے'' سے استدلال ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔ ⑤ سلام سے پہلے دین ودنیا کی حاجات کی طلب بھی مستحب ہے اور یہ دعا کا بہترین وقت اور مقام ہے۔

٩٦٩- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بنُ الْمُنْتَصِرِ: أخبرنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابنَ يُوسُفَ، عن شَرِيكٍ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن أبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله قال: كُنَّا لا نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا جَلَسْنَا في الصَّلَاةِ، وَكَانَ رسولُ الله ﷺ قَدْ عُلِّمَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

٩٦٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نہیں جانتے تھے کہ نماز میں جب بیٹھیں تو کیا پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا تھا۔ پھر انہوں نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

قال شَرِيكٌ: وأَخبرنا جَامِعٌ يَعْني ابنَ شَدَّادٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن عَبْدِ الله بِمِثْلِهِ قال: وكان يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَاهُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ: «اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ

جناب شریک نے اَخْبَرَنَا جَامِعٌ يَعْنِى ابْنَ شَدَّادٍ' عَن اَبِى وَائِلٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰه رضی اللہ عنہ اسی کی مثل بیان کیا۔ کہا: آپ علیہ السلام ہمیں کئی طرح کے کلمات سکھاتے تھے' مگر جس اہتمام سے کلمات تشہد تعلیم فرماتے تھے' دیگر میں ایسے نہ ہوتا تھا۔ (غیر تشہد کے

٩٦٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق: ٦٧ب) من حديث أبي داود به، وأصله عند الترمذي، ح: ١١٠٥، والنسائي، ح: ١١٦٣، ١١٦٤، ورواه شعبة والثوري عن أبي إسحاق به، (حديث شريك)، وأخرجه أحمد: ١/ ٣٩٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٦٥ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه ابن جريج عن جامع ابن شداد به.

بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَما بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا في أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيها وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا».

اذکار میں سے یہ بھی ہے)[اَللّٰهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَ أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا......الخ] ''اے اللہ! ہمارے دلوں میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا فرما دے اور ہمارے آپس کے روابط کو عمدہ بنا دے۔ ہمیں سلامتی کے راستوں کی رہنمائی فرما اور اندھیروں سے بچا کر نور میں پہنچا دے۔ اور تمام طرح کی ظاہری اور چھپی بدکاریوں سے محفوظ رکھ۔ ہمارے کانوں، آنکھوں، دلوں، گھر والیوں (بیویوں) اور بچوں میں برکتیں عطا فرما۔ (اے اللہ!) اور ہم پر رجوع فرما (ہماری توبہ قبول کر) بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے اور یہ کہ ہم ان کا كَمَا حَقُّهٗ اعتراف کریں اور انہیں برمحل استعمال میں لائیں اور ان نعمتوں کو ہم پر کامل فرما دے۔''

فوائد ومسائل: ① ازواج، جمع زوج، اضداد میں سے ہے۔ شوہر کے مقابلے میں بیوی اور بیوی کے مقابلے میں شوہر کے معنی میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ ساتھی اور جوڑے کے معنی میں بھی آتا ہے اس طرح اس کے معنی میں بڑی وسعت ہے۔ ② شروع حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا تھا۔'' بلاشبہ صحابۂ کرام کا ایمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ دین وعبادت کی کوئی معمولی سی بات بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے اور ہمیں دین کی تمام تفصیلات و جزئیات رسول اللہ ﷺ ہی سے لینی ہیں۔ چنانچہ ہم تمام مسلمانوں کی فکر بھی یہی ہونی چاہیے۔ اسی فکر سے انسان بدعات سے بچ سکتا ہے۔

٩٧٠- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ عن الْقَاسِمِ بنِ مُخَيْمِرَةَ قال: أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي فَحدَّثَني أَنَّ عَبْدَ الله بنَ

٩٧٠- قاسم بن مخیمرہ کہتے ہیں کہ جناب علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نماز میں تشہد کے

٩٧٠ـ **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ١/ ٤٢٢ من حديث زهير به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٩٥٨ـ١٩٦٠ وأصله عند النسائي، ح: ١١٦٨، وقوله: "إذا قلت هذا" مدرج باتفاق الحفاظ، انظر "المدرج إلى المدرج" للسيوطي ص: ٢٠، وعون المعبود: ١/ ٣٦٧ من قول ابن مسعود رضي الله عنه.

مسْعُودٍ أخَذَ بِيَدِهِ، وَأَنَّ رسولَ الله ﷺ أَخذَ بِيَدِ عَبْدِ الله فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حديثِ الأَعمَشِ: «إِذَا قُلْتَ هَذَا - أَوْ قَضَيْتَ هَذَا - فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ».

کلمات تعلیم فرمائے۔ اور حدیث اعمش کی دعا کے مانند بیان کیا۔ اور کہا: ”جب تم یہ کہہ لو یا فرمایا: پورا کر لو تو تم نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اگر چاہو تو اٹھ جاؤ اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو۔“

ملحوظہ: اس روایت کا یہ حصہ ﴿وَ اِذَا قُلْتَ﴾ ”جب تم یہ کہہ لو“ آخر تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ان کا اپنا قول اور حدیث میں مدرج ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود) اور حق یہ ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔
② نقل احادیث میں اس قسم کے لطائف موجود ہیں کہ راوی حدیث بیان کرنے میں اپنے شیخ کی ظاہری کیفیت کو بھی اختیار کرتے تھے جیسے کہ اس میں ہاتھ پکڑ کر حدیث بیان کرنے کا ذکر آیا ہے اور اسے ”مسلسل“ کی ایک نوع قرار دیا گیا ہے۔

٩٧١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حدثني أبي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أَبِي بِشْرٍ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عن ابنِ عُمَرَ عن رسولِ الله ﷺ في التَّشَهُّدِ: «التَّحِيَّاتُ لله، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ» - قال: قال ابنُ عُمَرَ: زِدْتُ فيها وَبَرَكَاتُهُ - «السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله» - قال ابنُ عُمَرَ: زِدْتُ فيها وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ - «وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

٩٧١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے تشہد کے یہ کلمات بیان کرتے ہیں: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه] ”تمام طرح کی عظمتیں اللہ کے لیے ہیں۔ (عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔) پاکیزہ کلمات اذکار اور دعائیں اللہ کے لیے سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ [وبرکاته] کا لفظ میری طرف سے اضافہ ہے۔ [اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَه وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه] ”سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی و شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں

٩٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٥٠، ح: ١٣١٤ من حديث نصر بن علي به.

کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" حضر
ابن عمر ؓ نے کہا کہ [وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه] کے ل
میری طرف سے اضافہ ہیں۔

فوائد ومسائل: حضرت ابن عمر ؓ نے جن الفاظ کو اپنی طرف سے اضافہ قرار دیا ہے وہ بخاری ومسلم میں مرفوع احادیث سے ثابت ہیں۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' حدیث:۸۳۱ و صحیح مسلم' حدیث:۴۰۲) ② اس تصریح میں ان حضرات کی امانت ودیانت کا اظہار ہے کہ جب تک کامل یقین نہ ہوتا رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کرتے تھے۔

٩٧٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنَا أَبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ؛ ح: وأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حدثنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن يُونُسَ بنِ جُبَيْرٍ، عن حِطَّانَ بنِ عَبْدِ الله الرَّقَاشِيِّ قال: صَلَّى بِنَا أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ، فَلَمَّا جَلَسَ في آخِرِ صَلَاتِهِ قال رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فقال: أَيُّكُم الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قال: فَأَرَمَّ الْقَوْمُ. قال: أَيُّكُم الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قال: فَأَرَمَّ الْقَوْمُ. قال: فَلَعَلَّكَ يَاحِطَّانُ أَنْتَ قُلْتَهَا؟ قال: مَا قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا. فقال لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ. فقال أَبُو مُوسَى: أَما تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ في صَلَاتِكُم؟ إِنَّ رسولَ الله ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا

٩٧٢- جناب حطان بن عبداللہ رقاشی بیان کر
ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ نے ہمیں نم
پڑھائی۔ نماز کے آخر میں جب بیٹھے تو قوم میں
ایک آدمی نے کہا: نماز نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ برقر
کی گئی۔ جب حضرت ابو موسیٰ نماز سے پھرے تو کہا: ک
نے یہ یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ
دوبارہ پوچھا کہ یہ یہ الفاظ کس نے کہے ہیں؟ لوگ
خاموش رہے۔ تو انہوں نے حطان سے کہا: اے حطا
شاید تم نے یہ کہے ہیں؟ میں نے کہا: میں نے نہیں
اور مجھے اندیشہ تھا کہ آپ مجھے ہی ڈانٹیں گے۔ تب ا
شخص نے کہا: میں نے یہ الفاظ کہے ہیں اور خیر ہی
ارادہ کیا ہے۔ تو ابو موسیٰ ؓ نے فرمایا: کیا تم نہیں جا
کہ اپنی نماز میں تمہیں کیا اور کیسے کہنا ہے؟ بلا
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمیں تعلیم فرمائی ا
ہمیں ہماری نماز کا طریقہ سکھایا۔ آپ نے فرمایا: "ج
تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو درست بناؤ'
تم میں سے کوئی ایک تمہاری جماعت کرائے' جب

٩٧٢- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ٤٠٤ من حديث أبي عوانة الوضاح به، و في المسند لأحمد: ٤/ ٤٠٩.

وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا، فقال: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فأَقِيمُوا صُفُوفَكُم، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُم أَحَدُكُم، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ يُحِبُّكُم الله، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قال رسولُ الله ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قال: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعِ الله لَكُمْ، فَإِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ قال عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ. وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ»، قال رسولُ الله ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُم أَنْ يَقُولَ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لله، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، لَمْ يَقُلْ أَحْمَدُ: «وَبَرَكَاتُهُ» ولا قال: «وَأَشْهَدُ»، قال: «وَأَنَّ مُحَمَّدًا».

تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین پکارو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور جب وہ (امام) تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے بدلے میں ہے اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہے تو تم کہو [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اللہ تمہاری سنے گا اور قبول کرے گا۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا ہے کہ ''اللہ سنتا ہے اور قبول کرتا ہے اس کی جو اس کی حمد کرے۔'' اور جب وہ تکبیر کہے اور سجدے کو جائے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدے میں چلے جاؤ۔ امام تم سے پہلے سجدہ کرتا اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''یہ اس کے بدلے میں ہے۔ اور جب قعدہ کرے (تشہد میں بیٹھے) تو تمہارے اوّلین الفاظ یہ ہونے چاہئیں: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ' السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه]'' جناب احمد نے [وَبَرَكَاتُه] اور [اَشْهَدُ] کے الفاظ بیان نہیں کیے بلکہ [وَاَنَّ مُحَمَّدًا] کہا۔

٩٧٣- حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ النَّضرِ: حَدَّثَنا

٩٧٣- جناب ابو غلاب نے حطان بن عبداللہ

٩٧٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٤٠٤ من حديث سليمان التيمي به، وهو حديث صحيح ولكنه منسوخ حديث أبي هريرة، تقدم: ٨٢١.

الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أبي: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن أَبي غَلَّابٍ يُحَدِّثُهُ عن حِطَّانَ بنِ عَبْدِ الله الرَّقَاشِيِّ بهذا الحديثِ. زَادَ: «فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا». وقال في التَّشَهُّدِ بَعْدَ «أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ»، زَادَ: «وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ».

رقاشی سے یہ حدیث بیان کی اور اضافہ کیا کہ امام جب قراءت کرے تو خاموش رہو...... اور تشہد میں [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] کے بعد [وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ] اضافہ کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ «وَأَنْصِتُوا» لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ، لَمْ يَجِيءْ بِهِ إِلَّا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ في هذا الحديثِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ [وَأَنْصِتُوْا] (یعنی خاموش رہو) کے لفظ محفوظ نہیں ہیں۔ اس حدیث میں صرف سلیمان تیمی ہی اس کو روایت کرتا ہے۔

٩٧٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كما يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وكانَ يقولُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لله، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله».

٩٧٤- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن اور آپ کے الفاظ یہ ہوتے تھے [اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ]

فوائد ومسائل: ① ”تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن۔“ اس میں اشارہ ہے کہ یہ واجب ہے۔ ترجمہ اوپر گزرے الفاظ ہی کی مانند ہے۔ یعنی ”تمام بابرکت عظمتیں اور پاکیزہ اذکار اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔“ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح ہے کہ نبی ﷺ بھی ان ہی الفاظ سے پورا تشہد پڑھا کرتے تھے جو آپ صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے۔

٩٧٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا

٩٧٥- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اما بعد! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب نماز

٩٧٤- تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٤٠٣ عن قتيبة به.

٩٧٥- تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٥٠، ح: ٧٠١٨ من حديث يحيى بن حسان به خبيب مجهول كما قال الحافظ ابن حجر وغيره، وجعفر بن سعد ضعيف، ضعفه الجمهور.

سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبيهِ سُلَيْمَانَ بنِ سَمُرَةَ، عن سَمُرَةَ ابنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، أَمَرَنَا رسولُ الله ﷺ: إذَا كانَ في وَسَطِ الصَّلَاةِ أَوْ حِينَ انْقِضَائِهَا: «فَابْدَؤُوا قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لله، ثُمَّ سَلِّمُوا عَنِ الْيَمِينِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَلَى قَارِئِكُمْ وَعَلَى أَنْفُسِكُمْ».

درمیانی قعدہ ہو یا اس کی انتہا تو سلام کہنے سے پہلے (تشہد سے ابتدا کرو اور) کہا کرو: ''[اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰه] ''تمام پاکیزہ تعظیمات اذکار اور ملک اللہ ہی کے لیے ہے۔'' پھر دائیں طرف سلام کرو۔ پھر اپنے قاری اور اپنے آپ پر سلام کرو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى كُوفِيُّ الأَصْلِ كَانَ بِدِمَشْقَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ اصل میں کوفے کے ہیں اور دمشق میں مقیم تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَدَلَّتْ هَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ سَمُرَةَ.

اور یہ صحیفہ دلیل ہے کہ حسن بصری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

(المعجم ١٧٨، ١٧٩) - باب الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٤)

باب: ۱۷۸، ۱۷۹- تشہد کے بعد نبی ﷺ کے لیے صلاۃ (درود) کا بیان

٩٧٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: أخبرنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ قال: قُلْنَا - أَوْ قالُوا -: يارسولَ الله! أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ، فأَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قال: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ

۹۷۶- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا یا دیگر صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود اور سلام بھیجیں۔ سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا ہے، تو درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ''کہا کرو! [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ......الخ] ''اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما، جیسے کہ تو نے ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور محمد اور آل محمد پر اپنی برکتیں نازل فرما

٩٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الصلوة على النبي ﷺ، ح: ٦٣٥٧، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٦ من حديث شعبة به.

مُحَمَّدٍ كما بَارَكْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

جیسے کہ تو نے آل ابراہیم پر اپنی برکتیں نازل فرمائیں۔ بے شک تو تعریف کیا ہوا' بڑی شان والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦) ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجو' اور سلام کہو سلام کہنا۔'' لغت عربی میں ''صلاۃ'' کا معنی ہے دعائے رحمت' مغفرت اور حسن ثنا۔ اس کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کا ترجمہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندے پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے' اس کے درجات بلند کرتا ہے اور ملکوت میں اس کی ثنا فرماتا ہے۔ اور جب اس کی نسبت ملائکہ یا مومنین کی طرف ہوتی ہے تو اس کا مفہوم ان امور کی طلب اور دعا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے صلوٰۃ میں آپ کی رفعت ذکر وشان' اظہار دعوت' ابقاء شریعت' تکثیر اجر وثواب اور بعثت مقام محمود بھی شامل ہیں اور ان سب مفاہیم کو ہماری اردو زبان میں فارسی لفظ ''درود'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس مسئلے کی شرح وبسط کے لیے علامہ خفاجی رحمہ اللہ کی ''نسیم الریاض'' شرح شفاء قاضی عیاض اور امام ابن القیم رحمہ اللہ کی ''جلاء الافہام'' دیکھنی چاہیے۔ اس کا اُردو ترجمہ' جو قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے کیا تھا' اسے دارالسلام نے ''الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ'' کے عنوان سے نہایت دیدہ زیب انداز میں شائع کیا ہے۔ ② [فَأَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ] ''سلام کہنا تو ہم نے جان لیا ہے۔'' یعنی جیسے کہ آپ نے ہمیں تعلیم فرمایا ہے۔ ملاقات کے موقع پر [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ] کہنا اور نماز میں [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه] پڑھنا۔

٩٧٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بهذا الحديثِ قال: «صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كما صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إبْرَاهِيمَ».

٩٧٧- جناب شعبہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: [صَلِّ على مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ]۔

٩٧٨- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابنُ بِشْرٍ عن مِسْعَرٍ، عن الْحَكَمِ بِإسْنَادِهِ بهذا قال: «اللّٰهُمَّ صَلِّ على مُحَمَّدٍ وعلى آلِ مُحَمَّدٍ كما صَلَّيتَ على إبْرَاهِيمَ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِك

٩٧٨- حکم نے اپنی سند سے اسے روایت کیا اور کہا: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ' اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ]۔

٩٧٧- **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٩٧٨- **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديثين السابقين.

على مُحَمَّدٍ وعلى آلِ مُحَمَّدٍ كَما بارَكْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بنُ عَدِيٍّ عن ابنِ أَبِي لَيْلَى، كما رَوَاهُ مِسْعَرٌ، إِلَّا أَنَّهُ قال: «كما صَلَّيْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ على مُحَمَّدٍ» وَسَاقَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زبیر بن عدی نے ابن ابی لیلیٰ سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ مِسعر نے اسے روایت کیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے کہا ہے: [كَمَا صَلَّيْتَ على آلِ اِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ] اور سابقہ روایت کے مثل بیان کیا۔

٩٧٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن أبيه، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ قال: أخبرني أبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَّهُمْ قَالُوا: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قال: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

٩٧٩- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر صلاۃ (درود) کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ]“

٩٨٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نُعَيْمِ بنِ عَبْدِ الله الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ - وَعَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي

٩٨٠- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تشریف لائے تو حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے

٩٧٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ١٠، ح: ٣٣٦٩، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٥.

٩٨٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٤٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٦٥، ١٦٦.

أُرِيَ النِّدَاء بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عن أبي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قال: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في مَجْلِسِ سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ، فقال لَهُ بَشِيرُ بنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا الله أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يارسول الله! فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رسولُ الله ﷺ حتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قال رسولُ الله ﷺ: «قُولُوا»، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ. زَادَ في آخِرِهِ: «فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر صلاۃ پڑھیں۔ تو یہ کس طرح پڑھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے (اور دیر تک خاموش رہے) حتیٰ کہ ہم نے چاہا کہ کاش وہ سوال ہی نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوں کہا کرو۔'' اور کعب بن عجرہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس کے آخر میں [فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد] زیادہ کیا۔

٩٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إبْرَاهِيمَ بنِ الْحَارِثِ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ، عن عُقْبَةَ بنِ عَمْرٍو بهذا الخَبَرِ قال: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ».

٩٨١- محمد بن عبداللہ بن زید نے جناب عقبہ بن عمرو ؓ سے یہ حدیث نقل کی کہ کہا کرو [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ]۔

فائدہ: نبی ﷺ کے ''اُمّی'' ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ روایتی انداز میں لوگوں کے ہاں سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ جبریل امین کے شاگرد ہیں۔

٩٨٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بنُ يَسَارٍ الْكِلَابِيُّ: حدثني أَبُو مُطَرِّفٍ عُبَيْدُالله بنُ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله بنِ كَرِيزٍ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ عن

٩٨٢- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جس کا جی چاہتا ہے کہ اسے اس کی میزان خوب بھری ہوئی ملے تو چاہیے کہ جب ہم اہل بیت پر صلاۃ (درود) پڑھے تو یوں کہا

٩٨١- تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ٢٦٨ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق.

٩٨٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٣/ ٨٧٠ عن موسى بن إسماعيل به * حبان ابن يسار، ضعفه أبوحاتم وغيره، واختلط بآخره كما قال الصلت بن محمد وغيره، وفي السند علة أخرى عند العقيلي في الضعفاء: ١/ ٣١٨.

ـمُجْمِرِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالمِكْيَالِ الأَوْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَما صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

کرے: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَ اَزْوَاجِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ]۔

فوائد ومسائل: ① صلوٰۃ کے معنی شروع باب میں ذکر ہو چکے ہیں۔ ② ''آل'' دراصل بمعنی ''شخص'' ہے اور اس کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کو دوسرے کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق ہو۔ اور یہ لفظ ہمیشہ صاحب شرف اور افضل ہستی کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ ''آل النبی'' سے مراد آپ کے رشتہ دار ہیں اور بعض کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہیں علم ومعرفت کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تعلق حاصل ہو۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اہل دین دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو علم کے اعتبار سے راسخ اور محکم ہوتے ہیں۔ ان کو ''آل النبی اور امته'' بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسرے جن کا علم وعمل سرسری اور تقلیدی سا ہوتا ہے' ان کو امت محمد کہہ سکتے ہیں' آل محمد نہیں کہہ سکتے۔ اس طرح امت اور آل میں عموم خصوص کی نسبت ہے۔ یعنی ہر آل نبی آپ کی امت میں داخل ہے' مگر ہر امتی آل نبی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (مفردات' راغب اصفہانی۔) احادیث صحیحہ اور درود کے مختلف صیغوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کے اہل بیت اور آل میں آل علی' آل جعفر' آل عقیل' آل عباس' ازواج مطہرات اور آپ کی تمام اولاد شامل ہیں۔ ③ [كَمَا صَلَّيْتَ] میں معروف تشبیہ نہیں کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے مشابہ کہا گیا ہو' بلکہ اس میں ایک غیر مشہور امر کو مشہور ومعروف کے ساتھ ملحق کر کے اذہان کے قریب کیا گیا ہے۔ جیسے کہ اللہ کے نور کو چراغ کے نور سے مشابہت دی گئی ہے: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ' مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ (النور: ۳۵) چونکہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کی عظمت اور ان پر صلاۃ تمام طبقات میں مشہور ومعروف تھی تو محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی اسی انداز سے صلاۃ کی دعا تعلیم کی گئی ہے' اس میں مقدار کا مفہوم شامل نہیں۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آل میں انبیاء ورسل کثیر تعداد میں ہیں اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی ہیں تو ان سب کے لیے جس قدر صلاۃ نازل کی گئی ہے' اس عظیم مقدار کی صلاۃ صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لیے طلب کی جا رہی ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح' باب الصلاة على النبي' حديث: ۹۲۴)

(المعجم . . .) - بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ۱۸۵)

باب:— تشہد کے بعد کیا پڑھے؟

٩٨٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بن مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حدثني حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «إذَا فَرَغَ أَحَدُكُم مِنَ التَّشَهُّدِ الآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بالله مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ المَسِيحِ الدَّجَّالِ».

٩٨٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے چار چیزوں کی پناہ طلب کرے۔ یعنی عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی و موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے۔“

فائدہ: الفاظ اس دعا کے یہ ہوں گے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ]۔

٩٨٤- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنَا عُمَرُ بنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ طَاوُسٍ عن أبيهِ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يقولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ».

٩٨٤- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ تشہد کے بعد یہ دعا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ]۔

٩٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو أَبُو

٩٨٥- حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

٩٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ٥٨٨ من حديث الوليد بن مسلم به وهو في المسند لأحمد: ٢/ ٢٣٧، وانظر، ح: ٨٨٠.

٩٨٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٢٩، ح: ١٠٩٣٩، ورواه مسلم، ح: ٥٩٠ من حديث طاوس به، وانظر، ح: ١٥٤٣.

٩٨٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الدعاء بعد الذكر، ح: ١٣٠٢ من حديث الحسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٦٧، ووافقه الذهبي، انظر ح: ١٤٩٣.

مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ: حَدَّثَنَا الحُسَيْنُ المُعَلِّمُ عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن حَنْظَلَةَ بنِ عَلِيٍّ أَنَّ مِحْجَنَ بنَ الأَدْرَعِ حَدَّثَهُ قال: دَخَلَ رسولُ الله ﷺ المَسْجِدَ فإذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَهُوَ يقولُ: اللّٰهُمَّ إنِّي أَسْأَلُكَ يَاالله الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. قال: فقال: «قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ» ثَلَاثًا.

کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے' آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی نماز مکمل کر لی تھی اور وہ تشہد پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسَالُكَ يَااللّٰهُ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ' أَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوْبِي' إِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم] آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''اسے بخش دیا گیا' اسے بخش دیا گیا۔'' تین بار فرمایا۔ (دعا کا ترجمہ ہے:) ''میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ۔ اکیلے' بے نیاز' نہ جس نے جنا نہ جنا گیا' اور کوئی اس کے برابر نہیں! یہ کہ میرے گناہ معاف فرما دے۔ بے شک تو بہت ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

(المعجم ١٧٩، ١٨٠) - باب إِخْفَاءِ التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٦)

باب:١٧٩'١٨٠- تشہد خاموشی سے پڑھنا

٩٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حدثنا يُونُسُ، يَعْنِي ابنَ بُكَيْرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله قال: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُّدُ.

٩٨٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: سنت یہ ہے کہ تشہد کو خاموشی سے پڑھا جائے۔

(المعجم ١٨٠، ١٨١) - باب الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٧)

باب:١٨٠'١٨١- تشہد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا

٩٨٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

٩٨٧- جناب علی بن عبدالرحمٰن المعاوی بیان کرتے

٩٨٦- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أنه يخفى التشهد، ح: ٢٩١ من حديث يونس بن بكير به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ٢٦٧ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه الحسن بن عبيدالله عن عبدالرحمٰن بن الأسود به عند الحاكم: ١/ ٢٣٠.

٩٨٧- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلوة، وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ٥٨٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٨، ٨٩.

مُسْلِمِ بنِ أبي مَرْيَمَ، عن عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ المُعَاوِيِّ قال: رَآنِي عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ وَأنَا أَعْبَثُ بِالحَصَا فِي الصَّلاَةِ، فَلمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي وقال: اصْنَعْ كمَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ، فَقُلْتُ: كَيفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ؟ قال: إذَا جَلَسَ فِي الصَّلاَةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأشَارَ بِإصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الإبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى على فَخِذِهِ الْيُسْرَى.

ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے مجھے دیکھا کہ میں نماز کے دوران میں کنکریوں سے کھیل رہا تھا جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا اور کہا: ایسے کیا کرو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب آپ نماز میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور ساری انگلیاں بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت والی) انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنے بائیں، ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر رکھتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ تشہد میں بیٹھتے ہی یہ کیفیت ہوتی کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی سی بنا لیتے تھے۔ اور اشارہ کرتے تھے' یعنی انگشت شہادت کو اٹھائے رکھتے تھے۔ تاہم بار بار حرکت دینے کی ضرورت نہیں ہے' جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

٩٨٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ عن أَبِيهِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا قَعَدَ في الصَّلاَةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى تَحْتَ فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَسَاقِهِ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى على رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى على فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأشَارَ بِإِصْبَعِهِ وَأَرَانَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

٩٨٨- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھا کرتے تو اپنے بائیں پاؤں کو اپنی دائیں ران اور پنڈلی کے نیچے کر لیتے اور اپنے دائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ اور عبدالواحد نے ہم کو دکھایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

٩٨٩- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ

٩٨٩- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے ذکر کیا کہ

٩٨٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٥٧٩ من حديث عبدالواحد بن زياد به.

٩٨٩ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، السهو، باب بسط اليسرى على الركبة، ح: ١٢٧١ من حديث ◄◄

الْمِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن زِيَادٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا.

نبی ﷺ جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے حرکت نہ دیتے تھے۔

قال ابنُ جُرَيْجٍ: وَزَادَ عَمْرُو بنُ دِينَارٍ قال: أخبرني عَامِرٌ عن أبيهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو كَذَلِكَ، وَيَتَحَامَلُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى.

ابن جریج نے کہا کہ عمرو بن دینار نے مزید کہا کہ مجھے عامر نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اس طرح اشارہ کیا کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: حرکت نہ دینے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بعض علماء نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اشارہ کرنے اور حرکت نہ دینے کے درمیان یہ تطبیق دی ہے جیسے کہ شیخ شوکانی نے امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ اشارہ کرتے، مگر حرکت میں تکرار نہ ہوتا تھا۔ دیکھیے: (نیل الاوطار، باب الاشارة بالسبابة) اس لیے حرکت اور اشارہ دونوں پر اگر اس طرح عمل کیا جائے کہ تشہد میں بیٹھتے ہی ۵۳ کی گنتی کی گرہ بناتے ہوئے انگلی اٹھالی جائے اور اسے سلام پھیرنے تک اشارے کی حالت میں کھڑا رکھا جائے جیسا کہ احادیث سے تشہد میں انگلی کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور چند بار درمیان میں حرکت بھی دے لی جائے تاکہ حرکت والی حدیث پر بھی عمل ہو جائے۔ تاہم حرکت کی تکرار اور کثرت، جیسا کہ رواج ہوتا جا رہا ہے اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

٩٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابنُ عَجْلَانَ عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَبِيهِ بهذا الحديثِ قال: لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ وحديثُ حَجَّاجٍ أَتَمُّ.

٩٩٠- جناب عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے انہوں نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: آپ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ اور حجاج کی حدیث اس سے زیادہ کامل ہے۔

فائدہ: نماز میں بالعموم نظر مقام سجدہ پر ہونی چاہیے مگر تشہد میں انگلی پر ہو۔ تعجب ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ علیہ السلام کی ایک ایک حرکت کو کس دقت نظر سے ملاحظہ کیا اور امت تک پہنچایا ہے۔

◄ حجاج بن محمد به * ابن عجلان تقدم، ح: ٩٠٢ ولم أجد تصريح سماعه في لفظ "ولا يحركها".

٩٩٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣ عن يحيى القطان به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده.

٩٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا عِصَامُ بنُ قُدَامَةَ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ عن مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، عن أبِيهِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ قَدْ حَنَّاهَا شَيْئًا.

٩٩١- جناب مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا: آپ اپنے داہنے دستے کو اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے تھے' شہادت کی انگلی اٹھائے ہوئے تھے اور اسے کچھ ٹیڑھا سا بھی کیے ہوئے تھے۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اس لیے انگلی کو خم دینے کی بجائے اسے سیدھا کھڑا رکھا جائے (یعنی تشہد میں)۔

(المعجم ١٨١، ١٨٢) - **باب كَرَاهِيَةِ الاِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٨٨)

باب: ١٨١'١٨٢- نماز میں ہاتھ کا سہارا لینے کی کراہت

٩٩٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَأَحْمَدُ ابنُ مُحَمَّدِ بنِ شَبُّويَه وَمُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الغَزَّالُ قالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهَى رسولُ الله ﷺ - قال أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: - أنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ في الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ. وقال ابنُ

٩٩٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں کہ آدمی نماز میں اس حال میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے ہو۔ اور ابن شبویہ نے کہا: منع فرمایا اس بات سے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور ابن رافع نے کہا: منع فرمایا اس سے کہ آدمی نماز پڑھے اور وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور اس حدیث کو سجدوں سے اٹھنے کے باب میں

٩٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الإشارة بالأصبع في التشهد، ح: ١٢٧٢ من حديث عصام بن قدامة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧١٥، ٧١٦، وابن حبان، ح: ٤٩٩ * مالك بن نمير وثقه ابن حبان، وابن خزيمة بتصحيح حديثه، فهو حسن الحديث.

٩٩٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٣٥ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٢/ ١٤٧، ومصنف عبدالرزاق: ٢/ ١٩٧، ح: ٣٠٥٤، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٣٠، ووافقه الذهبي، وأما رواية محمد بن عبدالملك الغزال فضعيفة لأنهم لم يذكروا سماعه من عبدالرزاق، أقبل اختلاطه أم بعده؟ وهي شاذ أيضًا لمخالفة الثقات.

شبُّويَه: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدِهِ في الصَّلَاةِ. وقال ابنُ رَافِعٍ: نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ على يَدِهِ. وَذَكَرَهُ في باب الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ. وقال ابنُ عَبْدِ المَلِكِ: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ على يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ في الصَّلَاةِ.

ذکر کیا۔ ابن عبدالملک نے کہا: منع فرمایا اس سے کہ آدمی جب نماز میں اٹھنے لگے تو اپنے ہاتھوں کا سہارا لے۔

فائدہ: ابن رافع کا استدلال کہ کھڑے ہونے کے لیے سہارا لینا منع ہے' درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ مثلاً ایوب عن ابی قلابہ کی روایت بخاری میں ہے کہ ''نبی علیہ السلام جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھتے' زمین کا سہارا لیتے اور پھر کھڑے ہوتے۔'' (صحیح بخاری' حدیث:۸۲۴) اسی لیے شیخ البانی نے اس روایت کے آخری ٹکڑے کو' جس میں اٹھتے وقت ہاتھوں سے سہارا لینے کی ممانعت ہے' منکر قرار دیا ہے۔ باقی یہ صحیح ہے کہ آدمی جب تشہد میں بیٹھا ہو تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

٩٩٣- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ قال: سَأَلْتُ نَافِعًا عن الرَّجُلِ يُصَلِّي وَهُوَ مُشَبِّكٌ يَدَيْهِ؟. قال: قال ابنُ عُمَرَ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ.

۹۹۳- جناب اسماعیل بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نماز کے دوران میں تشبیک کیے ہوئے ہو تو؟ (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں دیے ہوئے ہو؟) انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ مغضوب علیہم (یعنی یہودیوں) کی نماز ہے۔

٩٩٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ ح: وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ - وهذا لَفْظُهُ - جَمِيعًا عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتَّكِئُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ. - وقال هَارُونُ بنُ زَيْدٍ: سَاقِطٌ عَلَى شِقِّهِ

۹۹۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں بیٹھے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھا۔ (یعنی زمین پر رکھے ہوئے تھا) ہارون بن زید نے کہا وہ اپنی بائیں جانب پر گرا ہوا تھا...... پھر دونوں (راوی) ان الفاظ میں متفق ہیں...... تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ایسے مت بیٹھو اس طرح وہ لوگ بیٹھتے ہیں جنہیں عذاب دیا جائے گا۔

۹۹۲ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٨٩ من حديث أبي داود به.

۹۹۴ـ تخريج: [حسن] رواه أحمد: ٢/ ١١٦ من حديث هشام بن سعد به، مرفوعًا.

الأَيْسَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - فقال لَهُ: لا تَجْلِسْ هكذَا فإِنَّ هكَذَا يَجْلِسُ الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ.

فوائد ومسائل: ① اس اثر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت (۹۹۲) کی وضاحت ہے جو اوپر گزری ہے۔ ② اگر کوئی شخص بیٹھنے سے معذور ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے' اپنے پہلو پر نہ گرے۔

(المعجم ١٨٢، ١٨٣) - **بَابٌ: فِي تَخْفِيفِ الْقُعُودِ** (التحفة ١٨٩)

باب:۱۸۲'۱۸۳- درمیانی تشہد کو مختصر رکھنا

٩٩٥- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن أَبي عُبَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ: كَانَ في الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ على الرَّضْفِ. قال: قُلْنَا: حتَّى يَقُومَ؟ قال: حَتَّى يَقُومَ.

۹۹۵- جناب ابوعبیدہ اپنے والد سے راوی ہیں و نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ پہلی د رکعتوں کے بعد (جب بیٹھتے تو) ایسے ہوتے گویا گرم پتھ پر بیٹھے ہوں۔ ہم نے کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے۔

ملحوظہ: ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ کی صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا بیٹھنا ایسے ہوتا تھا کہ گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔ دیکھیے: (التلخیص الحبیر: ۲۶۳/۱) اس میں اشارہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد صرف تشہد پڑھنا کافی ہے۔ تاہم اس کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا جائے' تو بہتر ہے۔ یعنی پہلے تشہد میں بھی درود شریف کا پڑھنا مستحب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاۃ النبی ﷺ' للالبانی' ص: ۴۵)

(المعجم ١٨٣، ١٨٤) - **بَابٌ: فِي السَّلَامِ** (التحفة ١٩٠)

باب:۱۸۳'۱۸۴- (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام ومسائل

٩٩٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۹۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہا کہ نبی ﷺ (نماز کے اختتام پر) اپنی دائیں او بائیں طرف سلام کیا کرتے تھے' حتیٰ کہ آپ ک

٩٩٥- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في مقدار القعود في الركعتين الأوليين ح: ٣٦٦ من حديث شعبة به، وقال: "حسن إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه"، يعني أنه منقطع.

٩٩٦- **تخريج**: **[صحيح]** أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التسليم في الصلوة، ح: ٢٩٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٢٨، وابن حبان، ح: ٥١٦ * أبوإسحا صرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٤٠٨، ٤٠٩، ح: ٣٨٧٩.

أَبُو الأَحْوَصِ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المُحَارِبِيُّ وَزِيَادُ بنُ أَيُّوبَ قالا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنَا تَمِيمُ بنُ المُنْتَصِرِ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاق يَعْنِي ابنَ يُوسُفَ، عن شَرِيكٍ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، كُلُّهُمْ عن أبي إِسْحَاقَ، عن أبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله - وقال إِسْرَائِيلُ: عن أبي الأَحْوَصِ وَالأَسْوَدِ عن عَبْدِ الله -: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عن يَمِينِهِ وعن شِمَالِهِ حتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله».

رخساروں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ (اور کہتے تھے) [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ 'اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وهذا لَفْظُ حديثِ سُفْيَانَ وحديثُ إِسْرَائِيلَ لَمْ يُفَسِّرْهُ.

امام ابوداود نے کہا: یہ الفاظ سفیان کی حدیث کے ہیں۔ اور اسرائیل کی حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ زُهَيْرٌ عن أبي إِسْحَاق وَيَحْيَى بنُ آدَمَ، عن إِسْرَائِيلَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ وَعَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله.

امام ابوداود کہتے ہیں: اور اس روایت کو زہیر نے ابو اسحاق سے اور یحیٰی بن آدم نے اسرائیل سے' انہوں نے ابواسحاق سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے' انہوں نے اپنے والد اور علقمہ سے انہوں نے حضرت عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعْبَةُ كَانَ يُنْكِرُ هذا الحديثَ- حديثَ أبي إِسْحَاقَ - أَنْ يَكُونَ مَرْفُوعًا.

امام ابوداود نے (یہ بھی) کہا کہ شعبہ' ابواسحاق کی اس حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کرتے تھے۔

٩٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ قال: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يُسَلِّمُ عن يَمِينِهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ»، وعن شِمَالِهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله».

٩٩٧- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] کہتے اور اپنی بائیں طرف [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] کہتے۔

فائدہ: [وَبَرَكَاتُهُ] سنن ابوداود کے متداول نسخوں میں دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے اور بائیں جانب صرف [السلام علیکم و رحمة اللّٰه] کہنا ثابت ہے، تاہم سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں اور بلوغ المرام میں دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کہتا ہے یا کہنا چاہتا ہے تو جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (نیل الاوطار: ۲/۳۴۴، سبل السلام: ۱/۳۳۰، ۳۳۱ اور شرح بلوغ المرام صفی الرحمٰن مبارک پوری ﷫)

٩٩٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا وَوَكِيعٌ عن مِسْعَرٍ عن عُبَيْدِالله بنِ الْقِبْطِيَّةِ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: كُنَّا إذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رسولِ الله ﷺ فَسَلَّمَ أَحَدُنَا أَشَارَ بِيَدِهِ مِنْ عن يَمِينِهِ ومِنْ عن يَسَارِهِ، فَلَمَّا صَلَّى قال: «مَا بَالُ أَحَدِكُم يُومِي بِيَدِهِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ - أَوْ أَلَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يقولَ هكَذا - وَأَشَارَ بإِصْبَعِهِ - يُسَلِّمُ عَلَى أخِيهِ مِنْ عن يَمِينِهِ وَمِنْ عن شِمَالِهِ».

٩٩٨- حضرت جابر بن سمرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو سلام کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے یوں اشارے کرتے ہو گویا سرکش گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ تمہیں یہی کافی ہے۔“ یا فرمایا: ”کیا تمہارے ایک کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ یوں کرے اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔“

٩٩٧ـ [إسناده حسن] وصححه النووي في المجموع: ٣/ ٤٧٩، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ٢٥٢ (بتحقيقي).

٩٩٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الأمر بالسكون في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد ورفعها عند السلام . . . الخ، ح: ٤٣١ من حديث يحيى بن زكريا ووكيع به.

٩٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا أبو نُعَيْمٍ عن مِسْعَرٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «أَمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ - أَوْ أَحَدَهُمْ - أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مِنْ عن يَمِينِهِ وَمِنْ عن شِمَالِهِ».

٩٩٩- مسعر نے سابقہ سند اور معنی کے مطابق روایت کیا کہا: ''کیا تمہیں...... یا فرمایا...... انہیں یہ کافی نہیں کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھیں اور اپنے بھائی پر سلام کہیں جو اس کی دائیں اور بائیں طرف ہے۔''

١٠٠٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ، عن تَمِيمِ الطَّائِيِّ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: دَخَلَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ وَالنَّاسُ رَافِعُو أَيْدِيهِمْ - قال زُهَيْرٌ: أُرَاهُ قال: في الصَّلَاةِ - فقال: «مَالِي أَرَاكُم رَافِعِي أَيْدِيكُم كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا في الصَّلَاةِ».

١٠٠٠- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ زہیر نے کہا...... میرا خیال ہے کہ شیخ نے کہا تھا کہ نماز میں...... تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں' تم اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے کہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① نماز میں ظاہراً و باطناً خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ لایعنی حرکات ناجائز اور حرام ہیں۔ نماز اسی طرح ادا کرنی چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر دکھائی اور صحابہ نے سیکھی ہے۔ ② مذکورہ بالا حدیث صحیح مسلم (حدیث:٤٣٠) اور سنن نسائی (حدیث:١٣٢٧) میں بھی آئی ہے اور صحیح حدیث ہے اور ان معروف دلائل میں سے ایک ہے جو برادران احناف رکوع کے رفع الیدین کے رد و انکار میں بڑے اعتماد سے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ امام ابوداود' امام مسلم اور ان کے مُبوّب امام نووی رحمہ اللہ اسے سلام کے باب میں لائے ہیں اور صحیح استدلال یہ ہے کہ تشہد میں سلام کے موقع پر ہاتھوں سے اشارے کرنا منع ہے کیونکہ اس حدیث میں اسی موقع پر ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کر کے سلام کرنے سے روکا گیا ہے' نہ کہ مطلقاً ہاتھ اٹھانے (رفع الیدین کرنے) سے۔ امام بخاری رحمہ اللہ جزء رفع الیدین میں فرماتے ہیں کہ ''(رکوع کے رفع الیدین کے انکار میں) کچھ علماء کا حدیث جابر بن سمرہ سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ درحقیقت تشہد کی بات ہے نہ کہ قیام کی' کیونکہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھا کر سلام کیا کرتے تھے' تو نبی ﷺ نے انہیں تشہد میں ہاتھ سے اشارہ کرنے سے منع فرمایا۔ اور جس آدمی کو علم کا کوئی حصہ ملا ہے وہ اس حدیث کو (رکوع کے رفع الیدین کے انکار کی) دلیل نہیں بنا سکتا۔ یہ حدیث مشہور و معروف ہے' اس میں

٩٩٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٠٠٠ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٦٦١.

کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی جیسے کہ ان کا مزعومہ استدلال ہے (کہ ہاتھ اٹھانے مطلقاً منع ہیں) تو پہلی تکبیر تحریمہ اور تکبیرات عید میں بھی رفع الیدین ممنوع ہوتا' کیونکہ حدیث میں کسی بھی رفع الیدین کا استثنا نہیں ہے۔ اور جناب مسعر کی روایت میں آیا ہے کہ ''نمازی کو چاہیے اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر سلام کہے۔'' (امام بخاری' فرماتے ہیں) ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایسی باتیں بناتے ہیں جو آپ نے نہیں فرمائی ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْيُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (النور: ٦٣) ''ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو نبی ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں' کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ آلے یا کسی دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔'' انتھی اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح ثابت شدہ سنت کی تحقیر' اس کا مذاق اور اس کا انکار اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے والی بات ہے۔ [اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَه' وَ أَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَه]

(المعجم ١٨٤، ١٨٥) - **باب الرَّدِّ عَلَى الإِمَامِ** (التحفة ١٩١)

باب: ١٨٤'١٨٥- امام کو سلام کا جواب دینا

١٠٠١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ قال: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَرُدَّ على الإمَامِ، وَأَنْ نَتَحَابَّ، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا على بَعْضٍ.

١٠٠١- حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ امام کو (اس کے سلام کا) جواب دیں' اور یہ کہ آپس میں محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کیا کریں۔

فائدہ: ''امام کو سلام کا جواب دیں۔'' کا مطلب ہے کہ مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کو سلام کا جواب دینے کی نیت کریں۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے جس سے کسی حکم کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس کے اگلے حصے میں باہم محبت رکھنے اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کا جو حکم ہے' وہ صحیح ہے' کیونکہ یہ دونوں باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

(المعجم ...) - **باب التَّكْبِيرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ** (التحفة ١٩٢)

باب:...... نماز کے بعد (آواز بلند) تکبیر کہنا

١٠٠٢- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ:

١٠٠٢- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ

١٠٠١ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رد السلام على الإمام، ح: ٩٢١ من حديث قتادة به، ولم أجد تصريح سماعه، وتقدم، ح: ٢٩، ومع ذلك صححه الحاكم: ١/ ٢٧٠، ووافقه الذهبي.

١٠٠٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ٨٤٢، ومسلم، المساجد، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ٥٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

أخبرنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، عن أبي مَعْبَدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ يُعْلَمُ انْقِضَاءُ صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ بالتَّكْبِيرِ.

رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا تکبیر (اللہ اکبر کہنے کی آواز) سے جانا جاتا تھا۔

١٠٠٣- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرنَا عَمْرُو بنُ دِينارٍ أنَّ أبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ لِلذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ ذَلِكَ على عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، وَأنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال: كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذٰلِكَ وَأَسْمَعُهُ.

۱۰۰۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی‘ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو ذکر کرتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کیا کرتے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ان کا نماز سے فارغ ہونا اسی سے معلوم ہوتا تھا اور میں ان کا ذکر سنتا تھا۔

فائدہ: سلام کے بعد اَللّٰهُ أَكْبَر اور تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه اور اسی طرح بعض اور کلمات بالخصوص بلند آواز سے ثابت شدہ سنت ہے۔ اسے بعض اوقات یا محض تعلیم کے لیے محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آواز کی بلندی اس قدر نہ ہو کہ دوسروں کے لیے تشویش اور الجھن کا باعث بنے۔

(المعجم ١٨٥، ١٨٦) - باب حَذْفِ السَّلَامِ (التحفة ١٩٣)

باب: ۱۸۵‘۱۸۶- سلام کو لمبا کیے بغیر‘ کہنا

١٠٠٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عن قُرَّةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ».

۱۰۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا سنت ہے۔‘‘

١٠٠٣ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٢٢٥، ومن طريقه رواه مسلم، ح: ٥٨٣.

١٠٠٤ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن حذف السلام سنة، ح: ٢٩٧ من حديث الأوزاعي به، وقال: "حسن صحيح" وهو في المسند: ٢/ ٥٣٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٣٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٣١، ووافقه الذهبي * الزهري تقدم: ٧٨٥، ولم أجد تصريح سماعه.

قال عِيسَى: نَهَانِي ابنُ المُبَارَكِ عن رَفْعِ هذا الحديثِ.

عیسیٰ کہتے ہیں کہ جناب ابن مبارک نے مجھے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے منع فرمایا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَبَا عُمَيْرٍ عِيسَى بنَ يُونُسَ الْفَاخُورِيَّ الرَّمْلِيَّ قال: لَمَّا رَجعَ الْفِرْيَابِيُّ مِنْ مَكَّةَ تَرَكَ رَفْعَ هذا الحديثِ وقال: نَهَاهُ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ عن رَفْعِهِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے ابوعمیر عیسیٰ بن یونس فاخوری رملی کو سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ فریابی جب مکہ سے واپس لوٹے تو انہوں نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا چھوڑ دیا تھا اور کہا کہ مجھے امام احمد بن حنبل ؒ نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے روکا ہے۔

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ سلام کو مد کے ساتھ لمبا کر کے نہ کہا جائے۔ بلکہ درمیانی انداز سے کہے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٨٦، ١٨٧) - بَابٌ: إِذَا أَحْدَثَ فِي صَلَاتِهِ يَسْتَقْبِلُ (التحفة ١٩٤)

باب:١٨٦، ١٨٧- جب نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے تو نماز دہرائے

١٠٠٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عن عِيسَى بنِ حِطَّانَ، عن مُسْلِمِ ابنِ سَلَّامٍ، عن عَلِيِّ بنِ طَلْقٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا فَسَا أَحَدُكُم فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ».

١٠٠٥- حضرت علی بن طلق ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں پھسکی مارے (ہوا خارج کرے) تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اپنی نماز دہرائے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہوا کا خروج آواز کے ساتھ ہو یا بغیر آواز کے' دونوں صورتوں میں مسئلہ اسی طرح ہے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دوران نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے نماز دہرانی پڑے گی نہ کہ بنا کی جائے گی' کیونکہ حدیث شریف کے واضح الفاظ ہیں [وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ] کہ ایسے شخص کو اپنی نماز دہرانی چاہیے۔ ③ شیخ البانی اور دیگر اکثر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن جس طرح بے وضو شخص کی نماز مقبول نہیں (صحیح بخاری' حدیث:٦٩٥٤ میں ہے) اسی طرح دوران نماز میں بے وضو ہو جانے کی صورت میں بھی اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اسے نئے سرے سے نماز پڑھنی پڑے گی' اور اس کی دلیل بھی صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث ہی ہوگی۔

١٠٠٥- تخريج: [حسن] تقدم: ٢٠٥، أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به.

(المعجم ۱۸۷، ۱۸۸) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةَ** (التحفة ۱۹۵)

باب: ۱۸۷، ۱۸۸- جس جگہ آدمی نے فرض پڑھے ہوں وہیں نفل ادا کرنا کیسا ہے؟

۱۰۰۶- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَعَبْدُ الْوَارِثِ عن لَيْثٍ، عن الْحَجَّاجِ بنِ عُبَيْدٍ، عن إِبْرَاهِيمَ بنِ إِسْمَاعِيلَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُم - قال عن عَبْدِ الْوَارِثِ -: أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عن يَمِينِهِ أَوْ عن شِمَالِهِ». - زَادَ في حديثِ حَمَّادٍ -: «في الصَّلَاةِ» يَعْنِي في السُّبْحَةِ.

۱۰۰۶- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ (فرضوں کے بعد) آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ“ یعنی نفل پڑھنے کے لیے۔“

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہوں نفل پڑھنے کے لیے وہاں سے کسی قدر جگہ بدل لینی چاہیے۔

۱۰۰۷- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بنُ شُعْبَةَ عن الْمِنْهَالِ بنِ خَلِيفَةَ، عن الأَزْرَقِ بنِ قَيْسٍ قال: صَلَّى بِنَا إِمَامٌ لَنَا يُكْنَى أَبَا رِمْثَةَ فقال: صَلَّيْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ - أَوْ مِثْلَ هَذِهِ الصَّلَاةِ - مع النَّبِيِّ ﷺ. قال: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَقُومَانِ في الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عن يَمِينِهِ وكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيرَةَ الأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى نَبِيُّ الله ﷺ ثُمَّ سَلَّمَ

۱۰۰۷- جناب ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے امام نے جن کا نام ابورمثہ تھا‘ نماز پڑھائی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ نماز یا اسی طرح کی کوئی اور نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی‘ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ صف اول میں آپ کی دائیں جانب کھڑے تھے۔ وہاں ایک اور آدمی بھی تھا جو تکبیر اولیٰ میں پہنچا تھا۔ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی پھر اپنی دائیں بائیں جانب سلام پھیرا‘ حتیٰ کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔ پھر وہاں سے پھرے جیسے کہ میں پھرا ہوں۔ تو وہ آدمی جو

۱۰۰۶ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة النافلة حيث تصلى المكتوبة، ح: ۱٤۲۷ من حديث ليث بن أبي سليم به، وذكر البخاري أن رفع هذا الحديث غير صحيح انظر، ح: ۸٤۸، وقال الحافظ: "ليث بن أبي سليم ضعيف الحفظ، وقال أبوحاتم: إبراهيم مجهول"، (تغليق التعليق: ۲/ ۳۳۷).

۱۰۰۷ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ۲/ ۱۹۰ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۷۰ * وقال الذهبي: "المنهال ضعفه ابن معين، وأشعث فيه لين والحديث منكر".

عن يَمِينِهِ وَعن يَسَارِهِ حَتَّى رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ، ثُمَّ انْفَتَلَ كَانْفِتَالِ أَبِي رِمْثَةَ يَعْني نَفْسَهُ، فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِي أَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيرَةَ الأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ، فَوَثَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ فأَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ فَهَزَّهُ ثُمَّ قال: اجْلِسْ فإِنَّهُ لَمْ يَهْلِكْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَصْلٌ! فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَصَرَهُ فقالَ: «أَصَابَ الله بِكَ يَاابنَ الْخَطَّابِ».

تکبیر اُولیٰ میں شامل ہوا تھا' نفل پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے اس کی طرف اٹھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑا اور کہا: بیٹھ جاؤ' اہل کتاب کی ہلاکت کا باعث یہی تھا کہ ان کی نمازوں میں کوئی فرق یا فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا: ''اے ابن خطاب! اللہ نے تمہیں صحیح بات کہنے کی توفیق دی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ قِيلَ أَبُو أُمَيَّةَ مكَانَ أَبِي رِمْثَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ امام کا نام ابورمثہ کی بجائے ابوامیہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

ملحوظہ: اس روایت کی سند میں اشعث بن شعبہ اور منہال بن خلیفہ پر کلام ہے اس لیے ضعیف ہے' مگر صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب تم جمعہ پڑھو تو اسے دوسری نماز کے ساتھ مت ملاؤ حتیٰ کہ کوئی بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا کریں حتیٰ کہ کوئی بات کر لیں یا وہاں سے ہٹ جائیں۔'' (صحیح مسلم' حدیث:٨٨٣)

(المعجم ١٨٨، ١٨٩) - باب السَّهْوِ في السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ١٩٦)

باب:١٨٨'١٨٩- سجدۂ سہو کے احکام ومسائل

١٠٠٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ إِحْدَى صَلَاتَي الْعَشِيِّ الظُّهْرَ أوِ الْعَصْرَ. قال: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ

١٠٠٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پچھلے پہر کی ایک نماز پڑھائی ظہر یا عصر۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ مسجد کے سامنے ایک لکڑی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ لیے۔ آپ کا ایک ہاتھ دوسرے کے اوپر تھا۔ اور آپ کے

١٠٠٨_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ٥٧٣ من حديث حماد بن زيد به.

المَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهَا، إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى، يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ، ثُمَّ خَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وفي الناسِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رسولُ الله ﷺ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، فقال: يارسولَ الله! أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قال: «لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ». قال: بَلْ نَسِيتَ يارسولَ الله! فَأَقْبَلَ رسولُ الله ﷺ عَلَى الْقَوْمِ فقال: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» فَأَوْمَؤُوا أَيْ نَعَمْ. فَرَجَعَ رسولُ الله ﷺ إِلَى مَقَامِهِ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ.

چہرے پر ناراضی کے آثار نمایاں تھے۔ پھر جلد باز لوگ (مسجد سے) نکل آئے اور وہ کہہ رہے تھے: نماز کم کر دی گئی! نماز کم کر دی گئی! لوگوں میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے' مگر ہیبت کے باعث وہ آپ ﷺ سے بات نہ کر رہے تھے' تو ایک آدمی کھڑا ہوا' رسول اللہ ﷺ اسے ذوالیدین (ہاتھوں والا) کہا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں بھولا ہوں نہ نماز کم کی گئی ہے۔'' کہنے لگا: بلکہ آپ بھول گئے ہیں اے اللہ کے رسول! تب رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ''کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟'' انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں۔ تب رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ پر تشریف لائے اور بقیہ دو رکعتیں پڑھائیں' پھر آپ نے سلام پھیرا' پھر آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور (دوسرا) سجدہ کیا اپنے (پہلے) سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

قال: فَقِيلَ لِمُحَمَّدٍ: سَلَّمَ فِي السَّهْوِ؟ فقال: لَمْ أَحْفَظْهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَلَكِنْ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ قال: ثُمَّ سَلَّمَ.

محمد بن سیرین سے کہا گیا: کیا آپ نے سجدۂ سہو کے بعد سلام پھیرا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یاد نہیں ہے' مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① نبی علیہ السلام کو چند ایک مواقع پر نسیان ہوا ہے تاکہ امت کے لیے شریعت کے اصول واضح ہو جائیں۔ ② ذوالیدین کا نام [خِرْبَاق] آیا ہے۔ اور اس قسم کے القاب میں اگر تحقیر مقصود نہ ہو تو مزاحاً جائز ہیں۔

③ نماز میں زیادہ سہو ہو جائیں تو بھی دو ہی سجدے کرنے ہوں گے۔ جیسے کہ اس حدیث میں ہے کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرا۔ پھر تشریف لے گئے اور گفتگو فرمائی۔ ④ نسیان میں کیا جانے والا دعویٰ جھوٹ شمار نہیں ہوتا۔ ⑤ سجود سہو میں تکبیر بھی ہے اور سلام بھی۔ ⑥ بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے نہ مکمل سمجھ کر سلام پھیر دینے سے۔ ⑦ ایسی صورت میں نماز کی بنا کرنا درست ہے۔ یعنی ساری نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ صرف بقیہ رکعتیں پڑھ کر سہو کے دو سجدے کیے جائیں گے۔

١٠٠٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ بإسْنَادِهِ - وحديثُ حَمَّادٍ أَتَمُّ - قال: ثُمَّ صَلَّى رسولُ الله ﷺ لَمْ يَقُلْ: بِنَا وَلَمْ يَقُلْ: فَأَوْمَؤُوا. قال: فقال النَّاسُ نَعَمْ. قال: ثُمَّ رَفَعَ وَلَمْ يَقُلْ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ، وَتَمَّ حَدِيثُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَوْمَؤُوا إلَّا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ.

١٠٠٩- محمد (بن سیرین) سے روایت ہے اور حماد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ انہوں نے (حضرت ابوہریرہ ؓ سے) بیان کیا' کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ یہ نہیں کہا کہ ہمیں نماز پڑھائی۔ اور نہ یہ کہا کہ لوگوں نے اشارہ کیا۔ بلکہ کہا: کہ لوگوں نے کہا: ہاں۔ (یعنی آپ بھول گئے ہیں۔) پھر بیان کیا کہ آپ نے سر اٹھایا۔ مگر تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے پہلے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا' پھر سر اٹھایا۔ (یعنی یہاں بھی تکبیر کا ذکر نہیں) اور یہاں تک اس کی روایت پوری ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد آخر تک کے الفاظ بھی بیان نہیں کیے۔ اور [فَأَوْمَؤُوا] ''لوگوں نے اشارہ کیا۔'' کا لفظ سوائے حماد بن زید کے کسی اور نے ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكلُّ مَنْ رَوَى هذا الحديثَ لَم يَقُلْ: فَكَبَّرَ ولا ذَكَرَ: رَجَعَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ جس نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اس نے آپ علیہ السلام کی تکبیر اور آپ کے لوٹ آنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

فائدہ: اس میں راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر ہے اور ان میں جمع یوں ہے کہ کچھ نے زبان سے جواب دیا اور کچھ نے اشارے سے۔ اور سجدۂ سہو میں جانے اور سر اٹھانے کے لیے تکبیر کہنا صحیح ثابت ہے۔

١٠١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ

١٠١٠- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

١٠٠٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام ـ إذا شك ـ بقول الناس؟، ح: ٧١٤ عن عبدالله ابن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٣، (والقعنبي، ص: ١٦٩، مطولاً).

١٠١٠ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٣٥ من حديث بشر بن المفضل به، وعلقه البخاري، ◄◄

يَعْنِي ابنَ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابنَ عَلْقَمَةَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ بِمَعْنَى حَمَّادٍ كُلِّهِ إِلَى آخِرِ قَوْلِهِ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ قال: ثُمَّ سَلَّمَ، قال: قُلْتُ: فَالتَّشَهُّدُ؟ قال: لَمْ أَسْمَعْ في التَّشَهُّدِ وأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَتَشَهَّدَ، ولم يَذْكُرْ كَانَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، ولا ذَكَرَ: فَأَوْمَؤُوا، ولا ذَكَرَ: الْغَضَبَ وحديثُ حَمَّادٍ عن أَيُّوبَ أَتَمُّ.

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی...... آخر تک روایت حماد کی مانند کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیرا' (سلمہ نے) کہا: میں نے پوچھا: اور تشہد؟ انہوں نے کہا: تشہد کے بارے میں میں نے کچھ نہیں سنا' مگر مجھے تشہد پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ (سلمہ نے یہ) ذکر نہیں کیا کہ آپ علیہ السلام اس شخص کو ذوالیدین کہا کرتے تھے' اور نہ لوگوں کے اشارے اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا ذکر کیا۔ اور حماد کی حدیث زیادہ کامل ہے جو ایوب سے مروی ہے۔

فائدہ: سجدۂ سہو کے بعد تشہد پڑھنا راجح نہیں ہے۔ اس مسئلہ کی روایات ضعیف ہیں۔

١٠١١- **حَدَّثَنا** عَلِيُّ بنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ وَهِشَامٍ وَيَحْيَى بنِ عَتِيقٍ وَابنِ عَوْنٍ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ في قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ أَنَّهُ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وقال هِشَامٌ يَعْنِي ابنَ حَسَّانٍ: كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ.

١٠١١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے ذوالیدین کے قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ جبکہ ہشام بن حسان نے روایت کیا کہ آپ نے تکبیر کہی (یعنی تحریمہ) پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ أَيْضًا حَبِيبُ بنُ الشَّهِيدِ وَحُمَيْدٌ وَيُونُسُ وَعَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن هِشَامٍ أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حبیب بن شہید' حمید' یونس اور عاصم احول (چاروں) نے محمد بن سیرین سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی وہ بات ذکر نہیں کی جو حماد بن زید نے ہشام سے بیان کی ہے کہ آپ نے تکبیر

◀◀ ح: ١٢٢٨، مختصرًا.

١٠١١ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الصلوة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ٤٨٢ من حديث ابن عون به * حديث هشام بن حسان "كبر ثم كبر وسجد" ضعيف لعدم تصريح سماعه لأنه كان يدلس.

وَسَجَدَ. وَرَوَى حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هذا الحديثَ عن هِشَامٍ، لَمْ يَذْكُرا عَنْهُ هذا الذي ذَكَرَهُ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ.

(تحریمہ) کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ اسی طرح حماد بن سلمہ اور ابوبکر بن عیاش بھی ہشام سے یہ روایت ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے بھی حماد بن زید والی یہ بات ذکر نہیں کی کہ آپ نے تکبیر (تحریمہ) کہی پھر تکبیر کہی۔

فائدہ: اگر سلام کے بعد سجدہ سہو کرے تو سجدہ میں جانے کے لیے ایک ہی تکبیر کافی ہے' پہلے تکبیر تحریمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس روایت میں پہلی تکبیر (تحریمہ) کا ذکر شاذ ہے۔

١٠١٢- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ وَعُبَيْدِاللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ بِهَذِهِ القِصَّةِ قال: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ حَتَّى يَقَّنَهُ اللهُ ذَلِكَ.

۱۰۱۲- سعید بن مسیّب' ابوسلمہ اور عبید اللہ بن عبداللہ (تینوں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا' نبی ﷺ نے سہو کے سجدے نہیں کیے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو اس کا یقین دلا دیا۔

١٠١٣- **حَدَّثَنا** حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعْني ابنَ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أبي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بنِ أبي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ، بهذا الخبرِ قال: وَلَمْ يَسْجُدِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُسْجَدَانِ إذَا شَكَّ حَتَّى لَقَّاهُ النَّاسُ.

۱۰۱۳- ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ (تابعی) نے ان سے بیان کیا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ سے یہ خبر پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے شک کی بنا پر کیے جانے والے سجدے اس وقت تک نہیں کیے جب تک کہ لوگوں نے مل کر نہیں بتایا۔

قال ابنُ شِهَابٍ: وأخبرني بهذا الخبر سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ عن أبي

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث سعید بن مسیّب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی (علاوہ ازیں) کہا

١٠١٢ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٤٠ عن محمد بن يحيى الذهلي به * محمد بن كثير الصنعاني ضعيف، ضعفه الجمهور.

١٠١٣ـ **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه النسائي، السهو، باب ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيًا وتكلم، ح: ١٢٣٢ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٤٣.

هُرَيْرَةَ قال: وأخبرني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ وَعُبَيْدُالله بْنُ عَبْدِ الله.

کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ابوبکر بن حارث بن ہشام اور عبیداللہ بن عبداللہ (نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَبي كَثِيرٍ وَعِمْرَانُ بنُ أبي أنَسٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبِيهِ، جَمِيعًا عن أبي هُرَيْرَةَ بهذه الْقِصَّةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ.

امام ابوداود نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر اور عمران بن ابی انس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور علاء بن عبدالرحمٰن سے بواسطہ اس کے والد کے روایت کی ہے اور یہ سب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس میں دو سجدے کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبي بَكْرِ بنِ سُلَيْمَانَ بنِ أبي حَثْمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال فيه: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَي السَّهْوِ.

امام ابوداود نے کہا: اور زبیدی نے زہری سے وہ ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور اس میں کہا کہ آپ نے سہو کے دونوں سجدے نہیں کیے۔

١٠١٤- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ: نَقَصَتِ الصَّلَاةُ؟ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

١٠١٤- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ آپ سے کہا گیا: (کیا) نماز کم ہوگئی ہے؟ تب آپ نے دو رکعتیں (مزید) پڑھیں پھر دو سجدے کیے۔

١٠١٥- حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ أَسَدٍ:

١٠١٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

١٠١٤- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس، ح: ٧١٥ من حديث شعبة به.

١٠١٥- تخريج: [إسناده صحيح] حديث داود بن الحصين، رواه مالك: ١/ ٩٤، ومن طريقه أخرجه مسلم، ح: ٥٧٣.

أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ : حَدَّثَنَا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن سَعِيدِ ابنِ أبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ صَلاَةِ المَكْتُوبَةِ فقال لَهُ رَجُلٌ : أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ يارسولَ الله! أمْ نَسِيتَ؟ قال : «كُلَّ ذَلِكَ لَمْ أَفْعَلْ». فقال النَّاسُ: قَدْ فَعَلْتَ ذَلِكَ يَارسولَ الله! فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَي السَّهْوِ.

ﷺ نے ایک فرض نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ایک شخص نے آپ سے کہا: کیا نماز کم ہوگئی ہے' اے اللہ کے رسول! یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔'' تو لوگوں نے کہا: تحقیق آپ نے ایسا کیا ہے اے اللہ کے رسول! تب آپ نے دو رکعتیں مزید پڑھائیں' پھر آپ پلٹے اور سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ دَاوُدُ بنُ الحُصَيْنِ عن أَبي سُفْيَانَ مَوْلَى ابنِ أَبي أَحْمَدَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بهذه القِصَّةِ قال: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو داود بن حصین نے بواسطہ ابوسفیان مولیٰ ابن ابی احمد' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا تو کہا: پھر آپ نے دو سجدے کیے جبکہ آپ سلام کے بعد بیٹھے ہوئے تھے۔

فائدہ: اس میں [وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَي السَّهْوِ] ''سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔'' کے الفاظ شاذ ہیں۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

١٠١٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ ابنُ عَمَّارٍ عن ضَمْضَمِ بنِ جَوْسٍ الْهِفَّانِيِّ، حدثني أَبُو هُرَيْرَةَ بهذا الخبرِ قال: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

۱۰۱۶- ضمضم بن جوس ہفانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر بیان کی۔ کہا کہ پھر آپ نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

١٠١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسامَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۱۰۱۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر

١٠١٦ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، السهو، باب السلام بعد سجدتي السهو، ح: ١٣٣١ من حديث عكرمة بن عمار به، وصرح بالسماع.

١٠١٧ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: فيمن سلم من ثنتين أو ثلاث ساهيًا، ح: ١٢١٣ من حديث أبي أسامة به.

مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنَا أَبُو أُسَامَةَ: أخبرني عُبَيْدُاللهِ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ فَسَلَّمَ في الرَّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حديثِ ابنِ سِيرِينَ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

سلام پھیر دیا۔ اور ابن سیرین کی حدیث کی مانند بیان کیا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور کہا: پھر آپ نے سلام پھیرا' پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

١٠١٨- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ ابنُ مُحَمَّدٍ قالا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ عن أبي الْمُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قال: سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ في ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ - قال عن مَسْلَمَةَ - الْحُجَرَ. فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ كَانَ طَوِيلَ الْيَدَيْنِ فقال: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يارسولَ الله؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ، فقال: «أَصَدَقَ؟» قالُوا: نَعَمْ، فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

١٠١٨- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ اپنے حجرات میں تشریف لے گئے' تو ایک آدمی جس کا نام خرباق تھا آپ کی طرف گیا اور یہ لمبے ہاتھوں والا تھا' کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ تو آپ غصے میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہا: ''کیا یہ سچ کہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں! تب آپ نے وہ رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں دلیل ہے کہ سہو کے واقعات مختلف تھے۔ ② جب فوت شدہ رکعت یا رکعات پڑھنی پڑھانی ہوں گی تو اس کے لیے تکبیر تحریمہ بھی ہوگی۔

(المعجم ١٨٩، ١٩٠) - بَابٌ: إِذَا صَلَّى خَمْسًا (التحفة ١٩٧)

باب: ١٨٩، ١٩٠- جب پانچ رکعتیں پڑھ جائے؟

١٠١٨- **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوٰة والسجود له، ح: ٥٧٤ من حديث خالد الحذاء به.

١٠١٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ - الْمَعْنَى - قال حَفْصٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الحَكَمِ، عن إبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله قال: صَلَّى رسولُ الله ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أزِيدَ في الصَّلَاةِ؟ قال: «وَمَا ذَاكَ؟» قال: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

١٠١٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ تو آپ سے کہا گیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' کہنے لگے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں۔ تب آپ نے دو سجدے کیے جبکہ آپ سلام پھیر چکے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا دور نزول شریعت کا دور تھا اور اس میں نسخ کا احتمال تھا اس لیے صحابۂ کرام دوران نماز میں خاموش رہے' مگر اب مقتدی کو لازم ہے کہ اپنے امام کی اتباع کرتے ہوئے اسے متنبہ بھی کرے۔ ② ائمہ احناف کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ سہو کی سبھی صورتوں میں سجدے سلام کے بعد ہوں جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان اس طرف ہے کہ کمی کی صورت میں سلام سے پہلے اور اضافہ ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد سجدے کیے جائیں۔

١٠٢٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله: صَلَّى رسولُ الله ﷺ - قال إبْرَاهِيمُ: فَلَا أدْرِي زَادَ أمْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يارسولَ الله! أحَدَثَ في الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قال: «وَمَا ذَاكَ؟» قالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ [بِهِمْ] سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا انْفَتَلَ أقْبَلَ عَلَيْنَا

١٠٢٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے نماز پڑھائی' ابراہیم نے کہا معلوم نہیں اس میں کوئی کمی کر دی یا بیشی...... جب سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کے متعلق کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' کہنے لگے کہ آپ نے ایسے ایسے نماز پڑھائی ہے۔ تو آپ نے اپنا پاؤں موڑا' قبلہ رخ ہوئے اور انہیں دو سجدے کرائے' پھر سلام پھیرا۔ جب پھرے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بلاشبہ اگر نماز کے متعلق

١٠١٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب ماجاء في القبلة . . . الخ، ح: ٤٠٤، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩١ من حديث شعبة به.

١٠٢٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ٤٠١، ومسلم، أيضًا، ح: ٥٧٢ عن عثمان بن أبي شيبة به.

وَجْهِهِ فقال: «إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُم بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي». وقال: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُم فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

کوئی نیا حکم آ تا تو میں تمہیں بتلا دیتا' لیکن میں بشر ہوں' ویسے ہی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو۔'' اور فرمایا: ''جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ غور کرے کہ ٹھیک کیا ہے اور اسی پر اپنی نماز کو مکمل کرے' پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر یعنی انسان ہونے پر صریح اور بالکل واضح دلیل ہے۔ اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بارے میں [نُورٌ مِّن نُوْرِ اللّٰه] جیسے من گھڑت' خود ساختہ اور غلط عقیدے کی تردید ہے۔ اور بتقاضائے بشریت بعض معاملات میں جناب رسول اللہ ﷺ کو وقتی طور پر کوئی نسیان ہو جانا آپ کے لیے کوئی عیب کی بات نہ تھی۔ ② نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور پھر یقین پر بنا کرنی چاہیے۔ ③ غلطی نماز فرض میں ہو یا نفل میں' سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

١٠٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن إبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله بهذا قال: «فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُم فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» ثُمَّ تَحَوَّلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

١٠٢١- علقمہ نے حضرت عبداللہ ؓ سے یہی خبر بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو دو سجدے کرے۔'' پھر آپ مڑے اور آپ نے دو سجدے کیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حُصَيْنٌ نَحْوَ الأَعْمَشِ.

امام ابوداود نے کہا: حصین نے اعمش کی مانند روایت کیا ہے۔

١٠٢٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنَا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وهذا حديثُ يُوسُفَ - عن الحَسَنِ بنِ عُبَيْدِالله، عن إبْرَاهِيمَ بنِ سُوَيْدٍ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله: صَلَّى بِنَا

١٠٢٢- علقمہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ جب آپ پھرے تو لوگ آپس میں چپکے چپکے سے باتیں کرنے لگے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' کہنے لگے: اے اللہ کے رسول!

١٠٢١_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوٰة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث إبراهيم النخعي به.
١٠٢٢_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٩٢/٥٧٢ من حديث الحسن بن عبيدالله به، وانظر الحديث السابق.

رسولُ الله ﷺ خَمْسًا، فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ، فقال: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قالُوا: يارسولَ الله! هَلْ زِيدَ في الصَّلَاةِ؟ قال: «لا»، قَالُوا: فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قال: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَما تَنْسَوْنَ».

کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں' تو آپ مڑے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور فرمایا: ”بلاشبہ میں بشر ہوں' بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔“

١٠٢٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ أَنَّ سُوَيْدَ بنَ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ عن مُعَاوِيَةَ ابنِ حُدَيْجٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فقال: نَسِيتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً، فَرَجَعَ فَدَخَلَ المَسْجِدَ وَأَمَرَ بِلالًا فأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَةً، فأَخْبَرْتُ بِذَلِكَ النَّاسَ، فقالُوا لِي: أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، إِلَّا أَنْ أَرَاهُ، فَمَرَّ بِي، فَقُلْتُ: هَذَا هُوَ، فَقَالُوا: هَذَا طَلْحَةُ بنُ عُبَيْدِالله.

١٠٢٣- جناب سوید بن قیس' حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا حالانکہ ایک رکعت باقی تھی۔ تو ایک آدمی آپ سے جا کر ملا اور کہا کہ آپ نماز میں ایک رکعت بھول گئے ہیں۔ تو آپ واپس تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی۔ میں نے لوگوں کو (بعد میں) اس (واقعہ) کی خبر دی تو انہوں نے مجھے کہا' کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں' لیکن اگر دیکھ لوں تو پہچان جاؤں گا۔ چنانچہ وہ میرے پاس سے گزرا تو میں نے کہا: یہی وہ شخص ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ طلحہ بن عبیداللہ ہیں۔

فائدہ: جب لوگ صفوں سے آگے پیچھے ہو جائیں اور بعد میں سہو کا علم ہو تو نماز اور صف بندی کیلئے تکبیر کہی جائے۔

(المعجم ١٩٠، ١٩١) - **بَابٌ: إِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ مَنْ قَالَ: يُلْقِي الشَّكَّ** (التحفة ١٩٨)

باب: ۱۹۰'۱۹۱- جب دو یا تین رکعات میں شک ہو تو شک کو چھوڑ دے

١٠٢٣- **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الأذان، باب الإقامة لمن نسي ركعةً من الصلوٰة، ح: ٦٦٥ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٥٢.

١٠٢٤ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أبُو خَالِدٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ بنِ أسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذَا شَكَّ أحَدُكُم فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْقِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ، فَإذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، فَإنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ، وَإنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ تَمَامًا لِصَلَاتِهِ وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ مُرَغِّمَتَيِ الشَّيْطَانِ».

١٠٢٤- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ شک کو دور کرے اور یقین کو بنیاد بنائے۔ جب یقین پر نماز مکمل کر لے تو دو سجدے کرے۔ اگر اس کی نماز (دراصل) پوری ہوئی تو اس کی زائد رکعت اور دونوں سجدے نفل ہوں گے۔ اور اگر ناقص ہوئی تو یہ رکعت اس کی نماز کی تکمیل ہو گی اور دو سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے۔“

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بنُ مُطَرِّفٍ عن زَيْدٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ. وحديثُ أَبي خَالِدٍ أشْبَعُ.

امام ابوداود نے کہا: اسے ہشام بن سعد اور محمد بن مطرف نے زید سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور ابو خالد کی حدیث زیادہ بھرپور ہے۔

فائدہ: ”شک کو دور کر کے یقین پر بنیاد“ یوں ہے کہ دو یا تین میں شبہ ہو تو کم تعداد یعنی دو رکعت یقینی ہیں۔ تین یا چار میں شبہ ہو تو تین یقینی ہیں اور چوتھی مشکوک۔ لہٰذا پہلی صورت میں دو رکعت مان کر اور دوسری صورت میں تین رکعت مان کر باقی نماز پوری کرے۔ یہی صورت سب سے راجح اور محتاط ہے۔

١٠٢٥ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ بنِ أَبي رِزْمَةَ: أخبرنَا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن عَبْدِ الله بنِ كَيْسَانَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّى سَجْدَتَي السَّهْوِ الْمُرَغِّمَتَيْنِ.

١٠٢٥- جناب عکرمہ حضرت ابن عباس ؓ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے سہو کے سجدوں کو شیطان کے لیے ذلت کا باعث بیان فرمایا۔

١٠٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ٥٧١ من حديث زيد بن أسلم به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٢١٠ عن محمد بن العلاء به.

١٠٢٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٦٣ عن محمد بن عبدالعزيز به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٢٤، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

فائدہ : یعنی شیطان نے تو نمازی کو بھلوانا چاہا مگر اس نے مزید سجدے کر کے بھول چوک کی تلافی کر لی اور اللہ کے ہاں اور زیادہ قریب ہو گیا۔ اس میں شیطان کی رسوائی ہے۔

١٠٢٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُم في صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا، فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ».

١٠٢٦- جناب عطاء بن یسار (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے' تین یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت پڑھے اور دو سجدے کرے جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو' سلام سے پہلے۔ اگر اس کی یہ رکعت پانچویں ہوئی تو ان سجدوں کے ساتھ مل کر دوگانہ ہو جائے گی اور اگر چوتھی ہی ہوئی تو یہ سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے۔''

١٠٢٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ - بِإِسْنَادِ مَالِكٍ - قال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَإِنِ اسْتَيْقَنَ أَنْ قَدْ صَلَّى ثَلَاثًا فَلْيَقُمْ فَلْيُتِمَّ رَكْعَةً بِسُجُودِهَا ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَتَشَهَّدُ، فَإِذَا فَرَغَ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ يُسَلِّمُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى مَالِكٍ.

١٠٢٧- زید بن اسلم نے مالک کی سابقہ سند سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں تو چاہیے کہ کھڑا ہو اور ایک رکعت سجدوں سمیت پوری کرے' پھر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے۔ جب فارغ ہو جائے اور صرف سلام کہنا باقی ہو تو چاہیے کہ دو سجدے کرے پھر سلام کہے۔'' پھر مالک کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابنُ وَهْبٍ عن مَالِكٍ وَحَفْصِ بنِ مَيْسَرَةَ وَدَاوُدَ بنِ قَيْسٍ وَهِشَامِ بنِ سَعْدٍ إِلَّا

امام ابوداود ؓ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن وہب نے مالک' حفص بن میسرہ' داود بن قیس اور ہشام بن سعد سے اسی طرح (مرسل) روایت کیا ہے' مگر ہشام

١٠٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٣٨ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٥ (والقعنبي، ص: ١٧٢)، والسند مرسل، وله شواهد عند ابن عبدالبر (في التمهيد: ٥/ ٢٠) وغيره، وانظر الحديث السابق.

١٠٢٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

أَنَّ هِشَامًا بَلَغَ بِهِ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ.

نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے موصولاً بیان کی ہے۔

(المعجم ١٩١، ١٩٢) - **باب مَنْ قَالَ: يُتِمُّ عَلَى أَكْثَرِ ظَنِّهِ** (التحفة ١٩٩)

باب: ۱۹۱'۱۹۲- ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ ظن غالب پر بنا کرے

١٠٢٨- **حَدَّثَنَا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن خُصَيْفٍ، عن أبي عُبَيْدَةَ بنِ عَبْدِ الله، عَنْ أَبِيهِ عن رسولِ الله ﷺ قال: «إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَشَكَكْتَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَأَكْبَرُ ظَنِّكَ عَلَى أَرْبَعٍ تَشَهَّدْتَ ثُمَّ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ وَأَنْتَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ تُسَلِّمَ، ثُمَّ تَشَهَّدْتَ أَيْضًا ثُمَّ تُسَلِّمُ».

۱۰۲۸- ابوعبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز میں ہو اور تین یا چار رکعات میں شک ہو جائے اور تمہارا غالب گمان چار کا ہو تو تشہد پڑھو پھر دو سجدے کرو جبکہ تم بیٹھے ہوئے ہو' سلام سے پہلے' پھر تشہد پڑھو پھر سلام پھیرو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ عن خُصَيْفٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَوَافَقَ عَبْدَ الْوَاحِدِ أَيْضًا سُفْيَانُ وَشَرِيكٌ وَإِسْرَائِيلُ، وَاخْتَلَفُوا فِي الْكَلَامِ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُسْنِدُوهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالواحد نے خصیف سے روایت کیا ہے مگر اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ سفیان' شریک اور اسرائیل نے بھی عبدالواحد کی موافقت کی ہے۔ اور متن حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ اور ان لوگوں نے اسے مسند (مرفوع) بیان نہیں کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے ''ظن غالب'' کی بجائے یقین ہی کی بنیاد پر نماز کی تکمیل کی جائے گی' جیسا کہ مذکورہ باب کی احادیث سے واضح ہے۔ نیز سہو کے دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

١٠٢٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَام الدَّسْتَوَائِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ أَبِي كَثِيرٍ:

۱۰۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ زیادہ پڑھی ہے یا کم' تو

١٠٢٨- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٢٨، والنسائي في الكبرى، ح: ٦٠٥ من حديث محمد بن سلمة به، والسند منقطع، انظر، ح: ٩٩٥ * وخصيف ضعيف مشهور.

١٠٢٩- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: فيمن يشك في الزيادة والنقصان، ح: ٣٩٦ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٤، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا عِيَاضٌ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن هِلَالِ بنِ عِيَاضٍ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلَمْ يَدْرِ زَادَ أَمْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَتَاهُ الشَّيْطَانُ فقال: إِنَّكَ قَدْ أَحْدَثْتَ، فَلْيَقُلْ: كَذَبْتَ، إِلَّا مَا وَجَدَ رِيحًا بِأَنْفِهِ أَوْ صَوْتًا بِأُذُنِهِ» وهذا لَفْظُ حديثِ أَبَانَ.

اسے چاہیے کہ جب وہ بیٹھا ہوا ہو تو دو سجدے کر لے۔ اور جب شیطان اس کے پاس آئے اور کہے کہ تو بے وضو ہو گیا ہے تو اسے چاہیے کہ کہے تو نے جھوٹ کہا ہے' الا یہ کہ ناک سے بو محسوس کرے یا کان سے آواز سنے۔'' اور یہ لفظ ابان کی روایت کے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وقال مَعْمَرٌ وَعَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ: عِيَاضُ بنُ هِلَالٍ، وقال الأَوْزَاعِيُّ: عِيَاضُ بنُ أَبِي زُهَيْرٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ معمر اور علی بن مبارک نے (راوی کا نام) عیاض بن ہلال کہا ہے' جبکہ اوزاعی' عیاض بن ابی زہیر کہتے ہیں۔

فائدہ: شیطان کا کام ہی اللہ کے بندوں کو پریشان کرنا ہے۔ لہٰذا نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور جو یقین ہو' اس پر بنا کرے۔

١٠٣٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُم ذَلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

١٠٣٠- سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط ملط کر دیتا ہے (یعنی بھلوا دیتا ہے) حتیٰ کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کس قدر نماز پڑھی ہے' تو تم میں سے کوئی جب یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ وَاللَّيْثُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ' معمر اور لیث نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١٠٣٠_ **تخريج:** أخرجه البخاري، السهو، باب السهو في الفرض والتطوع، ح: ١٢٣٢، ومسلم، الصلوٰة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، ح: ٣٨٩ بعد، ح: ٥٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ١٠٠، (والقعنبي، ص: ١٧٨، ١٧٩).

فائدہ : حافظ ابن عبدالبر ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ کی یہ حدیث امام مالک' لیث اور ابن وہب وغیرہ کے نزدیک ایسے افراد کے لیے ہے جو وسوسے کے مریض ہوں۔ شک وشبہ ان سے کسی طرح دور ہوتا ہی نہ ہو۔ اس قسم کے لوگ اپنے یقین کی بنیاد پر جب نماز مکمل کرلیں تو سجدے کرلیا کریں۔ (عون المعبود) مذکورہ حدیث (١٠٢٩) بھی بر بنائے صحت اسی مفہوم پر محمول ہوگی۔

١٠٣١- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: أخبرنَا ابنُ أخِي الزُّهْرِيِّ عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ بهذا الحديثِ بإسْنَادِهِ. زَادَ «وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ».

١٠٣١- جناب زہری کا بھتیجا (محمد بن عبداللہ) راوی ہے کہ محمد بن مسلم (زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ (سجدے کرے) "جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو' سلام سے پہلے۔"

١٠٣٢- حَدَّثَنا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: أخبرنَا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ، حدثني مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ».

١٠٣٢- ابن اسحاق راوی ہیں کہ محمد بن مسلم زہری نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: "سلام سے پہلے دو سجدے کرے' پھر سلام پھیرے۔"

(المعجم ١٩٢، ١٩٣) - **بابٌ مَنْ قَالَ: بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٢٠٠)

باب:١٩٢' ١٩٣- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ سلام کے بعد سجدے کرے

١٠٣٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عن عُتْبَةَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الْحَارِثِ، عن عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ رسولَ الله ﷺ

١٠٣٣- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے اپنی نماز میں شک ہو' اسے چاہیے کہ سلام کے بعد دو سجدے کرے۔"

١٠٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به.

١٠٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في سجدتي السهو قبل السلام، ح: ١٢١٦ من حديث الزهري به، ورواه البيهقي: ٢/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به.

١٠٣٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التحري، ح: ١٢٥١ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٣٣، وقال البيهقي: ٢/ ٣٣٦ "هذا الإسناد لا بأس به".

قال: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ».

فائدہ: یعنی اپنی رکعتیں پوری کر کے آخر میں دو سجدے کر لے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سہو کے سجدے سلام پھیرنے کے بعد بھی کیے جا سکتے ہیں۔ تاہم یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ (دیکھیے: الموسوعة الحديثية' مسند احمد محقق: ۲۷۶/۳)

(المعجم ١٩٣، ١٩٤) - **باب مَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ** (التحفة ٢٠١)

باب: ۱۹۳، ۱۹۴- جو شخص دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ پڑھے؟

١٠٣٤- **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عن عَبْدِ الله ابنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قال: صَلَّى لَنَا رسولُ الله ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْتَظَرْنَا التَّسْلِيمَ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۰۳۴- حضرت عبداللہ ابن بحینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور کھڑے ہو گئے' بیٹھے نہیں۔ پس لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے' جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرمائی اور ہمیں آپ کے سلام کہنے کا انتظار تھا' آپ نے تکبیر کہی اور دو سجدے کیے جبکہ آپ (تشہد میں) بیٹھے ہوئے تھے' سلام سے پہلے۔ ان کے بعد سلام پھیرا۔''

فوائد ومسائل: ① مقتدیوں پر امام کی اقتدا واجب ہے خواہ وہ بھول رہا ہو۔ امام کو متنبہ کرنا ان کا شرعی حق ہے۔ ② درمیانی تشہد رہ جائے تو سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ③ راوئ حدیث حضرت عبداللہ ؓ کے والد کا نام مالک اور بحینہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ اسی لیے محدثین جب ان کا پورا نام ''عبداللہ بن مالک ابن بُحَيْنَة'' لکھتے ہیں تو ابن بحینہ کے شروع میں ہمزہ ضرور لکھتے ہیں تاکہ معلوم رہے کہ یہ عبداللہ کی صفت ہے نہ کہ مالک کی۔

١٠٣٥- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أبي وَبَقِيَّةُ قالا: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ بِمَعْنَى إسْنَادِهِ وَحَدِيثِهِ. زَادَ:

۱۰۳۵- شعیب نے زہری سے مذکورہ بالا سند اور حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: (کہ جب صحابہ کرام تیسری رکعت میں کھڑے ہو گئے تو) کچھ لوگ ہم

١٠٣٤- **تخريج**: أخرجه البخاري، السهو، باب ماجاء في السهو إذا قام من ركعتي الفريضة، ح: ١٢٢٤ من حديث مالك، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ٥٧٠ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٦.

١٠٣٥- **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٠/ ٢١٠ من حديث أبي داود به.

وَكَانَ مِنَّا الْمُتَشَهِّدُ فِي قِيَامِهِ.

میں سے قیام میں تشہد پڑھ رہے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ سَجَدَهُمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَهُوَ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایسے ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی دو سجدے کیے جبکہ وہ دو رکعتوں پر کھڑے ہو گئے تھے' یہ سجدے سلام سے پہلے کیے اور زہری کا قول بھی یہی ہے۔

فائدہ: درمیانی تشہد رہ جانے کی صورت میں اگر دورانِ نماز میں علم ہو جائے تو افضل یہی ہے کہ سہو کے دو سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں ورنہ بعد از سلام کرنے ہوں گے۔

(المعجم ١٩٤، ١٩٥) - **باب مَنْ نَسِيَ أَنْ يَتَشَهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ** (التحفة ٢٠٢)

باب: ۱۹۴'۱۹۵- جو شخص بیٹھے ہوئے تشہد پڑھنا بھول جائے؟

١٠٣٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الله بنِ الْوَلِيدِ، عن سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُبَيْلٍ الأَحْمَسِيُّ عن قَيْسِ بنِ أَبِي حَازِمٍ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا قَامَ الإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فإِنِ اسْتَوَى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ».

۱۰۳۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام دو رکعتوں پر کھڑا ہو جائے اور صحیح سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے ہی اسے یاد آ جائے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے (اور تشہد پڑھے۔) اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو نہ بیٹھے بلکہ سہو کے دو سجدے کرے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ فِي كِتَابِي عن جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ إِلَّا هذا الْحَدِيثُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں جابر جعفی سے صرف یہی حدیث روایت ہوئی ہے۔

ملحوظہ: اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ صحیح شمار کرتے ہیں جبکہ دیگر عام محدثین جابر جعفی کی وجہ سے اسے ضعیف کہتے ہیں۔ یہ اپنے رافضی عقائد کی بنا پر نا قابل حجت ہے۔ (عون المعبود' منذری) تاہم اگلی حدیث سے اس میں بیان کردہ مسئلہ ثابت ہے۔ شوافع وغیرہ کا مذہب ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اگر امام اور ایسے ہی منفرد بھی خاموش بیٹھا رہا ہو اور تشہد نہ پڑھے تو یاد آنے پر' سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے قعدے میں لوٹ جائے اور

١٠٣٦_ تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن قام من اثنتين ساهيًا، ح: ١٢٠٨ من حديث سفيان الثوري به * جابر الجعفي ضعيف جدًا، والحديث الآتي: ١٠٣٧ يغني عنه.
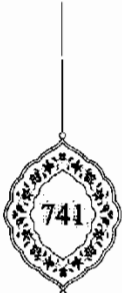
تشہد پڑھے اور یہی حق ہے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو کھڑا رہے اور آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

١٠٣٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا المَسْعُودِيُّ عن زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ قال: صَلَّى بِنَا المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ في الرَّكْعَتَيْنِ قُلْنَا: سُبْحَانَ اللهِ! قال: سُبْحَانَ اللهِ! وَمَضَى، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: رَأَيْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ.

١٠٣٧- زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو وہ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ ہم نے سبحان اللہ کہا۔ انہوں نے بھی سبحان اللہ کہا اور کھڑے رہے جب نماز پوری کی اور سلام پھیر لیا تو سہو کے دو سجدے کیے۔ جب نماز سے پھرے تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ ابنُ أَبِي لَيْلَى عن الشَّعْبِيِّ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، وَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ أَبُو عُمَيْسٍ عن ثَابِتِ بنِ عُبَيْدٍ قال: صَلَّى بِنَا المُغِيرَةُ ابنُ شُعْبَةَ، مِثْلَ حديثِ زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ نے بواسطہ شعبی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مرفوع بیان کیا ہے۔ (نیز) ابوعمیس نے ثابت بن عبید سے زیاد بن علاقہ کی مانند روایت کیا ہے کہا کہ ہم کو مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھائی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عُمَيْسٍ أَخُو المَسْعُودِيِّ، وفَعَلَ سَعْدُ بنُ أبي وَقَّاصٍ مِثْلَ مَا فَعَلَ المُغِيرَةُ وَعِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ وَالضَّحَّاكُ بنُ قَيْسٍ وَمُعَاوِيَةُ بنُ أبي سُفْيَانَ وَابنُ عَبَّاسٍ أَفْتَى بِذَلِكَ وَعُمَرُ ابنُ عَبْدِ العَزِيزِ.

امام ابوداود نے کہا: ابوعمیس مسعودی کا بھائی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور عمران بن حصین ضحاک بن قیس اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی فتویٰ ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وهذا فِيمَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ ثُمَّ سَجَدُوا بَعْدَ مَا سَلَّمُوا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کیلئے ہے جو دو رکعتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ پھر وہ سلام کے بعد سجدے کریں۔

١٠٣٧- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الإمام ينهض في الركعتين ناسيًا، ح: ٣٦٥ من حديث يزيد بن هارون به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند الطحاوي في معاني الآثار: (١/ ٤٤٠) وغيره.

فائدہ :امام صاحب کے آخری جملوں میں یہ تو صحیح ہے کہ درمیانی قعدہ بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو لازم ہے مگر ''سلام کے بعد'' ہونے میں صحابہ کا عمل مختلف ہے۔ کچھ سے قبل از سلام مروی ہے اور کچھ سے بعد از سلام۔ (عون المعبود) راجح اور افضل یہ ہے کہ قبل از سلام کیے جائیں۔

١٠٣٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ وَالرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ وَعُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بنُ مَخْلَدٍ بِمَعْنَى الإسْنَادِ، أنَّ ابنَ عَيَّاشٍ حَدَّثَهُمْ: عن عُبَيْدِالله بنِ عُبَيْدٍ الْكَلَاعِيِّ، عن زُهَيْرٍ يَعْني ابنَ سَالِمٍ الْعَنْسِيَّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ. - قال عَمْرٌو وَحْدَهُ: عن أبِيهِ - عن ثَوْبَانَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ» وَلَمْ يَذْكُرْ: عن أبِيهِ، غَيْرُ عَمْرٍو.

١٠٣٨- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ہر سہو کے لیے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔'' (امام ابوداود کے شیخ عمرو بن عثمان کی سند میں عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے' وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔) اور والد کا یہ ذکر عمرو کے علاوہ کسی اور کی سند میں نہیں ہے۔

(المعجم ١٩٥، ١٩٦) - **باب سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ** (التحفة ٢٠٣)

باب:١٩٥، ١٩٦-سجود سہو میں تشہد اور سلام کا بیان

١٠٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْمُثَنَّى: حدثني أَشْعَثُ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن خَالِدٍ يَعْني الْحَذَّاءَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي الْمُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بنِ

١٠٣٩- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور بھول گئے تو دو سجدے کیے پھر تشہد پڑھا اور سلام پھیرا۔

١٠٣٨- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن سجدهما بعد السلام، ح: ١٢١٩ عن عثمان بن أبي شيبة به، ولم يقل: عن أبيه * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٣٣٧، وزهير بن سالم وثقه ابن حبان وكذا الذهبي في الكاشف.

١٠٣٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في التشهد في سجدتي السهو، ح: ٣٩٥ من حديث ابن المثنى به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٦٢، وابن حبان، ح: ٥٣٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٣، ووافقه الذهبي، وأعل بعلة غير قادحة.

حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ.

فائدہ: اس میں سہو کے سجدوں کے بعد تشہد پڑھنے اور پھر سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی رُو سے اس کا بھی جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی نے اس حدیث کو شاذ قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٩٦، ١٩٧) - **باب انْصِرَافِ النِّسَاءِ قَبْلَ الرِّجَالِ مِنَ الصَّلَاةِ** (التحفة ٢٠٤)

باب: ۱۹۶، ۱۹۷- نماز کے بعد عورتیں مردوں سے پہلے واپس ہوں

١٠٤٠- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا سَلَّمَ مَكَثَ قَلِيلًا، وَكَانُوا يُرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ كَيْمَا يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ الرِّجَالِ.

۱۰۴۰- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام کہہ لیتے تو تھوڑی دیر رکے رہتے۔ اور صحابہ سمجھتے تھے کہ یہ اس لیے ہوتا تھا کہ عورتیں مردوں سے پہلے لوٹ جائیں۔

فائدہ: اسلامی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا بغیر پردے کے بے ہنگم ازدحام اور میل جول کسی طرح پسندیدہ نہیں ہے۔ اور مسلمان حضرات وخواتین کو چاہیے کہ شبے اور تہمت کے مواقع سے ہمیشہ دور رہیں اور اختلاط سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(المعجم ١٩٧، ١٩٨) - **بَابٌ: كَيْفَ الانْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ** (التحفة ٢٠٥)

باب: ۱۹۷، ۱۹۸- نماز کے بعد کس طرح اپنا رخ پھیرے؟

١٠٤١- **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن

۱۰۴۱- جناب قبیصہ بن ہلب طائی اپنے والد ہلب ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کے

١٠٤٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ٨٣٧ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٢٢٧.

١٠٤١ـ **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الانصراف عن يمينه وعن يساره، ح: ٣٠١ من حديث سماك بن حرب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٠٩، ٩٢٩.

قَبِيصَةَ بنِ هُلْبٍ - رَجُلٍ مِنْ طَيِّ - عن أبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عن شِقَّيْهِ.

ساتھ نماز پڑھی تو آپ اپنی دونوں اطراف سے (مقتدیوں کی طرف) پھرا کرتے تھے۔ (یعنی کبھی دائیں جانب سے اور کبھی بائیں جانب سے۔)

١٠٤٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن الأَسْوَدِ بنِ يَزِيدَ، عن عَبْدِ الله قال: لا يَجْعَلْ أَحَدُكُم نَصِيبًا لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلَاتِهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عن يَمِينِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ أَكْثَرَ مَا يَنْصَرِفُ عن شِمَالِهِ. قال عُمَارَةُ: أَتَيْتُ المَدِينَةَ بَعْدُ، فَرَأَيْتُ مَنَازِلَ النَّبِيِّ ﷺ عن يَسَارِهِ.

١٠٤٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ رکھے۔ یوں کہ صرف دائیں جانب سے پھرنے ہی کو اختیار کر لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بار ہا دیکھا کہ آپ اپنی بائیں جانب سے بھی پھرا کرتے تھے۔ عمارہ بیان کرتے ہیں کہ بعدازاں میں مدینے آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مکانات آپ (کے مصلے) سے بائیں جانب تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمارہ رحمہ اللہ کا استشہاد یوں ہے کہ نبی علیہ السلام کا نماز کے بعد از کار وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو بائیں جانب ہی جانا ہوتا تھا تو یقیناً آپ عموماً اپنی بائیں جانب ہی سے اپنا منہ موڑتے رہے ہوں گے۔ ② بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سنت کے کسی ایک ہی انداز میں اس قدر اصرار کہ دوسرے سے اعراض یا اس کی تکذیب سمجھی جائے، دین میں بے حد برا عمل ہے گویا شیطان کا حصہ ملانا ہے۔

(المعجم ١٩٨، ١٩٩) - باب صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعَ فِي بَيْتِهِ (التحفة ٢٠٦)

باب: ۱۹۸، ۱۹۹- گھر میں نفل پڑھنے کا بیان

١٠٤٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله، أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ:

١٠٤٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بنا چھوڑو۔''

١٠٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، ح: ٨٥٢ من حديث شعبة، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلٰوة عن اليمين والشمال، ح: ٧٠٧ من حديث سليمان الأعمش به.

١٠٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلٰوة، باب كراهية الصلٰوة في المقابر، ح: ٤٣٢، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب صلٰوة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ، ح: ٧٧٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ١٦ باختلاف يسير.

«اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُم مِنْ صَلَاتِكُم، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

فوائد ومسائل: ① اس سے مراد صرف سنتیں اور نوافل ہیں۔ ② قبرستان سے مشابہت اس لیے دی گئی ہے کہ وہاں نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ جائز ہی ہے۔ ③ اس میں اہم تر حکمت یہ ہے کہ اس عمل کے باعث گھر میں اللہ کی رحمت اترتی ہے' فرشتے نازل ہوتے ہیں' انسان ریا سے محفوظ رہتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ بھی ہے کہ گھر والوں کو ترغیب اور بچوں کی تربیت ہوتی ہے۔ ④ ان نوافل سے' احرام وطواف کی سنتیں اور باجماعت تراویح وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔

١٠٤٤- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمَانُ ابنُ بِلَالٍ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ أَبِي النَّضْرِ، عن أَبِيهِ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ».

١٠٤٤- جناب بسر بن سعید حضرت زید بن ثابت ؓ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں انسان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ ارشاد مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں' کیونکہ ان کے لیے فرض نماز بھی گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے' اگرچہ جماعت میں آنے کی اجازت ہے۔ ② بیت الحرام اور بیت المقدس بھی مسجد نبوی پر قیاس ہیں۔ ③ ان نوافل سے مراد ایسے نوافل ہیں جو مسجد سے مخصوص نہیں' مثلاً تحیۃ المسجد اور جمعہ سے پہلے کے نوافل وغیرہ۔

(المعجم ١٩٩، ٢٠٠) - باب مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ (التحفة ٢٠٧)

باب: ١٩٩، ٢٠٠- جو شخص قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لے اور اسے بعد میں علم ہو

١٠٤٥- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَلَمَّا نَزَلَتْ

١٠٤٥- سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ

١٠٤٤ـ **تخريج**: متفق عليه من حديث أبي النضر به كما سيأتي، ح: ١٤٤٧.

١٠٤٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ٥٢٧ من حديث حماد ابن سلمة به.

هَذِهِ الآيَةُ: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا۟ وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُۥ﴾ [البقرة: ١٤٤]. فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَنَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ - مَرَّتَيْنِ - قال: فَمَالُوا كَمَا هُمْ رُكُوعٌ إِلَى الْكَعْبَةِ.

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَه﴾ ''چنانچہ آپ اپنا رخ مسجد حرام کی جانب کر لیجئے اور تم جہاں بھی ہوا پنے چہرے اس کی طرف کرلو۔'' تو ایک شخص بنوسلمہ کے افراد کے پاس سے گزرا جب کہ وہ فجر کی نماز میں رکوع میں تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے انہیں پکار کر کہا: خبردار! قبلہ کعبہ کی جانب تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس نے دوبار یہ ندا دی۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی اسی رکوع کی حالت میں کعبہ کی جانب پھر گئے۔

فوائد ومسائل: ① اسلام میں احکام کا نسخ ثابت ہے اور جب تک اس کا علم نہ ہو جائے کوئی اس کا مکلف نہیں ہوا کرتا۔ ② کسی قابل اعتماد فرد واحد کی خبر بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ جسے اصطلاحاً ''خبر واحد'' کہتے ہیں۔ ③ لاعلمی میں اگر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی گئی ہو تو وہ صحیح ہے۔ ④ ضرورت کے پیش نظر' نمازی کو حالت نماز میں' وہ شخص تعلیم دے سکتا ہے جو نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ ⑤ ایسی تعلیم سے نمازی کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم.

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ

جمعة المبارک کے احکام و مسائل

(المعجم ٢٠٠، ٢٠١) - **باب فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٠٨)

باب: ۲۰۰'۲۰۱- جمعے کے دن اور اس کی رات کی فضیلت

١٠٤٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الْهَادِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيهِ مَاتَ، وَفِيهِ

۱۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے' اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا' اسی میں ان کی توبہ قبول کی گئی' اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی تمام جانور قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں حتیٰ کہ سورج

١٠٤٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة، ح: ٤٩١ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ١/١٠٨، ١١٠ (والقعنبي، ص: ١٦٣، ١٦٦)، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٣٨، وابن حبان، ح: ١٠٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٧٨، ٢٧٩، ووافقه الذهبي.

تَقُومُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ، إِلَّا وَهِيَ مُسِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينِ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالإِنْسَ، وَفِيهَا سَاعَةٌ لا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَاجَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا». قال كَعْبٌ: ذَٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ؟ فَقُلْتُ: بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، قال: فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ فقال: صَدَقَ رسولُ الله ﷺ. قال أبو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ الله بنَ سَلَامٍ فحدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مع كَعْبٍ، فقال عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ، قَالَ أبو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ: فَأَخْبِرْنِي بِهَا، فقال عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قال رسولُ الله ﷺ: «لا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي»، وَتِلْكَ السَّاعَةُ لا يُصَلَّى فيها؟ فقال عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رسولُ الله ﷺ: «مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ؟» قال: فَقُلْتُ: بَلَى، قال: هُوَ ذَاكَ.

طلوع ہو جائے‘ سوائے جنوں اور انسانوں کے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پا لے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے۔“ جناب کعب رحمہ اللہ نے کہا: ایسا سال میں ایک دن ہوتا ہے؟ تو میں نے کہا: (نہیں) بلکہ ہر جمعے کو ہوتا ہے۔ تب کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو جناب کعب رحمہ اللہ سے اپنی مجلس کا بتایا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے ان سے کہا: مجھے (بھی) یہ بتا دیجیے۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے (ان سے) کہا: یہ آخری گھڑی کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”مسلمان بندہ اسے پائے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔“ اور اس وقت میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا ”جو شخص کسی جگہ بیٹھا نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے حتیٰ کہ نماز پڑھ لے۔“ میں نے کہا: ہاں! تو کہنے لگے کہ بس یہی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے جمعۃ المبارک کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نیز یہ حدیث جمعۃ المبارک کے دن خصوصاً آخری ساعت میں دعا مانگنے اور اس کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے۔ ② حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالے جانے اور زمین پر اتارے جانے کو روز جمعہ کی فضیلت میں اس لیے شمار کیا گیا ہے کہ اس سے زمین کی آبادی‘

نبیوں، رسولوں اور صالحین کا ظہور، اللہ کی شریعت پر عمل درآمد اور اس کے تقرب کا حصول، عدل وانصاف کا قیام اور فضل واحسان کا ظہور ہوا۔ اسی طرح اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کو اس دن کی فضیلت میں شمار کیا گیا ہے، کیونکہ مومن اسی سے دار الامتحان سے نکل کر اپنے اللہ کے حضور پہنچتا ہے۔ ③ حیوانات میں بھی اپنے خالق کی معرفت حتیٰ کہ قیامت کا خوف ودیعت کیا گیا ہے۔ ④ ظہور قیامت کا عمل طلوع شمس سے پہلے ہی شروع ہو جائے گا۔ ⑤ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے مگر ضروری ہے کہ داعی نے دعا میں لازمی شرطیں ملحوظ رکھی ہوں نیز قبولیت کی نوعیتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ ⑥ یہ مقبول ساعت پورے دن میں مخفی رکھی گئی ہے، تاہم اس حدیث کی روشنی میں دن کی آخری گھڑیوں میں اس کا ہونا زیادہ متوقع ہے۔ ⑦ کعب احبار کبار تابعین میں سے ہیں جو پہلے یہودی تھے اور مُخَضْرَمِیْن میں سے ہیں۔ (مُخَضْرَمِیْن 'ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو عہد رسالت میں مسلمان ہوئے، مگر بوجوہ رسول اللہ ﷺ سے مل نہیں سکے۔) اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور قبل از اسلام یہود کے سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ ⑧ شریعت محمدیہ مطہرہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سابقہ کتب مُنَزَّل مِنَ اللّٰہ کی تصدیق کرتی ہے۔

١٠٤٧ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ، عن أبي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن أَوْسِ بنِ أَوْسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُم يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُم مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قال: قالُوا: يارسولَ الله! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ - قال: يَقُولُونَ: بَلِيتَ - فقال: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ».

۱۰۴۷- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے افضل ایام میں سے جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں نفخہ (دوسری دفعہ صور پھونکنا) ہے اور اسی میں صعقہ ہے (پہلی دفعہ صور پھونکنا، جس سے تمام بنی آدم ہلاک ہو جائیں گے۔) سو اس دن میں مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ (یعنی آپ کا جسم۔) تو آپ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیے ہیں۔“

١٠٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب إكثار الصلوة على النبي ﷺ يوم الجمعة، ح:١٣٧٥، وابن ماجه، ح:١٠٨٥، من حديث حسين بن علي به، وفيه علة قادحة * عبدالرحمن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي وأبوأسامة ليس هـ. ابن جابر الثقة، بل هو ابن تميم الضعيف، كذا حققه البخاري وابن أخي حسين الجعفي وأبوداود وغيرهم، وانظر شرح علل الترمذي لابن رجب (ص: ٤٦٥، ٤٦٧) وغيره.

فوائد ومسائل: ① نفخہ اور صَعْقَہ کے اس دن میں واقع ہونے میں اس کی فضیلت یہ ہے کہ یہ مومنین کے لیے ابدی فرحت یعنی دخول جنت کا موقع ہوگا اور کفار کے لیے عذاب وعقاب کا۔ ② افضل دن میں افضل عمل افضل الرسل ﷺ کے لیے درود شریف پڑھنا ہے۔ ③ نبی علیہ السلام کی یہ حیات' برزخی معاملہ ہے جس کی تفصیلات ہمیں نہیں دی گئی ہیں۔ ہم اس پر اجمالاً ایمان رکھتے ہیں اور تفصیل وکیفیت سے خاموش رہتے ہیں سوائے اس کے جس کی ہمیں خبر دے دی گئی ہے۔

(المعجم ٢٠١، ٢٠٢) - **باب الْإِجَابَةِ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٠٩)

باب: ۲۰۱، ۲۰۲- قبولیت کی گھڑی جمعہ کے روز کس وقت ہے؟

١٠٤٨- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يعْني ابنَ الحَارِثِ، أَنَّ الْجُلَاحَ مَوْلَى عَبْدِ العَزِيزِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ يَعْني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ - يُرِيدُ سَاعَةً - لَا يُوجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ الله عَزَّوَجَلَّ، فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

۱۰۴۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں بارہ گھڑیاں ہیں۔ جو بھی مسلمان اس حالت میں پایا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عنایت فرما دیتا ہے' لہٰذا اسے عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔''

فائدہ: اس حدیث میں پیچھے مذکور حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے بیان کی تائید ہے کہ یہ ساعتِ قبول عصر کے بعد' سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہے۔

١٠٤٩- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَخْرَمَةُ يَعْني ابنَ بُكَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي بُرْدَةَ بنِ أَبِي

۱۰۴۹- جناب ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے والد سے جمعہ کے بارے میں

١٠٤٨ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الجمعة، باب وقت الجمعة، ح: ١٣٩٠ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٧٩، ووافقه الذهبي.

١٠٤٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجمعة، باب: في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ٨٥٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قال: قال لِي عَبْدُ الله ابنُ عُمَرَ: أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عن رسولِ الله ﷺ في شَأْنِ الْجُمُعَةِ يَعْني السَّاعَةَ؟ قال: قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني عَلَى الْمِنْبَرِ.

کچھ سنا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے تھے یعنی قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں نے ان کو سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''یہ گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھ جانے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک کے مابین ہے۔''
امام ابوداود فرماتے ہیں: یعنی منبر پر (بیٹھ جانے سے)

فائدہ: مختلف روایات میں جمع و تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ یہ ساعت مختلف اوقات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

(المعجم ٢٠٢، ٢٠٣) - باب فَضْلِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٢١٠)

باب: ۲۰۲، ۲۰۳- جمعے کی فضیلت کا بیان

١٠٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ - قال - : فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا».

۱۰۵۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور غور سے سنے اور خاموش رہے تو اس کے جمعے سے جمعے تک کے اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو (خطبے کے دوران میں) کنکریوں سے کھیلا اس نے لغو کام کیا۔''

فوائد ومسائل: ① اچھے وضو سے مراد سنت کے مطابق کامل وضو ہے۔ جس میں کوئی کمی رکھی گئی ہو نہ پانی کا اسراف ہو۔ ② اس بخشش میں قرآن کریم کی آیت مبارکہ کی تصدیق ہے کہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰) ''جو کوئی نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا (اجر) ہے۔'' ③ یہ حدیث خطبۂ جمعہ خاموشی اور غور سے سننے پر دلالت کرتی ہے اور اسی مسنون انداز کے اختیار کرنے پر اتنے بڑے اجر و ثواب کی بشارت ہے۔

١٠٥١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى:

۱۰۵۱- مولیٰ ام عثمان (زوجۂ عطاء) سے روایت

١٠٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ٨٥٧ من حديث أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع عند ابن خزيمة، ح: ١٧٥٦، وللحديث شواهد.
١٠٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٢٠، ورواه أحمد: ١/ ٩٣، ح: ٧١٩، أطراف◀◀

أخبرنَا عِيسَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ يَزِيدَ ابنِ جَابِرٍ : حدثني عَطَاءٌ الْخُرَاسانِيُّ عن مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ، قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يقولُ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ - أَوِ الرَّبَائِثِ - وَيُثَبِّطُونَهُمْ عن الْجُمُعَةِ، وَتَغْدُو المَلَائِكَةُ فَتَجْلِسُ عَلَى أَبْوَابِ المَسْجِدِ فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ حَتَّى يَخْرُجَ الإمامُ فإِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ، فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ، فَإِنْ نَأَى وَجَلَسَ حَيْثُ لا يَسْمَعُ فأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ أَجْرٍ، وَإِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَغَا وَلَمْ يُنْصِتْ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ وِزْرٍ، وَمَنْ قالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِصَاحِبِهِ: صَهْ. فَقَدْ لَغَا، وَمَنْ لَغَا فَلَيْسَ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ شَيْءٌ». ثُمَّ يَقُولُ فِي آخِرِ ذَلِكَ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ ذَلِكَ.

ہے‘ کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ کے منبر پر سنا‘ وہ فرما رہے تھے: ”جب جمعے کا دن آتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازار جاتے ہیں اور لوگوں کو مختلف مشاغل میں الجھا دیتے ہیں اور انہیں جمعے سے تاخیر کرا دیتے ہیں۔ اور ملائکہ (فرشتے) آکر مساجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے اور پہلی ساعت میں پہنچنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور دوسری ساعت میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں حتیٰ کہ امام آ جاتا ہے۔ پس جب کوئی شخص کسی مناسب جگہ بیٹھ جاتا ہے کہ صحیح طور پر (خطبہ) سن سکے‘ امام کو دیکھ سکے‘ اور خاموش رہے اور لغو بات (یا کام) نہ کرے تو ایسے شخص کو دو حصے اجر ملتا ہے اور اگر کوئی شخص دور ہو اور ایسی جگہ بیٹھے کہ وہاں سے سن نہ سکتا ہو‘ لیکن خاموش رہے اور لغو بات (یا کام) نہ کرے تو اس کو ایک حصہ اجر ملتا ہے۔ اور اگر کسی ایسی جگہ بیٹھے جہاں سے وہ صحیح طور پر سن سکتا ہو اور امام کو دیکھ سکتا ہو لیکن کسی لغو کام میں مشغول ہو رہے اور خاموش نہ رہے تو اس کو گناہ کا ایک حصہ ملتا ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ساتھی کو دورانِ جمعہ میں (خاموش کرانے کیلئے) صَہ ”چپ رہو“ بھی کہہ دیا‘ تو اس نے لغو کام کیا۔ اور جس نے لغو کام کیا اس کے لیے اس جمعہ میں سے کچھ نہیں ہے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے آخر میں کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سب فرماتے ہوئے سنا ہے۔

752

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن ابنِ جَابِرٍ قال: بِالرَّبَائِثِ. وقالَ:

امام ابوداود کہتے ہیں اسے ولید بن مسلم نے ابن جابر سے روایت کیا تو لفظ [رَبَائِثِ] ذکر کیا ہے۔ ایسے

◀◀ المسند: ٥٠٩/٤، ح: ٦٤٨٣ ✽ وقال الشيخ أحمد شاكر رحمه الله: "إسناده ضعيف لجهالة مولى امرأة عطاء الخراساني".

مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ بنِ عَطَاءٍ.

ہی[مَوْلَی امْرَأَتِهِ اُمِّ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاء] کہا۔

(المعجم ٢٠٣، ٢٠٤) - **باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢١١)

باب:۲۰۳'۲۰۴- جمعہ چھوڑ دینے کی وعید

١٠٥٢- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو: حدثني عُبَيْدَةُ بنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ عن أبِي الجَعْدِ الضَّمْرِيِّ - وكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ الله عَلَى قَلْبِهِ».

۱۰۵۲- حضرت ابوالجعد ضمری ؓ......صحابی...... سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

فائدہ: ”دل پر مہر لگ جانا“ بہت بڑی بدنصیبی محرومی اور سزا ہے کہ انسان نیکی اور خیر کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لیے بندے کو فوراً اپنی اصلاح اور توبہ کرنی چاہیے۔

(المعجم ٢٠٤، ٢٠٥) - **باب كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَهَا** (التحفة ٢١٢)

باب:۲۰۴'۲۰۵- جمعہ چھوڑنے کا کفارہ

١٠٥٣- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن قُدَامَةَ بنِ وَبَرَةَ العُجَيْفِيِّ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فإنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينارٍ».

۱۰۵۳- حضرت سمرہ بن جندب ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے کسی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑ دیا ہو وہ ایک دینار صدقہ کرے' اگر نہ پائے تو آدھا دینار۔“

١٠٥٢ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في ترك الجمعة من غير عذر، ح: ٥٠٠، والنسائي، ح: ١٣٧٠، وابن ماجه، ح: ١١٢٥ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٥٧، وابن حبان، ح: ٥٥٣، ٥٥٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٠، ووافقه الذهبي.

١٠٥٣ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الجمعة، باب كفارة من ترك الجمعة من غير عذر، ح: ١٣٧٣ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٦١، وابن حبان، ح: ٥٨٢، والحاكم: ١/ ١٨٠، ووافقه الذهبي * قدامة لم يصح سماعه من سمرة كما قال البخاري * وقتادة تقدم، ح: ٢٩ وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن ماجه، ح: ١١٢٨.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ خَالِدُ بنُ قَيْسٍ، وَخَالَفَهُ فِي الإِسْنَادِ، وَوَافَقَهُ فِي المَتْنِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: خالد بن قیس نے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر سند میں اختلاف کیا ہے اور متن میں موافقت کی ہے۔

١٠٥٤- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَزِيدَ وَإِسْحَاقُ ابنُ يُوسُفَ عن أَيُّوبَ أبي الْعَلَاءِ، عن قَتَادَةَ، عن قُدَامَةَ بنِ وَبَرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ فَاتَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ أَوْ نِصْفِ دِرْهَمٍ، أَوْ صَاعِ حِنْطَةٍ أَوْ نِصْفِ صَاعٍ».

۱۰۵۴- قدامہ بن وبرہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص سے بغیر کسی عذر کے ایک جمعہ رہ گیا ہو تو وہ ایک درہم یا آدھا درہم یا ایک صاع یا آدھا صاع گندم صدقہ کرے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بنُ بَشِيرٍ عن قَتَادَةَ هَكَذَا، إِلَّا أَنَّهُ قال: مُدًّا أَوْ نِصْفَ مُدٍّ، وقال: عن سَمُرَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو سعید بن بشیر نے قتادہ (راوی) سے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر اس نے ایک مد یا آدھا مد کہا ہے اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يُسْأَلُ عن اخْتِلَافِ هذا الحديثِ فقال: هَمَّامٌ عِنْدِي أَحْفَظُ مِنْ أَيُّوبَ يَعْنِي أَبَا الْعَلَاءِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، ان سے اس حدیث میں اختلاف کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، تو انہوں نے کہا: میرے نزدیک ایوب یعنی ابو العلاء کی نسبت ہمام احفظ ہے۔ (یعنی زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔)

فائدہ: اس باب کی دونوں حدیثیں ضعیف ہیں، اس لیے ان سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو ان میں بیان ہوا ہے۔ تاہم بغیر عذر شرعی کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(المعجم ٢٠٥، ٢٠٦) - **باب مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ** (التحفة ٢١٣)

باب: ۲۰۵، ۲۰۶- جمعہ کس پر واجب ہے؟

١٠٥٤- **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٤٨ من حديث أبي داود به، والسند مرسل، وانظر الحديث السابق.

١٠٥٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن عُبَيْدِالله بنِ أبي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قالت: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي.

١٠٥٥- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔

فوائدومسائل: ① [عَوَالِي] کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہر کے ساتھ ملحق بستیوں والوں پر بھی جمعہ واجب ہے اور انہیں جمعے میں حاضر ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جمعہ میں اجتماعیت مطلوب ہے لہٰذا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو اس ہفت روزہ اجتماع میں اپنی اجتماعیت اور وحدت کا اظہار کرنا چاہیے۔ ایک شہر میں مختلف مساجد میں جمعے کا قیام فقہی یا فتوئی کے لحاظ سے بلاشبہ جائز ہے مگر خیر القرون میں اس قدر بھی تفرق وتشتت نہ تھا جو آج ہر گلی کوچے میں نظر آتا ہے۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار' السیل الجرار للشوکانی: ۳۰۳/۱)

١٠٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن مُحَمَّدِ بنِ سَعِيدٍ يَعْنِي الطَّائِفِيَّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ نُبَيْهٍ، عن عَبْدِ الله بنِ هَارُونَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ».

١٠٥٦- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ہر اس شخص پر جمعہ ہے جو اذان سنے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ جَمَاعَةٌ عن سُفْيَانَ مَقْصُورًا عَلَى عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو ولم يَرْفَعُوهُ وإِنَّما

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے سفیان سے روایت کیا ہے اور وہ سب اسے حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ پر موقوف کرتے ہیں' صرف

١٠٥٥- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: من أين تؤتى الجمعة وعلى من تجب؟، ح: ٩٠٢ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال . . . الخ، ح: ٨٤٧ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٠٥٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٥، ح: ١٥٧٤ من حديث محمد بن يحيى الذهلي به * أبو سلمة بن نبيه وعبدالله بن هارون مجهولان، وللحديث شاهد ضعيف جدًّا عند الدارقطني.

أَسْنَدَهُ قَبِيصَةُ

قبیصہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے، مگر التزام جماعت کی دیگر احادیث سے معناً اس کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٠٦، ٢٠٧) - **باب الْجُمُعَةِ فِي الْيَوْمِ الْمَطِيرِ** (التحفة ٢١٤)

باب:۲۰۶، ۲۰۷- بارش والے دن جمعہ

١٠٥٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي المَلِيحِ، عن أَبِيهِ: أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ، فأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيَهُ: أَنِ الصَّلَاةُ في الرِّحَالِ.

۱۰۵۷- ابوملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے دن بارش تھی، تو نبی ﷺ نے اپنے منادی (موذن) کو حکم دیا کہ (اعلان کرے کہ) نماز اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر پڑھیں۔

١٠٥٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عن صَاحِبٍ لَهُ عن أبي مَلِيحٍ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

۱۰۵۸- ابوملیح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ یہ جمعے کے دن کا واقعہ ہے۔

فائدہ: اگر بارش لوگوں کے لیے مشقت کا باعث ہو تو جماعت میں حاضری معاف ہے۔ ایسے لوگ اپنے گھروں میں ظہر پڑھیں۔ امام وہاں موجود اپنے لوگوں کو جمعہ پڑھائے۔ جیسے کہ نبی ﷺ نے پڑھایا تھا۔ (دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۰۱/۲۴)

١٠٥٩- **حَدَّثَنَا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: قال سُفْيَانُ بنُ حَبِيبٍ: خُبِّرْنَا عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي المَلِيحِ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ في يَوْمِ جُمُعَةٍ وَأَصَابَهُمْ مَطَرٌ لَمْ يَبْتَلَّ أَسْفَلُ نِعَالِهِمْ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا في رِحَالِهِمْ.

۱۰۵۹- ابوملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حدیبیہ کے دنوں میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھے۔ جمعے کا دن تھا اور بارش ہو گئی۔ اتنی کہ ان کے جوتوں کے تلوے بھی نہ بھیگے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر نمازیں پڑھیں۔

١٠٥٧ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب العذر في ترك الجماعة، ح: ٨٥٥ من حديث شعبة عن قتادة به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٩٣، ووافقه الذهبي.

١٠٥٨ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي.

١٠٥٩ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح: ٩٣٦ من حديث خالد الحذاء به، وانظر، ح: ٦٠٥ * رواه إسماعيل ابن علية وغيره عن خالد الحذاء به (المعجم الكبير للطبراني: ١/ ١٨٨، ١٨٩).

فائدہ : رسول اللہ ﷺ سے سفر میں جمعہ پڑھانا ثابت نہیں ہے۔ مقیم لوگوں کے لیے اگر حاضری مشکل ہو تو رخصت ہے' البتہ امام حاضرین کو جمعہ پڑھائے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے : (صحیح بخاری' حدیث:٦٢٨)

(المعجم ٢٠٧، ٢٠٨) - **بَابُ التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ** (التحفة ٢١٥)

باب:٢٠٧'٢٠٨- سردی یا بارش کی رات میں جماعت سے پیچھے رہنا؟

١٠٦٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ نَزَلَ بِضَجْنَانَ في لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فأَمَرَ المُنَادِيَ فَنَادَى أَنِ الصَّلَاةُ في الرِّحَالِ.

١٠٦٠- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ نے (ایک سفر میں) ضجنان مقام پر ٹھنڈی رات میں پڑاؤ کیا۔ تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا' اس نے اعلان کیا کہ نماز اپنے اپنے خیموں میں پڑھیں۔

قال أَيُّوبُ: وَحَدَّثَ نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ مَطِيرَةٌ أَمَرَ المُنَادِيَ فَنَادَى: الصَّلَاةُ في الرِّحَالِ.

ایوب بیان کرتے ہیں کہ نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی رات ٹھنڈی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم فرماتے اور وہ اعلان کرتا کہ [اَلصَّلَاةُ فِی الرِّحَالِ] یعنی اپنے اپنے ڈیروں میں نماز پڑھو۔

فائدہ : ایسا اعلان کر دینا مسنون ہے اور نمازیوں کے لیے مسجد میں نہ آنے کی رخصت ہے۔ لیکن اگر کوئی آنا چاہے تو اس کے لیے فضیلت ہے۔ جیسے آئندہ احادیث سے واضح ہوگا۔

١٠٦١- **حَدَّثَنا** مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ قال: نَادَى ابنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ نَادَى أَنْ صَلُّوا في رِحَالِكُم. قال فيه: ثُمَّ حَدَّثَ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ المُنَادِيَ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُنَادِي أَنْ

١٠٦١- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے مقام ضجنان میں نماز کے لیے اذان کہی پھر کہا [صَلُّوا فِی رِحَالِكُمْ] "اپنے پڑاؤ اور خیموں میں نماز پڑھو۔" پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا کہ آپ مؤذن کو حکم دیتے' وہ اذان دیتا پھر اعلان کرتا کہ "اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔" جبکہ رات کو سردی ہوتی' بارش

١٠٦٠- **تخريج** : [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح:٩٣٧ من حديث أيوب به، وله طرق عند البخاري، ح:٦٦٦، ومسلم، ح:٦٩٧، وغيرهما.

١٠٦١- **تخريج** : [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٢/ ٤ عن إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديث السابق والآتي.

صَلُّوا في رِحَالِكُم في اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وفي اللَّيْلَةِ المَطِيرَةِ في السَّفَرِ.

ہوتی اور سفر میں ہوتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أَيُّوبَ وَعُبَيْدِالله، قال فيه: في السَّفَرِ في اللَّيْلَةِ الْقَرَّةِ أَوِ المَطِيرَةِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب اور عبیداللہ سے بیان کیا تو اس میں کہا: آپ سفر میں (ایسا اعلان کرواتے) جبکہ رات کو سردی ہوتی یا بارش ہوتی۔

فائدہ: اکثر روایات میں گھروں میں نماز پڑھنے کے اعلان کا تعلق سفر سے بتلایا گیا ہے۔ لیکن بعض روایات میں مطلقاً بھی آیا ہے۔ اس اعتبار سے اس اعلان کا تعلق سفر سے نہیں ہے۔ بلکہ مطلق ہے یعنی ہر جگہ حسب ضرورت اذان میں مذکورہ الفاظ کے ذریعے سے گھروں میں نماز پڑھنے کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔

١٠٦٢- **حَدَّثَنا** عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ في لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، فقال في آخِرِ نِدَائِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُم، أَلَا صَلُّوا في الرِّحَالِ، ثُمَّ قال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَأْمُرُ المُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ في سَفَرٍ يقولُ: أَلَا صَلُّوا في رِحَالِكُم.

١٠٦٢- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ نے مقام ضجنان میں نماز کے لیے اذان کہی' رات ٹھنڈی تھی اور ہوا چل رہی تھی۔ آپ نے اپنی اذان کے آخر میں کہا[اَلَا صَلُّوا فِی رِحَالِكُمْ' اَلَا صَلُّوا فِی رِحَالِكُمْ] ''خبردار! اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔ خبردار اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔'' پھر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں جب رات سرد ہوتی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے[اَلَا صَلُّوْا فِی رِحَالِكُمْ] ''خبردار! اپنے اپنے مقام پر نماز پڑھو۔''

١٠٦٣- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ - يَعْني أَذَّنَ بالصَّلَاةِ في لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ - فقال: أَلَا صَلُّوا في

١٠٦٣- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ نے ایک رات جب کہ سردی تھی اور ہوا چل رہی تھی' اذان کہی تو کہا:[اَلَاصَلُّوا فِی الرِّحَال] پھر بیان

١٠٦٢- **تخريج:** أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب الصلوٰة في الرحال في المطر، ح:٦٩٧ من حديث أبي أسامة به.

١٠٦٣- **تخريج:** أخرجه البخاري، الأذان، باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلي في رحله، ح:٦٦٦، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب الصلوٰة في الرحال في المطر، ح:٦٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٧٣، (والقعنبي، ص:٩٣).

الرِّحَالِ، ثُمَّ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَأْمُرُ المُؤَذِّنَ إذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ يقولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ.

کیا کہ رسول اللہ ﷺ' جب رات ٹھنڈی ہوتی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے [اَلَا صَلُّوا فِی الرِّحَال]۔

١٠٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَادَى مُنَادِي رسولِ الله ﷺ بِذَلِكَ في المَدِينَةِ في اللَّيْلَةِ المَطِيرَةِ وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ.

۱۰۶۴- جناب نافع حضرت ابن عمر ؓ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے یہ اعلان مدینے میں کیا جبکہ رات بارش والی تھی اور صبح ٹھنڈی تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الخَبَرَ يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ الأنْصَارِيُّ عن القَاسِمِ، عن ابنِ عُمَرَ، عن النَّبِيِّ ﷺ قال فيه: فِي السَّفَرِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید انصاری اس خبر کو قاسم سے وہ حضرت ابن عمر ؓ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں تو اس میں کہا کہ یہ ''سفر'' کا واقعہ ہے۔

١٠٦٥- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: كُنَّا مَعَ رسولِ الله ﷺ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُم في رَحْلِهِ».

۱۰۶۵- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو بارش ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو چاہے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھ لے۔''

فائدہ: ایسے مواقع پر جماعت کی رخصت ہے یعنی آدمی اکیلے' جماعت کے بغیر یا اپنے گھر میں بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر حاضر ہونے میں یقیناً فضیلت ہے۔

١٠٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۱۰۶۶- جناب عبداللہ بن حارث' محمد بن سیرین

١٠٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه عبد بن حميد، ح: ٧٤٤ من حديث ابن إسحاق، والبيهقي: ٣/ ٧١ من حديث أبي داود به، محمد بن إسحاق عنعن، وحديث يحيى بن سعيد الأنصاري صحيح، رواه ابن خزيمة، ح: ١٦٥٦، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٠٨١.

١٠٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ٦٩٨ من حديث زهير ابن معاوية به.

١٠٦٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر، ح: ٩٠١ عن مسدد، ◀◀

إسْمَاعِيلُ: أخبرني عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ: أَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال لِمُؤَذِّنِهِ في يَوْمٍ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ اللهِ فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا في بُيُوتِكُمْ. فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَلِكَ، فقال: قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ في الطِّينِ وَالمَطَرِ.

کے چچیرے بھائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے ایک بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے کہا کہ جب تم [اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه] کہہ لو تو پھر [حَيَّ عَلَى الصَّلَاة] نہ کہنا' بلکہ [صَلُّوا فِي بُيُوْتِكُمْ] ''اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔'' کہنا۔ لوگوں نے اس عمل کو کچھ عجیب جانا تو انہوں نے کہا: یہ کام اس ذات نے کیا ہے جو مجھ سے افضل تھی۔ بلاشبہ جمعہ واجب ہے' مگر مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں تمہیں مشقت میں ڈالوں اور تم کیچڑ اور بارش میں چل کر آ ؤ۔

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری میں اس حدیث کا عنوان ہے۔ ''بارش کی وجہ سے اگر جمعہ میں حاضر نہ ہو تو رخصت ہے۔'' (صحیح بخاری' حدیث:۹۰۱) ② آج کل ہلکی پھلکی بارش میں تو مساجد میں آنا جانا مشکل نہیں۔ البتہ شدید یا مسلسل بارش میں اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ③ ایسے موقع پر مؤذن اذان میں حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کی جگہ [اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَال] کے الفاظ کہے' جس کا مطلب ہے'لوگو! گھروں میں نماز پڑھ لو۔

(المعجم ٢٠٨، ٢٠٩) - باب الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ (التحفة ٢١٦)

باب:۲۰۸'۲۰۹- غلام اور عورت کے لیے جمعہ

١٠٦٧- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حدثني إسْحَاقُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ عن إبْرَاهِيمَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْتَشِرِ، عن قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بنِ شِهَابٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ».

۱۰۶۷- حضرت طارق بن شہاب ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے' سوائے چار قسم کے لوگوں کے۔ غلام مملوک' عورت' بچہ اور مریض۔''

◄◄ ومسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ٦٩٩ من حديث إسماعيل ابن علية به.

١٠٦٧ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه الدارقطني: ٢/٢، ح: ١٥٦١ من حديث إسحاق بن منصور به، وقال النووي في الخلاصة: "وهذا (أي قول أبي داود) غير قادح في صحته، فإنه يكون مرسل صحابي وهو حجة، والحديث على شرط الشيخين" (نصب الراية: ٢/ ١٩٩).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: طَارِقُ بنُ شِهَابٍ قَدْ رَأى النَّبِيَّ ﷺ ولَم يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طارق بن شہاب نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے مگر آپ سے کچھ سنا نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① مستدرک حاکم میں یہ حدیث طارق بن شہاب بواسطہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ کئی ایک محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (نیل الاوطار: ۲۵۸/۳) ② یہ حدیث مطلق اور عام ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بستیوں وغیرہ میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔ نیز قرآن اور حدیث میں کوئی ایسی صحیح دلیل موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ بستی میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے ' ایسے لوگوں کا قول مردود' قرآن وحدیث کے منافی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے خلاف ہے۔ ③ قرآن مقدس کا عموم بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة:۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا [جَمِّعُوْا حَيْثُ كُنْتُمْ] ''تم جہاں کہیں بھی ہو' جمعہ پڑھا کرو۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ' حدیث: ۵۰۶۸)

(المعجم ۲۰۹، ۲۱۰) - باب الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى (التحفة ۲۱۷)

باب: ۲۱۰'۲۰۹- بستیوں میں جمعہ قائم کرنا

١٠٦٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْمُخَرِّمِيُّ - لَفْظُهُ - قالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن أبي جَمْرَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ في الإسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ في مَسْجِدِ رسولِ الله ﷺ بِالمَدِينَةِ لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَاء قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ. قال عُثْمَانُ: قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ.

۱۰۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جہاں جمعہ قائم کیا گیا وہ بحرین کی ایک بستی جواثاء تھی۔ (استاد) عثمان بن ابی شیبہ نے وضاحت کی کہ یہ عبدالقیس کی بستیوں میں سے تھی۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہی سے شروع کیا تھا۔ وہ لوگ عبادات کے معاملے میں بہت ہی محتاط ہوا کرتے تھے۔ اور وہ زمانہ نزول وحی کا تھا۔ اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو یقیناً وحی کے ذریعے سے کوئی ہدایت نازل کردی جاتی۔ جواثاء کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ چھوٹی سی جگہ میں ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

١٠٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، ح: ٨٩٢ من حديث إبراهيم بن طهمان به.

١٠٦٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ إدْرِيسَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ أبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ - وكَانَ قَائِدَ أبِيهِ بَعْدَمَا ذَهَبَ بَصَرُهُ - عن أبِيهِ كَعْبِ ابنِ مَالِكٍ: أنَّهُ كَانَ إذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِأَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: إذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ. قال: لِأَنَّهُ أوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ، فِي نَقِيعٍ يُقَالُ لَهُ: نَقِيعُ الْخَضِمَاتِ قُلْتُ: كَمْ أنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قال: أرْبَعُونَ.

١٠٦٩- جناب عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک...... یہ اپنے والد کے نابینا ہونے کے بعد ان کے قائد تھے...... اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب وہ جمعے کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔ میں نے ان سے کہا: آپ جب بھی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ حرۂ بنی بیاضہ میں "ہزم النبیت" کے اندر انہوں نے ہی سب سے پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا تھا' ایک نقیع میں جسے "نقیع الخضمات" کہا جاتا تھا۔ (یعنی نشیبی جگہ جہاں پانی جمع ہو جاتا تھا۔) میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: چالیس افراد۔

فوائد ومسائل: ① "بنو بیاضہ" انصار کی ایک شاخ ہے۔ حَرّہ ایسی سنگلاخ زمین کو کہتے ہیں جس میں سیاہ پتھر ہوں۔ یہ بستی مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ ② ان حضرات کا چالیس کی تعداد میں ہونا ایک اتفاقی عدد اور خبر ہے ورنہ صحت جمعہ کے لیے افراد کی تعداد متعین ہونے کی بابت کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ استدلال تسلیم کر لیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی دیگر نمازوں کی جماعت کے اثبات کے لیے بھی افراد کی تعداد کا تعین اور اس کی دلیل طلب کرنی پڑے گی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (السیل الجرار' : ١/٢٩٧)

(المعجم ٢١٠، ٢١١) - بَابٌ: إذَا وَافَقَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدٍ (التحفة ٢١٨)

باب: ٢١٠' ٢١١- عید اور جمعہ اکٹھے آ جائیں تو؟

١٠٧٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

١٠٧٠- جناب ایاس بن ابی رملہ شامی سے روایت

١٠٦٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في فرض الجمعة، ح: ١٠٨٢ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٢٤، وابن الجارود، ح: ٢٩١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨١، ووافقه الذهبي.

١٠٧٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العيدين، باب الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العيد، ح: ١٥٩٢، وابن ماجه، ح: ١٣١٠ من حديث إسرائيل به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٤، والحاكم: ١/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ الْمُغِيرَةِ عن إِيَاسِ بنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قال: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بنَ أَرْقَمَ قال: أَشَهِدْتَ مع رسولِ الله ﷺ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَكَيْفَ صَنَعَ؟ قال: صَلَّى الْعِيدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الجُمُعَةِ فقال: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ».

ہے' کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر تھا اور وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمہارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! پوچھا کہ تب آپ نے کیسے کیا؟ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ''جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔''

ملحوظہ: اس حدیث اور دیگر بعض آثار سے یہی ثابت ہے کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد جمعہ کی رخصت ہے' چاہے جمعہ پڑھے یا ظہر۔ لیکن جمعہ پڑھنا مستحب ہے۔ افضل یہ ہے کہ امام استحباب پر عمل کرے نہ کہ رخصت پر' تاکہ جمعہ پڑھنے والوں کو کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ الا یہ کہ نمازیوں کی تعداد محدود ہو اور سب کے اتفاق سے جمعہ نہ پڑھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہو۔ اس صورت میں کسی صورت میں کسی نمازی کو پریشانی نہیں ہوگی' بلکہ سب نماز ظہر ادا کر لیں گے۔ واللہ اعلم.

١٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ عن الأَعْمَشِ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ قال: صَلَّى بِنَا ابنُ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وُحْدَانًا، وَكَانَ ابنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ، فَلَمَّا قَدِمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فقال: أَصَابَ السُّنَّةَ.

١٠٧١- جناب عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ہم کو جمعہ کے روز عید کے دن' دن کے پہلے حصے میں نماز پڑھائی' پھر ہم جمعہ کے لیے گئے مگر وہ نہ آئے اور ہم نے اکیلے ہی نماز پڑھی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں تھے' وہ جب آئے تو ہم نے ان سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔

١٠٧٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا

١٠٧٢- جناب عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ

١٠٧١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٠٧٢ـ تخريج: [صحيح] رواه عبدالرزاق، ح: ٥٧٢٥ عن ابن جريج به، وصرح بالسماع عنده، وأخرجه الفريابي في العيدين، ح: ١٥٣ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به.

أَبُو عَاصِم عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: قال عَطَاءٌ: اجْتَمَعَ يَوْمُ جُمُعَةٍ وَيَوْمُ فِطْرٍ عَلَى عَهْدِ ابنِ الزُّبَيْرِ فقال: عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَجَمَّعَهُمَا جَمِيعًا فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ.

حضرت ابن زبیر کے دور خلافت میں جمعہ اور عید فطر ایک ہی دن آ گئے' تو انہوں نے کہا: دو عیدیں ایک ہی دن میں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو جمع کر دیا اور پہلے پہر دو رکعتیں پڑھائیں' اس پر کچھ اضافہ نہ کیا' حتیٰ کہ عصر پڑھی۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس رخصت کو عوام اور امام سب ہی کے لیے عام سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے نماز عید کے بعد پھر ظہر کی نماز نہیں پڑھی' بلکہ صرف عصر کی نماز پڑھی۔ لیکن صاحب سبل السلام نے کہا ہے کہ یہ روایت ظہر کے نہ پڑھنے میں نص قاطع نہیں ہے' کیونکہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے نماز ظہر گھر ہی میں ادا کر لی ہو۔

١٠٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى وَعُمَرُ بنُ حَفْصٍ الْوَصَّابِيُّ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مُغِيرَةَ الضَّبِّيِّ، عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ، فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ». قال عُمَرُ: عن شُعْبَةَ.

١٠٧٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں' تو جو چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعہ کے بدلے کافی ہے اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔'' عمر بن حفص کی سند میں عنعنہ ہے۔ (یعنی اس نے ''عن شعبہ'' کہا ہے)

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے' حدیث ١٠٧٠ بھی اس کے ہم معنی ہے۔ ان احادیث کی رُو سے جمعہ پڑھنا عزیمت ہے اور چھوڑنا رخصت۔ اس لیے دور دراز سے آنے والے اس رخصت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(المعجم ٢١١، ٢١٢) - باب مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٢١٩)

باب: ٢١١' ٢١٢- جمعہ کے روز فجر کی نماز میں قراءت؟

١٠٧٣- **تخريج:** [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا اجتمع العيدان في يوم، ح: ١٣١١ عن محمد بن المصفى به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، مغيرة بن مِقسم عنعن، والحديث السابق: ١٠٧٠ يغني عنه.

١٠٧٤- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن مُخَوَّلِ بنِ رَاشِدٍ، عن مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ في صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ حِينٌ مِّنَ ٱلدَّهْرِ﴾.

۱۰۷۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورۂ الم تنزیل السجدہ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

١٠٧٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن مُخَوَّلٍ بإسْنَادِه وَمَعْنَاهُ وَزَاد: في صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَ إِذَاجَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ.

۱۰۷۵- شعبہ نے مُخَوَّل سے مذکورہ سند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید یہ کہا کہ نماز جمعہ میں آپ سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ان سورتوں کی قراءت مسنون، مستحب اور افضل ہے۔ اور اس طرح معنوی اعتبار سے گویا مسلمانوں کو پورے ایک ہفتے کا درس دیا جاتا ہے۔ ان میں توحید ورسالت، قیامت، جنت، دوزخ، ایمان، علم اور عمل وغیرہ سب ہی امور کا بیان ہے۔

(المعجم ٢١٢، ٢١٣) - **باب اللُّبْسِ لِلْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٢٠)

باب: ۲۱۲، ۲۱۳- جمعہ کے لیے خاص لباس کا اہتمام

١٠٧٦- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ - يَعْنِي تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ - فقال: يارسولَ الله! لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ في الآخِرَةِ»، ثُمَّ

۱۰۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ایک ریشمی لباس دیکھا جو مسجد کے دروازے کے پاس بیچا جا رہا تھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن زیب تن فرمایا کریں یا جب آپ کے پاس وفود آئیں تو ان کے استقبال کے لیے پہنا کریں (تو اچھا ہو گا۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ پہنتے ہیں

١٠٧٤- **تخريج:** أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٧٩ من حديث مخول به.

١٠٧٥- **تخريج:** أخرجه مسلم من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق.

١٠٧٦- **تخريج:** أخرجه البخاري، الجمعة، باب: يلبس أحسن ما يجد، ح: ٨٨٦، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٧، ٩١٨.

جَاءَتْ رسولَ الله ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ، فأَعْطَى عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً، فقال عُمَرُ: يارسولَ الله! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ في حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے مزید جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی عنایت فرمایا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ دے رہے ہیں حالانکہ عطارد کے جوڑے کے بارے میں اس سے پہلے آپ جو کچھ فرما چکے ہیں' فرما چکے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں یہ اس لیے نہیں دیا ہے کہ تم خود اسے پہنو۔'' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جوڑا اپنے بھائی کو دے دیا جو کہ مشرک تھا اور مکے میں رہتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ' عید اور خاص مواقع پر عمدہ لباس کا اہتمام مسنون ومستحب ہے۔ ② ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام مگر عورتوں کے لیے مباح ہے جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ ③ کافر رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک اسلامی اخلاق وآداب کا حصہ ہے۔ نیز ان کو تحفہ یا ہدیہ دینا بھی جائز ہے۔ جبکہ دینی قلبی محبت اللہ' اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان ہی کا حق ہے۔ ④ ریشم فی نفسہ جائز اور حلال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے لیے اس کا استعمال بھی درست ہے۔ مردوں کے لیے حرمت کی دلیل مذکورہ حدیث ہے جو صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' حدیث:٨٨٦' و صحیح مسلم' حدیث:٢٠٦٨) یہ حدیث قرآن مقدس کی اس آیت کی مُخَصِّصْ ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ (الأعراف:٣٢) ''(اے نبی!) کہہ دیجیے: جو زینت اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں' وہ کس نے حرام کی ہیں؟'' اس سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیث سے عموم قرآن کی تخصیص ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم.

١٠٧٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ وَعَمْرُو ابنُ الحَارِثِ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قال: وَجَدَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بالسُّوقِ فأَخَذَهَا فأَتَى بِهَا

١٠٧٧- جناب سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا دیکھا جو بازار میں بیچا جا رہا تھا وہ انہوں نے لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور کہا: آپ اسے خرید لیں تاکہ عید اور وفود کے استقبال کے موقع پر زینت

١٠٧٧ــ **تخريج**: أخرجه مسلم، ح:٢٠٦٨/٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وانظر الحديث السابق.

رسولَ الله ﷺ فقال: ابْتَعْ هَذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوُفُودِ، ثُمَّ سَاقَ الحديثَ، وَالأَوَّلُ أَتَمُّ.

کے لیے زیب تن فرمایا کریں...... پھر حدیث بیان کی......(تاہم) پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔

١٠٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ وَعَمْرٌو أَنَّ يَحْيَى بنَ سَعِيدٍ الأَنْصارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَا عَلَى أَحَدِكُم إِنْ وَجَدَ، - أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُم إِنْ وَجَدْتُمْ - أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ». قال عَمْرٌو: وأخبرني ابنُ أَبِي حَبِيبٍ عن مُوسَى بنِ سَعْدٍ، عن ابنِ حَبَّانَ، عن ابنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ الله ﷺ يقولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

١٠٧٨- جناب محمد بن یحییٰ بن حبان (تابعی) نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ممکن ہو تو جمعہ کیلئے اپنے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے اور بنا رکھنے میں کیا حرج ہے؟'' عمرو نے بسند ابن ابی حبیب ابن سلام ؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ عن أَبِيهِ، عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن مُوسَى بنِ سَعْدٍ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود کہتے ہیں (اس کی ایک سند یوں بھی ہے) کہ اسے وہب بن جریر اپنے والد سے وہ یحییٰ بن ایوب سے وہ یزید بن ابی حبیب سے وہ موسیٰ بن سعد سے وہ یوسف بن عبداللہ بن سلام سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: افضل ہے کہ انسان خاص جمعہ کے لیے عمدہ کپڑے بنا رکھے اور استعمال کرے۔

(المعجم ٢١٣، ٢١٤) - باب التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ٢٢١)

باب: ٢١٣، ٢١٤- جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کے بیٹھنا منع ہے۔

١٠٧٨- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، ح: ١٠٩٥ من حديث عبدالله بن وهب به مختصرًا، ورواه البيهقي: ٣/ ٢٤٢ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

١٠٧٩- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ نَهى عن الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ في المَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيه ضَالَّةٌ، وَأَنْ يُنْشَدَ فيه شِعْرٌ، وَنَهَى عن التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۰۷۹-عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ گمشدہ چیز کا اس میں اعلان کیا جائے یا شعر پڑھے جائیں۔ اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھا جائے۔

فوائد ومسائل: اس حلقہ میں عام دنیاوی گفتگو ہو یا علمی درس وتدریس سب ہی ممنوع ہیں۔ درس وتدریس اگرچہ شرعاً مستحب عمل ہے مگر جمعہ کے روز نماز سے پہلے صحیح نہیں۔ اس کی بجائے نماز اور اذکار مسنونہ میں مشغول ہونا چاہیے۔ اس لیے مسنون خطبوں سے پہلے لوگوں کو کسی حلقے میں جمع کرنا خلاف سنت ہے۔ کجا یہ کہ خطیب ہی مسنون خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھ کر ''بیان یا تقریر'' کے نام سے وعظ شروع کردے۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہ ہوگا۔ اس طرح عدد کے لحاظ سے بھی یہ تین خطبے ہو جائیں گے! حالانکہ سنت یہ ہے کہ خطبے دو ہی ہوں۔

(المعجم ٢١٤، ٢١٥) - باب اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ (التحفة ٢٢٢)

باب: ۲۱۴، ۲۱۵- (خطبے کے لیے) منبر استعمال کرنا

١٠٨٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِالْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ: حدثني أَبُو حَازِمِ بنُ دِينَارٍ: أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي المِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ؟ فَسَأَلُوهُ عن ذَلِكَ فقال: وَالله! إِنِّي لأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ

۱۰۸۰- جناب ابوحازم بن دینار بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ کے پاس آئے اور وہ منبر نبوی کے بارے میں بحث کر رہے تھے کہ یہ کس لکڑی سے بنا تھا؟ ان لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کس چیز سے بنا تھا اور میں نے اسے پہلے ہی دن جب وہ رکھا گیا اور رسول اللہ ﷺ اس

١٠٧٩- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، المساجد، باب النهي عن البيع والشراء في المسجد... الخ، ح: ٧١٥ من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ٧٦٦، ١١٣٣، وحسنه الترمذي، ح: ٣٢٢ * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ١٧٩، وانظر أطراف المسند: ٤/ ٣٢، ح: ٥١٧.

١٠٨٠- **تخريج:** أخرجه البخاري، الجمعة، باب الخطبة على المنبر، ح: ٩١٧، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلوة... الخ، ح: ٥٤٤، كلاهما عن قتيبة بن سعيد به.

وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رسولُ الله ﷺ، أَرْسَلَ رسولُ الله ﷺ إلَى فُلَانَةَ - امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ - أَنْ «مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ»، فأَمَرَتْهُ، فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فأَرْسَلَتْهُ إِلَى رسولِ الله ﷺ، فأمَرَ بها فَوُضِعَتْ هٰهُنَا، فَرَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فقال: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي».

پر بیٹھے تھے، دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کے ہاں پیغام بھیجا...... سہل نے اس عورت کا نام بھی ذکر کیا...... کہ ''اپنے بڑھئی غلام سے کہو کہ مجھے کچھ لکڑیاں جوڑ دے، جب میں لوگوں سے خطاب کروں تو اس پر بیٹھ جایا کروں۔'' چنانچہ اس نے اپنے غلام سے کہا تو وہ اسے طَرْفَاءُ الْغَابَه (جنگل کی ایک لکڑی، جھاؤ) سے بنا کر لے آیا۔ اس عورت نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے یہاں رکھ دیا گیا۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی، پھر رکوع کیا اور آپ اسی کے اوپر تھے، پھر آپ پچھلے پاؤں نیچے اتر آئے اور منبر کی جڑ میں نیچے سجدہ کیا۔ پھر آپ منبر پر چڑھ گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز سیکھ لو۔''

فوائد ومسائل: ① خطبے وغیرہ کے لیے منبر کا استعمال مستحب ہے۔ ② نماز کا معاملہ اس قدر اہم تھا اور ہے کہ نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم میں از حد مبالغے سے کام لیا، حتی کہ منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر دکھائی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا بالعموم اور نماز میں بالخصوص فرض ہے۔ ④ طلباء کو اہم علمی مسائل کے ساتھ ساتھ بعض دیگر ضروری امور کی معرفت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

١٠٨١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ أَبِي رَوَّادٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَدَّنَ قال لَهُ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يارسولَ الله! يَجْمَعُ أَوْ يَحْمِلُ عِظَامَكَ؟ قال: «بَلَى»، فَاتَّخَذَ لَهُ مِنْبَرًا مَرْقَاتَيْنِ.

١٠٨١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب کسی قدر بھاری ہو گئے تو جناب تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لیے منبر نہ بنا لاؤں، جو آپ کی ہڈیوں (وجود اطہر) کو اٹھایا کرے؟ (یعنی آپ اس پر تشریف فرما ہوا کریں) آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' چنانچہ وہ دو سیڑھیوں والا منبر بنا لائے۔

١٠٨١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٩٥، ١٩٦ من حديث أبي عاصم به.

توضیح: اس سے پہلے گزرا کہ لکڑی کا یہ منبر ایک غلام نے بنایا تھا' اور اس روایت میں ہے کہ تمیم داری نے اسے بنایا۔ حافظ ابن حجر نے ان احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے پہلی روایت کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ دوسرا احتمال یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بنانے میں یہ سارے ہی کسی نہ کسی طریقے سے شریک رہے ہوں۔ علاوہ ازیں اس روایت میں ہے کہ یہ منبر دو سیڑھیوں پر مشتمل تھا' جب کہ دوسری روایات میں تین سیڑھیوں کا ذکر ہے' تو بات یہ ہے کہ دو سیڑھیوں کے ذکر کرنے والے راوی نے وہ تیسری سیڑھی شمار نہیں کی جس پر نبی ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری، والعون)

(المعجم ٢١٥، ٢١٦) - **باب مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ** (التحفة ٢٢٣)

باب: ٢١٥'٢١٦- منبر نبوی کی جگہ

١٠٨٢- **حَدَّثَنا** مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن يَزِيدَ بنِ أبي عُبَيْدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: كَانَ بَيْنَ مِنْبَرِ رسولِ الله ﷺ وَبَيْنَ الْحَائِطِ كَقَدْرِ مَمَرِّ الشَّاةِ.

١٠٨٢- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور (مسجد کی) دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ اس میں سے بکری گزر جائے۔

(المعجم ٢١٦، ٢١٧) - **باب الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ** (التحفة ٢٢٤)

باب: ٢١٦'٢١٧- جمعہ کے روز زوال سے پہلے نماز

١٠٨٣- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بنُ إبْرَاهِيمَ عن لَيْثٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن أَبِي الْخَلِيلِ، عن أبي قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وقال: «إِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ».

١٠٨٣- حضرت ابو قتادہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نصف النہار (زوال) کے وقت نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے' سوائے جمعہ کے دن کے۔ اور آپ نے فرمایا: ''بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے' سوائے جمعہ کے دن کے۔''

١٠٨٢- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: قدر كم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة؟ ح: ٤٩٧، ومسلم، الصلوة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ٥٠٩ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

١٠٨٣- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٩٣ من حديث حسان بن إبراهيم الكرماني به، السند مرسل * وقال الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ١٨٩: "وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف"، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي نعيم في حلية الأولياء: ٥/ ١٨٨.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ مُجَاهِدٌ أَكْبَرُ مِنْ أَبِي الْخَلِيلِ، وَأَبُو الْخَلِيلِ لَم يَسْمَعْ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور مجاہد' ابوالخلیل سے بڑے ہیں۔ اور ابوالخلیل نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے اس سے استدلال کرتے ہوئے عین زوال شمس کے وقت یا قبل الزوال جمعہ کی نماز پڑھنے کا اثبات نہیں ہوتا' جیسا کہ بعض علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ نبی ﷺ نماز جمعہ زوال کے فوراً بعد پڑھ لیا کرتے تھے' جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ١٢٧٧ کے فوائد)

(المعجم ٢١٨) - باب وَقْتِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٢٢٥)

باب: ٢١٨- جمعہ پڑھنے کا وقت

١٠٨٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حدثني فُلَيْحُ بنُ سُلَيْمَانَ: حدثني عُثْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيُّ: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ.

١٠٨٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے پر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔

١٠٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بنُ الْحَارِثِ: سَمِعْتُ إِيَاسَ ابنَ سَلَمَةَ بنِ الأَكْوَعِ يُحَدِّثُ عن أبِيهِ قال: كُنَّا نُصَلِّي مع رسولِ الله ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ.

١٠٨٥- ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے' اس کے بعد جب واپس لوٹتے تو دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

١٠٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا

١٠٨٦- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم

١٠٨٤- **تخريج**: أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ٩٠٤ من حديث فليح بن سليمان به.

١٠٨٥- **تخريج**: أخرجه مسلم، الجمعة، باب صلوة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٦٠ من حديث يعلى بن الحارث، والبخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٦٨ من حديث إياس بن سلمة به.

١٠٨٦- **تخريج**: أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلوة . . . الخ"، ح: ٩٣٩، ومسلم، الجمعة، باب صلوة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٥٩ من حديث أبي حازم به.

سُفْيَانُ عن أَبِي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

لوگ جمعہ کے بعد ہی کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔

فائدہ: ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کا جمعہ زوال کے فوراً بعد ہوتا تھا' چونکہ خطبہ مختصر اور نماز قدرے لمبی ہوتی تھی اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپسی پر دیواروں کا اتنا سایہ نہ پاتے تھے کہ اس سے سایہ حاصل کر سکتے۔ جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث: ٨٦٠ کے الفاظ ہیں [وَمَا نَجِدُ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهِ] یعنی سایہ تو ہوتا تھا مگر بہت کم۔ ''غَدَاء'' دوپہر کے کھانے اور ''قیلولہ'' نصف النہار میں استراحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔ مگر یہ استدلال بے محل ہے۔ دوپہر کا کھانا دیر کر کے کھایا جائے تو بھی اسے ''غَدَاء'' ہی کہتے ہیں اور نصف النہار کی استراحت میں تاخیر کی جائے تو بھی اسے قیلولہ ہی کہتے ہیں۔ لہٰذا جمعہ کے بعد کھانے اور قیلولہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔

(المعجم ٢١٧، ٢١٩) - **باب النِّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٢٦)

باب: ٢١٧، ٢١٩- جمعہ کے روز اذان

١٠٨٧- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني السَّائِبُ بنُ يَزِيدَ: أَنَّ الأَذَانَ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الإمَامُ عَلَى المِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَلَمَّا كَانَ خِلَافَةُ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالأَذَانِ الثَّالِثِ، فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ، فَثَبَتَ الأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ.

١٠٨٧- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز (جمعہ کی) پہلی اذان امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کہی جاتی تھی۔ عہد نبوت' خلافت ابی بکر اور عمر میں یہی معمول رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی اور لوگ بھی بہت ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز تیسری اذان کا حکم دیا جو کہ زوراء مقام پر دی جاتی تھی اور معاملہ اسی پر قائم رہا۔

فائدہ: اصل اذان جو کہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کی ہے پہلی اذان ہے۔ اور اقامت یعنی جماعت کے لیے تکبیر کو دوسری اذان کہا گیا ہے اور خطبہ شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے جو اذان شروع کرائی گئی وہ تیسری اذان ہوئی۔ جو کہ عملاً پہلی مگر رتبہ میں تیسری ہے۔ اسے عرف عام میں دوسری اذان اور تاریخی لحاظ سے ''اذان عثمانی'' کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے اسے قبول کیا ہے۔ اور یہ عالم اسلام میں اسی دور سے جاری وساری ہے۔ یہ اذان لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے تھی جیسے کہ اذانِ فجر سے کچھ پہلے' متنبہ کرنے کے لیے

١٠٨٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الجمعة، باب التأذين عند الخطبة، ح: ٩١٦ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

دور نبوت میں اذان کہلوائی گئی۔ ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اس اذان کو بدعت کہا ہے۔ اصحاب الحدیث کے ہاں ایسے مسائل میں توسّع ہے۔ افضل اور راجح یہی ہے کہ دور نبوت کا عمل اختیار کیا جائے۔ حسب ضرورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول اپنا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ویسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان مسجد نبوی سے ایک میل دور مقام زَورَاء میں کہلوائی تھی۔ وہاں بازار لگتا تھا اور لوگوں کو نماز کا وقت ہو جانے کا علم نہیں ہوتا تھا۔ یہ اذان اتنی پہلے کہی جاتی تھی کہ لوگ اذان سن کر سامان سمیٹتے' گھر جاتے' غسل اور وضو کر کے لباس بدل کر خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد نبوی میں آ جاتے' لہٰذا اگر اذانِ عثمانی ہی کہلانی ہو تو اس پس منظر کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ورنہ خطبے سے چند منٹ پہلے امام کے منہ کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہنا اذانِ عثمانی کی متابعت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ طبع زاد اور ایجادِ بندہ ہے۔ زَورَاء (زاء کے فتحہ' واؤ ساکن اور آخر میں الف ممدودہ) بازار مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام تھا جو مسجد نبوی سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر تھی۔

١٠٨٨- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ قالَ: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رسولِ الله ﷺ إذَا جَلَسَ عَلَى المِنبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ المَسْجِدِ وَأَبي بَكْرٍ وَعُمَرَ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ.

١٠٨٨- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے کے پاس اذان کہی جاتی تھی۔ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا۔ اور (گزشتہ) حدیث یونس کی مانند بیان کیا۔

فائدہ: مسجد نبوی کی شمالی بیرونی دیوار کے تقریباً وسط میں آنے جانے والوں کے لیے دروازہ تھا جو منبر کے سامنے پڑتا تھا۔ اسی پر اذان ہوتی تھی۔ اس لیے کہ یہاں سے عام آبادی تک آواز کا پہنچنا آسان تھا یعنی اذان اپنی معروف جگہ پر ہونی چاہیے۔ عین امام کے سامنے اذان کہنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے جیسے کہ بعض مقامات پر دیکھنے میں آتا ہے۔

١٠٨٩- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عن مُحَمَّدٍ يَعْني ابنَ إسْحَاقَ،

١٠٨٩- حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ یعنی بلال اور

١٠٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] محمد بن إسحاق تقدم: ٣١٣، ولم أجد تصريح سماعه في هذا اللفظ، وروى الطبراني: ٧/ ١٤٦ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر" وهو الصواب.

١٠٨٩- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ قال: لَمْ يَكُنْ لِرسولِ الله ﷺ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ، بِلَالٌ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

(ابن اسحاق نے) سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

١٠٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ إِبْرَاهِيمَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أبي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بنَ يَزِيدَ بنِ أُخْتِ نَمِرٍ أَخْبَرَهُ قال: وَلَمْ يَكُنْ لِرسولِ الله ﷺ غَيْرُ مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ. وَسَاقَ هذا الحديثَ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ.

١٠٩٠- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ صالح نے یہ حدیث بیان کی، مگر کامل نہیں ہے۔

فائدہ: اس روایت کا پس منظر یہ ہے کہ خیر القرون کے بعد جب مساجد بڑی بڑی بننے لگیں اور آبادی میں اضافہ ہوگیا تو جامع مساجد کے ہر ہر منارے پر ایک مؤذن مقرر کیا جانے لگا، تو ایک نماز کے لیے ایک مسجد میں کئی کئی مؤذن اذان دیتے تھے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ایک مؤذن کا اذان کہنا ہی سنت ہے نہ کہ متعدد کا۔ دورِ رسالت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابن ام مکتوم، سعد القرظ اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہم بھی مؤذن تھے۔ حضرت ابومحذورہ مکہ میں تھے اور حضرت سعد قباء میں۔

(المعجم ٢١٨، ٢٢٠) - باب الإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ (التحفة ٢٢٧)

باب: ۲۱۸، ۲۲۰- امام خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرے

١٠٩١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ كَعْبٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ قال: لَمَّا اسْتَوَى رسولُ الله ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قال: «اجْلِسُوا»، فَسَمِعَ ذَلِكَ ابنُ مَسْعُودٍ فَجَلَسَ

عَلَى بَابِ المَسْجِدِ، فَرَآهُ رسولُ الله ﷺ فقال: «تَعَالَ يَا عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ».

١٠٩١- جناب عطاء بن ابی رباح، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ (منبر پر) برابر (تشریف فرما) ہو گئے تو فرمایا: "بیٹھ جاؤ!" اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: "اے عبداللہ بن مسعود! آگے آجاؤ۔"

١٠٩٠- تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ١٠٨٧.

١٠٩١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٨ من حديث ابن جريج به، وحديثه عن عطاء قوي، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٨٠، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٨٣، ٢٨٤، ووافقه الذهبي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا يُعْرَفُ مُرْسَلٌ إِنَّمَا رَوَاهُ النَّاسُ عن عَطَاءٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. وَمَخْلَدٌ هُوَ شَيْخٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مرسل ہونا معروف ہے۔ محدثین کی ایک جماعت اسے عطاء (تابعی) سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ (یعنی درمیان میں صحابی کا واسطہ متروک ہے۔) اور مخلد ''شیخ'' ہے۔ (یعنی اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① خطیب کو حق حاصل ہے کہ سامعین سے حسب ضرورت کوئی بات کر سکتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعمیل ارشاد نبوی کی کیفیت دیکھیے کہ حکم سنتے ہی بیٹھ گئے اور قدم تک نہیں بڑھایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنه وارضاه. اس قسم کے لوگوں پر زبان طعن دراز کرنا کہ یہ لوگ بعد از وفاتِ نبی (نعوذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے یا منافق بن گئے تھے' اپنے خبث باطن کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ ② احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطبے کے دوران میں سامعین کو آپس میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں ہے' مگر خطیب بات کر سکتا ہے۔ ③ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی فوراً بلا تاخیر تعمیل ضروری ہے۔

(المعجم ٢١٩، ٢٢١) - بَابُ الْجُلُوسِ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ (التحفة ٢٢٨)

باب: ۲۱۹' ۲۲۱- منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جانا

١٠٩٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ يعْني ابنَ عَطَاءٍ، عن الْعُمَرِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابْنِ عُمَرَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ المِنْبَرَ حَتَّى يَفْرَغَ - أُرَاهُ [قال:] المُؤَذِّنُ - ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

۱۰۹۲- نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب منبر پر تشریف لاتے تو بیٹھ جاتے' حتیٰ کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے' پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے' پھر کھڑے ہوتے اور (دوسرا) خطبہ دیتے۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مستحب ہے' بلا عذر بیٹھ کر خطبہ دینا ناجائز ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان آپ کا بیٹھنا بہت مختصر سا ہوتا تھا۔ ② خطبے عددی اعتبار سے دو ہیں تین نہیں۔ مسنون خطبوں سے

١٠٩٢ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٥ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ١٠٩٥، وأصله عند البخاري، ح: ٩٢٨ من حديث نافع بلفظ: "كان النبي ﷺ يخطب خطبتين يقعد بينهما" * عبدالله العمري عن نافع "قوي"، عبدالوهاب بن عطاء مدلس وعنعن، وحديث البخاري: ٩٢٨ يغني عنه.

پہلے "تقریر یا بیان" وغیرہ اس عدد کو بڑھا دیتا ہے اس لیے جائز نہیں۔ یہ سنت رسول سے انحراف ہے جب کہ ضرورت سنت رسول پر عمل کرنے کی ہے۔

(المعجم ٢٢٠، ٢٢٢) - **باب الْخُطْبَةِ قَائِمًا** (التحفة ٢٢٩)

باب: ٢٢٠، ٢٢٢- کھڑے ہو کر خطبہ دینا

١٠٩٣- **حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ، فقال: فَقَدْ - وَالله! - صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ.

١٠٩٣- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ (یعنی پہلا خطبہ) پھر بیٹھ جاتے، پھر (دوسرے کے لیے) کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر ہی خطبہ دیتے۔ اور جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ کہا۔ قسم اللہ کی! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

فائدہ: بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کے خطبہ دینا جائز نہیں ہے۔ جو لوگ مسنون خطبوں سے پہلے منبر پر بیٹھ کر بیان یا تقریر کرتے ہیں انہیں اپنے اس خلاف سنت عمل پر غور کرنا چاہیے۔

١٠٩٤- **حَدَّثَنا** إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ، المَعْنَى، عن أَبِي الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: كَانَ لِرسولِ الله ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ.

١٠٩٤- حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو خطبے ہوا کرتے تھے۔ آپ ان دونوں کے درمیان میں بیٹھا کرتے تھے۔ آپ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔

١٠٩٥- **حَدَّثَنا** أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أبُو عَوَانَةَ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لا يَتَكَلَّمُ. وَسَاقَ الحديثَ.

١٠٩٥- حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر مختصر سا بیٹھ جاتے اور اس دوران میں کوئی گفتگو نہ کرتے تھے اور حدیث بیان کی۔

١٠٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلٰوة وما فيهما من الجلسة، ح: ٨٦٢ من حديث سماك بن حرب به.

١٠٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي الأحوص به، انظر الحديث السابق.

١٠٩٥ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، صلٰوة العيدين، باب الجلوس بين الخطبتين والسكوت فيه، ح: ١٥٨٤ من حديث أبي عوانة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٩٧، ح: ٦٠٨.

فوائد ومسائل: ① خطبے کی جملہ احادیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ اس عمل میں مقصود ومطلوب سامعین کو وعظ و تذکیر ہے۔ اس لیے اگر سامعین عجمی ہوں' عربی نہ سمجھتے ہوں تو انہیں ان کی زبان میں وعظ کیا جائے۔ اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ پھر تو نماز میں بھی ترجمہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ خطبہ عبادت کے ساتھ ساتھ وعظ ونصیحت بھی ہے جبکہ نماز خالص عبادت ہے۔ اس میں ذکر اور قرآن کی تلاوت متعین ہے۔ ''ذکر اور تذکیر'' میں فرق ہے۔ جیسے کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہے وہ محض ترجمانی ہے۔ اس لیے نماز کو خطبے پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ عجوبہ یہ ہے کہ ان حضرات نے نماز تو...... ایک روایت کے مطابق...... عجمی زبان میں جائز کر دی' مگر خطبے کے لیے یہ گنجائش نہ نکال سکے۔ ② اصحاب الحدیث کے خطبات جمعہ وعیدین بحمد اللہ سنت کے عین مطابق' نبوی خطبات کے عربی الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات اور اکثر احادیث بھی عربی میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ سامعین کی زبان میں معانی ومفاہیم بیان کیے جاتے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق.

(المعجم ٢٢١، ٢٢٣) - **بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ** (التحفة ٢٣٠)

١٠٩٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ: حدثنا شُعَيْبُ ابنُ رُزَيْقٍ الطَّائِفِيُّ قال: جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رسولِ الله ﷺ يُقَالُ لَهُ الْحَكَمُ بْنُ حَزْنٍ الْكُلَفِيُّ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قال: وَفَدْتُ إِلَى رسولِ الله ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ - أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ - فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا: يارسولَ الله! زُرْنَاكَ فَادْعُ الله لَنَا بِخَيْرٍ، فأَمَرَ بِنَا، - أَوْ أَمَرَ لَنَا - بِشَيْءٍ مِنَ التَّمْرِ، وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُونٌ، فأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهِدْنَا فيها الْجُمُعَةَ مع رسولِ الله ﷺ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا - أَوْ قَوْسٍ - فَحَمِدَ الله وَأَثْنَى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ

باب: ٢٢١' ٢٢٣- خطیب کا خطبے میں کمان سے سہارا لینا

١٠٩٦- شعیب بن رزیق طائفی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک صاحب کے ہاں بیٹھا جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ انہیں حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ وہ ہم سے بیان کرنے لگے کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا۔ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں فرد تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں' ہمارے لیے دعائے خیر فرمائیے۔ آپ نے ہمارے لیے کسی قدر کھجوروں کا حکم دیا' حالت ان دنوں بہت کمزور تھی۔ ہم آپ کے یہاں کئی دن مقیم رہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا موقع بھی ملا۔ آپ ایک لاٹھی یا کمان کا سہارا لیے ہوئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان

١٠٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٢ عن سعيد بن منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٥٢، وانظر، ح: ١١٤٥.

طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قال: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُم لَنْ تُطِيقُوا - أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا - كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا».

کی۔ آپ کے الفاظ مختصر' پاکیزہ اور بابرکت تھے۔ پھر فرمایا: ''لوگو! جو احکام تمہیں دیے جاتے ہیں تم ان سب کی طاقت نہیں رکھتے ہو' یا انہیں ہرگز نہیں کر سکتے ہو' لیکن استقامت واعتدال اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ۔''

قال أبو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ قال: ثَبَّتَنِي في شَيْءٍ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِي، وَقَدْ كَانَ انْقَطَعَ مِنَ الْقِرْطَاسِ.

جناب ابوعلی (لولوی' تلمیذ امام ابوداود) کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوداود سے سنا' وہ کہتے تھے کہ اس حدیث کا کچھ حصہ مجھے میرے ساتھیوں نے یاد کرایا ہے جو کہ میرے کاغذ سے ضائع ہو گیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① متبع سنت علماء' صلحاء اور باعمل لوگوں سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنا نہایت قابل قدر اور بلندئ درجات کا حامل عمل ہے۔ ایسے لوگوں سے خود باری تعالیٰ محبت کرتا ہے اور روز قیامت ایسے لوگوں کو اللہ عزوجل کا خصوصی سایہ میسر ہو گا۔ [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ] آمین۔ (صحيح مسلم' حديث: ٢٥٦٦' ٢٥٦٧) ② اصحاب خیر کی زیارت میسر آئے تو ان سے دعائے خیر کرانی چاہیے' یہ مستحب عمل ہے۔ ③ حسب حال مہمانوں کی عمدہ خدمت ان کا حق ہے۔ ④ خطبہ میں عصا وغیرہ لے کر کھڑے ہونا مستحب ہے۔ ⑤ عام انسانوں کے لیے ناممکن ہے کہ شریعت کے تمام تر احکام پر عمل پیرا ہو سکیں' لیکن حسب امکان غفلت وکسل مندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اعمال صالحہ پر استقامت اور میانہ روی کو معمول بنانا ضروری ہے۔ ⑥ محدثین اپنی شخصی فروگزاشتیں بھی بیان کر دیا کرتے تھے تاکہ لوگ انہیں معصوم نہ سمجھنے لگیں۔

١٠٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ رَبِّهِ، عن أبي عِيَاضٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قال: «الْحَمْدُ لله نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بالله مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَن لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ

١٠٩٧- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (خطبے میں) تشہد پڑھتے' تو کہا کرتے [اَلْحَمْدُلِلّٰه نَسْتَعِيْنُه وَنَسْتَغْفِرُه...... الخ] ''تمام طرح کی حمد وثنا اللہ کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد چاہتے اور معافی مانگتے ہیں۔ اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ

١٠٩٧ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٤٦ من حديث أبي عاصم به * قتادة تقدم، ح: ٢٩ وعنعن، وأبوعياض مجهول كما في التقريب.

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ ولا يَضُرُّ اللهَ شَيْئًا».

اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو قیامت سے پہلے حق کے ساتھ' خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے' اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتا۔''

ملحوظہ: اس موضوع پر محدث البانی رحمہ اللہ کا رسالہ "خطبة الحاجة" قابل مطالعہ ہے۔

١٠٩٨- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ أَنَّهُ سألَ ابنَ شِهَابٍ عن تَشَهُّدِ رسولِ الله ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قال: «وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى، وَنَسْأَلُ اللهَ رَبَّنَا أَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيعُهُ وَيُطِيعُ رَسُولَهُ، وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ، وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ، فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ».

١٠٩٨- جناب یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن شہاب سے رسول اللہ ﷺ کے خطبے کے متعلق پوچھا جو آپ جمعہ کے روز پڑھا کرتے تھے۔ تو اسی (مذکورہ حدیث) کی مانند بیان کیا اور کہا [وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى......الخ] ''جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بہت بڑے شر میں جا پڑا۔ ہم اپنے اللہ سے' جو ہمارا رب ہے' سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے رسول کی' اس کی رضامندی کے تابع ہوتے اور اس کی ناراضی سے بچتے ہیں۔ بلاشبہ ہم اسی کے ساتھ ہیں اور اسی کیلئے ہیں۔''

ملحوظہ: یہ روایت بھی مرسل یعنی تابعی کا بیان ہے اس لیے محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

١٠٩٩- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ بنِ سَعِيدٍ، حدثني عَبْدُ العَزِيزِ بنُ رُفَيْعٍ عن تَمِيمٍ الطَّائِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ

١٠٩٩- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک خطیب نے خطبہ دیا اور اس نے کہا: [مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَمَنْ يَعْصِهِمَا]

١٠٩٨ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢١٥، وهو في كتاب المراسيل لأبي داود، ح: ٥٧ * الخبر مرسل.

١٠٩٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح: ٨٧٠ من حديث سفيان الثوري به.

أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فقال: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فقال: «قُمْ - أَوِ اذْهَبْ - بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ».

"جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "کھڑے ہو جاؤ۔" یا فرمایا: "چلے جاؤ تم بہت برے خطیب ہو۔"

فائدہ: نبی علیہ السلام نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر تثنیہ سے ذکر کیا جائے۔ یہ خلاف ادب ہے۔ اس میں مساوات کا شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مفہوم ادا کرنا ہو تو [مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه] کہا جائے۔

١١٠٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن خُبَيْبٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مَعْنٍ، عن بِنْتِ الْحَارِثِ بنِ النُّعْمَانِ قالت: مَا حَفِظْتُ ﴿ق﴾ إِلَّا مِنْ فِي رسولِ الله ﷺ، يَخْطُبُ بِهَا كلَّ جُمُعَةٍ. قالت: وكَانَ تَنُّورُ رسولِ الله ﷺ وَتَنُّورُنَا وَاحِدًا.

١١٠٠- حارث بن نعمان کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ قٓ رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سن کر ہی یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر خطبۂ جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اور ہمارا تنور ایک ہی تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ عن شُعْبَةَ قال: بِنْتِ حَارِثَةَ بنِ النُّعْمَانِ، وقال ابنُ إِسْحَاقَ: أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بنِ النُّعْمَانِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے اس خاتون کا نسب یوں ذکر کیا: "بنت حارثہ بن نعمان" جبکہ ابن اسحاق نے "ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان" کہا۔

فائدہ: خطبۂ جمعہ میں قرآن کریم کی آیات ہی سے وعظ کہنا چاہیے۔ اور سورۂ قٓ کو موضوع بنانا مسنون ومؤکد ہے کہ سامعین کو قیامت اور اس کے حساب کتاب کی شدت یاد دلائی جائے۔ اور وہ اقوام سابقہ کی تاریخ وانجام سے بھی غافل نہ رہیں۔

١١٠١- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حدثني سِمَاكٌ عن جَابِرٍ

١١٠١- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اور آپ کا خطبہ درمیانہ درمیانہ

١١٠٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٨٧٣ عن محمد بن بشار به، وانظر، ح: ١١٠٢، ١١٠٣.

١١٠١ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها، ح: ١٤١٩، وابن ماجه، ح: ١١٠٦ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ٨٦٦ من حديث أبي الأحوص عن سماك به نحوه.

ابنِ سَمُرَةَ قال: كَانَتْ صَلَاةُ رسولِ الله ﷺ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا، يَقْرَأُ آياتٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ.

ہوتے تھے۔ آپ قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① خطبۂ جمعہ کو بہت زیادہ طویل کر دینا اور اس کے بالمقابل نماز کو مختصر رکھنا خلاف سنت ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبۂ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا ضروری نہیں' بلکہ اس سے اصل مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہو' اس لیے خطبہ اس زبان میں ہونا چاہیے جو لوگوں کی سمجھ میں آ سکے اور وہ خطبہ سن کر اس سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ اور ان کی زندگی میں انقلاب آئے۔ ③ اگر یہ پابندی لگا دی جائے کہ خطبۂ جمعہ صرف عربی زبان میں ہو اور بس' تو عربی نہ جاننے والوں کی سمجھ میں اس سے کیا آئے گا؟ اور کیسے ان کی اصلاح ہو گی؟ اس طرح تو وعظ و نصیحت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

١١٠٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن أُخْتِهَا قالت: مَا أَخَذْتُ ﴿ق﴾ إِلَّا مِنْ فِي رسولِ الله ﷺ، كَانَ يَقْرَأُهَا في كلِّ جُمُعَةٍ.

١١٠٢- عمرہ اپنی بہن سے روایت کرتی ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے سورۂ "ق" رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک ہی سے (سن کر) یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ (کے خطبہ میں) پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ وَابنُ أَبِي الرِّجَالِ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بنِ النُّعْمَانِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ایوب اور ابن ابی الرجال نے یحییٰ بن سعید سے' انہوں نے عمرہ سے' انہوں نے ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١١٠٣- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن يَحْيَى ابنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا، بِمَعْنَاهُ.

١١٠٣- یحییٰ بن سعید' عمرہ سے' وہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی بہن سے' جو اِن سے بڑی تھیں۔ اس کے ہم معنی روایت ہے۔

توضیح: عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور ام ہشام بنت حارثہ یا تو رضاعی بہنیں ہیں یا کوئی اور قرابت داری ہے۔

١١٠٢- **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، انظر الحديث الآتي.

١١٠٣- **تخريج**: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ٨٧٢ عن ابن السرح به.

(المعجم ٢٢٢، ٢٢٤) - **باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ** (التحفة ٢٣١)

باب: ٢٢٢، ٢٢٤- (دوران خطبہ) منبر پر ہاتھ اٹھانا

١١٠٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن حُصَيْنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال: رَأَى عُمَارَةُ بنُ رُوَيْبَةَ بِشْرَ بنَ مَرْوَانَ وَهُوَ يَدْعُو فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فقال عُمَارَةُ: قَبَّحَ الله هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ، قال: زَائِدَةُ قال حُصَيْنٌ: حدثني عُمَارَةُ، قال: لَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا يَزِيدُ عَلَى هَذِهِ يَعْني السَّبَّابَةَ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ.

١١٠٤- جناب حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بن رویبہ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر) دعا کر رہا تھا۔ (ہاتھ ہلا رہا تھا) تو عمارہ نے کہا: اللہ ان دونوں ہاتھوں کو رسوا کرے...... زائدہ کہتے ہیں کہ حصین نے کہا: مجھے عمارہ نے بیان کیا...... تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ یعنی صرف شہادت کی انگلی (اٹھانے پر اکتفا کرتے تھے) جو انگوٹھے سے ملی ہوتی ہے۔

فائدہ: خطیب کا دوران خطبہ میں اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر لوگوں سے خطاب کرنا خلاف سنت اور خلاف ادب جمعہ ہے۔ صرف انگشت شہادت سے اشارہ ثابت ہے۔ رہا یہ استدلال کہ اثنائے خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ممنوع ہے، اگرچہ بعض رواۃ اس طرف گئے ہیں مگر یہ استدلال مرجوح ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے استسقاء کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی۔

١١٠٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْني ابنَ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن ابنِ أَبِي ذُبَابٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: مَا رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ شَاهِرًا يَدَيْهِ قَطُّ يَدْعُو عَلَى مِنْبَرِهِ وَلَا غَيْرِهِ، وَلَكِنْ

١١٠٥- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے منبر پر یا اس کے علاوہ دعا کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ یوں کرتے تھے اور اشارہ کر کے دکھایا کہ آپ انگشت شہادت اٹھاتے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیتے۔

١١٠٤- **تخريج**: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلٰوة والخطبة، ح: ٨٧٤ من حديث حصين بن عبدالرحمٰن به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٦١٤.

١١٠٥- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٣/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٥/ ٣٣٧ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٥٠ * عبدالرحمٰن بن معاوية بن الحويرث ضعفه الجمهور، وباقي السند حسن.

رَأَيْتُهُ يقولُ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَعَقَدَ الْوُسْطَى بِالإِبْهَامِ.

(المعجم ٢٢٣، ٢٢٥) - **باب إِقْصَارِ الْخُطَبِ** (التحفة ٢٣٢)

باب:۲۲۳، ۲۲۵- خطبہ مختصر ہونا چاہیے

١١٠٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بنُ صَالِحٍ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن أَبِي رَاشِدٍ، عن عَمَّارِ بن يَاسِرٍ قال: أَمَرَنَا رسولُ الله ﷺ بِإِقْصَارِ الْخُطَبِ.

۱۱۰۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبے مختصر رکھنے کا حکم دیا۔

١١٠٧- **حَدَّثَنا** مَحمودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: أخبرني شَيْبَانُ أَبو مُعَاوِيَةَ، عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ السُّوَائِيِّ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ لا يُطِيلُ المَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ.

۱۱۰۷- حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز لمبا وعظ نہ فرمایا کرتے تھے بلکہ چند مختصر سے کلمات ہوا کرتے تھے۔

فائدہ: خطبہ مختصر ہونا سنت ہے اور تطویل خلاف سنت۔

(المعجم ٢٢٤، ٢٢٦) - **باب الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ** (التحفة ٢٣٣)

باب:۲۲۴، ۲۲۶- وعظ وخطبہ میں امام کے قریب ہونا

١١٠٨- **حَدَّثَنا** عَلِيُّ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ قال: وَجَدْتُ في

۱۱۰۸- جناب معاذ بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی بیاض میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا پایا اور سنا

١١٠٦ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٠ عن عبدالله بن نمير به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٨٩، ووافقه الذهبي * أبوراشد حديثه حسن.

١١٠٧ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٧، ٢٠٨ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٩، وانظر، ح: ١١٠١، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٦٢٦.

١١٠٨ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١١ عن علي بن المديني به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٩، ووافقه الذهبي * قتادة تقدم، ح: ٢٩، وعنعن.

كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ ولم أسْمَعْهُ مِنْهُ، قال قَتَادَةُ: عن يَحْيَى بنِ مَالِكٍ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قال: «احْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوا مِنَ الإمَامِ، فإِنَّ الرَّجُلَ لا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتَّى يُؤَخَّرَ في الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا».

نہیں۔ کہ قتادہ نے کہا یحیٰی بن مالک سے وہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''ذکر (خطبہ اور وعظ) میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو۔ انسان (اگر خیر کے مقامات سے) پیچھے رہنے کو معمول بنا لے تو جنت میں بھی پیچھے کر دیا جائے گا اگرچہ اس میں داخل ہو ہی جائے۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمان کو بھلائی اور نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے کا حریص بننا چاہیے تاکہ اللہ کے ہاں قربت میں سبقت پائے۔ بالخصوص جمعہ اور اس کا خطبہ سننا بہت بڑی اہم نیکیوں میں سے ہے۔ ② اسی طرح امام اور خطیب کے قریب ہو کر بیٹھنا بھی باعث فضیلت ہے۔

(المعجم ٢٢٥، ٢٢٧) - **بَابُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الْخُطْبَةَ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ** (التحفة ٢٣٤)

باب: ۲۲۵، ۲۲۷- امام کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دے تو جائز ہے۔

١١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ زَيْدَ بنَ حُبَابٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ وَاقِدٍ: حدثني عَبْدُ اللهِ بنُ بُرَيْدَةَ عن أَبِيهِ قال: خَطَبَنَا رسولُ اللهِ ﷺ فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ ثُمَّ قال: «صَدَقَ اللهُ ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [الأنفال: ٢٨] رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ»، ثُمَّ أَخَذَ في الْخُطْبَةِ.

۱۱۰۹- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ (اس اثناء میں) حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیصیں پہنے ہوئے آئے۔ وہ گرتے تھے اور اٹھتے تھے۔ تو آپ منبر سے اتر پڑے ان کو پکڑا اور ان دونوں کو لے کر منبر پر تشریف لائے پھر فرمایا: ''سچ فرمایا اللہ ذوالجلال نے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''بلاشبہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔'' میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔'' اس کے بعد آپ نے پھر خطبہ دینا شروع کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① کسی معقول عارضے کی بنا پر اگر خطبے کا تسلسل ٹوٹ جائے یا توڑنا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ② حضرات حسنین رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین نواسے ہیں، نبی علیہ السلام نے ان کو اپنی ''راحت جان'' [رَيْحَانَتَايَ]

١١٠٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب حلمه ووضعه الحسن والحسين بين يديه ... الخ، ح: ٣٧٧٤ من حديث حسين بن واقد به، وقال: "حسن غريب".

فرمایا اور جوانانِ جنت کے سردار ہونے کی بشارت دی ہے۔ ان کے دل نواز تذکرے سے ہم اہل السنۃ والجماعۃ اصحاب الحدیث کے چہرے کھل اٹھتے' سینے ٹھنڈے ہوتے' آنکھیں ادب میں جھک جاتی اور زبانیں بے ساختہ [رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُم] پکارنے لگ جاتی ہیں۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ہمیں ان سے عدم محبت کا طعنہ دیتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم محبت کے نام پر انہیں صفات الٰہیہ سے متصف نہیں کرتے کہ انہیں عالم الغیب' مشکل کشا' مجیب الدعوات یا مغیث (فریاد رس) کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط وتفریط کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور آخرت میں ان مقبولانِ الٰہی اور محبوبانِ رسول ﷺ کی رفاقت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

(المعجم ٢٢٦، ٢٢٨) - باب الاِحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٢٣٥)

باب:۲۲۶'۲۲۸- خطبے کے دوران میں اِحتِبَاء (ممنوع ہے)

١١١٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حدثنا المُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ أَبي أَيُّوبَ عن أبي مَرْحُومٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ، عن أَبِيهِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ نَهَى عن الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ.

۱۱۱۰- سہل بن معاذ بن انس اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو حِبْوَہ (بیٹھنے کی ایک صورت) سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: [اِحْتِبَاء یا حِبْوۃ] اس انداز کے بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ انسان اپنے گھٹنے اکٹھے کر کے سینے سے لگا لے اور پھر ہاتھوں سے ان پر حلقہ بنالے یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا لپیٹ لے۔ اسی کو احتباء اور حبوہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ نشست بے پروائی اور عدم توجہ کی علامت سمجھی جاتی ہے' نیز اونگھ بھی آنے لگتی ہے۔ تہبند پہنے ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور بعض اوقات انسان بے وضو بھی ہو جاتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا' الغرض جمعہ میں بالخصوص اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے۔

١١١١- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ حَيَّانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الزِّبْرِقَانِ عن

۱۱۱۱- جناب یعلیٰ بن شداد بن اوس کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ کے ساتھ بیت المقدس میں حاضر تھا۔ انہوں نے ہمیں جمعہ پڑھایا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد میں

١١١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في كراهية الاحتباء والإمام يخطب، ح: ٥١٤ من حديث أبي عبدالرحمٰن المقرىء به، وقال: "حسن".

١١١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ٨٠ من حديث خالد بن حيان به * سليمان بن عبدالله لين الحديث كما في التقريب * خالد بن حيان وسليمان بن عبدالله، لم أجدهما في رجال أبي داود، وهذا أمر عجيب.

يَعْلَى بنِ شَدَّادِ بنِ أَوْسٍ قال: شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ المَقْدِسِ فَجَمَّعَ بِنَا، فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي المَسْجِدِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَأَيْتُهُمْ مُحْتَبِينَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ.

حاضرین کی اکثریت اصحاب نبی ﷺ کی تھی۔ میں نے انہیں دیکھا کہ امام خطبہ دے رہا تھا اور وہ احتباء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ ابنُ عُمَرَ يَحْتَبِي وَالإِمَامُ يَخْطُبُ وَأَنَسُ بنُ مَالِكٍ وَشُرَيْحٌ وَصَعْصَعَةُ بنُ صُوحَانَ وَسَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَمَكْحُولٌ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ سَعْدٍ وَنُعَيْمُ ابنُ سَلاَمَةَ، قال: لا بَأْسَ بِها.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ اثنائے خطبہ میں احتباء کی حالت میں بیٹھا کرتے تھے۔ انس بن مالک ؓ اور شریح' صعصعہ بن صوحان' سعید بن میسب' ابراہیم نخعی' مکحول' اسماعیل بن محمد بن سعد اور نعیم بن سلامہ کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ولم يَبْلُغْنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عُبَادَةَ بْنَ نُسَيٍّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ جناب عبادہ بن نسی ؒ (تابعی) کے علاوہ مجھے کسی کے متعلق معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے اس طرح بیٹھنے کو مکروہ کہا ہو۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں توسّع ہے بالخصوص جبکہ محظورات (ممنوع اور ناجائز امور) میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ بہر حال بہتر یہی ہے کہ احتباء اور حبوہ جیسی نشست سے بچا جائے۔ ② امیر معاویہ ؓ کے خطبے کے دوران میں اکثریت کا اصحاب رسول ہونا امیر معاویہ کے مقبول اور پسندیدہ ہونے کی علامت ہے۔

(المعجم ٢٢٧، ٢٢٩) - باب الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٢٣٦)

باب: ٢٢٧' ٢٢٩- خطبے کے دوران میں بات چیت

١١١٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدٍ، عن أبي

١١١٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم یہ کہو کہ خاموش ہو جاؤ

١١١٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العيدين، باب الإنصات للخطبة، ح: ١٥٧٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(رواية عبدالرحمن بن القاسم)، ح: ١٣، ورواه البخاري، ح: ٩٣٤، ومسلم، ح: ٨٥١ من حديث ابن شهاب الزهري به.

هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا قُلْتَ أَنْصِتْ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ».

اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا۔"

فائدہ: خطبہ کے دوران میں خطیب کو سننا چاہیے اور اسی کے ذمے ہے کہ لوگوں پر نظر رکھے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ کسی کو خاموش کرانا اگرچہ امر بالمعروف ہے مگر سامع کو اس کی بھی اجازت نہیں۔ الا یہ کہ خطیب کا اس طرف خیال نہ ہو یا غفلت کرے تو اشارے سے خاموش کرا دے۔ اگر اشارہ نہ سمجھتا ہو تو از حد مختصر الفاظ سے منع کر دے۔ (كذا في عون المعبود)

١١١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ قالا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عن حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُو وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُو، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا الله عَزَّوَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ ولم يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ ولم يُؤْذِ أَحَدًا، فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذَلِكَ بِأَنَّ الله تَعَالَى عَزَّوَجَلَّ يقولُ: ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ١٦٠]».

١١١٣- عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جمعہ میں تین طرح کے افراد آتے ہیں۔ ایک وہ شخص جو لغو کام کرتا ہے اس کا یہی حصہ ہے۔ دوسرا دعا کے لیے آتا ہے، یہ دعا کرتا ہے اللہ چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو محروم رکھے۔ اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی سے سنتا اور سکوت اختیار کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی گردن پھلانگتا ہے نہ کسی کو ایذا دیتا ہے۔ اس آدمی کے لیے یہ جمعہ آئندہ جمعہ تک کے لیے اور مزید تین دن کے لیے کفارہ ہے۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ جو ایک نیکی لاتا ہے اس کے لیے اس کا دس گنا (اجر) ہے۔"

(المعجم ٢٢٨، ٢٣٠) - باب اسْتِئْذَانِ الْمُحْدِثِ لِلإِمَامِ (التحفة ٢٣٧)

باب: ۲۲۸، ۲۳۰- جس کا وضو ٹوٹ جائے وہ امام کو کیوں کر خبر دے کر جائے

١١١٤- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ

۱۱۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

١١١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٤ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١٣.

١١١٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أحدث في الصلوٰة كيف ◀◀

المِصِّيصيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ قالت: قال النَّبيُّ ﷺ: «إذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُم فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں بے وضو ہو جائے‘ تو چاہیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھے اور چلا جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ عن هِشَامٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إذَا دَخَلَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ» لم يَذْكُرا عَائِشَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن سلمہ اور ابواسامہ نے عن ہشام عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ”جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو“ انہوں نے حضرت عائشہ ؓ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی اس معاملے میں نماز اور خطبے کا مسئلہ تقریباً ایک ہی ہے۔ اور بے وضو ہو جانے کی صورت میں ناک پر ہاتھ رکھ کر چلے جانا بیان عذر کی ایک علامت بتائی گئی ہے۔

(المعجم ٢٢٩، ٢٣١) - بَابٌ: إذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٢٣٨)

باب: ۲۲۹‘۲۳۱- جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو......

١١١٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَمْرٍو - وَهُوَ ابنُ دِينَارٍ - عن جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فقال: «أَصَلَّيْتَ يافُلَانُ؟» قال: لا. قال: «قُمْ فَارْكَعْ».

۱۱۱۵- سیدنا جابر ؓ کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن ایک شخص آیا اور نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اے فلاں! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔“

١١١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ

۱۱۱۶- جناب اعمش‘ ابوسفیان سے‘ وہ حضرت جا[بر]

◀ ينصرف؟، ح: ١٢٢٢ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠١٩، وابن حبان، ح: ٢٠٥، ٢٠٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٨٤، ٢٦٠، ووافقه الذهبي.

١١١٥- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب . . . الخ، ح: ٩٣٠، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥ من حديث حماد بن زيد به.

١١١٦- تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث الأعمش به، ورواه ابن ماجه، ح: ١١١٤ [من] حديث حفص بن غياث به.

وَإِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ، المَعْنَى، قالا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن الأعمَش، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ، وعن أبي صَالحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالا: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ ورسولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فقال لَهُ: «أَصَلَّيْتَ شَيْئًا؟» قال: لَا، قال: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزْ فِيهِما».

رضی اللہ عنہ سے، نیز اعمش، ابوصالح سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں کا بیان ہے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، آپ نے ان سے کہا: ''کیا تم نے کوئی نماز پڑھی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں: آپ نے فرمایا: ''مختصری دو رکعتیں پڑھ لو۔''

١١١٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن سَعِيدٍ، عن الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ، عن طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يُحَدِّثُ أَنَّ سُلَيْكًا جَاءَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قال: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُم وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فيهما».

١١١٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کررہے تھے کہ جناب سلیک آئے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ مزید یہ کہا کہ پھر نبی علیہ السلام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ مختصری دو رکعتیں پڑھے۔

فوائد ومسائل: ① قبل از خطبہ جمعہ نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ کم از کم دو رکعت تحیۃ المسجد لازماً پڑھنی چاہیے۔ یہ نہایت مؤکد ہے، حتیٰ کہ اگر امام خطبہ دے رہا ہو تو بھی مختصری دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ الا یہ کہ خطبہ فوت ہو جائے تو جماعت میں شامل ہو جائے۔ ② امام اثنائے خطبہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے اور لوگوں کو شریعت کے مسائل سے آگاہ کرے، مگر جس بات کی تفصیل معلوم نہ ہو تو پہلے معلوم کرلے پھر حکم دے جیسے کہ نبی علیہ السلام نے پہلے دریافت فرمایا کہ ''کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟'' ③ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاتا ہے کہ تحیۃ المسجد ممنوع اوقات میں بھی پڑھی جائے، کسی وقت ترک نہ کی جائے۔

(المعجم ٢٣٠، ٢٣٢) - **باب تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٣٩)

باب: ٢٣٠، ٢٣٢- جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں) لوگوں کی گردنیں پھلانگنا منع ہے

١١١٨- **حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ مَعْرُوفٍ:

١١١٨- ابو الزاہر یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک (بار)

١١١٧- تخريج: [صحيح] وهو في المسند لأحمد: ٣/ ٢٩٧ بطوله، وانظر الحديث السابق.

١١١٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب النهي عن تخطي رقاب الناس والإمام على ◄◄

حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ قال: كُنَّا مع عَبْدِ الله بنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ، فقال عَبْدُ الله بنُ بُسْرٍ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ».

جمعہ کے دن ہم حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا' تو حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے' تو نبی ﷺ نے اس سے کہا: ''بیٹھ جاؤ تم نے اذیت دی۔''

فوائد و مسائل: ① جمعہ میں دیر سے آنا اور پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جگہ لینے کی کوشش کرنا انتہائی مکروہ کام ہے۔ مسلمان کا اکرام واجب ہے اور اسے ایذا دینا حرام ہے۔ ② ہاں اگر لوگ جہالت کی بنا پر اگلی صفیں چھوڑ کر پیچھے بیٹھ جائیں تو ایسے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا جائز ہوگا کیونکہ انہوں نے از خود اپنی حرمت پامال کی' پیچھے بیٹھے اور اگلی صفیں پوری نہیں کیں۔ ③ البتہ خطیب امام کو شرعی ضرورت کے تحت اس عمل کی رخصت ہے۔ ایسے ہی جو بے وضو ہو جائے تو باہر جانا اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے' مگر پھر بھی ادب و اکرام سے گزرے۔

(المعجم ٢٣١، ٢٣٣) - **باب الرَّجُلِ يَنْعَسُ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ** (التحفة ٢٤٠)

باب: ۲۳۱' ۲۳۳- خطبے کے دوران میں کسی کو اونگھ آنے لگے تو......؟

١١١٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ، عن ابنِ إسْحَاقَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إذَا نَعَسَ أَحَدُكُم وَهُوَ فِي المَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ».

۱۱۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جب کسی کو اونگھ آنے لگے اور وہ مسجد میں ہو تو چاہیے کہ اپنی جگہ بدل کر کسی اور جگہ بیٹھ جائے۔''

فائدہ: اونگھ یا نیند دور کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ وضو کر لے۔

◀◀ المنبر يوم الجمعة، ح: ١٤٠٠ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١١، وابن حبان ح: ٥٧٢، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

١١١٩ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب: فيمن ينعس يوم الجمعة أنه يتحول من مجلسه ح: ٥٢٦ من حديث عبدة بن سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١٩، وابن حبان ح: ٥٧١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٩١، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٢٣٢، ٢٣٤) - **باب الْإِمَامِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ** (التحفة ٢٤١)

باب:۲۳۲‘۲۳۴-منبر سے اترنے کے بعد امام کسی سے کوئی بات کرے

١١٢٠- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ عن جَرِيرٍ وَهُوَ ابنُ حَازِمٍ، لا أَدْرِي كَيْفَ قَالَهُ مُسْلِمٌ أَوْلا، عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ في الْحَاجَةِ فَيقُومُ مَعَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عن ثَابِتٍ، هُوَ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ.

۱۱۲۰-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترتے اور کوئی شخص اپنی ضرورت سے آپ کے پاس آ جاتا تو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہو جاتے‘ حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتا‘ پھر آپ (مصلے پر) کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے۔

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ثابت سے یہ حدیث معروف نہیں ہے۔ جریر بن حازم اس بیان میں منفرد ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس قسم کا ایک واقعہ‘ جس میں دورانِ خطبہ خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے‘ صحیح مسلم (حدیث:۸۷۶) میں ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا۔ جیسے کہ جامع ترمذی میں ہے کہ ”نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا‘ حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔“ (ترمذی‘ حدیث:۵۱۸- ابوداود‘ حدیث:۲۰۱) اور مسئلہ یوں ہی ہے کہ اگر امام یا کوئی اور شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں‘ مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ٢٣٣، ٢٣٥) - **باب مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً** (التحفة ٢٤٢)

باب:۲۳۳‘۲۳۵-جس شخص کو جمعے کی ایک رکعت مل جائے

١١٢١- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۱۱۲۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

١١٢٠- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الكلام بعد نزول الإمام من المنبر، ح:٥١٧، والنسائي، ح:١٤٢٠، وابن ماجه، ح:١١١٧ من حديث جرير بن حازم به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٣/ ٢٢٤، وقال الترمذي: "غريب"، والحديث ضعفه البخاري وغيره، فالحديث معلل، وحديث مسلم، ح:٨٧٦ يغني عنه.

١١٢١- **تخريج**: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوٰة، باب من أدرك من الصلوٰة ركعةً، ح:٥٨٠، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلوٰة فقد أدرك تلك الصلوٰة، ح:٦٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٠، (والقعنبي، ص:٣٥، ٣٦).

ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔''

فائدہ: جس شخص نے جمعہ، جماعت اور نماز کے وقت میں ایک رکعت پالی اس نے نماز کی ادائیگی اور فضیلت پا لی۔ اسی طرح جمعہ کی ایک رکعت پائے تو ایک رکعت اور پڑھے ورنہ چار رکعت مکمل کرے۔ ائمہ کرام سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی بیان کرتے ہیں۔ علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ صاحب تحفۃ الاحوذی نے مسلک احناف کو ترجیح دی ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ بھی پالے چاہے تشہد ہی کیوں نہ ہو تو وہ باقی نماز دو رکعت ہی جمعہ کی پوری کرے گا اور ظہر کی نماز نہیں پڑھے گا۔ واللہ اعلم۔
(جامع الترمذی مع التحفۃ، حدیث: ۵۲۴)

(المعجم ٢٣٤، ٢٣٦) - باب مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ (التحفة ٢٤٣)

باب: ۲۳۴، ۲۳۶- نماز جمعہ میں قراءت

١١٢٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوانَةَ عن إبْرَاهِيمَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ المُنْتَشِرِ، عن أبيهِ، عن حَبِيْبِ بنِ سَالِمٍ، عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾. قال: وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَقَرَأَ بِهِمَا.

۱۱۲۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورت ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ بعض اوقات عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تو بھی یہی سورتیں پڑھتے۔

١١٢٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ضَمْرَةَ بنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ أَنَّ الضَّحَّاكَ ابنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رسولُ الله ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ

۱۱۲۳- جناب ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز سورۂ جمعہ کی تلاوت کے بعد کون سی سورت پڑھا کرتے تھے۔ کہا کہ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (یعنی دوسری رکعت میں) پڑھتے تھے۔

١١٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوٰة الجمعة، ح: ٨٧٨ عن قتيبة به.

١١٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ٨٧٨ من حديث ضمرة بن سعيد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١١، (والقعنبي، ص١٦٦).

سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ فقال: كَانَ يَقْرَأُ بِـ ﴿هَلْ أَتَنكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١١٢٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن جَعْفَرٍ، عن أبيهِ، عن ابنِ أَبِي رَافِعٍ قال: صَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ﴾. قال: فأَدْرَكْتُ أبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. قال أَبُو هُرَيْرَةَ: فإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۱۲۴- ابن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے ہمیں جمعہ پڑھایا تو انہوں نے سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں ﴿اِذَا جَآءَ كَ الْمُنٰـفِقُوْنَ﴾ کی تلاوت کی۔ ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ نماز کے بعد میں حضرت ابو ہریرہ سے ملا اور کہا کہ آپ نے جو سورتیں تلاوت کی ہیں حضرت علی ؓ بھی کوفہ میں یہی پڑھا کرتے تھے۔ تو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ بھی جمعہ کے روز (نماز جمعہ میں) یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے بعض دفعہ جمعے کی نماز میں یہ دونوں سورتیں بھی پڑھی ہیں۔

١١٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن شُعْبَةَ، عن مَعْبَدِ بنِ خَالِدٍ، عن زَيْدِ بنِ عُقْبَةَ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ في صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَنكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۱۲۵- حضرت سمرہ بن جندب ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰـكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: نماز میں قرآن کریم میں سے کہیں سے پڑھ لیا جائے تو نماز بلاشبہ صحیح اور درست ہے' مگر رسول اللہ ﷺ کی اختیار کردہ قراءت کو معمول بنانا نبی علیہ السلام سے اور آپ کی سنت سے محبت کی علامت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر مزید کا باعث ہے۔ اور اس میں جو لذت اور شرف ہے وہ اصحاب الحدیث ہی کا نصیبہ ہے۔ كَثَّرَ اللّٰهُ سَوَادَهُمْ.

١١٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوٰة الجمعة، ح: ٨٧٧ عن القعنبي به.

١١٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب القراءة في صلوٰة الجمعة ... الخ، ح: ١٤٢٣ من حديث شعبة به.

(المعجم ٢٣٥، ٢٣٧) - **باب الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَبَيْنَهُمَا جِدَارٌ** (التحفة ٢٤٤)

باب:۲۳۵، ۲۳۷- امام اور مقتدی کے درمیان دیوار حائل ہو تو اقتداء کا حکم؟

١١٢٦- **حَدَّثَنَا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: صَلَّى رسولُ الله ﷺ في حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ.

۱۱۲۶- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہَ (اعتکاف) میں نماز پڑھی اور لوگ حجرے سے باہر آپ کی اقتدا کر رہے تھے۔

فائدہ: جب نمازیوں کی صفیں متصل ہوں اور صفوں کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو' خواہ امام اور مقتدیوں کے درمیان ہی یہ صورت ہو اور انہیں امام کے احوال کی بخوبی اطلاع ہو تو اقتدا جائز ہے جیسے آج کل مساجد کئی کئی منزلہ بن گئی ہیں یا عورتیں پردے کے پیچھے ہوتی ہیں۔ مگر ریڈیو یا ٹی وی کے ذریعے سے اقتدا جائز نہیں۔ کیونکہ صفیں متصل نہیں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ٹی وی کے ذریعے سے ان عبادات کو ٹیلی کاسٹ (نشر) کرنا ہی شرعاً سخت محل نظر ہے' چہ جائیکہ ٹی وی کی سکرین پر نمودار ہونے والے شخص کو امام بنالیا جائے؟

(المعجم ٢٣٦، ٢٣٨) - **باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٤٥)

باب:۲۳۶، ۲۳۸- جمعے کے بعد نماز کا بیان

١١٢٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ [الْعَتَكِيُّ]، المَعْنَى، قالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَقَامِهِ، فَدَفَعَهُ وقال: أَتُصَلِّي الْجُمُعَةَ أَرْبَعًا؟! وَكَانَ عَبْدُ الله يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ويقولُ: هَكَذَا فَعَلَ رسولُ الله ﷺ.

۱۱۲۷- جناب نافع ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جمعہ کے روز (جمعہ کے بعد) اسی جگہ دو رکعتیں پڑھ رہا تھا' تو آپ نے اسے ہٹا دیا اور کہا: کیا تو جمعے کی چار رکعتیں پڑھتا ہے؟ حضرت عبداللہ ؓ جمعہ کے روز (جمعہ کے بعد) اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا ہے۔

١١٢٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا كان بين الإمام وبين القوم حائط أو سترة، ح: ٧٢٩ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، مطولاً، ورواه أحمد: ٦/ ٣٠ عن هشيم به.

١١٢٧ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الجمعة، باب إطالة الركعتين بعد الجمعة، ح: ١٤٣٠ من حديث أيوب به.

فوائد ومسائل: ① فرائض کے بعد فوراً اسی جگہ نوافل نہیں پڑھنے چاہییں' بلکہ جگہ بدل لی جائے یا کسی سے بات چیت یا اذکار کے ذریعے سے وقفہ کیا جائے۔ ② جمعہ کے بعد گھر میں جا کر دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ ③ علماء کے ذمے ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جرأت سے ادا کیا کریں۔ لیکن اس عظیم مقصد کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کو اس کی تلقین کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں' یعنی اپنے اخلاق' کردار اور اعمال کو سنت مطہرہ کے مطابق بنائیں۔

١١٢٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنَا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ قال: كَانَ ابنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ في بَيْتِهِ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

١١٢٨- جناب نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ جمعہ سے پہلے لمبی نماز پڑھا کرتے تھے اور جمعے کے بعد گھر جا کر دو رکعتیں پڑھتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ یہی کیا کرتے تھے۔

١١٢٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عُمَرُ بنُ عَطَاءِ بنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّ نَافِعَ بنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عن شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةُ في الصَّلَاةِ فقال: صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ في الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمْتُ قُمْتُ في مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فقال: لا تُعِدْ لِمَا صَنَعْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ لَا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ.

١١٢٩- جناب عمر بن عطاء بن ابی الخوار سے روایت ہے کہ جناب نافع بن جبیر نے ان کو نمر کے بھانجے جناب سائب بن یزید کے پاس بھیجا' یہ پوچھنے کے لیے کہ وہ کیا بات تھی جو حضرت معاویہ ؓ نے ان سے نماز میں دیکھی تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت معاویہ ؓ کی معیت میں ان کے مقصورہ میں جمعہ کی نماز پڑھی' سلام کے بعد میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی۔ جب وہ اپنی منزل میں آئے تو مجھے بلوایا اور کہا: جو کچھ تم نے کیا ہے ایسے پھر مت کرنا' جب تم جمعہ پڑھو تو اسے نماز کے ساتھ مت ملاؤ' حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے چلے جاؤ۔ بلاشبہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا جائے' حتیٰ کہ تم کوئی بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔

١١٢٨ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] وانظر الحديث السابق، وصححه ابن الملقن على شرط الشيخين، (تحفة المحتاج: ١/٣٩٨، ح: ٤٣٣).

١١٢٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوٰة بعد الجمعة، ح: ٨٨٣ من حديث ابن جريج به.

فائدہ: اہل علم کے لیے ضروری اور بہتر ہے کہ مسئلہ بیان کرتے یا فتویٰ دیتے ہوئے وہ دلیل بیان کریں' تاکہ سامعین کو علم' بصیرت اور اطمینان ووثوق حاصل ہو۔

١١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ ابنِ أَبي رِزْمَةَ المَرْوَزِيُّ: أخبرنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ في المَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهُ؟ فقال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

١١٣٠- جناب عطاء حضرت ابن عمر ؓ سے راوی ہیں کہ وہ جب مکے میں ہوتے' اور جمعہ پڑھتے تو آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھتے' پھر آگے بڑھتے اور چار رکعتیں پڑھتے اور جب مدینے میں ہوتے اور جمعہ پڑھتے تو اس کے بعد گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں ادا کرتے اور مسجد میں نہ پڑھتے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے امین تھے' رسول اللہ ﷺ کے متبع تھے' ان کے اعمال پر نظر رکھی جاتی تھی اور تفصیل ودلیل بھی پوچھی جاتی تھی۔ ان کے بعد علمائے امت اس امانت کے وارث ہیں۔ لوگ ان کے کردار کو دینی نظر سے دیکھتے اور دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ تو چاہیے کہ طلبۂ دین اور علمائے شریعت صحیح سنت نبوی کو اپنا معمول بنائیں تاکہ لوگوں کو صحیح عملی نمونہ ملے اور اس کا اجر اللہ عزوجل ہی کے ہاں ملنے والا ہے۔ ② عام مسلمانوں کے بھی ذمے ہے کہ مسائل واعمال میں قرآن وسنت صحیحہ کی دلیل طلب کریں کیونکہ علماء کسی صورت بھی معصوم نہیں ہیں۔

١١٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ قالَ ابنُ الصَّبَّاحِ قالَ:

١١٣١- سہیل اپنے والد ابو صالح سے' وہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا (ابن صباح کے الفاظ ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعے کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعت پڑھے۔'' اور ابن صباح کی حدیث مکمل ہوئی۔ (احمد بن

١١٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٤٠، ٢٤١، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٣٩٧، ٣٩٨، ح: ٤٣٠، واختصره الترمذي، ح: ٥٢٣ جدًا.

١١٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوٰة، بعد الجمعة، ح: ٨٨١ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

«مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا» وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وقال ابنُ يُونُسَ: «إِذَا صَلَّيْتُم الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا» قال: فقال لي أبي: يَابُنَيَّ! فإنْ صَلَّيْتَ في المَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَيْتَ المَنْزِلَ أَوِ الْبَيْتَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

یونس کی حدیث کے الفاظ ہیں:) ''جب تم جمعہ پڑھ لوتو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھو۔'' میرے والد (ابوصالح) نے مجھ سے کہا: بیٹے! اگر مسجد میں پڑھوتو دو رکعت پڑھو' پھر جب گھر آ ؤتو دو رکعتیں اور پڑھو۔

فائدہ: یہ تلقین' ترغیب اور استحباب کے لیے ہے۔

١١٣٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ في بَيْتِهِ.

١١٣٢- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ الله ابنُ دِينَارٍ عن ابنِ عُمَرَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن دینار نے بھی حضرت ابن عمر ؓ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١١٣٣- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ: أخبرنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، أخبرني عَطَاءٌ: أَنَّهُ رَأى ابنَ عُمَرَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَيَنْمَازُ عن مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّىٰ فِيهِ الْجُمُعَةَ قَلِيلًا غَيْرَ كَثِيرٍ قال: فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قال: ثُمَّ يَمْشِي أَنْفَسَ مِنْ ذَلِكَ فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ رَأَيْتَ ابنَ عُمَرَ

١١٣٣- عطاء ؒ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد نماز پڑھتے تو اپنی اس جگہ سے' جہاں انہوں نے جمعہ پڑھا ہوتا کچھ ہٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور پھر اس سے تھوڑا سا اور ہٹ جاتے اور چار رکعات پڑھتے۔ میں نے عطاء سے پوچھا: آپ نے حضرت ابن عمر ؓ کو ایسا کرتے ہوئے کتنی بار دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: کئی بار۔

١١٣٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب صلٰوة الإمام بعد الجمعة، ح:١٤٢٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:٥٥٢٧، واختصره الترمذي، ح:٤٣٤، ورواه البخاري، ح:١١٦٥، ومسلم، ح:٨٨٢ من حديث الزهري به.

١١٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الصلٰوة قبل الجمعة وبعدها، ح:٥٢٣ من حديث ابن جريج به، مختصرًا.

يَصْنَعُ ذَلِكَ؟ قال: مِرَارًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ المَلِكِ بنُ أَبِي سُلَيْمَانَ ولم يُتِمَّهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں اس روایت کو عبدالملک بن ابی سلیمان نے بھی روایت کیا ہے مگر مکمل بیان نہیں کیا۔

توضیح: جمعہ کے بعد سنتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اپنا فعل گھر جا کر دو رکعات پڑھنے کا ہے اور امت کو چار رکعات کی ترغیب دی ہے' بغیر اس فرق کے کہ مسجد میں پڑھی جائیں یا گھر میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غالباً نبی علیہ السلام کے فعل اور قول دونوں کو جمع کر لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان یا عمل سے چھ رکعات پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ بہر حال چار رکعات افضل اور راجح ہیں۔ (دیکھیے مرعاۃ المفاتیح' حدیث:١١٧٥) اور بعض نے یہ تطبیق بھی دی ہے کہ مسجد میں پڑھنی ہوں تو چار رکعتیں اور گھر جا کر پڑھنی ہوں تو دو رکعتیں پڑھی جائیں۔

(المعجم ٢١٩، ٢٢١- تابع) - بَابٌ: فِي الْقُعُودِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

باب:٢١٩' ٢٢١- دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا

١٠٩٢م - حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْني ابنَ عَطَاءٍ، عن الْعُمَرِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إذَا صَعِدَ المِنبَرَ حَتَّى يَفْرُغَ - أُرَاهُ قال: المُؤَذِّنُ - ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

١٠٩٢م- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جاتے' حتیٰ کہ مؤذن فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔

ملحوظہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے (١٠٩٢)

(المعجم ٢٣٩) - باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ٢٤٦)

باب:٢٣٩- نماز عیدین کے احکام ومسائل

١١٣٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ قال: قَدِمَ

١١٣٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ان لوگوں کے ہاں

١٠٩٢م - تخريج: [ضعيف] تقدم: ١٠٩٢.

١١٣٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العيدين، باب١، ح: ١٥٥٧ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٣/ ٢٥٠، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٩٤، ووافقه الذهبي.

رسولُ الله ﷺ المَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فيهِمَا فقال: «مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟» قالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا في الْجَاهِلِيَّةِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ الله قَدْ أَبْدَلَكُم بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ».

دو دن تھے کہ وہ ان میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''یہ دو دن کیا ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ ہم دور جاہلیت میں ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے ان سے اچھے دن دیے ہیں۔ اَضحیٰ (قربانی) کا دن اور فطر کا دن۔''

فائدہ: اسلام نے جاہلیت کے تمام شعائر کو حق کے ساتھ بدل دیا ہے' تو مسلمان کو اسی حق کے ساتھ تمسک کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی عیدوں کی تعداد صرف دو ہے' باقی سب خود ساختہ ہیں۔

(المعجم ٢٣٧، ٢٤٠) - باب وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ (التحفة ٢٤٧)

باب: ۲۳۷' ۲۴۰- عید کے لیے جانے کا وقت

١١٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ خُمَيْرٍ الرَّحَبِيُّ قال: خَرَجَ عَبْدُ الله بنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رسولِ الله ﷺ مَعَ النَّاسِ في يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الإِمَامِ فقال: إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ، وَذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

۱۱۳۵- جناب یزید بن خمیر الرحبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن بسر ؓ صحابیٔ رسول لوگوں کے ساتھ عید فطر یا عید اضحیٰ کے لیے تشریف لائے تو امام کے تاخیر کر دینے کو انہوں نے ناپسند کیا اور کہا: ہم تو اس وقت فارغ ہو چکے ہوتے تھے' یعنی اشراق کے وقت۔

فائدہ: نماز عید میں بہت زیادہ تاخیر کرنا اچھا نہیں ہے۔

(المعجم ٢٣٨، ٢٤١) - باب خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ (التحفة ٢٤٨)

باب: ۲۳۸' ۲۴۱- عورتوں کا عید کے لیے جانا

١١٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۱۳۶- حضرت محمد بن سیرین' حضرت ام عطیہ ؓ

١١٣٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في وقت صلوة العيدين، ح: ١٣١٧ من حديث صفوان به، وهو في المسند (أطراف المسند: ٢/ ٦٨٨، ح: ٣٠٧٥)، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي.

١١٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى، ح: ٩٧٤، ومسلم، صلوة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى . . . الخ، ح: ٨٩٠ من حديث أيوب به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَحَبِيبٍ وَيَحْيَى بنِ عَتِيقٍ وَهِشَامٍ، في آخرينَ، عن مُحَمَّدٍ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قالت: أَمَرَنَا رسولُ الله ﷺ أَنْ نُخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ يَوْمَ الْعِيدِ، قِيلَ: فَالْحُيَّضَ؟ قال: «لِيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ»، قال: فقالت امْرَأَةٌ: يارسولَ الله! إنْ لَمْ يَكُنْ لإحْدَاهُنَّ ثَوْبٌ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قال: «تُلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا طَائِفَةً مِنْ ثَوْبِهَا».

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ پردے میں بیٹھی ہوئی عورتوں کو بھی عید کے دن ساتھ لے جائیں۔ پوچھا گیا کہ جو ایام میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ بھی خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔'' ایک عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اگر کسی کے پاس (پردے کے لیے) چادر نہ ہو تو وہ کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی سہیلی اسے اپنی چادر کا ایک حصہ اوڑھا دے۔''

فوائد ومسائل: ① عید کے دنوں میں عورتوں کا عیدگاہ میں جانا مستحب ہے مگر پردے میں' خوشبو اور آواز دار زیور کے بغیر۔ ② ''دعوۃ المسلمین'' میں اجتماعی دعا کا ثبوت ہے۔ مگر مروجہ طریقے سے نہیں۔ ③ دعا کے لیے طہارت ضروری نہیں' اس کے بغیر بھی دعا کرنا جائز ہے۔

١١٣٧ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن مُحَمَّدٍ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ بهذا الْخَبَرِ قال: «وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ». ولم يَذْكُرِ الثَّوْبَ. قال: وَحَدَّثَ عن حَفْصَةَ عن امْرَأَةٍ تُحَدِّثُهُ عن امْرَأَةٍ أُخْرَىٰ قالت: قِيلَ: يارسولَ الله! فَذَكَرَ مَعْنَى مُوسَى في الثَّوْبِ.

١١٣٧- حضرت ام عطیہ ؓ نے یہی حدیث بیان کی (محمد بن سیرین نے) کہا اور ایام والی خواتین نماز کے مقام سے الگ رہیں۔ اور کپڑے کا ذکر نہیں کیا۔ اور (حماد نے بواسطہ ایوب) حفصہ بنت سیرین سے' انہوں نے ایک خاتون سے' انہوں نے ایک دوسری خاتون سے روایت کیا' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اور کپڑے کے بارے میں موسیٰ بن اسماعیل کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

١١٣٨ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن حَفْصَةَ

١١٣٨- حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔ اور کہا کہ حیض والیاں

١١٣٧ـ تخريج: [**صحيح**] متفق عليه من حديث حماد بن زيد به، انظر الحديث السابق، أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٣/ ٤٠٣ من حديث أبي داود به.

١١٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب التكبير أيام منى . . . الخ، ح: ٩٧١، ومسلم، صلٰوة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى . . . الخ، ح: ٨٩٠ من حديث عاصم الأحول به.

بِنْتِ سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ قالت: كُنَّا نُؤْمَرُ بهذا الْخَبَرِ، قالت: وَالْحُيَّضُ يَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ مع النَّاسِ.

لوگوں کے پیچھے ہوں اور لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہیں۔

فائدہ: عورتوں کے لیے ایام مخصوصہ میں بھی تکبیرات اور اللہ کا ذکر مباح اور مشروع ہے۔ اس کے لیے طہارت ضروری نہیں ہے۔

١١٣٩- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ يَعْني الطَّيَالِسِيَّ، وَمُسْلِمٌ قالا: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ ابنُ عُثْمَانَ: حدثني إِسْمَاعِيلُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ عَطِيَّةَ عن جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ لَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ جَمَعَ نِسَاءَ الأَنْصَارِ في بَيْتٍ فأَرْسَلَ إِلَيْنَا عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قال: أَنَا رسولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكُنَّ وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فيهِمَا الْحُيَّضَ وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا، وَنَهَانَا عن اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ.

١١٣٩- اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ اپنی دادی حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں تشریف لائے تو انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا اور حضرت عمر بن خطاب ؓ کو ہماری طرف بھیجا۔ وہ دروازے پر کھڑے ہوئے، ہم کو سلام کیا، ہم نے سلام کا جواب دیا، پھر انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا فرستادہ ہوں۔ آپ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں (عورتوں کو) عیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ایام والیوں اور نوخیز لڑکیوں کو بھی عیدگاہ لے کے چلیں۔ جمعہ ہم پر نہیں ہے اور جنازوں میں جانے سے ہمیں منع فرمایا۔

(المعجم ٢٣٩، ٢٤٢) - باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٢٤٩)

باب: ٢٣٩، ٢٤٢- عید کے روز خطبہ

١١٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ رَجَاءٍ عن أَبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ

١١٤٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے کہا کہ مروان نے عید کے روز منبر نکلوایا اور نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے

١١٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٨٥، ٦/ ٤٠٨، ٤٠٩ عن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٢٢.

١١٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان . . . الخ، ح: ٤٩ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

الْخُدْرِيِّ؛ ح: وعن قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: أَخْرَجَ مَرْوَانُ المِنْبَرَ في يَوْمِ عِيدٍ فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فقال: يامَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ المِنْبَرَ في يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فقال أبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هٰذَا؟ قالُوا: فُلَانُ بنُ فُلَانٍ، فقال: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لم يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الإيمَانِ».

مروان! تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ عید کے روز منبر نکلوایا ہے جب کہ اس دن یہ نہ نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے خطبے سے ابتدا کی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ انہوں نے کہا: اس نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''(تم میں سے) جو کوئی برائی دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے دور کر سکتا ہو تو ہاتھ سے دور کرے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے یہ کام کرے' اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی مروان کو عید سے پہلے خطبہ دینے سے منع کیا تھا۔ (صحیح بخاری' حدیث:٩٥٦) اور اس روایت میں انکار کرنے والے کا نام عمارہ بن رویبہ یا ابو مسعود رضی اللہ عنہما ہے۔ (عون المعبود) ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی مخالفت از حد گراں گزرتی تھی۔ ③ ''دل سے برا جانے'' کا مفہوم یہ ہے کہ عزم رکھے کہ جب بھی موقع ملا' اس برائی کو ختم کر کے رہوں گا۔

١١٤١- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ قالا: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عَطَاءٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُهُ يقولُ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ،

١١٤١- جناب عطاء' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ میں نے ان کو سنا بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ عیدالفطر کے روز کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز سے ابتدا فرمائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ فارغ ہوئے تو اترے اور عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ ونصیحت فرمائی'

١١٤١- **تخريج**: أخرجه البخاري، العيدين، باب موعظة الإمام النساء يوم العيد، ح:٩٧٨، ومسلم، صلٰوة العيدين، باب١، ح:٨٨٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:٥٦٣١، ومسند أحمد:٢/ ٢٩٦.

فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي النِّسَاءُ فِيهِ الصَّدَقَةَ. قال: تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا، وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ. وقال ابنُ بَكْرٍ: فَتْخَتَهَا.

آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں اس میں اپنے صدقات ڈالتی جاتی تھیں۔ کوئی اپنی انگوٹھی ڈالتی تھی، کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ ابن بکر نے (فَتَخَهَا کی بجائے) فَتْخَتَهَا کا لفظ استعمال کیا۔ (یعنی انگوٹھی)

فوائد و مسائل: ① نماز عید سے پہلے خطبہ دینا اور اس کا نام ''بیان یا تقریر'' رکھنا سب ہی خلاف سنت ہے۔ ② عورتوں تک اگر خطبے کی آواز نہ پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ان کے لیے وعظ و نصیحت کا علیحدہ طور پر اہتمام کرنا جائز ہے۔ ③ اسلامی معاشرہ میں شرعی اور اجتماعی امور کیلئے صدقات و عطیات جمع کرنا کوئی معیوب کام نہیں۔ ④ خواتین اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر بھی تھوڑا بہت صدقہ کر سکتی ہیں۔

١١٤٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن أَيُّوبَ، عن عَطَاءٍ قال: أَشْهَدُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ وَشَهِدَ ابنُ عَبَّاسٍ عَلَى رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ - قال ابنُ كَثِيرٍ: أَكْبَرُ عِلْمِ شُعْبَةَ - فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ.

۱۱۴۲- جناب عطاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر شہادت دیتا ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دی کہ آپ عید فطر کے دن نکلے، نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، اس کے بعد عورتوں کے پاس آئے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ابن کثیر نے کہا: شعبہ کا غالب گمان ہے کہ (ایوب نے یہ جملہ بھی کہا تھا کہ) آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو وہ (اپنے صدقات بلال کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔

١١٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَيُّوبَ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قال: فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ

۱۱۴۳- ایوب نے عطاء سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں نے (آپ کا خطبہ) نہیں سنا ہے تو آپ ان کی طرف

١١٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن، ح: ٩٨ من حديث شعبة، ومسلم، صلوة العيدين، باب١، ح: ٨٨٤ من حديث أيوب به.

١١٤٣ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

النِّسَاءَ، فَمَشَى إِلَيْهِنَّ وَبِلَالٌ مَعَهُ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بالصَّدَقَةِ فكانَتِ المَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتِمَ في ثَوْبِ بِلَالٍ.

چلے اور بلال آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا' تو کوئی بلال کے کپڑے میں اپنی بالی ڈال رہی تھی تو کوئی اپنی انگوٹھی۔

١١٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في هذا الحديثِ قال: فَجَعَلَتِ المَرْأَةُ تُعْطِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَجَعَلَ بِلَالٌ يَجْعَلُهُ في كِسَائِهِ قال: فَقَسَمَهُ عَلَى فُقَرَاءِ المُسْلِمِينَ.

۱۱۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں بیان کیا کہ کوئی عورت اپنی بالی دینے لگی اور کوئی اپنی انگوٹھی اور بلال انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرتے جاتے تھے۔ پھر آپ نے اس مال کو فقیر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ: مسلمانوں کے ولی امر اور اسلامی تنظیمات پر لازم ہے کہ اقتصادی طور پر پسے ہوئے اور نادار لوگوں کی مالی معاونت کا اہتمام کرتے رہا کریں' بالخصوص عیدین کے موقع پر۔

(المعجم ٢٤٠، ٢٤٣) - **بَابٌ: يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ** (التحفة ٢٥٠)

باب: ۲۴۰'۲۴۳- خطبے میں کمان کا سہارا لینا

١١٤٥- حَدَّثَنا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ عُيَيْنَةَ عَن أَبِي جَنَابٍ، عن يَزِيدَ بْنِ البَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوِّلَ يوم العيد قوسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ.

۱۱۴۵- جناب یزید بن براء اپنے والد سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ کو عید کے روز کمان دی گئی تو آپ نے اس کے سہارے خطبہ دیا۔

(المعجم ٢٤١، ٢٤٤) - **باب تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ** (التحفة ٢٥١)

باب: ۲۴۱'۲۴۴- عید میں اذان نہیں

١١٤٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۱۱۴۶- جناب عبدالرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ ایک

١١٤٤ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديثين السابقين.

١١٤٥ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٢ عن سفيان بن عيينة به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٦٥٨ * أبوجناب ضعيف، وصرح بالسماع، والحديث السابق: ١٠٩٦ يغني عن حديثه هذا.

١١٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور.. الخ، ◄◄

أخبرنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَابِسٍ قال: سَأَلَ رَجُلٌ ابنَ عَبَّاسٍ: أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مع رسولِ الله ﷺ؟ قال: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ، فأَتَى رسولُ الله ﷺ العَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّىٰ ثُمَّ خَطَبَ ولم يَذْكُرْ أَذَانًا ولا إِقَامَةً. قال: ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ. قال: فَجَعَلْنَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَىٰ آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ، قال: فأَمَرَ بِلَالًا فأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

شخص نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید میں حاضر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں اگر مجھے آپ کے ساتھ تعلق ومرتبہ حاصل نہ ہوتا تو بچپنے کے باعث میں آپ کے قریب نہ ہوسکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے' آپ نے نماز پڑھائی' پھر خطبہ دیا اور (حضرت ابن عباس ؓ نے) کسی اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور اپنی گردنوں کی طرف اشارہ کرنے لگیں۔ بیان کیا کہ آپ نے بلال کو حکم دیا تو وہ ان (عورتوں) کے پاس گئے اور پھر نبی ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔

١١٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن الْحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَاوُسٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ - أَوْ عُثْمانَ - شَكَّ يَحْيَىٰ.

۱۱۴۷- حضرت ابن عباس ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید (کی نماز) اذان اور اقامت کے بغیر پڑھائی۔ اور (ایسے ہی) ابوبکر وعمر یا عثمان نے بھی۔ یحییٰ کو شک ہوا ہے۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے' اسی لیے شیخ البانی ؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

١١٤٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ - وَهَنَّادٌ لفظُهُ - قالا: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن سِمَاكٍ يَعْنِي ابنَ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ

۱۱۴۸- حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دو بار نہیں بلکہ کئی بار نبی ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز پڑھی ہے۔ اذان اور اقامت کے بغیر۔

ح: ٨٦٣ من حديث سفيان الثوري به.

١١٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوٰة العيدين، ح: ١٢٧٤ من حديث يحيى القطان به، ابن جريج عنعن، وحديث البخاري، ح: ٩٦٢، ومسلم، ح: ٨٨٥ يغني عنه.

١١٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة العيدين، باب١، ح: ٨٨٧ من حديث أبي الأحوص به.

سَمُرَةَ قال: صَلَّيْتُ مع النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ ولا مَرَّتَيْنِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ ولا إِقَامَةٍ.

(المعجم ٢٤٢، ٢٤٥) - باب التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ٢٥٢)

باب:۲۴۲'۲۴۵-نماز عید میں تکبیرات کا بیان

١١٤٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابنُ لَهِيعَةَ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائشَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ في الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، في الأُولَىٰ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وفي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

۱۱۴۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید فطر اور اضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

١١٥٠- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ عن خَالِدِ ابنِ يَزِيدَ، عن ابنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: سِوَى تَكْبِيرَتَي الرُّكُوعِ.

۱۱۵۰- جناب خالد بن یزید نے ابن شہاب سے مذکورہ سند کے ساتھ اور اس کے ہم معنی بیان کیا' مزید کہا کہ رکوع کی تکبیر کے علاوہ۔

فائدہ: صحابہ میں سے حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس اور حضرت ابو سعید خدری ؓ اور ائمہ میں سے امام زہری' امام مالک' امام اوزاعی' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ ؒ سے یہی منقول ہے۔

١١٥١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيَّ يُحَدِّثُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: قال نَبِيُّ الله ﷺ: «التَّكْبِيرُ في الْفِطْرِ

۱۱۵۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز عید الفطر میں تکبیریں پہلی رکعت میں سات ہیں اور دوسری میں پانچ اور قراءت ان دونوں کے بعد ہے۔''

١١٤٩_ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلٰوة العيدين، ح: ١٢٨٠ من حديث ابن لهيعة به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ١١٥١.

١١٥٠_ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

١١٥١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلٰوة العيدين، ح: ١٢٧٨ من حديث الطائفي به.

سَبْعٌ فِي الأُولَىٰ وَخَمْسٌ فِي الآخِرَةِ وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا».

١١٥٢- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ يَعْني ابنَ حَيَّان، عن أَبي يَعْلَى الطَّائِفِيِّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ فِي الأُولَىٰ سَبْعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَرْكَعُ.

۱۱۵۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عید فطر کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہتے' پھر قراءت کرتے' پھر تکبیر کہتے (رکوع کے لیے)' پھر (دوسری رکعت میں) کھڑے ہوتے اور چار تکبیریں کہتے' پھر قراءت کرتے پھر (اس کے بعد) رکوع کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابنُ الْمُبَارَكِ قالا: سَبْعًا وَخَمْسًا.

امام ابوداود ؒ نے کہا: وکیع اور ابن مبارک نے یہ حدیث روایت کی تو ان دونوں نے سات اور پانچ تکبیریں بیان کی ہیں۔

فائدہ: یعنی دوسری رکعت میں چار تکبیروں کا ذکر سلیمان بن حیان کا وہم ہے' صحیح پانچ ہیں جیسے کہ امام وکیع اور ابن مبارک کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے بھی پانچ تکبیرات والی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

١١٥٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَابنُ أَبِي زِيادٍ، المَعْنَىٰ قَرِيبٌ، قالا: حَدَّثَنا زيدٌ يَعْني ابنَ حُبابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ ثَوْبَانَ، عن أَبِيهِ، عن مَكْحُول قال: أخبرني أَبُو عَائِشَةَ - جَلِيسٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِي وحُذَيْفَةَ بنَ الْيَمانِ: كَيْفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يُكَبِّرُ فِي الأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فقال أَبُو

۱۱۵۳- جناب سعید بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حذیفہ بن یمان ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید اضحیٰ اور فطر میں تکبیریں کیسے کہا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ ؓ نے کہا: آپ چار تکبیریں کہا کرتے تھے جیسے کہ جنازے میں ہوتی ہیں۔ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا: انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ کہنے لگے: میں جب بصرہ میں لوگوں پر امیر تھا تو ایسے ہی تکبیریں کہا کرتا تھا۔ اور ابوعائشہ نے کہا کہ میں سعید بن العاص کے پاس حاضر تھا۔

١١٥٢ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

١١٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٦ عن زيد بن حباب به * أبوعائشة مجهول كما قال ابن حزم وغيره، ولم أجد من وثقه.

مُوسَى: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى الْجَنائِزِ. فقال حُذَيْفَةُ: صَدَقَ. فقال أَبُو مُوسَىٰ: كَذَلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ في الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ. قال أَبُو عَائشَةَ: وَأَنَا حَاضِرٌ سَعِيدَ بنَ الْعَاصِ.

توضیح: یعنی دونوں رکعتوں میں چار چار تکبیریں ہوتی تھیں۔ پہلی میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین' قراءت سے پہلے۔ اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد تین اور چوتھی رکوع کے لیے۔ امام ابوداود اور امام منذری ﷫ اس حدیث پر کسی نقد سے خاموش ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں ابو عائشہ (جلیس ابوہریرہ) منفرد ہے' وہ مجہول الحال ہے' نیز عبدالرحمٰن بن ثوبان پر بھی جرح ہے۔ اور دیگر ثقات کی ایک جماعت مثلاً علقمہ' اسود اور عبداللہ بن قیس اس قصے کو حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ پر موقوف بیان کرتے ہیں۔ جبکہ مذکورۃ الصدر احادیث جن میں بارہ تکبیرات زائدہ کا بیان آیا ہے وہ مرفوع ہیں اور اسنادی اعتبار سے صحیح ہیں یا حسن اور دیگر ان کی مؤید ہیں۔ اور اکثر صحابہ وائمہ کا انہی پر عمل ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (مرعاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح' حديث: ١٤٥٧-١٤٥٨)

(المعجم ٢٤٣، ٢٤٦) - **باب مَا يُقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ** (التحفة ٢٥٣)

باب: ۲۴۳' ۲۴۶- عیدین میں قراءت

١١٥٤ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ضَمْرَةَ بنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَاذَا كانَ يَقْرأُ بِهِ رسولُ الله ﷺ في الأَضْحَىٰ وَالْفِطْرِ؟ قال: كَانَ يَقْرَأُ فيهِمَا بـ ﴿قٓ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ﴾ وَ﴿ٱقْتَرَبَتِ ٱلسَّاعَةُ وَٱنشَقَّ ٱلْقَمَرُ﴾.

۱۱۵۴- حضرت عمر بن خطاب ؓ نے حضرت ابوواقد لیثی ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کیا قراءت کیا کرتے تھے؟ کہا کہ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

فائدہ: عیدین میں ان سورتوں کی قراءت مسنون اور مستحب ہے۔

(المعجم ٢٤٤، ٢٤٧) - **باب الْجُلُوسِ لِلْخُطْبَةِ** (التحفة ٢٥٤)

باب: ۲۴۴' ۲۴۷- خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا

١١٥٤- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلٰوة العيدين، باب ما يقرأ في صلٰوة العيدين، ح: ٨٩١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٠.

١١٥٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ عن عَطَاءٍ، عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: شَهِدْتُ مع رسولِ الله ﷺ الْعِيدَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قال: «إِنَّا نَخْطُبُ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

۱۱۵۵- حضرت عبداللہ بن سائب ڈاٹٹؤ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کے ہاں عید میں حاضر تھا۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''ہم خطبہ دیتے ہیں تو جو پسند کرے بیٹھ جائے' اور جو جانا چاہے چلا جائے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مُرْسَلٌ عن عَطَاءٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ حدیث (مرفوع صحیح نہیں' بلکہ) مرسل ہے اور عطاء نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔

توضیح: دوسرے محدثین کے نزدیک یہ روایت صحیح یا حسن ہے۔ اس سے عید کے خطبہ کے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ تاہم اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے عید کے اجتماع میں ان عورتوں کو بھی شریک ہونے کی تاکید کی ہے جو ایام حیض میں ہوں اور نماز کی پابندی سے مستثنیٰ ہوں۔ اس لیے خطبۂ عید کے بھی سننے کا اہتمام ہونا چاہیے' اس سے تساہل واعراض' سنت سے تساہل واعراض ہے جو کسی مسلمان کے لیے زیبا نہیں۔

(المعجم ٢٤٥، ٢٤٨) - باب الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَيَرْجِعُ فِي طَرِيقٍ (التحفة ٢٥٥)

باب: ۲۴۵' ۲۴۸- عیدگاہ کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا

١١٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله يَعْني ابنَ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيدِ في طَرِيقٍ ثُمَّ رَجَعَ في طَرِيقٍ آخَرَ.

۱۱۵۶- حضرت ابن عمر ڈاٹٹھا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کو جانے کے لیے ایک راستہ اختیار فرمایا اور واپسی میں دوسرے راستے سے تشریف لائے۔

١١٥٥ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العيدين، باب التخيير بين الجلوس في الخطبة للعيدين، ح: ١٥٧٢، وابن ماجه، ح: ١٢٩٠ من حديث الفضل بن موسى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي * ابن جريج عن عطاء قوي.

١١٥٦ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في الخروج يوم العيد من طريق والرجوع من غيره، ح: ١٢٩٩ من حديث عبدالله العمري به، وحديثه عن نافع قوي، وثقه ابن معين في روايته عن نافع، راجع "ميزان الاعتدال" وغيره.

فائدہ: یہ عمل مستحب ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آتے جاتے) راستہ تبدیل کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ٩٨٦)

(المعجم ٢٤٦، ٢٤٩) - **بَابٌ: إِذَا لَمْ يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ الْغَدِ** (التحفة ٢٥٦)

باب: ٢٤٦، ٢٤٩- اگر عید کے روز عید نہ پڑھی جا سکے تو امام اگلے دن پڑھائے

١١٥٧- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن جَعْفَرِ بنِ أَبي وَحْشِيَّةَ، عن أَبي عُمَيْرِ بنِ أَنَسٍ، عن عُمُومَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَكْبًا جَاؤوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا وَإِذَا أَصْبَحُوا يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ.

١١٥٧- جناب ابوعمیر بن انس اپنے چچوں سے، جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک قافلے والے نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن صبح کو عیدگاہ میں پہنچیں۔

١١٥٨- **حَدَّثَنا** حَمْزَةُ بنُ نُصَيْرٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي مَرْيَمَ: حَدَّثَنا إبراهيمُ بنُ سُوَيْدٍ: أخبرني أُنَيْسُ بنُ أَبي يَحْيَى: أخبرني إِسْحَاقُ بنُ سَالِمٍ مَوْلَى نَوْفَلِ بنِ عَدِيٍّ: أخبرني بَكْرُ بنُ مُبَشِّرٍ الأَنْصَارِيُّ قال: كُنْتُ أَغْدُو مع أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحَى، فَنَسْلُكُ بَطْنَ بُطْحَانَ حَتَّى نَأْتِيَ الْمُصَلَّى فَنُصَلِّيَ مع رسولِ الله ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ مِنْ بَطْنِ بُطْحَانَ إِلَى بُيُوتِنَا.

١١٥٨- حضرت بکر بن مبشر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اصحاب رسول کی معیت میں عید فطر اور عید اضحیٰ کے روز عیدگاہ کو جایا کرتا تھا۔ ہم لوگ وادیٔ بطحان کے بطن سے گزرتے تھے، حتیٰ کہ عیدگاہ میں پہنچ جاتے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اسی وادیٔ بطحان کے بطن سے گزر کر واپس اپنے گھروں کو لوٹ آیا کرتے تھے۔

١١٥٧_ **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، العيدين، باب الخروج إلى العيدين من الغد، ح: ١٥٥٨ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٦٥٣، وصححه البيهقي: ٣/ ٣١٦ وغيره.

١١٥٨_ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الحاكم: ١/ ٢٩٦، ٢٩٧ من حديث سعيد بن أبي مريم به * إسحاق بن سالم مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

توضیح: معنوی اعتبار سے اس حدیث کا تعلق سابقہ باب سے ہے۔ اور اشارہ ہے کہ عیدگاہ سے راستہ بدل کر آنا مستحب ہے ضروری نہیں۔

(المعجم ٢٤٧، ٢٥٠) - **باب الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ** (التحفة ٢٥٧)

باب:۲۴۷'۲۵۰- نماز عید کے بعد نماز پڑھنا؟

١١٥٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: حدثني عدِيُّ بنُ ثَابِتٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا.

۱۱۵۹- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے روز نکلے (عید کی) دو رکعتیں پڑھیں۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر عورتوں کی طرف آئے' آپ کے ساتھ بلال تھے۔ آپ نے ان (عورتوں) کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو کوئی اپنی بالی اتار رہی تھی اور کوئی اپنا ہار۔

فائدہ: عید کے روز عیدگاہ میں کوئی نفل نہیں' عید سے پہلے نہ بعد۔

(المعجم ٢٤٨، ٢٥١) - **بَابٌ: يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ** (التحفة ٢٥٨)

باب:۲۴۸'۲۵۱- بارش کی وجہ سے مسجد میں عید پڑھنا

١١٦٠- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّار: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ؛ ح: وحَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يُوسُفَ قال: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِم: حَدَّثَنا رَجُلٌ مِنَ الفروِيِّينَ - وَسَمَّاهُ الرَّبِيعُ فِي حَدِيثِهِ عِيسَى بنَ

۱۱۶۰- ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمیں فرویوں میں سے ایک آدمی نے بیان کیا...... ربیع نے اس کا نام عیسیٰ بن عبدالاعلیٰ بن ابی فروہ لیا ہے...... کہ انہوں نے ابو یحییٰ عبید اللہ تیمی کو سنا' وہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بیان کرتے تھے کہ (ایک دفعہ) عید کے روز بارش ہوگئی' تو نبی ﷺ نے

١١٥٩ــ تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٤، ومسلم، صلوة العيدين، باب ترك الصلوة، قبل العيد وبعدها، في المصلى، ح: ٨٨٤ بعد، ح: ٨٩٠ من حديث شعبة به.

١١٦٠ــ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة العيد في المسجد إذا كان مطر، ح: ١٣١٣ من حديث الوليد بن مسلم به * عيسى بن عبدالأعلى مجهول (تقريب) * وعبيدالله بن عبدالله بن موهب مستور، ورواه البيهقي: ٣/ ٣١٠ بإسناد قوي عن عمر من قوله: صلوة العيدين في المسجد، قال: "فإذا كان هذا المطر فالمسجد أرفق".

عَبْدِ الْأَعْلَى بنِ أَبي فَرْوَةَ - سَمِعَ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَاللهِ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ في يَوْمِ عِيدٍ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِيدِ في الْمَسْجِدِ.

انہیں مسجد ہی میں نماز عید پڑھائی۔

ملحوظہ: یہ حدیث معناً صحیح ہے، یعنی مسئلہ اسی طرح ہے کہ عید کھلے میدان میں پڑھنا افضل ہے۔ تاہم عذر ہو تو مسجد میں بھی جائز ہے۔

نماز استسقاء کے احکام ومسائل

[استسقاء] کے معنی ہیں "پانی طلب کرنا" یعنی خشک سالی ہو اور اس وقت بارش نہ ہو رہی ہو جب فصلوں کو بارش کی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے دعاؤں کے علاوہ باجماعت دو رکعت نماز پڑھنا بھی ثابت ہے جسے نماز استسقاء کہا جاتا ہے یہ ایک مسنون عمل ہے۔ اس کا طریق کار کچھ اس طرح سے ہے:

- اس نماز کو کھلے میدان میں ادا کیا جائے۔
- اس کے لیے اذان واقامت کی ضرورت نہیں۔
- صرف دل میں نیت کرے کہ میں نماز استسقاء ادا کر رہا ہوں۔
- بلند آواز سے قراءت کی جائے۔
- لوگ عجز وانکسار کا اظہار کرتے ہوئے نماز کے لیے جائیں۔
- انفرادی اور اجتماعی طور پر توبہ استغفار ترک معاصی اور رجوع الی اللہ کا عہد کیا جائے۔
- کھلے میدان میں منبر پر خطبے اور دعا کا اہتمام کیا جائے تاہم منبر کے بغیر بھی جائز ہے۔
- سورج نکلنے کے بعد یہ نماز پڑھی جائے بہتر یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سورج نکلتے ہی پڑھا ہے۔

○ جمہور علماء کے نزدیک امام نماز پڑھا کر خطبہ دے' تاہم قبل از نماز بھی جائز ہے۔

○ نماز گاہ میں امام قبلہ رخ کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اتنے بلند کرے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔

○ دعا کیلئے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں' تاہم ہاتھ سر سے اوپر نہ ہوں۔

○ دعا منبر ہی پر قبلہ رخ ہو کر کی جائے۔

○ لوگ چادریں ساتھ لے کر جائیں' دعا کے بعد اپنی اپنی چادر کو الٹا دیا جائے یعنی چادر کا اندر کا حصہ باہر کر دیا جائے اور دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ یہ سارے کام امام کے ساتھ مقتدی بھی کریں۔

○ ہاتھوں کی پشتوں کو آسمان کی طرف کرنا اور چادروں کو پلٹنا' یہ نیک فالی کے طور پر ہے' یعنی یا اللہ! جس طرح ہم نے اپنے ہاتھ الٹے کر لیے ہیں اور چادروں کو پلٹ لیا ہے' تو بھی موجودہ صورت کو اسی طرح بدل دے۔ بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور تنگی کو خوش حالی میں بدل دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣) - [كِتَابُ صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ] (التحفة . . .)

نماز استسقاء کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - [باب] جُمَّاعِ أَبْوَابِ صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعِهَا (التحفة ٢٥٩)

باب:۱- نماز استسقاء اور اس کے ضمنی مسائل

١١٦١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبَّادِ بنِ تَمِيمٍ، عن عَمِّهِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فيهِمَا وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

۱۱۶۱- عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کیلئے لوگوں کی معیت میں باہر (میدان میں) نکلے۔ آپ نے انہیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ ان میں قراءت اونچی آواز سے کی‘ آپ نے اپنی چادر کو الٹایا‘ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور بارش مانگی اور قبلہ رخ ہوئے۔

١١٦٢- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَسُلَيْمانُ ابنُ دَاوُدَ قالا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ أَبي ذِئْبٍ وَيُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، أخبرني عَبَّادُ بنُ تَمِيمٍ المازِنِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ - وكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ

۱۱۶۲- جناب عباد بن تمیم مازنی نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے چچا سے سنا‘ جو کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے‘ وہ بیان کر رہے تھے: ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نکلے۔ آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے اللہ عزوجل سے دعا مانگی۔ سلیمان بن داود کا بیان

١١٦١ـ تخريج: [صحيح] أصله متفق عليه، أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائمًا، ح: ١٠٢٣، ومسلم، الاستسقاء، باب: كتاب صلوة الاستسقاء، ح: ٨٩٤ من حديث الزهري به.

١١٦٢ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

- يقولُ: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي، فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللهَ عَزَّوَجلَّ. قال سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قال ابنُ أبي ذِئْبٍ: وَقَرَأَ فِيهِمَا. زَادَ ابنُ السَّرْحِ: يُرِيدُ الْجَهْرَ.

ہے: آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹایا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ ابن ابی ذئب نے کہا: آپ نے ان میں قراءت کی۔ ابن سرح نے یہ اضافہ کیا ہے: مقصد یہ ہے کہ آپ نے جہری قراءت کی۔

١١٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ قال: قَرَأْتُ في كِتَابِ عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ يَعْنِي الْحِمْصِيَّ، عن عَبْدِ الله بنِ سَالِمٍ، عن الزُّبَيْدِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ بهذا الحديث بِإِسْنَادِهِ - لم يَذْكُرِ الصَّلَاةَ -: وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْسَرِ، وَجَعَلَ عِطَافَهُ الأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ دَعَا اللهَ عَزَّوَجلَّ.

۱۱۶۳- جناب محمد بن مسلم (ابن شہاب زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی' مگر نماز کا ذکر نہیں کیا اور کہا: آپ نے اپنی چادر کو پلٹایا۔ اس طرح کہ اس کا دایاں کنارہ اپنے بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر کر لیا پھر اللہ عزوجل سے دعا فرمائی۔

١١٦٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا عَبْدُالْعَزِيزِ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن عَبَّادِ ابنِ تَمِيمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ قال: اسْتَسْقَى رسولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ، فَأَرَادَ رسولُ الله ﷺ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلَاهَا، فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَّبَهَا عَلَى عَاتِقِهِ

۱۱۶۴- حضرت عبداللہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی' آپ پر سیاہ رنگ کی اونی چادر تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس کے نیچے والے کنارے کو پکڑ کر اوپر کر لیں' مگر یہ آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو آپ نے اسے کندھوں ہی پر پلٹ لیا۔

فائدہ: چادر پلٹنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کمر کے نیچے سے چادر کا دایاں کنارہ بائیں ہاتھ سے'

١١٦٣ـ **تخريج:** [صحيح] انظر الحديثين السابقين، أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٥٠ من حديث أبي داود به.

١١٦٤ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٢٧ من حديث عبدالعزيز بن محمد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٣٤.

اور بایاں کنارہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کو لے آئیں۔ اس طرح چادر اوپر نیچے دائیں بائیں سب اطراف سے پلٹ جاتی ہے۔ چادر نہ اوڑھی ہو تو رومال ہی کے ساتھ یہ عمل کر لے تا کہ سنت نبوی پر عمل کا ثواب حاصل ہو۔

١١٦٥ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ وعُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ، نَحْوَهُ، قالا: حدثنا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ كِنَانَةَ: أخبرني أبي قال: أَرْسَلني الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ. قال: - عُثْمانُ بنُ عُقْبَةَ - وكانَ أَمِيرَ المَدِينَةِ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عن صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ في الاسْتِسْقَاءِ فقال: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، حتَّى أَتَى المُصلَّى -زَادَ عُثْمانُ: فَرَقِيَ عَلَى المِنْبَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا- فلَمْ يَخْطُبْ [خُطَبَكُم] هَذِهِ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ في الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كمَا يُصَلِّي في الْعِيدِ.

١١٦٥- جناب اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے امیر مدینہ ولید بن عتبہ نے..... عثمان نے اس کو ابن عقبہ کہا...... حضرت ابن عباس ؓ کے ہاں بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے متعلق پوچھ کر آؤں۔ تو انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ معمولی حالت میں تواضع اور عاجزی کی کیفیت کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ نماز گاہ میں پہنچ گئے۔ عثمان نے اضافہ کیا کہ آپ منبر پر چڑھے۔ پھر دونوں کا متفقہ بیان ہے: آپ نے تمہارے ان خطبوں کی مانند خطبہ نہیں دیا' بلکہ مسلسل دعا' اظہار عجز اور تکبیر میں مشغول رہے۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں جیسے کہ عید میں پڑھی جاتی ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَالإِخْبَارُ للنُّفَيْلِيِّ، وَالصَّوابُ ابنُ عُتْبَةَ.

امام ابوداود نے کہا: یہ روایت نفیلی کی ہے۔ اور ابن عتبہ (تاء کے ساتھ) صحیح ہے۔

فائدہ: عید سے مشابہت وقت' عدم تکبیر' عدد رکعات اور نماز مقدم کرنے اور خطبہ مؤخر کرنے میں ہے۔ استسقاء میں عید کی طرح زائد تکبیرات صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہیں۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: في أَيِّ وَقْتٍ يُحَوِّلُ رِدَاءَهُ إِذَا اسْتَسْقَى (التحفة ٢٦٠)

باب:...... استسقاء میں کس وقت اپنی چادر پلٹی جائے

١١٦٦ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ:

١١٦٦- حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے خبر دی کہ

١١٦٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في صلوة الاستسقاء، ح: ٥٥٨ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٠٥، وابن حبان، ح: ٦٠٣.

١١٦٦_ تخريج: متفق عليه، انظر، ح: ١١٦١.

حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن يَحْيَى، عن أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن عَبَّادِ ابنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ خَرَجَ إلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ.

رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نماز گاہ کی طرف نکلے۔ آپ نے جب دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلے کی طرف رخ کرلیا اور اپنی چادر پلٹ لی۔

١١٦٧- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بنَ تَمِيمٍ يقولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يقولُ: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ إلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

١١٦٧- حضرت عبداللہ بن زید مازنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز گاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء پڑھی اور جب قبلے کی طرف رخ کیا تو اپنی چادر پلٹی۔

فائدہ: خطبے کے دوران میں دعا کے موقع پر یہ عمل بطور نیک فال مسنون ہے۔

(المعجم ٢) - **باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الاسْتِسْقَاءِ** (التحفة ٢٦١)

باب:٢-استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

١١٦٨- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ عن حَيْوَةَ وَعُمَرَ بنِ مَالِكٍ، عن ابنِ الْهَادِ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن عُمَيْرٍ مَوْلَى بَنِي آبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ لا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ.

١١٦٨- حضرت عمیر مولیٰ بنی آبی اللحم ؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مقام زوراء کے قریب احجار زیت کے پاس بارش کی دعا کرتے دیکھا' آپ اپنے چہرے کے سامنے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے' مگر ہاتھ سر سے اونچے نہ تھے۔

١١٦٧- **تخريج**: متفق عليه، انظر، ح: ١١٦١، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٩٠.

١١٦٨- **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

١١٦٩ - حَدَّثَنا ابنُ أبي خَلَفٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا مِسْعَرٌ عن يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بَوَاكِي فقال: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ». قال: فأُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ السَّماءُ.

۱۱۶۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لوگ (بارش نہ برسنے کی وجہ سے) روتے ہوئے آئے تو آپ نے یوں دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ] ''اے اللہ! ہمیں بارش عنایت فرما' ازحد مفید' مددگار' بہترین انجام والی' جو شادابی لائے' نفع آور ہو' کسی ضرر کا باعث نہ بنے اور جلدی آئے' دیر نہ کرے۔''

حضرت جابر ؓ نے بیان کیا کہ...... (اس دعا کے بعد فوراً) ان پر بادل چھا گیا۔

فوائد ومسائل: ① انسان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی حاجات میں ہمیشہ اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے اور گڑ گڑا کر بہ تکرار دعا کرنی چاہیے۔ ② اپنے صالحین سے بھی دعا کرانی چاہیے جو کہ ایک شرعی اور مسنون وسیلہ ہے۔ ③ اس حدیث کے ایک نسخے میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ [أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاكِئُ] اس کا ترجمہ یوں ہے کہ ''میں آپ کی خدمت میں آیا اور آپ اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔''

١١٧٠ - حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا في الاسْتِسْقَاءِ فإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

۱۱۷۰- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کسی دعا میں اپنے ہاتھ اتنے بلند نہ کرتے تھے جتنے کہ استسقاء میں' یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

فائدہ: دعا کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے اور نبی ﷺ نے جن بعض مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہے' ان میں ایک استسقاء کا موقع ہے۔ بلکہ اس موقع پر تو آپ نے ہاتھ اٹھانے میں مبالغے سے کام لیا یعنی خوب ہاتھ اٹھائے جیسا کہ اگلی روایت میں صراحت ہے۔

١١٦٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ١١٢٥ عن محمد بن عبيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤١٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٧، ووافقه الذهبي.

١١٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٦٥ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، صلوة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح: ٨٩٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

١١٧١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنا عَفانُ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَسْقِي هكذَا، يَعْنِي: وَمَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ بُطونَهُمَا مِمَّا يَلِي الأَرْضَ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

١١٧١- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بارش کیلئے اس طرح دعا کرتے تھے اور انہوں نے ہاتھ لمبے کر کے دکھائے اور ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا (اور اتنے بلند کیے کہ) میں نے ان کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: استسقاء میں الٹے ہاتھوں سے دعا کرنا نیک فال کے طور پر ہے اور مستحب عمل ہے۔

١١٧٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ رَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ إِبراهِيمَ: أخبرني مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بَاسِطًا كَفَّيْهِ.

١١٧٢- جناب محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے ان صاحب نے خبر دی جنہوں نے نبی ﷺ کو احجار زیت کے پاس اپنی ہتھیلیاں پھیلائے دعا کرتے دیکھا تھا۔ (گزشتہ حدیث:١١٦٨)

١١٧٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ نِزَارٍ قال: حدثني الْقَاسِمُ بنُ مَبْرُورٍ عن يُونُسَ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عن عَائشةَ قالت: شَكَا النَّاسُ إِلَى رسولِ الله ﷺ قُحُوطَ المَطَرِ فأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ في المُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فيه. قالت عَائشةُ: فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى المِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ الله عَزَّوَجلَّ ثُم قال: «إِنَّكُم شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُم وَاسْتِيخَارَ المَطَرِ

١١٧٣- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ بارش نہیں ہو رہی تو آپ نے نماز گاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ وہ اس میں باہر آئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس روز (نماز استسقاء کے لیے) اس وقت نکلے جب سورج کی ٹکیہ نکل آئی تھی' آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ عزوجل کی تکبیر وتحمید کی' پھر فرمایا: ''تم نے شکایت کی ہے کہ تمہارے علاقے خشک ہو رہے ہیں اور بارش میں اپنی آمد کے وقت سے تاخیر ہو رہی ہے۔ تو اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے پکارو' اور تم سے اس کا وعدہ ہے کہ وہ قبول کرے

١١٧١_ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ٨٩٦ من حديث حماد بن سلمة به.

١١٧٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢٧ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ١١٦٨.

١١٧٣_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٤٩ من حديث هارون بن سعيد به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٠٤، والحاكم: ١/ ٣٢٨، ووافقه الذهبي.

عن إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُم وَقَدْ أَمَرَكُم الله عَزَّوَجلَّ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُم أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُم». ثُمَّ قال: «الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيم مَلِكِ يَوْم الدِّينِ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ الله لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ. أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ» ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حتَّى بَدَا بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَّبَ - أَوْ حَوَّلَ - رِدَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُم أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَنْشَأَ الله سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ الله، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حتَّى سَالَتِ السُّيُولُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ ﷺ حتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فقال: «أَشْهَدُ أَنَّ الله عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنِّي عَبْدُ الله وَرَسُولُهُ».

گا۔'' پھر فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ روز جزا کا بادشاہ ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تو غنی اور بے پروا ہے اور ہم فقیر محتاج ہیں، ہم پر بارش نازل فرما اور جو تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک کے لیے گزران بنا دے۔'' پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اٹھاتے گئے، حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر لی (یعنی قبلہ رخ ہو گئے) اور اپنی چادر پلٹائی جب کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ بعد ازاں لوگوں کی طرف منہ کیا اور منبر سے اتر آئے اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ تب اللہ نے ایک بدلی پیدا فرمائی، وہ کڑکی اور چمکی اور اللہ کے حکم سے برسنے لگی، آپ اپنی مسجد تک نہ پہنچے کہ نالے بہنے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سایوں اور چھپروں کی طرف جلدی جلدی بھاگ رہے ہیں تو آپ ہنسے، حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هذا حديثٌ غريبٌ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ. أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقْرَؤُونَ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، وَإِنَّ هَذَا الحديثَ حُجَّةٌ لَهُمْ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (یعنی اس کے رواۃ میں تفرد ہے) اور سند کے اعتبار سے جید (عمدہ) ہے۔ (یعنی اس میں کوئی علت قادحہ نہیں۔) اور یہ حدیث اہل مدینہ کی دلیل ہے کہ وہ لوگ ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھتے ہیں۔

١١٧٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ وَيُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قال: أَصَابَ أَهْلَ المَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، فَبَيْنَما هُوَ يَخْطُبُنَا يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فقال: يَارسولَ الله! هَلَكَ الْكُرَاعُ، هَلَكَ الشَّاءُ، فَادْعُ الله أَنْ يَسْقِيَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قال أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّماءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ ثُمَّ أَنْشَأَتْ سَحابَةً ثُمَّ اجْتَمَعَتْ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّماءُ عَزَالِيَهَا، فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ يَزَلِ المَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الأُخْرٰى، فَقَامَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فقال: يَارسولَ الله! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَادْعُ الله أَنْ يَحْبِسَهُ، فَتَبَسَّمَ رسولُ الله ﷺ ثُمَّ قال: «حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا»، فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ المَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ.

۱۱۷۴-حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اہل مدینہ کو قحط پیش آیا۔ جمعے کا روز تھا آپ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھوڑے مر گئے' بکریاں ہلاک ہو گئیں' اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمیں بارش عنایت فرمائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور دعا کی۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آسمان شیشے کی مانند صاف تھا' سو ہوا چلنے لگی اور بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور پھیلتا چلا گیا' پھر آسمان نے اپنا دہانہ کھول دیا۔ ہم جو (نماز پڑھ کر) نکلے تو پانی میں سے گزرتے ہوئے اپنے گھروں کو پہنچے۔ پھر بارش ہوتی رہی اور اگلے جمعے تک ہوتی رہی۔ تب وہی آدمی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھر گرنے لگے ہیں' اللہ سے دعا فرمائیں کہ اس بارش کو روک دے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور دعا فرمائی: ''(اے اللہ! یہ بارش) ہمارے اردگرد ہو' ہمارے اوپر نہ ہو۔'' (انس نے کہا) میں نے بادل کو دیکھا کہ وہ مدینے کے اردگرد چھٹنے لگا گویا کہ وہ (مدینہ) ایسے ہو گیا جیسے تاج۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ میں استسقاء کی دعا کرنا بالکل بجا اور سنت ہے۔ ② استسقاء یا دیگر اجتماعی امور کے لیے اثنائے خطبہ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۱۰۲۹) ③ انسان از حد کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ خشکی وگرمی برداشت کر سکتا ہے نہ بارش اور پانی۔

١١٧٥- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ:

۱۱۷۵-شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے حضرت انس

١١٧٤_ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب رفع اليدين في الخطبة، ح: ٩٣٢ عن مسدد به مختصرًا.

١١٧٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع، ح: ١٠١٣، ومسلم، صلٰوة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح: ٨٩٧ من حديث شريك بن أبي نمر به.

أخبرنا اللَّيْثُ عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن شَرِيكِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي نَمِرٍ، عن أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يقولُ، فَذَكَرَ نحوَ حديثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قال: فَرَفَعَ رسولُ الله ﷺ يَدَيْهِ بِحِذَاءِ وَجْهِهِ فقال: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا» وَسَاقَ نحوَهُ.

ﷺ کو کہتے ہوئے سنا اور حدیث عبدالعزیز (یعنی سابقہ حدیث) کی مانند ذکر کیا اور (اس میں اضافہ بیان کرتے ہوئے) کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے برابر اٹھائے اور دعا فرمانے لگے: [اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا ...... الخ] اور اسی کے مثل حدیث بیان کی۔

١١٧٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعيبٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ؛ ح: وحدثنا سَهْلُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ قَادِمٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا اسْتَسْقَى قال: «اللَّهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ المَيِّتَ» هذا لَفْظُ حديثِ مَالِكٍ.

١١٧٦-عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کیلئے دعا فرماتے تو یوں کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ] "اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت عام کر دے اور اپنی خشک زمین کو تروتازہ کر دے۔" یہ مالک کی حدیث کے لفظ ہیں۔

١١٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٠، ١٩١، (والتمهيد: ٢٣/ ٤٣٢) * سفيان، تابعه حفص بن غياث وغيره، هما مدلسان وعنعنا.

نماز کسوف وخسوف کے احکام ومسائل

سورج یا چاند کے بے نور ہو جانے کو کسوف اور خسوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم نمونہ اور نشانیاں ہیں ان کی روشنی اور حرارت کا مدھم پڑ جانا یا بالکل ہی ختم ہو جانا نظم کائنات میں بلا شرکت غیرے اللہ کے تصرف اور اختیار کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر رسول اللہ ﷺ پر سخت گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور اللہ کے خوف سے پریشان ہو جاتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے لیے نماز کا اہتمام فرماتے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آپ نے باجماعت دو رکعتیں نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا۔ پھر دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا' پھر دو رکوع کیے پھر دو سجدے کیے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا پھر خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد وثنا اور جنت وجہنم کا تذکرہ کیا۔(صحیح البخاری' الکسوف' حدیث:۱۰۵۲ و صحیح مسلم' الکسوف' حدیث :۹۰۷)

نماز کسوف و خسوف سے متعلق چند اہم احکام و مسائل

- یہ نماز مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔
- اس میں قراءت لمبی اور بلند آواز سے کی جائے۔
- اس نماز کی دونوں رکعتوں میں دو' تین یا چار رکوع کیے جاسکتے ہیں' تاہم صحیح ترین احادیث میں ہر رکعت میں دو دو رکوع کا ذکر ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے۔ دیکھیے :(تمہید ۳۰۲/۳'۳۰۵'۳۰۸) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے ہیں اور آپ نے صرف ایک ہی مرتبہ سورج گرہن کی نماز ادا کی ہے دیکھیے :(التوسل و الوسیله :۸۶) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد' امام بخاری اور امام شافعی رحمہم اللہ' جیسے کبار ائمہ ان روایات کی' جن میں ہر دو

رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کا ذکر ہے، تصحیح نہیں کرتے۔ دیکھیے: (زادالمعاد: ۱/۴۵۳، ۴۵۵) علامہ صنعانی، علامہ شوکانی اور شیخ احمد شاکر رحمہم اللہ نے بھی ہر رکعت میں دو دو رکوع والی روایات کو لیا ہے۔

○ رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے، لہٰذا اس موقع پر نئے سرے سے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔

○ نماز کے بعد خطبہ دیا جائے کیونکہ صحیح احادیث میں بعد از نماز خطبہ دینے کا ذکر ہے۔ چاہے سورج گرہن اختتام نماز تک ختم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس میں وعظ ونصیحت اور خوف الٰہی کا تذکرہ ہو۔

○ عورتیں بھی نماز کسوف وخسوف میں شامل ہو سکتی ہیں۔

○ نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر خوب گڑگڑا کر دعا کی جائے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ گرہن صاف ہو گیا۔ (تاریخ دمشق: ۱۲۹/۷)

○ نماز اور خطبے سے فراغت تک بھی اگر گرہن صاف نہیں ہوتا تو پھر دعا اور ذکر واذکار میں مشغول رہنا چاہیے یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔

○ احادیث میں اس موقع پر صدقہ کرنے، عذاب قبر سے پناہ مانگنے اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس موقع پر ذکر ودعا، تکبیر وتہلیل، استغفار اور صدقہ وغیرہ کرنا چاہیے۔

(المعجم ٣) - باب صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٢٦٢)

باب:٣-نماز کسوف کا بیان

١١٧٧- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ، عن عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ: أخبرني مَنْ أُصَدِّقُ - وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ - [قالت:] كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فقامَ النَّبِيُّ ﷺ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ بالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، في كلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ يَرْكَعُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ يَسْجُدُ، حتَّى إِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ لَيُغْشَى عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ حتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَيُنْصَبُّ عَلَيْهِمْ، يقولُ إِذَا رَكَعَ: «الله أَكْبَرُ» وإذا رَفَعَ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» حتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قال: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ ولا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ الله عَزَّوَجلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، فَإِذَا كُسِفَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ».

١١٧٧- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو نبی ﷺ نے خوب قیام کیا۔ آپ لوگوں کے ساتھ قیام فرماتے' پھر رکوع کرتے' پھر کھڑے ہوتے۔ پھر رکوع کرتے' پھر کھڑے ہوتے' پھر رکوع کرتے۔ چنانچہ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں۔ ہر رکعت میں تین رکوع کیے' تیسرا رکوع فرماتے' پھر سجدہ کرتے۔ حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اس دن طول قیام کی وجہ سے غشی ہونے لگی یہاں تک کہ پانی کے ڈول ان پر ڈالے گئے۔ آپ جب رکوع کو جاتے تو [الله اكبر] کہتے اور جب سر اٹھاتے تو [سمع الله لمن حمده] کہتے۔ حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ وہ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے' سو جب یہ بے نور ہو جائیں تو نماز کی طرف جلدی کیا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① رکوع کے بعد قیام میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صراحت نہیں ہے صرف دوبارہ قراءت شروع کرنے کا ذکر ہے کیونکہ دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے' لہٰذا نئے سرے سے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے' تاہم بعض ائمہ دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ ② نماز کسوف میں بھی خطبہ دینا چاہیے جس میں اہم امور کی نشاندہی کی جائے۔ ③ کسی بڑے چھوٹے بشر کی موت وحیات کے ساتھ ان اجرام فلکی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ④ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں تین رکوع کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ ''دو رکوع'' ہیں جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ اور حدیث: ١١٨٠ میں بھی ہے۔

١١٧٧- تخريج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلٰوة الكسوف، ح: ٩٠١ب/ ٦ من حديث ابن جريج به.

(المعجم ٤) - **باب مَنْ قَالَ: أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ** (التحفة ٢٦٣)

باب:۴-نماز کسوف میں چار رکوع کرنے کا بیان

١١٧٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عَبْدِ المَلِكِ: حدثني عَطَاءٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، وكانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ إبراهِيمُ [ا]بنُ رسولِ الله ﷺ، فقال النَّاسُ: إِنَّمَا كُسِفَتْ لِمَوْتِ إِبراهِيمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُم رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُم رفَعَ رأْسَهُ فَقَرَأَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الأُولَى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُم رفَعَ رأْسَهُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الثَّالِثَةَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُم رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُم رفَعَ رأْسَهُ فَانْحَدَرَ لِلسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُم قَامَ فَرَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، لَيْسَ فيها رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتي بَعْدَهَا، إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ نَحْوٌ مِنْ قِيَامِهِ. قال: ثُم تَأَخَّرَ فِي صلاتِهِ فَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ مَعَهُ ثُم تَقَدَّمَ فَقَامَ فِي مَقَامِهِ وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوفُ فَقَضَى الصَّلَاةَ وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فقال: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ!

۱۱۷۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور یہ وہی دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے فرزند جناب ابراہیم فوت ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا: یہ ابراہیم کی وفات پر گہنایا ہے۔ سو نبی ﷺ نے قیام فرمایا اور لوگوں کو چار سجدوں میں چھ رکوع کرائے۔ (یعنی ہر رکعت میں تین تین رکوع کیے۔) آپ نے اللہ اکبر کہا پھر لمبی قراءت کی' پھر رکوع کیا' اس قدر جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور تیسری بار قراءت کی جو کہ دوسری بار کی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جس قدر کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہوئے اور تین رکوع کیے' سجدے سے پہلے۔ ہر پہلا رکوع دوسرے سے زیادہ لمبا ہوتا تھا' البتہ ہر رکوع قیام کے برابر لمبا ہوتا تھا۔ (حضرت جابر ؓ نے) بیان کیا کہ پھر آپ اثنائے نماز میں پیچھے ہٹے تو صفیں بھی آپ کے ساتھ پیچھے ہو گئیں' پھر آپ آگے بڑھے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو صفیں بھی آگے بڑھ گئیں' اس طرح آپ نے نماز پوری کی یہاں تک کہ سورج صاف نکل آیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''لوگو! سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو

١١٧٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح: ٩٠٤ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به، وهو في المسند لأحمد: ٣/ ٣١٧، ٣١٨ بتمامه.

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ الله عَزَّ وَجلَّ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا منْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حتى تَنْجَلِيَ» وساقَ بَقِيَّةَ الحديثِ.

نشانیاں ہیں۔ یہ کسی بشر کی موت کے باعث بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو نماز پڑھا کرو حتیٰ کہ صاف ہو جائیں۔" اور بقیہ حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کا باب سے تعلق واضح نہیں ہے الا یہ کہ نماز کسوف میں ہر پہلا قیام اور رکوع لمبا اور دوسرا اس سے کم ہونا چاہیے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا اپنے مصلے سے آگے بڑھنا جنت کے مشاہدے کی بنا پر تھا اور پیچھے ہٹنا جہنم کے دکھائے جانے کے باعث تھا۔ ③ شیخ البانی کے نزدیک اس میں بھی "چھ رکوع" کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ "چار رکوع" ہیں۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

١١٧٩- **حَدَّثَنا** مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عن هِشَامٍ، حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ في يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَصَلَّى رسولُ الله ﷺ بأَصْحَابِهِ فأَطَالَ الْقِيَامَ حتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُم رَكَعَ فأَطَالَ ثُم رفَعَ فأَطَالَ ثُم ركَعَ فأَطَالَ ثُم رفَعَ فأَطَالَ ثُم سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُم قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ فَكَانَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَداتٍ، وساقَ الحديثَ.

١١٧٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک انتہائی گرم دن میں سورج گہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا حتیٰ کہ لوگ گرنے لگے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور لمبی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر (دوسرا) رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور دو سجدے کیے پھر قیام کیا جیسے کہ پہلے کیا تھا۔ سو آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کیے اور حدیث بیان کی۔

١١٨٠- **حَدَّثَنا** ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ؛ وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ

١١٨٠- نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورج گہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے

١١٧٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به، انظر الحديث السابق.

١١٨٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلٰوة الكسوف، ح:٩٠١ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح:١٠٤٦ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

عن عَائشةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالت: خَسَفَتِ الشَّمْسُ في حَيَاةِ رسولِ الله ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى المَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَاقْتَرَأَ رسولُ الله ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُم كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُم رفَعَ رأْسَهُ فقال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمدُ»، ثُم قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الأُولٰى ثُم كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُم قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمدُ»، ثُم فَعَلَ في الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ ركَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَداتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

صفیں بنائیں؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت شروع کی اور لمبی قراءت کی۔ پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا، لمبا رکوع، پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور کھڑے رہے اور قراءت کی، لمبی قراءت، جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا، لمبا رکوع، مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف ہو گیا۔

١١٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: كَانَ كَثِيرُ بنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ عَبَّاسٍ كانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّى في كُسُوفِ الشَّمْسِ مِثْلَ حديثِ عُرْوَةَ عن عَائشةَ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ في كُلِّ رَكْعَةٍ ركْعَتَيْنِ.

١١٨١- سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن میں نماز پڑھی جیسے کہ عروہ عن عائشہ عن رسول اللّٰہ ﷺ کی (مذکورہ بالا) حدیث میں گزرا ہے۔ یعنی آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے۔

١١٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ الْفُرَاتِ بنِ

١١٨٢- حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ

١١٨١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ١٠٤٦ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الكسوف، باب صلٰوة الكسوف، ح: ٩٠٢ من حديث الزهري به.

١١٨٢ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه عبدالله بن أحمد في زيادات المسند: ٥/ ١٣٤ من حديث عمر بن شقيق ◄◄

خَالِدٍ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ: أخبرنا مُحَمَّدُ ابنُ عَبْدِ الله بنِ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن أَبِيهِ، عن أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَحُدِّثْتُ عن عُمَرَ بنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ - وهذا لَفْظُهُ وَهُو أَتَمُّ- عن الرَّبِيعِ بنِ أَنَسٍ، عن أَبِي الْعَالِيَةِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُم قام الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةً مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُم جَلَسَ كما هُو مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا.

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور نبی ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت کی قراءت کی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دعا کرتے رہے' حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔

ملحوظہ: اس حدیث میں پانچ رکوع کا ذکر ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

١١٨٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حَدَّثَنا حَبِيبُ بنُ أَبِي ثَابِتٍ عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُم سَجَدَ وَالأُخْرَى مِثْلُهَا.

١١٨٣- سیدنا ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سورج گہن میں نماز پڑھائی تو قراءت کی اور رکوع کیا' پھر قراءت کی اور رکوع کیا' پھر قراءت کی اور رکوع کیا' پھر قراءت کی اور رکوع کیا۔ پھر سجدہ کیا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔

فائدہ: یعنی ہر دو رکعت میں چار چار رکوع کیے۔ شیخ البانی ؒ کے نزدیک ہر رکعت میں دو دو رکوع کرنے والی روایات ہی صحیح ہیں۔

◄◄ به، وقال ابن حبان في ترجمة الربيع بن أنس: "الناس يتقون من حديثه ما كان من رواية أبي جعفر عنه، لأن في أحاديثه عنه اضطرابًا كثيرة" وهذا الجرح مفسر.

١١٨٣- تخريج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر من قال إنه ركع ثمان ركعات في أربع سجدات، ح: ٩٠٩ من حديث يحيى القطان به.

١١٨٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا الأَسْوَدُ بنُ قَيْسٍ: حدثني ثَعْلَبَةُ بنُ عِبَادٍ الْعَبْدِيُّ - مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ - أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: قال سَمُرَةُ: بَيْنَمَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا حَتَّى إذا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ في عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الأُفُقِ اسْوَدَّتْ حَتَّى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّومَةٌ، فقال أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللهِ! لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لرسولِ الله ﷺ في أُمَّتِهِ حَدَثًا. قال: فَدُفِعْنَا فإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا في صَلَاةٍ قطُّ لا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. قال: ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا في صَلَاةٍ قَطُّ لا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. قال: ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ ما سَجَدَ بِنَا في صَلَاةٍ قَطُّ لا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. ثُم فَعَلَ في الرَّكْعَةِ الأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ قال: فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوسَهُ في الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ. قال: ثُم سَلَّمَ ثُم قامَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَن لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ سَاقَ أَحْمَدُ

۱۱۸۴- جناب ثعلبہ بن عباد عبدی ......اہل بصرہ میں سے ایک شخص...... بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سمرہ بن جندب ؓ کے ایک خطبے میں حاضر ہوئے‘ سمرہ نے کہا: ایک دفعہ میں اور ایک انصاری نوجوان نشانہ بازی کر رہے تھے حتیٰ کہ دیکھنے والے کی آنکھ میں جب سورج افق سے دو یا تین نیزے پر تھا تو وہ سیاہ ہو گیا جیسے کہ تنومہ (گھاس) ہو۔ ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو آؤ مسجد کی طرف چلیں‘ قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ سورج کی اس کیفیت میں امت کو ضرور کوئی نئی بات تعلیم فرمائیں گے۔ سو ہم فوراً وہاں پہنچ گئے (جیسے گویا ہمیں دھکیل دیا گیا ہو) تو وہاں آپ گھر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پس آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے ہمیں نہایت طویل قیام کرایا ایسا کہ کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل رکوع کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل سجدہ کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے ایسے ہی کیا۔ اور دوسری رکعت میں بیٹھنے کے دوران میں سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ پھر کھڑے ہوئے‘ اللہ کی حمد وثنا

١١٨٤ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: كيف القراءة في الكسوف، ح: ٥٦٢، والنسائي، ح: ١٤٨٥، وابن ماجه، ح: ١٢٦٤ من حديث الأسود بن قيس به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٩٧، وابن حبان، ح: ٥٩٨،٥٩٧ والحاكم على شرط الشيخين: ٣٣١،٣٢٩/١، ووافقه الذهبي.

ابنُ يُونُسَ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ.

کی' اللہ کی توحید اور اپنی عبدیت و رسالت کی شہادت دی۔ اور احمد بن یونس نے نبی ﷺ کا خطبہ بیان کیا۔

فائدہ: اس روایت میں ہر رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی سنائی نہ دیتی تھی اور احناف کے مسلک کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ لیکن جن روایات میں ایک ایک رکعت میں دو دو رکوعوں کا ذکر ہے' وہ صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایات ہیں جو سند کے اعتبار سے ابوداود کی اس روایت سے زیادہ قوی ہیں۔ دوسرے' ان میں یہ ایک زیادتی ہے جو ثقہ راویوں کی طرف سے ہو تو مقبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جہری قراءت کا اضافہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔ بنا بریں نماز کسوف میں قراءت بھی جہری ہونی چاہیے اور رکوع بھی کم از کم دو ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

١١٨٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن أَبِي قِلَابَةَ، عن قَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ قال: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالمَدِينَةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فيهِمَا الْقِيَامَ ثُم انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ فقال: «إِنَّمَا هَذِهِ الآيَاتُ يُخَوِّفُ الله عَزَّوَجلَّ بِهَا، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ المَكْتُوبَةِ».

١١٨٥- حضرت قبیصہ ہلالی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ پس آپ گھبرائے ہوئے' اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے نکلے۔ میں ان دنوں آپ کے ساتھ مدینے میں تھا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں کافی لمبا قیام کیا' فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نشانیاں ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعے سے (بندوں کو) ڈراتا ہے۔ سو جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو جیسے کہ تم نے ابھی قریبی فرض نماز پڑھی ہے۔''

فائدہ: اس میں نماز کسوف کو فرض نماز کی طرح پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے یہ قابل حجت نہیں۔

١١٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا رَيْحَانُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ

١١٨٦- حضرت قبیصہ ہلالی ؓ سے مروی ہے کہ سورج کو گہن لگا۔ اور موسیٰ بن اسماعیل کی (مذکورہ بالا)

١١٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الكسوف، باب نوع آخر، ح:١٤٨٧ من حديث أيوب السختياني به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٣، ووافقه الذهبي * وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٤ "هذا أيضًا لم يسمعه أبوقلابة عن قبيصة، إنما رواه عن رجل عن قبيصة".

١١٨٦ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٣٤ من حديث أبي داود به * عباد بن منصور ضعيف، مدلس، وتابعه أنيس بن سوار، روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، فهو مجهول الحال.

مَنْصُورٍ عن أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن هِلَالِ بنِ عَامِرٍ: أَنَّ قَبِيصَةَ الْهِلَالِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ الشَّمْسَ كُسِفَتْ بِمَعْنَى حديثِ مُوسَى قال: حتَّى بَدَتِ النُّجُومُ.

حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس میں بیان کیا: حتی کہ ستارے ظاہر ہو گئے۔

فائدہ: گزشتہ روایات میں رکوع کی تعداد دو دو' تین تین' چار چار بتائی گئی ہے۔ جب کہ بیشتر میں یہ صراحت بھی ہے کہ یہ اس دن پیش آیا تھا جس دن نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی۔ اس لیے تعارض ظاہر ہے اور تطبیق کا کوئی امکان نہیں۔ اس لیے محققین کی رائے یہ ہے کہ ترجیح کی راہ اختیار کی جائے گی اور ترجیح دو رکوع والی روایات کو ہے کیونکہ یہ صحیحین اور بالخصوص صحیح بخاری میں مروی ہے۔ جبکہ اس سے زیادہ رکوع والی روایات صحیح مسلم اور کتب سنن کی ہیں۔ لہٰذا یہ روایات صحیحین کی روایت کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔ واللہ اعلم بالصواب. تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاۃ المفاتیح' صلوۃ الکسوف' حدیث:۱۴۹۲)

(المعجم ٥) - بابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٢٦٤)

باب:۵-نماز کسوف میں قراءت کا بیان

١١٨٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنا عَمِّي: حَدَّثَنا أبي عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ: حدثني هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ وَعَبْدُ الله ابنُ أَبي سَلَمَةَ عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ، كُلُّهُمْ قد حدثني عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ وَسَاقَ الحديثَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُم قَامَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ آلِ عِمْرانَ.

۱۱۸۷- ام المومنین عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا یا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ پس میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو محسوس کیا کہ آپ نے سورۂ بقرہ تلاوت فرمائی ہے۔ اور حدیث بیان کی۔ پھر آپ نے دو سجدے کیئے پھر کھڑے ہوئے اور لمبی قراءت کی۔ میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو میں نے سمجھا کہ آپ نے سورۂ آل عمران تلاوت کی ہے۔

فائدہ: اس نماز میں قراءت حتی المقدور خوب لمبی ہونی چاہیے۔

١١٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٣٥ من حديث عبيدالله بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٣٣، ٣٣٤، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي: ١١٩١.

١١٨٨ - حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بنِ مَزْيَدٍ: أخبرني أبي: حَدَّثَنا الْأَوْزَاعِيُّ: أخبرني الزُّهْرِيُّ: أخبرني عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عن عَائشَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً فَجَهَرَ بِهَا - يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ -.

١١٨٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت کی اور اونچی آواز سے۔ یعنی نماز کسوف میں۔

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں احادیث کے درمیان جمع وتطبیق یوں ہے کہ حضرت عائشہ ؓ چونکہ فاصلے پر تھیں اس لیے نبی ﷺ کی قراءت صاف سن نہ سکی تھیں۔ آواز سنی' اس لیے جانا کہ قراءت جہراً ہو رہی ہے۔ لیکن یہ نہ جان سکیں کہ قراءت کیا ہو رہی ہے' اس لیے اس کا اندازہ لگایا۔

١١٨٩ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رسولُ الله ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا بِنَحْوٍ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُم رَكَعَ وَسَاقَ الحديثَ.

١١٨٩- سیدنا ابن عباس ؓ نے کہا: سورج گہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی' لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورۂ بقرہ کے قریب لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا۔ اور باقی حدیث بیان کی۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: يُنَادَى فِيهَا بِالصَّلَاةِ (التحفة ٢٦٥)

باب:٦- نماز کسوف کے لیے اعلان

١١٩٠ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ نَمِرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ فقال الزُّهْرِيُّ: أخبرني عُرْوَةُ عن عَائشَةَ قالت: كُسِفَتِ الشَّمْسُ

١١٩٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ سورج گہنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا: [اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ] یعنی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔

١١٨٨ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** وأصله عند البخاري، ح: ١٠٦٦، ومسلم، ح: ٤/٩٠١ من حديث الأوزاعي به.

١١٨٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الكسوف، باب صلُوة الكسوف جماعةً، ح: ١٠٥٢ عن القعنبي، ومسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح: ٩٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٦، ١٨٧.

١١٩٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح: ١٠٦٦، ومسلم، الكسوف، باب صلُوة الكسوف، ح: ٩٠١ من حديث الزهري به، ورواه مسلم من حديث الوليد بن مسلم به.

فَأَمَرَ رسولُ الله ﷺ رَجُلًا فَنَادَى أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ.

فائدہ: نماز کسوف کے لیے اعلان عام تو مستحب ہے مگر معروف اذان واقامت نہیں ہے۔

(المعجم ٧) - **باب الصَّدَقَةِ فِيهَا** (التحفة ٢٦٦)

باب:٧-سورج گہن کے موقع پر صدقہ کرنا

١١٩١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائشةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا الله عَزَّوَجلَّ وَكَبِّرُوا وَتَصَدَّقُوا».

١١٩١-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت یا ولادت کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم یہ (کیفیت) دیکھو تو اللہ عزوجل سے دعا کیا کرو' اس کی تکبیر بیان کرو اور صدقہ دیا کرو۔''

فائدہ: کسوف کے موقع پر معروف نماز کے علاوہ مالی صدقہ کرنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ٨) - **باب الْعِتْقِ فِيهَا** (التحفة ٢٦٧)

باب:٨-اس موقع پر غلام آزاد کرنا

١١٩٢- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن هِشَامٍ، عن فَاطِمَةَ، عن أَسْمَاءَ قالت: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُ بِالْعَتَاقَةِ في صَلَاةِ الْكُسُوفِ.

١١٩٢-سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نماز کسوف کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ امر استحباب وترغیب ہے اور کسی انسان کو معاشرے میں اس کا حق اور مقام دلانا بڑا عظیم عمل ہے بالخصوص مسلمان کے لیے۔

(المعجم ٩) - **باب مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ** (التحفة ٢٦٨)

باب:٩-ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (کسوف میں معروف نماز کی طرح) دو رکعتیں پڑھے

١١٩١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصدقة في الكسوف، ح:١٠٤٤ عن القعنبي، ومسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح:٩٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ١٨٦.

١١٩٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، العتق، باب ما يستحب من العتاقة في الكسوف أو الآيات، ح:٢٥١٩ من حديث زائدة بن قدامة به.

۱۱۹۳- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حدثني الْحَارِثُ بنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قال: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حتَّى انْجَلَتْ.

۱۱۹۳- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور میں سورج کو گہن لگا تو آپ دو دو رکعتیں پڑھنے لگے اور سورج کے متعلق بھی دریافت فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ صاف ہو گیا۔

فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس نماز میں رکعتیں تو دو ہی ہیں لیکن ہر رکعت میں کم از کم دو دو رکوع اور خوب لمبی قراءت ہونی چاہیے۔ (دیکھیے گزشتہ احادیث کسوف)

۱۱۹٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فَقَامَ رسولُ الله ﷺ لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ، ثُم رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُم رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُم رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُم سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُم رَفَعَ، وَفَعَلَ في الرَّكْعةِ الأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُم نَفَخَ في آخِرِ سُجُودِهِ فقال:

۱۱۹٤- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے قیام کیا' (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع نہیں کریں گے۔ پھر رکوع کیا' (اتنا لمبا رکوع کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا' (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا' (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور (اتنی دیر بیٹھے رہے کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ اور آخری سجدے میں زور زور سے سانس لینے لگے اور ''اُف اُف'' کی آواز

۱۱۹۳۔ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الكسوف، باب:١٦، نوع آخر، ح:١٤٨٦، وابن ماجه، ح:١٢٦٢ من حديث أبي قلابة به ✽ وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٣: "هذا مرسل، أبوقلابه لم يسمعه من النعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن النعمان".

۱۱۹٤۔ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: ١٤، نوع آخر، ح: ١٤٨٣ من حديث عطاء بن السائب به، ورواه شعبة وغيره عن عطاء به.

«أُفْ أُفْ»، ثُم قال: «رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ؟» فَفَرَغَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ أَمْحَصَتِ الشَّمْسُ. وَسَاقَ الحديثَ.

نکالی اور کہا: ”اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں ان کو عذاب نہیں دے گا۔ کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان کو عذاب نہ دے گا۔“ الغرض رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا...... اور حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① نماز کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع بھی جائز ہے' تاہم دو رکوع والی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ ② قیام' رکوع اور سجود حسب ہمت لمبے ہونے چاہییں۔

١١٩٥ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا الْجُرَيْرِيُّ عن حَيَّانَ بنِ عُمَيْرٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ سَمُرَةَ قال: بَيْنَمَا أَنَا أَتَرَمَّى بِأَسْهُمٍ في حَيَاةِ رسولِ الله ﷺ إذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ مَا أَحْدَثَ لرسولِ الله ﷺ كُسُوفُ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ وَيُهَلِّلُ وَيَدْعُو حَتَّى حُسِرَ عن الشَّمْسِ فَقَرَأَ بِسُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ.

١١٩٥- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ دور رسالت کی بات ہے۔ میں تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا کہ سورج گہن لگ گیا تو میں نے تیر پھینک دیے اور کہا: میں بالضرور دیکھوں گا کہ آج سورج گہن والے دن رسول اللہ ﷺ کیا نیا کام کرتے ہیں' چنانچہ میں آپ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے تسبیح' تحمید اور تہلیل میں مشغول دعا کر رہے تھے حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ اس موقع پر آپ نے دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھیں۔

(المعجم ١٠) - باب الصَّلَاةِ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَنَحْوِهَا (التحفة ٢٦٩)

باب: ١٠- تاریکی چھا جانے یا اس طرح کے دیگر حوادث کے موقع پر نماز پڑھنا

١١٩٦ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرِو بنِ جَبَلَةَ بنِ أَبِي رَوَّادٍ: حَدَّثَنا حَرَمِيُّ بنُ عُمَارَةَ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ النَّضْرِ: حدثني أبي قال:

١١٩٦- جناب عبیداللہ بن نضر سے روایت ہے کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک ؓ کی زندگی میں ایک روز (آندھی یا بادل کی وجہ سے) اندھیرا

١١٩٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلوٰة الكسوف "الصلوٰة جامعة"، ح: ٩١٣ من حديث بشر بن المفضل به.

١١٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٤٢، ٣٤٣ من حديث حرمي بن عمارة به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٣٤، ووافقه الذهبي.

كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلَى عَهْدِ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ - قال: - فأَتَيْتُ أَنَسًا فَقُلْتُ: يَاأَبَا حَمْزَةَ! هَلْ كَانَ يُصِيبُكُم مِثْلُ هٰذَا عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ؟ قال: مَعَاذَ الله! إِنْ كَانَتِ الرِّيحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ الْقِيَامَةِ.

چھا گیا تو میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی آپ لوگوں کو ایسی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا تھا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! اگر ہوا بھی تند ہو جاتی تو ہم جلدی جلدی مسجد کا رخ کرتے تھے کہ کہیں قیامت نہ آ جائے۔

ملحوظہ: اس حدیث میں بیان ہے کہ ان لوگوں میں قیامت کا ڈر اور خوف بہت زیادہ تھا مگر اب آفتوں پر آفتیں گزر جاتی ہیں مگر قیامت کا خیال ہی نہیں آتا' نہ اپنی اصلاح ہی کی کوئی فکر کرتے ہیں۔

(المعجم ١١) - باب السُّجُودِ عِنْدَ الآيَاتِ (التحفة ٢٧٠)

باب:١١-جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ پیش آئے تو سجدہ کرنا چاہیے

١١٩٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُثْمانَ بنِ أَبي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سَلْمُ بنُ جَعْفَرٍ عن الْحَكَمِ بنِ أَبَانٍ، عن عِكْرِمَةَ قال: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاتَتْ فُلَانَةُ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ سَاجِدًا، فَقِيلَ لَهُ: تَسْجُدُ هذِهِ السَّاعَةَ؟ فقال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا»، وَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ.

١١٩٧- جناب عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی گئی کہ نبی ﷺ کی ازواج میں سے فلاں فوت ہو گئی ہیں تو آپ سجدے میں گر گئے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس موقع پر سجدہ کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ دیکھو تو سجدہ کیا کرو۔'' اور بھلا زوجۂ نبی ﷺ کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی حادثہ ہوگا؟

فائدہ: کسی گھرانے یا معاشرے کا اپنے نیک اور صالح افراد سے محروم ہو جانا بہت بڑی آفت ہے۔ مگر کم ہی لوگوں کو اس کا احساس ہوتا ہے۔ بہرحال واجب ہے کہ ہر حال میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کیا جائے۔

١١٩٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي' المناقب' باب فضل أزواج النبي ﷺ' ح:٣٨٩١ من حديث يحيى بن كثير به وقال: "حسن غريب".

نمازِ سفر کے احکام و مسائل

دین اسلام کا ایک ستون نماز ہے اور یہ اسلام کا ایک ایسا حکم ہے جس کا کوئی مسلمان انکاری نہیں' قرآن مجید اور احادیث میں اسے ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ نماز کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہے' خواہ جنگ ہو رہی ہو یا آدمی سفر کی مشکلات سے دوچار ہو یا بیمار ہو' ہر حال میں نماز فرض ہے' تاہم موقع کی مناسبت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سفر میں نماز قصر کرنا یعنی چار فرض کی بجائے دو فرض ادا کرنا' جیسے ظہر' عصر اور عشاء کی نمازیں ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام ہے' لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانا مستحب ہے۔ سفر کی نماز سے متعلقہ چند اہم امور مندرجہ ذیل ہیں:

- ظہر' عصر اور عشاء کی نمازوں میں دو دو فرض پڑھے جائیں مغرب اور فجر کے فرضوں میں قصر نہیں ہے۔
- سفر میں سنتیں اور نوافل پڑھنا ضروری نہیں' دوگانہ ہی کافی ہے' البتہ عشاء کے دوگانے کے ساتھ وتر ضروری ہیں۔ اسی طرح فجر کی سنتیں بھی پڑھی جائیں کیونکہ ان کی فضیلت بہت ہے اور نبی ﷺ سفر میں بھی ان کا اہتمام کرتے تھے۔
- نماز قصر کرنا کتنی مسافت پر جائز ہے؟ اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر اختیار فرماتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔'' (صحیح مسلم' صلاۃ

المسافرين و قصرها، حديث:٦٩١) حافظ ابن حجر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ''یہ سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ صریح حدیث ہے جو مدت سفر کے بیان میں وارد ہوئی ہے۔'' مذکورہ حدیث میں راوی کو شک ہے تین میل یا تین فرسخ؟ اس لیے تین فرسخ کو راجح قرار دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے 9 میل تقریباً 23,22 کلومیٹر مسافت حد ہو گی۔ یعنی اپنے شہر کی حدود سے نکل کر 22 کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت پر دوگانہ ادا کیا جائے۔

- قصر کرنا اس وقت جائز ہے جب قیام کی نیت تین دن کی ہو گی اگر شروع دن ہی سے چار یا اس سے زیادہ دن کی نیت ہو گی، تو مسافر متصور نہیں ہو گا، اس صورت میں نماز شروع ہی سے پوری پڑھنی چاہیے، تاہم دوران سفر میں قصر کر سکتا ہے۔
- نیت تین دن یا اس سے کم ٹھہرنے کی ہو لیکن پھر کسی وجہ سے ایک یا دو دن مزید ٹھہرنا پڑ جائے تو تردد کی صورت میں نماز قصر ادا کی جا سکتی ہے، چاہے اسے وہاں مہینہ گزر جائے۔
- سفر میں دو نمازیں اکٹھی بھی پڑھی جا سکتی ہیں یعنی جمع تقدیم (عصر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت میں ادا کرنا) اور جمع تاخیر (ظہر کو عصر کے وقت اور مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کرنا) دونوں طرح جائز ہے۔
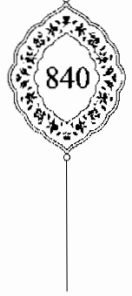
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٤) - [كِتَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ] (التحفة . . .)

نماز سفر کے احکام و مسائل

(المعجم ١) - باب صَلَاةِ الْمُسَافِرِ (التحفة ٢٧١)

باب:۱- مسافر کی نماز کا بیان

١١٩٨ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالت: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ في الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ في صَلَاةِ الْحَضَرِ.

۱۱۹۸- ام المومنین عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ (شروع میں) سفر اور حضر کی نماز دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھی، پھر سفر کی نماز بحال رکھی گئی اور مقیم کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

فائدہ: یہ حضرت عائشہ ؓ کا قول ہے' اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں نماز فرض ہونے سے قبل لوگ اپنے طور پر دو دو رکعت نماز ادا کرتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

١١٩٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالا: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عن ابنِ جُرَيْجٍ؛ ح: وحدثنا خُشَيْشٌ يَعْني ابنَ

۱۱۹۹- جناب یعلی بن امیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ سے کہا: بتایئے کہ لوگوں کا (سفر میں) نماز قصر کرنا کیوں کر ہے؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا

١١٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلٰوة، باب: كيف فرضت الصلٰوة في الإسراء، ح: ٣٥٠، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٦، (والقعنبي، ص: ١٨٨، ١٨٩).

١١٩٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٦ من حديث يحيى القطان به.

أَصْرَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ: حدثني عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ عَبْدِ الله ابنِ أَبِي عَمَّارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ بَابَيْهِ، عن يَعْلَى بنِ أُمَيَّةَ قال: قُلْتُ لِعُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِقْصارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ وَإِنَّمَا قال الله عَزَّ وَجلَّ: ﴿إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ﴾ فَقَدْ ذَهَبَ ذَٰلِكَ الْيومَ، فقال: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَٰلِكَ لرسولِ الله ﷺ فقال: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ الله عَزَّوَجلَّ بِهَا عَلَيْكُم فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

ہے: ''اگر تمہیں ڈر محسوس ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے......'' اور اب کفار سے ڈر خوف والی کیفیت تو ختم ہو چکی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا تھا جو تمہیں ہوا ہے۔ پس میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا: ''یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔ سو اس کا صدقہ قبول کرو۔''

فوائد ومسائل: ① یعنی سفر میں نماز قصر کرنا' صرف دو رکعت پڑھنا یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جو اس نے اپنے بندوں پر کیا ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو' لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ حالتِ سفر میں قصر مسنون ہے۔ ② صحیح احادیث قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

١٢٠٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ ومُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ قالا: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله ابنَ أَبِي عَمَّارٍ يُحَدِّثُ فذكَرَهُ نَحْوَهُ.

۱۲۰۰- جناب ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی عمار کو سنا' وہ بیان کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَحَمَّادُ بنُ مَسْعَدَةَ كما رَوَاهُ ابنُ بَكْرٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ ابوعاصم اور حماد بن مسعدہ نے بھی ابن بکر کی مانند روایت کیا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: مَتَى يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ (التحفة ٢٧٢)

باب:۲- مسافر کب قصر کرے؟

١٢٠١- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا

۱۲۰۱- یحییٰ بن یزید ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

١٢٠٠ـ **تخريج:** [**صحيح**] انظر الحديث السابق.

١٢٠١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩١ عن ابن بشار به.

مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن يَحْيَى بنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ قال : سَأَلْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ عن قَصْرِ الصَّلَاةِ، فقال أَنَسٌ : كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ - شُعْبَةُ شَكَّ - يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

انس بن مالک ؓ سے نماز قصر کرنے کے بارے میں سوال کیا' تو انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔'' یہ شک شعبہ کو ہوا ہے۔

فائدہ: تین میل کی مسافت کو فرسخ (فارسی میں فرسنگ) کہتے ہیں۔ اس طرح قصر کے لیے کم از کم مسافت نو میل ہوئی۔ تین میل کی بات چونکہ مشکوک ہے' اس لیے حجت نہیں اور تین فرسخ کی مسافت احتیاط و یقین پر مبنی ہے۔ اس لیے سفر کی مسافت (اپنے شہر کی حد چھوڑ کر) کم از کم نو میل یعنی 22'23 کلومیٹر ہو گی۔

١٢٠٢ - حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنا ابنُ عُيَيْنَةَ عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبراهِيم ابنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ : صَلَّيْتُ مع رسولِ الله ﷺ الظُّهْرَ بِالمَدِينَةِ أَرْبَعًا ، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

١٢٠٢- حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت۔

فائدہ: یعنی سفر شروع ہو جانے کے بعد شہر سے نکل کر نماز قصر پڑھی جائے گی۔ ذوالحلیفہ موجودہ نام (آبار علی) مدینے سے مکہ کی جانب پہلا پڑاؤ ہے اور فاصلہ چھ میل ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث نبی ﷺ کے سفر حج کی بابت ہے جبکہ آپ مکہ مکرمہ کے قصد سے نکلے تھے اور کوئی بعید نہیں کہ پچھلی حدیث میں اسی واقعہ کو دوسرے اسلوب میں بیان کیا گیا ہو۔

(المعجم ٣) - باب الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٧٣)

باب:٣- سفر میں نماز کے لیے اذان کہنا

١٢٠٣ - حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مَعْرُوفٍ : حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ ؛ أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ المَعَافِرِيَّ حَدَّثَهُ عن عُقْبَةَ بنِ

١٢٠٣- حضرت عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''تمہارا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا (خوش ہوتا) ہے

١٢٠٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح:١٠٨٩، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح:٦٩٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٢٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب الأذان لمن يصلي وحده، ح:٦٦٧ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح:٢٦٠.

عَامِرٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «يَعْجَبُ رَبُّكَ عَزَّ وَجلَّ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فيقولُ الله عَزَّ وَجلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ لِلصَّلَاةِ يَخَافُ مِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ».

جو پہاڑ کی چوٹی پر (اکیلا ہوتے ہوئے) نماز کے لیے اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: دیکھو میرے اس بندے کو جو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہتا ہے (اور) مجھی سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ عزوجل کا ''تعجب کرنا'' اسی طرح ہے جو اس کی شان جلالت کے لائق ہے۔ یا پھر یَعْجَبُ' یَرْضیٰ کے معنی میں ہے یعنی خوش ہوتا ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اہل السنہ والجماعۃ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں وارد تمام صفات الٰہیہ پر ایمان رکھتے اور ان کا اثبات کرتے ہیں۔ کسی قسم کی تشبیہ' تمثیل' تاویل یا تعطیل کے قائل نہیں ہیں۔ ② امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اکیلا چرواہا اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے تو مسافر کے لیے بھی اذان و اقامت کہنی مستحب ہے۔

(المعجم ٤) - باب الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشُكُّ فِي الْوَقْتِ (التحفة ٢٧٤)

باب:۴- مسافر کو نماز کے وقت میں شک ہو اور وہ (امام کے ساتھ) نماز پڑھ لے تو؟

١٢٠٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الْمِسْحَاجِ بن مُوسَى قال: قُلْتُ لِأَنَسِ بنِ مَالِكٍ: حَدِّثْنا مَا سَمِعْتَ من رسولِ الله ﷺ قال: كُنَّا إِذَا كُنَّا مع رسولِ الله ﷺ في السَّفَرِ فَقُلْنَا زَالَتِ الشَّمْسُ أَوْ لَمْ تَزُلْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

۱۲۰۴- مسحاج بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا ہے بیان کیجیے! تو انہوں نے کہا: ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوا کرتے تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے' پھر کوچ کرتے حالانکہ ہمیں شبہ سا ہوتا تھا کہ سورج ڈھلا بھی ہے یا نہیں۔

فوائد ومسائل: ① نماز کے اوقات کی معرفت اور اس کا وقت ہو جانا صحتِ نماز کی اہم شرطوں میں سے ہے اور اس سلسلے میں امام اور مؤذن ہی ذمہ دار ہیں۔ کسی ایک فرد کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو شبہ ظاہر کیا ہے وہ حقیقت میں شبہ ہی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز کبھی بھی زوال سے قبل نہیں پڑھی۔ اس لیے مقتدیوں کو اپنے امام پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ② اس میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلتے ہی اوّل وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے اور سفر میں بھی اسی کا اہتمام فرماتے تھے۔

١٢٠٤- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٣ عن أبي معاوية الضرير به.

١٢٠٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ، عن شُعْبَةَ: حدثني حَمْزَةُ الْعَائِذِيُّ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبَّةَ - قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، فقال لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ قال: وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ.

۱۲۰۵- حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے تھے' رسول اللہ ﷺ جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو اس وقت تک کوچ نہ کرتے جب تک کہ ظہر کی نماز نہ پڑھ لیتے۔ ایک شخص نے ان سے کہا: اگرچہ نصف النہار ہی ہوتا؟ انہوں نے کہا کہ (ہاں!) اگرچہ نصف النہار ہی ہوتا۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہوتا جب زوال سے پہلے کوچ نہ کیا ہوتا۔ اگر زوال سے پہلے ہی سفر میں چل پڑتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اکٹھا کر کے پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں اس حدیث کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ نصف النہار (زوال) سے قبل ہی نبی ﷺ ظہر کی نماز پڑھ لیتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ زوال کے ہوتے ہی فوراً ظہر کی نماز ادا کر لیتے اور پھر سفر شروع کرتے کیونکہ زوال سے قبل تو ظہر کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

(المعجم ٥) - باب الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ (التحفة ٢٧٥)

باب:۵- دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

١٢٠٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ المَكِّيِّ، عن أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بنِ وَاثِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مع رسولِ الله ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ رسُولُ الله ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى المَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا.

۱۲۰۶- حضرت معاذ بن جبل ؓ کا بیان ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے نکلے تو رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دن نماز کو مؤخر کر دیا' پھر تشریف لائے اور ظہر اور عصر اکٹھی پڑھائیں' پھر اپنے خیمے میں چلے گئے' پھر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھائیں۔

١٢٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب تعجيل الظهر في السفر، ح: ٤٩٩ من حديث يحيى القطان به.

١٢٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ٧٠٦ من حديث أبي الزبير به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٣، ١٤٤، (والقعنبي، ص: ١٨٣).

فائدہ: مسافر کسی منزل پر پڑاؤ کیے ہوئے ہو یا اثنائے سفر میں ہو دونوں صورتوں میں نمازوں کو جمع کر سکتا ہے اور زیادہ افراد ہوں تو وہ جماعت کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔

١٢٠٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَسَارَ حتّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ، فقال: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ كان إذا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ في سَفَرٍ جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَنَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

١٢٠٧- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مکہ میں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی بابت پکارا گیا۔ (یعنی ان کی وفات کی خبر دی گئی) تو آپ نے سفر کیا' حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے نکل آئے اور کہا: نبی ﷺ جب سفر میں جلدی میں ہوتے تو ان دونوں نمازوں (یعنی مغرب اور عشاء) کو جمع کر لیا کرتے تھے' چنانچہ آپ چلتے رہے' حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی' تب اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔

١٢٠٨- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا المُفَضَّلُ بنُ فَضَالَةَ وَاللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن هِشَام بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن أَبِي الطُّفَيْلِ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ في غَزْوَةِ تَبُوكَ، إذا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حتى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ، وَفي المَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ: إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ المَغْرِبِ

١٢٠٨- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک میں اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے ہی کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کر لیتے' حتیٰ کہ عصر کے وقت اترتے (اور انہیں جمع کر کے پڑھتے۔) اور مغرب میں بھی ایسے ہی کرتے یعنی اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔ اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی چل پڑتے تو مغرب کو مؤخر کر لیتے' حتیٰ کہ عشاء کے لیے اترتے اور ان دونوں کو اکٹھے پڑھتے۔

١٢٠٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٥٩ من حديث حماد بن زيد به، ورواه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الجمع بين الصلوتين، ح: ٥٥٥ من حديث نافع به، وقال: "حسن صحيح".

١٢٠٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٦٢، ١٦٣، والدارقطني: ١/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ١٢٠٦، وهذا طرف منه.

وَالْعِشَاءِ، وَإِن يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ المَغْرِبَ حتى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُم جَمَعَ بَيْنَهُمَا.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن حُسَيْنِ بنِ عَبْدِ الله، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حديث المُفَضَّلِ وَاللَّيْث.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشام بن عروہ نے حسین بن عبداللہ سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے نبی ﷺ سے حدیثِ مفضل اور لیث کی مانند بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اثنائے سفر میں جمع بین الصلوتین مسنون ہے۔ ② عصر کو ظہر کے وقت میں اور عشاء کو مغرب کے وقت میں پڑھنا جمع تقدیم کہلاتا ہے اور ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنا جمع تاخیر اور حسب احوال دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف جمع صوری جائز ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں۔ اسی طرح مغرب عشاء کو جمع کرنے کا مسئلہ ہے۔ یعنی مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے لیکن اس طرح جمع کر کے پڑھنے کو کیا جمع کر کے پڑھنا کہا جا سکتا ہے؟ یہ تو ہر نماز اپنے اپنے وقت ہی پر ادا ہوئی ہے اسے جمع کہنا ہی غلط ہے اسی لیے اس کا نام ہی انہوں نے جمع صوری رکھا ہے یعنی دیکھنے میں جمع ہے لیکن حقیقت میں جمع نہیں۔ لیکن نبی ﷺ نے جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی ہے کیا وہ جمع صرف صورتاً اسی طرح تھیں جس طرح جمع صوری کا طریقہ بیان کیا گیا ہے؟ ظاہر بات ہے حدیث کے الفاظ اس کو قبول نہیں کرتے۔ حدیث سے تو واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ جمع تقدیم کی صورت میں نبی ﷺ نے ایک نماز کو اس کے اوّل وقت میں (ظہر یا مغرب کی نماز کو) پڑھا اور اس کے ساتھ ہی فوراً دوسری نماز (عصر یا عشاء کی نماز) پڑھ لی۔ اور تاخیر کی صورت میں پہلی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد دوسری نماز کے وقت میں آپ نے دونوں نمازیں (عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ نماز ظہر بھی۔ اور عشاء کے وقت میں عشاء کی نماز کے ساتھ مغرب کی نماز بھی) پڑھیں۔ ان کو کسی طرح بھی جمع صوری نہیں کہا جا سکتا' یہ حقیقی جمع تھیں' اس لیے حالات کے مطابق جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں طریقے جائز ہیں اور یہ واضح طور پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ یہ اسلام کے ان محاسن میں سے ایک ہے جن کی بنا پر اسلام کو دین یسر (آسان دین) اور دین رحمت کہا جاتا ہے۔ اس کو صرف جمع صوری کی شکل میں محدود کر دینے والے اس یسر (آسانی) اور رحمت سے مسلمانوں کو محروم کر دینا چاہتے ہیں جو نبی ﷺ نے اپنے امتیوں کو عطا کی ہے۔ هداهم الله إلى الصراط المستقيم.

١٢٠٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله

۱۲۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: رسول اللہ

١٢٠٩ـ **تخريج**: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

ابنُ نَافِعٍ عن أَبِي مَوْدُودٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ أَبِي يَحْيَى، عن ابنِ عُمَرَ قال: مَا جَمَعَ رسولُ الله ﷺ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَطُّ في السَّفَرِ إلَّا مَرَّةً.

ﷺ نے نمازِ مغرب اور عشاء کو سفر میں صرف ایک ہی بار جمع فرمایا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا يُرْوَىٰ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا عَلَى ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ لَمْ يُرَ ابنُ عُمَرَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا قَطُّ إلَّا تِلْكَ اللَّيْلَةَ - يَعْنِي لَيْلَةَ اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ - وَرُوِيَ من حديث مَكْحُولٍ عن نَافِعٍ: أَنَّهُ رَأَى ابنَ عُمَرَ فَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ روایت بواسطہ ایوب' نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف اسی رات دیکھا گیا تھا کہ انہوں نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا' یعنی جس رات انہیں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی تشویشناک خبر پہنچی تھی۔ جبکہ مکحول از نافع کی سند سے یہ مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک یا دو بار ایسے کیا تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت مرفوعاً صحیح ثابت نہیں ہے' البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہے۔

١٢١٠ - **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ المَكِّيِّ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ قال: صَلَّى رسولُ الله ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، في غَيْرِ خوْفٍ وَلَا سَفَرٍ.

۱۲۱۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں بغیر کسی خوف یا سفر کے اکٹھی پڑھیں۔

قال مَالِكٌ: أُرَى ذٰلِكَ كَانَ في مَطَرٍ.

امام مالک کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ بارش میں ایسے کیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ نَحْوَهُ عن أَبِي الزُّبَيْرِ. وَرَوَاهُ قُرَّةُ بنُ خَالِدٍ عن أَبِي الزُّبَيْرِ قال: في سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا إلَى تَبُوكَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ نے ابوالزبیر سے اسی کی مانند روایت کیا ہے جبکہ قرہ بن خالد نے ابوالزبیر سے روایت کیا تو کہا: وہ سفر جو ہم نے تبوک کی جانب کیا تھا (اس میں آپ نے یہ نمازیں جمع کر کے پڑھی تھیں۔)

١٢١٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب الجمع بين الصلوٰتين في الحضر، ح: ٧٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٤، (والقعنبي، ص: ١٨٥).

١٢١١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عن حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَمَعَ رسولُ الله ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالمَدِينَةِ من غَيْرِ خَوْفٍ ولا مَطَرٍ، فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا أَرَادَ إِلى ذٰلِكَ، قال: أَرَادَ أَن لا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ.

۱۲۱۱- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں (مقیم ہوتے ہوئے) بغیر کسی خوف یا بارش کے ظہر و عصر کی اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟ انہوں نے کہا: یہی کہ امت کو مشقت نہ ہو۔

فائدہ: جمہور علمائے حدیث کا اس سے استدلال یہ ہے کہ خوف‘ بارش اور مرض کے علاوہ اگر کبھی کوئی شخص کسی معقول عذر اور وجہ سے نمازیں اکٹھی پڑھے تو جائز ہے مگر عادت نہ بنائے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اور اسوۂ صحابہ سے ثابت ہے۔

١٢١٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن أَبِيهِ، عن نَافِعٍ وعبد الله بن واقد: أَنَّ مُؤَذِّنَ ابنِ عُمَرَ قال: الصَّلَاةُ، قال: سِرْ سِرْ، حتَّى إِذَا كَان قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى المَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَظَرَ حتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ قال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ كَان إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، فَسَارَ في ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ.

۱۲۱۲- جناب نافع اور عبداللہ بن واقد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ کے مؤذن نے نماز کے لیے کہا‘ تو انہوں نے کہا: چلو چلو‘ حتیٰ کہ شفق غروب ہونے سے ذرا پہلے اترے اور مغرب کی نماز پڑھی‘ پھر انتظار کیا‘ حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی تو عشاء پڑھی‘ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب کسی کام میں جلدی ہوتی تو ایسے ہی کرتے تھے جیسے کہ میں نے کیا ہے۔ پھر آپ نے اس دن رات میں تین دن کی مسافت طے کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جَابِرٍ عن نَافِعٍ نحوَ هذا بِإِسْنَادِهِ.

امام ابوداود نے کہا: ابن جابر نے نافع سے اپنی سند سے اسی کی مانند روایت کیا۔

١٢١١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ٧٠٥ بعد ٧٠٦ من حديث أبي معاوية الضرير به.

١٢١٢ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٩٣، ح: ١٤٥٢ من حديث محمد بن فضيل به، وانظر الحديث الآتي.

فوائد ومسائل: ① اس واقعے میں بظاہر جمع بین الصلوتین کی یہ صورت ہے کہ پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری اپنے اوّل وقت میں پڑھی گئی' جسے ''جمع صوری'' کہا جاتا ہے۔ لیکن اس روایت میں شیخ البانی کے نزدیک قبل غیوب الشفق...... کے الفاظ شاذ ہیں' محفوظ الفاظ بَعْدَ غیوب الشفق...... ہی ہیں۔ جس سے جمع حقیقی یعنی جمع تاخیر ہی کا اثبات ہوتا ہے جیسا کہ خود نبی ﷺ سے بھی اس طرح جمع کرنا ثابت ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے' حدیث: ۱۲۰۸ کے فوائد) آگے آنے والی حدیث نمبر ۱۲۱۷ میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صحیح ومشہور ثابت شدہ عمل بھی یہی ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز غروب شفق کے بعد پڑھی تھی۔ ② ''جب کسی کام میں جلدی ہوتی'' والی بات عام کاموں سے متعلق نہیں بلکہ سفر سے خاص ہے جیسے کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔

١٢١٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى عن ابنِ جَابِرٍ بهذا المَعْنَىٰ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ عن نَافِعٍ قال: حتَّى إِذَا كَان عِنْدَ ذَهَابِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۲۱۳- عیسیٰ نے ابن جابر سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبداللہ بن علاء نے نافع سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: جب شفق غروب ہونے لگی تو وہ (ابن عمر) اترے اور نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

١٢١٤- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ؛ ح: وحدثنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن جَابِرِ بنِ زَيْدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ بِالمَدِينَةِ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ولم يَقُلْ سُلَيْمانُ وَمُسَدَّدٌ: «بِنَا».

۱۲۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ہم کو آٹھ رکعتیں اور سات رکعتیں یعنی ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں (جمع کر کے) پڑھائیں۔ سلیمان اور مسدد نے یہ نہیں کہا کہ ''ہمیں پڑھائیں'' (بلکہ یہ کہا کہ آپ نے پڑھیں)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: في غَيْرِ مَطَرٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ صالح مولی التوأمة کی روایت میں جو ابن عباس سے ہے' کہا: ''بغیر بارش

١٢١٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ٥٩٦ من حديث ابن جابر به مطولاً.

١٢١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب تأخير الظهر إلى العصر، ح: ٥٤٣، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ٧٠٥/ ٥٦ من حديث حماد بن زيد به.

کے۔'' (یہ نمازیں جمع کیں۔)

فائدہ: غرض اس سے یہی تھی جو حدیث نمبر:۱۲۱۱ میں بیان ہوئی ہے کہ ''امت کو مشقت نہ ہو۔'' صحابہ کرام اور جمہور امت نے اس کو عادت بنا لینے کی اجازت نہیں دی' صرف نہایت ضرورت کے وقت اجازت دی ہے۔

١٢١٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُحمَّدٍ الْجَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن مَالِكٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرِفَ.

۱۲۱۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سورج مکہ میں غروب ہو گیا۔ پھر آپ نے (مغرب اور عشاء کی نمازیں) وادیٔ سرف میں جا کر جمع کر کے پڑھیں۔

١٢١٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ هِشَامٍ جَارُ أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ عَوْنٍ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ قال: بَيْنَهُمَا عَشَرَةُ أَمْيَالٍ يَعْني بَيْنَ مَكَّةَ وَسَرِفَ.

۱۲۱۶- ہشام بن سعد بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور وادی سرف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے۔

١٢١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ قال: قال رَبِيعَةُ يَعْني كَتَبَ إِلَيْهِ: حدثني عَبْدُ الله بنُ دِينَارٍ قال: غَابَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا عِنْدَ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ فَسِرْنَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قَدْ أَمْسَى قُلْنَا: الصَّلَاةُ فَسَارَ حتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَتَصَوَّبَتِ النُّجُومُ، ثُمَّ إِنَّهُ نَزَلَ فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ صَلَّى صَلَاتِي هَذِهِ، يقولُ: يَجْمَعُ بَيْنَهُما بَعْدَ لَيْلٍ.

۱۲۱۷- جناب عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا جبکہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ ہم چلتے رہے' جب ہم نے دیکھا کہ خوب شام ہو گئی ہے تو ہم نے عرض کیا: نماز؟ مگر وہ چلتے رہے' حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی اور ستارے نکل آئے تو وہ اترے اور دونوں نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو نمازیں میری اسی نماز کی طرح پڑھتے تھے۔ یعنی اندھیرا چھا جانے کے بعد دونوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

١٢١٥ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ٥٩٤ من حديث يحيى بن محمد الجاري به * أبوالزبير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

١٢١٦ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٦٤ من حديث أبي داود به.

١٢١٧ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٦٠، ١٦١ من حديث الليث بن سعد به.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عاصِمُ بنُ مُحمَّدٍ عن أَخِيهِ، عن سَالِمٍ. وَرَوَاهُ ابنُ أبي نَجِيحٍ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ ذُؤَيْبٍ؛ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مِنَ ابنِ عُمَرَ كَان بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو عاصم بن محمد نے اپنے بھائی سے' انہوں نے سالم سے روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی نجیح نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ذؤیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ان نمازوں کو جمع کرنا غروب شفق کے بعد تھا۔

فائدہ: مذکورہ آثار دلیل ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل (جمع بین الصلوٰتین) غیوبِ شفق کے بعد تھا۔ بخلاف اس کے جو پیچھے (روایت: ۱۲۱۲ میں) غیوبِ شفق سے قبل نمازوں کو جمع کرنا' ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے جیسا کہ وہاں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

١٢١٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ وَابنُ مَوْهَبٍ - المَعْنَى- قالا: حَدَّثَنا المُفَضَّلُ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَان رسولُ الله ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ ﷺ.

۱۲۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے' تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر لیتے۔ پھر اترتے اور ان دونوں کو جمع کر کے پڑھتے۔ اور اگر سفر شروع کرنے سے پہلے ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھتے اور سوار ہو جاتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَان مُفَضَّلٌ قَاضِيَ مِصْرَ وكَان مُجَابَ الدَّعْوَةِ وَهُوَ ابنُ فَضَالَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ مفضل (مذکورہ حدیث کے ایک راوی) مصر کے قاضی تھے۔ مجاب الدعوۃ تھے اور وہ فضالہ کے صاحبزادے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے کچھ لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ جمع تقدیم صحیح نہیں (یعنی عصر کو ظہر کے وقت میں نہ پڑھا جائے) مگر دیگر کئی صحیح احادیث سے جمع تقدیم ثابت ہے جیسے کہ سابقہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ (۱۲۰۸) میں گزرا ہے۔ ان مختلف احادیث کو مختلف احوال پر محمول کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١٢١٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ

۱۲۱۹- جناب عقیل نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

١٢١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب، ح: ١١١٢، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلوٰتين في السفر، ح: ٧٠٤، كلاهما عن قتيبة به.

١٢١٩ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ٧٠٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني جَابِرُ ابنُ إِسْمَاعِيلَ عن عُقَيْلٍ بهذا الحديثِ بإِسْنَادِهِ قال: وَيُؤَخِّرُ المَغْرِبَ حتى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ.

کی' انہوں نے کہا: اور مغرب کو مؤخر کر لیتے اور عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے' جبکہ شفق غروب ہو چکی ہوتی۔

١٢٢٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بنِ وَاثِلَةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَان في غَزْوَةِ تَبُوكَ، إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَإِذا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ، وكَان إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ المَغْرِبِ أَخَّرَ المَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مع الْعِشَاءِ، وإذا ارْتَحَلَ بَعْدَ المَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مع المَغْرِبِ.

١٢٢٠- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے' حتیٰ کہ عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔ اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے' تو ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے' پھر سفر شروع کرتے۔ اور جب مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب کو مؤخر کرتے' حتیٰ کہ عشاء کے ساتھ ملا کے پڑھتے۔ اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے' تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: ولم يَرْوِ هذا الحديثَ إِلَّا قُتَيْبَةُ وَحْدَهُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف قتیبہ نے روایت کیا ہے۔ (یعنی لیث سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔)

(المعجم ٦) - باب قَصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٧٦)

باب:٦- سفر میں نماز کی قراءت مختصر کرنا

١٢٢١- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ:

١٢٢١- حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول

١٢٢٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الجمع بين الصلوتين، ح: ٥٥٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب".

١٢٢١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح: ٧٦٧، ومسلم، الصلوٰة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٤ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن الْبَرَاءِ قال: خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ الآخِرَةَ فَقَرَأَ في إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ.

اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے‘ آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی تو آپ نے اس کی ایک رکعت میں سورۂ ﴿والتین والزیتون﴾ تلاوت فرمائی۔

فائدہ: امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کے احوال کا خاص خیال رکھے۔ ایسے ہی سفر میں نماز کی قراءت کو مختصر رکھنا مستحب ہے۔

(المعجم ٧) - بابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٧٧)

باب:۷- سفر میں نوافل پڑھنا

١٢٢٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن صَفْوَانَ بنِ سُلَيْمٍ، عن أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ الأَنْصَارِيِّ قال: صَحِبْتُ رسولَ الله ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فما رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ.

۱۲۲۲- حضرت براء بن عازب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعتیں چھوڑی ہوں۔

١٢٢٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ حَفْصِ بنِ عَاصِمِ بنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن أَبِيهِ قال: صَحِبْتُ ابنَ عُمَرَ في طَرِيقٍ قال: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فقال: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ قال: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رسولَ الله ﷺ في السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ

۱۲۲۳- جناب حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ تھا‘ انہوں نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں‘ پھر (اپنی منزل میں) آ گئے اور کچھ لوگوں کو قیام کرتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: یہ نفل پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے نفل ہی پڑھنے ہوتے تو میں اپنی (فرض) نماز پوری کر لیتا۔ اے بھتیجے! میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں‘ آپ نے دو

١٢٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التطوع في السفر، ح: ٥٥٠ عن قتيبة به، وقال: "غريب"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣١٥، ووافقه الذهبي.

١٢٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٩ عن القعنبي، والبخاري، التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلوة، ح: ١١٠٢ من حديث عيسى بن حفص به.

عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّوَجلَّ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّوَجلَّ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ فلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّوَجلَّ، وَصَحِبْتُ عُثْمانَ فلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّوَجلَّ، وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّوَجلَّ: ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ٢١].

رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھیں' حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کرلیا۔ اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں' انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبض کرلیا۔ اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں' انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں' حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کرلیا۔ اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں' انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں' حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے ان کو قبض کرلیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔''

فائدہ: سفر میں فرائض سے پہلے یا بعد' سنن راتبہ بحیثیت سنن مؤکدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت نہیں ہیں' سوائے فجر کی سنتوں کے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی عام نفل کی حیثیت سے پڑھنا چاہے تو ممنوع نہیں ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر میں اپنی سواری پر بھی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس مسئلے کا تعلق انسان کے اپنے شوق سے ہے۔

(المعجم ٨) - باب التَّطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوِتْرِ (التحفة ٢٧٨)

باب: ٨- سواری پر نفل اور وتر پڑھنا

١٢٢٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيَّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لا يُصَلِّي المَكْتُوبَةَ عَلَيْهَا.

۱۲۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نفل اور وتر پڑھا کرتے تھے' اس کا رخ خواہ کسی طرف ہی ہوتا مگر آپ فرض نماز اس پر نہ پڑھتے تھے۔

١٢٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز صلوٰة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٧٠٠/ ٣٩ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، التقصير، باب: ينزل للمكتوبة، ح: ١٠٩٨ من حديث يونس ابن يزيد به.

١٢٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا رِبْعِيُّ ابنُ عَبْدِ الله بنِ الْجَارُودِ: حدثني عَمْرُو ابنُ أَبِي الْحَجَّاجِ: حدثني الْجَارُودُ بنُ أَبِي سَبْرَةَ: حدثني أَنَسُ بنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَان إذا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ.

۱۲۲۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو اپنی اونٹنی کو قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر لیتے' پھر نماز پڑھتے رہتے' خواہ اس کا رخ کسی بھی طرف ہوتا رہتا۔

فوائد ومسائل: ① دورانِ سفر میں نفل پڑھنا اپنے وقت کا بہترین مصرف اور اللہ ذوالجلال کے ہاں تقرب کا بہترین عمل ہے۔ ② سواری پر نفل ہی پڑھے جا سکتے ہیں' فرائض نہیں۔ مگر یہ اس وقت جب کہ سواری مسافر کے اپنے تصرف میں ہو۔ ہمارے دور کی سواریاں اور نظام سفر ریل گاڑی اور ہوائی جہاز وغیرہ چونکہ مسافروں کے اپنے تصرف میں نہیں ہوتے اس لیے ان پر فرض بھی ادا کر سکتے ہیں۔ بہرحال جہاں تک ممکن ہو فرائض قریب ترین پڑاؤ پر ادا کیے جائیں جیسے کشتی یا بحری جہاز میں اگر ساحل قریب نہ ہو تو بالاتفاق ان میں فرض نماز جائز ہے' ایسے ہی بس اور ہوائی جہاز وغیرہ کا معاملہ ہے۔ گویا جس طرح بھی ممکن ہو فرض نماز کی ادائیگی کر لی جائے یا پھر جمع تقدیم یا جمع تاخیر پر عمل کر لیا جائے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں ہیں بلکہ تاکیدی نفل ہیں۔

١٢٢٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عن أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلى خَيْبَرَ.

۱۲۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا منہ خیبر کی طرف تھا۔

فائدہ: گدھا' اس کا گوشت کھانا حرام ہے مگر اس کا جسم' اگر اس پر نجاست نہ لگی ہو تو پاک ہے اور اس پر نماز بھی صحیح ہے۔

١٢٢٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۲۲۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

١٢٢٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٣ من حديث ربعي بن عبدالله به.

١٢٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب جواز صلٰوة النافلة على الدابة ... الخ، ح: ٧٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٠، ١٥١، (والقعنبي، ص: ١٩٥).

١٢٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلٰوة ... الخ، ح: ٥٤٠ من حديث أبي الزبير به.

حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: بَعَثَنِي رسولُ الله ﷺ في حَاجَةٍ. قال: فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ المَشْرِقِ، وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ.

اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں واپس آیا تو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر نماز پڑھ رہے تھے' آپ کا رخ مشرق کی طرف تھا اور آپ سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ جھکتے تھے۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْفَرِيضَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ عُذْرٍ (التحفة ٢٧٩)

باب:۹-عذر کی وجہ سے سواری پر فرض پڑھنا

١٢٢٨- حَدَّثَنَا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ عن النُّعْمَانِ بنِ المُنْذِرِ، عن عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائشةَ: هَلْ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ أَنْ يُصَلِّينَ عَلَى الدَّوَابِّ؟ قالت: لم يُرَخَّصْ لَهُنَّ في ذَلِكَ في شِدَّةٍ وَلا رَخَاءٍ.

قال مُحمَّدٌ: هذا في المَكْتُوبَةِ.

۱۲۲۸-جناب عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ کیا عورتوں کو اجازت ہے کہ اپنی سواری کے جانوروں پر نماز پڑھ لیا کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کسی حال میں انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے' پریشانی کی کیفیت ہو یا اطمینان کی۔

محمد بن شعیب نے کہا: یہ فرائض کی بات ہے۔

فائدہ: جامع الترمذی' باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الدابۃ فی الطین والمطر' حدیث:۴۱۱ کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت انس بن مالک ؓ نے کیچڑ کے باعث اپنی سواری پر نماز ادا کی تھی اور کئی ایک علماء اس کے قائل ہیں۔ امام احمد اور اسحاق ؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ شرعی عذر کی صورت میں سواری پر نماز جائز ہے۔ اس بارے میں مرفوع حدیث ضعیف ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: مَتَى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ (التحفة ٢٨٠)

باب:۱۰-مسافر کتنے دن تک قصر کرے؟

١٢٢٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا إِبراهِيمُ بنُ

۱۲۲۹-حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے کیے ہیں

١٢٢٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٧ من حديث أبي داود به.

١٢٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في التقصير في السفر، ح: ٥٤٥ من حديث علي بن زيد به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

مُوسَى: أخبرنا ابنُ عُلَيَّةَ - وهذا لَفْظُهُ - قال: أخبرنا عَلِيُّ بنُ زَيْدٍ عن أَبِي نَضْرَةَ، عن عِمْرانَ بنِ حُصَيْنٍ قال: غَزَوْتُ مع رسولِ الله ﷺ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ، فأَقامَ بِمَكَّةَ ثَمانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً لا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، يقولُ: «يَاأَهْلَ الْبَلَدِ! صَلُّوا أَرْبَعًا فإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ».

اور فتح مکہ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے۔ ان دنوں میں آپ دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے اور فرماتے: ”اے اہل شہر! تم چار رکعتیں پڑھو، ہم لوگ مسافر ہیں۔“

١٢٣٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ - المَعْنَى وَاحِدٌ - قالا: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن عَاصِمٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، قال ابنُ عَبَّاسٍ: وَمَنْ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَصَرَ وَمَنْ أَقَامَ أَكْثَرَ أَتَمَّ.

۱۲۳۰- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: جو شخص سترہ دن اقامت کرے وہ قصر کرے اور جو اس سے زیادہ ٹھہرے وہ پوری نماز پڑھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قال عَبَّادُ بنُ مَنْصُورٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاس قال: أَقامَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عباد بن منصور نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام کیا۔

١٢٣١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَقَامَ رسولُ الله ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۱۲۳۱- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکے میں پندرہ دن رہے اور قصر کرتے رہے۔

١٢٣٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير . . . الخ، ح: ١٠٨٠ من حديث عاصم به.

١٢٣١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: كم يقصر الصلوٰة المسافر إذا أقام ببلدة، ح: ١٠٧٦ من حديث محمد بن سلمة به، وسنده ضعيف، وله شاهد عند النسائي، ح: ١٤٥٤، وسنده حسن.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ عَبْدَةُ بنُ سُلَيْمانَ وَأَحْمَدُ بنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ وَسَلَمَةُ بنُ الْفَضْلِ عن ابنِ إِسْحَاقَ، لم يَذْكُرُوا فيه ابنَ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدة بن سلیمان‘ احمد بن خالد وہبی اور سلمہ بن فضل نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ یہ لوگ حضرت ابن عباس ؓ کا ذکر نہیں کرتے۔

١٢٣٢- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أبي: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن ابن الأَصْبَهَانِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أقامَ بمَكَّةَ سَبْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۳۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی بعض محققین کے نزدیک ضعیف منکر ہے‘ اور صحیح ۱۹ دن ہی ہے۔ جن کے نزدیک یہ روایات صحیح ہیں اور ان میں فتح مکہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ میں اقامت انیس دن‘ اٹھارہ دن‘ سترہ دن اور پندرہ دن مروی ہے۔ تو اس عدد میں اختلاف کو امام بیہقی ؒ نے یوں حل فرمایا ہے کہ جس راوی نے آپ کی آمد اور روانگی کے دن شمار کیے اس نے انیس دن بتائے ہیں اور جس نے ان کو خارج کر دیا اس نے سترہ کہے اور جس نے آمد اور روانگی میں سے کوئی ایک دن شمار کیا اس نے اٹھارہ دن کہے اور جس نے پندرہ دن کہے اس کے خیال میں اصل اقامت مع ایام آمد و رفت سترہ دن ہوگی اور پھر اس نے آمد و روانگی کے دو دن چھوڑ دیے تو پندرہ دن ہوئے۔ (انتہی ملخصہ) خیال رہے کہ نبی ﷺ کا یہ سفر سفر جہاد تھا۔ اور مجاہدین کی اقامت کہیں بھی بالجزم نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے سفر جہاد میں کسی جگہ اقامت کو حالت امن کے عام سفر میں اقامت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس بنا پر ہمارے مشائخ ؒ کا فتویٰ یہی ہے کہ عام سفر میں تین یا چار دن کی اقامت تک قصر اور اس سے زیادہ میں اتمام ہے۔ جیسے کہ امام شافعی ؒ کا فتویٰ ہے اور یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم۔

١٢٣٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ - المَعْنَى - قالا: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حدثني يَحْيَى بنُ أبي

۱۲۳۳- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ (اس سفر میں) دو دو رکعتیں

١٢٣٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ٣١٥، ح: ٢٨٨٦ عن نصر بن علي به، وشاهده تقدم، ح: ١٢٣٠.

١٢٣٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير، وكم يقيم حتى يقصر، ح: ١٠٨١، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٣ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.

إِسْحَاقَ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَان يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حتَّى رجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، فَقُلْنَا: هَلْ أَقَمْتُمْ بها شَيْئًا؟ قال: أَقَمْنَا عَشْرًا.

ہی پڑھتے رہے' حتیٰ کہ ہم مدینہ لوٹ آئے۔ ہم نے پوچھا: کیا آپ لوگ وہاں کچھ ٹھہرے بھی تھے؟ انہوں نے کہا: دس دن ٹھہرے تھے۔

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا قصہ ہے۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کی اقامت مکہ اور اس کے مضافات میں عمل حج کی تکمیل کے سلسلے میں کل دس دن اور صرف مکہ میں چار دن ہے۔ اسی سے امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال وفتویٰ یہ ہے کہ جو شخص کہیں چار دن کی اقامت کا عزم رکھتا ہو تو وہ قصر کرے اور اگر اس سے زیادہ کا ارادہ ہو تو مکمل نماز پڑھے۔ اور تین دن کے قائلین کی بنیاد بھی یہی حدیث ہے' وہ اس میں سے خروج اور دخول کا دن نکال دیتے ہیں جس کے بعد اقامت کے دن تین ہی ہوتے ہیں۔ بہر حال تین دن اور چار دن' دونوں ہی مسلک صحیح ہیں۔

١٢٣٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَابنُ الْمُثَنَّى - وهذا لَفْظُ ابنِ الْمُثَنَّى - قالا: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ قال: ابنُ الْمُثَنَّى قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ عُمَرَ ابنِ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ عَلِيًّا كَانَ إذا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ ما تَغْرُبُ الشَّمْسُ حتَّى تَكَادُ أَنْ تُظْلِمَ، ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ فَيَتَعَشَّىٰ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ ويقولُ: هكَذا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ.

۱۲۳۴- جناب عمر بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر کرتے تو سورج غروب ہونے کے بعد چلتے' حتیٰ کہ اندھیرا چھا جانے کے قریب ہو جاتا۔ پھر (سواری سے) اترتے اور مغرب کی نماز پڑھتے' کھانا طلب کر کے عشائیہ کرتے' پھر عشاء کی نماز پڑھتے' پھر کوچ کرتے۔ اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

قال عُثْمانُ عن عَبْدِ الله بنِ مُحمَّدِ ابنِ عُمَرَ بنِ عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يقولُ: وَرَوَى أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ عن حَفْصِ بنِ عُبَيْدِالله يَعْنِي ابنَ أَنَسِ بنِ

عثمان (بن ابی شیبہ) نے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی سے بصیغۂ [عَن] روایت کیا ہے (جبکہ ابن مثنی نے [اخبرنی] کہا ہے۔) (ابوعلی لؤلؤی کہتے ہیں کہ) میں نے امام ابوداود کو سنا' وہ کہتے تھے کہ اسامہ بن زید نے

١٢٣٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٣٦، ح: ١١٤٣ من حديث أبي أسامة به.

مَالِكٍ: أَنَّ أَنَسًا كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ ويقولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ. وَرِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ.

حفص بن عبیداللہ یعنی ابن انس بن مالک سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرتے اور غروب شفق کے بعد پڑھتے تھے اور کہتے تھے: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ زہری کی روایت از انس رضی اللہ عنہ از نبی ﷺ اسی کے مثل ہے۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ** (التحفة ٢٨١)

باب:۱۱-دشمن کے علاقے میں ٹھہرے تو قصر کرے

١٢٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن مُحَمدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: أَقَامَ رَسولُ الله ﷺ بِتَبُوكَ عِشْرِينَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ

۱۲۳۵-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: غَيْرُ مَعْمَرٍ [يُرسله] لا يُسْنِدُهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ صرف معمر ہی نے اسے مسند بیان کیا ہے۔ (دوسرے مرسل بیان کرتے ہیں۔)

فائدہ: مجاہدین جب سرحدوں پر حالت جنگ میں ہوں یا اس کا خطرہ ہو تو قصر نماز پڑھیں...... اس کی مدت خواہ کتنی ہی طویل ہو۔ لیکن جب سرحدوں پر حالت جنگ نہ ہو نہ دشمن کی طرف سے حملے کا اندیشہ ہی ہو تو پھر سرحد پر متعین فوجیوں اور مجاہدوں کے لیے مستقل طور پر قصر کرتے رہنا صحیح نہیں ہے۔

(المعجم ١٢) - **باب صَلَاةِ الْخَوْفِ** (التحفة ٢٨٢)

باب:۱۲-نماز خوف کے احکام ومسائل

مَنْ رَأَى أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ وَهُمْ صَفَّانِ فَيُكَبِّرُ بِهِم جَمِيعًا ثُمَّ يَرْكَعُ بِهِمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَسْجُدُ الإِمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ،

(درج ذیل حدیث) ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ امام انہیں نماز پڑھائے جبکہ مجاہدین کی دو صفیں ہوں۔ امام ان سب کو اکٹھے ہی نماز شروع کرائے

١٢٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٥، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٤٣٣٥، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

وَالآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذا قَامُوا سَجَدَ الآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الأَخِيرُ إِلَى مَقَامِهِمْ، ثُمَّ يَرْكَعُ الإِمَامُ وَيَرْكَعُونَ جَمِيعًا، ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَسْجُدُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَالآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا جَلَسَ الإِمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الآخَرُونَ ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُم سَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا-

اور تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر یہ سب رکوع کریں۔ پھر امام اور اس کے ساتھ متصل صف کے لوگ سجدہ کریں' مگر پچھلی صف والے کھڑے رہیں اور ان کی نگرانی کریں۔ جب وہ (سجدے کر کے) کھڑے ہو جائیں تو دوسری صف والے جو ان کے پیچھے کھڑے تھے سجدہ کریں۔ پھر پہلی صف والے' دوسری صف میں ہو جائیں اور دوسری صف والے پہلی صف میں آ جائیں۔ پھر امام اور سب لوگ رکوع کریں۔ پھر امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کریں' پچھلی صف والے کھڑے نگرانی کرتے رہیں۔ جب امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کر کے بیٹھ جائیں تو (پھر) دوسری صف والے سجدہ کریں اور سب بیٹھ جائیں اور پھر مل کر سلام پھیریں۔

قال أَبُو دَاوُدَ - هذا قَوْلُ سُفْيَانَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ جناب سفیان کا یہی قول ہے۔

١٢٣٦- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قال: كُنَّا مع رسولِ الله ﷺ بِعُسْفانَ وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ، فقال الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً، لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً لَوْ كُنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ في الصَّلَاةِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْقَصْرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ رسولُ

١٢٣٦- حضرت ابوعیاش زرقی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان میں تھے جبکہ مشرکین کی قیادت خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکین نے کہا: ہمیں دھوکے کا موقع ملا تھا' ہمیں غفلت کا موقع ملا تھا اگر ہم ان پر حملہ کر دیتے جبکہ یہ نماز پڑھ رہے تھے (تو یہ بہت اچھا موقع تھا) چنانچہ ظہر اور عصر کے درمیان آیت قصر (یعنی نماز خوف) نازل ہو گئی۔ جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ قبلے کی جانب کھڑے ہو گئے اور مشرکین ان کے

١٢٣٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخوف، باب:١، ح:١٥٥١ من حديث منصور به، وصححه البيهقي(٣/ ٢٥٧)، والبغوي، شرح السنة: ١٠٩٦، والدارقطني(٢/ ٦٠)، وابن حبان، ح: ٥٨٧، ٥٨٨، والحاكم(١/ ٣٣٧، ٣٣٨) على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

الله ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَالْمُشْرِكُون أَمَامَهُ، فَصَفَّ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ صَفٌّ، وَصَفَّ بَعْدَ ذَلِكَ الصَّفِّ صَفٌّ آخَرُ، فَرَكَعَ رسولُ الله ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ وَقَامَ الآخَرُون يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا صَلَّىٰ هَؤُلَاءِ السَّجْدَتَيْنِ وَقَامُوا سَجَدَ الآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الآخَرِينَ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الأَخِيرُ إِلَى مَقَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رسولُ الله ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ رسولُ الله ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا، فَصَلَّاهَا بِعُسْفَانَ وَصَلَّاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْمٍ.

سامنے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اور دوسری اس کے پیچھے۔ سو رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے متصل جو صف تھی اس نے سجدہ کیا۔ دوسری صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔ جب ان لوگوں (پہلی صف والوں) نے دو سجدے کر لیے اور کھڑے ہو گئے تو جو لوگ ان کے پیچھے تھے انہوں نے سجدہ کیا۔ پھر پہلی صف دوسری صف والوں کی جگہ پر آ گئی اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ پر ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے اور آپ سے متصل صف والوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ اور پہلی صف والے بیٹھ گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا۔ پھر سب بیٹھے اور اکٹھے سلام پھیرا۔ آپ علیہ السلام نے عسفان اور غزوہ بنی سلیم کے موقع پر اس طرح نماز (خوف) پڑھائی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ هذا المَعْنَىٰ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ دَاوُدُ بنُ حُصَيْنٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، وكَذَلِكَ عَبْدُ المَلِكِ عن عَطَاءٍ عن جَابِرٍ، وَكَذَلِكَ قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ عن حِطَّانَ عن أَبِي مُوسَى فِعْلَهُ، وَكَذَلِكَ عِكْرِمَةُ بنُ خَالِدٍ عن مُجَاهِدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ایوب اور ہشام نے ابوالزبیر سے انہوں نے حضرت جابر ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ ایسے ہی داود بن حصین نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی عبدالملک نے عطاء سے انہوں نے حضرت جابر ؓ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح قتادہ نے حسن سے انہوں نے حطان سے انہوں نے ابوموسیٰ سے ان کا اپنا فعل نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح عکرمہ بن خالد نے مجاہد سے انہوں نے نبی ﷺ سے۔

عن النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ.

اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور ثوری کا بھی یہی قول ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو دورانِ جنگ میں بھی معاف نہیں۔ ② ایسے مواقع پر نماز کے دوران میں عمل کثیر بھی جائز اور مطلوب ہے۔ اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ③ نماز خوف کے متعدد طریقوں میں سے ایک طریقہ یہی ہے امام اور مجاہدین کو حسب احوال کوئی سا طریقہ اختیار کر لینا چاہیے۔

(المعجم ١٣) - **باب مَنْ قَالَ: يَقُومُ صَفٌّ مَعَ الْإِمَامِ وَصَفٌّ وِجَاهَ الْعَدُوِّ** (التحفة ٢٨٣)

باب: ۱۳- (نماز خوف کی ایک اور کیفیت) ایک صف امام کے ساتھ ہو اور دوسری دشمن کے سامنے

فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُم يَقُومُ قَائِمًا حتَّى يُصَلِّيَ الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً أُخْرَىٰ ثُم يَنْصَرِفُوا فَيصُفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَتَجِيءُ الطَّائِفَةُ الأُخْرَى فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً وَيَثْبُتُ جَالِسًا فَيُتِمُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُم يُسَلِّمُ بِهِمْ جَمِيعًا.

چنانچہ امام اپنے ساتھ والے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے، پھر امام کھڑا انتظار کرے، حتیٰ کہ یہ لوگ (اپنے طور پر) دوسری رکعت پڑھ لیں اور دشمن کے سامنے چلے جائیں، پھر دوسرا گروہ آ جائے اور امام انہیں ایک رکعت پڑھائے، پھر وہ بیٹھ کر انتظار کرے، حتیٰ کہ یہ لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ لیں۔ پھر امام ان سب کے ساتھ مل کر سلام کہے۔

١٢٣٧- **حَدَّثَنا** عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ ابنِ الْقَاسِمِ، عن أبِيهِ، عن صَالِحِ بنِ خَوَّاتٍ، عن سَهْلِ بنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ في خَوْفٍ فَجَعَلَهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، فَصَلَّىٰ بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُم قامَ فلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً، ثُم تَقَدَّمُوا وَتأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلَّى

۱۲۳۷- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے اپنے پیچھے ان لوگوں کی دو صفیں بنائیں۔ تو جو لوگ آپ کے ساتھ کھڑے تھے آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور مسلسل کھڑے رہے، حتیٰ کہ انہوں (پہلی صف والوں) نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی۔ پھر دوسرے گروہ والے آگے آ گئے اور جو آگے تھے وہ پیچھے چلے گئے۔ پس نبی

١٢٣٧- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة الخوف، ح: ٨٤١ عن عبيدالله بن معاذ، والبخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣١ من حديث شعبة به.

بهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً، ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ.

ﷺ نے ان لوگوں کو بھی ایک رکعت پڑھائی پھر بیٹھے رہے' حتیٰ کہ انہوں (دوسرے گروہ والوں) نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی' پھر سلام پھیرا۔

(المعجم ١٤) - باب مَنْ قَالَ: إِذَا صَلَّى رَكْعَةً (التحفة ٢٨٤)

باب:١٤-(ایک اور کیفیت) امام (دونوں گروہوں کو ایک) ایک رکعت پڑھائے

وَثَبَتَ قَائِمًا، أَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَاخْتُلِفَ فِي السَّلَامِ.

امام جب ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائے تو پھر کھڑا انتظار کرے' حتیٰ کہ یہ لوگ دوسری رکعت مکمل کر لیں اور سلام پھیر لیں اور پھر دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں۔ اس صورت میں سلام میں اختلاف کیا گیا ہے۔

١٢٣٨ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَزِيدَ بنِ رُومَانَ، عن صَالِحِ بنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صلاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةً وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّىٰ بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صلاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثم سَلَّمَ بِهِمْ.

١٢٣٨-صالح بن خوات اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی' اس نے بیان کیا کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا۔ پھر آپ نے اس گروہ کو جو آپ کے ساتھ تھا ایک رکعت پڑھائی' پھر کھڑے رہے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کی۔ پھر یہ لوگ دشمن کے سامنے چلے گئے اور دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے ان کو اپنی باقی ماندہ دوسری رکعت پڑھائی' پھر آپ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر اپنی نماز مکمل کی۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

قال مَالِكٌ: وحديثُ يَزِيدَ بنِ رُومَانَ أَحَبُّ - مَا سَمِعْتُ - إِلَيَّ.

امام مالک ؒ کہتے ہیں کہ (نماز خوف کے سلسلے میں) جو میں نے سنا ہے (ان میں سے یہی) حدیث یزید بن رومان مجھے زیادہ پسند ہے۔

١٢٣٨ــ **تخريج**: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٢٩، ومسلم، ح: ٨٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٣.

١٢٣٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ، عن صَالِحِ بنِ خَوَّاتٍ الأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ سَهْلَ بنَ أَبِي حَثْمَةَ الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ صلاةَ الْخَوْفِ: أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُواجِهَةَ الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعَ الإِمَامُ رَكْعةً وَيَسْجُدَ بِالَّذِينَ مَعَهُ ثم يَقُومَ، فإذا اسْتَوَى قَائِمًا ثَبَتَ قائمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمُوا وَانْصَرَفُوا، وَالإِمَامُ قَائِمٌ، فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، ثم يُقْبِلُ الآخَرُونَ الَّذِينَ لم يُصَلُّوا فَيُكَبِّرُوا وَرَاءَ الإِمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ ثُم يُسَلِّمُ، فَيَقُومُونَ فيَرْكَعُون لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ.

۱۲۳۹- صالح بن خوات انصاری سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نماز خوف (کا طریقہ) یہ ہے کہ امام اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ (نماز کے لیے) کھڑے ہو جائیں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے۔ امام اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع کرے اور سجدہ کرے' پھر جب اٹھے تو کھڑا ہی رہے اور مقتدی اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں' پھر سلام پھیریں اور امام کھڑا رہے اور یہ دشمن کے مقابل چلے جائیں۔ پھر دوسرا گروہ آ جائے جنہوں نے ابھی نماز شروع نہیں کی تھی' پس وہ امام کے پیچھے تکبیر کہہ کر (نماز شروع کریں) پھر امام ان کو رکوع اور سجدہ کرائے' پھر سلام پھیرے اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ رکعت پڑھیں اور پھر سلام پھیریں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا رِوَايَةُ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ عن الْقَاسِمِ نَحْوُ رِوَايَةِ يَزِيدَ بنِ رُومَانَ إِلَّا أَنَّهُ خَالَفَهُ في السَّلَامِ، وَرِوَايَةُ عُبَيْدِالله نَحْوُ رِوَايَةِ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قال: قال: وَيَثْبُتُ قَائِمًا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی قاسم سے روایت یزید بن رومان کی روایت کی مانند ہے صرف سلام کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اور عبیداللہ کی روایت یحییٰ بن سعید کی روایت کی مانند ہے۔ اس (یحییٰ) کے لفظ ہیں [وَيَثْبُتُ قَائِمًا] (یعنی امام کھڑا رہے)۔

(المعجم ١٥) - باب مَنْ قَالَ: يُكَبِّرُونَ جَمِيعًا (التحفة ٢٨٥)

باب: ۱۵-(ایک اور کیفیت) سب اکٹھے تکبیر (تحریمہ) کہیں

وَإِنْ كَانُوا مُسْتَدْبِرِينَ الْقِبْلَةَ ثُم يُصَلِّي بِمَنْ مَعَهُ رَكْعةً، ثم يَأْتُونَ مَصَافَّ

تمام مجاہدین مل کر تکبیر (تحریمہ) کہیں۔ اگر ان کی پشت قبلے کی طرف ہو' تو امام اپنے ساتھ ایک گروہ کو ایک

١٢٣٩ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٣، ١٨٤.

أَصْحَابِهِمْ، وَيَجِيءُ الآخَرُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثم يُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تُقْبِلُ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ تُقَابِلُ الْعَدُوَّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، وَالإِمَامُ قاعِدٌ، ثُمَّ يُسَلِّمُ بِهِمْ كُلِّهِمْ.

رکعت پڑھائے' پھر یہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے آئیں۔ پھر دوسرے (امام کے پیچھے) آ کر اپنی پہلی رکعت اپنے طور پر پڑھیں' پھر امام انہیں دوسری رکعت پڑھائے' پھر وہ گروہ بھی آ جائے جو دشمن کے مقابل ہو' اور اپنے طور پر ایک رکعت پڑھیں اور امام بیٹھا رہے' پھر ان سب کے ساتھ مل کر سلام پھیرے۔

١٢٤٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ وَابنُ لَهِيعَةَ قالا: حَدَّثَنا أَبُو الأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عن مَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: هَلْ صَلَّيْتَ مع رسولِ الله ﷺ صلاةَ الْخَوْفِ؟ قال أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. فقال مَرْوَانُ: مَتَى؟ قال أَبُو هُرَيْرَةَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ، قَامَ رسولُ الله ﷺ إِلَى صَلاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرَىٰ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظُهُورُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ، فكَبَّرَ رسولُ الله ﷺ فكَبَّرُوا جَمِيعًا: الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، وَالآخَرُونَ قِيامٌ مُقَابِلِي العَدُوِّ، ثُمَّ قَامَ رسولُ الله ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ

١٢٤٠- مروان بن حکم سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! مروان نے پوچھا کب؟ انہوں نے کہا: غزوۂ نجد کے سال۔ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک گروہ تھا جبکہ دوسرا دشمن کے مقابل تھا اور قبلے کی طرف ان کی پشت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور سب نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی' آپ کے ساتھ والوں نے بھی اور انہوں نے بھی جو دشمن کے بالمقابل تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والے گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ اس گروہ نے آپ کے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ جبکہ دوسرے لوگ دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ والا گروہ بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر یہ چلے گئے اور دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ جو پہلے دشمن کے سامنے تھا (آپ

١٢٤٠ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، صلوة الخوف، ح: ١٥٤٤ من حديث أبي عبدالرحمٰن المقرىء به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٦١، ١٣٦٢، وابن حبان، ح: ٥٨٥ من طريق آخر، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٨، ٣٣٩، ووافقه الذهبي.

فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوهُمْ، وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا ورسولُ الله ﷺ قائِمٌ كما هُوَ، ثم قامُوا، فَرَكَعَ رسولُ الله ﷺ رَكْعَةً أُخْرَى وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ الله ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ كَان مَعَهُ، ثُمَّ كَان السَّلَامُ فَسلَّمَ رسولُ الله ﷺ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا، فَكَان لرسولِ الله ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً رَكْعَةً.

کے پیچھے) آ گیا۔انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ بدستور کھڑے رہے۔ پھر (جب یہ لوگ پہلی رکعت سے) کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی۔انہوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجود کیا۔ پھر وہ گروہ بھی آ گیا جو دشمن کے سامنے تھا' انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے بیٹھے رہے۔ پھر سلام پھرا' تو رسول اللہ ﷺ نے اور سب نے اکٹھے سلام پھیرا۔ پس (اس طرح) رسول اللہ ﷺ کی (جماعت کے ساتھ) دو رکعتیں ہوئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر ہر شخص کی ایک ایک رکعت۔

١٢٤١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ: حدثني مُحمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ وَمُحمَّدِ بنِ الأَسْوَدِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ إِلَى نَجْد، حتَّى إذا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ، لَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَفْظُهُ عَلَى غَيْرِ لَفْظِ حَيْوَةَ. وقال فيه: حِينَ رَكَعَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ قال: فَلَمَّا قَامُوا مَشَوُا الْقَهْقَرَىٰ إِلَى مَصَافِّ أَصْحَابِهِمْ ولم يَذْكُرِ اسْتِدْبَارَ الْقِبْلَةِ.

۱۲۴۱- جناب عروہ بن زبیر حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب نکلے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام نخل کے ذات الرقاع میں پہنچے تو بنوغطفان کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اور مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ اس کے الفاظ حیوہ کے الفاظ سے مختلف ہیں۔ اس میں کہا: جب آپ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور کھڑے ہوئے تو یہ لوگ الٹے پاؤں چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ اور قبلے کی طرف پشت کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

١٢٤٢- قال أَبُو دَاوُدَ: وأَمَّا عُبَيْدُ الله

۱۲۴۲- امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن سعد نے

١٢٤١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

١٢٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢٧٥/٦ من حديث عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وصححه ◄◄

ابنُ سَعْدٍ فحدَّثنا قال: حدثني عَمِّي: أخبرنا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ، حدثني مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشةَ حَدَّثَتْهُ بهذه القِصَّةِ قالت: كَبَّرَ رسُولُ الله ﷺ وكَبَّرَتِ الطَّائِفَةُ الَّذينَ صَفُّوا مَعَهُ، ثم ركَعَ فرَكَعُوا، ثم سَجَدَ فَسَجَدُوا، ثم رَفَعَ فرَفَعُوا، ثم مَكَثَ رسولُ الله ﷺ جالِسًا، ثم سَجَدُوا هُمْ لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامُوا فَنَكَصُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ يَمْشُونَ الْقَهْقَرَىٰ حتى قَامُوا مِنْ وَرَائِهِمْ، وجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الأُخْرَىٰ فَقامُوا فكَبَّرُوا، ثم ركَعُوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثم سَجَدَ رسولُ الله ﷺ فَسَجَدُوا مَعَهُ، ثم قَامَ رسولُ الله ﷺ وَسَجَدُوا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُم قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ جَمِيعًا فَصَلَّوا مع رسولِ الله ﷺ فرَكَعَ فرَكَعُوا، ثُم سَجَدَ فَسَجَدُوا جَمِيعًا، ثُم عَادَ فَسَجَدَ الثَّانِيَةَ وَسَجَدُوا مَعَهُ سَرِيعًا، كأَسْرَعِ الأَسْرَاعِ جَاهِدًا لا يَأْلُونَ سِرَاعًا، ثُم سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ وَسَلَّمُوا، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ وقَدْ شَارَكَهُ النَّاسُ في الصَّلَاةِ كُلِّهَا.

ہم سے بیان کیا تو کہا کہ مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے خبر دی ابن اسحاق سے' انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ نے ان سے یہی واقعہ بیان کیا۔ کہا: رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور اس گروہ نے بھی تکبیر کہی جس نے آپ کے ساتھ صف بنائی تھی۔ پھر آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا' پھر آپ نے سر اٹھایا تو انہوں نے بھی اٹھایا۔ پھر رسول ﷺ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسرا سجدہ کیا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور الٹے پاؤں چلتے ہوئے ان (یعنی دوسرے گروہ) کے پیچھے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ آ گیا' وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تکبیر کہی اور اپنے طور پر رکوع کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسرا سجدہ کیا۔ پھر دونوں گروہ اکٹھے کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا۔ پھر پلٹ کر دوسرا سجدہ کیا' انہوں نے بھی آپ کے ساتھ جلدی سے سجدہ کیا' نہایت جلدی' جلد بازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا' تو ان سب نے بھی سلام پھیرا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے' اور سب لوگ آپ کے ساتھ ساری نماز میں شریک رہے۔

◀◀ ابن خزيمة، ح: ١٣٦٣، وابن حبان، ح: ٥٨٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٣٦، ٣٣٧، ووافقه الذهبي.

(المعجم ١٦) - **باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً** (التحفة ٢٨٦)

باب:١٦-(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے اور ہر صف (گروہ) کے لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں

١٢٤٣- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَزِيدُ ابنُ زُرَيْعٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّىٰ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، والطَّائِفَةُ الْأُخْرَىٰ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا في مَقَامِ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّىٰ بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَىٰ ثُم سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُم قَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوا رَكْعَتَهُمْ وقامَ هٰؤُلاءِ فَقَضَوا رَكْعَتَهُمْ.

۱۲۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جب کہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسروں کی جگہ پر (دشمن کے مقابل) کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کے پیچھے) آ گئے تو آپ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی اور دوسرے گروہ والے بھی کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ نَافِعٌ وخَالِدُ بنُ مَعْدَانَ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ، وكذلك قَوْلُ مَسْرُوقٍ ويُوسُفَ بنِ مِهْرَانَ عن ابنِ عَبَّاسٍ، وكذلك رَوَىٰ يُونُسُ عن الْحَسَنِ عن أبي مُوسَىٰ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ نافع اور خالد بن معدان نے ابن عمر سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ مسروق اور یوسف بن مہران کا بھی ابن عباس ؓ سے یہی قول ہے۔ نیز یونس نے حسن سے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ ؓ سے ان کا فعل بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس صورت میں گویا امام اپنے مجاہد مقتدیوں کا محافظ بنا کہ وہ اپنی نماز مکمل کر لیں۔

(المعجم ١٧) - **باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُومُ الَّذِينَ خَلْفَهُ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً ثُمَّ يَجِيءُ الآخَرُونَ إِلَى مَقَامِ هَؤُلَاءِ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً** (التحفة ٢٨٧)

باب:١٧-(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے، تو جو لوگ اس کے پیچھے ہوں وہ کھڑے ہو کر اپنی (دوسری) رکعت پڑھ لیں، پھر دوسرے لوگ ان کی جگہ پر آ جائیں اور اپنی ایک رکعت پڑھ لیں

١٢٤٣- **تخريج**: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣٣ عن مسدد، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة الخوف، ح: ٨٣٩ من حديث معمر به.

١٢٤٤- حَدَّثَنا عِمْرانُ بنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا ابنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنا خُصَيْفٌ عن أبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ صلاةَ الْخَوْفِ، فَقَامُوا صَفًّا خَلْفَ رسُولِ الله ﷺ وصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّىٰ بِهِمْ رسُولُ الله ﷺ رَكْعةً، ثُم جَاء الآخَرُونَ فَقامُوا مَقَامَهُمْ- وَاسْتَقْبَلَ هَؤُلَاءِ الْعَدُوَّ - فَصَلَّى بِهِمُ النَّبيُّ ﷺ رَكْعةً ثُم سَلَّمَ، فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُم سَلَّمُوا، ثُم ذَهَبُوا فَقَامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُولَئِكَ إِلَى مَقَامِهِم فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعةً ثُم سَلَّمُوا.

۱۲۴۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ (مجاہدین نے دو صفیں بنائیں) ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے سامنے رہی۔ آپ نے ان کو (جو آپ کے پیچھے تھے) ایک رکعت پڑھائی' پھر دوسرے آ گئے اور ان لوگوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور یہ دشمن کے مقابلے میں چلے گئے۔ نبی ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور خود سلام پھیر دیا' تو ان لوگوں نے اٹھ کر اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا' پھر چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔ جو دشمن کے سامنے تھے۔ پھر دوسرے ان لوگوں کی جگہ پر آ گئے اور اپنی اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا۔

١٢٤٥- حَدَّثَنا تَمِيمُ بنُ الْمُنْتَصِرِ: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ يَعْني ابنَ يُوسُفَ، عن شَرِيكٍ، عن خُصَيْفٍ بِإِسْنَادِهِ ومَعْنَاهُ قال: فكَبَّرَ نَبِيُّ الله ﷺ فكَبَّرَ الصَّفَّانِ جَمِيعًا.

۱۲۴۵- جناب خصیف نے اپنی سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: اللہ کے نبی ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں صفوں نے ان کے ساتھ مل کر تکبیر کہی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ بهذا الْمَعْنَىٰ عن خُصَيْفٍ: وصَلَّى عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ سَمُرَةَ هَكذا، إِلَّا أَنَّ الطَّائِفَةَ الَّتِي صَلَّى بِهِم رَكْعةً ثُم سَلَّمَ مَضَوْا إِلى مَقَامِ أَصحابِهِم، وَجَاءَ هَؤُلَاءِ فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِم رَكْعةً ثُم رَجَعُوا إِلى مَقَامِ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ثوری نے بھی خصیف سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی پڑھائی تھی' سوائے اس کے کہ جس گروہ نے آخیر میں ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی' وہ امام کے سلام کے بعد دشمن کے سامنے چلے گئے۔ پھر پہلا گروہ آیا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکعت پڑھی

١٢٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٥ عن محمد بن فضيل بن غزوان به * خصيف ضعيف، تقدم، ح: ١٠٢٨، وأبوعبيدة عن أبيه منقطع، تقدم، ح: ٩٩٥.

١٢٤٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

أُولَئِكَ، فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِم رَكْعَةً.

(جو باقی تھی) پھر یہ دوسرے گروہ کی جگہ پر لوٹ گئے' بعدازاں دوسرا گروہ آیا اور اس نے ایک رکعت پڑھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: حدثنا بِذَلِكَ مُسْلِمُ ابنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ حَبِيبٍ: أخبرني أبي أَنَّهُمْ غَزَوْا مع عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ سَمُرَةَ كابُلَ فَصَلَّى بِنَا صلاةَ الْخَوفِ.

امام ابوداود نے کہا: ہمیں یہ مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالصمد بن حبیب نے بیان کیا' وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل میں جہاد کیا اور انہوں نے ہم کو نماز خوف پڑھائی۔

فائدہ: اس باب کی دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ اس لیے ان میں بیان کردہ صورتیں غیر مستند ہیں۔

(المعجم ١٨) - باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ (التحفة ٢٨٨)

باب:۱۸-(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور وہ (بعد میں خود) کوئی ادائیگی نہ کریں

١٢٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، حدثني الأَشْعَثُ بنُ سُلَيْمٍ عن الأَسْوَدِ بنِ هِلَالٍ، عن ثَعْلَبَةَ بنِ زَهْدَمٍ قال: كُنَّا مع سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَانَ فَقَامَ فقال: أَيُّكُم صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ صلاةَ الْخَوْفِ؟ فقال حُذَيْفَةُ: أَنَا، فَصَلَّى بِهَؤُلَاءِ رَكْعَةً وبِهَؤُلَاءِ رَكْعَةً، وَلَمْ يَقْضُوا.

۱۲۴۶- جناب ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان میں تھے' وہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: تم میں سے کون ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرے کو ایک' اور پھر ان لوگوں نے کوئی ادائیگی نہیں کی (دوسری رکعت ادا نہ کی۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا رَوَاهُ عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الله ومُجَاهِدٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَعَبْدُ الله بنُ شَقِيقٍ عن أَبي

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن عبداللہ اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور عبداللہ بن شقیق نے

١٢٤٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة الخوف، باب: ١، ح: ١٥٣١ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٤٣، وابن حبان، ح: ٥٨٦، والحاكم: ١/ ٣٣٥، ووافقه الذهبي.

هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ، ويَزِيدُ الْفَقِيرُ وَأَبُو مُوسَى. - قال أَبُو دَاوُدَ: رَجُلٌ مِنَ التَّابِعِينَ لَيْسَ بِالْأَشْعَرِيِّ - جَمِيعًا عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. وقد قال بَعْضُهم عن شُعْبَةَ في حديثِ يَزِيدَ الْفَقِيرِ: أَنَّهُمْ قَضَوْا رَكْعَةً أُخْرَى. وكَذَلك رَوَاهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ. وكَذلك رَوَاهُ زَيْدُ بن ثابِتٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: فَكَانَتْ لِلْقَوْمِ رَكْعَةً ولِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت ابوہریرہ ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اور یزید الفقیر اور ابوموسیٰ' یہ ایک تابعی ہیں (صحابی رسول ابو موسیٰ) اشعری نہیں ہیں۔ یہ سب حضرت جابر ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے۔ بعض نے شعبہ سے یزید الفقیر کی روایت میں کہا ہے: انہوں نے ایک رکعت ادا کی تھی۔ اور ایسے ہی اس کو سماک حنفی نے حضرت ابن عمر ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی اس کو حضرت زید بن ثابت ؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس صورت میں قوم کے لیے ایک ایک رکعت ہوئی اور نبی ﷺ کے لیے دو رکعتیں۔

١٢٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قالا: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن بُكَيْرِ ابنِ الْأَخْنَسِ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: فَرَضَ الله عَزَّوَجلَّ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُم ﷺ، في الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وفي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وفي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۲۴۷- حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر نماز فرض کی ہے۔ اقامت میں چار رکعتیں' سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت۔

فائدہ: علامہ سندھی کہتے ہیں کہ اس بات میں کوئی تعارض نہیں کہ خوف میں ایک رکعت واجب ہو اور دو پڑھ لی جائیں۔ مذکورہ روایات میں جو آیا ہے وہ احب اور اولیٰ کا مسئلہ ہے۔ یا حدیث کا یہ مقصود ہو کہ سخت خوف کی حالت میں کم ازکم ایک رکعت فرض ہے۔

(المعجم ١٩) - باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ (التحفة ٢٨٩)

باب:۱۹- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائے

١٢٤٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ:

۱۲۴۸- حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی

١٢٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٧ عن سعيد بن منصور به.

١٢٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الإمامة، باب اختلاف نية الإمام والمأموم، ح: ٨٣٧ من حديث الأشعث به * الحسن البصري عنعن، وحديث يحيى بن أبي كثير رواه مسلم، ح: ٨٤٣، وهو يغني عنه.

حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا الأَشْعَثُ عن الْحَسَن، عن أَبِي بَكْرَةَ قال: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ في خَوْفِ الظُّهْرَ، فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ وَبَعْضُهُمْ بإِزَاءِ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِم رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْطَلَقَ الَّذِينَ صَلَّوا مَعَهُ فَوَقَفُوا مَوْقِفَ أَصْحابِهِم، ثُمَّ جَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّوا خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِهِم رَكْعَتَيْنِ، ثُم سَلَّمَ، فَكَانَتْ لرسولِ الله ﷺ أَرْبَعًا ولِأَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وبِذَلِكَ كَان يُفْتِي الْحَسَنُ.

ﷺ نے خوف میں ظہر کی نماز پڑھائی۔ بعض نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بعض دشمن کے سامنے رہے۔ آپ نے ان لوگوں کو (جو آپ کے پیچھے تھے) دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ تب یہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے گئے اور وہ آ گئے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں اور آپ کے اصحاب کی دو دو۔ جناب حسن اسی کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذلكَ في الْمَغْرِبِ يَكُونُ لِلإمَامِ سِتُّ ركَعَاتٍ وللقَوْمِ ثَلاثًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں اور ایسے ہی نماز مغرب میں (ہوگا کہ) امام کی چھ رکعتیں ہوں گی اور قوم کی تین تین۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذلكَ رَوَاهُ يَحْيَى ابنُ أبي كَثِيرٍ عن أبي سَلَمَةَ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وكَذلكَ قال سُلَيْمانُ الْيَشْكُرِيُّ عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر نے ابوسلمہ سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی سلیمان یشکری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے کہا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی حدیث (۸۴۳) سے یہ صورت ثابت ہے۔ بہرحال صلوٰۃ خوف کی یہ مختلف صورتیں ہیں۔ امام حسب احوال کوئی بھی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ قابل غور یہ ہے کہ اس پریشان کن حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام والتزام ہونا چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - باب صَلَاةِ الطَّالِبِ (التحفة ٢٩٠)

باب: ۲۰- دشمن کو ڈھونڈنے نکلے تو نماز کس طرح پڑھے؟ (یعنی اگر اندیشہ ہو کہ نماز پڑھنے کے لیے رک گئے تو دشمن جل دے جائے گا یا کوئی اور مشکل پیش آ جائے گی تو اس صورت میں کیسے کرے؟)

١٢٤٩- حَدَّثَنا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ إِسْحَاقَ عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن ابنِ عَبْدِ الله بنِ أُنَيْسٍ، عن أَبِيهِ قال: بَعَثَنِي رسولُ الله ﷺ إلى خَالِدِ بنِ سُفْيَانَ الْهُذَلِيِّ - وكَانَ نَحْوَ عُرَنَةَ وَعَرَفَاتٍ - فقال: «اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ». قال: فَرَأَيْتُهُ، وَحَضَرَتْ صلاةُ الْعَصْرِ فَقُلْتُ: إِنِّي لأَخَافُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا إنْ أُؤَخِّرِ الصَّلَاةَ، فَانْطَلَقْتُ أَمْشِي وَأَنَا أُصَلِّي أُوْمِىءُ إِيمَاءً نَحْوَهُ، فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قال لِي: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَجْمَعُ لِهَذَا الرَّجُلِ فَجِئْتُكَ فِي ذَاكَ. قال: إِنِّي لَفِي ذَاكَ. فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً، حتَّى إِذَا أَمْكَنَنِي عَلَوْتُهُ بِسَيْفِي حتَّى بَرَدَ.

۱۲۴۹- حضرت عبداللہ بن انیس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خالد بن سفیان ہذلی کے تعاقب میں عُرنہ اور عرفات کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: ’’جاؤ اور اسے قتل کر دو۔‘‘ میں نے اسے دیکھا اور ادھر نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ تو میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے نماز مؤخر کی تو میرے اور اس کے درمیان کچھ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں اس کی طرف جاتے ہوئے اشارے سے نماز پڑھتا گیا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو اس نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اہل عرب سے ہوں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص کے مقابلے کے لیے لشکر جمع کر رہے ہو تو میں اس سلسلے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا: میں بھی اسی مہم پر ہوں۔ چنانچہ میں کچھ دیر اس کے ساتھ چلتا رہا۔ جب میں نے موقع پایا تو اس پر اپنی تلوار بلند کی...... حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (کتاب الخوف، باب صلاۃ الطالب والمطلوب راکباً و ایماءً) اور اس سے معلوم ہوا کہ دوران جنگ میں اگر صورت حال سنگین ہو جائے اور نماز کے لیے جمع ہونے کی مذکورہ بالا کوئی بھی صورت ممکن نہ ہو تو مجاہدین اشارے سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ② جنگ میں دشمن کے سامنے حیلہ اور توریہ سے کام لینا جائز ہے۔ یہ جھوٹ کی ذیل میں نہیں آتا۔

الحمدللہ سنن ابوداود (عربی/اردو) کی پہلی جلد مکمل ہوئی۔
دوسری جلد کا آغاز کتاب التطوع، باب تفریع ابواب التطوع سے ہوگا۔
و بید اللہ التوفیق والسداد وبہ نستعین۔

١٢٤٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٦ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٨٢، وابن حبان، ح: ٥٩١ * ابن عبدالله بن أنيس اسمه عبدالله، انظر دلائل النبوة للبيهقي: ٤/ ٤٢.